

تصحیح شدہ جدید ایڈیشن

درجہ عالمیہ للبنات کے وفاقی نصاب کے مطابق

عَطاءُ البَاری

مکمل اُردو شرح صحیح بخاری

تالیف

حضرت مولانا محمد عَطاءُ المُنعِم صاحب مدظلہ العالی

شاگرد رشید

مفتی اعظم مولانا مفتی محمد ولی حسن ٹونکی رحمہ اللہ

(استاذ الحدیث جامعہ حمیر اللبنات رحیم یار خان)



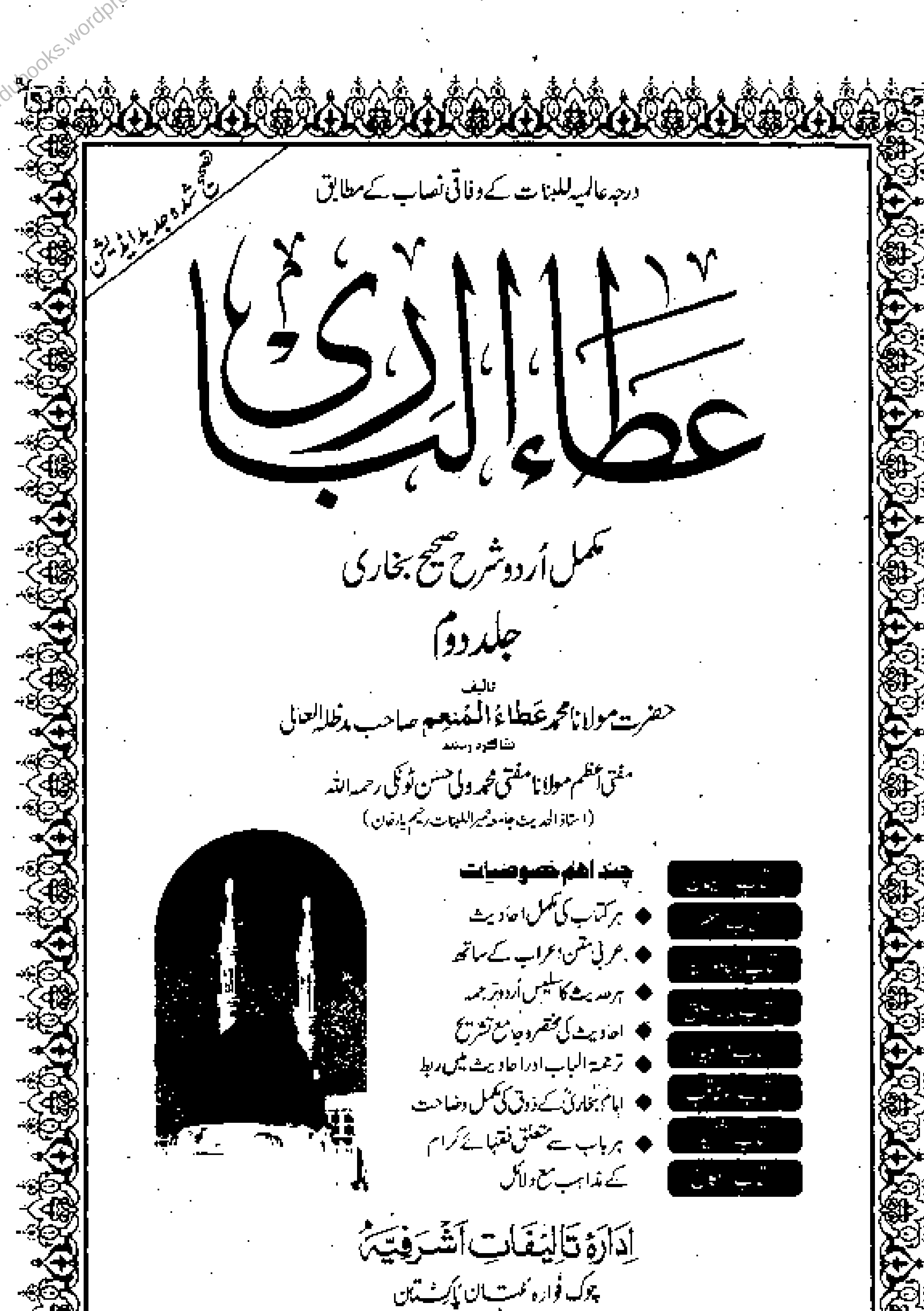
چند اہم خصوصیات

- ہر کتاب کی مکمل احادیث
- عربی متن اعراب کے ساتھ
- ہر حدیث کا سلیس اُردو ترجمہ
- احادیث کی مختصر و جامع تشریح
- ترجمۃ الباب اور احادیث میں ربط
- امام بخاریؒ کے ذوق کی مکمل وضاحت
- ہر باب سے متعلق فقہائے کرام کے مذاہب مع دلائل

- کتاب الایمان
- کتاب العلم
- کتاب الجہاد والسیر
- کتاب بدء الخلق
- کتاب الانبیاء
- کتاب المناقب
- کتاب التفسیر
- کتاب النکاح

اِدارۂ تالیفاتِ اَشرفِیَہ

چوک فوارہ ملتان پاکستان



ترمیم شدہ جدید ایڈیشن

درجہ عالیہ للبنات کے وفاقی نصاب کے مطابق

عطاء الباری

مکمل اردو شرح صحیح بخاری

جلد دوم

تالیف

حضرت مولانا محمد عطاء المنعم صاحب مدظلہ العالی

شاگرد رشید

مفتی اعظم مولانا مفتی محمد ولی حسن ٹونکی رحمہ اللہ

(استاذ الحدیث جامعہ خیر المبنات رحیم یار خان)

چند اہم خصوصیات

- ہر کتاب کی مکمل احادیث
- عربی متن اعراب کے ساتھ
- ہر حدیث کا سلیس اردو ترجمہ
- احادیث کی مختصر و جامع تشریح
- ترجمۃ الباب اور احادیث میں ربط
- امام بخاریؒ کے ذوق کی مکمل وضاحت
- ہر باب سے متعلق فقہائے کرام کے مذاہب مع دلائل

ادارہ تالیفات اشرفیہ

چوک فوارہ ملتان پاکستان

عطاءُ البَاری

تاریخ اشاعت............... ذوالحجہ ۱۴۳۲ھ

ناشر........................ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

طباعت...... فیصل فدا پرنٹنگ پریس ملتان۔ فون 061-4570046

قارئین سے گذارش

ادارہ کی حتی الامکان کوشش ہوتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔
الحمدللہ اس کام کیلئے ادارہ میں علماء کی ایک جماعت موجود رہتی ہے۔
پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو برائے مہربانی مطلع فرما کر ممنون فرمائیں
تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاکم اللہ



ادارہ تالیفات اشرفیہ... چوک فوارہ... ملتان
معاویہ ٹرسٹ بہاولپور 0333-6367755
ادارہ اسلامیات.......... انارکلی........ لاہور
دارالاشاعت....... اُردو بازار........ کراچی
مکتبہ سید احمد شہید....... اردو بازار..... لاہور
ادارۃ الانور........ نیو ٹاؤن.......... کراچی
مکتبہ رحمانیہ....... اُردو بازار .... لاہور
مکتبہ دارالاخلاص... قصہ خوانی بازار...... پشاور

ISLAMIC EDUCATIONAL TRUST U.K
(ISLAMIC BOOKS CENTERE
119-121- HALLIWELL ROAD
BOLTON BL1 3NE. (U.K.)

عرض ناشر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امابعد! کتب احادیث میں جو مقام ومرتبہ امام بخاری رحمہ اللہ کی تالیف "صحیح البخاری" کو حاصل ہے اس کے بارہ میں ہر خاص وعام کو علم ہے کہ قرآن کریم کے بعد صحیح ترین کتاب ہونے کا شرف صرف اور صرف صحیح البخاری کو حاصل ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی خداداد اجتہادی بصیرت سے نہ صرف صحیح احادیث کو جمع فرمایا بلکہ احادیث کے شروع میں جو ابواب والتراجم مقرر فرمائے ان کی تشریح آج بھی اہل علم کی دلچسپی اور توجہ کی حامل ہے۔ بخاری شریف اپنی اہمیت اور مقام ومرتبہ کے پیش نظر تاہنوز مدارس دینیہ کے نصاب کی سرتاج رہی ہے اور موجودہ دور میں بنات کے مدارس میں بھی شامل نصاب ہے اور بخاری شریف کے اہم اجزاء میں سے کتاب الایمان۔۔کتاب العلم۔۔کتاب الجہاد۔۔کتاب بدء الخلق۔۔کتاب الانبیاء۔۔کتاب المناقب۔۔کتاب التفسیر اور کتاب النکاح بنات کے وفاقی نصاب میں شامل ہیں۔

مدارس دینیہ بنات میں زیر تعلیم درجہ عالمیہ کی عالمات ومعلمات کو مذکورہ اجزاء کی تشریح کیلئے مطبوعہ ضخیم شروحات سے استفادہ کرنا پڑتا تھا کہ صرف ان اجزاء پر مشتمل مکمل علیحدہ سے کوئی شرح شائع شدہ نہیں تھی۔ اللہ تعالیٰ جامعہ خیر المعلمات رحیم یارخان کے مہتمم اور ہمارے مہربان دوست حضرت مولانا عبدالغنی طارق صاحب دامت برکاتہم العالیہ کو جزائے خیر سے نوازے جنہوں نے اپنے جامعہ کے استاذ الحدیث حضرت مولانا ابواسامہ عطاء المنعم دامت برکاتہم العالیہ کی تالیف عطاء الباری اردو شرح صحیح البخاری کا مسودہ ترتیب کے بعد اشاعت کیلئے ادارہ کے سپرد فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ادارہ نے مولانا عبدالغنی طارق صاحب مدظلہ اور حضرت مؤلف مدظلہ کی نگرانی وراہنمائی میں اس جامع شرح کو جہد کثیر کے بعد طباعت کے زیور سے آراستہ کیا اور طالبات کی سہولت اور جدید عصری ذوق کو پیش نظر رکھا' تاکہ ادارہ کی اس خدمت حدیث سے بآسانی استفادہ کیا جاسکے۔ اس شرح میں کتاب بدء الخلق ... کتاب الانبیاء اور کتاب المناقب ایسے اجزاء ہیں جو محتاج تشریح نہیں اور نہ ان میں محدثین وفقہاء کے مابین اختلاف ودلائل کی مباحث آتی ہیں' لیکن چونکہ یہ اجزاء بھی بنات کے نصاب کا حصہ تھے اس لئے حضرت مؤلف کی مشاورت سے مذکورہ تینوں اجزاء کا مختصر عربی متن دیکر مکمل حدیث کا اردو ترجمہ دیدیا گیا ہے کہ عموماً طالبات کو ترجمہ ہی کی ضرورت رہتی ہے تو انہیں صرف ترجمہ دیکھنے کیلئے علیحدہ سے مستقل شرح نہ لینی پڑے۔

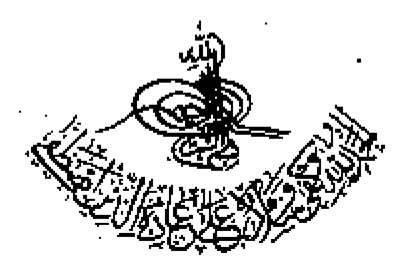
اللہ تعالیٰ ادارہ کی اس خدمت کو شرف قبولیت سے نوازے اور اس درسی شرح کو ارباب علم وفضل اساتذہ حدیث اور طلباء وطالبات حدیث کیلئے معین بنائے اور ہم سب کو احادیث مبارکہ کے علمی وروحانی انوار وبرکات سے نوازے اور خدمت حدیث پر جو مبشرات احادیث میں وارد ہیں محض اپنے فضل وکرم سے ہم سب کو ان کا کوئی حصہ عطا فرمائے آمین یارب العالمین

والسلام

محمد اسحٰق غفرلہ

۶ ذوالحجہ ۱۴۳۲ھ بمطابق 3 نومبر 2011ء

کلمات مؤلف



امابعد:..... جامعہ حمیرا للبنات رحیم یار خان میں دورہ حدیث شریف کا آغاز ہوا تو ادارے کی شوریٰ نے شاید اس لیے بخاری شریف پڑھانے کی ذمہ داری مجھے سونپ دی کہ بندہ کو جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے محدث کبیر مفتی اعظم پاکستان مفتی ولی حسن صاحب ٹونکی نور اللہ مرقدہٗ سے بخاری شریف پڑھنے کا اعزاز حاصل تھا ورنہ بخاری شریف پڑھانے کے لیے جن علمی وعملی صلاحیتوں کی ضرورت ہوتی ہے بندہ ان سے تہی دامن ہے اور اس لائق نہیں تھا کہ بخاری شریف پڑھانے کی اتنی بڑی ذمہ داری قبول کرتا لیکن شوریٰ کے فیصلہ کو رد کرنا بھی میرے بس میں نہ تھا اس لیے اپنے لیے سعادت سمجھتے ہوئے اس ذمہ داری کو قبول کر لیا۔

ابتدائی سالوں میں اپنے اکابرین کی شروحات سے اور اپنے شیخ مکرم مفتی ولی حسن صاحب ٹونکیؒ کے افادات سے بقدر ضرورت باقاعدہ املاء کراتا رہا۔ املاء میں اس بات کا خاص خیال رکھا کہ مباحث اتنی طویل اور پیچیدہ نہ ہو جائیں کہ طالبات کے ذہن میں اس کا استحضار نہ ہو سکے اور بوقت امتحان ان کو دقت کا سامنا کرنا پڑے اور مباحث اتنی مختصر بھی نہ ہوں کہ ان کی علمی استعداد میں کمی رہ جائے اور وفاق المدارس العربیہ کے امتحان کی ضرورت پوری نہ ہو لیکن اس انداز تدریس سے میں نے محسوس کیا کہ ایک تو اس سے روانی نہیں رہتی اور دوسرا یہ کہ درس کی رفتار اتنی سست رہتی ہے کہ آخر سال میں ناقابل برداشت بوجھ پڑ جاتا ہے۔

احقر نے اپنی اس اُلجھن کا ذکر مجلس تحقیقات علمیہ رحیم یار خان کے اجلاس میں کیا۔ (واضح رہے کہ مجلس تحقیقات علمیہ کے رئیس ہمارے ادارے کے رئیس الجامعہ حضرت مولانا عبدالغنی طارق لدھیانوی صاحب دامت برکاتہم ہیں) اور ساتھ ساتھ اجلاس میں یہ بات بھی رکھی کہ آئندہ بخاری شریف کی تقریر کا املاء نہ کراؤں بلکہ طالبات سے کہا جائے کہ اکابرین کی شروحات بخاری سے استفادہ کر لیا کریں۔

اس پر مجلس تحقیقات علمیہ کے رئیس اور ممبران علماء کرام نے خوب غور و خوض کرنے کے بعد یہ فرمایا کہ "شروحات بخاری سے مختلف اور انتہائی ذہین طالبات تو استفادہ کر سکیں گی لیکن متوسط اور کمزور ذہن کی طالبات صحیح معنی میں استفادہ نہ کر سکیں گی کیونکہ شروحات بخاری میں طالبات کے حصہ نصاب کی بعض مباحث و تقاریر اتنی طویل ہیں کہ ان کو ضبط کرنا یا ان سے اپنا مطلب اخذ کرنا طالبات کے لیے انتہائی مشکل ہے۔"

لہٰذا مجلس تحقیقات علمیہ کے اراکین علماء کرام نے اس بات پر شدید اصرار کیا کہ گزشتہ سالوں میں بخاری شریف پڑھانے کے دوران جو مباحث و افادات آپ نے طالبات کو املاء کرائے ہیں وہ مختصر مگر جامع ہیں۔

ان سے طالبات کی علمی اور امتحانی ضرورت احسن طریقہ سے پوری ہوگی۔ اس لیے اگر اسے کتابی شکل دے کر اس کی طباعت کرالیں تو آپ کے ادارے کی طالبات کے ساتھ ساتھ دیگر طالبات بھی اس سے استفادہ کرسکیں گی۔

مجلس تحقیقات علمیہ کے اس فیصلہ سے اگرچہ شروع شروع میں مجھے شرح صدر نہیں ہو رہا تھا لیکن آہستہ آہستہ یہ بات دل میں جگہ پکڑنے لگی کہ واقعی اگر اس کی طباعت ہو جائے تو بہت سے طلباء اور طالبات اس سے استفادہ کرسکیں گی اور ممکن ہے اللہ رب العزت اس کاوش کو قبول فرما کر نجات کا ذریعہ بنادیں۔ اس لیے احباب کے فیصلہ سے مجھے متفق ہونا پڑا۔

بخاری شریف کی اس تقریر میں درج ذیل چند باتوں کا اہتمام کیا گیا ہے:

۱......اہم تراجم کا ماقبل سے ربط ۲......مقصد ترجمۃ الباب کی وضاحت

۳......ترجمۃ الباب اور احادیث میں اگر کہیں بظاہر مطابقت نہ تھی تو اکابرین کے حوالہ سے عمدہ توجیہات پیش کی گئیں۔

۴......مشہور رُواۃ صحابہ رضی اللہ عنہم کا مختصر تعارف

۵......بقدر ضرورت احادیث کی مختصر تشریح

۶......حدیث کی جن عبارات کی وضاحت انتہائی ضروری تھی اس حدیث کی سند کا حوالہ دے کر آگے اس عبارت کو بطور متن کے لکھ کر نیچے اس کی وضاحت کی گئی۔

۷......مذاہب فقہاء، ہر ایک کے مختصر دلائل اور ان کی تنقیح

۸......اکابرین کے افادات کو بعض مقامات پر تو بعینہٖ نقل کیا گیا ہے اور بعض مقامات پر ان کے افادات کو عام فہم اور سہل انداز میں پیش کرنے کی جسارت کی گئی ہے۔ یوں سمجھیں کہ درج ذیل شروحات ہی عطاء الباری کا ماخذ و مراجع ہیں۔ تقریر بخاری، کشف الباری، افادات مفتی ولی حسن ٹونکی نور اللہ مرقدہٗ، انوار الباری، الخیر الجاری، انعام الباری، حاشیہ مولانا سندھیؒ، درس ترمذی، فیض الباری، فتح الباری، صحیح البخاری، بخاری مترجم۔

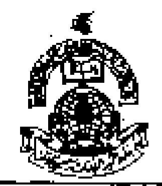
احقر کو اپنی کم علمی کا پورا پورا اعتراف ہے جس کی وجہ سے اس میں غلطیاں رہ جانے کا بھی امکان ہے اور یہ بھی کوئی بعید نہیں کہ ضبط و ترتیب میں کوئی نقص رہ گیا ہو۔ اس اُمید پر طباعت کرا رہے ہیں کہ ان شاء اللہ اہل علم کی نظر سے گزرنے کے بعد اس کی غلطیوں کی اصلاح ہوسکے گی جو اہل علم اس کی غلطیوں کی نشاندہی فرمائیں گے احقر ان کا بے حد مشکور ہوگا اور ان شاء اللہ العزیز اگلے ایڈیشن میں اصلاح کردی جائے گی۔

بندہ ابو اُسامہ محمد عطاء المنعم

اُستاذ حدیث و نائب مہتمم جامعہ حمیرا للبنات

علامہ اقبال ٹاؤن رحیم یار خان

JAMIA
HUMAIRA LILBANAT



جامعہ حمیراللبنات

بانی حضرت اقدس فقیہ العصر مولانا محمد یوسف لدھیانوی زیر اہتمام حضرت مولانا عبدالغنی طارق لدھیانوی مدظلہ

اجازت نامہ از مؤلف

برائے اشاعت عطاء الباری

نحمده ونصلي على رسوله الكريم

اما بعد! اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور توفیق سے حضرت مولانا حافظ محمد اسحٰق صاحب (ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان والے) کتب دینیہ درسی وغیر درسی اور ان سے متعلق شروحات کی اشاعت میں شب وروز کوشاں رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کی مساعیٔ جمیلہ کو شرف قبولیت سے نوازیں آمین۔

راقم الحروف بندہ عطاء المنعم شرح بخاری بنام "عطاء الباری" (للبنات) کی اشاعت کے جملہ حقوق صرف ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان کو تفویض کرتا ہے کوئی دوسرا ادارہ اس کتاب کی اشاعت کا مجاز نہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ اس جدید شرح کو ہم سب کی علمی وعملی ترقی کا ذریعہ بنائے آمین۔

والسلام

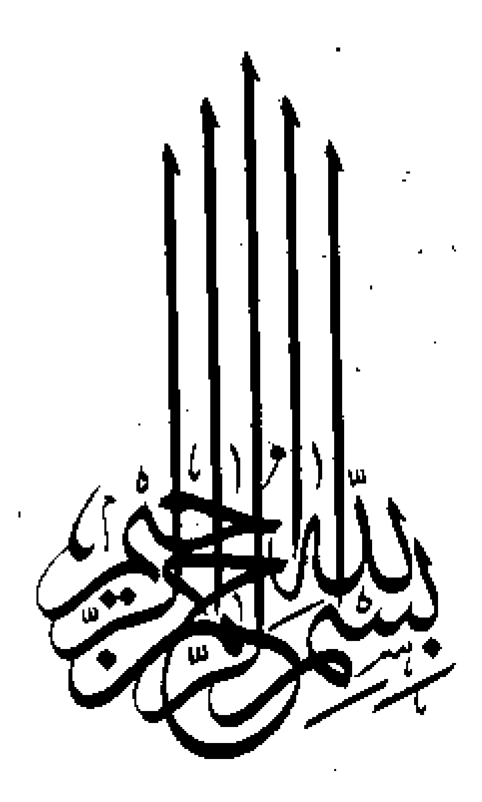
از جامعہ حمیراللبنات رحیم یار خان

29-09-11

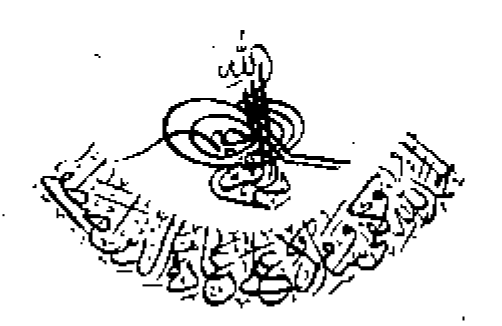
فہرست عنوانات

کتاب فضائل القرآن

کِتَابُ النِّکَاحِ



كتاب التفسير



صحیح بخاری کی کتاب التفسیر کا اجمالی تعارف

اجمالی تعارف سے قبل تفسیر کے لغوی و اصطلاحی معنی اور تفسیر و تاویل میں فرق ملاحظہ کیجئے۔

تفسیر کے لغوی معنی

تفسیر "فسر" سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں "کھولنا" تفسیر میں چونکہ مغلقات الفاظ اور قرآن مجید کے مطلب و مفہوم کو کھول کر بیان کیا جاتا ہے اسی لیے اسے تفسیر کہتے ہیں۔

تفسیر کے اصطلاحی معنی

"علم یعرف به فهم کتاب الله المنزل علی نبیه محمد صلی الله علیه وسلم و بیان معانیه واستخراج احکامه وحِکَمِه" علم تفسیر وہ علم ہے جس سے قرآن حکیم کا فہم حاصل ہو۔ اس کے معانی کی وضاحت اور اس کے احکام اور حکمتوں کا استنباط کیا جا سکے۔

بعض نے تفسیر کے اصطلاحی معنی یوں بیان فرمائے ہیں "التفسیر هو التکشیف عن مدلولات نظم القرآن"

تفسیر اور تاویل میں فرق

متقدمین کے نزدیک تفسیر اور تاویل میں کوئی فرق نہیں ہے۔ چنانچہ امام ابو عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ نے وضاحت کی ہے کہ یہ دونوں لفظ مترادف ہیں لیکن علماء متاخرین نے ان دونوں میں فرق کیا ہے۔

اس سلسلہ میں علماء متاخرین کے چند اقوال

۱۔ تفسیر نام ہے بیان المراد باللفظ کا اور تاویل نام ہے بیان المراد بالمعنی کا۔

۲۔ تفسیر کا تعلق نقل و روایت سے ہے اور تاویل کا تعلق عقل و درایت سے ہے۔

۳۔تفسیر اس لفظ کی تشریح کا نام ہے جس میں ایک سے زیادہ معنی کا احتمال نہ ہو اور تاویل کہتے ہیں جس لفظ میں مختلف معانی کا احتمال ہو۔قرائن اور دلائل کے ذریعے ان میں سے کسی کو اختیار کرنا۔

۴۔تفسیر یقین کے ساتھ تشریح کرنے کو کہا جاتا ہے اور تاویل تردد کے ساتھ تشریح کرنے کو۔

بخاری شریف کی کتاب التفسیر کا اجمالی تعارف

محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری میں مخصوص انداز سے قرآنی آیات اور کلمات مفردہ کی تفسیر وتشریح کی ہے۔امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب التفسیر کا بڑا ماخذ احادیث صحیحہ ہیں۔امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب التفسیر میں پانچ سواڑتالیس مرفوع احادیث نقل فرمائی ہیں جن میں سے چار سو پینسٹھ احادیث موصول اور باقی تعلیقات ہیں۔ان میں سے یعنی ۵۴۸ احادیث میں سے چار سواڑتالیس مکرر ہیں اور صرف سو احادیث پہلی بار آئی ہیں۔کتاب التفسیر میں چھیاسٹھ احادیث ایسی ہیں جن کی تخریج امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فرمائی ہے۔نیز صحابہ وتابعین وغیرہم کی پانچ سو اسی آثار اس میں آئے ہیں۔

قرآنی الفاظ کی تشریح اور کلمات مفردہ کی تفسیر میں امام بخاری کا زیادہ تر ماخذ تیسری صدی کے مشہور امام لغت ابوعبیدہ معمر بن المثنیٰ کی کتاب ''مجاز القرآن'' ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ امام ابوعبیدہ کی ''مجاز القرآن'' کے علاوہ کسی اور سے استفادہ ہی نہیں کیا۔امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کلمات مفردہ کے تفسیری حصہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ،سعید بن المسیب، مجاہد، عکرمہ، ابوالعالیہ، حضرت زید بن اسلم، ابومیسرہ اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ کے اقوال بھی ذکر کیے۔

مولانا انور شاہ کشمیریؒ اور مولانا بدر عالم میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب التفسیر میں لغات اور تراکیب نحویہ نقل فرمائی ہیں۔یہ خود ان کی جانب سے نہیں بلکہ ان کی جانب سے صرف وہی حصہ ہے جو انہوں نے اپنی اسناد کے ساتھ روایت فرمایا ہے۔درحقیقت بات یہ ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ابوعبیدہ کی کتاب التفسیر موجود تھی۔امام صاحب نے اس پوری کتاب التفسیر کو بغیر کسی تنقید وانتخاب کے بعینہٖ اپنی کتاب میں نقل کر دیا۔لہٰذا جتنے اقوال مرجوحہ تھے وہ بھی سب کے سب یہاں نقل ہو گئے ہیں لیکن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ خود ان نقائص سے بری الذمہ ہیں۔ان کی ذمہ داری اگر عائد ہوتی ہے تو ابوعبیدہ پر عائد ہوتی ہے۔

کچھ ابوعبیدہ معمر بن المثنیٰ اور ان کی کتاب ''مجاز القرآن'' کے بارے میں

ابوعبیدہ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۱۱۰ ہجری میں ہوئی۔ان کے علم وفضل میں کوئی شک وشبہ نہیں۔وہ بہت بڑے عالم فاضل اور امام لغت تھے۔البتہ وہ محدث نہیں تھے۔بعض نے ان کو خارجی لکھا ہے اور بعض نے اس کی نفی کی ہے۔مجاز القرآن میں انہوں نے قرآن حکیم کے الفاظ مفردہ کی تشریح اور لغوی معنی بیان کیے ہیں۔بہت سارے حضرات نے مجاز القرآن پر تنقید کی ہے لیکن اس کے باوجود ''مجاز القرآن'' ابتداء سے ہی مرجع اور مصدر رہی ہے۔چنانچہ ابن قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے ''مشکل القرآن'' میں، طبری نے ''تفسیر'' میں، ابن النحاس نے ''معانی القرآن'' میں، جوہری نے ''صحاح'' میں اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری کتاب التفسیر میں ''مجاز القرآن'' سے استفادہ کیا ہے۔

کتاب التفسیر میں امام بخاری رحمہ اللہ کا انداز

سورۃ کے شروع میں امام صاحب عموماً سورۃ کے منتخب کلماتِ مفردہ کی تشریح اور لغوی معنی بیان کرتے ہیں۔ پھر مختلف آیاتِ قرآنیہ کے تحت ابواب قائم کر کے احادیث ذکر کرتے ہیں لیکن مذکورہ انداز کوئی قاعدہ کلیہ نہیں اس لیے کہ کلماتِ مفردہ کی تشریح جس طرح ابتداءً میں کرتے ہیں چند ابواب کے بعد اور احادیث ذکر کرنے کے بعد بھی کرتے ہیں۔

☆ کلماتِ قرآنیہ کی تشریح میں ترتیب کا خیال نہیں کرتے بلکہ بغیر ترتیب کے ذکر کرتے ہیں۔ چنانچہ بعد کی آیات کی تشریح پہلے اور پہلی آیات کی تشریح بعد میں آجاتی ہے۔

☆ یوں بھی ہوتا ہے کہ ایک سورۃ کے کلماتِ مفردہ کی تشریح ہو رہی ہوتی ہے کہ کسی دوسری سورۃ کے کلمات کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں۔ اس انتقال میں پھر دو طرح کے الفاظ ملتے ہیں۔ ایک وہ جن میں منتقل ہونے کی کوئی وجہ اور مناسبت پائی جاتی ہے، دوسرے وہ جن میں بظاہر کوئی مناسبت اور وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔

☆ آیت کا شانِ نزول اور پس منظر کسی واقعہ سے متعلق ہو تو وہ واقعہ بیان کر دیتے ہیں۔

☆ کسی آیت کی فضیلت اگر روایت سے ثابت ہوتی ہے تو اس آیت کے تحت وہ روایت ذکر کر دیتے ہیں۔

☆ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ آیت میں کوئی لفظ ہوتا ہے اور بعینہٖ وہی لفظ حدیث میں بھی وارد ہوتا ہے تو امام صاحب وہ حدیث اس آیت کے تحت ذکر کر دیتے ہیں کیونکہ بسا اوقات حدیث کے پورے کلام سے آیت کی مراد اور اس کے معنی کی تعیین ہو جاتی ہے۔

☆ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر کسی سورۃ کے اختتام پر بعض کلمات پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سورۃ ذکر کرنے کے بعد ان کلمات کو بیان فرما دیا ہے۔

☆ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عادت یہ بھی ہے کہ اگر کسی شانِ نزول کی وجہ سے متعدد آیات ایک ہی وقت نازل ہو گئی ہیں تو امام موصوف ان آیات میں سے ہر ایک کے ذیل میں وہی روایت (جس میں شانِ نزول مذکور ہے) بار بار مکرر اسانید کے ساتھ ذکر کرتے چلے جائیں گے۔

فنِ تفسیر میں بخاری شریف کی کتاب التفسیر کا مقام

تفسیر کے بارے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ذکر کردہ احادیث فنِ تفسیر کا صحیح تر سرمایہ ہیں۔ البتہ وہ حصہ جس میں الفاظ کی لغوی تشریح کی گئی ہے اس حصہ میں چونکہ زیادہ تر اعتماد امام صاحب نے مجاز القرآن پر کیا ہے اس لیے یہاں بلند معیار قائم نہیں رہ سکا اور اس حصہ میں بعض تسامحات اور مرجوح اقوال آ گئے ہیں۔

کتاب التفسیر

"الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ" اِسمَانِ مِنَ الرَّحمَةِ الرَّحِیمُ وَالرَّاحِمُ بِمَعنٰی وَاحِدٍ کالعلیمِ وَالعالمِ

تشریح کلمات

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں رحمٰن اور رحیم دونوں اسم ہیں رحمت سے مشتق ہیں۔

رحمٰن اور رحیم دونوں میں معنی کے اعتبار سے فرق ہے۔ رحمٰن میں رحیم میں سے زیادہ مبالغہ ہے۔ اسی لیے رحمٰن سے اللہ تعالیٰ کی وہ صفت مراد ہے جو تمام مخلوق کے لیے عام ہے اور رحیم سے وہ صفتِ رحمت مراد ہے جو صرف مؤمنین کے ساتھ خاص ہے۔ بعض نے کہا کہ رحمٰن کے معنی عام الرحمۃ کے اور رحیم کے معنی تام الرحمۃ کے ہیں۔

بعض حضرات نے کہا "الرّحمٰن من تعُمُّ رحمتهُ الدنیا والاخرة" والرحیم من تخص رحمته بالاخرة"

مبرد اور ثعلب نے کہا کہ رحمٰن عبرانی لفظ ہے اور رحیم عربی ہے لیکن زجاج وغیرہ نے اس کی تردید کی ہے۔

آگے فرمایا "رحیم اور راحم" ایک معنی میں ہیں (یعنی دونوں کا مادہ ایک ہے اور نفس معنی دونوں کے ایک ہیں یعنی رحمت) جیسے علیم اور عالم ہم معنی ہیں۔

باب مَا جَاءَ فِی فَاتِحَةِ الْکِتَابِ

وَسُمِّیَتْ أُمَّ الْکِتَابِ أَنَّهُ یُبْدَأُ بِکِتَابَتِهَا فِی الْمَصَاحِفِ، وَیُبْدَأُ بِقِرَاءَتِهَا فِی الصَّلَاةِ وَالدِّینُ الْجَزَاءُ فِی الْخَیْرِ وَالشَّرِّ، کَمَا تَدِینُ تُدَانُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ بِالدِّینِ بِالْحِسَابِ (مَدِینِینَ) مُحَاسَبِینَ

الرحمٰن الرحیم (اللہ تعالیٰ کی) دو صفتیں "الرحمة" سے مشتق ہیں۔ الرحیم اور الراحم دونوں ہم معنی ہیں جیسے العلیم اور العالم۔

ام الکتاب اس سورۃ کا نام اس لیے رکھا گیا کہ قرآن میں اسی سے کتابت کی ابتداء کرتے ہیں اور نماز میں بھی قراءت کی ابتداء اسی سے ہوتی ہے اور "الدین" جزاء کے معنی میں ہے۔ خواہ خیر میں ہو یا شر میں (بولتے ہیں) "کما تدین تدان" (جیسا کرو گے ویسا بھرو گے) مجاہد نے فرمایا کہ "الدین" حساب کے معنی میں ہے "مدینین" بمعنی "محاسبین"۔

وجہ تسمیہ اُم الکتاب وفاتحۃ الکتاب

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سورۃ فاتحہ کو اُم الکتاب بھی کہا جاتا ہے۔ ایک تو اس وجہ سے کہ وہ مصاحف کے ابتداء میں لکھی جاتی ہے۔ دوسرا اس لیے کہ نماز میں بھی اس کی قراءت سے ابتداء کی جاتی ہے۔ مذکورہ دو وجوہ بظاہر فاتحۃ الکتاب کی وجہ تسمیہ معلوم ہوتی ہیں' اُم الکتاب کی نہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ دونوں کی وجہ تسمیہ ہے' فاتحۃ الکتاب کی وجہ تسمیہ ہونا تو ظاہر ہے اور اُم الکتاب کی وجہ تسمیہ یہ اس لیے ہے کہ اُم بھی بچے سے پہلے ہوتی ہے اور مبدا ولد ہوتی ہے۔

کیا فاتحۃ الکتاب کو اُم الکتاب کہنا مکروہ ہے؟

تقی الدین بن مخلد اور علامہ ابن سیرین کہتے ہیں کہ فاتحہ کو اُم الکتاب کہنا مکروہ ہے کیونکہ اُم الکتاب لوح محفوظ کو کہتے ہیں۔ قرآن میں ہے "وَعِندَهُ أُمُّ الكِتَابِ...... وإنَّهُ فِي أُمِّ الكِتَابِ" ان آیات میں لوح محفوظ سے اُم الکتاب مراد ہے۔
اسی طرح ایک حدیث سے بھی وہ استدلال کرتے ہیں......"لا يقولن احدكم أمّ الكتاب وليقل فاتحة الكتاب"
لیکن حقیقت یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ کو صحیح حدیث میں اُم الکتاب کہا گیا ہے۔"اذا قرأتم الحمد فاقرء وابسم الله الرحمن الرّحيم' انها أم القرآن و أم الكتاب والسبع المثانى" باقی علامہ ابن سیرین وغیرہ نے جس حدیث سے استدلال کیا ہے وہ درست نہیں ہے۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بارے میں فرمایا "هذا لااصلَ لهُ في شيءٍ من كتب الحديث"

سورۃ فاتحہ کے اسماء

فاتحة الكتاب' فاتحة القرآن' أم الكتاب' أم القرآن' القرآن العظيم' السبع المثانى' الوافية' الكنز' الكافية' الاساس' النور' سورة الحمد' سورة الشكر' سورة الحمد الاُولىٰ' سورة الحمد القُصرىٰ' الراقية' الشفاء' الشافية' سورة الصلاة' الصلاة' سورة الدعاء' سورة السؤال' سورة تعليم المسئلة' سورة المناجاة' سورة التفويض

تشریح کلمات

والدين: الجزاء في الخير والشرِّ كما تَدِيْنُ تُدَانُ

یعنی "مالک یوم الدین" میں دین کے معنی جزاء اور بدلہ کے ہیں۔ خواہ خیر کا ہو یا شر کا' دین دونوں کو شامل ہے۔
جیسے کہا جاتا ہے کہ "كما تَدِيْنُ تُدانُ" جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔ "کما تدین" میں "کاف" مثل کے معنی میں ہے اور ماتدین مصدر کے معنی میں ہے اس سے پہلے "دِيْنًا" محذوف ہے جو تُدان کے لیے مفعول مطلق واقع ہو رہا ہے۔ اصل عبارت یوں ہے "تُدانُ دينًا مِثلَ دينك" یعنی جیسا عمل آپ کریں گے ویسی جزاء آپ کو دی جائے گی۔

و قال مجاهد: بالدین: بالحساب، مَدِیْنِیْنَ مُحَاسَبِیْنَ

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سورۃ فاتحہ سے سورۃ ماعون اور سورۃ انفطار کی آیت "اَرَءَ یْتَ الَّذِیْ یُکَذِّبُ بِالدِّیْنِ" اور "کَلَّا بَلْ تُکَذِّبُوْنَ بِالدِّیْنِ" کی طرف منتقل ہو گئے ہیں کہ ان دونوں آیات میں دین کے معنی حساب کے ہیں۔ اسی طرح سورۃ واقعہ کی آیت "فلولا اِنْ کُنْتُمْ غَیْرَ مَدِیْنِیْنَ" میں مدینین کے معنی محاسبین کے ہیں۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ شُعْبَۃَ قَالَ حَدَّثَنِیْ خُبَیْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُعَلّٰی قَالَ کُنْتُ أُصَلِّیْ فِی الْمَسْجِدِ فَدَعَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَلَمْ أُجِبْہُ، فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ إِنِّیْ کُنْتُ أُصَلِّیْ فَقَالَ أَلَمْ یَقُلِ اللّٰہُ (اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ إِذَا دَعَاکُمْ) ثُمَّ قَالَ لِیْ لَأُعَلِّمَنَّکَ سُوْرَۃً ہِیَ أَعْظَمُ السُّوَرِ فِی الْقُرْآنِ قَبْلَ أَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ ثُمَّ أَخَذَ بِیَدِیْ، فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ یَخْرُجَ قُلْتُ لَہٗ أَلَمْ تَقُلْ لَأُعَلِّمَنَّکَ سُوْرَۃً ہِیَ أَعْظَمُ سُوْرَۃٍ فِی الْقُرْآنِ قَالَ (اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ) ہِیَ السَّبْعُ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْآنُ الْعَظِیْمُ الَّذِیْ أُوْتِیْتُہٗ

ترجمہ۔ ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی، ان سے یحییٰ نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے بیان کیا ان سے خبیب بن عبدالرحمن نے حدیث بیان کی، ان سے حفص بن عاصم نے اور ان سے ابوسعید بن معلی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اسی حالت میں بلایا۔ میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ (پھر بعد میں حاضر ہو کر) عرض کی کہ یا رسول اللہ! میں نماز پڑھ رہا تھا۔ اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا اللہ تعالیٰ نے تم سے نہیں فرمایا ہے۔ "استجیبو اللہ وللرسول اذا دعاکم" (اللہ اور اس کے رسول جب تمہیں بلائیں تو جواب دو) پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ آج میں تمہیں مسجد سے نکلنے سے پہلے ایک ایسی سورت کی تعلیم دوں گا جو قرآن کی سب سے عظیم سورت ہے۔ پھر آپ نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور جب آپ باہر نکلنے لگے تو میں نے یاد دلایا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے قرآن کی سب سے عظیم سورت بتانے کا وعدہ کیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، یہی وہ سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھے عطا کیا گیا ہے۔

تشریح حدیث

اس بات پر تو اتفاق ہے کہ اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی شخص کو پکاریں اور وہ نماز میں ہو تو اُسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پکار پر لبیک کہنا چاہیے لیکن اس لبیک کہنے سے اس شخص کی نماز باطل ہو گی یا نہیں؟ اس میں مالکیہ، شافعیہ کا راجح قول عدم الفساد کا ہے اور حنابلہ کا مسلک بھی یہی ہے۔ حنفیہ کا مشہور قول فساد کا ہے۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ البتہ بعض احناف کہتے ہیں کہ نماز فاسد نہیں ہو گی اور یہی راجح معلوم ہوتا ہے۔

ھی السبع المثانی والقرآنُ العظیمُ الّذی اُوتیتُہٗ

سورۃ فاتحہ کو سبع مثانی بھی کہتے ہیں۔ سبع تو اس لیے کہتے ہیں کہ سورۃ فاتحہ کی سات آیتیں ہیں۔ سات آیات جاننے میں تو

کوئی اختلاف نہیں البتہ اس کی تعیین میں اختلاف ہے۔ حنفیہ کے نزدیک "غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآ لِّيْنَ" مستقل ایک آیت ہے اور بسم اللہ سورۃ فاتحہ کی آیت نہیں۔ شوافع کے نزدیک "صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ" مستقل آیت نہیں بلکہ "صِرَاطَ الَّذِيْنَ" سے لے کر "وَلَا الضَّآ لِّيْنَ" تک ساتویں آیت ہے اور سورۃ فاتحہ کی پہلی آیت "بسم اللّٰہ" ہے۔

مثانی مثنی کی جمع ہے۔ مثنی کے معنی ہیں دو دو۔ مثانی کی مختلف وجوہ تسمیہ بیان کی گئی ہیں۔

۱...... اس کا نزول دو مرتبہ ہوا' ایک مرتبہ مکہ میں اور ایک مرتبہ مدینہ میں۔

۲...... ہر رکعت میں اس کا اعادہ کیا جاتا ہے۔ ۳...... اس میں اللہ کی تعریف اور ثناء بیان کی گئی ہے۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان سب وجوہ کی وجہ اس سورۃ کو مثانی کہتے ہیں۔ سورۃ فاتحہ کو قرآن عظیم بھی کہتے ہیں چونکہ قرآن حکیم کے تمام بنیادی مضامین اس سورۃ میں اجمالاً آگئے ہیں اس لیے تسمیۃ الکل باسم الجزء کے طور پر اس کو قرآن عظیم کہتے ہیں۔

باب غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم قَالَ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ (غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ) فَقُولُوا آمِينَ فَمَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی، انہیں مالک نے خبر دی، انہیں سمی نے، انہیں ابوصالح نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب امام "غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآ لِّيْنَ" کہے تو تم آمین کہو کہ جس کا یہ کہنا ملائکہ کے کہنے کے ساتھ ہو جاتا ہے اس کی تمام پچھلی خطائیں معاف ہو جاتی ہیں۔

اس روایت کا تعلق تفسیر سے نہیں' تفسیر تو اس کی وہ ہے جو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمائی ہے کہ "غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ" سے یہود اور الضَّآ لِّيْنَ سے مراد نصاریٰ ہیں۔ اس حدیث کو فضائل القرآن میں ذکر کرنا چاہیے تھا لیکن معمولی سی مناسبت کی وجہ سے اس کو یہاں ذکر کر دیا ہے۔

سورۃ الْبَقَرَةِ

اس سے معلوم ہوا کہ سورۃ کی بقرہ کی طرف اضافت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ بیہقی نے شعب الایمان میں ایک روایت نقل کی ہے اس میں ہے "لا تقولوا سورة البقرة ولا سورة آل عمران ولا سورة النساء ...... ولكن قولوا السورة التي تذكر فيها البقرة والسورة التي يذكر فيها آل عمران ......" لیکن یہ روایت صحیح نہیں ہے۔ صحیحین میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک روایت منقول ہے اس میں ہے "هذا المقام الذي انزلت عليه سورة البقرة" لہٰذا سورۃ البقرہ اور سورۃ النساء وغیرہ کہنا درست ہے یہ اضافت اضافتِ تعریف ہے۔

باب قَوْلِ اللّٰهِ وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا

اس میں اختلاف ہے کہ وہ اسماء کن چیزوں کے تھے۔ بعض نے کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی ذریت کے اسماء تھے۔ بعض نے کہا کہ ملائکہ کے اسماء تھے۔ بعض نے کہا کہ اجناس اشیاء کے اسماء تھے اور بعض نے کہا کہ اشیاء مافی الارض کے اسماء تھے۔ مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس سے ان اشیاء کے اسماء مراد ہیں جن کا علم ضروری ہے۔

سوال: حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ان اسماء کی تعلیم دی تھی اور فرشتوں کو ان اسماء کی تعلیم نہیں دی تھی تو فرشتوں کا اس امتحان میں پاس ہونا ممکن نہ تھا؟

جواب: اس سے مقصود فرشتوں پر یہ حقیقت واضح کرنا تھی کہ انسان میں اتنی بڑی صلاحیت موجود ہے کہ اگر ہم چاہیں تو اس کو تم پر فوقیت دے دیں اور بعض ایسے علوم سکھائیں جن کا تمہیں علم نہیں۔

← حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رضی الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رضی الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم قَالَ يَجْتَمِعُ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُولُونَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا إِلَى رَبِّنَا فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ أَنْتَ أَبُو النَّاسِ، خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهِ وَأَسْجَدَ لَكَ مَلَائِكَتَهُ، وَعَلَّمَكَ أَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ، فَاشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّكَ حَتَّى يُرِيحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هٰذَا فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ ذَنْبَهُ فَيَسْتَحِي ائْتُوا نُوحًا فَإِنَّهُ أَوَّلُ رَسُولٍ بَعَثَهُ اللّٰهُ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ فَيَأْتُونَهُ فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ سُؤَالَهُ رَبَّهُ مَا لَيْسَ لَهُ بِهِ عِلْمٌ فَيَسْتَحِي، فَيَقُولُ ائْتُوا خَلِيلَ الرَّحْمٰنِ فَيَأْتُونَهُ فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ، ائْتُوا مُوسَى عَبْدًا كَلَّمَهُ اللّٰهُ وَأَعْطَاهُ التَّوْرَاةَ فَيَأْتُونَهُ فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ قَتْلَ النَّفْسِ بِغَيْرِ نَفْسٍ فَيَسْتَحِي مِنْ رَبِّهِ فَيَقُولُ ائْتُوا عِيسَى عَبْدَ اللّٰهِ وَرَسُولَهُ، وَكَلِمَةَ اللّٰهِ وَرُوحَهُ فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ، ائْتُوا مُحَمَّدًا صلی الله علیه وسلم عَبْدًا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ فَيَأْتُونِي فَأَنْطَلِقُ حَتَّى أَسْتَأْذِنَ عَلَى رَبِّي فَيُؤْذَنُ (لِي) فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّي وَقَعْتُ سَاجِدًا، فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ يُقَالُ ارْفَعْ رَأْسَكَ، وَسَلْ تُعْطَهُ، وَقُلْ يُسْمَعْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَرْفَعُ رَأْسِي فَأَحْمَدُهُ بِتَحْمِيدٍ يُعَلِّمُنِيهِ، ثُمَّ أَشْفَعُ، فَيَحُدُّ لِي حَدًّا، فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ، ثُمَّ أَعُودُ إِلَيْهِ، فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّي مِثْلَهُ ثُمَّ أَشْفَعُ، فَيَحُدُّ لِي حَدًّا، فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ (ثُمَّ أَعُودُ الثَّالِثَةَ) ثُمَّ أَعُودُ الرَّابِعَةَ فَأَقُولُ مَا بَقِيَ فِي النَّارِ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ وَوَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُودُ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ يَعْنِي قَوْلَ اللّٰهِ تَعَالَى (خَالِدِينَ فِيهَا)

ترجمہ۔ ہم سے مسلم بن ابراہیم نے حدیث بیان کی، ان سے ہشام نے حدیث بیان کی، ان سے قتادہ نے حدیث بیان کی، ان سے انس رضی اللہ عنہ نے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے، اور مجھ سے خلیفہ نے بیان کیا ان سے یزید بن زریع نے حدیث بیان کی۔ ان سے سعید نے حدیث بیان کی، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مؤمنین قیامت کے دن جمع ہوں گے اور (آپس میں) کہیں گے، کاش اپنے رب کے حضور میں آج کسی کو اپنا سفارشی بنا کر لے جاتے۔ چنانچہ سب لوگ حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے کہ آپ انسانوں کے جد امجد ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کی اپنے ہاتھ سے تخلیق کی ہے۔ آپ کے لئے ملائکہ کو سجدہ کا حکم دیا اور آپ کو ہر چیز کا

نام سکھایا، آپ ہمارے لئے اپنے رب کے حضور میں سفارش کر دیجئے۔ تاکہ آج کی اس پریشانی سے ہمیں نجات ملے۔ آدم علیہ السلام فرمائیں گے۔ مجھ میں اس کی جرأت نہیں۔ آپ اپنی لغزش کو یاد کریں گے اور آپ کو (اللہ کے حضور سفارش کے لئے جاتے ہوئے) حیاء دامنگیر ہوگی۔ (فرمائیں گے کہ) تم لوگ نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ سب سے پہلے نبی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے (میرے بعد) روئے زمین پر مبعوث کیا تھا۔ سب لوگ نوح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ وہ بھی فرمائیں گے کہ مجھ میں اس کی جرأت نہیں اور وہ اپنے رب سے اپنے سوال کو یاد کریں گے جس کے متعلق انہیں کوئی علم نہیں تھا آپ کو بھی حیاء دامنگیر ہوگی اور فرمائیں گے کہ خلیل الرحمٰن ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ، لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گے لیکن آپ بھی فرمائیں گے کہ مجھ میں اس کی جرأت نہیں، موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ ان سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا تھا اور توراۃ دی تھی، لوگ آپ کے پاس آئیں گے لیکن آپ بھی عذر کریں گے کہ مجھ میں اس کی جرأت نہیں، آپ کو بغیر کسی حق کے ایک شخص کو قتل کرنا یاد آجائے گا اور اپنے رب کے حضور میں جاتے ہوئے حیاء دامن گیر ہوگی۔ فرمائیں گے عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول، اس کا کلمہ اور اس کی روح ہیں لیکن عیسیٰ علیہ السلام بھی فرمائیں گے کہ مجھ میں اس کی جرأت نہیں۔ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ۔ وہ اللہ کے بندے ہیں اور اللہ نے ان کے تمام اگلے اور پچھلے گناہ معاف کر دیئے تھے۔ چنانچہ لوگ میرے پاس آئیں گے۔ میں ان کے ساتھ جاؤں گا اور اپنے رب سے اجازت چاہوں گا۔ مجھے اجازت مل جائے گی۔ پھر میں اپنے رب کو دیکھتے ہی سجدہ میں گر پڑوں گا اور جو کچھ اللہ چاہے گا وہ دعا مانگوں گا۔ پھر مجھ سے کہا جائے گا کہ اپنا سر اٹھاؤ اور مانگو تمہیں دیا جائے گا، کہو تمہاری بات سنی جائے گی، شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور اللہ کی وہ حمد بیان کروں گا جو مجھے اس کی طرف سے سکھائی گئی ہوگی۔ اس کے بعد شفاعت کروں گا اور میرے لئے ایک حد مقرر کر دی جائے گی۔ میں انہیں جنت میں داخل کروں گا اور پھر جب واپس آؤں گا تو اپنے رب کو پہلے کی طرح دیکھوں گا اور شفاعت کروں گا اس مرتبہ پھر میرے لئے حد مقرر کر دی جائے گی جنہیں میں جنت میں داخل کروں گا چوتھی مرتبہ جب میں واپس آؤں گا تو عرض کروں گا کہ جہنم میں ان لوگوں کے سوا اور کوئی اب باقی نہیں رہا جنہیں قرآن نے اس میں روک لیا ہے اور ان کے لئے ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہنا ضروری قرار دے دیا ہے ابو عبداللہ نے کہا کہ "جنہیں قرآن نے اس میں روک لیا ہے" سے اشارہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی طرف ہے کہ "(کفار) جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔"

تشریح حدیث

عند البعض یہاں "ید" سے مراد قدرت ہے تو پھر حضرت آدم علیہ السلام کی فضیلت تو ثابت نہ ہوئی۔ اس لیے کہ ابلیس کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے پیدا کیا ہے۔ اس لیے اکثر علماء کہتے ہیں کہ ید سے مراد اللہ کی صفت ذاتیہ ہے حق تعالیٰ نے آدم کی تخلیق میں اپنی خاص صفت ذاتیہ کو اس طرح استعمال فرمایا تھا کہ اس میں کسی قسم کے واسطے کو حائل نہیں فرمایا۔

وسجد لک ملائکۃ

سجدہ سے کونسا سجدہ مراد ہے؟

عندالبعض حقیقی سجدہ "وضع الجبھۃ علی الارض" مرادنہیں بلکہ اس سے خضوع اور تذلل مراد ہے اور عندالجمہور اس سے حقیقی سجدہ مراد ہے۔

سجدہ کی نوعیت میں اختلاف ہے

حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ سجدہ تعظیم تھا اور آدم علیہ السلام حقیقتاً مسجود تھے جبکہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ سجدہ عبادت تھا معبود حقیقتاً تو رب العزت تھے حضرت آدم علیہ السلام کی حیثیت قبلہ کی تھی۔

یہ سجدہ سب ملائکہ نے یا بعض نے کیا؟

ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ اور ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ سجدہ سب ملائکہ نے کیا اور بعض کہتے ہیں کہ صرف ان فرشتوں نے کیا جن کا تعلق زمین سے تھا۔ اِئْتُوا نُوحًا فانه اوّلُ رسول اللّٰه بعثهُ اللّٰه اِلٰی اهل الارض

اوّل رسول تو درحقیقت حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ حضرت نوح علیہ السّلام کو اوّل رسول طوفان نوح کے بعد ہونے کی حیثیت سے کہا گیا ہے۔ طوفان کے بعد حضرت نوح علیہ السلام ہی روئے زمین پر اللہ کے پہلے رسول ہیں۔

باب قَالَ مُجَاهِدٌ إِلَى شَيَاطِينِهِمْ أَصْحَابِهِمْ مِنَ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُشْرِكِينَ

مُحِيطٌ بِالْكَافِرِينَ اللّٰهُ جَامِعُهُمْ (عَلَى الْخَاشِعِينَ) عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَقًّا قَالَ مُجَاهِدٌ (بِقُوَّةٍ) يَعْمَلُ بِمَا فِيهِ وَقَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ (مَرَضٌ) شَكٌّ ، (وَمَا خَلْفَهَا) عِبْرَةٌ لِمَنْ بَقِيَ (لَا شِيَةَ) لَا بَيَاضَ وَقَالَ غَيْرُهُ (يَسُومُونَكُمْ) يُولُونَكُمْ (الْوَلَايَةُ) مَفْتُوحَةٌ مَصْدَرُ الْوَلَاءِ ، وَهِيَ الرُّبُوبِيَّةُ ، إِذَا كُسِرَتِ الْوَاوُ فَهِيَ الْإِمَارَةُ وَقَالَ بَعْضُهُمُ الْحُبُوبُ الَّتِي تُؤْكَلُ كُلُّهَا فُومٌ وَقَالَ قَتَادَةُ (فَبَاءُوا) فَانْقَلَبُوا وَقَالَ غَيْرُهُ (يَسْتَفْتِحُونَ) يَسْتَنْصِرُونَ (شَرَوْا) بَاعُوا (رَاعِنَا) مِنَ الرُّعُونَةِ إِذَا أَرَادُوا أَنْ يُحَمِّقُوا إِنْسَانًا قَالُوا رَاعِنًا (لَا تَجْزِي) لَا تُغْنِي (خُطُوَاتِ) مِنَ الْخَطْوِ ، وَالْمَعْنَى آثَارَهُ

"محيط بالكافرين" کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کافروں کو جمع کرے گا۔ "على الخاشعين" یعنی مؤمنین پر حق ہے۔ مجاہد نے فرمایا۔ "بقوة" سے مراد عمل ہے۔ ابوالعالیہ نے فرمایا کہ "مرض" سے مراد شک ہے۔ "صبغة" بمعنی دین۔ "وما خلفها" یعنی اپنے بعد آنے والوں کے لئے عبرت۔ "لاشية فيها" یعنی اس میں سفیدی نہ ہو۔ ان کے غیر (ابوعبید قاسم بن سلام) نے فرمایا کہ "يسومونكم" بمعنی "يولونكم" ہے، ولایۃ واؤ کے فتح کے ساتھ۔ ولاء کا مصدر ہے۔ پرورش کے معنی میں۔ اور واؤ کے کسرہ کے ساتھ امارت کے معنی میں ہے۔ بعض حضرات نے فرمایا کہ جتنے اناج کھائے جاتے ہیں سب پر "فوم" کا اطلاق ہوتا ہے۔ "فادارء تم" بمعنی "اختلفتم" قتادہ نے فرمایا کہ "فباء وا" بمعنی "فانقلبوا" ہے۔ دوسرے بزرگ نے فرمایا کہ "يستفتحون" بمعنی "يستنصرون" ہے "شروا" بمعنی "باعوا"

۔ "راعنا" رعونت سے مشتق ہے۔ یہودی جب کسی کو احمق بنانا چاہتے تو کہتے کہ "راعنا"۔ لا تجزی "بمعنی لاتغنی۔" ابتلی" بمعنی "اختبر" "خطوات" خطو سے مشتق ہے۔ معنی یہ ہیں کہ شیطان کے آثار (کی پیروی نہ کرو)۔

تشریح کلمات

قال مجاهد: الی شیاطینهم: اصابهم من المنافقین والمشرکین

یعنی "وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ" میں شیاطین سے منافقین اور مشرکین مراد ہیں کیونکہ انکے کام بھی شیاطین کی طرح ہیں۔

مُحِيْطٌ بِالْكٰفِرِيْنَ اللّٰه جامِعهم

" مُحِيْطٌ بِالْكٰفِرِيْنَ" کی تفسیر کی ہے "اللّٰه جامعهم" یعنی ان سب کو اللہ تعالیٰ جمع کرنے والے ہیں۔ وہ اللہ کی گرفت سے بچ نہیں سکتے۔

"صبغة دِيْن" یعنی "صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً" میں صبغۃ سے مراد دین ہے۔ صبغۃ اللہ کے معنی ہیں کہ اللہ کے دین کو مضبوطی سے پکڑو۔ بعض نے اس کی تفسیر فطرۃ اللہ بھی کی ہے۔

على الخاشعين على المُؤمنين حَقًّا

یعنی "وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ" میں خاشعین سے مراد حقیقی مؤمنین ہیں۔ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حقیقی مؤمن میں خشوع ہوتا ہے۔

قال مجاهد: بقوة: يعمل بما فيه

یعنی "خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ" میں قوت سے عمل مراد ہے۔ قوت کے ساتھ لینے کا مطلب یہ ہے کہ اس پر عمل کرو اور بعض نے قوت سے کوشش اور محنت مراد لی ہے۔

وقال ابو العالية: مَرَضٌ شَكٌّ

ابوالعالیہ فرماتے ہیں "فی قلوبهم مرض فزادهم اللّٰه مرضا" میں مرض سے مراد شک ہے۔ معلوم ہوا کہ اس مقام پر مرض سے مراد مرضِ روحانی ہے نہ کہ مرضِ جسمانی۔ وَمَا خَلْفَهَا: عبرةً لِمَنْ بقي

یعنی "فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا" میں "وما خلفها" کے معنی بیان کیے ہیں۔ "عبرة لمن بقی" یعنی اس واقعہ کو ہم نے عبرت بنایا۔ ان لوگوں کے لیے بھی اور بعد میں باقی رہنے والوں کے لیے بھی۔ اس سے مراد بنی اسرائیل کے بندر بنانے کا واقعہ ہے۔

لاشِيَةَ فيها لا بياضَ

یعنی گائے کے بارے میں ہے "مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيْهَا" لاشیۃ کی تفسیر کی ہے لابیاض یعنی جس گائے میں سفیدی نہ ہو۔ مطلب یہ کہ گائے کا رنگ خالص زرد ہے اس میں کسی قسم کی سفیدی اور داغ دھبہ نہ ہو۔

وقال غیرہ یسومونکم: یُوَلُّونَکُمْ

غیرہ کی ضمیر ابوالعالیہ کی طرف راجع ہے اور غیر سے مراد ابوعبیدہ معمر بن المثنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد یہ ہے کہ یہاں تک الفاظ کی تفسیر ابوالعالیہ سے منقول تھی۔ اب آگے ابوعبیدہ وغیرہ سے منقول ہے۔

بعض حضرات نے تو "یَسُوْمُوْنَکُم" کا ترجمہ "یُذیقُونکم" سے کیا ہے۔ یعنی وہ تمہیں سخت عذاب چکھاتے تھے لیکن یہاں بخاری میں "یَسُوْمُوْنکم" کی تفسیر "یولونکم" سے کی گئی ہے تو اس صورت میں "یَسُوْمُوْنَکُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ" کا معنی ہوگا۔ وہ تم پر سخت عذاب دینے کے لیے والی مقرر کرتے تھے۔

چونکہ یُوَلُّونکم کا مادہ ولی ہے اس مناسبت سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سورۃ کہف کی طرف منتقل ہو گئے ہیں۔ فرماتے ہیں:

الوَلَایَۃُ: مفتوحۃ مصدر الْوَلَاءُ وھی الربوبیۃ واذا کسرت الواو فھی الامارۃ

سورۃ کہف میں ہے "هُنَالِکَ الوَلَایَۃُ لِلّٰہِ الحق" امام صاحب فرماتے ہیں "ولایۃ" واؤ کے فتحہ کے ساتھ "ولاء" کا مصدر ہے جس کے معنی ربوبیت کے ہیں اور "ولایۃ" واؤ کے کسرہ کے ساتھ بھی مصدر ہے لیکن اس کے معنی امارت کے ہیں۔

وقال بعضھم: الحبوب الّتی تُوکل' کلھا فوم

بعض سے عطاء اور قتادہ مراد ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آیت "فَادْعُ لَنَا رَبَّکَ یُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْبِتُ الْاَرْضُ مِنْم بَقْلِھَا وَ قِثَّآئِھَا وَ فُوْمِھَا" میں فوم سے مراد وہ تمام اناج اور دانے ہیں جو کھانے کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔ البتہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ فوم سے گندم مراد ہے۔

وقال قتادۃُ: فباؤُا: اِنْقَلَبُوْا

آیت ہے "فَبَآؤُا بِغَضَبٍ علی غضبٍ" یعنی "فباؤا بمعنی اِنْقَلَبُوْا" ہے۔ (وہ لوٹے)

فَادّارَأْتُمْ: اِخْتَلَفْتُمْ "وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْ تُمْ" کی طرف اشارہ ہے یعنی جب تم نے ایک جان کو قتل کیا' پھر اختلاف کرنے لگے اور ایک دوسرے پر الزام لگانے لگے۔

یَسْتَفْتِحُوْنَ: یستنصرون

آیت ہے "وکانُوا من قبل یستفتحون علی الّذین کَفَرُوْا" اس میں "یستفتحون" مدد کرنے کے معنی میں ہے۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل یہود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بنا کر دعا اور اللہ سے مدد طلب کرتے تھے۔

"شَرَوْا: بَاعُوْا" یعنی "وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَھُمْ" میں "شروا" باعوا کے معنی میں ہے۔

راعنا مِنَ الرَّعُوْنَۃِ' اذا ارادوا ان یحمقوا انسانًا' قَالُوْا رَاعِنَا

آیت کریمہ ہے "یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا" امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس

آیت میں "راعنا" رعونت سے مشتق ہے جس کے معنی حماقت کے ہیں۔ یہود جب کسی کو حماقت کی طرف منسوب کرنا چاہتے تو "راعنا" کہتے تھے۔ اصل عبارت یہاں اس طرح ہوگی "قال قولاً راعنا" یعنی اس نے احمقانہ بات کہی۔ یہود آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھتے جس بات کو مکرر تحقیق کرانا چاہتے تو "راعنا" کہتے اور اس سے غلط معنی مراد لیتے تھے کہ معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احمقانہ بات کہی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خیال کیا کہ یہ مراعاۃ سے مشتق ہے جس کے معنی بنتے ہیں "ہماری رعایت فرمایئے" تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی یہود کی دیکھا دیکھی یہ لفظ استعمال کرنے لگے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بتایا گیا کہ ایسا لفظ جس سے غلط معنی کا وہم پیدا ہوتا ہو نہیں کہنا چاہیے۔ لہٰذا آئندہ "راعنا" مت کہنا بلکہ "انْظُرْنَا" کہنا۔

"لاتجزی: لاتغنی" یعنی "وَإِذِ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ" میں لاتجزی کے معنی ہیں "لاتغنی" کے یعنی کوئی شخص کسی شخص کو کچھ بھی فائدہ نہیں دے گا۔

"اِبْتَلٰی: اختبر" یعنی "واذا ابتلی ابراهيم رَبُّهُ بكلماتٍ فاتَمّهنّ" میں ابتلیٰ بمعنی اختبر کے ہے یعنی آزمایا۔

خُطُوات مِنَ الخُطو، والمعنی آثاره

آیت ہے " وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ" آیت میں خطوات...... خطو سے ماخوذ ہے جس کے معنی قدم کے ہیں یعنی شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو۔

باب قَوْلُهُ تَعَالَى فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَنْدَادًا وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ

انداد جمع نِدٌّ کی ہے بمعنی نظیر کے یعنی اللہ کے ساتھ تم کسی کو شریک مت ٹھہراؤ اس حال میں کہ تم جانتے ہو۔

← حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللَّهِ قَالَ أَنْ تَجْعَلَ لِلَّهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ قُلْتُ إِنَّ ذَلِكَ لَعَظِيمٌ، قُلْتُ ثُمَّ أَيُّ قَالَ وَأَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ تَخَافُ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ قُلْتُ ثُمَّ أَيُّ قَالَ أَنْ تُزَانِيَ حَلِيلَةَ جَارِكَ

ترجمہ۔ ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے حدیث بیان کی، کہا کہ ہم سے جریر نے حدیث بیان کی، ان سے منصور نے، ان سے ابووائل نے، ان سے عمرو بن شرحبیل نے اور ان سے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، اللہ کے نزدیک کون سا گناہ سب سے بڑا ہے فرمایا یہ کہ تم اللہ کا کسی کو شریک ٹھہراؤ۔ حالانکہ اسی نے تم کو پیدا کیا ہے۔ میں نے عرض کی یہ تو واقعی سب سے بڑا گناہ ہے۔ اس کے بعد کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ فرمایا یہ کہ تم اپنی اولاد کو اس خوف سے مار ڈالو کہ اپنے ساتھ اسے بھی کھلانا پڑے گا۔ میں نے پوچھا اور اس کے بعد۔ فرمایا یہ کہ تم اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرو۔

تشریح حدیث

میں نے پوچھا پھر کونسا گناہ بڑا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بیٹے کو اس خوف سے قتل کرو کہ وہ تمہارے ساتھ کھائے گا۔ اس گناہ میں درحقیقت کئی قباحتیں ہیں: (۱) بے گناہ کو قتل کرنا (۲) اپنے بیٹے کو قتل کرنا (۳) ایسی کمزور جان کو مار ڈالنا جو مدافعت نہ کر سکتا ہو (۴) اس خوف سے قتل کرنا کہ ہمارے ساتھ کھائے گا گویا وہ روزی دینے والا ہے خدا کی روزی پر اعتماد نہیں۔

قلت: ثم ایٌّ؟ قال ان تزانی حلیلة جارک

''تزانی'' مزاناۃ سے ماخوذ ہے جو باب مفاعلہ کا مصدر ہے جس کے معنی مشارکت کے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ پڑوسی کی بیوی کو بہلا پھسلا کر زنا پر آمادہ کرنا۔ اس گناہ میں بھی کئی قباحتیں ہیں: (۱) پہلا گناہ زنا ہے (۲) کسی کی بیوی کو بہکانا ہے (۳) اپنے پڑوسی کے ساتھ خیانت کرنا ہے (۴) اس کے اندر نسب کو خراب کرنا ہے۔

باب وَقَوْلُهُ تَعَالَى وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ

وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوَى د كُلُوا مِنْ طَيِّبَتِ مَا رَزَقْنَكُمْ د وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلَكِنْ كَانُوْا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ) وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَلْمَنُّ صَمْغَةٌ وَالسَّلْوَى الطَّيْرُ

اور تم پر ہم نے من وسلویٰ نازل کیا کہ کھاؤ، ان پاکیزہ چیزوں کو جو ہم نے تمہیں عطا کی ہیں۔ ہم نے تم پر ظلم نہیں کیا تھا بلکہ تم نے خود اپنے اوپر ظلم کیا۔'' مجاہد نے فرمایا کہ ''من'' ایک گوندھا (ترنجبین) اور ''سلویٰ'' پرندے تھے۔

تشریح کلمات

وقَالَ مُجَاهِدٌ: اَلْمَنُّ صَمْغَةٌ وَالسَّلْوىٰ الطَّيْرُ:

مجاہد نے ''من'' کی تفسیر ''صَمْغَةٌ'' سے کی ہے۔ ''صَمْغَةٌ'' گوند کو کہتے ہیں۔ مراد گوند کے مشابہ کوئی چیز ہے بعینہ گوند مراد نہیں کیونکہ گوند درخت سے نکلتا ہے اور یہ چیز درخت سے نہیں نکلتی تھی بلکہ منجانب اللہ رات کو درختوں کی شاخوں پر گرتی تھی اور گوند کی طرح درختوں پر جم جاتی تھی اور سلویٰ ایک پرندہ کا نام ہے جس کو اردو میں بٹیر کہتے ہیں۔

← حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ، وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ

ترجمہ۔ ہم سے ابو نعیم نے حدیث بیان کی، کہا کہ مجھ سے سفیان نے حدیث بیان کی، ان سے عبدالملک نے ان سے عمرو بن حریث نے اور ان سے سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''کماۃ'' (یعنی کھمبی) بھی من میں سے ہے اور اس کا پانی آنکھ کی بیماریوں میں مفید ہے۔

تشریح حدیث

''الکماۃ'' جمع ہے اس کا مفرد ''کمء'' ہے۔ سیبویہ نے کہا ''الکماۃ'' جمع نہیں ہے بلکہ اسم جمع ہے۔ اس کو اردو میں کھمبی کہتے ہیں۔ یہ بارش کے موسم میں ریگستان میں اُگتی ہے اور انڈے کی طرح سفید ہوتی ہے۔

اعتراض: روایت میں ''الکماۃ من المن'' کہا گیا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کو تو یہ کھمبی کھانے کو نہیں دی جاتی تھی اسی لیے علامہ خطابی نے اعتراض کیا کہ یہ روایت ترجمۃ الباب سے مطابقت نہیں رکھتی

کیونکہ ترجمۃ الباب میں اس من کا ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے لیے آسمان سے نازل فرمایا تھا جبکہ کھمبی کو آسمان سے نازل نہیں کیا گیا بلکہ اسے زمین سے پیدا کیا ہے؟

جواب: امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے "کتاب الاشربہ" میں یہ حدیث ذکر کی ہے جس کے الفاظ ہیں "الکمأۃ من المن الذی انزل اللہ تبارک و تعالیٰ علی بنی اسرائیل وماء ھا شفاء للعین" مسلم کی اس روایت سے معلوم ہوا کہ حدیث باب کا ترجمۃ الباب سے تعلق ہے۔ شاید علامہ خطابی کی نظر مسلم کی اس روایت کی طرف نہیں گئی مگر یہ سوال پھر بھی اپنی جگہ قائم ہے کہ کھمبی بہرحال اس منزل من اللہ کا مصداق تو نہیں ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں درحقیقت تشبیہ ہے کہ جس طرح کھمبی برسات کے موسم میں بغیر کسی مشقت اور تدبیر کے اللہ جل شانہ پیدا فرماتے ہیں اسی طرح من کے لیے ان کو کوئی محنت اور مشقت برداشت نہیں کرنا پڑتی تھی۔

باب وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا هَذِهِ الْقَرْيَةَ

فَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ نَغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ وَسَنَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ) رَغَدًا وَاسِعٌ كَثِيرٌ

اور پوری فراخی کے ساتھ جہاں چاہو، کھاؤ، اور دروازے سے جھکتے ہوئے داخل ہو۔ اور یوں کہتے ہوئے جاؤ کہ اے اللہ ہمارے گناہ معاف کردے تو ہم تمہارے گناہ معاف کردیں گے اور ان احکام پر جو زیادہ خلوص کیساتھ عمل کریگا اسکے اجر میں اضافہ کرینگے۔

رَغَدًا: وَاسِعًا كَثِيرًا

مذکورہ آیت میں جو واقعہ ہے یہ وادیٔ تیہ کے زمانے کا ہے۔ بنی اسرائیل جب من وسلویٰ کھاتے کھاتے اُکتا گئے اور معمولی کھانے کی درخواست کی تو ان کو شہر میں جانے کا حکم ہوا۔ عند البعض وہ شہر بیت المقدس تھا اور عند البعض وہ ملک شام کا شہر اریحا تھا۔

← حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ قِيلَ لِبَنِي إِسْرَائِيلَ (ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ) فَدَخَلُوا يَزْحَفُونَ عَلَى أَسْتَاهِهِمْ ، فَبَدَّلُوا وَقَالُوا حِطَّةٌ ، حَبَّةٌ فِي شَعَرَةٍ

ترجمہ۔ مجھ سے محمد نے حدیث بیان کی، کہا کہ ہم سے عبدالرحمٰن بن مہدی نے حدیث بیان کی، ان سے ابن المبارک نے، ان سے معمر نے، ان سے ہمام بن منبہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل کو یہ حکم ہوا تھا کہ دروازے سے جھکتے ہوئے داخل ہوں اور حطۃ کہتے ہوئے (یعنی اے اللہ! ہمارے گناہ معاف کردے) لیکن (انہوں نے عدول کیا اور) سرین کے بل گھسٹتے ہوئے داخل ہوئے اور کلمہ (حطۃ) کو بھی بدل دیا اور کہا کہ حطۃ، حبۃ فی شعرۃ (مذاق اور دل لگی کے طور پر)۔

تشریح الفاظ حدیث

"حِطَّةٌ" حطۃ یا تو خبر ہے اور اس کا مبتداء محذوف ہے یعنی "شانک حِطَّةٌ" آپ کی شان گناہوں کو معاف کردینے کی ہے۔ "حطّ یحطّ" کے معنی ساقط کرنے کے آتے ہیں یا یہ منصوب ہے مفعول مطلق ہونے کی وجہ سے یعنی "حُطَّ عنّا

ذُنُوْبَنَا حِطَّةٌ" اے اللہ! ہمارے گناہوں کو ساقط فرما دیجئے۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ وہ "حِنْطَةٌ" کا لفظ کہنے لگے۔

باب قَوْلُهُ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِجِبْرِيلَ

وقال عكرمة جبر و ميك و اسراف عبد ايل الله

عکرمہ نے فرمایا کہ جبر، میک اور سراف بندہ کے معنی میں ہے اور "ایل" اللہ کے معنی میں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيرٍ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ بَكْرٍ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ سَمِعَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ بِقُدُومِ رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَهُوَ فِي أَرْضٍ يَخْتَرِفُ، فَأَتَى النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ إِنِّي سَائِلُكَ عَنْ ثَلَاثٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا نَبِيٌّ فَمَا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ وَمَا أَوَّلُ طَعَامِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَمَا يَنْزِعُ الْوَلَدُ إِلَى أَبِيهِ أَوْ إِلَى أُمِّهِ قَالَ أَخْبَرَنِي بِهِنَّ جِبْرِيلُ آنِفًا قَالَ جِبْرِيلُ قَالَ نَعَمْ قَالَ ذَاكَ عَدُوُّ الْيَهُودِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ فَقَرَأَ هٰذِهِ الْآيَةَ (مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَى قَلْبِكَ) أَمَّا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ فَنَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ إِلَى الْمَغْرِبِ، وَأَمَّا أَوَّلُ طَعَامِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَزِيَادَةُ كَبِدِ حُوتٍ، وَإِذَا سَبَقَ مَاءُ الرَّجُلِ مَاءَ الْمَرْأَةِ نَزَعَ الْوَلَدَ، وَإِذَا سَبَقَ مَاءُ الْمَرْأَةِ نَزَعَتْ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ الْيَهُودَ قَوْمٌ بُهُتٌ، وَإِنَّهُمْ إِنْ يَعْلَمُوا بِإِسْلَامِي قَبْلَ أَنْ تَسْأَلَهُمْ يَبْهَتُونِي فَجَاءَتِ الْيَهُودُ فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَيُّ رَجُلٍ عَبْدُ اللّٰهِ فِيكُمْ قَالُوا خَيْرُنَا وَابْنُ خَيْرِنَا وَسَيِّدُنَا وَابْنُ سَيِّدِنَا قَالَ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ فَقَالُوا أَعَاذَهُ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ فَقَالُوا شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا وَانْتَقَصُوهُ قَالَ فَهٰذَا الَّذِي كُنْتُ أَخَافُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن منیر نے حدیث بیان کی، انہوں نے عبداللہ بن بکر سے سنا۔ بیان کیا کہ مجھ سے حمید نے حدیث بیان کی اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ (جو علماء یہود میں سے تھے) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی (مدینہ) تشریف آوری کے متعلق سنا تو وہ اپنے باغ میں پھل توڑ رہے تھے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ میں آپ سے تین چیزوں کے متعلق پوچھوں گا۔ جنہیں نبی کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ قیامت کی نشانیوں میں سب سے پہلی نشانی کیا ہے؟ اہل جنت کی ضیافت کے لئے سب سے پہلے کیا چیز پیش کی جائے گی؟ بچہ کب اپنے باپ پر پڑتا ہے اور کب اپنی ماں پر؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ابھی جبرائیل علیہ السلام نے آکر اس کے متعلق بتایا ہے۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بولے جبرائیل؟ فرمایا ہاں! عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ تو یہودیوں کے دشمن ہیں۔ اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی "مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَى قَلْبِكَ" (اور ان کے سوالات کے جواب دیئے) قیامت کی سب سے پہلی نشانی ایک آگ کی صورت میں ظاہر ہوگی جو تمام انسانوں کو مشرق سے مغرب کی طرف جمع کرلائے گی۔ اہل جنت کی ضیافت کے لئے جو کھانا سب سے پہلے پیش کیا جائے گا وہ مچھلی کے جگر کا ایک قیمتی ٹکڑا ہوگا۔ اور جب مرد کا پانی عورت کے پانی پر سبقت کر جاتا ہے تو بچہ باپ پر پڑتا ہے۔ اور جب عورت کا پانی مرد کے پانی پر سبقت کر جاتا ہے۔ تو بچہ ماں پر پڑتا ہے۔ عبداللہ بن سلام بول اٹھے "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔" (پھر

عرض کی) یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہود بڑی بہتان تراش قوم ہے۔ اگر اس سے پہلے کہ آپ میرے متعلق ان سے کچھ پوچھیں انہیں میرے اسلام کا پتہ چل گیا تو مجھ پر بہتان تراشیاں شروع کردیں گے۔ چنانچہ جب یہودی آئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا۔ عبداللہ تمہارے یہاں کیسے سمجھے جاتے ہیں؟ وہ کہنے لگے ہم میں سب سے بہتر اور ہم میں سب سے بہتر کے بیٹے، ہمارے سردار کے بیٹے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ اسلام لے آئیں پھر تمہارا کیا خیال ہوگا؟ کہنے لگے، اللہ تعالیٰ اس سے انہیں اپنی پناہ میں رکھے، اتنے میں عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔" اب وہ یہودی ان کے متعلق کہنے لگے کہ یہ ہم میں سب سے بدتر ہے اور سب سے بدتر شخص کا بیٹا ہے اور ان کی اہانت و تنقیص شروع کردی۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ یارسول اللہ! یہی وہ چیز ہے جس سے میں ڈرتا تھا۔

تشریح کلمات

"وقال عکرمة" : جَبْرَ وَمِيكَ وَسَرَافِ: عَبْدٌ إِيلُ اَللّٰه.

حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جبر میک اور سراف کے معنی بندے کے ہیں اور ایل کے معنی ہیں اللہ کے تو جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل کے معنی ہوئے "عبد اللّٰہ"

باب قَوْلِهِ مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسَأْهَا

نسخ کے لغوی و اصطلاحی معنی

نسخ کے لغوی معنی ہیں زائل کرنے اور لکھنے کے۔ اصطلاح میں نسخ کی مختلف تعریفیں کی گئی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے:

"هُوَ الْخِطَابُ الدَّالُّ عَلَى ارتفاع الْحُكم الثابت بالخطاب المتقدم على وجه لولا لكان ثابتا مع تراخيه عنه" یعنی نسخ اس خطاب کو کہتے ہیں جو پہلے خطاب سے ثابت شدہ حکم کے ختم ہونے پر دلالت کرے۔ اس طرح کہ اگر یہ دوسرا خطاب نہ آتا تو پہلے خطاب کا حکم ثابت و برقرار رہتا۔

نسخ کے مفہوم میں متقدمین اور متاخرین کی اصطلاحوں میں فرق

متقدمین کے ہاں نسخ کی اصطلاح کا دائرہ وسیع ہے۔ ایک حکم کو دوسرے حکم کے ذریعہ بالکل منسوخ کردینا یا دوسرے حکم کے ذریعے پہلے حکم میں تخصیص کردینا، کوئی قید یا شرط لگادینا...... یہ تمام نسخ میں داخل ہیں۔

جبکہ متاخرین کے ہاں نسخ صرف اس تبدیلی کا نام ہے جو پہلے حکم کو بالکل منسوخ کردے۔ یہی وجہ ہے کہ متقدمین کے نزدیک قرآن کی آیات میں نسخ کی تعداد تقریباً پانچ سو ہے جبکہ متاخرین میں سے علامہ سیوطی نے صرف بیس آیات کو منسوخ قرار دیا ہے اور حضرت شاہ ولی اللہ نے صرف پانچ آیات کو منسوخ قرار دیا ہے۔

نسخ کی قسمیں

نسخ کی چار صورتیں ہیں: (۱) نسخ القرآن بالقرآن (۲) نسخ السنۃ بالسنۃ (۳) نسخ القرآن بالسنۃ (۴) نسخ السنۃ بالقرآن۔
پہلی صورت ہے نسخ القرآن بالقرآن۔ اس کی پھر تین صورتیں ہیں: صورت اوّل تلاوت اور حکم دونوں منسوخ ہو گئے ہوں۔ جیسے ابتداء میں دس رضعات سے حرمت رضاعت کے ثبوت کا حکم تھا۔ پھر پانچ رضعات سے اس کے ثبوت کا حکم ہوا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے قریب زمانے تک اس کی تلاوت بھی ہوتی رہی تھی لیکن اب دس اور پانچ رضعات کا حکم اور تلاوت دونوں منسوخ ہیں۔ ناسخ یہ آیت ہے: "وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِیْٓ اَرْضَعْنَكُمْ" دوسری صورت: حکم تو باقی ہو لیکن تلاوت منسوخ ہوگئی ہو جیسے رجم کے بارے میں یہ آیت منسوخ التلاوت ہے لیکن حکم اس کا باقی ہے۔ "الشیخُ والشیخۃُ اِذا زنیا فارجموھما البتۃ نکالاً من اللہ واللہ عزیز حکیم" تیسری صورت: تلاوت باقی رہے اور حکم منسوخ ہو جائے "وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ" اس کے لیے ناسخ یہ آیت ہے "فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ"

دوسری صورت ہے نسخ السنۃ بالسنۃ　اس کی بھی چار صورتیں ہیں:

۱۔ نسخ المتواتر بالمتواتر یعنی ایک متواتر حدیث کے حکم کو دوسری متواتر حدیث سے منسوخ کر دینا۔ یہ بالاتفاق جائز ہے۔

۲۔ نسخ الآحاد بالآحاد۔ یہ بھی بالاتفاق جائز ہے۔　　۳۔ نسخ الآحاد بالمتواتر۔ یہ بھی بالاتفاق جائز ہے۔

۴۔ نسخ المتواتر بالآحاد۔ اس میں اختلاف ہے بعض اہل ظاہر اس کے جواز کے قائل ہیں لیکن جمہور کے نزدیک یہ جائز نہیں ہے۔ تیسری صورت ہے۔ نسخ القرآن بالسنۃ

احناف اور جمہور فقہاء کے نزدیک یہ جائز ہے جبکہ شوافع اور اکثر محدثین اور امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک جائز نہیں۔

شوافع اور محدثین کرام کہتے ہیں کہ سنت قرآن کی شرح اور تفسیر ہے وہ قرآن کے لیے ناسخ کیسے ہو سکتی ہے۔ دوسری دلیل وہ یہ پیش کرتے ہیں کہ دارقطنی میں روایت ہے: "کلامی لاینسخ کلام اللہ و کلام اللہ ینسخ کلامی و کلام اللہ ینسخ بعضہ بعضاً" تیسری دلیل وہ یہ پیش کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں ہے "قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ" اگر آپ سنت کو قرآن کے لیے ناسخ تسلیم کریں گے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف سے قرآن میں تبدیلی کر رہے ہیں اور اس آیت کی رو سے یہ جائز نہیں۔

حضرات احناف اور جمہور فقہاء کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہے: "وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى" جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ شریعت کا کوئی حکم جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہ اپنی طرف سے بیان نہیں کرتے وہ درحقیقت اللہ کی طرف سے وحی ہوتی ہے۔ لہٰذا وحی غیر متلو کے ذریعے قرآن کا حکم منسوخ ہو سکتا ہے۔

دلائل شوافع کے جوابات

شوافع جو دارقطنی کی روایت سے استدلال کرتے ہیں اس روایت کو بعض حضرات نے موضوع، بعض نے منکر اور بعض نے انتہائی ضعیف قرار دیا ہے۔ جہاں تک آیت کریمہ سے استدلال کی بات ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس آیت کی رو سے سنت قرآن کے لیے ناسخ اس وقت نہیں بن سکتی جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف سے کوئی تبدیلی کریں لیکن اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی غیر متلو آتی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار کا اس میں دخل نہیں ہے تو پھر آیت کی رو سے حدیث کے ناسخ بننے میں کوئی اشکال نہیں۔ چوتھی صورت نسخ السنۃ بالقرآن ہے۔

یہ صورت بھی احناف کے نزدیک جائز ہے اور شوافع کے نزدیک جائز نہیں۔

احناف کہتے ہیں کہ ابتداء میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھتے تھے اور بیت المقدس کی طرف متوجہ ہونا سنت سے ثابت تھا۔ پھر بعد میں قرآن حکیم نے اس کو منسوخ کر دیا۔ چنانچہ آیت نازل ہوئی: "فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ" اس آیت نے سنت کا حکم منسوخ کر دیا۔

کیا احکام شرعیہ میں نسخ کا ہونا کوئی عیب ہے؟

یہودیوں کے نزدیک احکام شرعیہ میں نسخ بالکل جائز نہیں وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم آسمانی شریعتوں میں نسخ کو تسلیم کر لیں تو اس سے "بداء" لازم آتا ہے۔ بداء کہتے ہیں ایسی رائے کو جو پہلے سے نہ ہو بعد میں قائم کر لی ہو تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ جل شانہ کو پہلے ایک رائے کا علم نہ تھا بعد میں اس کا علم ہوا چونکہ بداء مستلزم ہے جہل کو اور اللہ تعالیٰ جہل سے پاک ہیں۔

لیکن آئمہ اسلام کے نزدیک نسخ بالا جماع جائز ہے۔ باقی یہودیوں کا کہنا کہ نسخ جہالت کو مستلزم ہے بالکل غلط ہے کیونکہ کسی ایک حکم کو منسوخ کر کے اس کی جگہ دوسرے حکم کو نافذ کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ دوسرے حکم کا پہلے علم نہ تھا اور اب اس کا علم ہوا بلکہ ایک حکم ایک خاص مدت اور ایک خاص زمانے کے لیے کسی خاص مصلحت کی بناء پر مفید تھا۔ ایک مدت کے لیے اس کو برقرار رکھا گیا۔ اس مدت کے بعد مصلحت کے تقاضا سے اس حکم کو منسوخ کر کے دوسرا حکم جاری کر دیا گیا۔

← حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ رضي الله عنه أَقْرَؤُنَا أُبَيٌّ، وَأَقْضَانَا عَلِيٌّ، وَإِنَّا لَنَدَعُ مِنْ قَوْلِ أُبَيٍّ، وَذَاكَ أَنَّ أُبَيًّا يَقُولُ لَا أَدَعُ شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم وَقَدْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى (مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا).

ترجمہ۔ ہم سے عمرو بن علی نے حدیث بیان کی، ان سے یحییٰ نے حدیث بیان کی، ان سے سفیان نے حدیث بیان کی، ان سے حبیب نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ہم میں سب سے بہتر قاری قرآن ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں اور ہم میں سب سے زیادہ علی رضی اللہ عنہ میں قضا (مقدمات کے فیصلے) کی صلاحیت ہے۔ اس کے باوجود ہم ابی رضی اللہ عنہ کی اس بات کو تسلیم نہیں کر سکتے۔ ابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں

نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جن آیات کی بھی تلاوت سنی ہے میں انہیں نہیں چھوڑ سکتا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے کہ "مَا نَنسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنسِهَا" (ہم نے جو آیت بھی منسوخ کی یا اسے بھلایا تو اس سے اچھی آیت لائے)۔

باب وَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ قَالَ اللّٰهُ كَذَّبَنِي ابْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذٰلِكَ، وَشَتَمَنِي وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذٰلِكَ، فَأَمَّا تَكْذِيبُهُ إِيَّايَ فَزَعَمَ أَنِّي لَا أَقْدِرُ أَنْ أُعِيدَهُ كَمَا كَانَ، وَأَمَّا شَتْمُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ لِي وَلَدٌ، فَسُبْحَانِي أَنْ أَتَّخِذَ صَاحِبَةً أَوْ وَلَدًا

ترجمہ۔ ہم سے ابوالیمان نے حدیث بیان کی، انہیں شعیب نے خبر دی۔ انہیں عبداللہ بن ابی حسین نے، ان سے نافع بن جبیر نے حدیث بیان کی۔ اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ ابن آدم نے × مجھے جھٹلایا حالانکہ اس کے لئے یہ مناسب نہ تھا۔ اس نے مجھے برا بھلا کہا حالانکہ اس کے لئے یہ مناسب نہ تھا۔ اس کا مجھے جھٹلانا تو یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں اسے دوبارہ زندہ کرنے پر قادر نہیں ہوں۔ اور اس کا مجھے برا بھلا کہنا یہ ہے کہ میرے اولاد بتاتا ہے۔ میری ذات اس سے پاک ہے کہ میں بیوی یا اولاد بناؤں۔

باب قَوْلُهُ وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى

(مَثَابَةً) يَثُوبُونَ يَرْجِعُونَ مقام ابراہیم کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں

ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ مقام ابراہیم سے مراد سارا حرم ہے۔ ابن یمان کہتے ہیں کہ اس سے مراد مسجد حرام ہے اور بعض نے کہا ہے کہ اس سے مراد مشاہد حج ہیں۔ یعنی عرفہ و مزدلفہ وغیرہ۔ لیکن مشہور یہ ہے کہ اس سے مراد وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کی تعمیر فرمائی تھی جو اب تک موجود ہے اور یہی آخری قول زیادہ صحیح ہے چونکہ حدیث جابر رضی اللہ عنہ اس پر دلالت کرتی ہے۔ مسلم شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ "آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے طواف سے فارغ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقام ابراہیم کی طرف تشریف لائے اور دو رکعتیں اس کے پیچھے پڑھیں اور یہی آیت تلاوت فرمائی: "وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرٰهِيمَ مُصَلًّى"

مثابة: يثوبون يرجعون

آیت قرآنی ہے "وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرٰهِيمَ مُصَلًّى" اس آیت میں جو مثابہ کا کلمہ ہے اس کی تفسیر کی ہے یثوبون یرجعون کے ساتھ۔ یعنی وہ جگہ جس کی طرف بار بار لوٹا جائے تو مذکورہ آیت کا معنی ہوگا۔ "ہم نے بیت اللہ کو لوگوں کے لیے بار بار لوٹ کر آنے کی جگہ بنایا ہے۔"

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ وَافَقْتُ اللّٰهَ فِي ثَلَاثٍ. أَوْ وَافَقَنِي رَبِّي فِي ثَلَاثٍ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، لَوِ اتَّخَذْتَ مَقَامَ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى وَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ يَدْخُلُ عَلَيْكَ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ،

فَلَوْ أَمَرْتَ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ بِالْحِجَابِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ آيَةَ الْحِجَابِ قَالَ وَبَلَغَنِي مُعَاتَبَةُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم بَعْضَ نِسَائِهِ ، فَدَخَلْتُ عَلَيْهِنَّ قُلْتُ إِنِ انْتَهَيْتُنَّ أَوْ لَيُبَدِّلَنَّ اللّٰهُ رَسُولَهُ صلى الله عليه وسلم خَيْرًا مِنْكُنَّ حَتَّى أَتَيْتُ إِحْدَى نِسَائِهِ ، قَالَتْ يَا عُمَرُ ، أَمَا فِي رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مَا يَعِظُ نِسَاءَهُ حَتَّى تَعِظَهُنَّ أَنْتَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ (عَسَى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ مُسْلِمَاتٍ) الآيَةَ . وَقَالَ ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ سَمِعْتُ أَنَسًا عَنْ عُمَرَ

ترجمہ۔ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی، ان سے یحییٰ بن سعید نے، ان سے حمید نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ تین مواقع پر اللہ تعالیٰ کے (نازل ہونے والے حکم سے میری رائے) پہلے ہی مطابقت ہوگئی تھی۔ یا میرے رب نے تین مواقع پر میری رائے کے مطابق حکم نازل فرمایا۔ میں نے عرض کی تھی یا رسول اللہ! کاش آپ مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بناتے (طواف کے بعد، تو یہی آیت نازل ہوئی) اور میں نے عرض کی تھی کہ یا رسول اللہ! آپ کے گھر میں نیک اور برے ہر طرح کے لوگ آتے ہیں۔ کاش آپ امہات المؤمنین کو پردہ کا حکم دے دیتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت حجاب (پردہ کی آیت) نازل فرمائی۔ بیان کیا اور مجھے بعض ازواج مطہرات سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کا علم ہوا۔ میں ان کے یہاں گیا اور ان سے کہا کہ تم لوگ باز آ جاؤ۔ ورنہ اللہ تعالیٰ تم سے بہتر ازواج آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بدل دے گا۔ بعد میں میں ازواج مطہرات میں سے ایک کے یہاں گیا تو وہ مجھ سے کہنے لگیں کہ عمر! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنی ازواج کو اتنی نصیحتیں نہیں کرتے جتنی تم انہیں کرتے رہتے ہو۔ آخر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ "کوئی حیرت نہ ہونی چاہئے اگر آپ کا رب تمہیں طلاق دے دے اور دوسری مسلمان بیویاں تم سے بہتر بدل دے۔ آخر آیت تک۔ اور ابن ابی مریم نے بیان کیا۔ انہیں یحییٰ بن ایوب نے خبر دی۔ ان سے حمید نے حدیث بیان کی اور انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا، عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے۔

بعض نسائہ کا مصداق حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا ہیں اور احدی نسائہ کا مصداق حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

باب قَوْلُهُ تَعَالَى وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ)الْقَوَاعِدُ أَسَاسُهُ ، وَاحِدَتُهَا قَاعِدَةٌ ، وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ وَاحِدُهَا قَاعِدٌ

(اور یہ دعا کرتے جاتے تھے کہ) اے ہمارے رب! ہماری طرف سے اسے قبول فرمائیے کہ آپ خوب سننے والے اور بڑے جاننے والے ہیں۔" قواعد کا واحد قاعدہ آتا ہے اور عورتوں کے متعلق جب قواعد بولتے ہیں تو اس کا واحد "قاعد" ہوتا ہے۔

تشریح کلمات

القواعد: اَسَاسُهُ واحدتها قاعدةٌ "والقواعدُ مِنَ النساء" واحدها قاعدٌ

قواعد بنیاد کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ اس وقت اس کا مفرد "قاعدۃ" آتا ہے اور قواعد ان عورتوں کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے جو حیض وغیرہ کی وجہ سے بیٹھ گئی ہوں۔ اس وقت اس کا مفرد "قاعد" آتا ہے۔ جیسا کہ سورۃ نور میں

آتا ہے "مِنَ النِّسَآءِ الّتِی لَا یَرْجُوْنَ نِکَاحًا"

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَخْبَرَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها زَوْجِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ أَلَمْ تَرَيْ أَنَّ قَوْمَكِ بَنَوُا الْكَعْبَةَ وَاقْتَصَرُوا عَنْ قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلَا تَرُدُّهَا عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ لَوْلَا حِدْثَانُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لَئِنْ كَانَتْ عَائِشَةُ سَمِعَتْ هٰذَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مَا أُرَى رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم تَرَكَ اسْتِلَامَ الرُّكْنَيْنِ اللَّذَيْنِ يَلِيَانِ الْحِجْرَ، إِلَّا أَنَّ الْبَيْتَ لَمْ يُتَمَّمْ عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ

ترجمہ۔ہم سے اسماعیل نے حدیث بیان کی، کہا کہ مجھ سے مالک نے حدیث بیان کی، ان سے ابن شہاب نے ان سے سالم بن عبداللہ نے، ان سے عبداللہ بن محمد بن ابی بکر نے، ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دیکھتی نہیں کہ جب تمہاری قوم (قریش) نے کعبہ کی تعمیر کی تو ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں سے اسے کم کردیا۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! پھر آپ ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد کے مطابق پھر سے کعبہ کی تعمیر کیوں نہیں کروادیتے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تمہاری قوم ابھی نئی نئی کفر سے نکلی نہ ہوتی (تو میں ایسا ہی کرتا) ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے تو میرا خیال ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو رکنوں کو جو حطیم کے قریب ہیں (طواف کے وقت) بوسہ دینا اسی لئے ترک کیا تھا کہ بیت اللہ کی تعمیر ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد کے مطابق مکمل نہیں تھی۔

تشریح حدیث

لولا حدثان قومک بالکفر

یعنی تمہاری قوم اگر نئی نئی کفر سے نکلی ہوئی نہ ہوتی تو میں اس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر تعمیر کرا دیتا۔ مطلب یہ ہے کہ قریش ابھی ابھی مسلمان ہوئے ہیں اور ان کا زمانہ کفر سے تعلق ابھی ختم ہوا ہے اگر کعبہ کی موجودہ تعمیر تبدیل کر کے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر اس کی تعمیر کی جائے تو اس سے ان کے ذہنوں میں شکوک وشبہات پیدا ہوں گے۔

فقال عبداللہ بن عمرؓ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے (اور واقعی سنی ہے) تو میں سمجھتا ہوں کہ اسی وجہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حجر یعنی حطیم کے ساتھ متصل رکنین عراقیین کا استلام ترک کر دیتے تھے، حطیم سے متصل عراق اور شام کی جانب کعبہ کی دیواروں کے جو کونے ہیں ان کا استلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کرتے تھے اس لیے کہ یہ دونوں کونے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر کردہ عمارت کے کونوں کی جگہ نہیں تھے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکن یمانی اور حجر اسود کا استیلام کرتے تھے کیونکہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر کے مطابق تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر میں حطیم خانہ کعبہ میں داخل تھا، قریش نے حلال مالی کی کمی کی وجہ سے خانہ کعبہ کو مختصر کر کے حطیم کو خانہ کعبہ سے خارج کر دیا تھا۔

باب و قوله قُولُوا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ كَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَقْرَءُ وْنَ التَّوْرَاةَ بِالْعِبْرَانِيَّةِ ، وَيُفَسِّرُونَهَا بِالْعَرَبِيَّةِ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لَا تُصَدِّقُوا أَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تُكَذِّبُوهُمْ ، وَقُولُوا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ) الآيَةَ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن بشار نے حدیث بیان کی ان سے عثمان بن عمر نے حدیث بیان کی انہیں علی بن مبارک نے خبر دی۔ انہیں یحییٰ بن ابی کثیر نے، انہیں ابوسلمہ نے کہ ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اہل کتاب (یعنی یہودی) توراۃ کو خود عبرانی زبان میں پڑھتے ہیں لیکن مسلمانوں کے لئے اس کی تفسیر عربی میں کرتے ہیں۔ اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اہل کتاب کی نہ تصدیق کرو اور نہ تکذیب بلکہ یہ کہا کرو "آمنا باللہ وما انزل الینا" (یعنی ہم اللہ پر اور جو احکام اللہ کی طرف سے ہم پر نازل ہوئے، ان پر ایمان لائے۔

باب سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ

مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا ، قُلْ لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ، يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ

کہ مسلمانوں کو ان کے سابقہ قبلہ سے کس چیز نے پھیر دیا۔ آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ہی کا مشرق و مغرب ہے اور اللہ جسے چاہتا ہے صراط مستقیم کی ہدایت دیتا ہے۔"

ترجمۃ الباب کی وضاحت

من الناس سے مراد یہود ہیں کیونکہ قبلہ کی تحویل پر سب سے زیادہ انہوں نے ہنگامہ کیا تھا کیوں کہ یہودیوں کا خیال تھا کہ قبلہ بیت المقدس کبھی منسوخ نہیں ہوسکتا۔ بعض کے نزدیک من الناس سے مراد منافقین ہیں کیونکہ وہ ہمیشہ مسلمانوں پر اعتراضات کی فکر میں رہتے تھے اور بعض مفسرین من الناس کا مصداق مشرکین کو قرار دیتے ہیں کیونکہ تحویل قبلہ پر انہوں نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ عجیب ہے کہ پہلے اپنے آبائی قبلہ یعنی بیت اللہ کو چھوڑ دیا تھا اور پھر اسی آبائی قبلہ کو دوبارہ اختیار کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عنقریب اپنے آبائی دین کو بھی اختیار کر لیں گے۔

← حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ سَمِعَ زُهَيْرًا عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم صَلَّى إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا ، وَكَانَ يُعْجِبُهُ أَنْ تَكُونَ قِبْلَتُهُ قِبَلَ الْبَيْتِ ، وَإِنَّهُ صَلَّى أَوْ صَلَّاهَا صَلَاةَ الْعَصْرِ ، وَصَلَّى مَعَهُ قَوْمٌ ، فَخَرَجَ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ صَلَّى مَعَهُ ، فَمَرَّ عَلَى أَهْلِ الْمَسْجِدِ وَهُمْ رَاكِعُونَ قَالَ أَشْهَدُ بِاللّٰهِ لَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قِبَلَ مَكَّةَ ، فَدَارُوا كَمَا هُمْ قِبَلَ الْبَيْتِ ، وَكَانَ الَّذِي مَاتَ عَلَى الْقِبْلَةِ قَبْلَ أَنْ تُحَوَّلَ قِبَلَ الْبَيْتِ رِجَالٌ قُتِلُوا لَمْ نَدْرِ مَا نَقُولُ فِيهِمْ ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ (وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ)

ترجمہ۔ ہم سے ابونعیم نے حدیث بیان کی، انہوں نے زہیر سے سنا انہوں نے ابواسحاق سے اور انہوں نے براء رضی

اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس کی طرف رخ کر کے سولہ ۱۶ یا سترہ ۱۷ مہینے تک نماز پڑھی۔ لیکن آنحضور چاہتے تھے کہ آپ کا قبلہ بیت اللہ (کعبہ) ہو جائے۔ (آخر ایک دن اللہ کے حکم سے) آپ نے عصر کی نماز (بیت اللہ کی طرف رخ کر کے) پڑھی۔ اور آپ کے ساتھ بہت سے صحابہؓ نے بھی پڑھی۔ جن صحابہؓ نے یہ نماز آپ کے ساتھ پڑھی تھی ان میں سے ایک صحابی مدینہ کی ایک مسجد کے قریب سے گزرے اس مسجد میں (جماعت ہو رہی تھی) لوگ رکوع میں تھے۔ انہوں نے اس پر کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی ہے تمام نمازی اسی حالت میں بیت اللہ کی طرف پھر گئے۔ اس کے بعد صحابہؓ نے یہ سوال اٹھایا کہ جو لوگ تحویل قبلہ سے پہلے انتقال کر گئے ان کے متعلق ہم کیا کہیں (ان کی نمازیں ہوئیں یا نہیں) اس پر یہ آیت نازل ہوئی: ''اللہ ایسا نہیں کہ تمہاری عبادات کو ضائع کرے۔ بلاشبہ اللہ اپنے بندوں پر بہت مہربان اور بڑا رحیم ہے۔''

باب قَوْلِهِ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا

لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا) تاکہ تم گواہ رہو۔ لوگوں پر، اور رسول گواہ رہیں تم پر۔''

حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ رَاشِدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ وَأَبُو أُسَامَةَ وَاللَّفْظُ لِجَرِيرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ وَقَالَ أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُدْعَى نُوحٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُولُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَا رَبِّ فَيَقُولُ هَلْ بَلَّغْتَ فَيَقُولُ نَعَمْ فَيُقَالُ لِأُمَّتِهِ هَلْ بَلَّغَكُمْ فَيَقُولُونَ مَا أَتَانَا مِنْ نَذِيرٍ فَيَقُولُ مَنْ يَشْهَدُ لَكَ فَيَقُولُ مُحَمَّدٌ وَأُمَّتُهُ فَتَشْهَدُونَ أَنَّهُ قَدْ بَلَّغَ (وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا) فَذٰلِكَ قَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ (وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا) وَالْوَسَطُ الْعَدْلُ

ترجمہ۔ ہم سے یوسف بن راشد نے حدیث بیان کی، ان سے جریر اور ابواسامہ نے حدیث بیان کی۔ حدیث کے الفاظ جریر کی روایت کے مطابق ہیں، ان سے اعمش نے، ان سے ابو صالح نے اور ابواسامہ نے بیان کیا (یعنی اعمش کے واسطہ سے) کہ ہم سے ابو صالح نے حدیث بیان کی اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن نوح علیہ السلام کو بلایا جائے گا۔ وہ عرض کریں گے لبیک وسعدیک یا رب! اللہ رب العزت فرمائے گا کیا تم نے میرا پیغام پہنچا دیا تھا؟ نوح علیہ السلام عرض کریں گے کہ میں نے پہنچا دیا تھا۔ پھر ان کی امت سے پوچھا جائے گا کیا انہوں نے تمہیں میرا پیغام پہنچایا تھا؟ وہ لوگ کہیں گے کہ ہمارے یہاں کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ (نوح علیہ السلام سے) ارشاد فرمائیں گے، آپ کے حق میں کوئی گواہی بھی دے سکتا ہے؟ وہ فرمائیں گے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کی امت۔ چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ان کے حق میں گواہی دے گی کہ انہوں نے پیغام پہنچا دیا تھا اور رسول (یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی امت کے حق میں گواہی دیں گے (کہ انہوں نے سچی گواہی دی) یہی مراد ہے اللہ تعالیٰ کے ارشاد سے کہ ''اور اسی طرح ہم نے تم کو امت وسط بنایا تاکہ تم لوگوں کے لئے گواہی دو اور رسول تمہارے لئے گواہی دیں۔ (آیت میں) وسط، عدل کے معنی میں ہے۔

تشریح حدیث

یوسف بن راشد جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ ہیں وہ مذکورہ حدیث اپنے دو استاذوں سے یعنی جریر اور ابو اسامہ سے روایت کر رہے ہیں اور حدیث میں الفاظ جریر کے نقل کیے گئے ہیں۔ جریر نے اعمش سے اور اس نے ابو صالح سے لفظ عن کے ذریعے نقل کیا ہے جبکہ ابو اسامہ نے حدثنا ابو صالح کہہ کر نقل کیا ہے...... ابو صالح کا نام ذاکوان ہے۔

بعض حضرات نے اس آیت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے پر استدلال کیا ہے لیکن استدلال کا ضعیف ہونا بالکل ظاہر ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کی یہ شہادت وحی الٰہی کی وجہ سے ہوگی اس سے اگر کوئی نبیؐ کے حاضر و ناظر ہونے پر استدلال کرتا ہے تو پھر صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حاضر و ناظر ہونا نہیں بلکہ پوری اُمت کا حاضر و ناظر ہونا تسلیم کرنا پڑے گا۔

باب قَوْلِهِ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا

إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَى عَقِبَيْهِ وَإِنْ كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ)

اسے تو ہم نے اسی لئے رکھا تھا کہ ہم پہچان لیتے رسول کی اتباع کرنے والے کو الٹے پاؤں چلے جانے والوں سے یہ حکم بہت گراں ہے مگر ان لوگوں کو نہیں جنہیں اللہ نے راہ دکھادی ہے اور اللہ ایسا نہیں کہ ضائع ہو جانے دے تمہارے ایمان کو، اور اللہ تو لوگوں پر بڑا شفیق ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت سے لے کر آیت کریمہ "وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ" تک کی آیات پر الگ الگ تراجم قائم کیے ہیں اور ان کے ذیل میں وہی تحویل قبلہ والی روایت ابن عمر رضی اللہ عنہ، براء بن عازب رضی اللہ عنہ اور انس رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ان سب آیات کا تعلق تحویل قبلہ سے ہے اور سب کا شانِ نزول ایک ہی ہے۔

تحویل قبلہ کتنی مرتبہ ہوا؟

اس میں اختلاف ہے۔ بعض حضرات اس کے قائل ہیں کہ تحویل قبلہ صرف ایک مرتبہ ہوا پھر ان میں دو فریق ہیں۔ ایک فریق کا یہ کہنا ہے کہ مکہ مکرمہ میں شروع سے قبلہ بیت المقدس تھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز اس طرح پڑھتے تھے کہ کعبہ اور بیت المقدس دونوں کا استقبال ہو جائے۔ پھر مدینہ طیبہ میں بھی ایک عرصہ تک بیت المقدس کی طرف منہ کرنے کا حکم رہا لیکن وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دونوں قبلوں کا استقبال ممکن نہ تھا اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش تھی کہ قبلہ بدل جائے۔ چنانچہ کعبہ کی طرف رُخ کرنے کا حکم دیا گیا۔

دوسرے فریق کا کہنا ہے کہ ابتداء اسلام میں قبلہ کے بارے میں کوئی صریح حکم نہیں آیا تھا اور جن معاملات میں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی حکم نہیں ملتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اہل کتاب کی موافقت کو پسند فرماتے تھے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ اور بیت المقدس دونوں کا استقبال فرماتے تھے۔ پھر بعض حضرات اس کے قائل ہیں کہ نسخ دو مرتبہ ہوا وہ اس طرح کہ مکہ مکرمہ میں استقبال کعبہ کا حکم تھا پھر ابتدائی مدنی دور میں بیت المقدس کے استقبال کا حکم دیا گیا اور سولہ یا سترہ مہینے تک بیت المقدس ہی قبلہ رہا۔ پھر دوسری بار نسخ ہوا اور کعبہ کو مستقل قبلہ بنا دیا گیا۔ یہی قول راجح معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ ترجمۃ الباب والی آیت سے اسی کی تائید ہوتی ہے۔

بعض روایات میں ہے کہ بیت المقدس کی طرف سولہ مہینوں تک رُخ کر کے نماز پڑھتے رہے اور بعض روایات میں سترہ مہینوں کا ذکر ہے تو اس بارے میں تحقیق یہ ہے کہ جنہوں نے کسر کو شمار کیا انہوں نے سترہ مہینے بتائے ہیں اور جنہوں نے کسر کو شمار نہیں کیا انہوں نے سولہ مہینے بتائے ہیں۔ لہٰذا کوئی تعارض نہیں ہے۔

بعض روایات میں ہے کہ تحویل کے بعد سب سے پہلے ظہر کی نماز پڑھی جبکہ بعض روایات میں عصر کا ذکر آتا ہے۔ دراصل واقعہ یوں ہے کہ تحویل قبلہ کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز مسجد بنی سلمہ میں پڑھی اور نماز کے دوران تحویل کا حکم نازل ہوا۔ پھر مسجد نبویؐ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز ادا کی۔ لہٰذا کوئی تعارض نہیں۔

← حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما بَيْنَا النَّاسُ يُصَلُّونَ الصُّبْحَ فِي مَسْجِدِ قُبَاءٍ إِذْ جَاءَ جَاءٍ فَقَالَ أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قُرْآنًا أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوهَا فَتَوَجَّهُوا إِلَى الْكَعْبَةِ

ترجمہ۔ ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی، ان سے یحییٰ نے حدیث بیان کی، ان سے سفیان نے، ان سے عبداللہ بن دینار نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہ لوگ مسجد قباء میں صبح کی نماز پڑھ ہی رہے تھے، کہ ایک صاحب آئے اور انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ''قرآن'' نازل کیا ہے کہ آپ کعبہ کا استقبال کریں (نماز میں) لہٰذا آپ لوگ بھی کعبہ کی طرف رخ کر لیجئے۔ سب نمازی اسی وقت کعبہ کی طرف پھر گئے۔

باب قَوْلِهِ قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ إِلَى عَمَّا تَعْمَلُونَ

← حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ لَمْ يَبْقَ مِمَّنْ صَلَّى الْقِبْلَتَيْنِ غَيْرِي

ترجمہ۔ ہم سے علی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی، ان سے معتمر نے حدیث بیان کی، ان سے ان کے والد نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے سوا ان صحابہ میں سے جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی تھی اور کوئی اب زندہ نہیں رہا۔

تشریح حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان صحابہ کرام میں سے جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی تھی میرے سوا کوئی باقی نہیں رہا۔ مطلب یہ ہے کہ مہاجرین والانصار میں سے اب بصرہ میں صرف میں ہی باقی رہا۔ باقی سب اللہ کو پیارے ہو گئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی عمر سو سال تھی اور سن ۹۰ھ یا ۹۱ھ میں آپ نے وفات پائی ہے۔

باب وَلَئِنْ أَتَيْتَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ

بِكُلِّ آيَةٍ مَا تَبِعُوا قِبْلَتَكَ) إِلَى قَوْلِهِ (إِنَّكَ إِذًا لَمِنَ الظَّالِمِينَ)

ساری ہی نشانیاں لے آئیں جب بھی یہ آپ کے قبلہ کی پیروی نہ کریں گے۔'' ارشاد'' انک اذا لمن الظلمین'' تک۔

حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما بَيْنَمَا النَّاسُ فِي الصُّبْحِ بِقُبَاءٍ جَاءَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْآنٌ ، وَأُمِرَ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ أَلَا فَاسْتَقْبِلُوهَا وَكَانَ وَجْهُ النَّاسِ إِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوا بِوُجُوهِهِمْ إِلَى الْكَعْبَةِ

ترجمہ۔ ہم سے خالد بن مخلد نے حدیث بیان کی ان سے سلیمان نے حدیث بیان کی ان سے عبداللہ بن دینار نے حدیث بیان کی اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ لوگ مسجد قباء میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک صاحب وہاں آئے اور کہا کہ رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل ہوا ہے اور آپ کو حکم ہوا ہے کہ (نماز میں) کعبہ کا استقبال کریں۔ پس آپ لوگ بھی اب کعبہ کی طرف رخ کر لیجئے۔ بیان کیا کہ لوگوں کا رخ اس وقت شام (بیت المقدس) کی طرف تھا، اسی وقت لوگ کعبہ کی طرف پھر گئے۔

باب قوله الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ

يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ وَإِنَّ فَرِيقًا مِنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ) إِلَى قَوْلِهِ (مِنَ الْمُمْتَرِينَ)

وہ آپ کو پہچانتے ہیں اس طرح جیسے اپنی نسل والوں کو پہچانتے ہیں اور بے شک ان میں کے کچھ لوگ خوب چھپاتے ہیں حق کو'' ارشاد'' من الممترین'' تک۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ بَيْنَا النَّاسُ بِقُبَاءٍ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ إِذْ جَاءَهُمْ آتٍ فَقَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صلی الله علیه وسلم قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْآنٌ ، وَقَدْ أُمِرَ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوهَا وَكَانَتْ وُجُوهُهُمْ إِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوا إِلَى الْكَعْبَةِ

ترجمہ۔ ہم سے یحییٰ بن قزعہ نے حدیث بیان کی، ان سے مالک نے حدیث بیان کی۔ ان سے عبداللہ بن دینار نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ لوگ مسجد قباء میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک صاحب (مدینہ سے) آئے اور کہا کہ رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل ہوا ہے اور آپ کو حکم ہوا کہ کعبہ کا استقبال کریں۔ اس لئے آپ لوگ بھی کعبہ کی طرف پھر جائیے۔ اس وقت ان کا رخ شام کی طرف تھا۔ چنانچہ سب نمازی کعبہ کی طرف پھر گئے۔

باب وَلِكُلٍّ وِجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ أَيْنَمَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمُ اللَّهُ جَمِيعًا إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ)

سو تم نیکیوں کی طرف بڑھو۔ تم جہاں کہیں بھی ہو گے اللہ تم سب کو پالے گا، بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ سُفْیَانَ حَدَّثَنِی اَبُوْ اِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رضی اللہ عنہ قَالَ صَلَّیْنَا مَعَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم نَحْوَ بَیْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ اَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا ، ثُمَّ صَرَفَهُ نَحْوَ الْقِبْلَةِ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن مثنیٰ نے حدیث بیان کی ان سے یحییٰ نے حدیث بیان کی، ان سے سفیان نے، ان سے ابواسحاق نے حدیث بیان کی، کہا کہ میں نے براء رضی اللہ عنہ سے سنا۔ آپ نے بیان کیا کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ سولہ یا سترہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں کعبہ کی طرف رخ کرنیکا حکم دیا۔

باب وَمِنْ حَیْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَکَ

شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاِنَّهُ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّکَ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ شَطْرُهُ تِلْقَاؤُهُ

اپنا منہ مسجد حرام کی طرف موڑ لیا کریں اور یہ آپ کے پروردگار کی طرف سے امر حق ہے اور اللہ اس سے بے خبر نہیں جو تم کر رہے ہو" شطرہ کے معنی قبلہ کی طرف۔

← حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ اِسْمَاعِیْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِیْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہما یَقُوْلُ بَیْنَا النَّاسُ فِی الصُّبْحِ بِقُبَاءٍ اِذْ جَاءَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ اُنْزِلَ اللَّیْلَةَ قُرْآنٌ ، فَاُمِرَ اَنْ یَسْتَقْبِلَ الْکَعْبَةَ ، فَاسْتَقْبِلُوْهَا وَاسْتَدَارُوْا کَهَیْئَتِهِمْ ، فَتَوَجَّهُوْا اِلَی الْکَعْبَةِ وَکَانَ وَجْهُ النَّاسِ اِلَی الشَّامِ

ترجمہ۔ ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے حدیث بیان کی ان سے عبدالعزیز بن مسلم نے حدیث بیان کی، ان سے عبداللہ بن دینار نے حدیث بیان کی، کہا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے سنا۔ آپ نے بیان کیا کہ لوگ قباء میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک صاحب آئے اور کہا کہ رات قرآن نازل ہوا ہے اور کعبہ کی طرف رخ کرنے کا حکم ہوا ہے اس لئے آپ لوگ بھی کعبہ کی طرف رخ کر لیجئے اور جس حالت میں ہیں اسی طرح اس کی طرف متوجہ جائیے۔ (یہ سنتے ہی) تمام صحابہ کعبہ کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اس وقت لوگوں کا رخ شام کی طرف تھا۔

باب وَمِنْ حَیْثُ خَرَجْتَ

فَوَلِّ وَجْهَکَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَیْثُ مَا کُنْتُمْ) اِلٰی قَوْلِهِ (وَلَعَلَّکُمْ تَهْتَدُوْنَ)

اپنا منہ مسجد حرام کی طرف موڑ لیا کریں اور تم لوگ جہاں کہیں بھی ہو اپنا منہ اسکی طرف موڑ لیا کرو۔ "لعلکم تھتدون" تک۔

← حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ مَالِکٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ بَیْنَمَا النَّاسُ فِی صَلَاةِ الصُّبْحِ بِقُبَاءٍ اِذْ جَاءَهُمْ آتٍ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَدْ اُنْزِلَ عَلَیْهِ اللَّیْلَةَ ، وَقَدْ اُمِرَ اَنْ یَسْتَقْبِلَ الْکَعْبَةَ ، فَاسْتَقْبِلُوْهَا وَکَانَتْ وُجُوْهُهُمْ اِلَی الشَّامِ فَاسْتَدَارُوْا اِلَی الْقِبْلَةِ

ترجمہ۔ ہم سے قتیبہ بن سعید نے حدیث بیان کی، ان سے مالک نے، ان سے عبداللہ بن دینار نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابھی لوگ مسجد قباء میں صبح کی نماز پڑھ ہی رہے تھے کہ ایک صاحب آئے اور کہا کہ رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل ہوا ہے اور آپ کو کعبہ کی طرف رخ کرنے کا حکم ہوا ہے اس لئے آپ لوگ بھی اسی طرف رخ کر لیجئے۔ لوگ شام کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھ رہے تھے لیکن اسی وقت کعبہ کی طرف پھر گئے۔

باب قَوْلِهِ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ

فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ) شَعَائِرُ عَلَامَاتٌ ، وَاحِدَتُهَا شَعِيرَةٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الصَّفْوَانُ الْحَجَرُ وَيُقَالُ الْحِجَارَةُ الْمُلْسُ الَّتِي لَا تُنْبِتُ شَيْئًا ، وَالْوَاحِدَةُ صَفْوَانَةٌ بِمَعْنَى الصَّفَا ، وَالصَّفَا لِلْجَمِيعِ

سو جوکوئی بیت اللہ کا حج کرے یا عمرہ کرے اس پر ذرا بھی گناہ نہیں کہ ان دونوں کے درمیان آمد و رفت کرے اور جوکوئی خوشی سے کوئی امر خیر کرے سو اللہ تو بڑا اقدر دان ہے بڑا علم رکھنے والا ہے۔ شعائر بمعنی علامات، اس کا واحد شعیرۃ ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صفوان پتھر کے معنی میں ہے ایسے پتھر کو کہتے ہیں جس پر کوئی چیز نہیں اُگتی۔ واحد صفوانۃ ہے۔ صفا ہی کے معنی میں اور صفا جمع کے لئے آتا ہے۔

تشریح کلمات

شعائر بمعنی علامات اس کا واحد شعیرہ ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صفوان پتھر کے معنی میں ہے اور ایسے پتھر کو کہتے ہیں جس پر کوئی چیز نہیں اُگتی اور واحد صفوانۃ ہے بمعنی صفا کے اور صفا جمع کے لیے آتا ہے۔

← حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَأَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيثُ السِّنِّ أَرَأَيْتِ قَوْلَ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى (إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا) فَمَا أُرَى عَلَى أَحَدٍ شَيْئًا أَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا فَقَالَتْ عَائِشَةُ كَلَّا لَوْ كَانَتْ كَمَا تَقُولُ كَانَتْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا ، إِنَّمَا أُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فِي الْأَنْصَارِ ، كَانُوا يُهِلُّونَ لِمَنَاةَ ، وَكَانَتْ مَنَاةُ حَذْوَ قُدَيْدٍ ، وَكَانُوا يَتَحَرَّجُونَ أَنْ يَطُوفُوا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ، فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ سَأَلُوا رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ ذَلِكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ (إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی، انہیں مالک نے خبر دی، انہیں ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا، ان دنوں میں نوعمر تھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے "صفا اور مروہ بے شک اللہ کی یادگاروں میں سے ہیں۔ سو جوکوئی بیت اللہ کا حج کرے یا عمرہ کرے تو اس پر ذرا بھی گناہ نہیں کہ ان دونوں کے درمیان آمد و رفت (یعنی طواف) کرے" میرا خیال ہے کہ اگر کوئی ان کا طواف نہ کرے تو اس پر بھی کوئی گناہ نہ ہونا چاہیے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہرگز نہیں جیسا کہ تمہارا خیال ہے اگر مسئلہ یہی ہوتا تو پھر واقعی ان کے طواف نہ کرنے میں کوئی گناہ نہ تھا لیکن یہ آیت انصار کے بارے میں نازل ہوئی تھی (اسلام سے پہلے) انصار منات بت کے نام سے احرام باندھتے تھے۔ یہ بت مقام قدید میں رکھا ہوا تھا اور انصار صفا اور مروہ کی سعی کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ جب اسلام آیا تو انہوں نے سعی کے متعلق آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی" صفا اور مروہ بے شک اللہ کی عبادت گاہوں میں سے ہیں۔ سو جوکوئی بیت اللہ کا حج کرے یا عمرہ کرے تو اس پر ذرا بھی گناہ نہیں کہ ان دونوں کے درمیان آمد و رفت (سعی) کرے۔"

تشریح حدیث

حضرت عروۃ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت کے متعلق پوچھا "اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا" حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ اگر کوئی صفا اور مروہ کا طواف اور ان کے درمیان سعی نہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

فلا جناح علیہ کا جملہ اباحت کی دلیل ہے جو چیز مباح ہوتی ہے اس کے نہ کرنے میں گناہ نہیں ہوتا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بڑا عجیب جواب دیا فرمایا ہرگز نہیں۔ اگر مسئلہ اسی طرح ہوتا جس طرح تم کہہ رہے ہو تو "فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ لَّا يَطَّوَّفَ بِهِمَا" فرمایا جاتا نفی جناح ہر جگہ دلیل اباحت نہیں۔ اگر کوئی شخص فعل کا تارک ہو جائے اور یہ کہا جائے کہ اس ترک پر گناہ نہیں ہے تب تو اباحت ثابت ہوگی لیکن فاعل کے بارے میں اگر یہ کہا جائے کہ جو آدمی اس فعل کو کرے گا اس پر کوئی گناہ نہیں ہے اس سے اباحت ثابت نہیں ہوتی۔ مثلاً کوئی کہے "جو شخص عشاء کی نماز پڑھے گا اسے گناہ نہیں ہوگا۔ اس سے عشاء کی نماز کا مباح ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ مباح ہونا تب ثابت ہوگا جب کہا جائے گا جو شخص عشاء کی نماز نہیں پڑھے گا اسے کوئی گناہ نہیں ہے۔"

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سعی کرنے والے سے گناہ کی نفی کی کیا ضرورت پیش آئی اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ انصار کی جماعت کے لوگ مناۃ بت کے نام پر احرام باندھتے اور صفا مروہ کی سعی نہیں کرتے تھے بلکہ اس کو گناہ سمجھتے تھے۔ جب اسلام آیا اور حاجی و معتمر کے لیے صفا اور مروہ کے درمیان سعی کا مسئلہ پیش ہوا تو فرمایا گیا "فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا" تو اس عنوان سے انصار کو بتا دیا گیا کہ صفا اور مروہ کے درمیان سعی میں کوئی قباحت نہیں۔ دوسری طرف قریش کا معاملہ یہ تھا کہ وہ صفا اور مروہ پر رکھے ہوئے بتوں کی وجہ سے سعی کرتے تھے۔ جب اسلام نے بھی سعی کا حکم دیا تو ان کو تنگی یہ محسوس ہوئی کہ یہ تو ہماری رسم جاہلیت تھی جو ہم بتوں کے لیے کیا کرتے تھے اب تو ہم نے بت پرستی چھوڑ دی ہے تو کیا اب بھی ہم اس رسم جاہلیت کو برقرار رکھیں گے تو قرآن نے "فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا" کا جملہ ارشاد فرما کر ان سے کہا کہ تنگی محسوس نہ کرو۔ بہرحال انصار و قریش کے اس پس منظر کی بناء پر قرآن مجید نے یہ اسلوب اختیار کیا۔ تاہم اس سے فعل کی اباحت لازم نہیں آتی اور سعی بین الصفا والمروہ واجب ہے۔

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ عَنِ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَقَالَ كُنَّا نَرَى أَنَّهُمَا مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ ، فَلَمَّا كَانَ الْإِسْلَامُ أَمْسَكْنَا عَنْهُمَا ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى (إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ) إِلَى قَوْلِهِ (أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا)

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن یوسف نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی ان سے عاصم بن سلیمان نے بیان کیا اور انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے صفا اور مروہ کے متعلق پوچھا آپ نے بتایا کہ اسے ہم جاہلیت کے کاموں میں سے سمجھتے تھے۔ جب اسلام آیا تو ہمیں ان کی سعی سے جھجک ہوئی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔" اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ " ارشاد " اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا" تک۔

باب قَوْلِهِ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْدَادًا

أَضْدَادًا، وَاحِدُهَا نِدٌّ انداداً بمعنی اضداداً واحد ند

حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم كَلِمَةً وَقُلْتُ أُخْرَى قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَدْعُو مِنْ دُونِ اللَّهِ نِدًّا دَخَلَ النَّارَ وَقُلْتُ أَنَا مَنْ مَاتَ وَهُوَ لَا يَدْعُو لِلَّهِ نِدًّا دَخَلَ الْجَنَّةَ

ترجمہ۔ ہم سے عبدان نے حدیث بیان کی، ان سے ابوحمزہ نے، ان سے اعمش نے ان سے شقیق نے اوران سے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کلمہ ارشاد فرمایا اورمیں نے (آپ کے ارشاد کے مطابق وضاحت کے لئے) ایک اور بات کہی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جوشخص اس حالت میں مرجائے کہ وہ اللہ کے سوااوروں کوبھی اس کا شریک ٹھہرا تا رہا ہوتو وہ جہنم میں جاتا ہےاورمیں نے یوں کہا کہ جوشخص اس حالت میں مرے کہ اللہ کا کسی شریک نہ ٹھہرا تا رہا ہوتو وہ جنت میں جاتا ہے۔

تشریح حدیث

من مات وهو يدعو من دون الله ندا دخل النار

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے مذکورہ جملے تک حدیث نقل فرمائی اور آگے یہ جملہ خود فرمایا "مَنْ مَاتَ وَهُوَ لَا يَدْعُوا لِلَّهِ نِدًّا دَخَلَ الْجَنَّةَ" مطلب یہ ہے کہ دار دو ہی ہیں ایک جنت اورایک دوزخ۔ شرک کرنے والوں کودوزخ میں بھیجا جائے گا اور جومشرک نہیں ہوں گے اورمسلمان ہوں گے وہ جنت میں جائیں گے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ کس بناء پرفرمایا کہ جوشرک نہیں کریں گے وہ جنت میں جائیں گے۔ اس کی توجیہ یہ ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے استنباط فرمایا کہ سبب کی نفی سے مسبب کی نفی ہوجائے گی کیونکہ جنت اوردوزخ کے درمیان واسطہ نہیں ہے۔ پس جب دوزخ میں جانے کا سبب نہ ہوگا اورکوئی جگہ جانے کی ہے ہی نہیں سوائے جنت کے۔

یعنی "أَضْدَادًا" وَاحِدُهَا نِدٌّ" مطلب یہ ہے کہ انداداً بمعنی اضداداً کے ہےاور انداداً کا واحد "نِدٌّ" ہے۔

باب يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ

فِي الْقَتْلَى الْحُرُّ بِالْحُرِّ) إِلَى قَوْلِهِ (عَذَابٌ أَلِيمٌ) (عُفِيَ) تُرِكَ

آزاد کے بدلہ میں آزاد اور غلام کے بدلہ میں غلام" ارشاد "عذاب الیم" تک عفی بمعنی ترک۔

اگرکوئی آزاد غلام کوقتل کردے تو اس سے قصاص لیا جائیگا یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے

(۱) امام مالکؒ اورامام شافعیؒ کا مذہب: قصاص نہ لیا جائے گا۔ (۲) احناف کا مذہب: قصاص لیا جائے گا۔

مذہب اوّل کے دلائل

جو آیت ترجمۃ الباب میں ہے اس میں آزاد کا مقابلہ آزاد کے ساتھ اور غلام کا مقابلہ غلام کے ساتھ ہے۔ لہٰذا اس تقابل کا تقاضا یہ ہے کہ اگر کوئی آزاد غلام کو قتل کردے تو اس سے قصاص نہ لیا جائے گا۔

مذہب ثانی کے دلائل

ارشاد ربانی ہے "وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ" اس آیت میں تصریح موجود ہے کہ نفس کے بدلے میں نفس ہے۔ آزاد اور غلام کی قید نہیں ہے۔

۲۔ فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: "اَلْمُسْلِمُوْنَ تَتَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ" مسلمانوں کے خون آپس میں برابر ہیں۔

مذہب اوّل کے دلائل کے جوابات

۱۔ آیت کریمہ میں صرف اتنی بات بتائی گئی ہے کہ آزاد کے مقابلہ میں آزاد اور غلام کے مقابلہ میں غلام قتل کیا جائے۔ اسی طرح عورت کے مقابلہ میں عورت قتل کی جائے گی۔ باقی غلام کو آزاد کے مقابلہ قتل کیا جائے گا یا نہیں؟ اور آزاد کو غلام کے مقابلے میں قتل کیا جائے گا یا نہیں؟ آیت اس سے خاموش ہے۔

۲۔ آیت کریمہ میں حر کو حر اور عبد کو عبد کے مقابل لایا گیا ہے اس کی وجہ درحقیقت اس آیت کے شان نزول کا واقعہ ہے۔ زمانہ جاہلیت میں دو قبیلوں کے درمیان خونریزی اور قتل وقصاص کا سلسلہ چل رہا تھا۔ ان میں ایک قبیلہ شان وشوکت والا تھا اس نے کہا کہ ہم غلام کے بدلے آزاد کو اور عورت کے بدلے میں مرد کو قتل کریں گے۔ جب اسلام آیا تو یہ دونوں قبیلے اپنے فیصلے کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اللہ جل شانہ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی جس میں ارشاد ہوا کہ آزاد کے مقابلہ میں آزاد اور غلام کے بدلے میں غلام اور عورت کے بدلے میں عورت قتل کی جائے گی۔ غلام کے بدلے میں کسی بے گناہ آزاد کو یا عورت کے قصاص میں کسی بے گناہ مرد کو قتل کرنا درست نہیں ہے۔ آیت کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اگر عورت کا قاتل مرد ہو یا غلام کا قاتل آزاد ہو تو قاتل کو قتل نہیں کیا جائے گا۔

← حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما يَقُولُ كَانَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ الْقِصَاصُ ، وَلَمْ تَكُنْ فِيهِمُ الدِّيَةُ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالَى لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ (كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنْثَى بِالْأُنْثَى فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ) فَالْعَفْوُ أَنْ يَقْبَلَ الدِّيَةَ فِي الْعَمْدِ (فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ) يَتَّبِعُ بِالْمَعْرُوفِ وَيُؤَدِّي بِإِحْسَانٍ ، (ذٰلِكَ تَخْفِيفٌ مِنْ رَبِّكُمْ) وَرَحْمَةٌ مِمَّا كُتِبَ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ (فَمَنِ اعْتَدَى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ) قَتَلَ بَعْدَ قَبُولِ الدِّيَةِ

ترجمہ۔ ہم سے حمیدی نے حدیث بیان کی، ان سے سفیان نے حدیث بیان کی، ان سے عمرو نے حدیث بیان کی، کہا کہ میں نے مجاہد سے سنا، کہا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سنا۔ آپ نے بیان کیا کہ بنی اسرائیل میں قصاص تھا

لیکن دیت نہیں تھی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس امت سے کہا کہ "تم پر مقتولوں کے باب میں قصاص فرض کیا گیا، آزاد کے بدلے میں آزاد، اور غلام کے بدلے میں غلام اور عورت کے بدلے میں عورت، ہاں جس کسی کو اس کے فریق مقابل کی طرف سے کچھ معافی مل جائے" "تو معافی سے مراد یہی دیت قبول کرنا ہے۔" "سو مطالبہ معقول اور نرم طریقہ سے کرنا چاہئے اور مطالبہ کو اس فریق کے پاس خوبی سے پہنچانا چاہئے۔ یہ تمہارے پروردگار کی طرف سے رعایت اور مہربانی ہے" یعنی اس کے مقابلہ میں جو تم سے پہلی امتوں پر فرض تھا "سو جو کوئی اس کے بعد بھی زیادتی کرے گا اس کے لئے آخرت میں عذاب دردناک ہوگا۔" (زیادتی سے مراد یہ ہے کہ) دیت بھی لے لی اور پھر اس کے بعد قتل بھی کر دیا۔

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم قَالَ كِتَابُ اللّٰهِ الْقِصَاصُ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن عبداللہ انصاری نے حدیث بیان کی ان سے حمید نے حدیث بیان کی، ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کتاب اللہ کا حکم قصاص کا ہے۔

← حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيرٍ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ بَكْرٍ السَّهْمِيَّ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ الرُّبَيِّعَ عَمَّتَهُ كَسَرَتْ ثَنِيَّةَ جَارِيَةٍ ، فَطَلَبُوا إِلَيْهَا الْعَفْوَ فَأَبَوْا ، فَعَرَضُوا الْأَرْشَ فَأَبَوْا ، فَأَتَوْا رَسُولَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم وَأَبَوْا إِلَّا الْقِصَاصَ ، فَأَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم بِالْقِصَاصِ ، فَقَالَ أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، أَتُكْسَرُ ثَنِيَّةُ الرُّبَيِّعِ لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا تُكْسَرُ ثَنِيَّتُهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم يَا أَنَسُ كِتَابُ اللّٰهِ الْقِصَاصُ فَرَضِيَ الْقَوْمُ فَعَفَوْا ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ

ترجمہ۔ مجھ سے عبداللہ بن منیر نے حدیث بیان کی، انہوں نے عبداللہ بن بکر سہمی سے سنا، ان سے حمید نے حدیث بیان کی اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ میری پھوپھی ربیع نے ایک لڑکی کے دانت توڑ دیئے۔ پھر اس لڑکی سے لوگوں نے عفو کی درخواست کی۔ لیکن اس لڑکی کے قبیلے والے نہیں تیار ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ قصاص کے سوا اور کسی چیز پر تیار نہیں تھے۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قصاص کا حکم دے دیا اس پر انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! کیا ربیع (رضی اللہ عنہا) کے دانت توڑ دیئے جائیں گے؟ نہیں، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے ان کے دانت نہ توڑے جانے چاہئیں (ان کی بزرگی اور مرتبہ کی وجہ سے) اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انس! کتاب اللہ کا حکم قصاص کا ہی ہے پھر لڑکی والے راضی ہو گئے اور انہوں نے معاف کر دیا۔ اس پر آنحضور نے فرمایا کچھ اللہ کے بندے ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ کا نام لے کر قسم کھا لیں تو اللہ ان کی قسم پوری کرتا ہے (اشارہ انس بن نضر رضی اللہ عنہ کی طرف تھا۔)

تعارضِ روایات اور رفع تعارض

۱۔ پہلا تعارض یہ ہے کہ مسلم کی روایت میں دانت توڑنے والی ربیع کی بہن ہے جبکہ بخاری کی روایت باب میں دانت توڑنے والی خود حضرت ربیع ہیں۔

۲۔ دوسرا تعارض یہ ہے کہ مسلم کی روایت میں قسم کھانے والی ربیع کی والدہ ہیں جبکہ بخاری کی روایت میں قسم اُٹھانے

والے خود حضرت انس رضی اللہ عنہ ہیں۔امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ دو الگ الگ واقعات ہیں۔لہٰذا تعارض کا اشکال درست نہیں۔علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کا میلان بھی اسی طرف ہے۔لیکن مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اعلاء السنن میں لکھا ہے کہ یہ الگ الگ واقعات نہیں بلکہ ایک ہی واقعہ ہے۔دراصل امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں راوی سے وہم ہوا ہے۔اصل عبارت ہے "عن انس ان اخته الربیع جرحت انسانا" یعنی انس رضی اللہ عنہ کی بہن ربیع نے ایک آدمی کو زخمی کر دیا' غلطی سے عبارت اس طرح ہو گئی "عن انس ان اخت الربیع جرحت انسانا" یعنی ربیع کی بہن نے ایک آدمی کو زخمی کر دیا تو کاتب نے سہواً اخته الربیع کو اخت الربیع بنا دیا جس کی وجہ سے تعارض پیدا ہوا۔

باقی رہا تعارض حالف کی تعیین کے بارے میں تو مسلم کی روایت میں تصحیح کی طرف حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا میلان معلوم ہوتا ہے۔بہر حال ناموں کی تعیین کے سلسلے میں بسا اوقات رواۃ سے اس قسم کا وہم واقع ہو جاتا ہے تاہم اس سے اصل حدیث کے ثبوت پر کوئی حرف نہیں آتا۔

باب یَا اَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ

كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ)

جیسا کہ ان لوگوں پر فرض کیے گئے تھے جو آپ سے پہلے ہوئے تھے۔عجب نہیں کہ تم متقی بن جاؤ"۔

آیت مذکورہ سے متعلق مفسرین نے یہاں یہ بحث کی ہے کہ یہاں جو تشبیہ دی گئی ہے یہ تشبیہ نفس صیام میں ہے یا مدت صیام میں' راجح اور ظاہر یہ ہے کہ یہ تشبیہ نفس صیام میں ہے۔بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ یہ تشبیہ مدت اور مقدار میں ہے چونکہ ایک ماہ کے روزے جس طرح مسلمانوں پر فرض کیے گئے ہیں اسی طرح یہود و نصاریٰ پر بھی فرض کیے گئے تھے۔یہودیوں نے تیس دن کی بجائے پورے سال میں صرف ایک روزہ رکھنا شروع کیا جبکہ نصاریٰ نے بڑھا کر پچاس دن روزے رکھنے لگے۔پھر جب گرمیوں میں پچاس دن کے روزے شاق ہونے لگتے تو نصاریٰ وقت بدل کر گرمیوں کی بجائے معتدل موسم میں روزے رکھتے تھے۔

اس باب کی چاروں روایات میں یہ بات بیان کی گئی ہے کہ رمضان کے روزے فرض ہونے سے قبل لوگ دس محرم کا روزہ رکھتے تھے جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو عاشورہ کا روزہ ترک کر دیا گیا۔

اس بات پر تو علماء کا اتفاق ہے کہ عاشورہ کا روزہ اب واجب نہیں رہا لیکن اس میں اختلاف ہے کہ رمضان سے قبل عاشورہ کا روزہ فرض تھا یا مستحب؟ شافعیہ کی مشہور روایت یہ ہے کہ فرض نہ تھا جبکہ احناف کہتے ہیں کہ فرض تھا' متعدد احادیث سے حنفیہ کی تائید ہوتی ہے۔تیسری روایت میں اشعث نامی ایک شخص کا ذکر ہے۔یہ اشعث بن قیس بن معدیکرب ہیں۔سنہ ۱۰ ہجری میں وفد کندہ کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے۔حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن کی ان سے شادی کرائی تھی۔حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات کے چالیس روز بعد ان کا انتقال ہوا۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما قَالَ كَانَ

عَاشُورَاءَ یَصُومُهُ أَهْلُ الْجَاهِلِیَّةِ ، فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ قَالَ مَنْ شَاءَ صَامَهُ ، وَمَنْ شَاءَ لَمْ یَصُمْهُ

ترجمہ۔ ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی ان سے یحییٰ نے حدیث بیان کی۔ ان سے عبیداللہ نے بیان کیا، انہیں نافع نے خبر دی اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عاشوراء کے دن جاہلیت میں ہم روزہ رکھتے تھے (اور ابتداء میں مسلمان بھی رکھتے تھے) لیکن جب رمضان کے روزے نازل ہو گئے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کا جی چاہے عاشوراء کا روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے نہ رکھے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُیَیْنَةَ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها كَانَ عَاشُورَاءُ یُصَامُ قَبْلَ رَمَضَانَ ، فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ قَالَ مَنْ شَاءَ صَامَ ، وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن محمد نے حدیث بیان کی، ان سے ابن عیینہ نے حدیث بیان کی، ان سے زہری نے، ان سے عروہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ عاشوراء کا روزہ رمضان کے روزوں کے حکم سے پہلے رکھا جاتا تھا۔ پھر جب رمضان کے روزوں کا حکم نازل ہوا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کا جی چاہے عاشوراء کا روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے نہ رکھے۔

حَدَّثَنِی مَحْمُودٌ أَخْبَرَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ عَنْ إِسْرَائِیلَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِیمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ دَخَلَ عَلَیْهِ الْأَشْعَثُ وَهُوَ یَطْعَمُ فَقَالَ الْیَوْمُ عَاشُورَاءُ فَقَالَ كَانَ یُصَامُ قَبْلَ أَنْ یَنْزِلَ رَمَضَانُ ، فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ تُرِكَ ، فَادْنُ فَكُلْ

ترجمہ۔ مجھ سے محمود نے حدیث بیان کی، انہیں عبیداللہ نے خبر دی، انہیں اسرائیل نے، انہیں منصور نے، انہیں ابراہیم نے، انہیں علقمہ نے اور ان سے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اشعث ان کے یہاں آئے، آپ اس وقت کھانا کھا رہے تھے۔ اشعث نے کہا کہ آج تو عاشوراء کا دن ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس دن کا روزہ، رمضان کے روزوں کے نازل ہونے سے پہلے رکھا جاتا تھا لیکن جب رمضان کے روزے کا حکم نازل ہوا تو یہ روزہ چھوڑ دیا گیا۔ آؤ تم بھی کھانے میں شریک ہو جاؤ۔

حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا یَحْیَى حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنِی أَبِی عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها قَالَتْ كَانَ یَوْمُ عَاشُورَاءَ تَصُومُهُ قُرَیْشٌ فِی الْجَاهِلِیَّةِ ، وَكَانَ النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم یَصُومُهُ ، فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِینَةَ صَامَهُ وَأَمَرَ بِصِیَامِهِ ، فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ كَانَ رَمَضَانُ الْفَرِیضَةَ ، وَتُرِكَ عَاشُورَاءُ ، فَكَانَ مَنْ شَاءَ صَامَهُ ، وَمَنْ شَاءَ لَمْ یَصُمْهُ

ترجمہ۔ مجھ سے محمد بن مثنیٰ نے حدیث بیان کی، ان سے یحییٰ نے حدیث بیان کی ان سے ہشام نے حدیث بیان کی، کہا کہ مجھے میرے والد نے خبر دی اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ عاشوراء کے دن قریش زمانہ جاہلیت میں روزے رکھتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس دن روزہ رکھتے تھے۔ جب آپ مدینہ تشریف لائے تو یہاں بھی آپ نے اس دن روزہ رکھا (کیونکہ پچھلی امتوں میں بھی یہ روزہ مشروع تھا) اور صحابہ کو بھی اس کے رکھنے کا حکم دیا لیکن جب رمضان کے روزوں کا حکم نازل ہوا تو رمضان کے روزے فرض ہو گئے اور عاشوراء کے روزے (کی فرضیت) باقی نہیں رہی۔ اب جس کا جی چاہے اس دن بھی روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے نہ رکھے۔

باب قَوْلِهِ أَیَّامًا مَعْدُودَاتٍ

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِیضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَیَّامٍ أُخَرَ وَعَلَى الَّذِینَ یُطِیقُونَهُ فِدْیَةٌ طَعَامُ مِسْكِینٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ

خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ) وَقَالَ عَطَاءٌ يُفْطِرُ مِنَ الْمَرَضِ كُلِّهِ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَقَالَ الْحَسَنُ وَإِبْرَاهِيمُ فِي الْمُرْضِعِ وَالْحَامِلِ إِذَا خَافَتَا عَلٰى أَنْفُسِهِمَا أَوْ وَلَدِهِمَا تُفْطِرَانِ ثُمَّ تَقْضِيَانِ وَأَمَّا الشَّيْخُ الْكَبِيرُ إِذَا لَمْ يُطِقِ الصِّيَامَ ، فَقَدْ أَطْعَمَ أَنَسٌ بَعْدَ مَا كَبِرَ عَامًا أَوْ عَامَيْنِ كُلَّ يَوْمٍ مِسْكِينًا خُبْزًا وَلَحْمًا وَأَفْطَرَ قِرَاءَةُ الْعَامَّةِ يُطِيقُونَهُ) وَهُوَ أَكْثَرُ

پھر تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو اس پر دوسرے دنوں کا شمار رکھنا (لازم ہے) اور جو لوگ اسے مشکل سے برداشت کر سکیں ان کے ذمہ فدیہ ہے (کہ وہ) ایک مسکین کا کھانا ہے۔ اور جو کوئی خوشی خوشی نیکی کرے اس کے حق میں بہتر ہے اور اگر تم علم رکھتے ہو تو بہتر تمہارے حق میں یہی ہے کہ تم روزے رکھو۔" عطاء نے کہا کہ ہر بیماری میں روزہ چھوڑ سکتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے اور حسن اور ابراہیم نے کہا کہ دودھ پلانے والی اور حاملہ کو اگر اپنی یا اپنے بچے کی جان کا خوف ہو تو وہ روزہ چھوڑ سکتی ہے۔ اور پھر اس کی قضا کر لیں۔ جہاں تک بہت بوڑھے آدمی کا سوال ہے جو روزہ آسانی سے برداشت نہ کر سکتا ہو تو انس رضی اللہ عنہ بھی جب بوڑھے ہو گئے تھے تو ایک سال یا دو سال روزانہ ایک مسکین کو روٹی اور گوشت دیا کرتے تھے۔ اور روزہ چھوڑ دیا تھا۔ عام قراءت "یطیقونہ" ہے اور یہی اکثر کی رائے ہے۔

صرف مرضِ شدید میں روزہ افطار کیا جا سکتا ہے یا مرضِ خفیف میں بھی؟

۱۔ عطا بن ابی رباح، ابن سیرین اور اہل ظاہر کا مذہب یہ ہے کہ مرضِ شدید ہو یا مرضِ خفیف، صائم افطار کر سکتا ہے اور یہی مذہب امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ہے۔

۲۔ جمہور فقہاء کا مذہب یہ ہے کہ صرف مرضِ شدید میں ہی روزہ افطار کیا جا سکتا ہے مرضِ خفیف میں نہیں۔

دلیل مذہب اوّل

ترجمۃ الباب والی آیت کو بطور دلیل کے پیش کرتے ہیں کہ اس میں ہے "فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا" تو اس آیت میں مطلق ہے کوئی قید نہیں کہ مرضِ شدید ہو اس لیے چاہے مرضِ شدید ہو یا خفیف مریض کو افطار کی اجازت ہے۔

دلیل مذہب ثانی

ترجمۃ الباب والی آیت سے اگلی آیت میں ہے "وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ" اس سے جمہور فقہاء کے مسلک کی تائید ہوتی ہے۔
مذہب اوّل کی دلیل کا جواب: آیت کریمہ میں مرض سے مراد شدید مرض مراد ہے یا یہ کہ روزہ رکھنے سے مرض بڑھ جانے کا اندیشہ ہو۔ جیسا کہ روح المعانی میں اس کی تصریح موجود ہے۔

وقال الحسن وابراهيم فى المرضع والحامل

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ، ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ اور حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر حاملہ یا مرضعہ کو اپنی یا اپنے بچے کی جان کا خوف ہو تو وہ روزہ چھوڑ سکتی ہے۔ البتہ بعد میں اس کی قضاء کرے گی اور اس پر کفارہ نہ ہوگا جبکہ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ اگر انہیں اپنی جان کا خطرہ ہو تو افطار کر کے بعد میں قضاء کریں گی لیکن اگر انہیں اپنے بچے کا خطرہ

ہوتو قضاء کے ساتھ ساتھ کفارہ کے طور پر فدیہ بھی ادا کریں گی۔امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مرضعہ اگر بچے کے خوف سے افطار کرے گی تو قضاء کے ساتھ فدیہ بھی اسے ادا کرنا ہوگا۔البتہ حاملہ کے متعلق ان کا مذہب حنفیہ کے ساتھ ہے۔

قراءۃ العامۃ یُطیقونہ وھو اکثر

سورۃ بقرہ کی آیت "وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ" میں مختلف قراءتیں ہیں۔

ا۔مشہور اور جمہور کی قراءت "وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ" ہے۔آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ روزہ رکھنے کی طاقت رکھتے ہیں لیکن روزہ نہیں رکھتے ان کے ذمہ فدیہ کی ادائیگی واجب ہے چونکہ اب یہ کسی کا بھی مذہب نہیں ہے۔اس لیے اس قراءت کی مختلف توجیہات کی گئی ہیں۔

توجیہ ا:حضرت سلمۃ بن الاکوع رضی اللہ عنہ حضرت ابن عمرؓ اور جمہور کا قول یہ ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے۔اس کے بعد والی آیت "فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ" نازل ہوئی تو "وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ" کا حکم منسوخ ہو گیا۔

توجیہ ۲:بعض علماء کہتے ہیں کہ "يُطِيْقُوْنَهٗ" باب افعال سے ہے اور باب افعال کی ایک خاصیت سلب مأخذ ہے چونکہ یہاں پر بھی یہ خاصیت پائی گئی ہے لہٰذا اس صورت میں اس آیت کا مطلب ہے کہ جن لوگوں سے روزہ رکھنے کی طاقت سلب ہوگئی ہو ایسے لوگ فدیہ ادا کریں گے۔اس توجیہ پر آیت کو منسوخ نہیں مانیں گے۔

توجیہ ۳:بعض حضرات کے نزدیک یہاں "لا" محذوف ہے بلکہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے "وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ" کی قراءت مروی ہے۔

۲۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی قرأت روایت باب میں ذکر کی گئی ہے "وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطَوَّقُوْنَهٗ" "يُطَوَّقُوْنَ" باب تفعیل سے جمع مذکر غائب مجہول کا صیغہ ہے۔اس صورت میں معنی ہوں گے" جو لوگ روزہ کی وجہ سے تکلیف میں مبتلا ہو جائیں ان پر فدیہ ہے۔" تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہے آیت میں ایسے بوڑھے مرد اور ایسی بوڑھی عورتوں کا ذکر ہے جو روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں وہ فدیہ ادا کریں۔

حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ اور قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کی رائے کا حاصل یہ ہے کہ یہ آیت بالکلیہ منسوخ نہیں ہے بلکہ بعض افراد کے حق میں اگلی آیت سے منسوخ ہے اور بعض افراد کے حق میں اس کا حکم اب بھی باقی ہے اور منسوخ نہیں۔وہ کہتے ہیں کہ ابتدائے اسلام میں روزہ اور فدیہ میں اختیار تھا جو لوگ روزہ رکھنے کی طاقت رکھتے تھے تو یہ آیت ان کے حق میں عبارۃ النص کے طور پر دال ہے کہ انہیں اختیار حاصل ہے چاہیں تو روزہ رکھیں اور چاہیں تو روزہ رکھنے کے بجائے فدیہ ادا کریں۔البتہ جو لوگ روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے تو مذکورہ آیت ان کے حق میں دلالۃ النص کے طور پر دلالت کرتی ہے کہ انہیں روزہ اور فدیہ میں اختیار ہے کیونکہ جب طاقت رکھنے والوں کو اختیار ہے تو جس کو طاقت نہیں بطریق اولیٰ ان کو یہ اختیار ہوگا۔

پھر جب بعد کی آیت "فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ" نازل ہوئی تو جن لوگوں کو با آسانی روزہ رکھنے کی

طاقت ہے ان کے حق میں فدیہ کا حکم منسوخ ہو گیا لیکن وہ لوگ جو روزہ رکھنے کی طاقت نہ فی الحال رکھتے ہیں اور نہ بعد میں جیسے شیخ فانی تو ان کے حق میں فدیہ کا حکم اب بھی باقی ہے۔

حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ عَطَاءٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقْرَأُ ﴿ وَعَلَى الَّذِينَ يُطَوَّقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَيْسَتْ بِمَنْسُوخَةٍ ، هُوَ الشَّيْخُ الْكَبِيرُ وَالْمَرْأَةُ الْكَبِيرَةُ لَا يَسْتَطِيعَانِ أَنْ يَصُومَا ، فَلْيُطْعِمَانِ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مِسْكِينًا

ترجمہ۔ مجھ سے اسحاق نے حدیث بیان کی، انہیں روح نے خبر دی، ان سے زکریا بن اسحاق نے حدیث بیان کی، ان سے عمرو بن دینار نے حدیث بیان کی، ان سے عطاء نے اور انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سنا۔ آپ یوں قراءت کر رہے تھے۔" وعلى الذين يُطَوَّقُونَه"" (تفعیل) فدیہ طعام مسکین" ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہے اس سے مراد بہت بوڑھا مرد یا بہت بوڑھی عورت ہے جو روزے کی طاقت نہ رکھتی ہو۔ انہیں چاہئے کہ ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں۔"

باب فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ

حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما أَنَّهُ قَرَأَ ﴿ فِدْيَةٌ طَعَامُ مَسَاكِينَ ﴾ قَالَ هِيَ مَنْسُوخَةٌ

ترجمہ۔ ہم سے عیاش بن ولید نے حدیث بیان کی، ان سے عبدالاعلیٰ نے حدیث بیان کی، ان سے عبداللہ نے حدیث بیان کی۔ ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے یوں قراءت کی "فدیہ (بغیر تنوین) طعام مساکین" فرمایا کہ یہ آیت منسوخ ہے۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ ﴾ كَانَ مَنْ أَرَادَ أَنْ يُفْطِرَ وَيَفْتَدِيَ حَتَّى نَزَلَتِ الْآيَةُ الَّتِي بَعْدَهَا فَنَسَخَتْهَا مَاتَ بُكَيْرٌ قَبْلَ يَزِيدَ

ترجمہ۔ ہم سے قتیبہ نے حدیث بیان کی، ان سے بکر بن مضر نے حدیث بیان کی، ان سے عمرو بن حارث نے، ان سے بکیر بن عبداللہ نے، ان سے سلمہ بن الاکوع کے مولا یزید نے اور ان سے سلمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی" وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ "تو جس کا جی چاہتا تھا روزہ چھوڑ دیتا تھا اور اس کے بدلے میں فدیہ دے دیتا تھا، یہاں تک کہ اس کے بعد والی آیت نازل ہوئی اور اس نے پہلی آیت کو منسوخ کر دیا۔ ابو عبداللہ (امام بخاریؒ) نے کہا کہ بکیر کا انتقال یزید سے پہلے ہو گیا تھا۔

تشریح حدیث

مذکورہ روایت بکیر بن عبداللہ یزید سے روایت کر رہے ہیں تو ان کے بارے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے ہیں کہ" بکیر کی وفات پہلے ہوئی ہے چونکہ بکیر کا انتقال ۱۲۰ھ میں ہوا ہے اور یزید کا انتقال ۱۴۶ھ میں ہوا ہے۔ حضرت گنگوہی

رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ روایت "روایت الا کا بر عن الاصاغر" میں سے ہے لیکن حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کسی کے پہلے مرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ عمر میں بھی بڑا ہو جب تک ان کی ولادت کی تاریخ معلوم نہ ہو جائے اس وقت تک اسے "روایت الا کا بر عن الاصاغر" میں سے نہیں قرار دیا جا سکتا اور حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان کی تاریخ ولادت مجھے اب تک معلوم نہ ہو سکی۔

باب أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ

هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ)

وہ تمہارے لئے لباس ہیں اور تم ان کے لئے لباس ہو، اللہ کو خبر ہو گئی کہ تم اپنے کو خیانت میں مبتلا کرتے رہتے تھے۔ اس نے تم پر رحمت سے توجہ فرمائی اور تم سے درگزر کر دی، سو اب تم ان سے ملو ملاؤ اور اسے تلاش کرو جو اللہ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے۔

← حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رضي الله عنه لَمَّا نَزَلَ صَوْمُ رَمَضَانَ كَانُوا لَا يَقْرَبُونَ النِّسَاءَ رَمَضَانَ كُلَّهُ ، وَكَانَ رِجَالٌ يَخُونُونَ أَنْفُسَهُمْ ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ (عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ)

ترجمہ۔ ہم سے عبید اللہ نے حدیث بیان کی، ان سے اسرائیل نے، ان سے ابو اسحاق نے اور ان سے براء رضی اللہ عنہ نے۔ ح۔ اور ہم سے احمد بن عثمان نے حدیث بیان کی، ان سے شریح بن مسلمہ نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے ابراہیم بن یوسف نے حدیث بیان کی، ان سے ان کے والد نے، ان سے ابو اسحاق نے بیان کیا، انہوں نے براء رضی اللہ عنہ سے سنا کہ جب رمضان کے روزے کا حکم نازل ہوا تو مسلمان پورے رمضان میں اپنی بیویوں کے قریب نہیں جاتے تھے اور کچھ لوگوں نے اپنے کو خیانت میں مبتلا کر لیا تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ "اللہ کو خبر ہو گئی کہ تم اپنے کو خیانت میں مبتلا کرتے رہتے تھے۔ پس اس نے تم پر رحمت سے توجہ فرمائی اور تم سے درگزر کر دی۔"

باب قَوْلِهِ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا

حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ) إِلَى قَوْلِهِ (تَتَّقُونَ) الْعَاكِفُ الْمُقِيمُ

جب تک کہ تم پر صبح کا سفید خط سیاہ خط سے نمایاں ہو جائے پھر روزے کو رات (ہونے) تک پورا کرو۔ اور بیویوں سے اس حال میں صحبت نہ کرو جب تم اعتکاف کئے ہوئے مسجدوں میں" ارشاد "تتقون" تک۔ عاکف بمعنی مقیم۔"

← حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيٍّ قَالَ أَخَذَ عَدِيٌّ عِقَالًا أَبْيَضَ وَعِقَالًا أَسْوَدَ حَتَّى كَانَ بَعْضُ اللَّيْلِ نَظَرَ فَلَمْ يَسْتَبِينَا ، فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ، جَعَلْتُ تَحْتَ وِسَادَتِي

قَالَ إِنَّ وِسَادَکَ إِذًا لَعَرِيضٌ أَنْ كَانَ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ وَالْأَسْوَدُ تَحْتَ وِسَادَتِكَ

ترجمہ۔ ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے حدیث بیان کی ان سے ابوعوانہ نے حدیث بیان کی، ان سے حصین نے، ان سے شعبی نے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے، آپ نے بیان کیا کہ آپ نے ایک سفید دھاگا اور ایک سیاہ دھاگا لیا (اور سوتے ہوئے اپنے ساتھ رکھ لیا) جب رات کا کچھ حصہ گزر گیا تو آپ نے اسے دیکھا۔ وہ دونوں نمایاں نہیں ہوئے تھے۔ جب صبح ہوئی تو عرض کیا، یا رسول اللہ! میں نے اپنے تکیے کے نیچے (سفید وسیاہ دھاگے رکھے تھے اور کچھ نہیں ہوا) تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر (مزاحاً) فرمایا۔ پھر تو تمہارا تکیہ بہت لمبا چوڑا ہوگا کہ (آیت میں مذکور) صبح کا سفید خط اور سیاہ خط اس کے نیچے آ گیا تھا۔

تشریح حدیث

معالم السنن میں اس جملے کے دو مقاصد بیان کیے گئے ہیں۔ (۱) تم بڑے کثیر النوم ہو وساد نیند سے کنایہ ہے وسادہ پر انسان سر رکھ کر سوتا ہے تو وسادہ ذریعہ نوم ہے اس لیے وسادة بول کر نوم کو مراد لیا ہے۔ (۲) اس جملے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عدی کی کم فہمی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ چنانچہ یہاں باب کی دوسری روایت میں "انک لعريض القفا" کے الفاظ آئے ہیں۔ علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب کسی آدمی کی کند ذہنی اور غفلت کو بیان کرنا ہو تو عرب کہتے ہیں "فلان عريض القفا" قفا گدی کو کہتے ہیں اور عریض القفا وہ شخص جس کی گدی چوڑی ہو اور عام طور سے موٹی چوڑی گدی یعنی گردن کا آدمی کم فہم ہوتا ہے۔ لیکن علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس میں کم فہمی والی کوئی بات نہیں ہے۔

لہٰذا "انک لعريض القفا" کا مطلب یہ ہے کہ آپ زیادہ سوتے ہیں اور نیند کے لیے بڑے بڑے تکیے استعمال کرتے ہیں۔

← حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رضي الله عنه قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ أَهُمَا الْخَيْطَانِ قَالَ إِنَّكَ لَعَرِيضُ الْقَفَا إِنْ أَبْصَرْتَ الْخَيْطَيْنِ ثُمَّ قَالَ لَا بَلْ هُوَ سَوَادُ اللَّيْلِ وَبَيَاضُ النَّهَارِ

ترجمہ۔ ہم سے قتیبہ بن سعید نے حدیث بیان کی، ان سے جریر نے حدیث بیان کی، ان سے مطرف نے، ان سے شعبی نے اور ان سے عدی ابن حاتم نے بیان کیا کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! (آیت میں) الخيط الابيض اور الخيط الاسود سے کیا مراد ہے، کیا ان سے مراد دو (۲) دھاگے ہیں؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری کھوپڑی پھر تو بڑی لمبی چوڑی ہوگی اگر تم نے دو دھاگے دیکھے ہیں۔ پھر فرمایا کہ ان سے مراد رات کی سیاہی اور صبح کی سفیدی ہے۔

← حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ وَأُنْزِلَتْ ﴿ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ ﴾ وَلَمْ يُنْزَلْ ﴿ مِنَ الْفَجْرِ ﴾ وَكَانَ رِجَالٌ إِذَا أَرَادُوا الصَّوْمَ رَبَطَ أَحَدُهُمْ فِي رِجْلَيْهِ الْخَيْطَ الْأَبْيَضَ وَالْخَيْطَ الْأَسْوَدَ، وَلَا يَزَالُ يَأْكُلُ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَهُ رُؤْيَتُهُمَا، فَأَنْزَلَ اللَّهُ بَعْدَهُ ﴿ مِنَ الْفَجْرِ ﴾ فَعَلِمُوا أَنَّمَا يَعْنِي اللَّيْلَ مِنَ النَّهَارِ

ترجمہ۔ ہم سے ابن ابی مریم نے حدیث بیان کی، ان سے ابوغسان محمد ابن مطرف نے حدیث بیان کی، ان سے ابو

حازم نے حدیث بیان کی، اور ان سے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ "كُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ" اور "من الفجر" کے الفاظ ابھی نازل نہیں ہوئے تھے تو بہت سے صحابہ جب روزہ رکھنے کا ارادہ رکھتے تو اپنے دونوں پاؤں میں سفید دھاگا باندھ لیتے۔ اور پھر جب تک وہ دونوں دھاگے صاف دکھائی دینے نہ لگ جاتے برابر کھاتے پیتے رہتے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے "من الفجر" کے الفاظ جب نازل کر دیئے تو انہیں معلوم ہوا کہ اس سے مراد رات (کی سیاہی سے) دن (کی سفیدی کا امتیاز) ہے۔

باب قَوْلِهٖ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا

وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴾

البتہ نیکی یہ ہے کہ کوئی شخص تقویٰ اختیار کرے۔ اور گھروں میں ان کے دروازوں سے آؤ اور اللہ سے تقویٰ اختیار کیے رہو تا کہ فلاح پا جاؤ۔

← حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسٰى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كَانُوا إِذَا أَحْرَمُوا فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَتَوُا الْبَيْتَ مِنْ ظَهْرِهٖ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا ﴾

ترجمہ۔ ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے حدیث بیان کی، ان سے اسرائیل نے، ان سے ابو اسحاق نے اور ان سے براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب جاہلیت میں احرام باندھ لیتے تو گھروں میں ان کی پشت کی طرف سے داخل ہوتے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ "اور یہ کوئی نیکی نہیں ہے کہ تم گھروں میں ان کی پشت کی طرف سے آؤ۔ البتہ نیکی یہ ہے کہ کوئی شخص تقویٰ اختیار کرے، اور گھروں میں ان کے دروازوں سے آؤ۔"

باب قَوْلِهٖ وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ

وَيَكُونَ الدِّينُ لِلّٰهِ فَإِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى الظَّالِمِينَ

اور دین اللہ ہی کے لئے رہ جائے۔ سو اگر وہ باز آ جائیں تو سختی کسی پر بھی نہیں بجز (اپنے حق میں) ظلم کرنے والوں کے۔"

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما أَتَاهُ رَجُلَانِ فِي فِتْنَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ فَقَالَا إِنَّ النَّاسَ قَدْ ضُيِّعُوا، وَأَنْتَ ابْنُ عُمَرَ وَصَاحِبُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَمَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَخْرُجَ فَقَالَ يَمْنَعُنِي أَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ دَمَ أَخِي فَقَالَا أَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ ﴿ وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ ﴾ فَقَالَ قَاتَلْنَا حَتّٰى لَمْ تَكُنْ فِتْنَةٌ، وَكَانَ الدِّينُ لِلّٰهِ، وَأَنْتُمْ تُرِيدُونَ أَنْ تُقَاتِلُوا حَتّٰى تَكُونَ فِتْنَةٌ، وَيَكُونَ الدِّينُ لِغَيْرِ اللّٰهِ وَزَادَ عُثْمَانُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي فُلَانٌ وَحَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَمْرٍو الْمَعَافِرِيِّ أَنَّ بُكَيْرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَهُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ رَجُلًا أَتَى ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَا حَمَلَكَ عَلٰى أَنْ تَحُجَّ عَامًا وَتَعْتَمِرَ عَامًا، وَتَتْرُكَ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَقَدْ عَلِمْتَ مَا رَغَّبَ اللّٰهُ فِيهِ قَالَ يَا ابْنَ أَخِي بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ إِيمَانٍ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهٖ، وَالصَّلَاةِ الْخَمْسِ، وَصِيَامِ رَمَضَانَ، وَأَدَاءِ الزَّكَاةِ، وَحَجِّ الْبَيْتِ. قَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَلَا تَسْمَعُ مَا ذَكَرَ اللّٰهُ فِي كِتَابِهٖ ﴿ وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا ﴾ ﴿ إِلٰى أَمْرِ اللّٰهِ ﴾ ﴿ قَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ ﴾ قَالَ فَعَلْنَا

عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَکَانَ الإِسْلَامُ قَلِیْلاً، فَکَانَ الرَّجُلُ یُفْتَنُ فِی دِیْنِهِ إِمَّا قَتَلُوْهُ، وَإِمَّا یُعَذِّبُوْهُ، حَتّٰی کَثُرَ الإِسْلَامُ فَلَمْ تَکُنْ فِتْنَةٌ قَالَ فَمَا قَوْلُکَ فِی عَلِیٍّ وَعُثْمَانَ قَالَ أَمَّا عُثْمَانُ فَکَأَنَّ اللّٰهَ عَفَا عَنْهُ، وَأَمَّا أَنْتُمْ فَکَرِهْتُمْ أَنْ تَعْفُوْا عَنْهُ، وَأَمَّا عَلِیٌّ فَابْنُ عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَخَتَنُهُ وَأَشَارَ بِیَدِهِ فَقَالَ هٰذَا بَیْتُهُ حَیْثُ تَرَوْنَ

ترجمہ۔ہم سے محمد بن بشار نے حدیث بیان کی ان سے عبدالوہاب نے حدیث بیان کی، ان سے عبیداللہ نے حدیث بیان کی، ان سے نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے کہ آپ کے پاس ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے فتنے کے زمانہ میں دو آدمی آئے اور کہا کہ لوگوں میں اختلاف ونزاع پیدا ہو چکا ہے۔آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں، آپ کیوں خاموش ہیں؟ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میری خاموشی کی وجہ صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے کسی بھی بھائی کا خون مجھ پر حرام قرار دیا ہے۔ اس پر انہوں نے کہا، کیا اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نہیں فرمایا ہے کہ ''اور ان سے لڑو، یہاں تک کہ فساد باقی نہ رہے۔'' ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم (قرآن کے حکم کے مطابق) لڑے ہیں یہاں تک کہ فساد (عقیدہ) باقی نہیں رہا اور دین خالص اللہ کے لئے ہو گیا۔لیکن تم لوگ چاہتے ہو کہ تم اس لئے لڑو کہ اور فساد ہو اور دین اللہ غیر اللہ کے لئے ہو جائے۔اور عثمان بن صالح نے اضافہ کیا ہے کہ ان سے ابن وہب نے بیان کیا، انہیں فلاں اور حیاۃ بن شریح نے خبر دی، انہیں بکر ابن عمرو معافری نے، ان سے بکیر بن عبداللہ نے حدیث بیان کی، ان سے نافع نے کہ ایک صاحب ابن عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن! کیا وجہ ہے کہ آپ ایک سال حج کرتے ہیں اور ایک سال عمرہ، اور اللہ عزوجل کے راستے میں جہاد میں شریک نہیں ہوتے آپ کو خود معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاد کی طرف کتنی توجہ دلائی ہے؟ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیٹے! اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ پانچ وقت نماز پڑھنا، رمضان کے روزے رکھنا، زکوٰۃ دینا اور حج کرنا، انہوں نے کہا اے عبدالرحمٰن! کتاب اللہ میں جو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کیا آپ کو وہ معلوم نہیں ہے کہ ''مسلمانوں کی دو جماعتیں اگر باہم جنگ کریں تو ان میں صلاح کراؤ'' اللہ تعالیٰ کے ارشاد ''الی امر اللہ'' تک (اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ ان سے جنگ کرو) یہاں تک کہ فساد باقی نہ رہے۔ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ہم یہ فرض انجام دے چکے ہیں اسلام اس وقت کمزور تھا اور آدمی اپنے دین کے بارے میں فتنہ میں مبتلا کر دیا جاتا تھا لیکن اب اسلام طاقتور ہو چکا ہے اس لئے (وہ) فساد باقی نہیں رہا۔ان صاحب نے پوچھا، پھر علی اور عثمان رضی اللہ عنہما کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ فرمایا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا تھا اگر چہ تم لوگ پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ انہیں معاف کرتا۔اور علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی اور آپ کے داماد ہیں۔اور ہاتھ سے اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ ان کا گھر ہے تم دیکھ سکتے ہو۔

باب قَوْلِهِ وَأَنْفِقُوْا فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ

وَلَا تُلْقُوْا بِأَیْدِیْکُمْ إِلَی التَّهْلُکَةِ، وَأَحْسِنُوْا إِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ التَّهْلُکَةُ وَالْهَلَاکُ وَاحِدٌ

اور اپنے کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ ڈالو۔ اور اچھے کام کرتے رہو۔ یقیناً اللہ اچھے کام کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔
تھلکۃ اور ھلاک ہم معنی ہیں۔ لوگ عموماً یہ سمجھتے ہیں کہ مذکورہ آیت کا مطلب ہے کہ جہاد میں شرکت اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے حالانکہ یہ معنی مراد نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ حضرات انصار ابتداء میں جہاد میں خوب خرچ کرتے تھے۔ بعد میں انہوں نے یہ محسوس کیا کہ اب ہمارے خرچ کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔ چونکہ اسلام کے مددگار بہت ہو گئے ہیں تو اللہ رب العزت نے مذکورہ آیت نازل فرما کر ان کو تنبیہ فرمائی کہ اگر تم نے انفاق سے اپنے آپ کو روکے رکھا تو یہ تمہارے لیے باعث ہلاکت ہوگا۔ حاصل یہ کہ مجاہدین پر خوب خرچ کرو۔

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ ﴿ وَأَنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ ﴾ قَالَ نَزَلَتْ فِي النَّفَقَةِ

ترجمہ۔ ہم سے اسحاق نے حدیث بیان کی، انہیں نضر نے خبر دی، ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی، ان سے سلیمان نے بیان کیا ان سے ابو وائل نے سنا اور ان سے حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ "اور اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہو اور اپنے کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ ڈالو" اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

باب قَوْلِهِ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ

حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَعْقِلٍ قَالَ قَعَدْتُ إِلَى كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ يَعْنِي مَسْجِدَ الْكُوفَةِ فَسَأَلْتُهُ عَنْ فِدْيَةٍ مِنْ صِيَامٍ فَقَالَ حُمِلْتُ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَالْقَمْلُ يَتَنَاثَرُ عَلَى وَجْهِي فَقَالَ مَا كُنْتُ أُرَى أَنَّ الْجَهْدَ قَدْ بَلَغَ بِكَ هَذَا ، أَمَا تَجِدُ شَاةً قُلْتُ لَا قَالَ صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ ، أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِينَ ، لِكُلِّ مِسْكِينٍ نِصْفُ صَاعٍ مِنْ طَعَامٍ ، وَاحْلِقْ رَأْسَكَ فَنَزَلَتْ فِيَّ خَاصَّةً وَهِيَ لَكُمْ عَامَّةً

ترجمہ۔ ہم سے آدم نے حدیث بیان کی، ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی۔ ان سے عبدالرحمن بن اصبہانی نے بیان کی، انہوں نے عبداللہ بن معقل سے سنا۔ آپ نے بیان کیا کہ میں کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اس مسجد میں حاضر ہوا، ان کی مراد کوفہ کی مسجد سے تھی۔ اور آپ سے روزے کے فدیہ کے متعلق پوچھا۔ آپ نے بیان کیا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لوگ لے گئے اور جوئیں (سر سے) میرے چہرے پر گر رہی تھیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا خیال یہ نہیں تھا کہ تم اس حد تک تکلیف میں مبتلا ہو گے۔ تم کوئی بکری نہیں مہیا کر سکتے؟ میں نے عرض کی کہ نہیں، فرمایا پھر تین دن کے روزے رکھ لو یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا دو، ہر مسکین کو ایک صاع کھانا اور اپنا سر منڈ والو (آپ احرام باندھے ہوئے تھے) تو یہ آیت خاص میرے بارے میں نازل ہوئی تھی لیکن اس کا حکم تم سب کے لئے عام ہے۔

تشریح حدیث

حالت احرام میں اگر ایسے عذر پیش آ جائیں جن کی بناء پر حلق ضروری ہو مثلاً سر میں کوئی زخم آ جائے یا جوئیں پڑ جائیں تو اس کے ذمہ فدیہ واجب ہوگا۔ (۱) قربانی کرے کم سے کم بکری ذبح کرے اور بالاجماع مکہ میں ہی اس کا ذبح کرنا واجب ہے یا (۲) تین روزے رکھے۔ البتہ پے در پے رکھنا ضروری نہیں یا (۳) چھ مسکینوں کو کھانے کھلائے۔

باب فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ

حج کی تین اقسام ہیں: (۱) افراد (۲) تمتع (۳) قران (ان کی تعریفات آپ کو معلوم ہیں) تمام فقہاء کے نزدیک ان میں سے ہر ایک قسم جائز ہے، اختلاف صرف افضلیت میں ہے۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سب سے افضل قران ہے، پھر تمتع، پھر افراد۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سب سے افضل افراد ہے، پھر تمتع پھر قران۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سب سے افضل تمتع ہے پھر افراد پھر قران۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عِمْرَانَ أَبِي بَكْرٍ حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضي الله عنهما قَالَ أُنْزِلَتْ آيَةُ الْمُتْعَةِ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَفَعَلْنَاهَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم ، وَلَمْ يُنْزَلْ قُرْآنٌ يُحَرِّمُهُ ، وَلَمْ يَنْهَ عَنْهَا حَتَّى مَاتَ قَالَ رَجُلٌ بِرَأْيِهِ مَا شَاءَ

ترجمہ۔ ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی، ان سے یحیٰی نے حدیث بیان کی ان سے عمران ابی بکر نے، ان سے ابو رجاء نے حدیث بیان کی اور ان سے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (حج میں) تمتع کا حکم قرآن میں نازل ہوا اور ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسی طرح (حج) کیا۔ پھر اس کے بعد قرآن نے اسے ممنوع نہیں قرار دیا اور نہ اس سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روکا۔ یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوگئی (لہٰذا تمتع اب بھی جائز ہے) یہ تو ایک صاحب نے اپنی رائے سے جو چاہا کہہ دیا۔

تشریح حدیث

یہ تعریض یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر ہے یا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر کہ ان حضرات نے اپنے اپنے دور میں تمتع سے منع کیا تھا جیسا کہ صحیحین اور ترمذی کی روایت میں تصریح ہے۔ علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان حضرات کا منع کرنا نہی تنزیہی ہے چونکہ ان حضرات کے نزدیک افراد افضل تھا اس لیے یہ حضرات تمتع اور قران سے منع کرتے تھے۔

علامہ عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اعلاء السنن میں اس کی توجیہ لکھی ہے کہ درحقیقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تمتع اصطلاحی سے منع نہ کرتے تھے بلکہ وہ فسخ حج الی العمرہ سے روکتے تھے جس کی تفصیل یہ ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے عقیدۂ جاہلیت کی بناء پر حج کے مہینوں میں عمرہ کو مکروہ سمجھتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنہوں نے افراد کر رکھا تھا یا بغیر سوق ہدی کے قران کا احرام باندھا ہوا تھا حکم دیا کہ فسخ حج الی العمرہ پر عمل کرتے ہوئے طواف اور سعی کے بعد احرام اُتار دیں تاکہ حج کے مہینوں میں عمرہ کی کراہت کے متعلق عقیدۂ جاہلیت کی تردید ہو سکے۔ لیکن فسخ حج الی العمرہ کا جواز صرف حجۃ الوداع کے ساتھ خاص تھا لیکن بعض لوگ یہ سمجھنے لگے کہ اس کا جواز تمام مسلمانوں کے لیے ہے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تنبیہ فرمائی اور اس تمتع سے منع فرمایا۔ تو حاصل یہ کہ یہاں تمتع سے مراد فسخ حج الی العمرہ مراد ہے ورنہ تمتع اصطلاحی کے جواز میں کسی کو بھی شبہ نہ تھا۔

باب لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلاً مِنْ رَبِّكُمْ

حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ كَانَتْ عُكَاظُ وَمَجَنَّةُ وَذُو الْمَجَازِ أَسْوَاقًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَتَأَثَّمُوا أَنْ يَتَّجِرُوا فِي الْمَوَاسِمِ فَنَزَلَتْ (لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلاً مِنْ رَبِّكُمْ) فِي مَوَاسِمِ الْحَجِّ

ترجمہ۔ مجھ سے محمد نے حدیث بیان کی، کہا کہ مجھے ابن عیینہ نے خبر دی انہیں عمرو نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عکاظ اور مجنہ اور ذوالمجاز زمانہ جاہلیت کے بازار (میلے) تھے۔ اس۔ لئے (اسلام کے بعد) موسم حج میں صحابہؓ نے وہاں کاروبار کو برا سمجھا تو یہ آیت نازل ہوئی کہ "تمہیں اس باب میں کوئی مضائقہ نہیں کہ تم اپنے پروردگار کے یہاں سے تلاش معاش کرو۔"

باب ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَازِمٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها كَانَتْ قُرَيْشٌ وَمَنْ دَانَ دِينَهَا يَقِفُونَ بِالْمُزْدَلِفَةِ، وَكَانُوا يُسَمَّوْنَ الْحُمْسَ، وَكَانَ سَائِرُ الْعَرَبِ يَقِفُونَ بِعَرَفَاتٍ، فَلَمَّا جَاءَ الإِسْلاَمُ أَمَرَ اللَّهُ نَبِيَّهُ صلى الله عليه وسلم أَنْ يَأْتِيَ عَرَفَاتٍ، ثُمَّ يَقِفَ بِهَا ثُمَّ يُفِيضَ مِنْهَا، فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى (ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ)

ترجمہ۔ ہم سے علی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی، ان سے محمد۔ بن حازم نے حدیث بیان کی، ان سے ہشام نے حدیث بیان کی، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ قریش اور ان کے طریقے کی پیروی کرنے والے عرب (حج کے لئے) مزدلفہ میں ہی وقوف کرتے تھے۔ اس کا نام انہوں۔ نے "الحمس" رکھا تھا۔ اور باقی عرب عرفات کے میدان میں وقوف کرتے تھے۔ پھر جب اسلام آیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ آپ عرفات میں آئیں اور وہیں وقوف کریں اور پھر وہاں سے مزدلفہ آئیں، اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا یہی مقصد ہے کہ "پھر تم وہاں جا کر واپس آؤ جہاں سے لوگ واپس آتے ہیں۔"

تشریح حدیث

زمانہ جاہلیت میں عام عرب جب حج کے لیے جاتے تو وہ عرفات پہنچتے تھے وہاں سے مزدلفہ کے راستہ سے واپسی ہوتی تھی لیکن قریش عرفات جانے کی بجائے راستہ میں ٹھہر جاتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم چونکہ بیت اللہ اور حرم کے مجاور ہیں اس لیے حدود حرم سے باہر نکلنا ہمارے لیے مناسب نہیں۔ اپنے آپ کو حمس کہتے تھے۔ حمس احمس کی جمع ہے۔ احمس بہادر اور متشدد کو کہتے ہیں۔ مطلب ان کا یہ تھا کہ ہم دین میں متشدد اور بہادر ہیں اس لیے حدودِ حرم سے باہر ہم نہیں نکلتے ہیں۔ چونکہ عرفات حدود سے باہر ہے اور مزدلفہ حرم کے اندر ہے اس لیے قریش عرفات نہیں جاتے تھے۔ درحقیقت اس سے مقصود قریش کا اپنے امتیاز اور فخر و غرور کا مظاہرہ کرنا ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں تنبیہ فرمائی اور حکم دیا کہ تم بھی وہیں جاؤ جہاں سب لوگ جاتے ہیں۔

وَمَنْ دَانَ دِينَهَا

یعنی جو لوگ حج میں قریش کا طریقہ اختیار کرتے تھے اور ان کی اتباع کرتے تھے ان سے بنو عامر، بنو ثقیف اور بنی خزاعہ مراد ہیں۔

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ أَخْبَرَنِي كُرَيْبٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

قَالَ يَطُوفُ الرَّجُلُ بِالْبَيْتِ مَا كَانَ حَلَالًا حَتَّى يُهِلَّ بِالْحَجِّ ، فَإِذَا رَكِبَ إِلَى عَرَفَةَ فَمَنْ تَيَسَّرَ لَهُ هَدِيَّةٌ مِنَ الْإِبِلِ أَوِ الْبَقَرِ أَوِ الْغَنَمِ ، مَا تَيَسَّرَ لَهُ مِنْ ذٰلِكَ أَيَّ ذٰلِكَ شَاءَ ، غَيْرَ إِنْ لَمْ يَتَيَسَّرْ لَهُ فَعَلَيْهِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ ، وَذٰلِكَ قَبْلَ يَوْمِ عَرَفَةَ ، فَإِنْ كَانَ آخِرُ يَوْمٍ مِنَ الْأَيَّامِ الثَّلَاثَةِ يَوْمَ عَرَفَةَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ ، ثُمَّ لِيَنْطَلِقْ حَتَّى يَقِفَ بِعَرَفَاتٍ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى أَنْ يَكُونَ الظَّلَامُ ، ثُمَّ لِيَدْفَعُوا مِنْ عَرَفَاتٍ إِذَا أَفَاضُوا مِنْهَا حَتَّى يَبْلُغُوا جَمْعًا الَّذِي يُتَبَرَّرُ فِيهِ ، ثُمَّ لِيَذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيرًا ، أَوْ أَكْثِرُوا التَّكْبِيرَ وَالتَّهْلِيلَ قَبْلَ أَنْ تُصْبِحُوا ثُمَّ أَفِيضُوا ، فَإِنَّ النَّاسَ كَانُوا يُفِيضُونَ . وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالَى (ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ) حَتَّى تَرْمُوا الْجَمْرَةَ

ترجمہ۔ مجھ سے محمد بن ابی بکر نے حدیث بیان کی، ان سے فضیل بن سلیمان نے حدیث بیان کی ان سے موسیٰ بن عقبہ نے حدیث بیان کی۔ انہیں کریب نے خبر دی۔ اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ کسی شخص کے لئے بیت اللہ کا طواف اس وقت تک حلال نہیں تھا جب تک وہ حج کے لئے احرام نہ باندھ لے۔ پھر جب وقوف عرفہ کے لئے جائے تو جس کے پاس ہدی (قربانی کا جانور) ہو، اونٹ گائے یا بکری جس کی بھی وہ قربانی کر سکتا ہو (کرے) البتہ اگر وہ ہدی مہیا نہ کر سکا ہو تو اس پر ایام حج میں تین دن کے روزے واجب ہیں یہ تین دن کے روزے یوم عرفہ سے پہلے پہلے پورے ہو جانے چاہئیں مگر ان تین روزوں میں آخری روزہ وقوف عرفہ کے دن پڑ جائے۔ پھر بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ اس کے بعد اسے روانہ ہونا چاہئے اور عرفہ میں قیام کرنا چاہئے۔ عصر کی نماز کے وقت سے رات کی تاریکی پھیل جانے تک پھر عرفات سے روانگی ہوگی اور وہاں سے چل کر مزدلفہ پہنچیں گے جہاں رات گزارنی ہوگی، وہاں جتنا ہو سکے، اللہ کا ذکر کیا جائے۔ اور تکبیر و تہلیل بھی خوب کی جائے صبح ہونے تک۔ آخر یہاں سے بھی روانگی ہوگی۔ کیونکہ لوگ یہاں سے اسی طرح روانہ ہوتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "ہاں تو تم وہاں جا کر واپس آؤ جہاں سے لوگ واپس آتے ہیں اور اللہ سے مغفرت طلب کرو۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔" اور آخر میں جمرہ عقبہ کی رمی کرو۔

تشریح حدیث

"ما کان حلالاً" کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی مکہ میں پہلے سے مقیم ہے ظاہر ہے کہ وہ احرام میں نہیں ہے حلال ہے یا باہر سے گیا اور عمرہ کرنے کے بعد حلال ہو گیا اور ابھی تک اس نے احرام حج نہیں باندھا اور وہ بیت اللہ کا طواف کر رہا ہے اور پھر اس نے حج کا احرام باندھ لیا تو آگے حدیث میں اس کی صورت بیان کی گئی ہے۔

ثم ینطلق حتّٰی یقف بعرفات من صلوٰۃ العصر الیٰ ان یکون الظلام

یہاں من صلاۃ العصر میں دو احتمال ہیں۔ ایک یہ کہ اس سے اوّل وقت مراد ہے اور مثل اوّل کے بعد عصر کا اوّل وقت شروع ہو جاتا ہے اور وقوف عرفہ کا یہی وقت مستحب ہے۔ ویسے زوال شمس کے بعد وقوف عرفہ کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ نماز عصر کے بعد کا وقت مراد ہے۔ اگرچہ یوم عرفہ میں ظہر اور عصر کی نماز کو جمع تقدیم کے طور پر ساتھ ادا کیا جاتا ہے اس کے بعد وقوف عرفہ کا رکن ادا کیا جاتا ہے۔ پہلی صورت میں مستحب وقت کا بیان ہے اور دوسری صورت میں وقت جواز کا بیان ہوگا۔

باب و قوله وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً

وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ اور آخرت میں بھی بہتری اور ہم کو آگ کے عذاب سے بچائے رکھنا۔"

حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ اللَّهُمَّ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

ترجمہ۔ ہم سے ابو معمر نے حدیث بیان کی ان سے عبدالوارث نے ان سے عبدالعزیز نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دعا کرتے تھے "اے پروردگار ہمارے! ہم کو دنیا میں بھی بہتری دے اور آخرت میں بھی بہتری اور ہم کو آگ کے عذاب سے بچائے رکھنا۔"

باب وَهُوَ أَلَدُّ الْخِصَامِ

وَقَالَ عَطَاءٌ النَّسْلُ الْحَيَوَانُ

عطاء نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد (ويهلك الحرث والنسل میں) نسل سے مراد حیوان ہے۔

حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ تَرْفَعُهُ قَالَ أَبْغَضُ الرِّجَالِ إِلَى اللَّهِ الْأَلَدُّ الْخَصِمُ وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم

ترجمہ۔ ہم سے قبیصہ نے حدیث بیان کی، ان سے سفیان نے حدیث بیان کی، ان سے ابن جریج نے، ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ وہ شخص ہے جو سخت جھگڑالو ہے۔" اور عبداللہ (بن ولید عدنی) نے بیان کیا کہ ہم سے سفیان نے حدیث بیان کی، ان سے ابن جریج نے حدیث بیان کی، ان سے ابن ابی ملیکہ نے، ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

باب أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ

وَلَمَّا يَأْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ إِلَى (قَرِيبٌ).

درآنحالیکہ ابھی تم پر ان لوگوں کے حالات پیش نہیں آئے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں، انہیں تنگی اور سختی پیش آئی" اور ارشاد "قریب" تک

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ يَقُولُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما (حَتَّى إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوا) خَفِيفَةً ، ذَهَبَ بِهَا هُنَاكَ ، وَتَلَا (حَتَّى يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتَى نَصْرُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللَّهِ قَرِيبٌ) فَلَقِيتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ فَذَكَرْتُ لَهُ ذَلِكَ فَقَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ مَعَاذَ اللَّهِ ، وَاللَّهِ مَا وَعَدَ اللَّهُ رَسُولَهُ مِنْ شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا عَلِمَ أَنَّهُ كَائِنٌ قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ ، وَلَكِنْ لَمْ يَزَلِ الْبَلَاءُ بِالرُّسُلِ حَتَّى خَافُوا أَنْ يَكُونَ مَنْ مَعَهُمْ يُكَذِّبُونَهُمْ ، فَكَانَتْ تَقْرَؤُهَا (وَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِّبُوا) مُثَقَّلَةً

ترجمہ۔ ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے حدیث بیان کی، انہیں ہشام نے خبر دی، ان سے ابن جریج نے بیان کیا، انہوں نے ابن ابی ملیکہ سے سنا۔ بیان کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ "حَتَّى إِذَا اسْتَيْئَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوا" (میں

کذبوا کو ذال کی) تخفیف کے ساتھ قرأت کرتے تھے۔ آیت کا جو مفہوم وہ مراد لے سکتے تھے۔ لیا اس کے بعد یوں تلاوت کرتے "حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ط اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ" پھر میری ملاقات عروہ بن زبیر سے ہوئی تو میں نے اس قراءت کا ذکر ان سے کیا، انہوں نے بیان کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تھا معاذ اللہ! خدا کی قسم ! اللہ تعالیٰ نے رسول سے جو بھی وعدہ کیا، تو انہیں اس کا کامل یقین ہوتا کہ ان کی وفات سے پہلے یہ ضرور ظہور پذیر ہوگا۔ البتہ انبیاء پر مصیبتیں اور آزمائشیں جب انتہاء کو پہنچ جاتیں، تو انہیں خوف دامن گیر ہوتا کہ کہیں وہ لوگ انہیں جھٹلا نہ دیں جو ان کے ساتھ ہیں۔ چنانچہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس کی قرآت "وَظَنُّوْا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِّبُوْا" (ذال کی) تشدید کے ساتھ کرتی تھیں۔

تشریح حدیث

ابن ابی ملیکہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے سورۃ یوسف کی آیت "حَتّٰى اِذَا اسْتَيْئَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا" کو تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے اور سورۃ یوسف کی اس آیت کو سورۃ بقرہ کی آیت کی طرف لائے اور بقرہ کی یہ آیت تلاوت فرمائی "حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ"

ابن ابی ملیکہ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے دونوں آیات کا مطلب ایک قرار دیا ہے۔ دونوں آیات ایک ہی مفہوم پر دلالت کرتی ہیں چونکہ سورۃ یوسف کی آیت میں مایوسی کا ذکر ہے اور سورۃ بقرہ کی آیت میں ہے "مَتٰى نصر اللّٰہ" استفہام استبعادی ہے، مایوسی کے اندر بھی استبعاد ہوتا ہے تو دونوں آیات معنیٰ استبعاد میں ایک ہیں۔

سورۃ یوسف کی مذکورہ آیت میں دو قراءتیں ہیں

۱۔ ایک قرأت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ہے کہ "وَظَنُّوْا انهم قَدْ كُذِّبُوْا" میں "كُذِّبُوْا" ذال کی تشدید کے ساتھ ہے۔ آیت کا مطلب ہے جب انبیاء کرام کو اللہ کی مدد آنے میں تاخیر ہوئی تو وہ مایوس ہو کر گمان کرنے لگے کہ ان کی تکذیب کردی جائے گی۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ جل شانہ کی مدد کی تاخیر کی صورت میں انبیاء کو یہ ڈر لگا کہ اگر اللہ کی نصرت نہ آئی تو جن لوگوں نے ان کی تصدیق کی ہے کہیں وہ ان کی تکذیب نہ کریں۔ اس قرأت کے مطابق آیت کے معنیٰ بالکل واضح ہیں اور کسی قسم کا اشکال نہیں رہتا۔

۲۔ دوسری قرأت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ہے کہ انہوں نے مذکورہ آیت کو "قد كُذِبُوْا" ذال کی تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے۔ اس صورت میں آیت کا ظاہر مطلب یہ سمجھ میں آتا ہے کہ جب انبیاء علیہم السلام کی نصرت میں تاخیر ہوئی یہاں تک کہ وہ مایوس ہوئے اور یہ گمان کرنے لگے کہ ان سے جھوٹ بولا گیا یعنی انہیں یہ خیال ہوا کہ نصرت خداوندی کا جو وعدہ تھا وہ سچا ثابت نہیں ہوا اور ان سے جھوٹ بولا گیا لیکن آیت کے اس مطلب پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام یہ بدگمانی کیسے کر سکتے ہیں کہ اللہ جل شانہ نے نصرت کا جو وعدہ ان کے ساتھ کیا تھا وہ جھوٹا تھا۔ علماء نے اس قرأت کی صورت میں مختلف مطالب بیان کیے ہیں۔

۱۔ علامہ زمخشری نے فرمایا یہاں "ظَنُّوْا" میں ظن وسوسہ کے معنیٰ میں ہے۔ وسوسہ کی ایک قسم ہاجس ہے، بے اختیار خیال ہے اور ساتھ ساتھ چلا جاتا ہے اسے استقرار نہیں ہوتا۔ یہاں ظن سے وسوسہ کی یہی قسم مراد ہے اور بشریت کی بناء پر

نصرت کی تاخیر کی وجہ سے اگر اس طرح وسوسہ آ جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور نہ ہی اس پر کوئی مواخذہ ہوگا۔

۲۔ حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بڑی نفیس توجیہ کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ نصرتِ خداوندی کی تاخیر کی صورت میں انبیاء کرام کو تشویش ہوئی اور تشویش علم و یقین کے ساتھ جمع ہو سکتی ہے یہ بالکل ممکن ہے کہ ایک آدمی کو کسی چیز کے وقوع سے متعلق یقین ہو لیکن اس کے وقوع سے پہلے پہلے مختلف حالات کی بناء پر اس چیز کے وقوع کے متعلق ذہن میں تشویش پیدا ہو جائے ٹھیک اسی طرح انبیاء کرام علیہم السلام کو نصرتِ خداوندی کے وعدے پر یقین تھا لیکن جب اس میں تاخیر ہوئی' حالات سنگین اور سخت ہو گئے تو ان کو تشویش اور پریشانی لاحق ہوئی اور چونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کا مقام بلند اور شان ارفع ہوتی ہے اس لیے اس تشویش اور پریشانی کو ان کے حق میں بمنزلہ تکذیب کے قرار دیا۔

۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اس قرأت کی ایک تفسیر خود ان سے امام نسائی نے نقل کی ہے جس کے بعد کسی دوسری توجیہ کی ضرورت نہیں پڑتی۔ وہ ہے "استیاس الرسل من ایمان قومھم' وظن قومھم ان الرّسل قد کَذَبُوْھُم" یعنی انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قوم کے ایمان لانے سے مایوس ہو گئے اور قوم نے یہ گمان کیا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ نصرت کا جو وعدہ تھا وہ صحیح نہیں تھا (اس صورت میں "ظَنُّوْا" کی ضمیر قوم کی طرف راجع ہے اور "کُذِبُوْا" کی ضمیر انبیاء کرام علیہم السلام کی طرف جبکہ پہلی توجیہات میں دونوں ضمیریں انبیاء کرام علیہم السلام کی طرف لوٹ رہی ہیں) اور قوم کے اس طرح سمجھنے سے انبیاء کی عظمت پر حرف نہیں آتا۔ یہ توجیہ چونکہ خود ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس لیے یہ سب سے راجح معلوم ہوتی ہے اور اس پر کوئی اشکال بھی نہیں رہتا۔ حَتّٰی یَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِیْنَ آمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰی نَصْرُ اللّٰهِ

اس میں تین احتمال ہیں: (۱) ایک یہ کہ "مَتٰی نَصْرُ اللّٰهِ" رسول اور اہل ایمان سب نے کہا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ" (۲) دوسرا احتمال یہ ہے کہ اہل ایمان نے کہا "مَتٰی نَصْرُ اللّٰهِ" اور رسول نے کہا "اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ" (۳) تیسرا احتمال یہ ہے کہ دونوں نے کہا "مَتٰی نَصْرُ اللّٰهِ" پھر جب ہوش آیا تو دونوں نے کہا "اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ"

"ذھب بھاھناک" یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہ سورۃ یوسف کی آیت کو وہاں (سورۃ بقرہ کی آیت باب کی طرف) لے گئے کیونکہ دونوں کا مفہوم اور مصداق ایک ہے۔

بَاب قوله نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ

فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ وَقَدِّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ) الآيَةَ

سو تم اپنے کھیت میں آؤ جس طرح چاہو اور اپنے حق میں آئندہ کے لئے کچھ کرتے رہو۔"

← حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رضي الله عنهما إِذَا قَرَأَ الْقُرْآنَ لَمْ يَتَكَلَّمْ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهُ ، فَأَخَذْتُ عَلَيْهِ يَوْمًا ، فَقَرَأَ سُورَةَ الْبَقَرَةِ حَتّٰى انْتَهٰى إِلٰى مَكَانٍ قَالَ تَدْرِي فِيمَا أُنْزِلَتْ قُلْتُ لَا قَالَ أُنْزِلَتْ فِي كَذَا وَكَذَا ثُمَّ مَضٰى وَعَنْ عَبْدِ الصَّمَدِ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنِي أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ (فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ) قَالَ يَأْتِيهَا فِي رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

ترجمہ۔ ہم سے اسحاق نے حدیث بیان کی، انہیں نضر بن شمیل نے خبر دی انہیں ابن عون نے خبر دی۔ ان سے نافع نے بیان کیا کہ جب ابن عمر رضی اللہ عنہ قرآن پڑھتے تو (قرآن کے علاوہ کوئی دوسرا لفظ) زبان پر نہیں لاتے تھے، یہاں تک کہ تلاوت سے فارغ ہو جاتے۔ ایک دن میں (قرآن مجید لے کر) ان کے سامنے بیٹھ گیا اور انہوں نے سورہ بقرہ کی تلاوت شروع کی۔ جب اس آیت (مذکورہ) پر پہنچے تو فرمایا معلوم ہے یہ آیت کس کے بارے میں نازل ہوئی تھی؟ میں نے عرض کی کہ نہیں، فرمایا کہ فلاں فلاں چیز کے لئے نازل ہوئی تھی۔ اور پھر تلاوت کرنے لگے۔ اور عبدالصمد سے روایت ہے، ان سے ان کے والد نے حدیث بیان کی، ان سے ایوب نے حدیث بیان کی، ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہ آیت "سو تم اپنے کھیت میں آؤ جس طرح چاہو" کے بارے میں فرمایا کہ (پیچھے سے بھی) آسکتا ہے۔ اس کی روایت محمد بن یحیٰ بن سعید نے کی، ان سے ان کے والد نے، ان سے عبیداللہ نے، ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہ۔

← حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعْتُ جَابِرًا رضي الله عنه قَالَ كَانَتِ الْيَهُودُ تَقُولُ إِذَا جَامَعَهَا مِنْ وَرَائِهَا جَاءَ الْوَلَدُ أَحْوَلَ فَنَزَلَتْ (نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ)

ترجمہ۔ ہم سے ابونعیم نے حدیث بیان کی، ان سے سفیان نے حدیث بیان کی، ان سے ابن منکدر نے اور انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا آپ نے بیان کیا کہ یہودی کہتے تھے کہ اگر عورت سے ہم بستری کے لئے کوئی پیچھے سے آئے گا تو بچہ بھینگا پیدا ہوگا اس پر یہ آیت نازل ہوئی، کہ "تمہاری بیویاں تمہاری کھیتی ہیں سو اپنے کھیت میں آؤ جدھر سے چاہو۔"

باب وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ

فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ) تو تم انہیں اس سے مت روکو کہ وہ اپنے شوہروں سے نکاح کرلیں۔

← حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ رَاشِدٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ قَالَ حَدَّثَنِي مَعْقِلُ بْنُ يَسَارٍ قَالَ كَانَتْ لِي أُخْتٌ تُخْطَبُ إِلَيَّ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ عَنْ يُونُسَ عَنِ الْحَسَنِ حَدَّثَنِي مَعْقِلُ بْنُ يَسَارٍ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ أُخْتَ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا ، فَتَرَكَهَا حَتَّى انْقَضَتْ عِدَّتُهَا ، فَخَطَبَهَا فَأَبَى مَعْقِلٌ ، فَنَزَلَتْ (فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ)

ترجمہ۔ ہم سے عبیداللہ بن سعید نے حدیث بیان کی ان سے ابو عامر عقدی نے حدیث بیان کی، ان سے عباد بن راشد نے حدیث بیان کی۔ ان سے حسن نے حدیث بیان کی، کہا کہ مجھ سے معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی، آپ نے بیان کیا کہ میری ایک بہن تھیں، جن کا پیغام میرے پاس آیا تھا اور ابراہیم نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے حسن نے اور ان سے معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی۔ اور ہم سے ابو معمر نے حدیث بیان کی، ان سے عبدالوارث نے حدیث بیان کی، ان سے یونس نے حدیث بیان کی اور ان سے حسن نے کہ معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی بہن کو ان کے شوہر نے طلاق دے دی تھی، لیکن جب عدت گزر گئی تو انہوں نے پھر ان کے لئے پیغام نکاح بھیجا۔ معقل رضی اللہ عنہ نے اس پر انکار کیا تو آیت نازل ہوئی کہ "تم انہیں اس سے مت روکو کہ وہ اپنے شوہروں سے نکاح کریں۔"

باب وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا

يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا) إِلَى (بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ) يَعْفُونَ يَهَبْنَ

وہ بیویاں اپنے آپ کو چار مہینے اور دس دن تک روکے رکھیں "بما تعملون خبیر" تک۔ یعفون بمعنی یھبن۔

تشریح آیت

"يَعْفُونَ: يَهَبْنَ" آیت قرآنی "وَإِن طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِن قَبْلِ أَن تَمَسُّوهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ إِلَّا أَن يَعْفُونَ أَوْ يَعْفُوَ الَّذِي بِيَدِهِ عُقْدَةُ النِّكَاحِ" میں "يَعْفُونَ" بمعنی "يَهَبْنَ" ہے یعنی ہبہ کرنا۔

بیوہ کی عدت

بیوہ کی عدت چار ماہ دس دن ہے۔ عدت گزرنے سے قبل نہ وہ نکاح کر سکتی ہے نہ نکاح کی بات چیت کر سکتی ہے نہ خوشبو استعمال کرے گی نہ بناؤ سنگھار کرے گی نہ رنگین کپڑے پہنے گی اور اسباب زینت کا استعمال بھی اس کے لیے ممنوع ہے۔ یہی حکم مطلقہ بائنہ کا بھی ہے جب شوہر کے لیے رجوع کا حق نہ ہو۔

بیت زوج میں رہنا بیوہ اور مطلقہ بائنہ کے لیے ضروری اور واجب ہے لیکن یہ وجوب سوگ کی وجہ سے ہے اس لیے نہیں کہ اس کے لیے سکنی لازم ہے۔ سکنی پہلے لازم تھا پھر آیت میراث سے ساقط ہو گیا تھا۔

اگر شوہر کی وفات چاند رات میں ہو تو عدت کے مہینے چاند کے حساب سے پورے کیے جائیں گے خواہ چاند انتیس کا ہو یا تیس کا ہو لیکن اگر وفات چاند رات کے بعد ہو تو سب مہینے تیس تیس دن کے حساب سے پورے کیے جائیں گے۔ اس صورت میں ۴ ماہ کے ۱۲۰ دن ہوں گے اور مزید دس دن ملانے سے عدت کے کل ایک سو تیس دن ہو جائیں گے۔

← حَدَّثَنِي أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ حَبِيبٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ قُلْتُ لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ (وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا) قَالَ قَدْ نَسَخَتْهَا الآيَةُ الأُخْرَى فَلِمَ تَكْتُبُهَا أَوْ تَدَعُهَا قَالَ يَا ابْنَ أَخِي، لاَ أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْهُ مِنْ مَكَانِهِ

ترجمہ۔ ہم سے امیہ بن بسطام نے حدیث بیان کی، ان سے یزید بن زریع نے حدیث بیان کی، ان سے حبیب نے، ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے آیت "اور تم میں جو لوگ وفات پا جاتے ہیں اور بیویاں چھوڑ جاتے ہیں" کے متعلق عثمان رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ اس آیت کو دوسری آیت نے منسوخ کر دیا ہے۔ اس لئے اسے (مصحف میں) نہ لکھیں، یا (یہ کہا کہ) نہ رہنے دیں۔ اس پر عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بیٹے! میں (قرآن کا) کوئی حرف اس کی جگہ سے نہیں ہٹا سکتا۔

تشریح حدیث

بیوہ خواتین کی عدت کے سلسلہ میں دو آیتیں ہیں۔ ان میں ایک ہے: "وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا

يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا" یہ آیت تربص ہے اور دوسری آیت جس میں بیوہ عورت کی ایک سال کی عدت کا ذکر ہے یہ اس کے لیے ناسخ ہے اور یہ آیت قرآنی ترتیب اور لوح محفوظ کی ترتیب میں مقدم ہے۔

دوسری آیت ہے "وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَاجُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ" یہ آیت الحول ہے منسوخ ہے اور ترتیب قرآنی میں مؤخر واقع ہوئی ہے۔ مذکورہ روایت میں حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے جس اشکال کا ذکر ہے وہ یہ ہے کہ آیت وصیت جب منسوخ ہے تو اس کو قرآن مجید میں کیوں لکھا گیا ہے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ "آیت کا حکم منسوخ ہوا ہے تلاوت منسوخ نہیں ہوئی۔" اس لیے اس کو باقی رکھا گیا ہے تاکہ تلاوت کا ثواب ملتا رہے۔
چونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو باقی رکھا ہے تو ہم پر آپ کی اتباع لازم ہے اس لیے اس میں کوئی تبدیلی نہیں کرسکتا۔

مذکورہ آیت کے متعلق ایک اشکال اور اس کا جواب

آیت الحول جب منسوخ ہے تو اس کو مقدم ہونا چاہیے اور آیت تربص جو اس کے لیے ناسخ ہے اس کو مؤخر ہونا چاہیے چونکہ منسوخ ہمیشہ مقدم ہوتا ہے اور ناسخ مؤخر لیکن یہاں قرآن مجید کی ترتیب میں معاملہ اس کے برعکس ہے۔
اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ ایک تو ترتیب نزول ہے اس میں منسوخ آیت مقدم ہوتی ہے اور ناسخ مؤخر ہوتی ہے۔
لہٰذا نزول آیات کی ترتیب میں یقیناً آیت الحول کا نزول پہلے ہے اور آیت تربص کا نزول بعد میں ہے۔
ایک ترتیب وہ ہے جو اس وقت قرآن مجید کی آیات میں موجود ہے۔ یہ ترتیب لوح محفوظ کی ترتیب کے مطابق ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ترتیب آیات اسی طرح منقول ہے۔ اس میں تبدیلی کا کسی کو حق نہیں۔ اس ترتیب میں یہاں آیت تربص جو ناسخ ہے مقدم اور آیت الحول جو منسوخ ہے مؤخر ہے۔
یہی ترتیب دیکھ کر مجاہد اور عطاء نے یہ دعویٰ کیا کہ آیت الحول جو مؤخر ہے منسوخ نہیں چونکہ منسوخ آیت تو ناسخ آیت سے پہلے ہوتی ہے جبکہ جمہور اس پر متفق ہیں کہ آیت الحول منسوخ ہے اور آیت تربص اس کے لیے ناسخ ہے۔ پہلے عورت بیوگی کی عدت ایک سال گزارا کرتی تھی۔ اس کے بعد آیت تربص نازل ہوئی اور بجائے سال کے چار مہینے اور دس دن کو عدت مقرر کیا گیا۔

مذکورہ آیات کے سلسلہ میں قول حضرت مجاہدؒ اور قول حضرت عطاءؒ

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک قول حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کا نقل کیا اور ایک قول حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ کا یہ دونوں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں۔ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کہا کہ "وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ" کا چار ماہ دس دن کی عدت سے کوئی تعلق نہیں۔ آیت الحول نازل ہونے کے بعد چار ماہ دس دن کی عدت اسی طرح واجب ہے جس طرح پہلے واجب تھی۔ آیت الحول میں شوہروں کو اس کا پابند کیا گیا ہے کہ

وہ بیویوں کے لیے مزید سات ماہ بیس دن کی وصیت کریں تاکہ متاع اور سکنی کے لیے سال پورا ہو جائے اور بیویوں کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ اس وصیت کے مطابق بیت زوج میں رہنا پسند کریں تو رہیں اور اگر رہنا پسند نہ کریں تو نہ رہیں۔

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آیت الحول کے نازل ہونے سے چار ماہ دس دن کی عدت کا حکم اپنی جگہ باقی ہے۔ البتہ آیت الحول کے نازل ہونے سے سکونت فی الزوج کا حکم منسوخ ہو گیا۔ اب نہ چار ماہ دس دن کی عدت میں شوہر کے گھر میں رہنا ضروری ہے اور نہ مدت وصیت میں بیت زوج میں سکونت اختیار کرنا ضروری ہے۔

بیوہ عورت کے نفقہ اور سکنی کا حکم

احناف کے نزدیک بیوہ کے لیے نہ نفقہ ہے نہ سکنی حاملہ ہو یا غیر حاملہ۔ علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "والاصح عندنا وجوب السکنی" معلوم ہوا شوافع کے ہاں نفقہ تو واجب نہیں خواہ حاملہ ہو یا غیر حاملہ البتہ سکنی واجب ہے۔

حنابلہ کے ہاں اگر وہ غیر حاملہ ہے تو نہ نفقہ ہے نہ سکنی اور اگر حاملہ ہو تو دو روایتیں ہیں۔ ایک روایت میں حاملہ کے لیے نفقہ اور سکنی نہیں اور دوسری روایت کے مطابق حاملہ کے لیے نفقہ اور سکنی ہے۔

مالکیہ کے نزدیک بیوہ عورت کے لیے نفقہ نہیں حاملہ ہو یا غیر حاملہ البتہ سکنی اس صورت میں ہے جب گھر زوج کی ملکیت ہو یا کرایہ کا ہو اور شوہر نے وفات سے قبل کرایہ ادا کر دیا ہو ورنہ نہیں۔

← حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا شِبْلٌ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ (وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا) قَالَ كَانَتْ هَذِهِ الْعِدَّةُ تَعْتَدُّ عِنْدَ أَهْلِ زَوْجِهَا وَاجِبٌ ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ (وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لِأَزْوَاجِهِمْ مَتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَعْرُوفٍ) قَالَ جَعَلَ اللَّهُ لَهَا تَمَامَ السَّنَةِ سَبْعَةَ أَشْهُرٍ وَعِشْرِينَ لَيْلَةً وَصِيَّةً ، إِنْ شَاءَتْ سَكَنَتْ فِي وَصِيَّتِهَا ، وَإِنْ شَاءَتْ خَرَجَتْ ، وَهُوَ قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى (غَيْرَ إِخْرَاجٍ فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ) فَالْعِدَّةُ كَمَا هِيَ وَاجِبٌ عَلَيْهَا زَعَمَ ذَلِكَ عَنْ مُجَاهِدٍ وَقَالَ عَطَاءٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَسَخَتْ هَذِهِ الْآيَةُ عِدَّتَهَا عِنْدَ أَهْلِهَا ، فَتَعْتَدُّ حَيْثُ شَاءَتْ ، وَهُوَ قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى (غَيْرَ إِخْرَاجٍ) قَالَ عَطَاءٌ إِنْ شَاءَتِ اعْتَدَّتْ عِنْدَ أَهْلِهِ وَسَكَنَتْ فِي وَصِيَّتِهَا ، وَإِنْ شَاءَتْ خَرَجَتْ لِقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى (فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ) قَالَ عَطَاءٌ ثُمَّ جَاءَ الْمِيرَاثُ فَنَسَخَ السُّكْنَى فَتَعْتَدُّ حَيْثُ شَاءَتْ ، وَلَا سُكْنَى لَهَا وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ بِهَذَا وَعَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَسَخَتْ هَذِهِ الْآيَةُ عِدَّتَهَا فِي أَهْلِهَا ، فَتَعْتَدُّ حَيْثُ شَاءَتْ لِقَوْلِ اللَّهِ (غَيْرَ إِخْرَاجٍ) نَحْوَهُ

ترجمہ۔ ہم سے اسحاق نے حدیث بیان کی، ان سے روح نے حدیث بیان کی، ان سے شبل نے حدیث بیان کی، ان سے ابن ابی نجیح نے اور ان سے مجاہد نے آیت "اور تم میں سے جو لوگ وفات پا جاتے ہیں اور بیویاں چھوڑ جاتے ہیں" کے بارے میں فرمایا کہ یہ (یعنی چار مہینے دس دن کی) عدت تھی۔ جو شوہر کے گھر عورت کو گزارنی ضروری تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی "اور جو لوگ تم میں سے وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں (ان پر لازم ہے) اپنی بیویوں کے حق میں نفع اٹھانے کی وصیت (کر جانے) کی کہ وہ ایک سال تک گھر سے نکالی نہ جائیں۔ لیکن اگر (خود) نکل جائیں تو کوئی گناہ

تم پر نہیں۔ اس باب میں جسے وہ (بیویاں) شرافت کے ساتھ کریں۔'' فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے عورت کے لئے سات مہینے اور بیس دن وصیت کے قرار دیئے کہ اگر وہ اس مدت میں چاہے تو اپنے لئے وصیت کے مطابق (شوہر کے گھر میں ہی) ٹھہرے اور اگر چاہے تو کہیں اور چلی جائے کہ اگر ایسی عورت کہیں اور چلی جائے تو تمہارے حق میں کوئی مضائقہ نہیں۔ پس عدت کے ایام تو وہ ہیں جنہیں گزارنا اس پر ضروری ہے (یعنی چار مہینے دس دن) شبل نے مجاہد کے واسطہ سے اسے بیان کیا اور عطاء نے بیان کیا، ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس آیت نے عورت کے لئے صرف شوہر کے گھر میں عدت گزارنے کے حکم کو منسوخ قرار دے دیا۔ گویا اب جہاں چاہے عدت گزار سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں اسی کے متعلق بتایا گیا ہے کہ'' (گھر سے) نکالی نہ جائیں'' (لیکن اگر خود نکل جائیں تو کوئی گناہ نہیں) عطاء نے فرمایا کہ اگر عورت چاہے تو عدت شوہر کے گھر میں گزارے اور اس کے حق میں جو وصیت ہے اس کے مطابق وہیں قیام کرے اور اگر وہ چاہے تو دوسری جگہ بھی گزار سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد'' تو کوئی گناہ تم پر نہیں، اس باب میں جسے وہ بیویاں شرافت کے ساتھ کریں'' کی وجہ سے۔ عطاء نے فرمایا کہ پھر میراث کا حکم نازل ہوا۔ اور اس نے (عورت کے لئے) سکنی کے حق کو منسوخ قرار دیا۔ اب عورت جہاں چاہے عدت گزار سکتی ہے، اسے سکنی دینا ضروری نہیں، اور محمد بن یوسف نے روایت کی، ان سے ورقاء نے حدیث بیان کی، ان سے ابن ابی نجیح نے اور ان سے مجاہد نے یہی روایت۔ اور ابن ابی نجیح سے روایت ہے۔ ان سے عطاء نے بیان کیا اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس آیت نے صرف شوہر کے گھر میں عدت کے حکم کو منسوخ قرار دیا ہے، اب وہ جہاں چاہے عدت گزار سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد'' غیر اخراج'' وغیرہ کی روشنی میں۔

تشریح حدیث

اس حدیث میں آیت تربص کو نقل کرنے کے بعد کہا ہے'' **قال كانت هذه العدة تعتد عند اهل زوجها واجب** '' اس سے عدت وفات چار ماہ دس دن مراد ہیں اور مطلب یہ ہے کہ آیت الحول کے نزول کے بعد اس عدت میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ یہ عدت آیت الحول کے بعد بھی اسی طرح واجب ہے جیسے پہلے تھی۔ البتہ آیت الحول میں ازواج کو وصیت کا حکم دیا گیا ہے اور عورتوں کو وصیت کے مطابق عمل کرنے اور عمل نہ کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔

آگے پھر کہا ہے'' **فالعدة كما هي واجب عليها** '' یہاں بھی وہی چار ماہ دس دن کی عدت کا وجوب مراد ہے۔

'' **زَعَمَ ذلک عن مجاهد** '' یعنی ابن ابی نجیح نے مجاہد سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

آگے عطاء رحمۃ اللہ علیہ کا قول مذکور ہے جس کی تشریح ہو چکی ہے۔

پھر '' **وعن محمد بن يوسف قال حدثنا ورقاء عن ابن ابی نجيح عن مجاهد بهذا** '' سے مجاہد کا مذکورہ قول دوسری سند سے بیان کیا ہے۔

پھر '' **عن ابن ابی نجيح عن عطاء عن ابن عباس قال نسخت هذه الاية عدتها في اهلها فتعتد حيث شاء ت** '' سے ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ آیت الحول سے آیت التربص منسوخ ہو گئی ہے لیکن عدت منسوخ نہیں ہوئی۔ البتہ بیت زوج کا لزوم ختم ہو گیا اس لیے جہاں چاہے وہ عدت گزارے۔

حَدَّثَنَا حِبَّانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ جَلَسْتُ إِلَى مَجْلِسٍ فِيهِ عُظْمٌ مِنَ الْأَنْصَارِ وَفِيهِمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى ، فَذَكَرْتُ حَدِيثَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ فِي شَأْنِ سُبَيْعَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَلٰكِنَّ عَمَّهُ كَانَ لَا يَقُولُ ذٰلِكَ فَقُلْتُ إِنِّي لَجَرِيءٌ إِنْ كَذَبْتُ عَلَى رَجُلٍ فِي جَانِبِ الْكُوفَةِ وَرَفَعَ صَوْتَهُ ، قَالَ ثُمَّ خَرَجْتُ فَلَقِيتُ مَالِكَ بْنَ عَامِرٍ أَوْ مَالِكَ بْنَ عَوْفٍ قُلْتُ كَيْفَ كَانَ قَوْلُ ابْنِ مَسْعُودٍ فِي الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا وَهِيَ حَامِلٌ فَقَالَ قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ أَتَجْعَلُونَ عَلَيْهَا التَّغْلِيظَ ، وَلَا تَجْعَلُونَ لَهَا الرُّخْصَةَ لَنَزَلَتْ سُورَةُ النِّسَاءِ الْقُصْرَى بَعْدَ الطُّولَى وَقَالَ أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ لَقِيتُ أَبَا عَطِيَّةَ مَالِكَ بْنَ عَامِرٍ

ترجمہ۔ ہم سے حبان نے حدیث بیان کی ان سے عبداللہ نے حدیث بیان کی، انہیں عبداللہ بن عون نے خبر دی، ان سے محمد بن سیرین نے بیان کیا کہ میں انصار کی ایک مجلس میں حاضر ہوا۔ اکابر انصار اس مجلس میں موجود تھے۔ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ بھی تشریف رکھتے تھے، میں نے وہاں سبیعہ بنت حارث کے معاملے سے متعلق عبداللہ بن عتبہ کی حدیث کا ذکر کیا۔ عبدالرحمٰن نے فرمایا لیکن ان کے چچا (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) ایسا نہیں کہتے تھے (محمد بن سیرین نے بیان کیا) میں نے کہا کہ پھر تو میں نے ایک ایسے بزرگ کے متعلق جھوٹ بولنے میں جرأت کی ہے جو کوفہ میں ابھی موجود ہیں، ان کی آواز بلند ہوگئی تھی۔ بیان کیا کہ پھر جب میں اس مجلس سے اٹھا تو راستے میں مالک بن عامر یا (راوی کو شبہ تھا) مالک بن عوف سے ملاقات ہوگئی۔ میں نے ان سے پوچھا کہ جس عورت کے شوہر کا انتقال ہو جائے اور وہ حمل سے ہو تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس کے متعلق کیا فرماتے تھے انہوں نے بیان کیا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ تم لوگ اس پر سختی کے متعلق کیوں سوچتے ہو؟ اسے رخصت کیوں نہیں دیتے۔ سورۂ نساء قصریٰ (سورۂ طلاق) طولیٰ (بقرہ) کے بعد نازل ہوئی ہے اور ایوب نے بیان کیا، ان سے محمد نے کہ میں ابو عطیہ مالک بن عامر سے ملا۔ (بغیر شک)۔

تشریح حدیث

حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں کوفہ میں ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا جس میں انصار کے بڑے لوگ بھی تھے۔ ان میں عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ بھی تھے تو میں نے سبیعہ بنت الحارث کے متعلق عبداللہ بن عتبہ کی حدیث نقل کی۔

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ سبیعہ بنت الحارث کا شوہر انتقال کر گیا اور یہ حاملہ تھیں۔ ابھی چار ماہ دس دن گزرنے نہیں پائے تھے کہ یہ حمل سے فارغ ہوگئیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی عدت کے متعلق دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وضع حمل سے عدت ختم ہوگئی۔

یہ حدیث سن کر عبدالرحمٰن ابن ابی لیلیٰ نے کہا کہ تم عبداللہ بن عتبہ بن مسعود کے حوالہ سے حدیث نقل کر رہے ہو حالانکہ ان کے چچا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تو اس بات کے قائل نہیں کیونکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ابعد الاجلین کے قائل تھے۔ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کا مطلب یہ ہے کہ عبداللہ بن عتبہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بھتیجے بھی ہیں اور شاگرد بھی ہیں وہ اپنے استاذ کے خلاف کیسے کہہ سکتے ہیں۔ گویا عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے ابن سیرین کی

حدیث کی سند پر ایک طرح سے اپنی بے اطمینانی کا اظہار کیا۔
اس پر ابن سیرین نے فرمایا اگر میں نے ایک ایسے شخص پر جھوٹ بولا جو شہر کوفہ میں موجود ہے تب تو میں بڑا دلیر ہوں۔
مطلب یہ ہے کہ عبداللہ بن عتبہ کوفہ میں موجود ہیں اور ان کے حوالے سے حدیث بیان کر رہا ہوں تو میں ان پر جھوٹ اور ان کی طرف حدیث کی غلط نسبت کیسے کر سکتا ہوں۔

فلقیتُ مالک بن عامر او مالک بن عوف

حضرت ابن سیرین اس مجلس سے اُٹھ گئے۔ فرماتے ہیں پھر میں مالک بن عامر سے ملا۔ یہاں راوی کو مالک بن عامر اور مالک بن عوف کے بارے میں شک ہے۔ صحیح مالک بن عامر ہے جیسا کہ آگے ایوب کی تعلیق میں تصریح ہے۔ چونکہ مالک بن عامر بھی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں اس لیے مزید اطمینان حاصل کرنے کے لیے ابن سیرین نے ان سے پوچھا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا اس عورت کے متعلق کیا قول ہے جس کے شوہر کا انتقال ہو جائے اور وہ حاملہ ہو۔
مالک بن عامر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا "اتجعلون علیها التغلیظ ...... ولا تجعلون لها الرخصة" یعنی تم اس بیوہ پر سختی تو کرتے ہو (کہ مدت حمل اگر چار ماہ دس دن سے بڑھ جائے تب بھی عورت کے لیے یہ حکم ہے کہ وضع حمل سے پہلے اس کی عدت پوری نہیں ہوگی چاہے مدت حمل نو ماہ تک طویل ہو جائے) اور اس کو رخصت نہیں دیتے (کہ اگر وضع حمل چار ماہ دس دن سے کم عرصہ میں ہو جائے تو اب وضع حمل سے اس کی عدت کو نہیں مانتے)
مطلب یہ ہے کہ وضع حمل کی مدت طویل ہونے کی صورت میں جب عورت کو انتظار کا حکم تم دیتے ہو تو وضع حمل کے مختصر ہونے کی صورت میں اسے تخفیف کا حق بھی ملنا چاہیے۔ پھر فرمایا سورۃ نساء قصریٰ (یعنی سورۃ طلاق) سورۃ طولیٰ (یعنی سورۃ بقرہ) کے بعد نازل ہوئی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ سورۃ طلاق کی آیت "وَ اُولاتُ الاحمالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ" بعد میں نازل ہوئی۔ اس آیت نے سورۃ بقرہ کی آیت "وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا" میں تخصیص کر دی ہے۔
سورۃ بقرہ کی آیت کا حکم اب صرف غیر حاملہ کیلئے ہے اب تین صورتیں نکلیں گی۔
۱۔ ایک صورت یہ ہے کہ عورت بیوہ ہو حاملہ نہ ہو اس کی عدت چار ماہ دس دن ہے۔
۲۔ دوسری صورت یہ ہے کہ عورت حاملہ ہو مطلقہ ہو اور بیوہ نہ ہو اس کی عدت وضع حمل ہے۔
۳۔ تیسری صورت یہ ہے کہ عورت بیوہ ہو حاملہ ہو اس میں اختلاف ہے کہ اس کی عدت ابعد الاجلین ہے یا وضع حمل ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے "تعتد بابعد الاجلین"
عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے یہی قول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف بھی منسوب کیا ہے لیکن یہ نسبت صحیح نہیں ہے۔
جمہور علماء فرماتے ہیں کہ اس کی عدت وضع حمل ہے۔ مالک بن عامر نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی یہی نقل کیا ہے۔

باب حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلاةِ الْوُسْطَى

۱۔حضرت انس، حضرت جابر رضی اللہ عنہم، عکرمہ اور مجاہد کی رائے یہ ہے کہ صلوۃ الوسطیٰ سے صلوۃ فجر مراد ہے۔امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی قول ہے۔

چونکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قنوت فجر میں ہی ہوتا ہے اس لیے انہوں نے آیت کے آخری حصہ ''وقوموا لِلّٰہ قانتین'' کو اس بات پر قرینہ بنایا کہ صلوٰۃ وسطیٰ کا مصداق صلاۃ فجر ہے۔

۲۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت زید بن ثابت اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ اس سے نماز ظہر مراد ہے۔امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت یہی ہے۔

۳۔حضرت معاذ بن جبل اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ اس سے تمام نمازیں مراد ہیں۔یہ حضرات کہتے ہیں ''حٰفِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ'' میں فرائض، سنن اور نوافل سب شامل ہیں۔''وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی'' کہہ کر فرائض پنج وقتہ کی تاکید کی ہے۔علامہ ابن البر نے اسی قول کو اختیار کیا ہے۔

۴۔جمہور کی رائے یہ ہے کہ اس سے نماز عصر مراد ہے۔یہی قول حنفیہ اور حنابلہ کا ہے اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''ھو قول اکثر علماء الصحابۃ'' حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ صلاۃ وسطیٰ امم سابقہ پر پیش کی گئی تھی۔انہوں نے اس کو ضائع کر دیا اس لیے اس اُمت کو خصوصی طور پر اس کی محافظت کی تاکید کی گئی ہے۔امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے مطابق اس پر دوہرا اجر ملتا ہے۔

حدیث الباب سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک 'صلوۃ الوسطیٰ' سے مراد نماز عصر ہے۔امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے آگے سورۃ رحمٰن کی تفسیر میں اس کی وضاحت کروی ہے۔فرماتے ہیں ''فِيهِمَا فَاكِهَةٌ وَنَخْلٌ وَرُمَّانٌ قال بعضهم ليس الرمان والنخل بالفاكهة واما العرب فانها تعدهما فاكهة كقوله عزوجل حافظوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الوسطى فامرهم بالمحافظة على كل صلوٰة ثم اعاد العصر تشديدًا لها كما اعيد النخل و الرمان'' ۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ حَبَسُونَا عَنْ صَلَاةِ الْوُسْطَى حَتَّى غَابَتِ الشَّمْسُ مَلَأَ اللَّهُ قُبُورَهُمْ وَبُيُوتَهُمْ أَوْ أَجْوَافَهُمْ شَكَّ يَحْيَى نَارًا

ترجمہ۔ہم سے عبداللہ بن محمد نے حدیث بیان کی،ان سے یزید نے حدیث بیان کی،ان سے ہشام نے حدیث بیان کی،ان سے محمد نے،ان سے عبیدہ نے اور ان سے علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھ سے عبدالرحمٰن نے حدیث بیان کی،ان سے یحییٰ بن سعید نے حدیث بیان کی،ان سے ہشام نے بیان کیا کہ مجھ سے محمد

بن سیرین نے حدیث بیان کی، ان سے عبیدہ نے اور ان سے علی رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خندق کے موقعہ پر فرمایا تھا، ان کفار نے ہمیں صلوۃ وسطی (درمیانی نماز) نہیں پڑھنے دی اور سورج غروب ہو گیا خدا ان کی قبروں اور گھروں کی یا ان کے پیٹوں کو، یحیی کو شک تھا آگ سے بھر دے۔

باب وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ مُطِيعِينَ

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے قانتین کی تفسیر مطیعین سے کی ہے۔ یہ تفسیر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کمال طاعت یہ ہے کہ انسان ہر ایسی چیز سے رُک جائے جو قرب وحضور میں حائل ہو اور کلام بھی چونکہ قرب وحضور میں مخل ہوتا ہے اس لیے آیت کریمہ سے کلام فی الصلوۃ کی ممانعت معلوم ہوتی ہے اس لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے وہ روایت ذکر کی ہے جس میں کلام فی الصلوۃ سے منع کیا گیا ہے۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ شُبَيْلٍ عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ كُنَّا نَتَكَلَّمُ فِي الصَّلَاةِ يُكَلِّمُ أَحَدُنَا أَخَاهُ فِي حَاجَتِهِ حَتَّى نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ (حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ) فَأُمِرْنَا بِالسُّكُوتِ

ترجمہ۔ ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی، ان سے یحییٰ نے حدیث بیان کی ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے، ان سے حارث بن شبیل نے، ان سے عمرو شیبانی نے اور ان سے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (ابتداء اسلام میں) ہم نماز پڑھتے ہوئے بات بھی کرلیا کرتے تھے، کوئی بھی شخص اپنے دوسرے بھائی سے اپنی کسی ضرورت کے لئے کہہ لیتا تھا، یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ "سب ہی نمازوں کی پابندی رکھو اور خصوصا درمیانی نماز کی، اور اللہ کے سامنے عاجزوں کی طرح کھڑے رہا کرو" اس آیت کے ذریعہ ہمیں خاموش رہنے کا حکم دیا گیا۔

باب قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا

فَإِذَا أَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ) وَقَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ (كُرْسِيُّهُ) عِلْمُهُ يُقَالُ (بَسْطَةً) زِيَادَةً وَفَضْلًا (أَفْرِغْ) أَنْزِلْ (وَلَا يَئُودُهُ) لَا يُثْقِلُهُ آدَنِي أَثْقَلَنِي وَالْآدُ وَالْأَيْدُ الْقُوَّةُ، السِّنَةُ نُعَاسٌ (يَتَسَنَّهْ) يَتَغَيَّرْ (فَبُهِتَ) ذَهَبَتْ حُجَّتُهُ (خَاوِيَةٌ) لَا أَنِيسَ فِيهَا عُرُوشُهَا أَبْنِيَتُهَا نُنْشِرُهَا نُخْرِجُهَا (إِعْصَارٌ) رِيحٌ عَاصِفٌ تَهُبُّ مِنَ الْأَرْضِ إِلَى السَّمَاءِ كَعَمُودٍ فِيهِ نَارٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (صَلْدًا) لَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ وَقَالَ عِكْرِمَةُ (وَابِلٌ) مَطَرٌ شَدِيدٌ الطَّلُّ النَّدَى، وَهَذَا مَثَلُ عَمَلِ الْمُؤْمِنِ (يَتَسَنَّهْ) يَتَغَيَّرْ

"ابن جبیر نے فرمایا کہ (قرآن مجید میں) کرسیہ سے مراد اللہ تعالیٰ کا علم ہے۔ بسطة ای زیادة و فضلا افرغ بمعنی انزل۔ ولا یؤدہ ای لایثقلہ۔ ادنی ای اثقلنی۔ اد اور اید۔ قوت کے معنی میں ہیں۔ السنة یعنی اونگھ (نوم) یتسنہ بمعنی یتغیر. فبہت یعنی اس کے پاس کوئی دلیل نہ رہی۔ خاویۃ جہاں کوئی انیس وغم خوار نہ ہو۔ عروشہا یعنی

ابنیتھا۔ السنۃ بمعنی اونگھ۔ ننشزھا بمعنی نخرجھا۔ عصار۔ ایسی تیز ہوا جو زمین سے آسمان کی طرف ستون کی طرح اٹھتی ہے اور اس میں آگ ہوتی ہے۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صلدا ایسی مٹی جس پر کچھ اگا ہوا نہ ہو اور عکرمہ نے فرمایا کہ وابل مطر شدید کو کہتے ہیں۔ طل بمعنی شبنم اور یہ مومن کے عمل کی مثال ہے یتسنہ بمعنی یتغیر۔

تشریح کلمات　　"قال ابن جبیر: کرسیہٗ علمہٗ"

یعنی سورۃ بقرہ کی آیت "وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالارضَ" میں کرسی سے مراد علم ہے۔ علامہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس طرح کرسی پر صاحب کرسی اعتماد کر کے بیٹھتا ہے اسی طرح عالم اپنے علم پر اعتماد کر کے مسائل بیان کرتا ہے تو اعتماد علم اور کرسی دونوں میں قدر مشترک ہے۔ اس بناء پر کرسی کہہ کر علم مراد لیا ہے۔

یُقال بَسْطَۃً زیادۃ وفضلاً

سورۃ بقرہ کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے "اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ" فرمایا یہاں "بَسْطَةً" کے معنی فضیلت اور زیادتی کے ہیں۔

اَفْرِغْ اَنْزِلْ

یعنی آیت کریمہ "وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ قَالُوْا رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا" میں افرغ انزل کے معنی میں ہے۔

وَلَا يَئُوْدُهٗ: لَا يُثْقِلُهٗ

یعنی آیت الکرسی میں "وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا" کے معنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو آسمان اور زمین کی حفاظت بھاری معلوم نہیں ہوتی۔ "آدیؤد" (بروزن قال یقول) کے معنی بوجھل کرنے اور تھکا دینے کے آتے ہیں۔

اس معنی کی وضاحت کرتے ہوئے آگے فرمایا: "اٰدنی اثقلنی" یعنی اس نے مجھے تھکا دیا یا بوجھل کر دیا۔

آگے کہا "وَالْاَدُ وَالْاَيْدُ الْقُوَّةُ" یعنی اداور اید قوت کے معنی میں ہیں۔

"اَلسِّنَةُ النُّعَاسُ" یعنی آیت الکرسی میں "لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ" کے جملہ میں "سِنَةٌ" کے معنی اونگھ کے ہیں۔

"يَتَسَنَّهْ يَتَغَيَّرْ" سورۃ بقرہ میں ہے "فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ" فرمایا کہ "یتسنہ" کے معنی متغیر ہونے اور تبدیل ہونے کے ہیں۔

"فَبُهِتَ ذَهَبَتْ حُجَّتُهٗ"

"فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ" مطلب یہ کہ اس کافر کے پاس کوئی دلیل نہ تھی۔

خَاوِيَةٌ: لا انیس فیھا عُرُوْشُهَا اَبْنِيَتُهَا

آیت قرآنی ہے "اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا" اس آیت میں "خَاوِيَةٌ" کے معنی ہیں جہاں کوئی مونس اور غم خوار نہ ہو خالی ہو۔ اور اسی آیت میں عروش کے معنی ہیں چھتیں، بنیادیں۔

نُنْشِزُهَا: نُخْرِجُهَا

آیت ہے "وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا" اس میں "نُنْشِزُ: نُخْرِجُ" کے معنی میں ہے یعنی ہڈیوں کی طرف دیکھئے کہ ہم انہیں کس طرح ابھار کر جوڑ دیتے ہیں۔

اِعْصَارٌ: رِيحٌ عَاصِفٌ تَهُبُّ مِنَ الْاَرْضِ اِلَى السَّمَاءِ كَعَمُوْدٍ فِيْهِ نَارٌ

آیت ہے "وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَاءُ فَاَصَابَهَا اِعْصَارٌ" اعصار کی تشریح فرمارہے ہیں کہ ایسی تیز ہوا جو زمین سے آسمان کی طرف چلتی ہے ستون کی طرح جس میں آگ ہو۔

قال ابن عباس: صَلْدًا: لَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ

آیت ہے "كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا" (جیسے ایک چکنا پتھر جس پر کچھ مٹی پڑی ہو پھر اس پر زور کی بارش پڑ جائے پس اس کو صاف کردے)

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صلدا کے معنی ہیں جس پر کچھ بھی نہ ہو بالکل صاف ہو۔

وقال عكرمه وَابِلٌ مَطَرٌ شديدٌ ...... اَلطَّلُّ: الندى

قرآن میں ہے "فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ" حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "وابل" کے معنی ہیں "مَطَرٌ شَدِيْدٌ" یعنی شدید بارش۔ طل کے معنی ہیں ہلکی بارش یا شبنم۔

وَهٰذَا مِثْلُ عمل المؤمن

قرآن پاک کی اس آیت میں مؤمن کے عمل کی ایک مثال بیان کی گئی ہے یعنی اس آیت میں "وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ ...... الخ" مقصد یہ ہے کہ اخلاص کے ساتھ مؤمن زیادہ نہ بھی خرچ کرے تب بھی اس کو زیادہ اجر ملے گا۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رضی الله عنهما كَانَ إِذَا سُئِلَ عَنْ صَلَاةِ الْخَوْفِ قَالَ يَتَقَدَّمُ الْإِمَامُ وَطَائِفَةٌ مِنَ النَّاسِ فَيُصَلِّي بِهِمُ الْإِمَامُ رَكْعَةً، وَتَكُوْنُ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْعَدُوِّ لَمْ يُصَلُّوْا، فَإِذَا صَلَّوُا الَّذِيْنَ مَعَهُ رَكْعَةً اسْتَأْخَرُوْا مَكَانَ الَّذِيْنَ لَمْ يُصَلُّوْا وَلَا يُسَلِّمُوْنَ، وَيَتَقَدَّمُ الَّذِيْنَ لَمْ يُصَلُّوْا فَيُصَلُّوْنَ مَعَهُ رَكْعَةً، ثُمَّ يَنْصَرِفُ الْإِمَامُ وَقَدْ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، فَيَقُوْمُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنَ الطَّائِفَتَيْنِ فَيُصَلُّوْنَ لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً بَعْدَ أَنْ يَنْصَرِفَ الْإِمَامُ، فَيَكُوْنُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنَ الطَّائِفَتَيْنِ قَدْ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، فَإِنْ كَانَ خَوْفٌ هُوَ أَشَدَّ مِنْ ذٰلِكَ صَلَّوْا رِجَالًا، قِيَامًا عَلَى أَقْدَامِهِمْ، أَوْ رُكْبَانًا مُسْتَقْبِلِي الْقِبْلَةِ أَوْ غَيْرَ مُسْتَقْبِلِيْهَا قَالَ مَالِكٌ قَالَ نَافِعٌ لَا أُرَى عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ ذَكَرَ ذٰلِكَ إِلَّا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی، ان سے مالک نے حدیث بیان کی، ان سے نافع نے کہ جب

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے نماز خوف کے متعلق پوچھا جاتا تو آپ فرماتے کہ امام، مسلمانوں کی ایک جماعت کو لے کر خود آگے بڑھے اور انہیں ایک رکعت نماز پڑھائے۔ اس دوران میں مسلمانوں کی دوسری جماعت ان کے اور دشمن کے درمیان میں رہے۔ یہ لوگ نماز میں ابھی شریک نہ ہوں گے۔ پھر جب امام ان لوگوں کو ایک رکعت پڑھا چکے جو پہلے اس کے ساتھ تھے تو اب یہ لوگ پیچھے ہٹ جائیں گے اور ان کی جگہ لے لیں گے جنہوں نے اب تک نماز نہیں پڑھی ہے لیکن یہ لوگ سلام نہیں پھیریں گے۔ اب وہ لوگ آگے بڑھیں گے جنہوں نے نماز نہیں پڑھی ہے اور امام انہیں بھی ایک رکعت نماز پڑھائے گا اب امام دو رکعت پڑھ چکنے کے بعد نماز سے فارغ ہو چکا (اگر فرض صرف دو رکعت نماز تھی) پھر دونوں جماعتیں (جنہوں نے الگ الگ امام کے ساتھ ایک ایک رکعت نماز پڑھی تھی) اپنی بقیہ ایک ایک رکعت ادا کریں گی۔ جب کہ امام اپنی نماز سے فارغ ہو چکا ہے۔ اس طرح دونوں جماعتوں کی دو، دو رکعت پوری ہو جائیں گی۔ لیکن اگر خوف اس سے بھی زیادہ ہے (اور مذکورہ صورت بھی ممکن نہیں) تو ہر شخص تنہا نماز پڑھ لے، پیدل ہو یا سوار۔ قبلہ کی طرف رخ ہو یا نہ ہو۔ مالک نے بیان کیا، ان سے نافع نے کہ ظاہر ہے، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے یہ تفصیلات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر ہی بیان کی ہوں گی۔

باب وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا

یہاں اشکال ہوتا ہے کہ اس آیت پر ترجمہ تو قائم ہو چکا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے دوبارہ ترجمہ کیوں قائم کیا؟ کہا جائے گا کہ پہلا ترجمہ آیت ناسخہ پر تھا اور یہاں آیت منسوخہ پر لہٰذا تکرار نہیں۔

← حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ الْأَسْوَدِ وَيَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ الشَّهِيدِ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ قُلْتُ لِعُثْمَانَ هَذِهِ الْآيَةُ الَّتِي فِي الْبَقَرَةِ (وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا) إِلَى قَوْلِهِ (غَيْرَ إِخْرَاجٍ) قَدْ نَسَخَتْهَا الْأُخْرَى، فَلِمَ تَكْتُبُهَا قَالَ تَدَعُهَا يَا ابْنَ أَخِي لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْهُ مِنْ مَكَانِهِ قَالَ حُمَيْدٌ أَوْ نَحْوَ هَذَا

ترجمہ۔ مجھ سے عبداللہ بن ابی اسود نے حدیث بیان کی، ان سے حمید ابن اسود اور یزید بن زریع نے حدیث بیان کی، کہا کہ ہم سے حبیب بن شہید نے حدیث بیان کی، ان سے ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ سورۂ بقرہ کی آیت یعنی "جو لوگ تم میں سے وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں۔" اللہ تعالیٰ کے ارشاد "غیر اخراج" تک کو دوسری آیت نے منسوخ کر دیا ہے۔ اس لئے آپ اسے مصحف میں نہ لکھیں۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیٹے! یہ آیت مصحف میں ہی رہے گی، میں کسی حرف کو اس کی جگہ سے نہیں ہٹا سکتا۔ حمید نے بیان کیا کہ یا آپ نے اسی طرح کے الفاظ کہے۔

باب وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَىٰ

جب یہ آیت نازل ہوئی تو بعض صحابہ نے کہا "شک ابراهیم ولم یشک نبینا" تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کہا "نحن احق بالشک من ابراهیم"

علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں اشکال کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کس طرح شک کیا

حالانکہ وہ اللہ کے جلیل القدر پیغمبر تھے؟

پھر خود ہی جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول "ونحن احق بالشک من ابراهیم" کا مطلب یہ ہے کہ شک تو ہمیں ہونا چاہیے تھا لیکن ہمیں شک نہیں ہوا۔ لہٰذا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بطریق اولیٰ شک نہیں ہوا۔ حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم افضل الانبیاء ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ جملہ تواضعاً فرمایا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب اللہ جل شانہ کی صفتِ احیاء میں شک نہیں تھا تو پھر آپ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیوں کیا؟ "رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی"

ا۔ بعض حضرات نے کہا کہ اللہ جل شانہ کی صفتِ احیاء میں اور احیاء پر قادر ہونے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہرگز کوئی شک نہیں تھا بلکہ احیاء کی کیفیت دیکھنے کا شوق تھا کہ اللہ کس طرح زندگی عطا کرتا ہے اس کیفیت کا مشاہدہ کرنا چاہتے تھے اس لیے اللہ سے سوال کیا۔

۲۔ بعض نے کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو علم الیقین تھا وہ عین الیقین چاہتے تھے۔

← حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَسَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم نَحْنُ أَحَقُّ بِالشَّكِّ مِنْ إِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ (رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَى قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلَى وَلَكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي)

ترجمہ۔ ہم سے احمد بن صالح نے حدیث بیان کی، ان سے ابن وہب نے حدیث بیان کی، انہیں یونس نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے انہیں ابوسلمہ اور سعید نے، ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، شک کرنے کا تو ہمیں ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ حق ہے۔ جب انہوں نے عرض کیا تھا کہ "اے میرے پروردگار! مجھے دکھا دے کہ تو مردوں کو کس طرح زندہ کرے گا؟ ارشاد ہوا کہ، کیا آپ کو یقین نہیں ہے؟ عرض کی ضرور ہے لیکن یہ درخواست اس لئے ہے کہ قلب کو اور اطمینان ہو جائے۔"

باب قَوْلِهِ أَيَوَدُّ أَحَدُكُمْ أَنْ تَكُونَ لَهُ جَنَّةٌ إِلَى قَوْلِهِ تَتَفَكَّرُونَ

← حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ وَسَمِعْتُ أَخَاهُ أَبَا بَكْرِ بْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ رضی الله عنه يَوْمًا لأَصْحَابِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم فِيمَ تَرَوْنَ هَذِهِ الآيَةَ نَزَلَتْ (أَيَوَدُّ أَحَدُكُمْ أَنْ تَكُونَ لَهُ جَنَّةٌ) قَالُوا اللَّهُ أَعْلَمُ فَغَضِبَ عُمَرُ فَقَالَ قُولُوا نَعْلَمُ أَوْ لاَ نَعْلَمُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِي نَفْسِي مِنْهَا شَيْءٌ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ عُمَرُ يَا ابْنَ أَخِي قُلْ وَلاَ تَحْقِرْ نَفْسَكَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ضُرِبَتْ مَثَلاً لِعَمَلٍ قَالَ عُمَرُ أَيُّ عَمَلٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِعَمَلٍ قَالَ عُمَرُ لِرَجُلٍ غَنِيٍّ يَعْمَلُ بِطَاعَةِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ ، ثُمَّ بَعَثَ اللَّهُ لَهُ الشَّيْطَانَ فَعَمِلَ بِالْمَعَاصِي حَتَّى أَغْرَقَ أَعْمَالَهُ (فَصُرْهُنَّ) قَطِّعْهُنَّ

ترجمہ۔ ہم سے ابراہیم نے حدیث بیان کی، انہیں ہشام نے خبر دی، انہیں ابن جریج نے، انہوں نے عبداللہ بن

ابی ملیکہ سے سنا، وہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے حدیث بیان کرتے تھے کہ آپ نے فرمایا (ابن جریج نے کہا) اور میں نے ان کے بھائی ابوبکر بن ابی ملیکہ سے سنا۔ وہ عبید بن عمیر کے واسطہ سے بیان کرتے تھے کہ ایک دن عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے دریافت فرمایا کہ آپ حضرات کا کیا خیال ہے یہ آیت کس سلسلے میں نازل ہوئی ہے" کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اس کا ایک باغ ہو" سب نے کہا کہ اللہ زیادہ جاننے والا ہے عمر رضی اللہ عنہ بہت غصے ہوگئے اور فرمایا صاف جواب دیجئے کہ آپ لوگوں کو اس سلسلے میں کچھ معلوم ہے یا نہیں ابن عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی امیر المومنین! میرے ذہن میں اس سے متعلق کچھ چیز ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیٹے! تمہیں کہو، اور اپنے کو کمتر نہ سمجھو، ابن عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اس میں عمل کی مثال بیان کی گئی ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیسے عمل کی، ابن عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ عمل کی، عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک مالدار شخص کی مثال بیان کی گئی ہے جو پہلے تو عزوجل کی اطاعت کرتا تھا لیکن پھر اللہ تعالیٰ نے اس پر شیطان کو مسلط کردیا اور وہ معاصی میں مبتلا ہوگیا اور اس نے اس کے سارے اعمال غارت کردیے۔"

تشریح حدیث

ایک اشکال اور اس کا جواب

یہاں یہ اشکال ہوتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سوال کے جواب میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے "واللہ اعلم" کہا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس پر ناراض ہوئے حالانکہ صحابہ رضی اللہ عنہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب میں اللہ ورسولہ اعلم کہا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر ناراض نہیں ہوتے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ رضی اللہ عنہم کو متوجہ کرنے کے لیے سوال کرتے تھے۔ جب وہ جواب میں "اللّٰہ ورسولہ اعلم" کہتے تو گویا متوجہ ہوچکے ہوتے تو صحابہ رضی اللہ عنہم سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس طرح کا سوال امتحان کے لیے نہیں ہوتا تھا۔ اس لیے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم معلم بن کر آئے تھے اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم آپؐ سے علم سیکھا کرتے تھے تو صحابہ کو متوجہ کرنے کی غرض سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب صحابہ سے سوال کرتے تو وہ جواب میں "اللّٰہ ورسولہ اعلم" کہتے۔

لیکن یہاں معاملہ اس طرح کا نہیں یہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود معلوم کرنا چاہتے ہیں اور یہ دیکھنا مقصود ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس سلسلہ میں علم ہے یا نہیں اس لیے ایسے موقع پر "واللہ اعلم" کہنا سوال کے مطابق نہیں۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ناراض ہوئے۔ "**فعمل بالمعاصی حتّٰی اغرق اعماله**" بعض حضرات نے کہا ہے کہ معتزلہ اس سے استدلال کرتے ہیں کہ معاصی سے طاعات حبط ہوجاتے ہیں۔ علامہ عینی نے عمدۃ القاری میں اس کا یہ جواب دیا ہے کہ اغراق احباط کو مستلزم نہیں ہے۔ یہاں اغراق سے اعمال صالحہ کی قلت مراد ہوسکتی ہے۔ نیز معاصی سے کفر وشرک بھی مراد ہوسکتا ہے اور ظاہر ہے کہ کفر وشرک کے بعد اعمال صالحہ کا کوئی اخروی فائدہ نہیں ہے۔

باب لا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا

يُقَالُ أَلْحَفَ عَلَيَّ وَأَلَحَّ عَلَيَّ، وَأَحْفَانِي بِالْمَسْأَلَةِ، (فَيُحْفِكُمْ) يُجْهِدُكُمْ

بولتے ہیں الحف علی، الح علی، اور احفانی بالمسئلۃ (سب کے معنی لگ لپٹ کر مانگنے کے ہیں) کہ تمہیں تھکا دے۔

مقصد یہ ہے کہ "الحف علی، الح علی، احفانی بالمسألۃ" ایک ہی معنی کے لیے آتے ہیں یعنی اصرار کرنا۔

فَيُحْفِكُمْ: يُجْهِدُكُمْ

اس سے سورۃ محمد کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے "ولا يَسْأَلْكُم اموالكم إِنْ يَسْأَلْكُمُوهَا فَيُحْفِكُم تَبْخَلُوا" یعنی اللہ تعالیٰ تم سے نہیں مانگے گا تمہارا مال، اگر وہ تم سے مال مانگے تو تم کو مشقت میں ڈال دے تو تم بخل کرنے لگو گے۔ اس آیت میں "يُحفكم" کے معنی "يُجْهِدُكُمْ" سے کیے ہیں۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِي شَرِيكُ بْنُ أَبِي نَمِرٍ أَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي عَمْرَةَ الْأَنْصَارِيَّ قَالَا سَمِعْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ رضي الله عنه يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم لَيْسَ الْمِسْكِينُ الَّذِي تَرُدُّهُ التَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ وَلَا اللُّقْمَةُ وَلَا اللُّقْمَتَانِ إِنَّمَا الْمِسْكِينُ الَّذِي يَتَعَفَّفُ وَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ يَعْنِي قَوْلَهُ (لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا)

ترجمہ۔ ہم سے ابن ابی مریم نے حدیث بیان کی ان سے محمد بن جعفر نے حدیث بیان کی، کہا کہ مجھ سے شریک بن ابی نمر نے حدیث بیان کی ان سے عطاء بن یسار اور عبدالرحمن بن ابی عمرہ انصاری نے بیان کیا اور انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا۔ آپ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مسکین وہ نہیں ہے جسے ایک دو کھجور، ایک دو لقمے دربدر لیے پھریں۔ مسکین وہ ہے جو مانگنے سے بچتا ہے اور اگر تمہارا جی چاہے تو اس آیت کی تلاوت کر لو کہ" وہ لوگوں سے لگ لپٹ کر نہیں مانگتے۔"

تشریح حدیث

مذکورہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ صدقات و خیرات کے مستحق درحقیقت وہ لوگ نہیں جو دربدر پھر کر مانگتے رہتے ہیں بلکہ اصل مسکین اور مستحق صدقات وہ لوگ ہیں جو محتاج ہونے کے باوجود سوال نہیں کرتے۔

چونکہ بھکاریوں کا طریقہ چمٹ کر مانگنے کا ہوتا ہے اس لیے سوال نہ کرنے کا ذکر چمٹ کر نہ مانگنے سے کیا ہے۔

باب وَأَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا الْمَسُّ الْجُنُونُ

المس: الجنون

آیت کریمہ میں ہے "لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ" فرماتے ہیں۔ اس آیت میں "مس" بمعنی جنون ہے۔

اس باب سے لے کر "وَاتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْهِ اِلَی اللّٰهِ" تک ساری کی ساری آیات حرمتِ ربا کے سلسلے میں نازل ہوئی ہیں اس لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ہر آیت کے ذیل میں ایک ہی حدیث حرمتِ ربا کی نقل کی ہے جو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب ربا کے بارے میں سورۃ بقرہ کی آخری آیات نازل ہوئیں تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پڑھ کر لوگوں کو سنایا اور پھر شراب کی تجارت کو حرام قرار دے دیا۔

ایک اشکال اور اس کا جواب

ربا کی حرمت کے متعلق نازل ہونے والی آیات تو بالکل آخر میں نازل ہوئی ہیں جبکہ شراب کی حرمت غزوۂ احد کے بعد نازل ہوگئی تھیں اور اسی وقت اس کی تجارت بھی ممنوع قرار دی گئی تھی۔ پھر آیات ربا کے نزول کے بعد حرمتِ ربا کا اعلان فرمایا تو تجارتِ خمر کا اعلان بھی فرمایا حالانکہ اس وقت اس کا موقع نہ تھا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ حرمت ربا کے اعلان کے ساتھ شراب کی تجارت کی حرمت کا اعلان اس کی قباحت اور شدتِ حرمت کو ظاہر کرنے کے لیے کیا۔ چونکہ شدتِ حرمت وقباحت میں دونوں ایک جیسے ہیں یا قریب قریب ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس وقت مجمع میں آپ نے کچھ ایسے لوگ محسوس کیے ہوں جن کو تجارتِ خمر کی حرمت کا علم نہ ہو اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ اعلان فرمایا ہو۔

⬅ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِیَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِی حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتِ الْآیَاتُ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِی الرِّبَا قَرَأَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَی النَّاسِ، ثُمَّ حَرَّمَ التِّجَارَةَ فِی الْخَمْرِ

ترجمہ۔ ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے حدیث بیان کی، ان سے ان کے والد نے حدیث بیان کی ان سے اعمش نے حدیث بیان کی ان سے مسلم نے حدیث بیان کی ان سے مسروق نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب ربوا کے سلسلے میں سورہ بقرہ کی آخری آیتیں نازل ہوئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پڑھ کر لوگوں کو سنایا اور اس کے بعد شراب کا کاروبار حرام قرار پایا۔

باب یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبَا یُذْهِبُهُ

⬅ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَیْمَانَ سَمِعْتُ أَبَا الضُّحَی یُحَدِّثُ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ لَمَّا أُنْزِلَتِ الْآیَاتُ الْأَوَاخِرُ مِنْ سُورَةِ الْبَقَرَةِ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَتَلَاهُنَّ فِی الْمَسْجِدِ، فَحَرَّمَ التِّجَارَةَ فِی الْخَمْرِ

ترجمہ۔ ہم سے بشر بن خالد نے حدیث بیان کی، انہیں محمد بن جعفر نے خبر دی۔ انہیں شعبہ نے انہیں سلیمان نے انہوں نے ابوالضحیٰ سے سنا، وہ مسروق کے واسطہ سے حدیث بیان کرتے تھے کہ ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا جب سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں نازل ہوئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور مسجد میں انہیں پڑھ کر سنایا، اس کے بعد شراب کا کاروبار حرام ہو گیا۔

باب فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ من الله و رسوله فَاعْلَمُوا

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا أُنْزِلَتِ الْآيَاتُ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ قَرَأَهُنَّ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فِي الْمَسْجِدِ، وَحَرَّمَ التِّجَارَةَ فِي الْخَمْرِ

ترجمہ۔ مجھ سے محمد بن بشار نے حدیث بیان کی، ان سے غندر نے حدیث بیان کی، ان سے منصور نے، ان سے ابو الضحیٰ نے ان سے مسروق نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ جب سورہ بقرہ کی آخری آیتیں نازل ہوئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مسجد میں پڑھ کر سنایا اور شراب کا کاروبار حرام ہو گیا۔

باب وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَى مَيْسَرَةٍ

(وَأَنْ تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ) اور اگر معاف کر دو تو تمہارے حق میں اور بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔"

وَقَالَ لَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ وَالْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا أُنْزِلَتِ الْآيَاتُ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ قَامَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم فَقَرَأَهُنَّ عَلَيْنَا، ثُمَّ حَرَّمَ التِّجَارَةَ فِي الْخَمْرِ

اور ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، ان سے سفیان نے، ان سے منصور اور اعمش نے، ان سے ابوالضحیٰ نے، ان سے مسروق نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب سورہ بقرہ کی آخری آیات نازل ہوئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور ہمیں پڑھ کر سنایا اور شراب کی تجارت حرام ہو گئی۔

باب وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ

یہاں اشکال ہوتا ہے کہ روایت باب میں آیت ربا کو آخری آیت نزول کے اعتبار سے قرار دیا اور ابن جریر طبری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ نقل کیا کہ آخری آیت "وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ" ہے اور یہ آیت ربا نہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ "اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا" سے لے کر مذکورہ باب والی آیت تک کی تمام آیات ربا کے سلسلہ میں ایک ساتھ اُتری ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے روایت بخاری میں ابتدائی آیات کا ذکر کر دیا اور ابن جریر طبری کی روایت میں انہوں نے آخری آیات کا ذکر کر دیا۔

ایک اور تعارض حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہے جس میں ہے کہ آخری آیت 'آیت کلالہ ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ "وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ" کو آخری آیت فرمایا ہے۔

علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ دونوں حضرات نے اپنے اپنے علم کے مطابق فرمایا ہے۔

بعض نے یہ جواب دیا کہ میراث کے بارے میں آخری آیت 'آیت کلالہ ہے اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت میں اسی اعتبار سے اس کو آخری آیت کہا ہے جبکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں آیت ربا کو عام

آیات کے اعتبار سے آخری آیت کہا۔ لہٰذا کوئی تعارض نہیں۔

حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما قَالَ آخِرُ آيَةٍ نَزَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم آيَةُ الرِّبَا

ترجمہ۔ ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے حدیث بیان کی، ان سے سفیان نے حدیث بیان کی۔ ان سے عاصم نے، ان سے شعبی نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آخری آیت جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی، وہ سود سے متعلق تھی۔

باب وَإِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ

أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللَّهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (54)

اگر تم ان کو ظاہر کر دو یا اسے چھپائے رکھو، بہر حال اللہ اس کا حساب تم سے لے گا۔ پھر جسے چاہے گا بخش دے گا اور جسے چاہے گا عذاب دے گا اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

اس آیت میں ہے کہ جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے چاہے تم اس کو ظاہر کرو یا تم اس کو چھپاؤ اس کے متعلق اللہ تمہارا محاسبہ کرے گا۔ پھر اس کے بعد جس کی چاہے مغفرت کر دے اور جس کو چاہے عذاب دے۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ رضی اللہ عنہم بہت پریشان ہوئے کہ غیر اختیاری وساوس اور خیالات پر اگر گرفت ہوگی تو پھر کون نجات پاسکتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی پریشانی کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اللہ کا حکم ہے تم "سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا" کہو۔

اس کے ایک سال بعد آیت کریمہ "لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا" نازل ہوئی۔ چنانچہ اس نے پہلی آیت کو منسوخ کر دیا۔ جیسا کہ روایت باب میں تصریح موجود ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ حَدَّثَنَا مِسْكِينٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ مَرْوَانَ الْأَصْفَرِ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم وَهُوَ ابْنُ عُمَرَ أَنَّهَا قَدْ نُسِخَتْ (وَإِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ) الْآيَةَ

ترجمہ۔ ہم سے محمد نے حدیث بیان کی، ان سے نفیلی نے حدیث بیان کی۔ ان سے مسکین نے حدیث بیان کی، ان سے شعبہ نے، ان سے خالد حذاء نے، ان سے مروان اصفر نے اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہ آیت "اور جو کچھ تمہارے نفسوں کے اندر ہے۔ اگر تم ان کو ظاہر کرو یا چھپائے رکھو" آخر آیت تک منسوخ ہوگئی تھی۔

باب آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (إِصْرًا) عَهْدًا وَيُقَالُ (غُفْرَانَكَ) مَغْفِرَتَكَ ، فَاغْفِرْ لَنَا

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "اصرا" عہد کے معنی میں ہے۔ بولتے ہیں "غفرانک" یعنی "آپ کی مغفرت (مانگتے ہیں) کہ ہمیں معاف کر دیجئے۔

وقال ابن عباس: اصرًا: عهدًا......

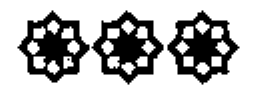
اس آیت کی طرف اشارہ ہے "رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا" میں "اصر" کے معنی عہد و پیمان کے ہیں۔ عہد و پیمان سے مراد ایسا حکم ہے جس کو بجالانے اور اس پر عمل کرنے کی طاقت نہ ہو۔ یعنی اے ہمارے رب! ہم پر ایسا عہد نہ رکھ جس کو پورا کرنے کی ہم میں طاقت نہ ہو۔

ویُقالُ غُفرانک: مَغفِرتَک فاغفِرلَنا

آیت کریمہ ہے "وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ" کی طرف اشارہ ہے کہ "غُفْرَانَكَ" کے معنی ہیں "مَغْفِرَتَكَ" یعنی تیری بخشش چاہتے ہیں۔ پس ہماری مغفرت فرمادے۔

حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا رَوْحٌ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ مَرْوَانَ الْأَصْفَرِ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ أَحْسِبُهُ ابْنَ عُمَرَ (إِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ) قَالَ نَسَخَتْهَا الْآيَةُ الَّتِي بَعْدَهَا

مجھ سے اسحاق نے حدیث بیان کی، انہیں روح نے خبر دی، انہیں شعبہ نے خبر دی، انہیں خالد حذاء نے، انہیں مروان اصفر نے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی نے (مروان اصفر نے) کہا کہ وہ ابن عمر رضی اللہ عنہ ہیں، آپ نے آیت "وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ" الآیۃ کے متعلق فرمایا کہ اس کو آیت لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا نے منسوخ کر دیا ہے۔



سورة آلِ عِمْرَانَ

تُقَاةٌ وَتَقِيَّةٌ وَاحِدَةٌ (صِرٌّ) بَرْدٌ (شَفَا حُفْرَةٍ) مِثْلُ شَفَا الرَّكِيَّةِ، وَهُوَ حَرْفُهَا (تُبَوِّءُ) تَتَّخِذُ مُعَسْكَرًا، الْمُسَوَّمُ الَّذِي لَهُ سِيمَاءٌ بِعَلَامَةٍ أَوْ بِصُوفَةٍ أَوْ بِمَا كَانَ (رِبِّيُّونَ) الْجَمِيعُ، وَالْوَاحِدُ رِبِّيٌّ (تَحُسُّونَهُمْ) تَسْتَأْصِلُونَهُمْ قَتْلًا (غُزًّا) وَاحِدُهَا غَازٍ (سَنَكْتُبُ) سَنَحْفَظُ (نُزُلًا) ثَوَابًا، وَيَجُوزُ وَمُنْزَلٌ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ كَقَوْلِكَ أَنْزَلْتُهُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: وَالْخَيْلُ الْمُسَوَّمَةُ الْمُطَهَّمَةُ الْحِسَانُ قَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزَى الرَّاعِيَةُ الْمُسَوَّمَةُ وَقَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ (وَحَصُورًا) لَا يَأْتِي النِّسَاءَ وَقَالَ عِكْرِمَةُ (مِنْ فَوْرِهِمْ) مِنْ غَضَبِهِمْ يَوْمَ بَدْرٍ وَقَالَ مُجَاهِدٌ (يُخْرِجُ الْحَيَّ) النُّطْفَةُ تَخْرُجُ مَيِّتَةً وَيُخْرِجُ مِنْهَا الْحَيَّ الْإِبْكَارُ أَوَّلُ الْفَجْرِ، وَالْعَشِيُّ مَيْلُ الشَّمْسِ أُرَاهُ إِلَى أَنْ تَغْرُبَ

تقاۃ اور تقیہ ہم معنی ہیں۔ صر بمعنی برد، شفا حفرۃ، شفا الرکیۃ (رکیہ۔ بمعنی کنواں) کی طرح ہے، یعنی اس کا کنارہ۔ تبوئ بمعنی تتخذ معسکرا۔ المسوم یعنی جس کی کوئی علامت ہو۔ کسی طرح کی بھی علامت ہو، ربیون جمع ہے واحد ربی ہے۔ تحسونهم ای تستا صلونهم قتلا۔ غزا کا واحد غاز ہے۔ سنکتب ای نحفظ۔ نزلا ای ثوابا، اسے اللہ تعالٰی کی طرف سے آئی ہوئی چیز کے معنی میں بھی لیا جا سکتا ہے۔ اس صورت میں "انزلته" سے مشتق ہوگا۔ مجاہدؒ نے فرمایا کہ "الخیل المسومة" کے معنی ہیں کامل الخلقت اور خوبصورت۔ ابن جبیر نے فرمایا کہ "حصورا" ایسا شخص جو عورتوں کے پاس نہ جائے۔ عکرمہ نے فرمایا "من فورهم" یعنی جس غضب و جوش کا انہوں نے بدر کی لڑائی میں مظاہرہ کیا تھا۔ مجاہدؒ نے فرمایا کہ "یخرج الحی" میں مراد نطفہ ہے کہ پہلے بے جان ہوتا ہے پھر اس سے ایک حیات وجود پذیر ہوتی ہے۔ "الابکار" یعنی طلوع فجر۔ "العشی" یعنی سورج کا ڈھلنا، میرا خیال ہے کہ غروب تک (عشی کا اطلاق ہوتا ہے۔)

تشریح کلمات

تُقَاة وتقية واحدٌ

آیت کریمہ ہے "لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِي شَيْءٍ إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَاةً"

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں تقاۃ اور تقیۃ دونوں کے معنی ایک ہیں۔ یہ دونوں باب "ضَرَبَ يَضْرِبُ" سے مصدر ہیں۔ "تَقٰى يَتْقِى تُقَاةً وتقيةً" اصل میں وقی ہے، واؤ کو تاء سے تبدیل کر دیا گیا ہے۔

صِرٌّ: بَرْدٌ

آیت کریمہ ہے "مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيْحٍ فِيْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ" اس آیت میں "صِرٌّ" بمعنی "بَرْدٌ" ہے۔

شَفَا حُفْرَةٍ: مثل شَفَا الرَّكِيَّةِ وَهُوَ حَرْفُهَا

وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا اس آیت میں "شَفَا حُفْرَةٍ" کے معنی ہیں "گڑھے کا کنارہ" جیسے "شَفَا الرَّكِيَّة" کے معنی ہیں کنویں کا کنارہ رکیہ کنویں کو کہتے ہیں۔

"تُبَوِّئُ: تَتَّخِذُ مُعَسْكَرًا"

آیت کریمہ ہے "وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ" امام صاحب نے تبوی کا معنی کیا ہے "تتخذ معسكرًا" معسکر لشکر کو کہتے ہیں یعنی جب آپ ان کو مورچوں اور لڑائی کی صفوں میں متعین فرما رہے تھے۔

اَلْمُسَوَّمُ: اَلَّذِيْ لَهٗ سِيْمَاءٌ بِعَلَامَةٍ اَوْ بِصُوْفَةٍ اَوْ بِهَا كَانَ

آیت کریمہ ہے "زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ ....." امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مسوم اس چیز کو کہتے ہیں جس کا کوئی نشان ہو کوئی علامت لگا کر یا اون لگا کر یا کوئی بھی دوسری چیز لگا کر۔ آیت کریمہ میں "اَلْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ" سے مراد نشان زدہ گھوڑے ہیں یعنی عمدہ اور بہترین گھوڑے کیونکہ عمدہ گھوڑوں پر عرب نشان امتیاز لگاتے تھے۔ چنانچہ مجاہد نے "اَلْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ" کی تفسیر کی ہے "اَلْمُطَهَّمَةِ الْحِسَان" یعنی مکمل عمدہ گھوڑے۔

رِبِّيُّوْنَ: اَلْجَمِيْعُ واحدها رِبِّيٌّ

آیت کریمہ ہے "وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ" امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آیت میں "رِبِّيُّوْنَ" جمع ہے اور اس کا مفرد "رِبِّيٌّ" ہے۔

تَحُسُّوْنَهُمْ: تَسْتَاْصِلُوْنَهُمْ قَتْلًا

آیت کریمہ ہے "وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ" امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آیت میں "تَحُسُّوْنَهُمْ" کے معنی قتل کر کے جڑ سے اکھاڑنے کے ہیں تو ترجمہ ہوگا "اور اللہ نے تم سے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا جب تم ان کافروں کو اللہ کے حکم سے قتل کر کے جڑ سے ختم کر رہے تھے۔"

غُزًّا: واحدها غازٍ

آیت کریمہ ہے "وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِي الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا" امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آیت کریمہ میں "غُزًّا" "غازٍ" کی جمع ہے۔ غازی جہاد کرنے والے کو کہتے ہیں۔

سَنَكْتُبُ : سَنَحْفَظُ

آیت کریمہ ہے "لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَنَحْنُ اَغْنِيَاءُ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا" امام فرماتے ہیں "سَنَكْتُبُ" کے معنی ہیں "سنحفظ" ہم محفوظ کر لیتے ہیں۔

نُزُلًا: ثوابًا وَيَجُوْزُ وَمُنْزَلٌ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ كَقَوْلِكَ: اَنْزَلْتُهُ آیت کریمہ ہے "لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ"

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس آیت میں نزلاً کے معنی ثواباً کے ہیں یعنی یہ اللہ کی طرف سے بدلہ ہوگا اور یہ بھی جائز ہے کہ "نزلاً" کے معنی منزل سے کیے جائیں۔ منزل باب افعال سے صیغہ اسم مفعول ہے یعنی وہ چیز جو ضیافت کے طور پر مہمان کو پیش کی جائے جیسے تو کہے میں نے اس کو مہمان ٹھہرایا اس کے سامنے ضیافت کے طور پر کچھ پیش کیا۔ اس صورت میں آیت کا مطلب یہ ہوگا "یہ باغات اللہ کی طرف سے بطور ضیافت مؤمنین کو پیش کیے جائیں گے۔"

وقال مجاهد الخيل المسومة المطهمة الحسان

فرماتے ہیں کہ سورۃ آل عمران کی ایک آیت میں جو الخیل المسومۃ ہے اس کے معنی ہیں کامل الخلقۃ اور خوبصورت

وَقَالَ اِبْنُ جُبَيْرٍ: وَحَصُوْرًا لَا يَاْتِي النِّسَاءَ

آیت کریمہ ہے "اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ"
حضرت سعید ابن جبیر رضی اللہ عنہ نے حصوراً کی تفسیر کی ہے "وہ شخص جو عورتوں کے پاس نہ آئے۔" حصور سے ایسا شخص مراد ہے جو اپنی شہوات پر قابو رکھنے والا اور اپنے نفس کو ضبط میں رکھنے والا ہو۔ یہاں یہی مراد ہے کہ حضرت یحیٰی علیہ السلام اپنے نفس کے ضبط پر قادر تھے اور عورتوں کے پاس نہیں آتے تھے۔

وقال عكرمة: من فَوْرِهِمْ : من غَضَبِهِمْ يوم بدر

آیت کریمہ ہے "بَلٰى اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا" عکرمہ نے فور کی تفسیر غضب سے کی ہے جبکہ بعض حضرات نے اس کی تفسیر کی ہے "بلا تاخیر سے"

وَقَالَ مُجَاهِدٌ يُخْرِجُ الْحَيَّ النُّطْفَةَ تَخْرُجُ مَيِّتَةً وَيَخْرُجُ مِنْهَا الْحَيُّ

آیت کریمہ میں ہے "يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ" مجاہد نے فرمایا کہ "يُخْرِجُ الْحَيَّ" میں مراد نطفہ ہے کہ پہلے بے جان حالت میں ہوتا ہے پھر اس سے ایک حیات وجود پذیر ہوتی ہے۔

الابكار: اَوَّلُ الْفَجْرِ وَالْعَشِيُّ مَيْلُ الشَّمْسِ اُرَاهُ اِلٰى ان تَغْرُبَ

آیت قرآنی ہے "وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ" امام فرماتے ہیں کہ ابکار سے مراد فجر کا ابتدائی حصہ ہے اور عشی سے میرے خیال میں زوال شمس سے لے کر غروب شمس تک کا درمیانی وقت مراد ہے۔

بَاب مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ (وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ) يُصَدِّقُ بَعْضُهُ بَعْضًا ، كَقَوْلِهِ تَعَالَى (وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ) وَكَقَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ (وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ) وَكَقَوْلِهِ (وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى) (زَيْغٌ) شَكٌّ (ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ) الْمُشْتَبِهَاتِ (وَالرَّاسِخُونَ) يَعْلَمُونَ (يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ)

''مجاہدؒ نے فرمایا کہ اس سے مراد حلال وحرام ہیں۔'' اور دوسری آیتیں متشابہ ہیں کہ بعض آیتیں بعض کی تصدیق کرتی ہیں، جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے''وَمَا يُضِلُّ بِهٖ إِلَّا الْفٰسِقِيْنَ '' اور دوسرے موقع پر ارشاد ہے۔''وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ '' اور جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔''والذين اهتدوا زادهم هدى '' زیغ بمعنی شک۔ فتنہ کی تلاش میں ہیں، یعنی آیات متشابہات میں موشگافیاں کر کے''والراسخون ''یعنی جو لوگ پختہ علم والے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لے آئے۔''

آیاتِ محکمات اور آیاتِ متشابہات سے کیا مراد ہے اس سلسلہ میں مختلف اقوال ہیں

۱۔ بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ محکم اس آیت کو کہتے ہیں جو ناسخ ہوتی ہے اور متشابہ اس آیت کو کہتے ہیں جو منسوخ ہوتی ہے۔

۲۔ بعض حضرات نے فرمایا کہ محکم وہ آیت ہے جس میں ایک معنی کا احتمال ہوتا ہے اور متشابہ وہ آیت کہلاتی ہے جس میں کئی معانی کا احتمال ہو۔

۳۔ بعض حضرات نے کہا کہ محکم اسے کہتے ہیں جس کا مفہوم اور معنی واضح ہو متشابہ اسے کہتے ہیں جس کا مفہوم اور معنی غیر واضح ہو۔

۴۔ بعضوں نے کہا کہ محکم اسے کہتے ہیں جس کے معنی ہر وہ شخص سمجھ سکے جو عربی زبان اور اس کے قواعد سے واقف ہو اور متشابہ اسے کہتے ہیں جس کے معنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا نہ سمجھ سکے۔

ایک اشکال اور اس کا جواب

یہاں یہ اشکال ہو سکتا ہے کہ قرآن مجید کی مذکورہ آیت سے تو معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کی بعض آیات محکمات اور بعض متشابہات ہیں۔ یعنی قرآن میں دونوں قسم کی آیات ہیں لیکن قرآن کی ایک دوسری آیت میں ہے ''كِتٰبٌ أُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ '' جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کی ساری آیات محکمات ہیں۔ ایک اور تیسری آیت میں ہے ''كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ'' اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید کی تمام آیات متشابہات ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ دوسری آیت میں ''أُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ'' سے فصاحت و بلاغت اور کلام کا جلال مراد ہے محکم کے اصطلاحی معنی وہاں مراد نہیں ہیں۔

اور تیسری آیت میں ''كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا'' سے مراد یہ ہے کہ قرآن مجید کی تمام آیات ایک دوسرے کے مضمون کی مصدق ہوتی ہیں اور ان میں کوئی تعارض نہیں ہوتا۔ یہاں بھی متشابہ کے اصطلاحی معنی مراد نہیں ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں "وَاُخَرُ متشابھات" کی تفسیر کی ہے "یصدق بعضه بعضاً" یہ تفسیر بے محل ہے اس لیے کہ یہاں متشابہات سے مراد ایسی آیات ہیں جن کا مفہوم واضح نہیں ہوتا البتہ "یصدق بعضه بعضاً" کی تفسیر "کتاباً متشابھاً" پر صحیح منطبق ہوتی ہے۔اس کے بعد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تین آیات پیش کی ہیں ان میں ہر آیت کا مضمون دوسری آیت کے مضمون کی تصدیق کرتا ہے۔

تشریح کلمات

اِبتِغَاءَ الْفِتنَةِ : اَلْمُتَشَابِهَات

ابتغاء الفتنه کے معنی بیان کیے ہیں "اِبْتِغَاءَ الْمُتَشَابِهَات" یعنی جو لوگ متشابہات کے درپے ہوتے ہیں اور ان میں غور وفکر کرنے میں مشغول ہوتے ہیں چونکہ متشابہات میں غور وفکر کرنا فتنے کا سبب ہوتا ہے اس لیے متشابہات میں غور وخوض کو "ابتغاء الفتنة" کہا گیا ہے۔

متشابہات کی دو قسمیں ہوتی ہیں ایک قسم وہ ہے جس کے اندر غور وخوض سے معنی کا حصول ممکن ہوتا ہے۔دوسری قسم وہ ہے جس میں غور وخوض کرنے سے کلام کا معنی سمجھنا ممکن نہ ہو اس کے اندر غور وفکر کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

وَالرَّاسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ: يَعْلَمُوْنَ تأويله ويقولون آمنا به

آیت کریمہ ہے "فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيْلِهٖ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيْلَهٗ اِلَّا اللّٰهُ وَالرَّاسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ آمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّا اُولُوا الْاَلْبَابِ"

اس آیت میں "وَالرَّاسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ" کے واؤ میں علماء کا اختلاف ہے کہ یہ واؤ عاطفہ ہے یا مستأنفہ، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مجاہد سے مذکورہ تفسیر نقل کی ہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واؤ عاطفہ ہے اور الراسخون کا عطف لفظ اللہ پر ہو رہا ہے اور مطلب یہ ہے کہ اللہ بھی متشابہات کے معنی جانتے ہیں اور راسخین فی العلم بھی جانتے ہیں۔

لیکن اکثر حضرات کہتے ہیں کہ یہ واؤ مستانفہ ہے اور ان متشابہات کے معنی فقط اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور راسخین فی العلم نہیں جانتے لیکن نہ جاننے کے باوجود کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے ہیں۔

➡ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ التُّسْتَرِيُّ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم هٰذِهِ الْآيَةَ (هُوَ الَّذِيْ أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَأَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيْلِهٖ) إِلٰى قَوْلِهٖ (أُولُو الْأَلْبَابِ) قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ، فَأُولٰئِكَ الَّذِيْنَ سَمَّى اللّٰهُ ، فَاحْذَرُوْهُمْ

ترجمہ۔ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے حدیث بیان کی، ان سے یزید بن ابراہیم تستری نے حدیث بیان کی، ان سے

ابن ابی ملیکہ نے، ان سے قاسم بن محمد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت کی "وہی خدا ہے جس نے آپ پر کتاب اتاری ہے، اس میں محکم آیتیں ہیں اور وہی کتاب کا اصل مدار ہیں اور دوسری آیتیں متشابہ ہیں، سو وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے وہ اس کے اسی حصے کے پیچھے ہو لیتے ہیں جو متشابہ ہیں۔ شورش کی تلاش میں اور اس کے غلط مطلب کی تلاش میں" اللہ تعالیٰ کے ارشاد "اولوا الالباب" تک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو متشابہ آیتوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہوں تو متنبہ ہو جاؤ کہ یہی وہی لوگ ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے (آیت میں) نشاندہی کی ہے، اس لئے ان سے بچتے رہو۔

باب وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بچے کی ولادت کے وقت شیطان جو چوکہ لگاتا ہے اس سے شیطان کی طرف سے تنبیہ ہوتی ہے کہ خیال رکھئے میں آپ کا دشمن ہوں۔ لہٰذا ہوشیار رہو۔

اُدھر شریعت نے حکم دیا ہے کہ بچہ پیدا ہو تو اس کے ایک کان میں اذان اور دوسرے کان میں تکبیر کہو اور اسے بتا دو کہ اگر شیطان کے ضرر سے محفوظ رہنا چاہتے ہو تو اللہ اور رسول کی اطاعت اور فرمانبرداری کو لازم پکڑنا پھر وہ تمہارا کوئی نقصان نہیں کر سکے گا۔

اشکال اور اس کا جواب

"وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ" کی دعا حضرت مریم کی والدہ نے کی تھی اور اس کی برکت سے اللہ نے حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مس شیطان سے مستثنیٰ قرار دیا۔ حالانکہ یہ دعا تو حضرت مریم کی والدہ نے حضرت مریم کی پیدائش کے بعد کی ہے تو پھر کس طرح اس دُعا کے اثر سے مس شیطان سے محفوظ رہیں۔

اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ ممکن ہے کہ ولادت سے پہلے یا ولادت کے وقت آپ کی والدہ نے دُعا کی ہو اور اللہ نے دُعا قبول کر کے حضرت مریم کو مس شیطان سے محفوظ کر دیا۔

ایک اور اشکال اور اس کے جوابات

اشکال یہ ہوتا ہے کہ اس روایت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر فضیلت لازم آتی ہے حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الخلائق ہیں۔

جواب ۱: علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مس شیطان سے مستثنیٰ ہیں۔ اگرچہ یہاں ذکر صرف دو کا کیا ہے۔

جواب ۲: اس روایت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم کی صرف جزئی فضیلت ثابت ہوتی ہے اور جزئی فضیلت سے کلی فضیلت متاثر نہیں ہوتی۔

جواب ۳: قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح تمام انبیاء کی یہ خصوصیت رہی ہے کہ شیطان نے ان کی ولادت کے وقت ان کو مس نہیں کیا۔

حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ مَا مِنْ مَوْلُودٍ يُولَدُ إِلَّا وَالشَّيْطَانُ يَمَسُّهُ حِينَ يُولَدُ، فَيَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِنْ مَسِّ الشَّيْطَانِ إِيَّاهُ، إِلَّا مَرْيَمَ وَابْنَهَا ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ وَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ (وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ)

ترجمہ۔ مجھ سے عبداللہ بن محمد نے حدیث بیان کی، ان سے عبدالرزاق نے حدیث بیان کی، انہیں معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں سعید بن مسیب نے اور انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہر مولود جب پیدا ہوتا ہے تو شیطان اسے پیدا ہوتے ہی چھوتا ہے اور جس سے وہ مولود چلاتا ہے، سوا مریمؑ اور ان کے صاحبزادے (عیسیٰ علیہما السلام) کے۔ پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تمہارا جی چاہے تو یہ آیت پڑھ لو "وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ" (ترجمہ عنوان کے تحت گزر چکا)۔

باب إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ

وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ لَا خَيْرَ (أَلِيمٌ) مُؤْلِمٌ مُوجِعٌ مِنَ الْأَلَمِ، وَهُوَ فِي مَوْضِعِ مُفْعِلٍ

"أَلِيمٌ: مُؤْلِمٌ مُوجِعٌ من الالم وهو فى موضع مُفعِل"

آیت کریمہ میں ہے "وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ" فرماتے ہیں "الیم" کے معنی دردناک کے ہیں۔ یہ الم سے مشتق ہیں اور مفعل کے وزن پر ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کے متعلق دو واقعات شانِ نزول کے طور پر اس باب کے ذیل میں نقل کیے ہیں۔ پہلے اشعث بن قیس کا واقعہ نقل کیا اور دوسرا واقعہ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی سے ایک آدمی کا نقل کیا جس کا نام روایت میں نہیں ہے۔ یہ دونوں واقعات ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ ایک آیت کے شانِ نزول میں مختلف واقعات ہو سکتے ہیں۔

حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم مَنْ حَلَفَ يَمِينَ صَبْرٍ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ، لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَصْدِيقَ ذَلِكَ (إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ) إِلَى آخِرِ الْآيَةِ. قَالَ فَدَخَلَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ وَقَالَ مَا يُحَدِّثُكُمْ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ قُلْنَا كَذَا وَكَذَا قَالَ فِيَّ أُنْزِلَتْ كَانَتْ لِي بِئْرٌ فِي أَرْضِ ابْنِ عَمٍّ لِي قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بَيِّنَتُكَ أَوْ يَمِينُهُ فَقُلْتُ إِذًا يَحْلِفَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينِ صَبْرٍ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ وَهُوَ فِيهَا فَاجِرٌ، لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ

ترجمہ۔ ہم سے حجاج بن منہال نے حدیث بیان کی، ان سے ابو عوانہ نے حدیث بیان کی، ان سے اعمش نے، ان

سے ابووائل نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس شخص نے اس لئے قسم کھانے کی جرأت کی تا کہ کسی مسلمان کا مال (ناجائز طریقہ سے) حاصل کر لے تو جب وہ اللہ سے ملے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر نہایت غضبناک ہوں گے، پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کے اس ارشاد کی تصدیق میں آیت نازل کی: "بے شک جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو قلیل قیمت پر بیچتے ہیں، یہ وہی لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں" آخر آیت تک۔ بیان کیا کہ اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور پوچھا، ابوعبدالرحمٰن (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) نے آپ لوگوں سے کوئی حدیث بیان کی ہے؟ ہم نے بتایا کہ اس طرح حدیث بیان کی۔ آپ نے اس پر فرمایا کہ یہ حدیث تو میرے ہی بارے میں نازل ہوئی تھی، میرے ایک چچازاد بھائی کی زمین میں میرا ایک کنواں تھا (ہم دونوں کا اس کے بارے میں نزاع ہوا اور مقدمہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوا تو آپ نے فرمایا کہ تم گواہ پیش کرو پھر اس کی قسم پر فیصلہ ہوگا، میں نے عرض کی پھر تو، یا رسول اللہ! وہ (جھوٹی) قسم کھالے گا، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جھوٹی قسم کی اس لئے جرأت کرے کہ اس کے ذریعہ کسی مسلمان کا مال قبضائے اور اس کی نیت بری ہو تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملے گا کہ اللہ اس پر نہایت غضبناک ہوں گے۔

← حَدَّثَنَا عَلِيٌّ هُوَ ابْنُ أَبِي هَاشِمٍ سَمِعَ هُشَيْمًا أَخْبَرَنَا الْعَوَّامُ بْنُ حَوْشَبٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رضي الله عنهما أَنَّ رَجُلاً أَقَامَ سِلْعَةً فِي السُّوقِ فَحَلَفَ فِيهَا لَقَدْ أَعْطَى بِهَا مَا لَمْ يُعْطَهُ لِيُوقِعَ فِيهَا رَجُلاً مِنَ الْمُسْلِمِينَ ، فَنَزَلَتْ (إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلاً) إِلَى آخِرِ الآيَةِ

ترجمہ۔ ہم سے علی نے حدیث بیان کی، آپ ابی ہاشم کے صاحبزادے ہیں۔ انہوں نے ہشیم سے سنا، انہیں عوام بن حوشب نے خبر دی، انہیں ابراہیم بن عبدالرحمٰن نے اور انہیں عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے کہ ایک شخص نے بازار میں سامان بیچتے ہوئے قسم کھائی کہ فلاں شخص اس سامان کا اتنا دے رہا تھا، حالانکہ کسی نے اتنی قیمت نہیں لگائی تھی، بلکہ اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ اس طرح کسی مسلمان کو ٹھگ لے تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ "بیشک جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو قلیل قیمت پر بیچتے ہیں" آخر آیت تک۔

← حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ امْرَأَتَيْنِ كَانَتَا تَخْرِزَانِ فِي بَيْتٍ أَوْ فِي الْحُجْرَةِ فَخَرَجَتْ إِحْدَاهُمَا وَقَدْ أُنْفِذَ بِإِشْفًى فِي كَفِّهَا ، فَادَّعَتْ عَلَى الأُخْرَى ، فَرُفِعَ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم لَوْ يُعْطَى النَّاسُ بِدَعْوَاهُمْ لَذَهَبَ دِمَاءُ قَوْمٍ وَأَمْوَالُهُمْ ذَكِّرُوهَا بِاللَّهِ وَاقْرَءُوا عَلَيْهَا (إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ) فَذَكَّرُوهَا فَاعْتَرَفَتْ ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم الْيَمِينُ عَلَى الْمُدَّعَى عَلَيْهِ

ترجمہ۔ ہم سے نصر بن علی بن نصر نے حدیث بیان کی، ان سے عبداللہ بن داؤد نے حدیث بیان کی، ان سے ابن جریج نے، ان سے ابن ابی ملیکہ نے کہ دو عورتیں کسی گھر یا حجرہ میں بیٹھ کر موزے سیا کرتی تھیں، ان میں سے ایک عورت باہر نکلی، اس کے ہاتھ میں موزے سینے کا سوا چبھ گیا تھا، اور اس کا الزام اسی دوسری پر تھا، مقدمہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے

پاس آیا تو آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر صرف دعویٰ کی وجہ سے لوگوں کا مطالبہ پورا کیا جانے لگے تو بہت سوں کا خون اور مال برباد ہو جائے (جب کہ اس کے پاس کوئی گواہ نہیں ہے تو دوسری عورت جس پر اس کا الزام ہے) اللہ کی یاد دلاؤ اور اس کے سامنے یہ آیت پڑھو "اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَیْمَانِهِمْ" چنانچہ جب لوگوں نے اسے اللہ سے ڈرایا تو اس نے اعتراف کر لیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا، قسم مدعی علیہ کو کھانی پڑے گی۔

باب قُلْ یٰۤاَهْلَ الْکِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَةٍ

سَوَاءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ أَنْ لَا نَعْبُدَ إِلَّا اللّٰهَ سَوَاءٌ قَصْدٌ

حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى عَنْ هِشَامٍ عَنْ مَعْمَرٍ وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سُفْيَانَ مِنْ فِيهِ إِلَى فِيَّ قَالَ انْطَلَقْتُ فِي الْمُدَّةِ الَّتِي كَانَتْ بَيْنِي وَبَيْنَ رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ فَبَيْنَا أَنَا بِالشَّامِ إِذْ جِيءَ بِكِتَابٍ مِنَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم إِلَى هِرَقْلَ قَالَ وَكَانَ دِحْيَةُ الْكَلْبِيُّ جَاءَ بِهِ فَدَفَعَهُ إِلَى عَظِيمِ بُصْرَى، فَدَفَعَهُ عَظِيمُ بُصْرَى إِلَى هِرَقْلَ قَالَ فَقَالَ هِرَقْلُ هَلْ هَا هُنَا أَحَدٌ مِنْ قَوْمِ هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ فَقَالُوا نَعَمْ قَالَ فَدُعِيتُ فِي نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَدَخَلْنَا عَلَى هِرَقْلَ، فَأُجْلِسْنَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ أَيُّكُمْ أَقْرَبُ نَسَبًا مِنْ هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ فَقُلْتُ أَنَا فَأَجْلَسُونِي بَيْنَ يَدَيْهِ، وَأَجْلَسُوا أَصْحَابِي خَلْفِي، ثُمَّ دَعَا بِتَرْجُمَانِهِ فَقَالَ قُلْ لَهُمْ إِنِّي سَائِلٌ هَذَا عَنْ هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ، فَإِنْ كَذَبَنِي فَكَذِّبُوهُ قَالَ أَبُو سُفْيَانَ وَايْمُ اللّٰهِ، لَوْلَا أَنْ يُؤْثِرُوا عَلَيَّ الْكَذِبَ لَكَذَبْتُ ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهِ سَلْهُ كَيْفَ حَسَبُهُ فِيكُمْ قَالَ قُلْتُ هُوَ فِينَا ذُو حَسَبٍ قَالَ فَهَلْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مَلِكٌ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُونَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ مَا قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ أَيَتَّبِعُهُ أَشْرَافُ النَّاسِ أَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ قَالَ قُلْتُ بَلْ ضُعَفَاؤُهُمْ قَالَ يَزِيدُونَ أَوْ يَنْقُصُونَ قَالَ قُلْتُ لَا بَلْ يَزِيدُونَ قَالَ هَلْ يَرْتَدُّ أَحَدٌ مِنْهُمْ عَنْ دِينِهِ، بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ، سَخْطَةً لَهُ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ قَاتَلْتُمُوهُ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَكَيْفَ كَانَ قِتَالُكُمْ إِيَّاهُ قَالَ قُلْتُ تَكُونُ الْحَرْبُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ سِجَالًا، يُصِيبُ مِنَّا وَنُصِيبُ مِنْهُ قَالَ فَهَلْ يَغْدِرُ قَالَ قُلْتُ لَا وَنَحْنُ مِنْهُ فِي هَذِهِ الْمُدَّةِ لَا نَدْرِي مَا هُوَ صَانِعٌ فِيهَا قَالَ وَاللّٰهِ مَا أَمْكَنَنِي مِنْ كَلِمَةٍ أُدْخِلُ فِيهَا شَيْئًا غَيْرَ هَذِهِ قَالَ فَهَلْ قَالَ هَذَا الْقَوْلَ أَحَدٌ قَبْلَهُ قُلْتُ لَا ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهِ قُلْ لَهُ إِنِّي سَأَلْتُكَ عَنْ حَسَبِهِ فِيكُمْ، فَزَعَمْتَ أَنَّهُ فِيكُمْ ذُو حَسَبٍ، وَكَذَلِكَ الرُّسُلُ تُبْعَثُ فِي أَحْسَابِ قَوْمِهَا، وَسَأَلْتُكَ هَلْ كَانَ فِي آبَائِهِ مَلِكٌ فَزَعَمْتَ أَنْ لَا فَقُلْتُ لَوْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مَلِكٌ قُلْتُ رَجُلٌ يَطْلُبُ مُلْكَ آبَائِهِ، وَسَأَلْتُكَ عَنْ أَتْبَاعِهِ أَضُعَفَاؤُهُمْ أَمْ أَشْرَافُهُمْ فَقُلْتَ بَلْ ضُعَفَاؤُهُمْ، وَهُمْ أَتْبَاعُ الرُّسُلِ، وَسَأَلْتُكَ هَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُونَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ مَا قَالَ فَزَعَمْتَ أَنْ لَا، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِيَدَعَ الْكَذِبَ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ يَذْهَبَ فَيَكْذِبَ عَلَى اللّٰهِ، وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَرْتَدُّ أَحَدٌ مِنْهُمْ عَنْ دِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ سَخْطَةً لَهُ فَزَعَمْتَ أَنْ لَا، وَكَذَلِكَ الْإِيمَانُ إِذَا خَالَطَ بَشَاشَةَ الْقُلُوبِ، وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَزِيدُونَ أَمْ يَنْقُصُونَ فَزَعَمْتَ أَنَّهُمْ يَزِيدُونَ، وَكَذَلِكَ الْإِيمَانُ حَتَّى يَتِمَّ، وَسَأَلْتُكَ هَلْ قَاتَلْتُمُوهُ

فَزَعَمْتَ أَنَّكُمْ قَاتَلْتُمُوهُ فَتَكُونُ الْحَرْبُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ سِجَالًا، يَنَالُ مِنْكُمْ وَتَنَالُونَ مِنْهُ، وَكَذَٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْتَلَى، ثُمَّ تَكُونُ لَهُمُ الْعَاقِبَةُ، وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَغْدِرُ فَزَعَمْتَ أَنَّهُ لَا يَغْدِرُ، وَكَذَٰلِكَ الرُّسُلُ لَا تَغْدِرُ، وَسَأَلْتُكَ هَلْ قَالَ أَحَدٌ هَذَا الْقَوْلَ قَبْلَهُ فَزَعَمْتَ أَنْ لَا، فَقُلْتُ لَوْ كَانَ قَالَ هَذَا الْقَوْلَ أَحَدٌ قَبْلَهُ قُلْتُ رَجُلٌ ائْتَمَّ بِقَوْلٍ قِيلَ قَبْلَهُ قَالَ ثُمَّ قَالَ بِمَ يَأْمُرُكُمْ قَالَ قُلْتُ يَأْمُرُنَا بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَالصِّلَةِ وَالْعَفَافِ قَالَ إِنْ يَكُ مَا تَقُولُ فِيهِ حَقًّا فَإِنَّهُ نَبِيٌّ، وَقَدْ كُنْتُ أَعْلَمُ أَنَّهُ خَارِجٌ، وَلَمْ أَكُ أَظُنُّهُ مِنْكُمْ، وَلَوْ أَنِّي أَعْلَمُ أَنِّي أَخْلُصُ إِلَيْهِ لَأَحْبَبْتُ لِقَاءَهُ، وَلَوْ كُنْتُ عِنْدَهُ لَغَسَلْتُ عَنْ قَدَمَيْهِ، وَلَيَبْلُغَنَّ مُلْكُهُ مَا تَحْتَ قَدَمَيَّ قَالَ ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَقَرَأَهُ، فَإِذَا فِيهِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ، إِلَى هِرَقْلَ عَظِيمِ الرُّومِ، سَلَامٌ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى، أَمَّا بَعْدُ، فَإِنِّي أَدْعُوكَ بِدِعَايَةِ الْإِسْلَامِ، أَسْلِمْ تَسْلَمْ، وَأَسْلِمْ يُؤْتِكَ اللَّهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ، فَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَإِنَّ عَلَيْكَ إِثْمَ الْأَرِيسِيِّينَ، وَ (يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَنْ لَا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ) إِلَى قَوْلِهِ (اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ) فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ الْكِتَابِ ارْتَفَعَتِ الْأَصْوَاتُ عِنْدَهُ، وَكَثُرَ اللَّغَطُ، وَأُمِرَ بِنَا فَأُخْرِجْنَا قَالَ فَقُلْتُ لِأَصْحَابِي حِينَ خَرَجْنَا لَقَدْ أَمِرَ أَمْرُ ابْنِ أَبِي كَبْشَةَ، أَنَّهُ لَيَخَافُهُ مَلِكُ بَنِي الْأَصْفَرِ فَمَا زِلْتُ مُوقِنًا بِأَمْرِ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم أَنَّهُ سَيَظْهَرُ حَتَّى أَدْخَلَ اللَّهُ عَلَيَّ الْإِسْلَامَ قَالَ الزُّهْرِيُّ فَدَعَا هِرَقْلُ عُظَمَاءَ الرُّومِ فَجَمَعَهُمْ فِي دَارٍ لَهُ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الرُّومِ، هَلْ لَكُمْ فِي الْفَلَاحِ وَالرَّشَدِ آخِرَ الْأَبَدِ، وَأَنْ يَثْبُتَ لَكُمْ مُلْكُكُمْ قَالَ فَحَاصُوا حَيْصَةَ حُمُرِ الْوَحْشِ إِلَى الْأَبْوَابِ، فَوَجَدُوهَا قَدْ غُلِّقَتْ، فَقَالَ عَلَيَّ بِهِمْ فَدَعَا بِهِمْ فَقَالَ إِنِّي إِنَّمَا اخْتَبَرْتُ شِدَّتَكُمْ عَلَى دِينِكُمْ، فَقَدْ رَأَيْتُ مِنْكُمُ الَّذِي أَحْبَبْتُ فَسَجَدُوا لَهُ وَرَضُوا عَنْهُ

ترجمہ۔ ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے حدیث بیان کی، ان سے ہشام نے ان سے معمر نے۔ ح۔ اور مجھ سے عبداللہ بن محمد نے حدیث بیان کی، ان سے عبدالرزاق نے حدیث بیان کی، انہیں معمر نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہیں عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے خبر دی، کہا کہ مجھ سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی، کہا کہ مجھ سے ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی اور میں نے خود ان کی زبان سے یہ حدیث سنی، انہوں نے بیان کیا کہ جس مدت میں میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صلح (حدیبیہ کے معاہدہ کے مطابق) تھی، میں (سفر تجارت پر) گیا ہوا تھا، میں شام میں تھا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب ہرقل کے پاس پہنچا۔ انہوں نے بیان کیا کہ دحیہ الکلبی رضی اللہ عنہ وہ خط لایا تھا۔ اور عظیم بصریٰ کے حوالے کر دیا تھا اور ہرقل کے پاس اس کے واسطے سے پہنچا تھا۔ بیان کیا کہ ہرقل نے پوچھا، کیا ہمارے حدود سلطنت میں اس شخص کی قوم کے بھی کچھ لوگ ہیں جو نبی ہونے کا دعویدار ہے؟ درباریوں نے بتایا کہ جی ہاں موجود ہیں۔ ابوسفیان نے بیان کیا کہ پھر مجھے قریش کے چند دوسرے افراد کے ساتھ بلایا گیا۔ ہم ہرقل کے دربار میں داخل ہوئے اور اس کے سامنے ہمیں بٹھا دیا گیا۔ اس نے پوچھا، تم لوگوں میں اس شخص سے زیادہ قریب کون ہے جو نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے؟ ابوسفیان نے بیان کیا کہ میں نے کہا کہ میں زیادہ قریب ہوں۔ اب درباریوں نے مجھے بادشاہ کے بالکل قریب بٹھا دیا اور میرے دوسرے ساتھیوں کو میرے پیچھے بٹھا دیا، اس کے بعد ترجمان کو بلایا اور اس سے ہرقل نے کہا کہ انہیں بتاؤ کہ میں اس شخص کے متعلق تم سے کچھ سوالات کروں گا جو نبی ہونے کا دعویدار ہے، اگر یہ (یعنی ابوسفیان رضی اللہ عنہ) جھوٹ بولے تو تم اس کی تکذیب کر دینا۔ ابوسفیان کا بیان تھا کہ خدا کی قسم، اگر مجھے اس کا خوف نہ ہوتا کہ میرے

ساتھی کہیں میرے جھوٹ کا راز نہ فاش کر دیں تو میں (آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں) ضرور جھوٹ بولتا۔ پھر ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا کہ اس سے پوچھو کہ جس نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے وہ اپنے نسب میں کیسے ہیں؟ ابوسفیان نے بیان کیا کہ میں نے کہا، ان کا نسب ہم میں بہت باعزت ہے۔ اس نے پوچھا کیا ان کے آباء واجداد میں کوئی بادشاہ بھی ہوا تھا؟ بیان کیا کہ میں نے کہا، نہیں، اس نے پوچھا تم نے دعویٰ نبوت سے پہلے بھی ان پر جھوٹ کی تہمت لگائی تھی، میں نے کہا نہیں، پوچھا، ان کی پیروی معزز لوگ زیادہ کرتے ہیں یا کمزور؟ میں نے کہا کہ قوم کے کمزور لوگ زیادہ ہیں۔ اس نے پوچھا، ان کے ماننے والوں میں زیادتی ہوتی رہتی ہے یا کمی؟ میں نے کہا کہ نہیں، بلکہ زیادتی ہوتی رہتی ہے۔ پوچھا کبھی ایسا بھی کوئی واقعہ پیش آیا ہے کہ کوئی شخص ان کے دین کو قبول کرنے کے بعد پھر ان سے بدگمان ہو کر انہیں چھوڑ دیا ہو؟ میں نے کہا ایسا بھی کبھی نہیں ہوا۔ اس نے پوچھا تم نے کبھی ان سے جنگ بھی کی ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں۔ اس نے پوچھا تمہاری ان کے ساتھ جنگ کا کیا نتیجہ رہا؟ میں نے کہا کہ ہماری جنگ کی مثال ایک ڈول کی ہے کہ کبھی ان کے حق میں رہی اور کبھی ہمارے حق میں، اس نے پوچھا، کبھی انہوں نے تمہارے ساتھ کوئی دھوکہ بھی کیا؟ میں نے کہا کہ اب تک تو نہیں کیا، لیکن آج کل بھی ہمارا ان سے ایک معاہدہ چل رہا ہے نہیں کہا جا سکتا کہ اس میں ان کا طرز عمل کیا رہے گا۔ ابوسفیان نے بیان کیا کہ بخدا، اس جملہ کے سوا اور کوئی بات میں اس پوری گفتگو میں اپنی طرف سے نہیں ملا سکا۔ پھر اس نے پوچھا اس سے پہلے بھی یہ دعویٰ تمہارے یہاں کسی نے کیا تھا؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ اس کے بعد ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا اس سے کہو کہ میں نے تم سے نبی کے نسب کے بارے میں پوچھا تو تم نے بتایا کہ وہ تم لوگوں میں باعزت اور اونچے نسب کے سمجھے جاتے ہیں، انبیاء کا بھی یہی حال ہے، ان کی بعثت ہمیشہ قوم کے صاحب حسب ونسب خاندان میں ہوتی ہے۔ اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا کوئی ان کے آباء واجداد میں بادشاہ گزرا ہے تو تم نے اس کا انکار کیا۔ میں اس سے اس فیصلہ پر پہنچا کہ اگر ان کے آباء واجداد میں کوئی بادشاہ گزرا ہوتا تو ممکن تھا کہ وہ اپنی خاندانی سلطنت کو اس طرح واپس لینا چاہتے ہوں۔ اور میں نے تم سے ان کی اتباع کرنے والوں کے متعلق پوچھا کہ آیا وہ قوم کے کمزور لوگ ہیں یا اشراف، تو تم نے بتایا کہ کمزور لوگ ان کی پیروی کرنے والوں میں (زیادہ) ہیں۔ یہی طبقہ ہمیشہ سے انبیاء کی اتباع کرتا رہا ہے اور میں نے تم سے پوچھا کہ کیا تم نے دعوے نبوت سے پہلے ان پر جھوٹ کا کبھی شبہ کیا تھا تو تم نے اس کا بھی انکار کیا۔ میں نے اس سے یہ سمجھا کہ جس شخص نے لوگوں کے معاملے میں کبھی جھوٹ نہ بولا ہو، وہ اللہ کے معاملے میں کس طرح جھوٹ بول دے گا، اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ ان کے دین کو قبول کرنے کے بعد پھر ان سے بدگمان ہو کر کوئی شخص ان کے دین سے کبھی پھرا بھی ہے تو تم نے اس کا بھی انکار کیا، ایمان کا یہی اثر ہوتا ہے، بشرطیکہ وہ دل کی گہرائیوں میں اتر جائے۔ میں نے تم سے پوچھا تھا کہ ان کے ماننے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہتا ہے یا کمی تو تم نے بتایا کہ اضافہ ہوتا ہے ایمان کا یہی معاملہ ہے۔ یہاں تک کہ وہ کمال کو پہنچ جائے۔ میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا تم نے کبھی ان سے جنگ بھی کی ہے تو تم نے بتایا کہ تم نے جنگ کی ہے اور تمہارے درمیان لڑائی کا نتیجہ نوبت بنوبت رہا ہے۔ کبھی تمہارے حق میں اور کبھی ان کے حق میں، انبیاء کا بھی یہی معاملہ ہے۔ انہیں آزمائشوں میں ڈالا جاتا ہے اور آخر کار انجام انہیں کے حق میں ہوتا ہے۔ اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ انہوں

نے تمہارے ساتھ کبھی خلاف عہد بھی معاملہ کیا تو تم نے اس سے بھی انکار کیا، انبیاء کبھی عہد کے خلاف نہیں کرتے، میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا تمہارے یہاں اس طرح کا دعویٰ پہلے بھی کسی نے کیا تھا تو تم نے کہا کہ پہلے کسی نے اس طرح کا دعویٰ نہیں کیا، میں اس سے اس فیصلہ پر پہنچا کہ اگر کسی نے تمہارے یہاں اس سے پہلے اس طرح کا دعویٰ کیا ہوتا تو یہ کہا جا سکتا تھا کہ یہ بھی اسی کی نقل کر رہے ہیں، بیان کیا کہ پھر ہرقل نے پوچھا، وہ تمہیں کن چیزوں کا حکم دیتے ہیں؟ میں نے کہا نماز، زکوٰۃ، صلہ رحمی اور پاکدامنی کا! آخر اس نے کہا کہ جو کچھ تم نے بتایا ہے اگر وہ صحیح ہے تو یقیناً وہ نبی ہیں اس کا علم تو مجھے بھی ہے کہ ان کی بعثت ہونے والی ہے، لیکن یہ خیال نہ تھا کہ وہ تمہاری قوم میں مبعوث ہوں گے، اگر مجھے ان تک پہنچ سکنے کا یقین ہوتا تو میں ضرور ان سے ملاقات کرتا اور اگر میں ان کی خدمت میں ہوتا تو ان کے قدموں کو دھوتا اور ان کی حکومت میرے ان دو قدموں تک پہنچ کر رہے گی۔ بیان کیا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب گرامی منگوایا اور اسے پڑھا اس میں یہ لکھا ہوا تھا، اللہ، رحمٰن ورحیم کے نام سے شروع کرتا ہوں اللہ کے رسول کی طرف سے عظیم روم ہرقل کی طرف، سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کی اتباع کرے، اما بعد، میں تمہیں اسلام کی طرف بلاتا ہوں، اسلام لاؤ تو سلامتی پاؤ گے اور اسلام لاؤ تو اللہ تمہیں دہرا اجر دے گا لیکن اگر روگردانی کی تو تمہاری رعایا کے کفر کا بار بھی تم پر ہوگا اور" اے اہل کتاب، ایک ایسے قول کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم میں مشترک ہے، وہ یہ کہ بجز اللہ کے اور کسی کی عبادت نہ کریں۔" اللہ تعالیٰ کے ارشاد "اشھدوا بانا مسلمون" تک۔ جب ہرقل مکتوب گرامی پڑھ چکا تو دربار میں بڑا شور و ہنگامہ برپا ہو گیا، اور پھر ہمیں دربار سے باہر کر دیا گیا باہر آکر میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ابن ابی کبشہ (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ تھا) کا معاملہ تو اب اس حد تک پہنچ چکا ہے کہ ملک بنی الاصفر (ہرقل) بھی ان سے ڈرنے لگا۔ اس واقعہ کے بعد مجھے یقین ہو گیا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم غالب آکر رہیں گے، اور آخر اللہ تعالیٰ نے اسلام کی روشنی میرے دل میں بھی ڈال دی۔ زہری نے بیان کیا کہ پھر ہرقل نے روم کے سرداروں کو بلایا اور انہیں ایک خاص کمرے میں جمع کیا، پھر ان سے کہا، اے معشر روم! کیا تم ہمیشہ کے لئے اپنی فلاح وہدایت چاہتے ہو اور یہ کہ تمہارا ملک تمہارے ہی ہاتھ میں رہے بیان کیا کہ یہ سنتے ہی وہ سب وحشی جانوروں کی طرح دروازے کی طرف بھاگے، دیکھا تو دروازہ بند تھا۔ پھر ہرقل نے سب کو اپنے پاس بلایا کہ انہیں میرے پاس لاؤ اور ان سے کہا کہ میں نے تو تمہیں آزمایا تھا کہ تم اپنے دین میں کتنے پختہ ہو، اب میں نے اس چیز کا مشاہدہ کر لیا جو مجھے پسند تھی (یعنی تمہاری دین مسیحی میں پختگی) چنانچہ سب درباریوں نے اسے سجدہ کیا اور اس سے خوش ہو گئے۔

بَاب لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ إِلَى (بِهِ عَلِيمٌ)

← حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رضی الله عنه يَقُولُ كَانَ أَبُو طَلْحَةَ أَكْثَرَ أَنْصَارِيٍّ بِالْمَدِينَةِ نَخْلًا ، وَكَانَ أَحَبُّ أَمْوَالِهِ إِلَيْهِ بَيْرُحَاءَ ، وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ ، وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَاءٍ فِيهَا طَيِّبٍ ، فَلَمَّا أُنْزِلَتْ (لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ) قَامَ أَبُو طَلْحَةَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، إِنَّ اللّٰهَ يَقُولُ (لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ) وَإِنَّ أَحَبَّ أَمْوَالِي إِلَيَّ بَيْرُحَاءَ وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلّٰهِ ، أَرْجُو بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ ، فَضَعْهَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ حَيْثُ أَرَاكَ اللّٰهُ

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم بَخٍ ، ذٰلِکَ مَالٌ رَابِحٌ ، ذٰلِکَ مَالٌ رَابِحٌ ، وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ ، وَاِنِّی اَرٰی اَنْ تَجْعَلَهَا فِی الْاَقْرَبِیْنَ قَالَ اَبُو طَلْحَةَ اَفْعَلُ یَا رَسُولَ اللّٰہِ فَقَسَمَهَا اَبُو طَلْحَةَ فِی اَقَارِبِهٖ وَبَنِی عَمِّهٖ قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوسُفَ وَرَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ ذٰلِکَ مَالٌ رَابِحٌ حَدَّثَنِی یَحْیَی بْنُ یَحْیَی قَالَ قَرَأْتُ عَلٰی مَالِکٍ مَالٌ رَایِحٌ

ترجمہ۔ ہم سے اسماعیل نے حدیث بیان کی، کہا کہ مجھ سے مالک نے حدیث بیان کی، ان سے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے، انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ نے بیان کیا کہ مدینہ میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس انصار میں سب سے زیادہ کھجور کے باغات تھے اور ''بیرحاء'' کا باغ اپنی تمام جائیداد میں انہیں سب سے زیادہ محبوب تھا یہ باغ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہی تھا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس میں تشریف لے جاتے اور اس کے شیریں اور طیب پانی کو پیتے۔ پھر جب آیت ''جب تک تم اپنی محبوب چیزوں کو خرچ نہ کرو گے (کامل) نیکی کے مرتبہ کو نہ پہنچ سکو گے'' نازل ہوئی تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اٹھے اور عرض کی، یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تک تم اپنی محبوب چیزوں کو خرچ نہ کرو گے نیکی کے مرتبہ کو نہ پہنچ سکو گے، اور میرا سب سے زیادہ محبوب مال ''بیرحاء'' ہے۔ اور یہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے، اللہ ہی سے میں اس کے ثواب و اجر کی توقع رکھتا ہوں، پس یا رسول اللہ! جہاں آپ مناسب سمجھیں اسے استعمال کریں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خوب یہ فانی ہی دولت تھی، یہ فانی ہی دولت تھی (اور تم نے اسے اللہ کے راستے میں دے کر ایک اچھے مصرف میں خرچ کر دیا ہے) جو کچھ تم نے کہا ہے وہ میں نے سن لیا اور میرا خیال ہے کہ تم اپنے عزیز و اقرباء کو اسے دے دو۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ میں ایسا ہی کروں گا۔ یا رسول اللہ! چنانچہ انہوں نے وہ باغ اپنے عزیزوں اور اپنے چچا زاد بھائیوں میں تقسیم کر دیا۔ عبداللہ بن یوسف اور روح بن عبادہ نے ''ذلک مال رابح'' (ربح سے) بیان کیا۔ مجھ سے یحییٰ بن یحییٰ نے حدیث بیان کی، کہا کہ میں نے مالک کے سامنے ''مال رائح'' (رواح سے) پڑھا تھا۔

''بخ' ذالک مال رابح'' یعنی بہت خوب یہ مال تو نفع والا ہے۔ ''بخ'' اسم فعل ہے۔ اس کلمہ کو مسرت اور تحسین کے موقع پر استعمال کرتے ہیں۔ بعض روایات میں رابح کی بجائے رائح ہے۔ یعنی مال تو فانی چیز ہے اسے اگر آخرت کے لیے ذخیرہ بنا لیا جائے تو نفع بخش چیز ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ الْاَنْصَارِیُّ قَالَ حَدَّثَنِی اَبِی عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ فَجَعَلَهَا لِحَسَّانَ وَاُبَیٍّ ، وَاَنَا اَقْرَبُ اِلَیْهِ ، وَلَمْ یَجْعَلْ لِی مِنْهَا شَیْئًا

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن عبداللہ نے حدیث بیان کی، ان سے انصاری نے حدیث بیان کی، کہا کہ مجھ سے میرے والد نے حدیث بیان کی، ان سے ثمامہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے وہ باغ حسان اور ابی رضی اللہ عنہما کو دے دیا تھا۔ میں ان دونوں حضرات سے ان کا زیادہ قریبی عزیز تھا، لیکن مجھے نہیں دیا۔

باب قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوْهَا اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِیْنَ

حَدَّثَنِی اِبْرَاهِیمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا اَبُو ضَمْرَةَ حَدَّثَنَا مُوسَی بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رضی

الله عنهما أَنَّ الْيَهُودَ جَاءُوا إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم بِرَجُلٍ مِنْهُمْ وَامْرَأَةٍ قَدْ زَنَيَا ، فَقَالَ لَهُمْ كَيْفَ تَفْعَلُونَ بِمَنْ زَنَى مِنْكُمْ قَالُوا نُحَمِّمُهُمَا وَنَضْرِبُهُمَا فَقَالَ لاَ تَجِدُونَ فِي التَّوْرَاةِ الرَّجْمَ فَقَالُوا لاَ نَجِدُ فِيهَا شَيْئًا فَقَالَ لَهُمْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلاَمٍ كَذَبْتُمْ (فَأْتُوا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ) فَوَضَعَ مِدْرَاسُهَا الَّذِي يُدَرِّسُهَا مِنْهُمْ كَفَّهُ عَلَى آيَةِ الرَّجْمِ ، فَطَفِقَ يَقْرَأُ مَا دُونَ يَدِهِ وَمَا وَرَاءَهَا ، وَلاَ يَقْرَأُ آيَةَ الرَّجْمِ ، فَنَزَعَ يَدَهُ عَنْ آيَةِ الرَّجْمِ فَقَالَ مَا هَذِهِ فَلَمَّا رَأَوْا ذَلِكَ قَالُوا هِيَ آيَةُ الرَّجْمِ فَأَمَرَ بِهِمَا فَرُجِمَا قَرِيبًا مِنْ حَيْثُ مَوْضِعُ الْجَنَائِزِ عِنْدَ الْمَسْجِدِ ، فَرَأَيْتُ صَاحِبَهَا يَجْنَأُ عَلَيْهَا يَقِيهَا الْحِجَارَةَ

ترجمہ۔ مجھ سے ابراہیم بن منذر نے حدیث بیان کی، ان سے ابوضمرہ نے حدیث بیان کی، ان سے موسیٰ بن عقبہ نے حدیث بیان کی، ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہ یہودی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے قبیلہ کے ایک مرد اور ایک عورت کو لائے جنہوں نے زنا کیا تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا اگر تم میں کوئی زنا کرے تو تم اس کے ساتھ کیا معاملہ کرتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم اس کا منہ کالا کر کے اسے مارتے پیٹتے ہیں، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا توریت میں رجم کا حکم نہیں موجود ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہم نے تو توریت میں اس طرح کی کوئی چیز نہیں دیکھی ہے، عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ (جو یہودیوں کے بہت بڑے عالم تھے) بولے کہ تم جھوٹ بول رہے ہو، توریت لاؤ اور اسے پڑھو، اگر تم سچے ہو۔ (جب توریت لائی گئی) تو ان کے ایک بہت بڑے عالم نے جو انہیں توریت پڑھایا کرتا تھا، آیت رجم پر اپنا ہاتھ رکھ لیا اور اس سے پہلے اور اس کے بعد کی عبارت پڑھنے لگا، لیکن آیت رجم نہیں پڑھی تھی۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اس کے ہاتھ کو آیت رجم پر سے ہٹا دیا اور اس سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ جب یہودیوں نے دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ آیت رجم ہے۔ پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اور ان دونوں کو مسجد نبوی کے قریب ہی، جہاں جنازے لا کر رکھے جاتے تھے، رجم کر دیا گیا۔ میں نے دیکھا کہ اس عورت کا ساتھی عورت کو پتھر سے بچانے کے لئے اس پر جھک جھک جاتا تھا۔

باب كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد "تم لوگ بہترین جماعت ہو جو لوگوں کے لئے پیدا کی گئی ہو۔"

یہ بھی احتمال ہے کہ "کنتم خیر امۃ" سے صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مراد ہیں اور یہ بھی احتمال ہے کہ پوری اُمت مراد ہو۔ اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مراد ہیں تو مطلب یہ ہوگا کہ صحابہ کرام بقیہ امت میں سب سے بہتر ہیں اور اگر پوری اُمت اس کی مخاطب ہے تو مطلب یہ ہوگا کہ دیگر اُمتوں کے مقابلہ میں اُمت محمد یہ سب سے بہتر ہے۔ ظاہر اور راجح یہی ہے کہ پوری اُمت کو اس کا مخاطب قرار دیا جائے۔

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَيْسَرَةَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه (كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ) قَالَ خَيْرَ النَّاسِ لِلنَّاسِ ، تَأْتُونَ بِهِمْ فِي السَّلاَسِلِ فِي أَعْنَاقِهِمْ حَتَّى يَدْخُلُوا فِي الإِسْلاَمِ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن یوسف نے حدیث بیان کی، ان سے سفیان نے، ان سے میسرہ نے، ان سے ابوحازم نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے آیت "تم لوگ بہترین جماعت ہو جو لوگوں کے لئے پیدا کی گئی ہو" کے متعلق فرمایا کہ کچھ لوگ دوسروں کے لئے نفع بخش ہیں کہ انہیں زنجیروں میں باندھ کر لاتے ہیں، اور بالآخر وہ اسلام میں داخل ہو جاتے ہیں۔

تشریح حدیث

اس روایت میں ہے کہ بہترین لوگ لوگوں کے لیے وہی ہیں جو ان کو بیڑیوں میں قید کر کے لاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اسلام میں داخل ہو جاتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اُمت محمدیہ کی خیر اُمت ہونے کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ اس اُمت کے مجاہدین کفار کو میدان جنگ سے قید کر کے لے آتے ہیں اور اس طرح ان مجاہدین کی قید میں بہت سارے کافر قیدی اسلام لے آتے ہیں اور ابدی سعادت کے مستحق ہو جاتے ہیں۔

باب إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنكُمْ أَنْ تَفْشَلَا

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رضی الله عنهما يَقُولُ فِينَا نَزَلَتْ (إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنكُمْ أَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا) قَالَ نَحْنُ الطَّائِفَتَانِ بَنُو حَارِثَةَ وَبَنُو سَلِمَةَ ، وَمَا نُحِبُّ وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً وَمَا يَسُرُّنِي أَنَّهَا لَمْ تَنْزِلْ لِقَوْلِ اللّٰهِ (وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا)

ترجمہ۔ ہم سے علی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی، ان سے سفیان نے حدیث بیان کی۔ کہا کہ عمرو نے بیان کیا، انہوں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ نے بیان کیا کہ ہمارے ہی بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی۔ جب تم سے دو جماعتیں اس کا خیال کر بیٹھی تھیں کہ ہمت ہار دیں، درآنحالیکہ اللہ دونوں کا مددگار تھا۔ بیان کیا کہ ہم دو جماعتیں بنو حارثہ اور بنو سلمہ تھے۔ اور ہم پسند نہیں کرتے۔ سفیان نے ایک مرتبہ اس طرح بیان کیا، اور ہمارے لئے کوئی مسرت کا مقام نہ تھا اگر یہ آیت نازل نہ ہوتی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس میں یہ بھی فرمایا ہے "درآنحالیکہ اللہ ان دونوں کا مددگار تھا۔"

باب لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ

اس آیت کے مختلف شانِ نزول بیان کیے گئے ہیں:

۱..... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفوان بن اُمیہ اور سہیل بن عمرو کے لیے بددُعا فرمائی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

۲..... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ولید بن ولید، سلمہ بن ہشام، عیاش بن ابی ربیعہ وغیرہ کے لیے دُعا فرمائی تھی اور ساتھ ہی کہا تھا "اللّٰهُمَّ اشْدُدْ وطأتك على مضر" اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

۳..... بعض حضرات نے کہا کہ جنگ اُحد میں ایک شخص کے پتھر مارنے سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر زخم آیا تھا۔ اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا "کیف یفلح قوم شجوا نبیهم" تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

۴..... امام زہری رحمۃ اللہ علیہ، امام طحاوی اور حافظ ابن حجر رحمہم اللہ نے نقل کیا ہے کہ رعل اور ذکوان کے قصہ میں یہ آیت نازل ہوئی۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان تمام واقعات کے پیش آنے کے بعد یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ کسی نے ایک واقعہ ذکر کر دیا اور کسی نے دوسرا واقعہ اور یہ بات بتادی کہ ایک آیت کے نزول کا سبب مختلف واقعات ہو سکتے ہیں۔

حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمٌ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فِي الرَّكْعَةِ الآخِرَةِ مِنَ الْفَجْرِ يَقُولُ اللَّهُمَّ الْعَنْ فُلاَنًا وَفُلاَنًا وَفُلاَنًا بَعْدَ مَا يَقُولُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ (لَيْسَ لَكَ مِنَ الأَمْرِ شَيْءٌ) إِلَى قَوْلِهِ (فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ) رَوَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ

ترجمہ۔ہم سے حبان بن موسیٰ نے حدیث بیان کی، انہیں عبداللہ نے خبر دی، انہیں معمر نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، ان سے سالم نے حدیث بیان کی، ان سے ان کے والد نے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ نے فجر کی دوسری رکعت کے رکوع سے سر اٹھا کر یہ بددعاء کی "اے اللہ! فلاں، فلاں اور فلاں (قبائل) کو اپنی رحمت سے دور رکھ دیجئے، یہ بددعاء آپ نے سمع اللہ لمن حمدہ اور ربنا لک الحمد کے بعد کی تھی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت نازل کی" آپ کو اس امر میں کوئی دخل نہیں۔" اللہ تعالیٰ کے ارشاد "فانهم ظلمون" تک۔ اس کی روایت اسحاق بن راشد نے زہری کے واسطے سے کی ہے۔

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضى الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَدْعُوَ عَلَى أَحَدٍ أَوْ يَدْعُوَ لأَحَدٍ قَنَتَ بَعْدَ الرُّكُوعِ ، فَرُبَّمَا قَالَ إِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ، اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ ، اللَّهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ ، وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ ، وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ ، اللَّهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ وَاجْعَلْهَا سِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ يَجْهَرُ بِذَلِكَ وَكَانَ يَقُولُ فِي بَعْضِ صَلاَتِهِ فِي صَلاَةِ الْفَجْرِ اللَّهُمَّ الْعَنْ فُلاَنًا وَفُلاَنًا لأَحْيَاءٍ مِنَ الْعَرَبِ ، حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ (لَيْسَ لَكَ مِنَ الأَمْرِ شَيْءٌ) الآيَةَ

ترجمہ۔ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے حدیث بیان کی، ان سے ابراہیم بن سعد نے حدیث بیان کی، ان سے ابن شہاب نے حدیث بیان کی، ان سے سعید بن مسیب اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی پر بددعا کرنا چاہتے یا کسی کے لئے دعا کرنا چاہتے تو رکوع کے بعد کرتے۔ سمع اللہ لمن حمدہ اللھم ربنا لک الحمد کے بعد بعض اوقات آپ نے یہ دعا بھی کی "اے اللہ ولید بن ولید، سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات دیجئے، اے اللہ! مضر والوں کو سختی کے ساتھ جھنجوڑ دیجئے اور ان میں ایسی قحط سالی لائیے جیسی یوسف علیہ السلام کے زمانے میں ہوئی تھی" آپ بلند آواز سے یہ دعا کرتے۔ اور آپ نماز فجر کی بعض رکعت میں یہ دعاء کرتے "اے اللہ! فلاں اور فلاں کو اپنی رحمت سے دور کر دیجئے" عرب کے چند خاص قبائل کے حق میں (یہ بددعاء آپ کرتے تھے) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آیت نازل کی کہ "آپ کو اس امر میں کوئی دخل نہیں۔"

باب قَوْلِهِ وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِي أُخْرَاكُمْ

وَهُوَ تَأْنِيثُ آخِرِكُمْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (إِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ) فَتْحًا أَوْ شَهَادَةً

اخراکم، آخرکم کی تانیث ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا دو سعادتوں میں سے ایک ہے، فتح یا شہادت۔

تشریح کلمات

"وهو تانیث آخرکم" آیت کریمہ ہے:"اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰی اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ یَدْعُوْکُمْ فِیْ اُخْرٰکُمْ" آیت کریمہ میں "اُخْرٰکُمْ" "آخِرِکُمْ" کی تانیث ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر اشکال کیا ہے کہ "اُخریٰ" "آخِر" کی تانیث نہیں ہے کیونکہ "آخَر" کی تانیث تو "آخرۃ" آتی ہے۔ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں ابوعبیدہ کی اتباع کی ہے اور ابوعبیدہ سے اس میں ذھول ہوا ہے۔

وقال ابن عباس: اِحْدَی الْحُسْنَیَیْنِ: فَتْحًا اَوْ شَهَادَةً

یعنی تم ہمارے ساتھ دو بھلائیوں میں سے ایک کا انتظار کرتے رہے یا تو ہم کو فتح ہوگی یا شہادت ہوگی۔

"اِحْدَی الْحُسْنَیَیْنِ" کا یہ کلمہ سورۃ آل عمران میں نہیں ہے بلکہ یہ آیت سورۃ براءت میں ہے "قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَا اِلَّا اِحْدَی الْحُسْنَیَیْنِ" علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کو یہاں ذکر نہیں کرنا چاہیے تھا چونکہ اس کو یہاں ذکر کرنے کی کوئی مناسبت نہیں ہے۔ بعض حضرات نے کہا کہ "اِحْدَی الْحُسْنَیَیْنِ" میں ایک بھلائی غزوۂ احد میں حاصل ہوئی تھی یعنی شہادت اور یہاں چونکہ ابواب غزوۂ اُحد کے متعلق چل رہے ہیں۔ اس مناسبت سے اس کا ذکر کیا ہے۔

← حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رضي الله عنهما قَالَ جَعَلَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم عَلَى الرَّجَّالَةِ يَوْمَ أُحُدٍ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ جُبَيْرٍ ، وَأَقْبَلُوا مُنْهَزِمِينَ ، فَذَاكَ إِذْ يَدْعُوهُمُ الرَّسُولُ فِي أُخْرَاهُمْ ، وَلَمْ يَبْقَ مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم غَيْرُ اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلاً

ترجمہ۔ ہم سے عمرو بن خالد نے حدیث بیان کی، ان سے زہیر نے حدیث بیان کی، ان سے ابواسحاق نے حدیث بیان کی، کہا کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ احد کی لڑائی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (تیراندازوں کے) پیدل دستے پر عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا تھا۔ پھر بہت سے مسلمانوں نے پیٹھ پھیر لی تھی، آیت "اور رسول تم کو پکار رہے تھے تمہارے پیچھے کی جانب سے" میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے، اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بارہ صحابہؓ کے سوا اور کوئی باقی نہیں رہا تھا۔

باب قَوْلِهٖ اَمَنَةً نُّعَاسًا

← حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَبُو يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسٌ أَنَّ أَبَا طَلْحَةَ قَالَ غَشِيَنَا النُّعَاسُ وَنَحْنُ فِي مَصَافِّنَا يَوْمَ أُحُدٍ قَالَ فَجَعَلَ سَيْفِي يَسْقُطُ مِنْ يَدِي وَآخُذُهُ ، وَيَسْقُطُ وَآخُذُهُ

ترجمہ۔ ہم سے اسحاق بن ابراہیم بن عبدالرحمن ابو یعقوب نے حدیث بیان کی، ان سے حسین بن محمد نے حدیث بیان کی، ان سے شیبان نے حدیث بیان کی، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابوطلحہ رضی اللہ

عنہ نے فرمایا" احد کی لڑائی میں جب ہم صف بستہ کھڑے تھے تو ہم پر غنودگی طاری ہوگئی تھی۔ بیان کیا کہ کیفیت یہ ہوگئی تھی کہ میری تلوار بار بار گرتی اور میں اسے اٹھاتا۔

باب قَوْلِهِ الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ

مِنْ بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا أَجْرٌ عَظِيمٌ (الْقَرْحُ) الْجِرَاحُ (اسْتَجَابُوا) أَجَابُوا يَسْتَجِيبُ يُجِيبُ

"اَلْقَرْحُ: اَلْجِرَاحُ" مذکورہ آیت میں "القرح" بمعنی الجراح ہے یعنی زخم۔

"اِسْتَجَابُوْا: اَجَابُوْا يَسْتَجِيبُ: يُجِيْبُ" امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "اِستجابو" کی تفسیر "اَجَابُوْا" سے کی ہے یہ بتانے کے لیے کہ یہاں "سین" طلب کے لیے نہیں ہے۔ اسی طرح "یستجیبُ" بمعنی "یُجیبُ" کے ہے۔

باب إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمُ الآيَةَ

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ أُرَاهُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ) قَالَهَا إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِينَ أُلْقِيَ فِي النَّارِ ، وَقَالَهَا مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وسلم حِينَ قَالُوا (إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ)

ترجمہ۔ ہم سے احمد بن یوسف نے حدیث بیان کی، میرا خیال ہے، کہ انہوں نے کہا کہ ہم سے ابوبکر نے حدیث بیان کی، ان سے ابوحصین نے اور ان سے ابوالضحیٰ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا "حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ" ہمارے لئے اللہ کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے) ابراہیم علیہ السلام نے کہا تھا، اس وقت جب آپ کو آگ میں ڈالا گیا تھا، اور یہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت کہا تھا جب (ابوسفیان کے آدمیوں نے مسلمانوں کو مرعوب کرنے کے لئے) کہا تھا کہ لوگ (یعنی قریش) نے تمہارے خلاف بڑا سامان اکٹھا کر رکھا ہے، ان سے ڈرو، لیکن اس نے ان کا (جوش) ایمان اور بڑھا دیا اور یہ لوگ بولے کہ ہمارے لئے اللہ کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے (حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ)۔

حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ آخِرَ قَوْلِ إِبْرَاهِيمَ حِينَ أُلْقِيَ فِي النَّارِ حَسْبِيَ اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ

ترجمہ۔ ہم سے مالک بن اسماعیل نے حدیث بیان کی، ان سے اسرائیل نے حدیث بیان کی، ان سے ابوحصین نے، ان سے ابوالضحیٰ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو آخری کلمہ آپ کی زبان مبارک سے یہ نکلا "حسبی اللہ و نعم الوکیل"۔

باب وَلَا يَحْسِبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ

بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ الْآيَةَ (سَيُطَوَّقُونَ) كَقَوْلِكَ طَوَّقْتُهُ بِطَوْقٍ

← حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُنِيرٍ سَمِعَ أَبَا النَّضْرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم مَنْ آتَاهُ اللَّهُ مَالاً فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ، مُثِّلَ لَهُ مَالُهُ شُجَاعًا أَقْرَعَ، لَهُ زَبِيبَتَانِ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يَأْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ يَعْنِي بِشِدْقَيْهِ يَقُولُ أَنَا مَالُكَ أَنَا كَنْزُكَ ثُمَّ تَلاَ هَذِهِ الْآيَةَ (وَلاَ يَحْسِبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ) إِلَى آخِرِ الْآيَةِ

ترجمہ۔ مجھ سے عبداللہ بن منیر نے حدیث بیان کی، انہوں نے ابوالنضر سے سنا، ان سے عبدالرحمن بن عبداللہ بن دینار نے حدیث بیان کی، ان سے ان کے والد نے، ان سے ابوصالح نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے اللہ تعالیٰ نے مال ودولت دی اور پھر اس نے اس کی زکوۃ نہیں ادا کی تو (آخرت میں) اس کا مال نہایت زہریلے سانپ کی صورت اختیار کرے گا جس کی آنکھوں کے اوپر دو نقطے ہوں گے اور وہی اس کی گردن میں ہار کی طرح پہنا دیا جائے گا۔ پھر وہ سانپ اس کے دونوں جبڑوں کو پکڑ کر کہے گا کہ میں ہی تیرا مال ہوں، میں ہی تیرا خزانہ ہوں، پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی" اور جو لوگ کہ اس مال میں بخل کرتے ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دے رکھا ہے" آخر آیت تک۔

باب وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ

أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيرًا

← حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رضى الله عنهما أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم رَكِبَ عَلَى حِمَارٍ عَلَى قَطِيفَةٍ فَدَكِيَّةٍ، وَأَرْدَفَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَرَاءَهُ، يَعُودُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فِي بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ قَالَ حَتَّى مَرَّ بِمَجْلِسٍ فِيهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُبَيٍّ، ابْنُ سَلُولَ، وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُبَيٍّ فَإِذَا فِي الْمَجْلِسِ أَخْلاَطٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُشْرِكِينَ عَبَدَةِ الأَوْثَانِ وَالْيَهُودِ وَالْمُسْلِمِينَ، وَفِي الْمَجْلِسِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَوَاحَةَ، فَلَمَّا غَشِيَتِ الْمَجْلِسَ عَجَاجَةُ الدَّابَّةِ خَمَّرَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُبَيٍّ أَنْفَهُ بِرِدَائِهِ، ثُمَّ قَالَ لاَ تُغَبِّرُوا عَلَيْنَا فَسَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم عَلَيْهِمْ ثُمَّ وَقَفَ فَنَزَلَ فَدَعَاهُمْ إِلَى اللَّهِ، وَقَرَأَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ أَيُّهَا الْمَرْءُ، إِنَّهُ لاَ أَحْسَنَ مِمَّا تَقُولُ، إِنْ كَانَ حَقًّا، فَلاَ تُؤْذِينَا بِهِ فِي مَجْلِسِنَا، ارْجِعْ إِلَى رَحْلِكَ، فَمَنْ جَاءَكَ فَاقْصُصْ عَلَيْهِ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَوَاحَةَ بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ،

فَاغْشَنَا بِهِ فِي مَجَالِسِنَا ، فَإِنَّا نُحِبُّ ذَلِكَ. فَاسْتَبَّ الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ وَالْيَهُودُ حَتَّى كَادُوا يَتَثَاوَرُونَ ، فَلَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يُخَفِّضُهُمْ حَتَّى سَكَنُوا ، ثُمَّ رَكِبَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم دَابَّتَهُ فَسَارَ حَتَّى دَخَلَ عَلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَا سَعْدُ أَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالَ أَبُو حُبَابٍ يُرِيدُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أُبَيٍّ قَالَ كَذَا وَكَذَا قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ، اعْفُ عَنْهُ وَاصْفَحْ عَنْهُ ، فَوَالَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ ، لَقَدْ جَاءَ اللَّهُ بِالْحَقِّ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ ، لَقَدِ اصْطَلَحَ أَهْلُ هَذِهِ الْبُحَيْرَةِ عَلَى أَنْ يُتَوِّجُوهُ فَيُعَصِّبُونَهُ بِالْعِصَابَةِ ، فَلَمَّا أَبَى اللَّهُ ذَلِكَ بِالْحَقِّ الَّذِي أَعْطَاكَ اللَّهُ شَرِقَ بِذَلِكَ ، فَذَلِكَ فَعَلَ بِهِ مَا رَأَيْتَ فَعَفَا عَنْهُ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم وَكَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَأَصْحَابُهُ يَعْفُونَ عَنِ الْمُشْرِكِينَ وَأَهْلِ الْكِتَابِ كَمَا أَمَرَهُمُ اللَّهُ ، وَيَصْبِرُونَ عَلَى الْأَذَى قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيرًا ﴾ الْآيَةَ ، وَقَالَ اللَّهُ ﴿ وَدَّ كَثِيرٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُمْ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ ، وَكَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَتَأَوَّلُ الْعَفْوَ مَا أَمَرَهُ اللَّهُ بِهِ ، حَتَّى أَذِنَ اللَّهُ فِيهِمْ ، فَلَمَّا غَزَا رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم بَدْرًا ، فَقَتَلَ اللَّهُ بِهِ صَنَادِيدَ كُفَّارِ قُرَيْشٍ قَالَ ابْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ ، وَمَنْ مَعَهُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ، وَعَبَدَةِ الْأَوْثَانِ هَذَا أَمْرٌ قَدْ تَوَجَّهَ فَبَايِعُوا الرَّسُولَ صلى الله عليه وسلم عَلَى الْإِسْلَامِ فَأَسْلَمُوا

ترجمہ۔ ہم سے ابوالیمان نے حدیث بیان کی، انہیں شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا۔ انہیں عروہ بن زبیر نے خبر دی اور انہیں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گدھے کی پشت پر فدک کا بنایا ہوا ایک موٹا کپڑا رکھنے کے بعد سوار ہوئے اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے بٹھایا، آپ بنو حارث بن خزرج میں سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے تشریف لے جارہے تھے، یہ جنگ بدر سے پہلے کا واقعہ ہے۔ راستہ میں ایک مجلس سے آپ گزرے جس میں عبداللہ بن ابی بن سلول (منافق) بھی موجود تھا، یہ عبداللہ بن ابی کے بظاہر اسلام لانے سے بھی پہلے کا واقعہ ہے۔ مجلس میں مسلمان اور مشرکین یعنی بت پرست اور یہودی سب طرح کے لوگ تھے انہیں میں عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ سواری کی (ٹاپوں سے گرد اڑی اور) مجلس والوں پر پڑی تو عبداللہ بن ابی نے چادر سے اپنی ناک بند کر لی اور کہنے لگا کہ ہم پر گرد نہ اڑاؤ، اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (بھی قریب پہنچ گئے اور) انہیں سلام کیا پھر آپ سواری سے اتر گئے اور اہل مجلس کو اللہ کی طرف بلایا اور قرآن کی آیتیں پڑھ کر سنائیں۔ اس پر عبداللہ بن ابی بن سلول کہنے لگا، میاں جو کلام آپ نے پڑھ کر سنایا اس سے عمدہ کلام کوئی نہیں ہوسکتا۔ اگرچہ یہ کلام بہت اچھا ہے پھر بھی ہماری مجلسوں میں آ آ کر ہمیں تکلیف نہ دیا کیجئے۔ اپنے گھر بیٹھئے، اگر کوئی آپ کے پاس جائے تو اسے اپنی باتیں سنایا کیجئے (یہ سن کر) عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ضرور، یا رسول اللہ! آپ ہماری مجلسوں میں تشریف لایا کیجئے ہم اسی کو پسند کرتے ہیں۔ اس کے بعد مسلمان، مشرکین اور یہودی آپس میں ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے لگے اور قریب تھا کہ دست و گریبان تک نوبت پہنچ جاتی لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں خاموش اور ٹھنڈا کرنے لگے اور آخر سب لوگ خاموش ہو گئے۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر سوار ہو کر وہاں سے چلے آئے اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے یہاں تشریف لے گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے بھی اس کا تذکرہ کیا کہ، سعد تم نے نہیں سنا، ابوحباب آپ کی مراد عبداللہ بن ابی بن سلول سے تھی۔ کیا کہہ رہا تھا، اس نے اس طرح کی باتیں کی ہیں، سعد بن عبادہ رضی

اللہ عنہ نے عرض کی، یارسول اللہ! اسے معاف فرمادیجئے اور اس سے درگزر کیجئے۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ پر کتاب نازل کی ہے اللہ نے آپ کے ذریعہ وہ حق بھیجا ہے جو اس نے آپ پر نازل کیا ہے، اس شہر (مدینہ) کے لوگ (آپ کے یہاں تشریف لانے سے پہلے) اس پر متفق ہو چکے تھے کہ اسے (عبداللہ بن ابی کو) تاج پہنا دیں اور (شاہی) عمامہ اس کے سر پر باندھ دیں، لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اس حق کے ذریعہ جو آپ کو اس نے عطا کیا ہے۔ اس باطل کو روک دیا تو اب وہ چڑ گیا ہے اور اس وجہ سے وہ معاملہ اس نے آپ کے ساتھ کیا جو آپ نے خود ملاحظہ فرمایا ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے معاف کردیا، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ مشرکین اور اہل کتاب سے درگزر کیا کرتے تھے اور ان کی اذیتوں پر صبر کیا کرتے تھے۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے" اور یقیناً تم بہت سی دلآزاری کی باتیں ان سے بھی سنو گے جنہیں تم سے پہلے کتاب مل چکی ہے اور ان سے بھی جو مشرک ہیں (اور اگر تم صبر کرو اور تقویٰ) اختیار کرو تو یہ تاکیدی احکام میں سے ہیں۔" اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا "بہت سے اہل کتاب تو دل ہی سے چاہتے ہیں کہ تمہیں ایمان (لے آنے) کے بعد پھر سے کافر بنالیں، حسد کی راہ سے جو ان کے نفسوں میں ہے۔" آخر آیت تک۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم تھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کفار کو معاف کردیا کرتے تھے، آخر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کے ساتھ (غزوہ کی) اجازت دی اور جب آپ نے غزوہ بدر کیا تو اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے مطابق کفار قریش کے سردار اس میں مارے گئے تو عبداللہ بن ابی بن سلول اور اس کے دوسرے مشرک اور بت پرست ساتھیوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اب تو معاملہ پلٹ گیا ہے، چنانچہ ان سب نے بھی (اپنے کفر کو چھپاتے ہوئے) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام پر بیعت کرلی اور اسلام میں (بظاہر) داخل ہو گئے۔

تشریح کلمات

"قَطِيفَة فَدَكِيَّة" قطیفہ موٹے کپڑے کو کہتے ہیں اور فَدَكِيَّة فدک کی طرف منسوب ہے یعنی مقام فدک کا موٹا کپڑا کمبل۔

"فَلَمَّا غَشِيَتِ الْمَجْلِسَ عَجَاجَةُ الدَّابَّةِ" "عجاجۃ" غبار کو کہتے ہیں یعنی مجلس پر سواری کی وجہ سے اٹھنے والا غبار چھا گیا۔

"خَمَّرَ عبدالله بن اُبی انفه برِ دائه" یعنی عبداللہ بن اُبی نے اپنی ناک اپنی چادر سے ڈھانپ لی۔ خمر کے معنی ڈھانپنے کے آتے ہیں۔ "لَا اَحْسَنَ مِمَّا تَقُوْلُ" اس میں لا نافیہ ہے لا نافیہ کی خبر محذوف ہے۔ "لا احسن كَائِنٌ مِمَّا تقولُ" "ولقد اصطلح اهل هذه الْبُحيرة علٰى ان يُتَوِّجُوْهُ فيعصوه بالعصابة" "بُحيرة" مدینہ منورہ کا نام ہے۔ "تَوَّجَ يُتَوِّجُ" کے معنی ہیں۔ تاج پہنانا یعنی مدینہ والوں نے اتفاق کرلیا تھا کہ اس کو تاج پہنائیں گے اور اس کے سر پر سرداری کا عمامہ باندھیں گے۔

"فَبَايَعُوا الرَّسُوْلَ صلى الله عليه وآله وسلم عَلَى الْاِسْلَامِ فَاَسْلَمُوْا" اس سے ظاہری اسلام مراد ہے کہ ان لوگوں نے حالات دیکھ کر ظاہری اسلام قبول کرلیا۔

باب لَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا أَتَوْا

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي

سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه أَنَّ رِجَالاً مِنَ الْمُنَافِقِينَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ إِذَا خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم إِلَى الْغَزْوِ تَخَلَّفُوا عَنْهُ ، وَفَرِحُوا بِمَقْعَدِهِمْ خِلَافَ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَإِذَا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم اعْتَذَرُوا إِلَيْهِ وَحَلَفُوا ، وَأَحَبُّوا أَنْ يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا ، فَنَزَلَتْ (لَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ) الآيَةَ

ترجمہ۔ہم سے سعید بن ابی مریم نے حدیث بیان کی، انہیں محمد بن جعفر نے خبردی، کہا کہ مجھ سے زید بن اسلم نے حدیث بیان کی، ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں منافقین یہ کیا کرتے تھے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوے کے لئے تشریف لے جاتے تو یہ آپ کے ساتھ نہ جاتے اور آپ کے علی الرغم غزوہ میں شریک نہ ہونے پر بہت خوش ہوا کرتے تھے لیکن جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم واپس آتے تو اعذار بیان کرنے پہنچتے اور قسمیں کھالیتے بلکہ اس کے بھی خواہش مندر رہتے کہ (مجاہدین کے ساتھ) ان کی بھی تعریف کی جائے، اس عمل پر جو یہ کرتے نہیں تھے۔ اسی پر یہ آیت نازل ہوئی "لا تحسبن الذین یفرحون" آخر آیت تک (ترجمہ گزر چکا)۔

حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ عَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ مَرْوَانَ قَالَ لِبَوَّابِهِ اذْهَبْ يَا رَافِعُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْ لَئِنْ كَانَ كُلُّ امْرِءٍ فَرِحَ بِمَا أُوتِيَ ، وَأَحَبَّ أَنْ يُحْمَدَ بِمَا لَمْ يَفْعَلْ ، مُعَذَّبًا ، لَنُعَذَّبَنَّ أَجْمَعُونَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَمَا لَكُمْ وَلِهَذِهِ إِنَّمَا دَعَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَهُودَ فَسَأَلَهُمْ عَنْ شَيْءٍ ، فَكَتَمُوهُ إِيَّاهُ ، وَأَخْبَرُوهُ بِغَيْرِهِ ، فَأَرَوْهُ أَنْ قَدِ اسْتَحْمَدُوا إِلَيْهِ بِمَا أَخْبَرُوهُ عَنْهُ فِيمَا سَأَلَهُمْ ، وَفَرِحُوا بِمَا أُوتُوا مِنْ كِتْمَانِهِمْ ، ثُمَّ قَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ (وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ) كَذَلِكَ حَتَّى قَوْلِهِ (يَفْرَحُونَ بِمَا أَتَوْا وَيُحِبُّونَ أَنْ يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا) تَابَعَهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا الْحَجَّاجُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ مَرْوَانَ بِهَذَا

ترجمہ۔مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے حدیث بیان کی، انہیں ہشام نے خبردی، انہیں ابن جریج نے خبردی، انہیں ابن ابی ملیکہ نے اور انہیں علقمہ بن وقاص نے خبردی کہ مروان بن حکم نے (جب وہ مدینہ کے امیر تھے) اپنے بواب سے کہا کہ اے رافع ابن عباس رضی اللہ عنہ کے یہاں جاؤ اور ان سے پوچھو کہ اگر ہر شخص کو، جو اپنے کئے پر خوش ہو اور چاہتا ہو کہ جو عمل اس نے نہیں کیا ہے اس پر بھی اس کی تعریف کی جائے عذاب ہوگا پھر تو ہم میں سے کوئی بھی عذاب سے نہ بچ سکےگا (کیونکہ آیت کے ظاہر سے یہی مفہوم ہوتا ہے) ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم لوگ یہ سوال کیوں اٹھاتے ہو، وہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو بلایا تھا اور ان سے ایک چیز پوچھی تھی (جو ان کی آسمانی کتاب میں موجود تھی) انہوں نے اصل اور حقیقت کو چھپایا اور دوسری چیز بیان کردی، اس کے باوجود اس کے خواہش مند رہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوال کے جواب میں جو کچھ انہوں نے بتایا ہے اس پر ان کی تعریف کی جائے اور ادھر اصل حقیقت کو چھپا کر بھی بڑے خوش تھے، پھر ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تلاوت کی" (اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے) جب اللہ نے اہل کتاب سے عہد لیا تھا کہ کتاب کو پوری طرح ظاہر کردینا، لوگوں پر" ارشاد" جو لوگ اپنے کرتوتوں پر خوش ہوتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ جو کام نہیں کئے ہیں ان پر بھی ان کی تعریف کی جائے۔ اس روایت میں متابعت عبدالرزاق نے ابن جریج کے واسطے

سے کی، ان سے ابن مقاتل نے حدیث بیان کی، انہیں حجاج نے خبر دی، انہیں ابن جریج نے، انہیں ابن ابی ملیکہ نے خبر دی، انہیں حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف نے خبر دی، مروان کے اوپر کی حدیث کی طرح۔

باب قَوْلِهِ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ الآيَةَ

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے آگے سورۃ النساء تک مختلف ابواب کے تحت وہی ایک حدیث لیلۃ المبیت والی ذکر کی ہے۔

یہ مبیت والا واقعہ فتح مکہ کے بعد کا ہے جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اپنی خالہ ام المومنین حضرت میمونہ کے ہاں گئے اور وہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رات کے معمولات دیکھے۔ ان میں ایک معمول یہ بیان کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جاگنے کے بعد آسمان کی طرف نظر اٹھائی اور سورۃ آل عمران کی آیت "إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ......" سے لے کر اختتام سورۃ تک گیارہ آیات تلاوت کیں۔ یہاں روایت میں دس آیات کا ذکر آیا ہے۔ تو گویا روایت میں کسر کو حذف کر دیا گیا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی رات کو بیدار ہو تو اتباع سنت میں یہ آیات پڑھ لینی چاہئیں۔

← حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ بِتُّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ، فَتَحَدَّثَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم مَعَ أَهْلِهِ سَاعَةً ثُمَّ رَقَدَ، فَلَمَّا كَانَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الآخِرُ قَعَدَ فَنَظَرَ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ (إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ) ، ثُمَّ قَامَ فَتَوَضَّأَ وَاسْتَنَّ ، فَصَلَّى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً ، ثُمَّ أَذَّنَ بِلَالٌ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ، ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ

ترجمہ۔ ہم سے سعید بن ابی مریم نے حدیث بیان کی، انہیں محمد بن جعفر نے خبر دی، کہا کہ مجھے شریک بن عبداللہ بن ابی نمر نے خبر دی، انہیں کریب نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں ایک رات اپنی خالہ (ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر سویا، پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اہل (میمونہ رضی اللہ عنہا) کے ساتھ تھوڑی دیر تک بات چیت کی (جب آپ رات کے وقت گھر میں تشریف لائے) پھر سو گئے، جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی تھا تو آپ اٹھ کر بیٹھ گئے اور آسمان کی طرف نظر کی اور یہ آیت تلاوت کی "بے شک آسمان اور زمین کی پیدائش اور دن رات کے ادل بدل میں اہل عقل کے لئے (بڑی) نشانیاں ہیں۔" اس کے بعد آپ کھڑے ہوئے اور وضو کی اور مسواک کی، پھر گیارہ رکعتیں پڑھیں۔ جب بلال رضی اللہ عنہ نے (فجر کی) اذان دی تو آپ نے دو رکعت (فجر کی سنت) پڑھی، اور باہر تشریف لائے اور فجر کی نماز پڑھائی۔

باب الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ

قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَى جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ

یہ (یعنی وہ اہل عقل جن کا ذکر اوپر کی آیت میں ہوا) ایسے ہیں کہ جو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر (برابر) یاد کرتے رہتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے رہتے ہیں۔"

← حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ بِتُّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ فَقُلْتُ لَأَنْظُرَنَّ إِلَى صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله

عليه وسلم فَطَرَحْتُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وِسَادَةً ، فَنَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِي طُولِهَا ، فَجَعَلَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ ، ثُمَّ قَرَأَ الآيَاتِ الْعَشْرَ الأَوَاخِرَ مِنْ آلِ عِمْرَانَ حَتَّى خَتَمَ ، ثُمَّ أَتَى شَنًّا مُعَلَّقًا ، فَأَخَذَهُ فَتَوَضَّأَ ، ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي ، فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ ثُمَّ جِئْتُ فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ ، فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى رَأْسِي ، ثُمَّ أَخَذَ بِأُذُنِي ، فَجَعَلَ يَفْتِلُهَا ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ ، ثُمَّ أَوْتَرَ

ترجمہ۔ ہم سے علی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی، ان سے عبدالرحمٰن بن مہدی نے حدیث بیان کی، ان سے مالک بن انس نے، ان سے مخرمہ بن سلیمان نے، ان سے کریب نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں ایک رات اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے یہاں سویا، ارادہ یہ تھا کہ آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز دیکھوں گا۔ میں نے آپ کے لئے گدا بچھا دیا اور آپ اس کے طول میں لیٹ گئے پھر (جب آپ آخری رات میں بیدار ہوئے تو) چہرہ مبارک پر ہاتھ پھیر کر نیند کے آثار دور کرنے لگے، پھر آل عمران کی آخری آیات ختم تک پڑھیں۔ اس کے بعد آپ ایک مشکیزے کے پاس آئے اور اس سے پانی لے کر وضو کیا نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو گئے، میں بھی کھڑا ہو گیا۔ اور جو کچھ آپ نے کیا تھا وہی سب کچھ میں نے بھی کیا اور آپ کے پاس آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں کھڑا ہو گیا؟ آپ نے میرے سر پر اپنا ہاتھ رکھا اور کان کو پکڑ کر ملنے لگے، پھر آپ نے دو رکعت نماز پڑھی، پھر دو رکعت پڑھی، پھر دو رکعت نماز پڑھی، پھر دو رکعت نماز پڑھی، پھر دو رکعت پڑھی اور پھر دو رکعت پڑھی، پھر وتر پڑھی۔

باب رَبَّنَا إِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ

← حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَاتَ عِنْدَ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَهِيَ خَالَتُهُ قَالَ فَاضْطَجَعْتُ فِي عَرْضِ الْوِسَادَةِ ، وَاضْطَجَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَأَهْلُهُ فِي طُولِهَا ، فَنَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم حَتَّى انْتَصَفَ اللَّيْلُ ، أَوْ قَبْلَهُ بِقَلِيلٍ ، أَوْ بَعْدَهُ بِقَلِيلٍ ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَجَعَلَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ بِيَدَيْهِ ، ثُمَّ قَرَأَ الْعَشْرَ الآيَاتِ الْخَوَاتِمَ مِنْ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ ، ثُمَّ قَامَ إِلَى شَنٍّ مُعَلَّقَةٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا ، فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ ، ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي ، فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ ، ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ ، فَوَضَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رَأْسِي ، وَأَخَذَ بِأُذُنِي بِيَدِهِ الْيُمْنَى يَفْتِلُهَا ، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ، ثُمَّ أَوْتَرَ ، ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتَّى جَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ ، فَقَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ، ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ

ترجمہ۔ ہم سے علی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی، ان سے معن بن عیسیٰ نے حدیث بیان کی، ان سے مالک نے حدیث بیان کی، ان سے مخرمہ بن سلیمان نے، ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے مولا کریب نے اور انہیں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے خبر دی، کہ ایک رات آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر سوئے جو آپ کی خالہ تھیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں بستر کے عرض میں لیٹا۔ (پائتیں یا سرہانے، اس وقت آپ کی عمر بہت کم تھی) اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل طول میں لیٹے۔ پھر حضور اکرم سو گئے اور آدھی رات میں یا اس سے

تھوڑی دیر پہلے یا بعد میں آپ بیدار ہوئے اور چہرہ پر ہاتھ پھیر کر نیند کے آثار ختم کئے، پھر سورۂ آل عمران کی آخری دس آیتوں کی تلاوت کی۔ اس کے بعد آپ اٹھ کر مشکیزے کے قریب تشریف لے گئے جو لٹکا ہوا تھا، اور اس کے پانی سے وضو کیا، تمام آداب و ارکان کی پوری رعایت کے ساتھ، اور نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ میں نے بھی آپ ہی کی طرح (وضو وغیرہ) کیا اور آپ کے پہلو میں جا کر کھڑا ہو گیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا داہنا ہاتھ میرے سر پر رکھا اور اسی ہاتھ سے میرا کان پکڑ کر ملنے لگے، پھر آپ نے دو رکعت نماز پڑھی، پھر دو رکعت پڑھی، پھر دو رکعت پڑھی، پھر دو رکعت پڑھی، پھر دو رکعت پڑھی اور پھر دو رکعت پڑھی اور آخر میں وتر پڑھی۔ اس سے فارغ ہو کر آپ لیٹ گئے، پھر جب مؤذن آئے تو آپ اٹھے اور دو ہلکی (فجر کی سنت کی) رکعتیں پڑھیں اور نماز کے لئے باہر تشریف لے گئے۔

باب رَبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْإِيمَانِ الآيَةَ

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَاتَ عِنْدَ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَهِيَ خَالَتُهُ قَالَ فَاضْطَجَعْتُ فِي عَرْضِ الْوِسَادَةِ، وَاضْطَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم وَأَهْلُهُ فِي طُولِهَا، فَنَامَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم حَتَّى إِذَا انْتَصَفَ اللَّيْلُ، أَوْ قَبْلَهُ بِقَلِيلٍ، أَوْ بَعْدَهُ بِقَلِيلٍ، اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَجَلَسَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ بِيَدِهِ، ثُمَّ قَرَأَ الْعَشْرَ الآيَاتِ الْخَوَاتِمَ مِنْ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ، ثُمَّ قَامَ إِلَى شَنٍّ مُعَلَّقَةٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا، فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ، ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ، ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ، فَوَضَعَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رَأْسِي، وَأَخَذَ بِأُذُنِي الْيُمْنَى يَفْتِلُهَا، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ أَوْتَرَ ثُمَّ، اضْطَجَعَ حَتَّى جَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ، فَقَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ، ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ

ترجمہ۔ ہم سے قتیبہ بن سعید نے حدیث بیان کی۔ ان سے مالک نے، ان سے مخرمہ بن سلیمان نے، ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے مولا کریب نے اور انہیں ابن عباس رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ آپ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر سوئے، میمونہ رضی اللہ عنہا آپ کی خالہ تھیں۔ بیان کیا کہ میں بستر کے عرض میں لیٹ گیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اہل طول میں لیٹے، پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے اور آدھی رات میں یا اس سے تھوڑی دیر پہلے یا تھوڑی دیر بعد آپ بیدار ہوئے اور بیٹھ کر چہرہ پر نیند کے آثار دور کرنے کے لئے ہاتھ پھیرنے لگے اور سورۂ آل عمران کی آخری دس آیات پڑھیں۔ اس کے بعد آپ مشکیزہ کے پاس گئے جو لٹکا ہوا تھا، اس سے وضو کیا، تمام آداب کی رعایت کے ساتھ، پھر نماز کے لئے کھڑے ہوئے، ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں بھی اٹھا اور میں نے بھی آپ کی طرح کیا اور جا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں کھڑا ہو گیا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا داہنا ہاتھ میرے سر پر رکھا، اور میرے داہنے کان کو پکڑ کر ملنے لگے، پھر آپ نے دو رکعت نماز پڑھی، پھر دو رکعت پڑھی، پھر دو رکعت پڑھی، پھر دو رکعت پڑھی، پھر دو رکعت پڑھی، پھر دو رکعت پڑھی اور آخر میں انہیں وتر بنایا۔ پھر لیٹ گئے اور جب مؤذن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ اٹھے اور دو خفیف رکعتیں پڑھ کر باہر تشریف لے گئے اور صبح کی نماز پڑھائی۔

سُوْرَةُ النِّسَاءِ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَسْتَنْكِفُ يَسْتَكْبِرُ قِوَامًا قِوَامُكُمْ مِنْ مَعَايِشِكُمْ (لَهُنَّ سَبِيلاً) يَعْنِي الرَّجْمَ لِلثَّيِّبِ وَالْجَلْدَ لِلْبِكْرِ ، وَقَالَ غَيْرُهُ (مَثْنَى وَثُلَاثَ) يَعْنِي اثْنَتَيْنِ وَثَلَاثًا وَأَرْبَعًا ، وَلَا تُجَاوِزُ الْعَرَبُ رُبَاعَ

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ (قرآن مجید کی آیت میں) یستنکف ، یستکبر کے معنی میں ہے قواما (قیما) یعنی جس پر تمہارے معاش کی بنیاد قائم ہے۔ "لهن سبيلا" یعنی شادی شدہ کے لئے رجم اور کنوارے کے لئے کوڑے کی سزا (جب وہ زنا کا ارتکاب کریں) اور دوسرے حضرات نے کہا کہ (آیت میں) مثنی وثلاث ورباع سے مراد ہے دو دو تین تین اور چار چار۔ اہل عرب رباع سے آگے، (اس وزن پر) استعمال نہیں کرتے۔

تشریح کلمات

"قال ابن عباس: يَسْتَنْكِفُ: يَسْتَكْبِرُ" آیت کریمہ ہے "لَنْ يَسْتَنْكِفَ الْمَسِيحُ أَنْ يَكُونَ عَبْدًا لِلَّهِ وَلَا الْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ وَمَنْ يَسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهِ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ إِلَيْهِ جَمِيعًا" حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے "يَسْتَنْكِفُ" کی تفسیر "يَسْتَكْبِرُ" سے کی ہے۔

قِوَامًا: قوامكم من معايشكم

آیت کریمہ ہے "وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا وَارْزُقُوهُمْ فِيهَا" "قِوَامًا" کی تفسیر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے "قوامكم من معايشكم" یعنی وہ چیزیں جن کے ذریعے معیشت اور زندگی کا قیام ہوتا ہے۔

لَهُنَّ سَبِيلاً: يعني الرجم للثيب والجلد للبكر

آیت کریمہ ہے: "وَاللَّاتِي يَأْتِينَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِسَائِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوا عَلَيْهِنَّ أَرْبَعَةً مِنْكُمْ فَإِنْ شَهِدُوا فَأَمْسِكُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ حَتَّى يَتَوَفَّاهُنَّ الْمَوْتُ أَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلاً"

ابتداء اسلام میں زنا کرنے والی عورتوں کو سزا کے طور پر حبس فی البیوت کا حکم تھا لیکن یہ حکم پھر منسوخ ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے دوسرا راستہ بتایا کہ ثیبہ کو رجم کیا جائے اور باکرہ کو کوڑے لگائے جائیں گے۔

وقال غيره مثنى وثلاث ورباع يعني اثنين وثلاثا واربعا ولا تجاوز العرب رباع

غیرہ کی ضمیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف لوٹ رہی ہے اور یہ تفسیر ابو عبیدہ نے مجاز القرآن میں کی ہے۔ اشکال

ہوتا ہے کہ "مَثْنٰی وَثُلٰثَ" کے معنی میں تو تکرار ہوتا ہے۔ انہوں نے تفسیر میں اس تکرار کا ذکر نہیں کیا۔ اس کے جواب میں یا تو کہا جائے کہ بر بنائے شہرت انہوں نے تکرار کو ذکر نہیں کیا اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان کے نزدیک اس کے معنی میں تکرار نہ ہو۔

اس کے بعد امام صاحب نے فرمایا کہ یہ عدد "رُبَاعَ" تک استعمال کیا جاتا ہے۔ آگے خماس وغیرہ کا استعمال نہیں کرتے لیکن اس سلسلہ میں نحویوں کا اختلاف ہے کوئی کہتے ہیں کہ "رُبَاعَ" سے آگے بھی "عشار" تک استعمال کیا جا سکتا ہے جبکہ بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اہل عرب سے "رُبَاعَ" تک استعمال منقول ہے اس لیے صرف یہیں تک استعمال کیا جائے گا۔ راجح قول بصریوں کا ہے۔

ایک غلط استدلال اور اس کا جواب

قرآن حکیم کی اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے بعض اہل ظاہر اور خوارج نے کہا کہ اس آیت سے نو عورتوں کے ساتھ نکاح کا جواز ثابت ہوتا ہے کیونکہ اس میں واؤ جمع کے لیے ہے۔ لہٰذا دو، تین اور چار کل نو ہوئے۔ اس کی تائید انہوں نے اس سے بھی کی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی نو شادیاں کی تھیں لیکن ان حضرات کا یہ استدلال جہالت پر مبنی ہے۔ سنت اور اجماع اُمت کے خلاف ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین اور تبع تابعین میں سے کسی سے بھی چار سے زیادہ عورتوں کے ساتھ نکاح ثابت نہیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مؤطا میں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں روایت نقل کی ہے کہ غیلان بن اُمیہ ثقفی اسلام لائے تو ان کے پاس دس عورتیں تھیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: "اختر منهنّ اربعا، وفارق سائرهن"

اسی طرح حارث بن قیس نے اسلام قبول کیا تو ان کے پاس آٹھ عورتیں تھیں۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اختر منهنّ اربعًا"

باقی رہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نو نکاح کرنا تو یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے تھا۔

باب وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لاَ تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى

← حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَجُلاً كَانَتْ لَهُ يَتِيمَةٌ فَنَكَحَهَا، وَكَانَ لَهَا عَذْقٌ، وَكَانَ يُمْسِكُهَا عَلَيْهِ، وَلَمْ يَكُنْ لَهَا مِنْ نَفْسِهِ شَيْءٌ فَنَزَلَتْ فِيهِ (وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لاَ تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى) أَحْسِبُهُ قَالَ كَانَتْ شَرِيكَتَهُ فِي ذَلِكَ الْعَذْقِ وَفِي مَالِهِ

ترجمہ۔ ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے حدیث بیان کی، انہیں ہشام نے خبر دی، ان سے ابن جریج نے بیان کیا، انہیں ہشام بن عروہ نے خبر دی، انہیں ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک صاحب کی پرورش میں ایک یتیم لڑکی تھی، پھر انہوں نے اس سے نکاح کر لیا، اس یتیم لڑکی کی ملکیت میں کھجور کا ایک باغ تھا، اسی بات کی وجہ سے انہوں نے اس سے نکاح کیا تھا، حالانکہ دل میں اس سے کوئی تعلق نہ تھا۔ اس سلسلے میں یہ آیت نازل ہوئی کہ "اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم یتیموں کے باب میں انصاف نہ کر سکو گے" میرا خیال ہے کہ عروہ نے بیان کیا کہ اس باغ میں اور اس کے مال میں بھی وہ یتیم لڑکی شریک کی حیثیت رکھتی تھی۔

شانِ نزول

یہاں باب کی دونوں روایات میں اس آیت کا شانِ نزول بیان کیا گیا ہے۔

اَحْسِبُہ: قال: کانت شریکتہ فِی ذٰلک العَذق وفِی مالہ

ہشام کہتے ہیں میرا خیال ہے حضرت عروہ نے کہا کہ اس باغ میں اور اس شخص کے مال میں وہ یتیم لڑکی اس کے ساتھ شریک تھی۔ "احسبہ" کے قائل ابن جریج کے شاگرد ہشام ہیں اور قال کی ضمیر عروہ کی طرف راجع ہے۔

← حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى ﴿ وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى ﴾ فَقَالَتْ يَا ابْنَ أُخْتِي، هَذِهِ الْيَتِيمَةُ تَكُونُ فِي حَجْرِ وَلِيِّهَا، تَشْرَكُهُ فِي مَالِهِ وَيُعْجِبُهُ مَالُهَا وَجَمَالُهَا، فَيُرِيدُ وَلِيُّهَا أَنْ يَتَزَوَّجَهَا، بِغَيْرِ أَنْ يُقْسِطَ فِي صَدَاقِهَا، فَيُعْطِيَهَا مِثْلَ مَا يُعْطِيهَا غَيْرُهُ، فَنُهُوا عَنْ أَنْ يَنْكِحُوهُنَّ، إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا لَهُنَّ، وَيَبْلُغُوا لَهُنَّ أَعْلَى سُنَّتِهِنَّ فِي الصَّدَاقِ، فَأُمِرُوا أَنْ يَنْكِحُوا مَا طَابَ لَهُمْ مِنَ النِّسَاءِ سِوَاهُنَّ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ وَإِنَّ النَّاسَ اسْتَفْتَوْا رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بَعْدَ هَذِهِ الْآيَةِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿ وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ ﴾ قَالَتْ عَائِشَةُ وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالَى فِي آيَةٍ أُخْرَى ﴿ وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ ﴾ رَغْبَةُ أَحَدِكُمْ عَنْ يَتِيمَتِهِ حِينَ تَكُونُ قَلِيلَةَ الْمَالِ وَالْجَمَالِ قَالَتْ فَنُهُوا أَنْ يَنْكِحُوا عَنْ مَنْ رَغِبُوا فِي مَالِهِ وَجَمَالِهِ فِي يَتَامَى النِّسَاءِ، إِلَّا بِالْقِسْطِ، مِنْ أَجْلِ رَغْبَتِهِمْ عَنْهُنَّ إِذَا كُنَّ قَلِيلَاتِ الْمَالِ وَالْجَمَالِ

ترجمہ۔ ہم نے عبدالعزیز بن عبداللہ نے حدیث بیان کی، ان سے ابراہیم بن سعد نے حدیث بیان کی، ان سے صالح بن کیسان نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہیں عروہ بن زبیر نے خبر دی آپ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اللہ کا ارشاد" اور اگر تمہیں خوف ہو کہ تم یتیموں کے باب میں انصاف نہ کرسکو گے" کے متعلق پوچھا تھا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میری بہن کے بیٹے!! یہ ایسی یتیم لڑکی کے متعلق ہے جو اپنے ولی کی زیر پرورش ہو اور اس کے مال میں بھی شریک کی حیثیت رکھتی ہو، ادھر ولی اس مال پر بھی نظر رکھتا ہو اور اس کے جمال سے بھی لگاؤ ہو، لیکن اس کے مہر کے بارے میں انصاف سے کام لئے بغیر اس سے نکاح کرنا چاہتا ہو اور اتنا مہر اسے نہ دینا چاہتا ہو، جتنا دوسرے دے سکتے ہوں تو ایسے لوگوں کو روکا گیا ہے کہ وہ ایسی یتیم لڑکیوں سے اسی صورت میں نکاح کرسکتے ہیں جب ان کے ساتھ انصاف کریں اور ویسی لڑکیوں کا جتنا مہر معاشرہ میں ہوتا ہے اس میں سب سے اعلیٰ اور بہترین صورت اختیار کریں، ورنہ ان کے علاوہ جن دوسری عورتوں سے بھی ان کا جی چاہے وہ نکاح کرسکتے ہیں۔ عروہ نے بیان کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اس آیت کے نازل ہونے کے بعد پھر صحابہؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی "وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ" عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ دوسری آیت میں "وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ" سے یہ مراد ہے کہ جب کسی کی زیر پرورش یتیم لڑکی کے پاس مال بھی کم ہو اور جمال بھی کم ہو تو وہ اس سے نکاح کرنے سے بچتا ہے، آپ نے فرمایا کہ اس لئے انہیں ان یتیم لڑکیوں سے نکاح کرنے سے

بھی روکا گیا جو صاحب مال و جمال ہوں، لیکن اگر انصاف کر سکیں۔ (تو ان سے نکاح کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں) یہ حکم خاص طور سے اس لئے بھی ہے کہ اگر وہ صاحب مال و جمال نہ ہوتیں تو بھی ان سے نکاح کرنا پسند نہ کرتے۔

باب وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ

فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ فَأَشْهِدُوا عَلَيْهِمْ الآيَةَ (وَبِدَارًا) مُبَادَرَةً (أَعْتَدْنَا) أَعْدَدْنَا، أَفْعَلْنَا مِنَ الْعَتَادِ

اور جب ان کے حوالے کرنے لگو تو ان پر گواہ بھی کر لیا کرو، آخر آیت تک۔ بدارا بمعنی مبادرۃ اعتدنا بمعنی اعددنا، عتاد سے افعلنا کے وزن پر۔ "وبدارا: مبادرۃ" آیت میں ہے: "وَلَا تَأْكُلُوهَا إِسْرَافًا وَبِدَارًا" بدار کا معنی مبادرۃ سے کیا ہے یعنی ان یتامیٰ کے اموال میں نہ تو تم اسراف کرو اور نہ ہی اس اندیشہ سے جلدی جلدی کھاؤ کہ یہ بڑے ہو جائیں گے تو پھر مال ان کے حوالے کرنا پڑے گا۔

اعتدنا: أَعْدَدْنَا، أَفْعَلْنَا مِنَ الْعَتَادِ

آیت میں ہے "أُولَٰئِكَ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا" فرماتے ہیں "أَعْتَدْنَا" اور "أَعْتَدْنَا" دونوں کے ایک ہی معنی ہیں۔ اعتدنا باب افعال سے ہے اور اس کا مادہ عتاد ہے۔ اعتدنا "تعید" سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں "الشيء المعد" وہ شی جو تیار کی گئی ہو۔

یتیم کے مال کا حکم

یتیم کا ولی اگر مال دار ہے تو اس کو یتیم کے مال میں سے کچھ لینے کی اجازت نہیں ہے اور اگر یتیم کا ولی فقیر ہے تو وہ لے سکتا ہے یا نہیں؟ اس میں مختلف اقوال ہیں۔

۱۔ جمہور کا قول یہ ہے کہ یتیم کا ولی اگر محتاج اور فقیر ہے تو بقدر ضرورت یتیم کے مال میں سے لے سکتا ہے۔ حنفیہ کا ایک قول یہی ہے اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مسلم میں اسی کو امام شافعی کا مذہب قرار دیا ہے۔

ان حضرات کی دلیل ایک تو یہ آیت ہے "وَانْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ" یعنی یتیم کا ولی اگر فقیر ہے تو وہ مال یتیم سے بقدر ضرورت لے سکتا ہے۔

دوسری دلیل عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ کے طریق سے امام ابو داؤد، امام نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میں فقیر ہوں، یتیم کا مال میرے پاس ہے میں اس سے کھا سکتا ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی۔

۲۔ دوسرا قول یہ ہے کہ یتیم کا ولی یتیم کے مال سے بقدر ضرورت قرضہ لے سکتا ہے لیکن مال دار ہوتے پر وہ مال واپس کردے گا۔ یہ قول حضرت عمر رضی اللہ عنہ، ابن عباس، ابن جبیر اور امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے اور علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی مذہب نقل کیا ہے۔

۳۔ تیسرا قول یہ ہے کہ مطلقاً یتیم کا ولی مالِ یتیم سے نہیں لے سکتا نہ بطورِ قرض کے اور نہ بغیر قرض کے۔ ابوبکر جصاص نے احکام القرآن میں حنفیہ کا یہی مذہب نقل کیا ہے۔

اس صورت میں سوال ہوگا کہ "وَاِنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ" کا پھر کیا مطلب ہے؟ تو اس میں دو قول ہیں۔ پہلا قول مجاہد کا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت منسوخ ہوگئی ہے اس کے لیے ناسخ سورۃ النساء کی دوسری آیت ہے۔ "يايها الذين امنوا لا تاكلوا اموالكم بينكم بالباطل الا ان تكون تجارة عن تراض منكم" دوسرا قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ہے اور ابوبکر جصاص نے احکام القرآن میں اسی تفسیر کو اختیار کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: "وَاِنْ كَانَ فقيرا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ" میں مالِ یتیم کھانے کی اجازت نہیں دی گئی ہے بلکہ اپنے مال کو ٹھیک اور معتدل طریقہ سے استعمال کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر یتیم کا ولی فقیر ہو تو اپنے مال کو معروف طریقہ سے اس طرح استعمال میں لائے کہ یتیم کے مال کی طرف اس کو حاجت نہ پڑے۔

← حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها فِي قَوْلِهِ تَعَالَى (وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ) أَنَّهَا نَزَلَتْ فِي مَالِ الْيَتِيمِ إِذَا كَانَ فَقِيرًا، أَنَّهُ يَأْكُلُ مِنْهُ مَكَانَ قِيَامِهِ عَلَيْهِ، بِمَعْرُوفٍ

ترجمہ۔ ہم سے اسحاق نے حدیث بیان کی، انہیں عبداللہ بن نمیر نے خبر دی، ان سے ہشام نے حدیث بیان کی، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد "بلکہ جو شخص خوشحال ہو وہ اپنے کو بالکل روکے رکھے، البتہ جو شخص نادار ہو وہ مناسب مقدار میں کھا سکتا ہے کے بارے میں فرمایا کہ یہ آیت یتیم کے بارے میں نازل ہوئی تھی کہ اگر ولی نادار ہو تو یتیم کی پرورش اور دیکھ بھال کے بدلے میں مناسب مقدار میں (یتیم کے مال میں سے) کھا سکتا ہے۔

باب وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُو الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينُ الآيَةَ

وراثت کی تقسیم کے وقت رشتہ دار اور مساکین آجائیں تو ان کو کچھ دے دینے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس میں اختلاف ہے کہ یہ آیت محکم ہے یا منسوخ ہو چکی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ محکم ہے۔ جب وراثت کی تقسیم ہو تو اصل حق دار تو وہ ہیں جو شرعی حیثیت سے وارث بنتے ہیں لیکن اگر وہاں چند دیگر رشتہ دار اور یتامیٰ موجود ہوں تو ان کو بھی اس میں سے کچھ دے دیا جائے۔ آئمہ اربعہ اور چند دیگر حضرات فرماتے ہیں کہ یہ آیت آیت المیراث سے منسوخ ہو چکی ہے۔

آیت کے حکم کو اگر استحباب پر محمول کیا جائے تو ان میں جو بالغ ہیں وہ اپنے حصوں میں سے اور اگر سب بالغ ہیں تو آپس کی رضامندی سے ترکہ میں سے کچھ دیدیا کریں تو منسوخ ماننے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

← حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ الأَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما (وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُو الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينُ) قَالَ هِيَ

مُحْكَمَةٌ وَلَيْسَتْ بِمَنْسُوخَةٍ تَابَعَهُ سَعِيدٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

ترجمہ۔ہم سے احمد بن حمید نے حدیث بیان کی، انہیں عبید اللہ اشجعی نے خبر دی، انہیں سفیان نے، انہیں شیبانی نے انہیں عکرمہ نے انہیں ابن عباس رضی اللہ عنہ نے آیت "اور جب تقسیم کے وقت اعزہ اور یتیم اور مسکین موجود ہوں" کے متعلق فرمایا کہ یہ محکم ہے منسوخ نہیں ہے اس کی متابعت سعید نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کی۔

باب يُوصِيكُمُ اللّٰهُ في اولادكم

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ مُنْكَدِرٍ عَنْ جَابِرٍ رضی الله عنه قَالَ عَادَنِي النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم وَأَبُو بَكْرٍ فِي بَنِي سَلِمَةَ مَاشِيَيْنِ فَوَجَدَنِي النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم لَا أَعْقِلُ، فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهُ، ثُمَّ رَشَّ عَلَيَّ، فَأَفَقْتُ فَقُلْتُ مَا تَأْمُرُنِي أَنْ أَصْنَعَ فِي مَالِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَنَزَلَتْ (يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِي أَوْلَادِكُمْ)

ترجمہ۔ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے حدیث بیان کی، ان سے ہشام نے حدیث بیان کی کہ انہیں ابن جریج نے خبر دی۔بیان کیا کہ مجھے ابن منکدر رضی اللہ عنہ نے خبر دی اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ قبیلہ بنو سلمہ تک پیدل چل کر میری عیادت کے لئے تشریف لائے۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا کہ مجھ پر بے ہوشی کی کیفیت طاری ہے اس لئے آپ نے پانی منگوایا اور وضو کر کے اس کا پانی مجھ پر چھڑکا۔میں ہوش میں آ گیا۔پھر میں نے عرض کی، یا رسول اللہ! آپ کا کیا حکم ہے، میں اپنے مال کا کیا کروں؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ "اللہ تمہیں تمہاری اولاد (کی میراث) کے بارے میں حکم دیتا ہے۔"

تشریح حدیث

یہ روایت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نقل کی ہے۔اس میں ہے "يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِيْ أَوْلَادِكُمْ" کا نزول حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے قصہ میں ہوا ہے۔

حافظ شرف الدین دمیاطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ وہم ہے اس لیے کہ شعبہ اور سفیان ثوری کی روایت میں ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے قصہ میں آیت "يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلَالَةِ" نازل ہوئی ہے۔آیت المیراث حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے قصہ میں نہیں بلکہ حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی لڑکیوں کے بارے میں نازل ہوئی جب حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ احد میں شہید ہوئے تو ان کی اہلیہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کا بھائی چاہتا ہے کہ سارے مال پر قبضہ کر لے اگر اس نے سارے مال پر قبضہ کر لیا تو ان لڑکیوں کی شادی بغیر مال کے مشکل ہو گی۔اس پر آیت "يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ" نازل ہوئی۔امام ابو داؤد اور امام ترمذی رحمہم اللہ نے یہ روایت نقل کی ہے۔اس لیے حافظ دمیاطی رحمۃ اللہ علیہ نے آیت المیراث کے ساتھ حضرت

جابر رضی اللہ عنہ کے قصہ کے بیان کو وہم قرار دیا لیکن حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ دمیاطی کی تردید کی ہے۔
بہر حال روایات دونوں طرف ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تائید میں بھی روایات ہیں اور حافظ دمیاطی کی تائید میں بھی روایات موجود ہیں۔ روایات میں تطبیق اس طرح ہو سکتی ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے قصہ میں آیت المیراث کے نازل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس آیت کے آخر میں "وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُوْرَثُ كَلَالَةً" وارد ہوا ہے۔ اس حصہ کا تعلق تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہے اور آیت کریمہ کا ابتدائی حصہ حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی لڑکیوں کے بارے میں نازل ہوا۔
حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے قصہ میں بعض طرق میں وارد ہوا ہے۔ "اِنَّمَا يَرِثُنِيْ كَلَالَةٌ" میرا وارث کلالہ ہے چونکہ اس وقت حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد اور ولد دونوں نہیں تھے اس لیے آیت کا آخری حصہ ہی ان کے قصہ سے متعلق ہو سکتا ہے تو آیت الکلالہ تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے قصہ میں نازل ہوئی ہے۔ جیسا کہ حافظ دمیاطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اور آیت المیراث کا آخری حصہ بھی حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے قصہ میں نازل ہوا۔

باب وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ وَرْقَاءَ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما قَالَ كَانَ الْمَالُ لِلْوَلَدِ ، وَكَانَتِ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ ، فَنَسَخَ اللهُ مِنْ ذٰلِكَ مَا أَحَبَّ ، فَجَعَلَ لِلذَّكَرِ مِثْلَ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ ، وَجَعَلَ لِلْأَبَوَيْنِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسَ وَالثُّلُثَ ، وَجَعَلَ لِلْمَرْأَةِ الثُّمُنَ وَالرُّبُعَ ، وَلِلزَّوْجِ الشَّطْرَ وَالرُّبُعَ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن یوسف نے حدیث بیان کی، ان سے ورقاء نے، ان سے ابن ابی نجیح نے، ان سے عطاء نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (ابتداء میں والدین کا مال) بیٹے کو ملتا تھا، البتہ والدین کو وصیت کرنے کا اختیار تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے جیسا مناسب سمجھا اس میں نسخ کر دیا، چنانچہ اب مرد کا حصہ دو عورتوں کے حصہ کے برابر ہے اور مورث کے والدین یعنی ان دونوں میں ہر ایک کے لئے اس مال کا چھٹا حصہ ہے (بشرطیکہ) مورث کی کوئی اولاد ہو) لیکن اگر اس کے اولاد نہ ہو، بلکہ اس کے والدین ہی اس کے وارث ہوں تو (اس کی ماں کا) ایک تہائی حصہ ہوگا، اور بیوی کا آٹھواں حصہ ہوگا (جب کہ اولاد ہو، لیکن اگر اولاد نہ ہو تو) چوتھائی ہوگا، اور شوہر کا آدھا حصہ ہوگا (جب کہ اولاد نہ ہو، لیکن اگر اولاد ہوئی تو) چوتھائی ہوگا۔

باب لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا الآيَةَ

وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (لَا تَعْضُلُوهُنَّ) لَا تَقْهَرُوهُنَّ (حُوبًا) إِثْمًا (تَعُولُوا) تَمِيلُوا (نِحْلَةً) النِّحْلَةُ الْمَهْرُ
ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (آیت میں) لا تعضلوھن کے معنی ہیں کہ ان پر جبر و قہر نہ کرو، حوبا یعنی گناہ۔ تعولوا یعنی تمیلوا ۔ نحلة یعنی مہر۔

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ حَدَّثَنَا أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ الشَّيْبَانِيُّ وَذَكَرَهُ أَبُو الْحَسَنِ السُّوَائِيُّ وَلَا أَظُنُّهُ ذَكَرَهُ إِلَّا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا

وَلاَ تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوهُنَّ) قَالَ كَانُوا إِذَا مَاتَ الرَّجُلُ كَانَ أَوْلِيَاؤُهُ أَحَقَّ بِامْرَأَتِهِ ، إِنْ شَاءَ بَعْضُهُمْ تَزَوَّجَهَا ، وَإِنْ شَاءُوا زَوَّجُوهَا ، وَإِنْ شَاءُوا لَمْ يُزَوِّجُوهَا ، فَهُمْ أَحَقُّ بِهَا مِنْ أَهْلِهَا ، فَنَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ فِي ذَلِكَ۔

ترجمہ۔ہم سے محمد بن مقاتل نے حدیث بیان کی، ان سے اسباط بن محمد نے حدیث بیان کی، ان سے شیبانی نے حدیث بیان کی، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے شیبانی نے بیان کیا کہ یہ حدیث ابوالحسن سوائی نے بھی بیان کی ہے اور جہاں تک مجھے یقین ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہ کے واسطے سے ہی بیان کی ہے کہ آیت ”اے ایمان والو تمہارے لئے جائز نہیں کہ تم عورتوں کے جبراً مالک ہو جاؤ اور نہ انہیں اس غرض سے قید رکھو کہ تم نے انہیں جو کچھ دے رکھا ہے اس کا کچھ حصہ وصول کر لو“ آپ نے بیان کیا کہ جاہلیت میں کسی عورت کا شوہر مر جاتا تو شوہر کے رشتہ دار اس عورت کے زیادہ مستحق سمجھے جاتے، اگر انہیں میں سے کوئی چاہتا تو اس سے شادی کر لیتا یا پھر وہ جس سے چاہتے اسی سے اس کی شادی کرتے اور چاہتے تو نہ بھی کرتے، اس طرح عورت کے گھر والوں کے مقابلہ میں بھی شوہر کے رشتہ دار اس کے زیادہ مستحق سمجھے جاتے، اسی پر یہ آیت نازل ہوئی۔

باب وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالأَقْرَبُونَ الآيَةَ

وَقَالَ مَعْمَرٌ (مَوَالِيَ) أَوْلِيَاءُ وَرَثَةٌ (عَاقَدَتْ) هُوَ مَوْلَى الْيَمِينِ ، وَهْوَ الْحَلِيفُ ، وَالْمَوْلَى أَيْضًا ابْنُ الْعَمِّ وَالْمَوْلَى الْمُنْعِمُ الْمُعْتِقُ وَالْمَوْلَى الْمُعْتَقُ وَالْمَوْلَى الْمَلِيكُ وَالْمَوْلَى مَوْلًى فِي الدِّينِ

معمر نے بیان کیا کہ ”(موالی) سے مراد میت کے ولی اور وارث ہیں، جن سے معاہدہ ہو وہ مولی الیمین کہلاتے ہیں یعنی حلیف، مولا چچا کی اولاد کو بھی کہتے ہیں (غلام کو بھی جو) آزاد کر دیا گیا ہو، مولا بادشاہ کو بھی کہتے ہیں اور مولی دینی مولی بھی ہوتا ہے۔

← حَدَّثَنِي الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ إِدْرِيسَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما (وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ) قَالَ وَرَثَةً (وَالَّذِينَ عَاقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ) كَانَ الْمُهَاجِرُونَ لَمَّا قَدِمُوا الْمَدِينَةَ يَرِثُ الْمُهَاجِرُ الأَنْصَارِيَّ دُونَ ذَوِي رَحِمِهِ لِلأُخُوَّةِ الَّتِي آخَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بَيْنَهُمْ فَلَمَّا نَزَلَتْ (وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ) نُسِخَتْ ، ثُمَّ قَالَ (وَالَّذِينَ عَاقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ) مِنَ النَّصْرِ ، وَالرِّفَادَةِ وَالنَّصِيحَةِ ، وَقَدْ ذَهَبَ الْمِيرَاثُ وَيُوصِي لَهُ سَمِعَ أَبُو أُسَامَةَ إِدْرِيسَ ، وَسَمِعَ إِدْرِيسُ طَلْحَةَ

ترجمہ۔ہم سے صلت بن محمد نے حدیث بیان کی، ان سے ابواسامہ نے حدیث بیان کی، ان سے ادریس نے، ان سے طلحہ بن مصرف نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہ کہ (آیت میں) ”لِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ“ سے مراد ورثاء ہیں اور ” الَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ “ سے مراد یہ ہے کہ جب مہاجرین مدینہ آئے تو قرابت داروں کے علاوہ انصار کے وارث مہاجرین بھی ہوتے تھے، اس بھائی چارہ کی وجہ سے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار کے درمیان کرایا تھا پھر جب یہ آیت نازل ہوئی کہ ”لِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ“ تو پہلا طریقہ منسوخ ہو گیا پھر بیان کیا کہ ”والذین عاقدت ایمانکم“ سے وہ لوگ مراد ہیں جو مدد، معاونت اور نصیحت کا معاملہ رکھتے ہوں، لیکن اب ان کے لئے میراث کا حکم منسوخ ہو گیا، البتہ ان کے لئے وصیت کر سکتا ہے۔ یہ حدیث ابواسامہ نے ادریس سے سنی اور ادریس نے طلحہ سے۔

تشریح حدیث

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آیت کریمہ "وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ" ناسخ ہے اور اس میں موالی سے ورثاء مراد ہیں اور آیت "وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَآتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ" منسوخ ہے۔ پھر اس کی وضاحت فرمائی کہ مہاجرین مدینہ منورہ آئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار میں مواخات اور بھائی چارہ کرادیا تھا۔ اس کا اثر یہ ہوا تھا کہ جب کوئی انصاری انتقال کرجاتا تو اس کا وارث مہاجر ہوا کرتا تھا رشتہ دار نہیں ہوتا تھا بعد میں آیت "وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ" نازل ہوئی تو فیصلہ ہوگیا کہ اب وہ مہاجر وارث نہیں ہوا کرے گا بلکہ رشتہ دار وارث ہوں گے۔

حدیث کے آخر میں ہے "وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ: مِنَ النَّصْرِ وَالرِّفَادَةِ وَالنَّصِيْحَةِ وَقَدْ ذَهَبَ الْمِيْرَاثُ وَيُوْصِيْ لَهُ" اس کا مطلب یہ ہے کہ صرف میراث کا حکم منسوخ ہوا' باقی حلیف کے ساتھ عہد و پیمان' نصرت عطایا' معاونت وغیرہ منسوخ نہیں ہوئی۔ البتہ ثلث میں وصیت کی جاسکتی ہے۔

"سَمِعَ اَبُوْ اُسَامَةَ ادريس' وسمع ادريس طلحة" اوپر سند میں عنعنہ تھا' یہاں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تحدیث کی صراحت کردی۔

باب إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ يَعْنِي زِنَةَ ذَرَّةٍ

← حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ حَدَّثَنَا أَبُو عُمَرَ حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه أَنَّ أُنَاسًا فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم نَعَمْ، هَلْ تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَةِ الشَّمْسِ بِالظَّهِيرَةِ، ضَوْءٌ لَيْسَ فِيهَا سَحَابٌ قَالُوا لَا قَالَ وَهَلْ تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، ضَوْءٌ لَيْسَ فِيهَا سَحَابٌ قَالُوا لَا قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مَا تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَةِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، إِلَّا كَمَا تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَةِ أَحَدِهِمَا، إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ تَتْبَعُ كُلُّ أُمَّةٍ مَا كَانَتْ تَعْبُدُ فَلَا يَبْقَى مَنْ كَانَ يَعْبُدُ غَيْرَ اللَّهِ مِنَ الْأَصْنَامِ وَالْأَنْصَابِ إِلَّا يَتَسَاقَطُونَ فِي النَّارِ، حَتَّى إِذَا لَمْ يَبْقَ إِلَّا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ، بَرٌّ أَوْ فَاجِرٌ وَغُبَّرَاتُ أَهْلِ الْكِتَابِ، فَيُدْعَى الْيَهُودُ فَيُقَالُ لَهُمْ مَنْ كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ قَالُوا كُنَّا نَعْبُدُ عُزَيْرَ ابْنَ اللَّهِ فَيُقَالُ لَهُمْ كَذَبْتُمْ، مَا اتَّخَذَ اللَّهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَلَا وَلَدٍ، فَمَاذَا تَبْغُونَ فَقَالُوا عَطِشْنَا رَبَّنَا فَاسْقِنَا فَيُشَارُ أَلَا تَرِدُونَ، فَيُحْشَرُونَ إِلَى النَّارِ كَأَنَّهَا سَرَابٌ، يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا فَيَتَسَاقَطُونَ فِي النَّارِ، ثُمَّ يُدْعَى النَّصَارَى، فَيُقَالُ لَهُمْ مَنْ كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ قَالُوا كُنَّا نَعْبُدُ الْمَسِيحَ ابْنَ اللَّهِ فَيُقَالُ لَهُمْ كَذَبْتُمْ، مَا اتَّخَذَ اللَّهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَلَا وَلَدٍ فَيُقَالُ لَهُمْ مَاذَا تَبْغُونَ فَكَذَلِكَ مِثْلَ الْأَوَّلِ، حَتَّى إِذَا لَمْ يَبْقَ إِلَّا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ مِنْ بَرٍّ أَوْ فَاجِرٍ، أَتَاهُمْ رَبُّ الْعَالَمِينَ فِي أَدْنَى صُورَةٍ مِنَ الَّتِي رَأَوْهُ فِيهَا، فَيُقَالُ مَاذَا تَنْتَظِرُونَ تَتْبَعُ كُلُّ أُمَّةٍ مَا كَانَتْ تَعْبُدُ قَالُوا فَارَقْنَا النَّاسَ فِي الدُّنْيَا عَلَى أَفْقَرِ مَا كُنَّا إِلَيْهِمْ، وَلَمْ نُصَاحِبْهُمْ، وَنَحْنُ نَنْتَظِرُ رَبَّنَا الَّذِي كُنَّا نَعْبُدُ فَيَقُولُ أَنَا رَبُّكُمْ، فَيَقُولُونَ لَا نُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا

ترجمہ۔ مجھ سے محمد بن عبدالعزیز نے حدیث بیان کی، ان سے ابوعمر حفص بن میسرہ نے حدیث بیان کی، ان سے زید بن اسلم نے، ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ کچھ صحابہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں آپ سے پوچھا یا رسول اللہ! کیا قیامت کے دن ہم اپنے رب کو دیکھ سکیں گے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں! کیا سورج کو دوپہر کے وقت دیکھنے میں تمہیں کوئی دشواری ہوتی ہے جب کہ اس پر بادل بھی نہ ہو، صحابہؓ نے عرض کی کہ نہیں، پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور کیا چودھویں کے چاند کو دیکھنے میں تمہیں دشواری پیش آتی ہے، جب کہ اس پر بادل نہ ہوں؟ صحابہؓ نے عرض کی کہ نہیں۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بس اسی طرح تم بلا کسی دشواری اور رکاوٹ کے اللہ عزوجل کو دیکھو گے، قیامت کے دن ایک منادی ندا دے گا کہ ہر امت اپنے معبودان (باطل) کو لے کر حاضر ہو جائے۔ اس وقت اللہ کے سوا جتنے بھی بتوں اور پتھروں کی پوجا ہوتی تھی سب کو جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔ پھر جب وہی لوگ باقی رہ جائیں گے جو صرف اللہ کی پوجا کیا کرتے تھے۔ خواہ نیک ہوں یا گنہگار، اور بقایا اہل کتاب، تو پہلے یہود کو بلایا جائے گا اور پوچھا جائے گا کہ تم (اللہ کے سوا) کس کی پوجا کرتے تھے؟ وہ عرض کریں گے کہ عزیر بن اللہ کی، اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا، لیکن تم جھوٹے تھے، اللہ نے نہ کسی کو اپنی بیوی بنایا اور نہ بیٹا، اب تم کیا چاہتے ہو؟ وہ کہیں گے ہمارے رب! ہم پیاسے ہیں، ہمیں پانی پلا دیجئے، انہیں اشارہ کیا جائے گا کہ کیا ادھر نہیں چلتے چنانچہ سب کو جہنم کی طرف لے جایا جائے گا، وہ سراب کی طرح نظر آئے گی، بعض بعض کے ٹکڑے کئے دے رہی ہوگی، چنانچہ سب کو آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر نصاریٰ کو بلایا جائے گا، اور ان سے پوچھا جائے گا کہ تم کس کی عبادت کیا کرتے تھے وہ کہیں گے کہ ہم مسیح بن اللہ کی عبادت کرتے تھے، ان سے بھی کہا جائے گا کہ تم جھوٹے تھے اللہ نے کسی کو بیوی اور بیٹا نہیں بنایا، پھر ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا چاہتے ہیں اور ان کے ساتھ یہودیوں کی طرح معاملہ کیا جائے گا۔ یہاں تک کہ جب ان لوگوں کے سوا اور کوئی باقی نہ رہے گا جو صرف اللہ کی عبادت کرتے تھے۔ خواہ وہ نیک ہوں گے یا گنہگار، تو ان کے پاس ان کا رب ایسی تجلی میں آئے گا جو ان کے لئے سب سے زیادہ قریب الفہم ہوگی، اب ان سے کہا جائے گا، اب تمہیں کس کا انتظار ہے، ہر امت اپنے معبودوں کو ساتھ لے کر جا چکی، وہ جواب دیں گے کہ ہم دنیا میں جب لوگوں سے (جنہوں نے کفر کیا تھا) جدا ہوئے تو ہم ان میں سب سے زیادہ محتاج تھے پھر بھی ہم نے ان کا ساتھ نہیں دیا، اور اب ہمیں اپنے رب کا انتظار ہے جس کی ہم عبادت کرتے تھے اللہ رب العزت فرمائے گا کہ تمہارا رب میں ہی ہوں، اس پر تمام مسلمان بول اٹھیں گے کہ ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے، دو یا تین مرتبہ۔

باب فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وجئنابک علی ھولاء شھیدا

وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هٰؤُلَاءِ شَهِيدًا الْمُخْتَالُ وَالْخَتَّالُ وَاحِدٌ ، (نَطْمِسَ) نُسَوِّيَهَا حَتَّى تَعُودَ كَأَقْفَائِهِمْ طَمَسَ الْكِتَابَ مَحَاهُ (سَعِيرًا) وُقُودًا

الختال اور ختال ایک ہی چیز ہے۔ "نطمس وجوھھم" کا مفہوم یہ ہے کہ ہم ان کے چہروں کو برابر کردیں گے اور وہ سر کے پچھلے حصے کی طرح ہو جائیں گے (اسی سے) طمس الکتاب آتا ہے یعنی اسے مٹایا۔ سعیرا بمعنی ایندھن۔

"وَالْمُخْتَالِ وَالْخَتَّالِ واحد" سورۃ نساء کی آیت میں ہے "اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا" بے شک اللہ پسند نہیں کرتا تکبر کرنے والے اور شیخی کرنے والے کو۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "مختال اور ختال" کو واحد کہا ہے حالانکہ ختال ختل سے ہے جس کے معنی فریب دینے والے کے ہیں اور مختال "خُیَلاء" سے ہے جس کے معنی متکبر کے آتے ہیں اس لیے ان دونوں کو ایک کہنا درست نہیں۔

"نَطْمِسَ وُجُوْهًا: نُسَوِّيَهَا حَتّٰى تَعُوْدُ كَاَقْفَائِهِمْ' طَمَسَ الْكِتَابَ: محاه"

آیت کریمہ ہے "يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا" امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ آیت میں "نَطْمِسَ وُجُوْهًا" کے معنی بیان کیے ہیں کہ ہم چہروں کو برابر کردیں گے۔ یہاں تک کہ وہ چہرے پچھلے حصہ کی طرح ہموار ہو جائیں گے۔ کہتے ہیں "طَمَسَ الكتابَ" یعنی لکھے ہوئے کو مٹا دیا۔

"سَعِيْرًا: وُقُوْدًا" سورۃ نساء اور قرآن میں متعدد مقامات پر "سَعِيْرًا" کا لفظ آیا جس کا معنی امام صاحب نے "وُقُوْدًا" (ایندھن) سے کیا ہے۔

← حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ يَحْيَى بَعْضُ الْحَدِيثِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ قَالَ لِي النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم اقْرَأْ عَلَيَّ قُلْتُ آقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ قَالَ فَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ سُورَةَ النِّسَاءِ حَتّٰى بَلَغْتُ (فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَاءِ شَهِيدًا) قَالَ أَمْسِكْ فَإِذَا عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ

ترجمہ۔ ہم سے صدقہ نے حدیث بیان کی، انہیں یحییٰ نے خبر دی، انہیں سفیان نے، انہیں سلیمان نے، انہیں ابراہیم نے انہیں عبیدہ نے اور انہیں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے، یحییٰ نے بیان کیا کہ حدیث کا کچھ حصہ عمرو بن مرہ کے واسطہ سے ہے (بواسطہ ابراہیم) کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے قرآن پڑھ کر سنائیے میں نے عرض کی، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو میں پڑھ کر سناؤں؟ وہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی نازل ہوا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں دوسرے سے سننا چاہتا ہوں۔ چنانچہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سورۃ نساء سنانی شروع کی، جب میں "فكيف اذا جئنا من كل امة بشهيد وجئنا بك على هؤلاء شهيدا" (ترجمہ عنوان کے تحت گزر چکا) پر پہنچا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ٹھہر جاؤ۔ میں نے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

باب قَوْلِهِ وَاِنْ كُنْتُمْ مَرْضٰى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَاءَ اَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ

(صَعِيدًا) وَجْهُ الْأَرْضِ وَقَالَ جَابِرٌ كَانَتِ الطَّوَاغِيتُ الَّتِي يَتَحَاكَمُونَ إِلَيْهَا فِي جُهَيْنَةَ وَاحِدٌ، وَفِي أَسْلَمَ وَاحِدٌ

، وَفِي كُلِّ حَيٍّ وَاحِدٌ ، كُهَّانٌ يَنْزِلُ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ وَقَالَ عُمَرُ الْجِبْتُ السِّحْرُ وَالطَّاغُوتُ الشَّيْطَانُ وَقَالَ عِكْرِمَةُ الْجِبْتُ بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ شَيْطَانٌ ، وَالطَّاغُوتُ الْكَاهِنُ

جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "طاغوت" جن کے یہاں جاہلیت میں لوگ فیصلے کے لئے جاتے تھے، ایک قبیلہ جہینہ میں تھا، ایک قبیلہ اسلم میں تھا اور ہر قبیلہ میں ایک طاغوت ہوتا تھا۔ یہ وہی کاہن تھے جن کے پاس شیطان (مستقبل کی خبریں لے کر) آیا کرتے تھے۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "الجبت" سے مراد سحر ہے اور "الطاغوت" بمعنی کاہن آتا ہے۔

وقال جابر: كَانَتِ الطَّوَاغِيت

طواغیت "طاغوت" کی جمع ہے جس کا اطلاق بت پر بھی ہوتا ہے اور کاہن بھی پر ہوتا ہے۔ شیطان کو بھی طاغوت کہتے ہیں۔ سورۃ نساء میں ہے "يُرِيدُونَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ" اس میں طاغوت سے کاہن مراد ہے۔ یہاں اس کی تفسیر کی ہے کہ قبیلہ جہینہ، قبیلہ اسلم اور اسی طرح ہر قبیلہ میں ایک ایک کاہن ہوتا تھا۔ لوگ ان کے پاس اپنے فیصلے لے جاتے تھے اور سورۃ نساء کی آیت ہے "اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيبًا مِنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ ......"
حضرت عکرمہ فرماتے ہیں "جبت" حبشی زبان میں شیطان کو کہتے ہیں اور طاغوت کاہن کو کہا جاتا ہے۔

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ هَلَكَتْ قِلَادَةٌ لِأَسْمَاءَ فَبَعَثَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فِي طَلَبِهَا ، رِجَالًا فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ وَلَيْسُوا عَلَى وُضُوءٍ ، وَلَمْ يَجِدُوا مَاءً ، فَصَلَّوْا وَهُمْ عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ ، فَأَنْزَلَ اللهُ يَعْنِي آيَةَ التَّيَمُّمِ

ترجمہ۔ ہم سے محمد نے حدیث بیان کی، انہیں عبدہ نے خبر دی، انہیں ہشام نے، انہیں ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ (مجھ سے) اسماء رضی اللہ عنہا کا ایک ہار گم ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند صحابہؓ کو اسے تلاش کرنے کے لئے بھیجا۔ ادھر نماز کا وقت ہو گیا، نہ لوگ باوضو تھے اور نہ پانی موجود تھا، اس لئے وضو کے بغیر نماز پڑھی، اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت تیمم نازل کی۔

تشریح حدیث

تیمم کی آیت دو جگہ ہے ایک سورۃ نساء میں اور ایک سورۃ مائدہ میں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں مقامات پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہار گم ہونے کا قصہ ذکر کیا ہے۔

قاضی ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قصہ دونوں آیات میں سے کسی ایک ہی آیت کا سبب نزول بن سکتا ہے یا سورۃ نساء کی آیت کا یا سورۃ مائدہ کی آیت کا اس لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں آیات کے تحت قصہ عائشہ نقل فرمایا ہے۔

پھر قاضی ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا فیصلہ پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے قصہ کا تعلق سورۃ مائدہ کی آیت سے ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ سورۃ مائدہ کی آیت میں "يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ" کی تفسیر

حضرت زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ اور مفسرین مدینہ نے "اذا قمتم من النوم" سے کی ہے اور نوم سے بیدار ہونے کا واقعہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں وارد ہوا ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ اس موقع پر سورۃ مائدہ کی آیت نازل ہوئی۔

جو بات قاضی ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ نے اجتہاد سے فرمائی ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے آگے سورۃ مائدہ کی تفسیر میں اس کی تصریح کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ میں سورۃ مائدہ کی آیت نازل ہوئی۔

باقی یہاں سورۃ نساء کی آیت میں اس حدیث کی تخریج کیوں کی گئی ہے؟ اس کا جواب واضح ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ معمولی مناسبت کی بناء پر روایات ذکر کرتے ہیں اور چونکہ روایت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میں تیمم کا ذکر ہے اس لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی یہاں بھی تخریج کر دی۔

باب أُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ذَوِي الْأَمْرِ

"اُولی لامر" سے کون لوگ مراد ہیں؟ اس میں مختلف اقوال ہیں۔ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے گیارہ اقوال نقل کیے ہیں۔ زیادہ تر پانچ قول علماء نے اختیار کیے ہیں۔

۱..... مجاہد سے منقول ہے کہ اس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مراد ہیں۔

۲..... ابن کیسان فرماتے ہیں کہ اس سے عقل مند اصحاب الرائے لوگ مراد ہیں۔

۳..... مقاتل، کلبی اور میمران بن میمون فرماتے ہیں کہ اس سے سرایا کے امراء لوگ مراد ہیں۔ یہی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مختار ہے۔

۴..... ابو العالیہ اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ وغیرہ نے فرمایا کہ اس سے علماء اور فقہاء مراد ہیں۔

۵..... مشہور قول یہ ہے کہ اس سے امراء مراد ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔

امراء سے حکومت و مملکت کے حکام بھی مراد ہو سکتے ہیں اور جماعت و ادارے کے امیر بھی مراد ہو سکتے ہیں۔

حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ يَعْلَى بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما (أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ) قَالَ نَزَلَتْ فِي عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُذَافَةَ بْنِ قَيْسِ بْنِ عَدِيٍّ ، إِذْ بَعَثَهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فِي سَرِيَّةٍ

ترجمہ۔ ہم سے صدقہ بن فضل نے حدیث بیان کی، انہیں حجاج بن محمد نے خبر دی، انہیں ابن جریج نے انہیں یعلی بن مسلم نے، انہیں سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آیت "اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اور اپنے میں سے اہل اقتدار کی، عبداللہ بن حذافہ بن قیس بن عدی کے بارے میں نازل ہوئی تھی، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک مہم پر روانہ کیا تھا۔

باب فَلاَ وَرَبِّکَ لاَ یُؤْمِنُونَ حَتّٰی یُحَکِّمُوکَ فِیمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ

← حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ خَاصَمَ الزُّبَیْرُ رَجُلاً مِنَ الْأَنْصَارِ فِی شَرِیجٍ مِنَ الْحَرَّةِ ، فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اسْقِ یَا زُبَیْرُ ثُمَّ أَرْسِلِ الْمَاءَ إِلٰی جَارِکَ فَقَالَ الْأَنْصَارِیُّ یَا رَسُولَ اللّٰهِ أَنْ کَانَ ابْنَ عَمَّتِکَ فَتَلَوَّنَ وَجْهُهُ ثُمَّ قَالَ اسْقِ یَا زُبَیْرُ ثُمَّ احْبِسِ الْمَاءَ حَتّٰی یَرْجِعَ إِلَی الْجَدْرِ ، ثُمَّ أَرْسِلِ الْمَاءَ إِلٰی جَارِکَ وَاسْتَوْعَی النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم لِلزُّبَیْرِ حَقَّهُ فِی صَرِیحِ الْحُکْمِ حِینَ أَحْفَظَهُ الْأَنْصَارِیُّ ، کَانَ أَشَارَ عَلَیْهِمَا بِأَمْرٍ لَهُمَا فِیهِ سَعَةٌ قَالَ الزُّبَیْرُ فَمَا أَحْسِبُ هٰذِهِ الْآیَاتِ إِلاَّ نَزَلَتْ فِی ذٰلِکَ (فَلاَ وَرَبِّکَ لاَ یُؤْمِنُونَ حَتّٰی یُحَکِّمُوکَ فِیمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ)

ترجمہ۔ ہم سے علی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی، ان سے محمد بن جعفر نے حدیث بیان کی، انہیں معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے اور ان سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ زبیر رضی اللہ عنہ کا ایک انصاری صحابی سے مقام حرہ کے ایک نالے کے بارے میں نزاع ہو گیا (کہ اس سے کون اپنے باغ کو پہلے سینچنے کا حق رکھتا ہے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زبیر پہلے تم اپنا باغ سینچ لو پھر اپنے پڑوسی کو پانی دے دینا، اس پر انصاری صحابی نے کہا، یا رسول اللہ! اس لئے کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی ہیں، آنحضور کے چہرہ مبارک کا رنگ یہ سن کر بدل گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زبیر! اپنے باغ کو سینچو اور پانی اس وقت تک روکے رکھو کہ منڈیر تک بھر جائے، پھر اپنے پڑوسی کے لئے اسے چھوڑو۔ (پہلے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انصاری کے ساتھ اپنے فیصلے میں رعایت رکھی تھی) لیکن اس مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر رضی اللہ عنہ کو بصراحت پورا حق دے دیا۔ کیونکہ انصاری نے ایسی بات کہی تھی کہ غصہ قدرتی تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پہلے فیصلہ میں دونوں کے لئے رعایت رکھی تھی۔ زبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرا خیال ہے، یہ آیات اسی سلسلے میں نازل ہوئی تھیں " سو آپ کے پروردگار کی قسم ہے کہ یہ لوگ ایماندار نہ ہوں گے جب تک یہ لوگ اس جھگڑے میں جو ان کے آپس میں ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم نہ بنا لیں۔

باب فَأُولٰئِکَ مَعَ الَّذِینَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِنَ النَّبِیِّینَ

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوْشَبٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِیمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِیهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُولُ مَا مِنْ نَبِیٍّ یَمْرَضُ إِلاَّ خُیِّرَ بَیْنَ الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ وَکَانَ فِی شَکْوَاهُ الَّذِی قُبِضَ فِیهِ أَخَذَتْهُ بُحَّةٌ شَدِیدَةٌ فَسَمِعْتُهُ یَقُولُ (مَعَ الَّذِینَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِنَ النَّبِیِّینَ وَالصِّدِّیقِینَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِینَ) فَعَلِمْتُ أَنَّهُ خُیِّرَ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن عبداللہ بن حوشب نے حدیث بیان کی، ان سے ابراہیم بن سعد نے حدیث بیان کی، ان سے ان کے والد نے، ان سے عروہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو نبی بھی (آخری مرتبہ) بیمار پڑتا ہے تو اسے دنیا اور آخرت کا

اختیار دیا جاتا ہے۔ چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مرض وفات میں جب آواز گلے میں پھنسنے لگی تو میں نے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے تھے: "ان لوگوں کے ساتھ جن پر اللہ نے انعام کیا ہے یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین۔" اس سے میں سمجھ گئی کہ آپ کو بھی اختیار دیا گیا ہے۔

باب قَوْلُهُ وَمَا لَكُمْ لاَ تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَى الظَّالِمِ أَهْلُهَا

حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ أَنَا وَأُمِّي مِنَ الْمُسْتَضْعَفِينَ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن محمد نے حدیث بیان کی۔ ان سے سفیان نے حدیث بیان کی، ان سے عبیداللہ نے بیان کیا کہ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ میں اور میری والدہ "مستضعفین" (کمزوروں) میں سے تھے۔

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ تَلاَ (إِلاَّ الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ) قَالَ كُنْتُ أَنَا وَأُمِّي مِمَّنْ عَذَرَ اللَّهُ وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (حَصِرَتْ) ضَاقَتْ (تَلْوُوا) أَلْسِنَتَكُمْ بِالشَّهَادَةِ وَقَالَ غَيْرُهُ الْمُرَاغَمُ الْمُهَاجَرُ رَاغَمْتُ هَاجَرْتُ قَوْمِي (مَوْقُوتًا)مُوَقَّتًا وَقْتَهُ عَلَيْهِمْ

ترجمہ۔ ہم سے سلیمان بن حرب نے حدیث بیان کی، ان سے حماد بن زید نے حدیث بیان کی، ان سے ایوب نے، ان سے ابن ابی ملیکہ نے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے آیت "إِلاَّ الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ" کی تلاوت کی اور فرمایا کہ میں اور میری والدہ بھی ان لوگوں میں سے تھیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے معذور رکھا تھا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "حصرت" معنی میں ضاقت کے ہے۔ "تلووا" یعنی تمہاری زبانوں سے گواہی ادا ہوگی۔ اور ان کے سوا نے فرمایا کہ "المراغم" بمعنی مہاجرہ راغمت ای ہاجرت قومی۔ "موقوتا" یعنی جو وقت کے لئے متعین ہو۔

تشریح حدیث

"یذکر عن ابن عباس: حَصِرَتْ ضَاقَتْ" سورۃ نساء کی ایک آیت میں ہے "حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ" امام صاحب فرماتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حصرت کی تفسیر ضاقت سے کی ہے یعنی اُن کے دل تنگ ہوئے۔

"تَلْوُوْا أَلْسِنَتَكُمْ بِالشَّهَادَةِ" آیت کریمہ میں ہے "وَإِنْ تَلْوٗا أَوْ تُعْرِضُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا" یعنی تم زبان کو موڑ کر جھوٹی شہادت بیان کر دیا اعراض کرو تو اللہ تمہارے کاموں سے واقف ہے۔

"وقال غيره الْمُرَاغَمُ الْمُهَاجَرُ رَاغَمْتُ هَاجَرْتُ قَوْمِي" غیرہ کی ضمیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف راجع ہے۔ اشارہ ہے آیت کریمہ "وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْأَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا" کی طرف یعنی ابوعبیدہ نے کہا کہ "مراغم" کے معنی مہاجر کے ہیں۔ کہتے ہیں "راغمت" یعنی "هاجرتُ قومي" میں نے اپنی قوم کو چھوڑا۔ "مَوْقُوْتًا: مُوَقَّتًا وقته عليهم" آیت کریمہ میں ہے "إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا موقوتاً" (بے شک نماز مسلمانوں پر فرض ہے مقررہ وقتوں میں) فرماتے ہیں "موقوتا" بمعنی موقتاً ہے یعنی مقررہ "وقته عليهم يعني وقته الله على المؤمنين" اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر وقت مقرر کر دیا ہے۔

باب فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ وَاللَّهُ أَرْكَسَهُمْ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بَدَّدَهُمْ ، فِئَةٌ جَمَاعَةٌ

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ (ارکسہم) بمعنی بددھم ہے، فئہ یعنی جماعت۔

← حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالاَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رضي الله عنه (فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ) رَجَعَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم مِنْ أُحُدٍ ، وَكَانَ النَّاسُ فِيهِمْ فِرْقَتَيْنِ فَرِيقٌ يَقُولُ اقْتُلْهُمْ وَفَرِيقٌ يَقُولُ لاَ فَنَزَلَتْ (فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ) وَقَالَ إِنَّهَا طَيْبَةُ تَنْفِي الْخَبَثَ كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الْفِضَّةِ

ترجمہ۔ مجھ سے محمد بن بشار نے حدیث بیان کی۔ ان سے غندر اور عبدالرحمٰن نے حدیث بیان کی، کہا کہ ہم سے شعبہ نے حدیث بیان کی، ان سے عدی نے، ان سے عبداللہ بن یزید نے اور ان سے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہ آیت "اور تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم منافقین کے باب میں دو گروہ ہو گئے ہو" کے بارے میں فرمایا کہ کچھ لوگ (منافقین جو بظاہر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ جنگ احد میں (موقعہ پر سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر) واپس چلے آئے تھے تو ان کے بارے میں مسلمانوں کی دو جماعتیں بن گئیں، ایک جماعت تو یہ کہتی تھی کہ (یا رسول اللہ!) ان (منافقین) سے قتال کیجئے اور ایک جماعت کہتی تھی کہ ان سے قتال نہ کیجئے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ "تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم منافقین کے باب میں دو گروہ ہو گئے ہو" اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ "طیبہ" ہے۔ خباثت کو اس طرح دور کر دیتا ہے جیسے آگ چاندی کے میل کچیل کو دور کر دیتی ہے۔

باب وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِنَ الأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ

أَفْشَوْهُ (يَسْتَنْبِطُونَهُ) يَسْتَخْرِجُونَهُ (حَسِيبًا) كَافِيًا (إِلاَّ إِنَاثًا) الْمَوَاتَ حَجَرًا أَوْ مَدَرًا وَمَا أَشْبَهَهُ (مَرِيدًا) مُتَمَرِّدًا (فَلَيُبَتِّكُنَّ) بَتَّكَهُ قَطَّعَهُ (قِيلاً) وَقَوْلاً وَاحِدٌ (طَبَعَ) خَتَمَ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اور انہیں جب کوئی بات امن یا خوف کی پہنچتی ہے تو یہ اسے پھیلا دیتے ہیں۔"

(اذاعوا بہ بمعنی) افشوہ۔ یستنبطونہ ای یستخرجونہ، حسیبا یعنی کافیا۔ "الا اناثا" یعنی غیر ذی روح چیزیں جیسے پتھر، مٹی کے ڈھیلے یا اس طرح کی چیزیں مریدا متمردا۔ "فلیبتکن" بتکہ بمعنی قطعہ۔ قیلا اور قولا ہم معنی ہیں۔ طبع ای ختم۔

باب وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ

اگر کسی مؤمن نے کسی مؤمن کو عمداً قتل کر دیا تو مخلد فی النار ہوگا یا نہیں؟

مذہب معتزلہ وخوارج

وہ مخلد فی النار ہوگا۔

مذہب اہلسنت والجماعت

وہ مخلد فی النار نہیں ہوگا بلکہ اپنے گناہ کی سزا پانے کے بعد جہنم سے نکلے گا۔

اشکال اوراس کے جوابات

آیت باب سے مسلک اہلسنت والجماعت پر اشکال ہوتا ہے کہ اس میں "خالدًا فیھا" فرمایا گیا ہے جس سے اس کا مخلد فی النار ہونا معلوم ہوتا ہے۔اس کے مختلف جوابات دیئے گئے ہیں۔

ا۔ بعض نے کہا کہ اس آیت میں اس شخص کی سزا مذکور ہے جو قتل مؤمن کو جائز اور حلال سمجھتا ہو اور ظاہر ہے کہ ایسا آدمی مؤمن نہیں ہوسکتا اس لیے اس کی یہ سزا مقرر کی گئی ہے۔

۲۔ بعض حضرات نے کہا "خالدًا فیھا" سے طویل عرصہ ٹھہرنا مراد ہے کیونکہ "خلد" تابید کے علاوہ مکث طویل کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔کہتے ہیں "لَاُخَلِّدَنَّ فلانا فی السجن" میں فلاں کو ہمیشہ کے لیے قید کردوں گا حالانکہ جیل کے لیے دوام نہیں ہے۔اس سے مکث طویل مراد ہوتا ہے۔

۳۔ بعض علماء نے کہا کہ "خالدًا فیھا تغلیظا کہا گیا ہے یعنی جزاء تو اس کی یہی ہونی چاہیے تھی کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے کہ یہ جرم ہی اتنا بڑا ہے لیکن اللہ جل شانہ ایمان کی بدولت اس کو نکال لیں گے۔

۴۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے "جَزَاؤُہٗ جَھَنَّمُ خَالِدًا فِیْھَا" کا ترجمہ کیا ہے اس کی اصلی سزا تو جہنم ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ کو اس میں رہنا لیکن اللہ کا فضل ہے کہ یہ اصلی سزا جاری نہ ہوگی بلکہ ایمان کی برکت سے آخر نجات ہوجائے گی۔

کیا قاتل کی توبہ قبول ہوگی؟

اس میں اہل علم کا اختلاف ہے۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت مروی ہے کہ اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی۔یہی قول حضرت زید بن ثابت، حضرت ابن عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ اس کی توبہ قبول ہوگی۔یہ بھی حضرت ابن عباس اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔علامہ قرطبیؒ نے اسی کو اہلسنت کا صحیح مذہب قرار دیا ہے۔علامہ عینیؒ فرماتے ہیں: "واجمع المسلمون علی صحة توبة القاتل عمدًا"

آیت باب منسوخ ہے یا نہیں؟

ابو عبداللہ موصلی نے اپنی کتاب "الناسخ والمنسوخ" میں لکھا ہے کہ بہت سے علماء نے سورۃ نساء کی اس آیت کو منسوخ قرار دیا ہے۔بعض نے فرمایا کہ سورۃ نساء کی اس آیت کو "اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ یُزَکُّوْنَ اَنْفُسَھُمْ ط بَلِ اللّٰہُ یُزَکِّیْ مَنْ یَّشَآءُ" نے منسوخ کیا ہے اور بعض نے سورۃ فرقان کی اس آیت کو ناسخ قرار دیا ہے۔"یُضٰعَفْ لَہُ الْعَذَابُ یَوْمَ

الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهِ مُهَانًا إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا" لیکن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے روایت باب میں فرمایا کہ سورۃ نساء کی آیت کو کسی نے بھی منسوخ نہیں کیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اس قول کو تغلیظ وتشدید پر محمول کرنا ہی مناسب ہوگا۔ "لاجماع المسلمین علٰی صحة توبة القاتل عمدًا"

حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُغِيرَةُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ (آيَةٌ) اخْتَلَفَ فِيهَا أَهْلُ الْكُوفَةِ ، فَرَحَلْتُ فِيهَا إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَسَأَلْتُهُ عَنْهَا فَقَالَ نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ (وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ) هِيَ آخِرُ مَا نَزَلَ وَمَا نَسَخَهَا شَيْءٌ

ترجمہ۔ ہم سے آدم بن ابی ایاس نے حدیث بیان کی، ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی، ان سے مغیرہ بن نعمان نے حدیث بیان کی، کہا کہ میں نے سعید بن جبیر سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ علماء کوفہ کا اس آیت کے بارے میں اختلاف ہو گیا تھا، چنانچہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اس کے لئے سفر کر کے پہنچا اور آپ سے اس کے متعلق پوچھا آپ نے فرمایا کہ یہ آیت "اور جو کوئی کسی مسلمان کو قتل کرے اس کی سزا جہنم ہے" نازل ہوئی اور اس باب کی سب سے آخری آیت ہے اسے کسی دوسری آیت سے منسوخ نہیں کیا ہے۔

باب وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَى إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا

وَالسَّلَمُ وَالسَّلَامُ وَاحِدٌ السلم اور السلام ہم معنی ہیں۔

حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما (وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَى إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا) قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَانَ رَجُلٌ فِي غُنَيْمَةٍ لَهُ فَلَحِقَهُ الْمُسْلِمُونَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ ، فَقَتَلُوهُ وَأَخَذُوا غُنَيْمَتَهُ ، فَأَنْزَلَ اللهُ فِي ذٰلِكَ إِلَى قَوْلِهِ (عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا) تِلْكَ الْغُنَيْمَةُ قَالَ قَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ السَّلَامَ

ترجمہ۔ مجھ سے علی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی، ان سے سفیان نے حدیث بیان کی، ان سے عمرو نے، ان سے عطاء نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے آیت "اور جو تمہیں سلام کرتا ہوا سے یہ مت کہہ دیا کرو کہ تو تو مومن ہی نہیں ہے۔" کے بارے میں فرمایا کہ ایک صاحب اپنی بکریوں کا ریوڑ چرا رہے تھے، (ایک مہم پر جاتے ہوئے) کچھ مسلمان انہیں ملے تو انہوں نے کہا "السلام علیکم" لیکن مسلمانوں نے (یہ سمجھ کر یہ کافر ہیں) انہیں قتل کر دیا اور ان کی بکریوں پر قبضہ کر لیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی تھی "ارشاد" عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا" تک اس سے اشارہ انہیں بکریوں کی طرف تھا بیان کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے "السلام" قراءت کی ہے۔

باب لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ السَّاعِدِيُّ أَنَّهُ رَأَى مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ فِي الْمَسْجِدِ ، فَأَقْبَلْتُ حَتَّى جَلَسْتُ إِلَى جَنْبِهِ ، فَأَخْبَرَنَا أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم أَمْلَى عَلَيْهِ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ

فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَجَاءَهُ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ وَهُوَ يُمِلُّهَا عَلَيَّ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَاللّٰهِ لَوْ أَسْتَطِيعُ الْجِهَادَ لَجَاهَدْتُ وَكَانَ أَعْمَى فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَى رَسُولِهِ صلى الله عليه وسلم وَفَخِذُهُ عَلَى فَخِذِي، فَثَقُلَتْ عَلَيَّ حَتَّى خِفْتُ أَنْ تُرَضَّ فَخِذِي، ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ (غَيْرَ أُولِي الضَّرَرِ)

ترجمہ۔ ہم سے اسماعیل بن عبداللہ نے حدیث بیان کی۔ کہا کہ مجھ سے ابراہیم بن سعد نے حدیث بیان کی، ان سے صالح بن کیسان نے ان سے ابن شہاب نے بیان کیا اور ان سے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی، کہ آپ نے مروان بن حکم بن عاص کو مسجد میں دیکھا (بیان کیا کہ) پھر میں ان کے پاس آیا اور ان کے پہلو میں بیٹھ گیا، انہوں نے مجھے خبر دی اور انہیں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے خبر دی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے یہ آیت لکھوائی "مسلمانوں میں سے (گھر) بیٹھ رہنے والے اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جان سے جہاد کرنے والے برابر نہیں ہوسکتے" ابھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم آیت لکھوا ہی رہے تھے کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آ گئے اور عرض کی، خدا گواہ ہے، یا رسول اللہ! اگر میں جہاد میں شرکت پر قادر ہوتا تو یقیناً جہاد کرتا آپ نابینا تھے اس کے بعد اللہ نے اپنے رسول پر وحی نازل کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ران میری ران پر تھی (شدت وحی کی وجہ سے) اس کا مجھ پر اتنا بوجھ پڑا کہ مجھے اپنی ران کے پھٹ جانے کا اندیشہ ہو گیا تھا، آخر یہ کیفیت ختم ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے "غیر اولی الضرر" کے الفاظ مزید نازل کئے (یعنی جو لوگ معذور ہوں وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں)۔

← حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رضي الله عنه قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ (لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ) دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم زَيْدًا فَكَتَبَهَا، فَجَاءَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ فَشَكَا ضَرَارَتَهُ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ (غَيْرَ أُولِي الضَّرَرِ)

ترجمہ۔ ہم سے حفص بن عمر نے حدیث بیان کی، ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی ان سے ابو اسحاق نے اور ان سے براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب آیت لا یستوی القعدون من المؤمنین نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید رضی اللہ عنہ کو کتابت کے لئے بلایا اور انہوں نے وہ آیت لکھ دی۔ پھر ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور اپنے نابینا ہونے کا عذر پیش کیا تو اللہ تعالیٰ نے "غیر اولی الضرر" کے الفاظ نازل کئے۔

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ (لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ) قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم ادْعُوا فُلَانًا فَجَاءَهُ وَمَعَهُ الدَّوَاةُ وَاللَّوْحُ أَوِ الْكَتِفُ فَقَالَ اكْتُبْ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَخَلْفَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَنَا ضَرِيرٌ فَنَزَلَتْ مَكَانَهَا (لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ)

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن یوسف نے حدیث بیان کی، ان سے اسرائیل نے، ان سے ابو اسحاق نے اور ان سے براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب آیت "لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ" نازل ہوئی تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فلاں (یعنی زید بن ثابت رضی اللہ عنہ) کو بلاؤ۔ وہ اپنے ساتھ دوات اور لوح یا پتھر لے کر حاضر ہوئے تو آنحضور

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لکھو۔" لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ" ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے موجود تھے، عرض کی، یا رسول اللہ! میں نابینا ہوں۔ چنانچہ وہیں اس طرح آیت نازل ہوئی، "لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ" (ترجمہ عنوان کے تحت گزر چکا ہے)۔

← حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ ح وَحَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْكَرِيمِ أَنَّ مِقْسَمًا مَوْلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ أَخْبَرَهُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما أَخْبَرَهُ (لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ) عَنْ بَدْرٍ وَالْخَارِجُونَ إِلَى بَدْرٍ

ترجمہ۔ ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے حدیث بیان کی، انہیں ہشام نے خبر دی، انہیں ابن جریج نے خبر دی۔ ح۔ اور مجھ سے اسحاق نے حدیث بیان کی، انہیں عبدالرزاق نے خبر دی، انہیں ابن جریج نے خبر دی، انہیں عبدالکریم نے خبر دی، انہیں عبداللہ بن حارث کے مولا مقسم نے خبر دی اور انہیں ابن عباس رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ " لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ " (سے اشارہ یہاں لوگوں کی طرف) جو بدر میں شریک تھے اور جنہوں نے (بلا کسی عذر کے) بدر کی لڑائی میں شرکت نہیں کی تھی۔

باب إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنْتُمْ

← حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِءُ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ وَغَيْرُهُ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَبُو الْأَسْوَدِ قَالَ قُطِعَ عَلَى أَهْلِ الْمَدِينَةِ بَعْثٌ فَاكْتُتِبْتُ فِيهِ ، فَلَقِيتُ عِكْرِمَةَ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَأَخْبَرْتُهُ ، فَنَهَانِي عَنْ ذٰلِكَ أَشَدَّ النَّهْيِ ، ثُمَّ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ نَاسًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ كَانُوا مَعَ الْمُشْرِكِينَ يُكَثِّرُونَ سَوَادَ الْمُشْرِكِينَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَأْتِي السَّهْمُ فَيُرْمَى بِهِ ، فَيُصِيبُ أَحَدَهُمْ فَيَقْتُلُهُ أَوْ يُضْرَبُ فَيُقْتَلُ ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ (إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ) الْآيَةَ رَوَاهُ اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن یزید المقری نے حدیث بیان کی۔ ان سے حیوۃ وغیرہ (ابن لہیعہ) نے حدیث بیان کی، کہا کہ ہم سے محمد بن عبدالرحمٰن ابوالاسود نے حدیث بیان کی، کہا کہ اہل مدینہ (جب مکہ میں) عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا دور تھا۔ شام والوں کے خلاف) لڑنے پر مجبور کیے گئے۔ مجھے بھی لڑنے والی جماعت میں شریک کر لیا گیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہ کے مولا عکرمہ سے میں ملا اور انہیں اس صورت حال کی اطلاع کی، انہوں نے مجھے بڑی شدت کے ساتھ اس سے منع کیا اور فرمایا کہ مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے خبر دی تھی کہ کچھ مسلمان مشرکین کے ساتھ رہتے تھے اور اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مشرکین کی جماعت میں اضافہ کا سبب بنتے تھے (کیونکہ مجبوراً انہیں بھی محاذ جنگ پر آنا پڑتا تھا) پھر تیر آتا اور وہ سامنے پڑ جاتے تو انہیں لگ جاتا اور اس طرح ان کی جان جاتی یا تلوار سے (غلطی میں) انہیں قتل کر دیا جاتا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی تھی "بیشک ان لوگوں کی جان جنہوں نے اپنے اوپر ظلم کر رکھا ہے (جب) فرشتے قبض کرتے ہیں" آخر آیت تک۔ اس کی روایت لیث نے اسود کے واسطہ سے کی۔

تشریح حدیث

محمد بن عبدالرحمن ابوالاسود فرماتے ہیں کہ اہل مدینہ کا لشکر متعین کیا گیا جس میں میرا نام بھی شامل تھا۔ اس دوران میری ملاقات حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت عکرمہ سے ہوئی تو انہوں نے بڑی سختی کے ساتھ لشکر میں جانے سے مجھے منع کیا۔ پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بتایا کہ مسلمانوں میں سے کچھ لوگ مشرکین کے ساتھ رہتے تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مشرکین کی جماعت بڑھاتے تھے۔ جنگ کے دوران تیر آکر ان مسلمانوں میں سے کسی کو لگ جاتا اور وہ مر جاتا یا تلوار چلانے سے کوئی قتل ہو جاتا اس پر اللہ جل شانہ نے مذکورہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

یہ واقعہ جنگ بدر میں پیش آیا تھا۔ مکہ میں مقیم بعض مسلمانوں کو مشرکین اپنے ساتھ مسلمانوں کے خلاف جنگ کے لیے زبردستی لائے تھے جن میں بعض مارے گئے اس طرح مسلمان مسلمانوں کے ہاتھ سے مارے گئے۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے ابوالاسود کو لشکر میں جانے سے منع کرتے ہوئے یہ واقعہ اس موقع پر سنایا کیونکہ مذکورہ لشکر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف سے اہل شام کے خلاف جنگ کے لیے ترتیب دیا گیا تھا اور ظاہر ہے اس میں دونوں طرف سے مسلمان تھے اور مسلمانوں کی تلوار مسلمانوں پر اٹھتی۔ اس مناسبت سے عکرمہ نے مذکورہ واقعہ سنایا اور ابوالاسود کو لشکر میں جانے سے منع کیا۔

باب إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلاً

← حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما (إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ) قَالَ كَانَتْ أُمِّي مِمَّنْ عَذَرَ اللَّهُ

ترجمہ۔ ہم سے ابوالنعمان نے حدیث بیان کی، ان سے حماد نے حدیث بیان کی، ان سے ایوب نے، ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے "إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ" کے سلسلے میں فرمایا کہ میری والدہ بھی ان لوگوں میں تھیں جنہیں اللہ نے معذور رکھا تھا۔

باب فَأُولَئِكَ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَعْفُوَ عَنْهُمْ وَكَانَ اللَّهُ عَفُوًّا غَفُورًا

← حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يُصَلِّي الْعِشَاءَ إِذْ قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ثُمَّ قَالَ قَبْلَ أَنْ يَسْجُدَ اللَّهُمَّ نَجِّ عَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ، اللَّهُمَّ نَجِّ سَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ، اللَّهُمَّ نَجِّ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ، اللَّهُمَّ نَجِّ الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ، اللَّهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ، اللَّهُمَّ اجْعَلْهَا سِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ

ترجمہ۔ ہم سے ابونعیم نے حدیث بیان کی، ان سے شیبان نے حدیث بیان کی، ان سے یحییٰ نے، ان سے ابوسلمہ

نے اوران سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز میں (رکوع سے اٹھتے ہوئے) سمع اللہ لمن حمدہ کہا اور پھر سجدہ میں جانے سے پہلے) یہ دعا کی "اے اللہ، عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات دیجئے۔ اے اللہ سلمہ بن ہشام کو نجات دیجئے، اے اللہ ولید بن ولید کو نجات دیجئے، اے اللہ کمزور مسلمانوں کو نجات دیجئے، اے اللہ قبیلہ مضر کو سخت سزا دیجئے، اے اللہ انہیں ایسی قحط سالی میں مبتلا کیجئے جیسی یوسف علیہ السلام کے زمانے میں آئی تھی۔

باب وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ كَانَ بِكُمْ أَذًى مِنْ مَطَرٍ أَوْ كُنْتُمْ مَرْضَى أَنْ تَضَعُوا أَسْلِحَتَكُمْ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اور تمہارے لئے اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں کہ اگر تمہیں بارش سے تکلیف ہو رہی ہو یا تم بیمار ہو تو اپنے ہتھیار اتار رکھو۔"

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ أَخْبَرَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يَعْلَى عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما (إِنْ كَانَ بِكُمْ أَذًى مِنْ مَطَرٍ أَوْ كُنْتُمْ مَرْضَى) قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ كَانَ جَرِيحًا

ترجمہ۔ ہم سے ابوالحسن محمد بن مقاتل نے حدیث بیان کی کہ انہیں حجاج نے خبر دی، ان سے ابن جریج نے بیان کیا، انہیں یعلی نے خبر دی، انہیں سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے آیت "ان كان بكم اذى من مطر او كنتم مرضى" (ترجمہ عنوان کے تحت گزر چکا) کے سلسلے میں فرمایا کہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ زخمی تھے۔

باب قَوْلِهِ وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ وَمَا يُتْلَى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ فِي يَتَامَى النِّسَاءِ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد "لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عورتوں کے باب میں طلب کرتے ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تمہیں ان کے بارے میں (وہی) فتویٰ دیتا ہے اور (وہ آیات) بھی جو تمہیں کتاب کے اندر ان یتیم عورتوں کے باب میں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں۔"

← حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها (وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ) إِلَى قَوْلِهِ (وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ) قَالَتْ هُوَ الرَّجُلُ تَكُونُ عِنْدَهُ الْيَتِيمَةُ، هُوَ وَلِيُّهَا وَوَارِثُهَا، فَأَشْرَكَتْهُ فِي مَالِهِ حَتَّى فِي الْعِذْقِ، فَيَرْغَبُ أَنْ يَنْكِحَهَا، وَيَكْرَهُ أَنْ يُزَوِّجَهَا رَجُلًا، فَيَشْرَكُهُ فِي مَالِهِ بِمَا شَرِكَتْهُ فَيَعْضُلُهَا فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ

ترجمہ۔ ہم سے عبید بن اسماعیل نے حدیث بیان کی، ان سے ابواسامہ نے حدیث بیان کی، ان سے ہشام بن عروہ نے حدیث بیان کی، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے، آیت "لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عورتوں کے باب میں فتویٰ طلب کرتے ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تمہیں ان کے بارے میں (وہی) فتویٰ دیتا ہے" ارشاد

"وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ" تک، آپ نے بیان کیا کہ یہ آیت ایسے شخص کے بارے میں نازل ہوئی تھی کہ اگر اس کی پرورش میں کوئی یتیم لڑکی ہو اور وہ اس کا وارث بھی ہو اور لڑکی اس کے مال میں بھی حصہ دار ہو، یہاں تک کہ باغ میں بھی، اب وہ شخص خود اس سے نکاح کرنا چاہے، کیونکہ اسے یہ پسند نہیں کہ کسی دوسرے سے اس کا نکاح کردے کہ وہ اس کے اس مال میں حصہ دار بن جائے جس میں لڑکی حصہ دار تھی اس وجہ سے اس لڑکی کا کسی دوسرے شخص سے وہ نکاح نہ ہونے دے تو ایسے شخص کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی۔

باب وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ شِقَاقٌ تَفَاسُدٌ (وَأُحْضِرَتِ الْأَنْفُسُ الشُّحَّ) هَوَاهُ فِي الشَّيْءِ، يَحْرِصُ عَلَيْهِ (كَالْمُعَلَّقَةِ) لَا هِيَ أَيِّمٌ وَلَا ذَاتُ زَوْجٍ (نُشُوزًا) بُغْضًا

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ (آیت میں) شقاق بمعنی فساد ونزاع ہے۔ "وَأُحْضِرَتِ الْأَنْفُسُ الشُّحَّ" یعنی کسی چیز کے لئے اس کی خواہش کہ جس کا اسے لالچ ہو۔ "کالمعلقۃ" یعنی نہ تو وہ بیوہ رہے اور نہ شوہر والی۔ نشوزاً یعنی بغضاً۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها (وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا) قَالَتِ الرَّجُلُ تَكُونُ عِنْدَهُ الْمَرْأَةُ لَيْسَ بِمُسْتَكْثِرٍ مِنْهَا يُرِيدُ أَنْ يُفَارِقَهَا فَتَقُولُ أَجْعَلُكَ مِنْ شَأْنِي فِي حِلٍّ فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فِي ذَلِكَ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن مقاتل نے حدیث بیان کی، انہیں عبداللہ نے خبر دی، انہیں ہشام بن عروہ نے خبر دی، انہیں ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے آیت "اور کسی عورت کو اپنے شوہر کی طرف سے زیادتی یا بے التفاتی کا اندیشہ ہو" کے متعلق فرمایا کہ ایسا مرد جس کے ساتھ اس کی بیوی رہتی ہے لیکن شوہر کو اس کی طرف کوئی خاص التفات نہیں، بلکہ وہ اسے جدا کر دینا چاہتا ہے۔ اس پر عورت کہتی ہے کہ میں اپنا (نان ونفقہ) معاف کر دیتی ہوں (تم مجھے طلاق نہ دو) تو ایسی صورت کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی۔

تشریح حدیث

حدیث میں ایک ایسی عورت کا ذکر ہے جس میں شوہر کو کسی قسم کی رغبت نہ ہو۔ شوہر چاہتا ہو کہ اس سے علیحدگی اور جدائی اختیار کرلے لیکن بیوی نے کہا کہ مجھے اپنی زوجیت میں رکھو اور میرے حقوق معاف ہیں۔ مذکورہ آیت اس سلسلہ میں نازل ہوئی ہے۔ اگر بیوی اپنی باری اور دیگر حقوق کو ساقط کردے تو وہ حقوق ساقط ہو جائیں گے۔ لیکن اگر بعد میں عورت رجوع کرلے تو پھر شوہر کو حقوق ادا کرنے پڑیں گے لیکن ماضی کے نہیں۔ مستقبل میں اسے حقوق کی ادائیگی کا اہتمام کرنا ہوگا۔

باب إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَسْفَلَ النَّارِ ، (نَفَقًا) سَرَبًا

وقال ابن عباس اَسۡفَلَ النَّارِ

ترجمۃ الباب والی آیت میں ہے "الاسفل مِنَ النَّارِ" ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس کی تشریح "اسفل النّار" سے کر کے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ آیت میں "مِنَ" اسم تفضل کے صلہ میں مستعمل نہیں ہے بلکہ من بیانیہ ہے۔ لہٰذا کسی کو یہ وہم نہیں ہونا چاہیے کہ "درک اسفل" آگ سے خارج کسی مقام کا نام ہے بلکہ اس سے آگ کا نچلا حصہ مراد ہے۔

"نَفَقًا: سربا" سورۃ انعام کی آیت ہے "فَاِنِ اسۡتَطَعۡتَ اَنۡ تَبۡتَغِیَ نَفَقًا" میں نفق کی تفسیر سرب سے کی ہے۔ سرب سرنگ کو کہتے ہیں۔ یہ تفسیر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں "اِنَّ الۡمُنٰفِقِیۡنَ" کی مناسبت سے بیان کی ہے کہ منافق کا لفظ بھی "نفق" سے ماخوذ ہے۔

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ كُنَّا فِي حَلْقَةِ عَبْدِ اللّٰهِ فَجَاءَ حُذَيْفَةُ حَتّٰى قَامَ عَلَيْنَا ، فَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لَقَدْ أُنْزِلَ النِّفَاقُ عَلٰى قَوْمٍ خَيْرٍ مِنْكُمْ قَالَ الْأَسْوَدُ سُبْحَانَ اللّٰهِ ، إِنَّ اللّٰهَ يَقُولُ (إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ) فَتَبَسَّمَ عَبْدُ اللّٰهِ ، وَجَلَسَ حُذَيْفَةُ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ ، فَقَامَ عَبْدُ اللّٰهِ فَتَفَرَّقَ أَصْحَابُهُ ، فَرَمَانِي بِالْحَصَا ، فَأَتَيْتُهُ فَقَالَ حُذَيْفَةُ عَجِبْتُ مِنْ ضَحِكِهِ ، وَقَدْ عَرَفَ مَا قُلْتُ ، لَقَدْ أُنْزِلَ النِّفَاقُ عَلٰى قَوْمٍ كَانُوا خَيْرًا مِنْكُمْ ، ثُمَّ تَابُوا فَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ

ترجمہ۔ ہم سے عمر بن حفص نے حدیث بیان کی، ان سے ان کے والد نے حدیث بیان کی، ان سے اعمش نے حدیث بیان کی، کہا کہ مجھ سے ابراہیم نے حدیث بیان کی۔ ان سے اسود نے بیان کیا کہ ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حلقہ درس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور ہمارے پاس کھڑے ہو کر سلام کیا۔ پھر فرمایا نفاق میں وہ جماعت مبتلا ہو گئی تھی جو تم سے بہتر تھی۔ اس پر اسود رحمۃ اللہ علیہ بولے سبحان اللہ، اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ "منافق دوزخ کے سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے" عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مسکرانے لگے اور حذیفہ رضی اللہ عنہ مسجد کے کونے میں جا کر بیٹھ گئے اس کے بعد عبداللہ رضی اللہ عنہ اٹھ گئے اور آپ کے شاگرد بھی ادھر ادھر چلے گئے۔ پھر حذیفہ رضی اللہ عنہ نے مجھ پر کنکری پھینکی (مجھے بلانے کے لئے) میں حاضر ہو گیا تو فرمایا کہ مجھے عبداللہ بن مسعود کی ہنسی پر حیرت ہوئی حالانکہ جو کچھ میں نے کہا تھا اسے وہ خوب سمجھتے تھے۔ یقیناً نفاق میں ایک جماعت کو مبتلا کیا گیا تھا جو تم سے بہتر تھی لیکن پھر انہوں نے توبہ کر لی اور اللہ نے بھی ان کی توبہ قبول کر لی۔

تشریح حدیث

مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "لقد انزل النفاق علی قوم خیر منکم" میں قوم سے مراد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں اور نفاق سے نفاق عملی مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تم سے بہتر تھے لیکن اس کے باوجود بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نفاق عملی میں مبتلا ہوئے اور پھر توبہ کی اس لیے تم لوگوں کو اترانا نہیں چاہیے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جیسے بڑے فقیہ و عالم سے پڑھ رہے ہیں۔ اسود حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی بات صحیح طرح سمجھ نہ سکے۔ وہ یہ سمجھے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں منافق کہہ دیا اس لیے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے "سبحان اللہ" کہا حضرت

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ اسود نے حضرت حذیفہ کے کلام کا دوسرا مطلب سمجھا تو مسکرا دیئے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مسکرانے پر تعجب ہوا کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ تو ان کی مراد صحیح معنی میں سمجھ گئے تھے۔

باب قَوْلِهِ إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ إِلَى قَوْلِهِ (وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي الأَعْمَشُ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ مَا يَنْبَغِي لأَحَدٍ أَنْ يَقُولَ أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى

ترجمہ۔ ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی، ان سے یحیٰی نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے بیان کیا) ان سے اعمش نے حدیث بیان کی، ان سے ابو وائل نے اوران سے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی کے لئے مناسب نہیں کہ مجھے یونس بن متیٰ علیہ السلام سے بہتر کہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ حَدَّثَنَا هِلاَلٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضى الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ مَنْ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى فَقَدْ كَذَبَ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن سنان نے حدیث بیان کی، ان سے فلیح نے حدیث بیان کی، ان سے ہلال نے حدیث بیان کی، ان سے عطاء بن یسار نے اوران سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص یہ کہتا ہے کہ میں (آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم) یونس بن متیٰ سے افضل ہوں وہ جھوٹ کہتا ہے۔

تشریح حدیث

من قال انا خير من يونس بن متى فقد كذب

اس جملے کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے بارے میں بہتر اور افضل ہونے کا دعویٰ کرے تو وہ جھوٹا ہے اس لیے کہ اللہ کے نبی سے غیر نبی افضل نہیں ہوسکتا۔ حضرت یونس علیہ السلام کی تخصیص اس لیے کی کہ ان کے ساتھ بطن حوت کا واقعہ پیش آیا اس کو سامنے رکھ کر کوئی کہنے لگے کہ میری ساری زندگی عبادت واطاعت میں گزری اس لیے میں بہتر ہوں تو ایسا شخص جھوٹا ہوگا۔

اس کا دوسرا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس سے خود آپ مراد ہوں۔ اس صورت میں آپ کے ارشاد کا مطلب یہ ہوگا کہ کوئی شخص مجھے یونس علیہ السلام سے بہتر کہے تو وہ غلط ہے۔

اس صورت میں اشکال ہوگا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو بالا تفاق تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل ہیں تو پھر ایسے شخص کے قول کو غلط کیوں کہا گیا۔

ا۔ اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تواضعاً للنفس فرمایا تھا۔

۲۔ دوسرا جواب یہ دیا گیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد اس وقت کا ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیگر انبیاء کے مقابلہ میں اپنی فضیلت کا علم حاصل نہیں ہوا تھا۔

۳۔ تیسرا جواب یہ دیا گیا ہے کہ اس سے نفس نبوت میں فضیلت کی نفی مراد ہے کیونکہ نفس نبوت میں تمام انبیاء برابر ہیں۔

۴۔ چوتھا جواب یہ دیا گیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے مقصود ایسی فضیلت کی نفی ہے جس سے حضرت یونس علیہ السلام کی تحقیر و تنقیص کا شبہ پیدا ہونے لگے۔

باب یَسۡتَفۡتُونَکَ

قُلِ اللّٰهُ يُفۡتِيكُمۡ فِي الۡكَلَالَةِ إِنِ امۡرُؤٌ هَلَكَ لَيۡسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخۡتٌ فَلَهَا نِصۡفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَا إِنۡ لَمۡ يَكُنۡ لَهَا وَلَدٌ) وَالۡكَلَالَةُ مَنۡ لَمۡ يَرِثۡهُ أَبٌ أَوِ ابۡنٌ وَهُوَ مَصۡدَرٌ مِنۡ تَكَلَّلَهُ النَّسَبُ

کلالہ کی تفسیر میں علماء کا اختلاف ہے اور چار قول مشہور ہیں:

ا۔ ایک قول یہ ہے کہ کلالہ اس میت کے مال موروث کو کہتے ہیں جس میت کا ولد اور والد نہ ہو۔

۲۔ دوسرا قول یہ ہے کہ کلالہ اسم مصدر ہے اور اس میت کی وراثت کو کہتے ہیں جس کا ولد اور والد نہ ہو۔

۳۔ تیسرا قول یہ ہے کہ کلالہ ان وارثوں کا نام ہے جن میں کوئی ولد اور والد نہ ہو اس صورت میں میت کے بھائی کلالہ ہوں گے۔

۴۔ چوتھا قول یہ ہے کہ کلالہ اس میت کا نام ہے جس کا کوئی بیٹا اور باپ زندہ موجود نہ ہو۔ یہی جمہور کا قول ہے۔ لیکن قرآن حکیم اور حدیث میں کلالہ کا اطلاق میت پر بھی ہوا ہے اور وارث پر بھی۔

آیت باب میں اور آیت میراث میں کلالہ کا اطلاق میت پر ہوا ہے اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث "انما یرثنی کلالۃ" میں کلالۃ سے وارث مراد ہے اس لیے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ کلالۃ کا لفظ ایک خاص حالت میں میت اور وارث دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے اور وہ خاص حالت ولد اور والد کا نہ ہونا ہے۔

دوسری بحث یہ ہے کہ لفظ کلالۃ لغوی اعتبار سے کیا ہے اور کس سے مشتق ہے؟ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں ابو عبیدہ کا قول نقل کیا ہے کہ کلالہ مصدر ہے تکلل کا۔ تکللہ النسب کا ترجمہ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے "**تطرفه**" سے یعنی طرف میں ہونا یعنی کلالہ کی صورت میں اصول و فروع کی میراث کا حصہ اطراف میں واقع رشتہ داروں کو ملتا ہے۔

اور بعض کہتے ہیں کلالہ "اکلیل" سے ماخوذ ہے جس کے معنی تاج کے آتے ہیں جیسے تاج نے سر کا احاطہ کیا ہوتا ہے۔ ایسا ہی کلالہ اس میت کو گھیرے ہوئے ہوتا ہے۔

← حَدَّثَنَا سُلَيۡمَانُ بۡنُ حَرۡبٍ حَدَّثَنَا شُعۡبَةُ عَنۡ أَبِي إِسۡحَاقَ سَمِعۡتُ الۡبَرَاءَ رضي الله عنه قَالَ آخِرُ سُورَةٍ نَزَلَتۡ بَرَاءَةٌ، وَآخِرُ آيَةٍ نَزَلَتۡ (يَسۡتَفۡتُونَكَ)

ترجمہ۔ ہم سے سلیمان بن حرب نے حدیث بیان کی، ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی، ان سے ابو اسحاق نے، اور انہوں نے براء رضی اللہ عنہ سے سنا۔ آپ نے بیان کیا کہ (احکام میراث کے سلسلہ میں) سب سے آخر میں سورہ براءت نازل ہوئی تھی اور سب سے آخر میں جو آیت نازل ہوئی وہ "یَسۡتَفۡتُونَکَ ط قُلِ اللّٰهُ يُفۡتِيكُمۡ فِي الۡكَلٰلَةِ" تھی۔

سورة المائدة

حُرُمٌ واحد ها حرام (فَبِمَا نَقْضِهِمْ) بِنَقْضِهِمْ (الَّتِي كَتَبَ اللَّهُ) جَعَلَ اللَّهُ (تَبُوءَ) تَحْمِلُ (دَائِرَةٌ) دَوْلَةٌ وَقَالَ غَيْرُهُ الإِغْرَاءُ التَّسْلِيطُ (أُجُورَهُنَّ) مُهُورَهُنَّ الْمُهَيْمِنُ الأَمِينُ ، الْقُرْآنُ أَمِينٌ عَلَى كُلِّ كِتَابٍ قَبْلَهُ قال سفيان مافي القران اية اشد علي من لستم علي شيء حتى تقيموا التورة والانجيل وما انزل اليكم من ربكم مخمصة مجاعة من احياها يعني من حرم قتلها الا بحق حي الناس منه جميعا شرعة ومنها جا سبيلا وسنة

سفیان نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے زیادہ میرے لئے قرآن میں اور کوئی فرمان سخت نہیں کہ "لستم علي شيء حتى تقيموا التوراة والانجيل وما انزل اليكم من ربهم مخمصة يعني مجاعة من احياها یعنی جس نے بغیر حق کے قتل نفس کو حرام قرار دیا۔ اس نے تمام انسانوں کو زندگی بخشی۔ شرعة ومنها جا يعني سبيلا وسنة۔

"فبما نقضهم ميثاقهم" یعنی بنقضهم " التي كتب الله" اى جعل الله تبوء يعني تحمل. بينهم العداوة میں) اغراء معنی میں تسلیط کے ہے۔ "اجورهن اى مهورهن " المهيمن " یعنی امین، قرآن تمام کتب سابقہ پر امین ہے (یعنی جو اس کے مطابق ہو، اسے لینا چاہئے اور جو اس کے خلاف ہو اسے رد کر دینا چاہئے)۔ سفیان نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے زیادہ میرے لئے قرآن میں اور کوئی فرمان سخت نہیں کہ "لَسْتُمْ عَلَى شَيْءٍ حَتَّى تُقِيمُوا التَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ" مخمصۃ یعنی مجاعۃ۔ "من احیاھا یعنی جس نے بغیر حق کے قتل نفس کو حرام قرار دیا۔ اس نے تمام انسانوں کو زندگی بخشی۔ شرعۃ ومنھا جا یعنی سبیلا وسنۃ۔

تشریح کلمات

حُرُمٌ واحدها حرامٌ

آیت کریمہ ہے "أُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ إِلَّا مَا يُتْلَى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ" امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "حُرُم" کا واحد حرام ہے بمعنی محرم کے۔

فَبِمَا نقضهم فبنقضهم

آیت کریمہ ہے: "فَبِمَا نقضهم مِيثَاقَهُمْ لَعَنَّاهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَاسِيَةً" امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "فَبِمَا نَقْضِهِمْ" میں "ما" زائدہ ہے۔

التی کتب اللّٰہ: الّتی جعَلَ اللّٰہ

آیت کریمہ ہے "اُدْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِیْ کَتَبَ اللّٰہُ لَکُمْ" آیت میں کتب اللہ بمعنی جعل اللہ ہے یعنی اللہ نے مقرر کردیا۔

تَبُوْءَ: تَحْمِلُ

آیت کریمہ ہے "اِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ تَبُوْءَ بِاِثْمِیْ وَاِثْمِکَ" اس میں تبوء کی تفسیر "تَحْمِلُ" سے کی ہے۔

وقال غیرہ اَلْاِغْرَاءُ: اَلتَّسْلِیْطُ

"فَاَغْرَیْنَا بَیْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ" اس آیت میں اغرینا کی تفسیر یہ کی گئی ہے کہ اغرا بمعنی تسلیط ہے۔ یعنی ہم نے نصرانیوں کی باہم دشمنی اور کینہ کو قیامت تک کے لیے مسلط کر دیا۔ اکثر مفسرین اغرینا کی تفسیر "القینا" سے کرتے ہیں اور یہی واضح ہے۔

دَائِرَةٌ دَوْلَةٌ

"یَقُوْلُوْنَ نَخْشٰی اَنْ تُصِیْبَنَا دَائِرَةٌ" دائرۃ کی تفسیر دولۃ سے کی ہے جس کے معنی گردش انقلاب اور مصیبت کے ہیں۔

اُجُوْرَهُنَّ: مُهُوْرَهُنَّ

"اذا آتیتموھن اُجُوْرَهُنَّ" یہاں اجر سے مراد حق مہر ہے۔

مَخْمَصَةٍ: مَجَاعَةٍ

"فَمَنِ اضْطُرَّ فِیْ مَخْمَصَةٍ غَیْرَ مُتَجَانِفٍ لِاِثْمٍ" یعنی جو شخص بھوک کی شدت میں مجبور ہو جائے۔ بشرطیکہ گناہ کی طرف میلان نہ ہو) اس آیت میں "مخمصۃ" بمعنی "مَجَاعَةٍ" ہے یعنی سخت بھوک۔

قال سفیان مافی القرآن آیة اَشَدّ عَلَیَّ......

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قرآن مجید کی کوئی آیت میرے لیے اس قدر گراں اور شاق نہیں ہے جیسی یہ آیت ہے "لَسْتُمْ عَلٰی شَیْءٍ حَتّٰی...... الخ" حضرت سفیان کو یہ آیت اس لیے شاق معلوم ہوتی تھی کہ اس میں تورات انجیل اور قرآن سب پر عمل کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

مَنْ اَحْیَاهَا یعنی مَنْ حَرَّمَ قَتْلَهَا اِلَّا بِحَقٍّ احی الناسُ منه جمیعًا

"مَنْ اَحْیَاهَا فَکَاَنَّمَا اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا" امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء کی تفسیر تحریم قتل سے اس لیے کی کہ احیاء فی الواقع اللہ کی صفت ہے۔ غیر اللہ کو زندہ کرنے والا نہیں کہا جا سکتا۔ اس لیے آیت کریمہ میں احیاء مجازی معنی میں مستعمل ہے اور مجازی معنی تحریم کے ہیں یعنی جس نے قتل نفس کو حرام قرار دیا۔ گویا کہ اس نے تمام لوگوں کو اس تحریم قتل کی وجہ سے زندہ رکھا۔

شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا: سَبِيْلاً وَّسُنَّةً

"وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا" شرعۃ کی تفسیر "سُنَّة" اور منہاج کی تفسیر "سَبِيْلً" ہے۔ یہ لف ونشر غیر مرتب ہے۔

الْمُهَيْمِنُ: الامينُ القرآن امين علٰى كل كتاب قبله

"وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ" اس میں "مهيمن" کی تفسیر "اَمِيْنٌ" سے کی ہے۔ یہ "هَيْمَنَ" سے ماخوذ ہے جس کے معنی حفظ کرنے کے آتے ہیں۔ قرآن کو "مهيمن" کہا گیا اس لیے کہ یہ ساری کتب سماویہ کے مضامین کا امین اور محافظ ہے۔

باب قَوْلِهِ اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَخْمَصَةٌ مَجَاعَةٌ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ قَيْسٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَتِ الْيَهُوْدُ لِعُمَرَ إِنَّكُمْ تَقْرَءُوْنَ آيَةً لَوْ نَزَلَتْ فِيْنَا لَاتَّخَذْنَاهَا عِيْدًا فَقَالَ عُمَرُ إِنِّيْ لَأَعْلَمُ حَيْثُ أُنْزِلَتْ، وَأَيْنَ أُنْزِلَتْ، وَأَيْنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم حِيْنَ أُنْزِلَتْ يَوْمَ عَرَفَةَ، وَإِنَّا وَاللّٰهِ بِعَرَفَةَ قَالَ سُفْيَانُ وَأَشُكُّ كَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَمْ لَا (اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ)

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن بشار نے حدیث بیان کی، ان سے عبدالرحمٰن نے حدیث بیان کی، ان سے سفیان نے حدیث بیان کی، ان سے قیس نے اور ان سے طارق بن شہاب نے بیان کیا کہ یہودیوں نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ لوگ ایک ایسی آیت تلاوت کرتے ہیں کہ اگر ہمارے یہاں وہ نازل ہوئی ہوتی تو ہم (جس دن وہ نازل ہوئی ہوتی) اس دن خوشی منایا کرتے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میں خوب اچھی طرح جانتا ہوں۔ کہ یہ آیت کہاں اور کب نازل ہوئی تھی، اور جب عرفہ کے دن نازل ہوئی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تشریف رکھتے تھے، خدا گواہ ہے، ہم اس وقت میدان عرفہ میں تھے۔ سفیان نے کہا کہ مجھے شک ہے کہ وہ جمعہ کا دن تھا یا نہیں۔ "آج میں نے تمہارے لئے دین کامل کر دیا۔"

باب قَوْلِهِ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا

تَيَمَّمُوْا تَعَمَّدُوْا (آمِّيْنَ) عَامِدِيْنَ أَمَّمْتُ وَتَيَمَّمْتُ وَاحِدٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَمَسْتُمْ وَتَمَسُّوْهُنَّ وَاللَّاتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ وَالْإِفْضَاءُ النِّكَاحُ

"تیمموا یعنی تعمدوا۔ (اسی سے آتا ہے)، آمین یعنی عامدین، امت اور تیممت ایک معنی میں ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "لمستم، تمسوهن، اللاتي دخلتم بهن اور الافضاء" سب کے معنی ہم بستری کرنے کے ہیں۔

تشریح کلمات

تَيَمَّمُوْا: تَعَمَّدُوْا آمِّيْنَ: عَامِدِيْنَ أَمَّمْتُ وَتَيَمَّمْتُ وَاحِدٌ

مذکورہ آیت میں "تَيَمَّمُوْا" بمعنی "تَعَمَّدُوْا" ہے یعنی تم ارادہ کرو۔ اسی طرح ایک دوسری آیت میں ہے "ولا

آمین البیت الحرام" اس میں آمین بمعنی عامدین ہے یعنی قصد کرنے والے ارادہ کرنے والے۔ "اَمَّمْتُ" اور "تَیَمَّمْتُ" دونوں کے معنی ایک ہیں یعنی قصد کرنا۔

وقال ابن عباس: لَمَسْتُمْ تَمَسُّوهُنَّ وَاللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ وَالافضاءُ: اَلنِّكَاحُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ چاروں الفاظ کے معنی نکاح یعنی وطی کے ہیں۔ "لَمَسْتُمْ" اس آیت میں واقع ہے "وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ۔ وَإِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْجَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ"

"تَمَسُّوْهُنَّ" سورۃ بقرہ میں واقع ہے "وَإِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ .... اَللَّاتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ" سورۃ نساء میں واقع ہے "وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ"

"اَفْضٰى" سورۃ نساء میں واقع ہے۔ "وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ"

← حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها زَوْجِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ ، حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ أَوْ بِذَاتِ الْجَيْشِ انْقَطَعَ عِقْدٌ لِي ، فَأَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَلَى الْتِمَاسِهِ ، وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ ، وَلَيْسُوا عَلٰى مَاءٍ ، وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَأَتَى النَّاسُ إِلٰى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ فَقَالُوا أَلَا تَرٰى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ أَقَامَتْ بِرَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَبِالنَّاسِ ، وَلَيْسُوا عَلٰى مَاءٍ ، وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ ، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ وَرَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَاضِعٌ رَأْسَهُ عَلٰى فَخِذِي قَدْ نَامَ ، فَقَالَ حَبَسْتِ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَالنَّاسَ ، وَلَيْسُوا عَلٰى مَاءٍ ، وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ قَالَتْ عَائِشَةُ فَعَاتَبَنِي أَبُو بَكْرٍ ، وَقَالَ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقُولَ ، وَجَعَلَ يَطْعُنُنِي بِيَدِهِ فِي خَاصِرَتِي ، وَلَا يَمْنَعُنِي مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَلٰى فَخِذِي ، فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم حَتّٰى أَصْبَحَ عَلٰى غَيْرِ مَاءٍ ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ آيَةَ التَّيَمُّمِ فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ مَا هِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ فَبَعَثْنَا الْبَعِيرَ الَّذِي كُنْتُ عَلَيْهِ فَإِذَا الْعِقْدُ تَحْتَهُ

ترجمہ۔ ہم سے اسماعیل نے حدیث بیان کی، کہا کہ مجھ سے مالک نے حدیث بیان کی، ان سے عبدالرحمن بن قاسم نے، ان سے ان کے والد نے، اوران سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئے۔ اور جب ہم مقام بیداء یا ذات الجیش تک پہنچے تو میرا ہار گم ہو گیا۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تلاش کروانے کے لئے وہیں قیام کیا اور صحابہؓ نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قیام کیا، وہاں کہیں پانی نہیں تھا، اور صحابہ کے ساتھ بھی پانی نہیں تھا۔ لوگ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے، ملاحظہ نہیں فرماتے، عائشہ نے کیا کر رکھا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہیں ٹھہرا لیا اور ہمیں بھی حالانکہ یہاں کہیں پانی نہیں ہے، اور نہ کسی کے پاس ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ (میرے یہاں) آئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سر مبارک میری ران پر رکھ کر سو گئے تھے۔ اور کہنے لگے۔ تم نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اور سب لوگوں کو روک لیا، حالانکہ

یہاں کہیں پانی نہیں ہے اور نہ کسی کے ساتھ پانی ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مجھ پر بہت ناراض ہوئے اور جو اللہ تعالیٰ کو منظور تھا مجھے کہا سنا اور ہاتھ سے میری کوکھ میں کچوکے لگائے۔ میں نے صرف اس خیال سے حرکت نہیں کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میری ران پر سر مبارک رکھے ہوئے تھے۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور صبح تک کہیں پانی کا نام ونشان نہیں تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت نازل کی، تو اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آل ابی بکر، یہ تمہاری کوئی پہلی برکت نہیں ہے۔ بیان کیا کہ پھر ہم نے وہ اونٹ اٹھایا جس پر میں سوار تھی تو ہار اسی کے نیچے مل گیا۔

◄ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها سَقَطَتْ قِلَادَةٌ لِي بِالْبَيْدَاءِ وَنَحْنُ دَاخِلُونَ الْمَدِينَةَ ، فَأَنَاخَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَنَزَلَ ، فَثَنَى رَأْسَهُ فِي حَجْرِي رَاقِدًا ، أَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ فَلَكَزَنِي لَكْزَةً شَدِيدَةً وَقَالَ حَبَسْتِ النَّاسَ فِي قِلَادَةٍ فَبِي الْمَوْتُ لِمَكَانِ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم وَقَدْ أَوْجَعَنِي ، ثُمَّ إِنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم اسْتَيْقَظَ وَحَضَرَتِ الصُّبْحُ فَالْتُمِسَ الْمَاءُ فَلَمْ يُوجَدْ فَنَزَلَتْ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ) الآيَةَ فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ لَقَدْ بَارَكَ اللَّهُ لِلنَّاسِ فِيكُمْ يَا آلَ أَبِي بَكْرٍ ، مَا أَنْتُمْ إِلَّا بَرَكَةٌ لَهُمْ

ترجمہ۔ ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے حدیث بیان کی۔ کہا کہ مجھ سے ابن وہب نے حدیث بیان کی۔ کہا کہ مجھے عمرو نے خبر دی، ان سے عبدالرحمٰن بن قاسم نے حدیث بیان کی، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ میرا ہار مقام بیداء میں گم ہو گیا تھا۔ ہم مدینہ واپس آ رہے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہیں اپنی سواری روک دی اور اتر گئے۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سر مبارک میری گود میں رکھ کر سو رہے تھے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اندر آ گئے اور میرے سینے پر زور سے ہاتھ مار کر فرمایا کہ ایک ہار کے لئے تم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو روک لیا ہے۔ لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام کے خیال سے میں بے حس وحرکت بیٹھی رہی، حالانکہ (ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مارنے سے) مجھے تکلیف ہوئی تھی۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے اور صبح کا وقت ہوا اور پانی کی تلاش ہوئی لیکن کہیں پانی کا نام ونشان نہ تھا۔ اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا، اے آل ابی بکر تمہیں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لئے باعث برکت بنایا ہے یقیناً تم لوگوں کے لئے باعث خیر و برکت ہو۔

باب قَوْلِهِ فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَا هُنَا قَاعِدُونَ

◄ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ مُخَارِقٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ رضي الله عنه قَالَ شَهِدْتُ مِنَ الْمِقْدَادِ ح وَحَدَّثَنِي حَمْدَانُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ حَدَّثَنَا الْأَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُخَارِقٍ عَنْ طَارِقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ الْمِقْدَادُ يَوْمَ بَدْرٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا لَا نَقُولُ لَكَ كَمَا قَالَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ لِمُوسَى (فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَا هُنَا قَاعِدُونَ) وَلَكِنِ امْضِ وَنَحْنُ مَعَكَ فَكَأَنَّهُ سُرِّيَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم وَرَوَاهُ وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُخَارِقٍ عَنْ طَارِقٍ أَنَّ الْمِقْدَادَ قَالَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم

ترجمہ۔ ہم سے ابونعیم نے حدیث بیان کی، ان سے اسرائیل نے حدیث بیان کی۔ ان سے مخارق نے، ان سے

طارق بن شہاب نے اور انہوں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا۔ آپ نے بیان کیا کہ میں مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کے قریب موجود تھا۔ ح۔ اور مجھ سے حمدان بن عمر نے حدیث بیان کی، ان سے ابوالنضر نے حدیث بیان کی، ان سے اشجعی نے حدیث بیان کی، ان سے سفیان نے، ان سے مخارق نے، ان سے طارق نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جنگ بدر کے موقعہ پر مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ نے کہا تھا۔ یارسول اللہ! ہم آپ سے وہ بات نہیں کہیں گے جو بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کہی تھی کہ "آپ خود اور آپ کے خداوند چلے جائیں اور آپ دونوں لڑ بھڑ لیں ہم تو یہاں سے ٹلنے کے نہیں۔" بلکہ آپ (محاذ پر) تشریف لے چلئے۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی اس گفتگو سے مسرت ہوئی اور وکیع نے روایت کی، ان سے سفیان نے، ان سے مخارق نے، ان سے طارق نے کہ مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہا تھا۔

باب إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَه

اَلْمُحَارِبَةُ لِلّٰهِ الْكُفْرُ بِه

محاربہ صرف کفار کی طرف سے ہوتا ہے یا اہل ایمان کی طرف سے بھی محاربہ مقصود ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں صاف صاف کہا ہے "المحاربة لله الكفر به" ان کی رائے یہ ہے کہ محاربہ صرف کفار کی طرف سے ہوتا ہے۔

لیکن جمہور کا مسلک یہ ہے کہ محارب کافر بھی ہوسکتا ہے اور مؤمن بھی۔

محاربین کی سزا

اس میں اختلاف ہے کہ محاربین کی سزا کیا ہوگی؟ قرآن مجید میں چار امور بیان ہوئے ہیں: **تقتیل، تصلیب، قطع ایدی و ارجل من خلاف، نفی من الارض۔**

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ امام کو اختیار ہے ان چاروں سزاؤں میں سے وہ محاربین کو جو سزا دینا چاہے دے سکتا ہے۔ لیکن دوسرے فقہاء کے ہاں اس میں تفصیل ہے اور مختلف صورتوں کے لیے مختلف احکام ہیں۔

۱۔ اگر محارب نے مال لیا ہے اور قتل نہیں کیا تو اس کے ہاتھ پاؤں من خلاف قطع کیے جائیں گے۔ لیکن یہ اس وقت ہے جب مال بقدر نصاب ہو۔ حنفیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک اس صورت میں یہی حکم ہے۔

۲۔ اگر محارب نے مال نہیں لیا البتہ قتل کیا ہے تو اس صورت میں اس کو حداً قتل کیا جائے گا۔ لہٰذا اولیائے مقتول اگر معاف بھی کردیں تب بھی قتل کیا جائے گا۔ اس صورت کا حکم آئمہ اربعہ کے نزدیک متفق علیہ ہے۔

۳۔ اگر محارب نے قتل بھی کیا ہے اور مال بھی لیا ہے تو اس صورت میں حنفیہ کے نزدیک امام کو اختیار ہے کہ وہ اس کے ہاتھ پاؤں من خلاف کاٹ کر قتل کردے یا سولی پر لٹکادے یا تینوں کو جمع کردے کہ ہاتھ پاؤں بھی کاٹے، قتل بھی کرے اور سولی پر بھی لٹکائے یا صرف قتل کردے یا صرف سولی پر لٹکادے۔

شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک اس صورت میں اس کو قتل کرکے سولی پر لٹکایا جائے گا۔ اس کے ہاتھ پاؤں نہیں کاٹے جائیں گے۔

۴۔ چوتھی صورت یہ ہے کہ محارب نے نہ قتل کیا اور نہ مال لیا صرف لوگوں کو ڈرایا اس صورت میں حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک اس کو تعزیر کے بعد قید کردیا جائے گا یہاں تک کہ وہ توبہ کرلے۔

حنابلہ کے نزدیک اس صورت میں اس کو تمام شہروں سے بھگا دیا جائے گا' کسی شہر میں اس کو ٹھکانہ نہیں دیا جائے گا کیونکہ آیت کریمہ میں "او یُنفَوْ مِنَ الْاَرْضِ" ہے۔ جمہور علماء نفی من الارض کی تفسیر حبس اور قید سے کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنِي سَلْمَانُ اَبُو رَجَاءٍ مَوْلَى اَبِي قِلَابَةَ عَنْ اَبِي قِلَابَةَ اَنَّهُ كَانَ جَالِسًا خَلْفَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ ، فَذَكَرُوا وَذَكَرُوا فَقَالُوا وَقَالُوا قَدْ اَقَادَتْ بِهَا الْخُلَفَاءُ ، فَالْتَفَتَ اِلَى اَبِي قِلَابَةَ وَهُوَ خَلْفَ ظَهْرِهِ ، فَقَالَ مَا تَقُولُ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ زَيْدٍ اَوْ قَالَ مَا تَقُولُ يَا اَبَا قِلَابَةَ قُلْتُ مَا عَلِمْتُ نَفْسًا حَلَّ قَتْلُهَا فِي الْاِسْلَامِ اِلَّا رَجُلٌ زَنَى بَعْدَ اِحْصَانٍ ، اَوْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ ، اَوْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ عَنْبَسَةُ حَدَّثَنَا اَنَسٌ بِكَذَا وَكَذَا قُلْتُ اِيَّايَ حَدَّثَ اَنَسٌ قَالَ قَدِمَ قَوْمٌ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَكَلَّمُوهُ فَقَالُوا قَدِ اسْتَوْخَمْنَا هَذِهِ الْاَرْضَ فَقَالَ هَذِهِ نَعَمٌ لَنَا تَخْرُجُ ، فَاخْرُجُوا فِيهَا ، فَاشْرَبُوا مِنْ اَلْبَانِهَا وَاَبْوَالِهَا فَخَرَجُوا فِيهَا فَشَرِبُوا مِنْ اَبْوَالِهَا وَاَلْبَانِهَا وَاسْتَصَحُّوا ، وَمَالُوا عَلَى الرَّاعِي فَقَتَلُوهُ ، وَاطَّرَدُوا النَّعَمَ ، فَمَا يُسْتَبْطَأُ مِنْ هَؤُلَاءِ قَتَلُوا النَّفْسَ وَحَارَبُوا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ ، وَخَوَّفُوا رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَقُلْتُ تَتَّهِمُنِي قَالَ حَدَّثَنَا بِهَذَا اَنَسٌ قَالَ وَقَالَ يَا اَهْلَ كَذَا اِنَّكُمْ لَنْ تَزَالُوا بِخَيْرٍ مَا اُبْقِيَ هَذَا فِيكُمْ اَوْ مِثْلُ هَذَا

ترجمہ۔ ہم سے علی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی، ان سے محمد بن عبداللہ انصاری نے حدیث بیان کی۔ ان سے عوف نے حدیث بیان کی، کہا کہ مجھ سے سلمان ابورجاء ابوقلابہ کے مولا نے حدیث بیان کی اور ان سے ابوقلابہ نے کہ وہ (امیر المومنین) عمر بن عبدالعزیز کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے (مجلس میں قیامت کے مسائل پر) لوگ بحث کررہے تھے، لوگوں نے کہا کہ آپ سے پہلے خلفاء راشدین نے بھی اس میں قصاص لیا ہے۔ پھر عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ابوقلابہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ وہ پیچھے بیٹھے ہوئے تھے اور پوچھا۔ عبداللہ بن زید، آپ کی کیا رائے ہے، یا یوں کہا کہ ابوقلابہ! آپ کی کیا رائے ہے میں نے کہا کہ مجھے تو کوئی ایسی صورت معلوم نہیں ہے کہ اسلام میں کسی شخص کا قتل جائز ہو سوا اس کے کہ کسی نے شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا کیا ہو یا ناحق کسی کو قتل کیا ہو، یا اللہ اور اس کے رسول سے لڑا ہو۔' اس پر عنبسہ نے کہا کہ ہم سے انسؓ نے اس طرح حدیث بیان کی تھی ابوقلابہ بولے کہ مجھ سے بھی انہوں نے یہ حدیث بیان کی تھی، بیان کیا کہ کچھ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے (اور اسلام پر بیعت کرنے کے بعد) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہمیں اس سر زمین (مدینہ) کی آب وہوا موافق نہیں آئی، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ ہمارے یہ اونٹ چرنے جارہے ہیں تم بھی ان کے ساتھ چلے جاؤ اور ان کا دودھ اور پیشاب پیو (کیونکہ ان کے مرض کا یہی علاج تھا) چنانچہ وہ لوگ ان اونٹوں کے ساتھ گئے اور ان کا دودھ اور پیشاب پیا جس سے انہیں صحت حاصل ہوگئی۔ اس کے بعد انہوں نے (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے) کو پکڑ کے قتل کردیا اور اونٹ لے کر بھاگنے لگے۔ اب ایسے لوگوں سے (بدلہ لینے میں) کیا تامل ہوسکتا ہے، انہوں نے ایک شخص کو قتل کیا، اور اللہ اور اس کے رسول سے لڑے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خوفزدہ کرنا چاہا۔ عنبسہ

نے اس پر کہا، سبحان اللہ! میں نے کہا، کیا تم مجھے جھٹلانا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ یہی حدیث انس رضی اللہ عنہ نے بھی بیان کی تھی (لیکن آپ کو یہ حدیث زیادہ بہتر طریقہ پر یاد ہے) ابوقلابہ نے بیان کیا کہ عنبسہ نے کہا اے اہل شام! جب تک تمہارے یہاں ابوقلابہ یا ان جیسے عالم موجود ہیں تمہارے یہاں ہمیشہ خیر و بھلائی رہے گی۔

باب قَوْلِهِ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ

← حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا الْفَزَارِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رضی الله عنه قَالَ كَسَرَتِ الرُّبَيِّعُ وَهِيَ عَمَّةُ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ثَنِيَّةَ جَارِيَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ ، فَطَلَبَ الْقَوْمُ الْقِصَاصَ ، فَأَتَوُا النَّبِيَّ صلی الله علیه وسلم فَأَمَرَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم بِالْقِصَاصِ فَقَالَ أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ عَمُّ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ لَا وَاللَّهِ لَا تُكْسَرُ سِنُّهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم يَا أَنَسُ كِتَابُ اللَّهِ الْقِصَاصُ فَرَضِيَ الْقَوْمُ وَقَبِلُوا الْأَرْشَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَأَبَرَّهُ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن سلام نے حدیث بیان کی، انہیں فزاری نے خبر دی۔ انہیں حمید نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ربیع رضی اللہ عنہا نے جو انس رضی اللہ عنہ کی پھوپھی تھیں، انصار کی ایک لڑکی کے آگے کے دانت توڑ دیئے، لڑکی والوں نے قصاص کا مطالبہ کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی قصاص (بدلہ) کا حکم دیا۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے چچا انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے کہا، نہیں، خدا کی قسم، ان کا دانت نہ توڑا جانا چاہئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انس، لیکن کتاب اللہ کا حکم قصاص ہی کا ہے پھر لڑکی والے راضی ہو گئے اور دیت (مالی صورت میں بدلہ) لینا منظور کر لیا۔ اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے بہت سے بندے ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ کا نام لے کر قسم کھالیں تو اللہ ان کی قسم پوری کرتا ہے۔

باب يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها قَالَتْ مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا صلی الله علیه وسلم كَتَمَ شَيْئًا مِمَّا أُنْزِلَ عَلَيْهِ ، فَقَدْ كَذَبَ ، وَاللَّهُ يَقُولُ (يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ) الْآيَةَ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن یوسف نے حدیث بیان کی، ان سے سفیان نے حدیث بیان کی، ان سے اسماعیل نے، ان سے شعبی نے ان سے مسروق نے کہ ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جو شخص بھی تم سے یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کچھ نازل کیا تھا اس میں سے آپ نے کچھ چھپا لیا تھا تو وہ جھوٹا ہے اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے کہ "اے پیغمبر، جو کچھ آپ پر آپ کے پروردگار کی طرف سے نازل ہوا ہے، یہ (سب) آپ (لوگوں تک) پہنچا دیجئے۔"

باب قَوْلِهِ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ

حدیث الباب کے پیش نظر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے یمین لغو کی یہ تعریف کی کہ یمین لغو وہ ہوتی ہے کہ انسان یمین کا قصد کیے

بغیر عام عادت اور محاورہ کے طور پر "لا واللہ، بلی واللہ" کہے چاہے اس کا تعلق ماضی سے ہو یا مستقبل سے خبر سے ہو یا انشاء سے۔

حضرات حنفیہ کے نزدیک یمین لغو وہ ہوتی ہے کہ انسان کسی امر ماضی کے بارے میں اسے سچ سمجھ کر قسم کھالے اور بعد میں ظاہر ہو کہ وہ امر ایسا نہیں تھا تو یہ قسم یمین لغو کہلائے گی اس میں نہ گناہ ہے نہ کفارہ۔

لہٰذا حنفیہ کے نزدیک اگر کسی نے "لا واللہ، بلی واللہ" سے کسی ایسے امر پر قسم کھائی جس کا تعلق مستقبل سے ہو۔ اگر چہ اس نے قسم کا ارادہ نہ کیا ہو تاہم ایسی صورت میں حنفیہ کے نزدیک یہ یمین لغو نہیں ہوگی اور حانث ہونے کی صورت میں اس پر کفارہ ہوگا جبکہ شافعیہ کے نزدیک ایسی صورت میں وہ حانث نہیں ہوگا کیونکہ ان کے ہاں یہ یمین لغو ہے۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الآثار میں مذکورہ دونوں قسموں کو یمین لغو شمار کیا ہے۔

← حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ سُعَيْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ (لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ) فِي قَوْلِ الرَّجُلِ لَا وَاللّٰهِ ، وَبَلٰى وَاللّٰهِ

ترجمہ۔ ہم سے علی بن سلمہ نے حدیث بیان کی، ان سے مالک بن سعید نے حدیث بیان کی، ان سے ہشام نے حدیث بیان کی، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ آیت "اللہ تم سے تمہاری بے معنی قسموں پر مواخذہ نہیں کرتا" کسی کو اس طرح قسم کھانے کے بارے میں نازل ہوئی تھی کہ نہیں، خدا کی قسم، ہاں خدا کی قسم، (جو قسم بلا کسی ارادہ کے زبان پر آجاتی ہے۔)

← حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي رَجَاءٍ حَدَّثَنَا النَّضْرُ عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ أَبَاهَا كَانَ لَا يَحْنَثُ فِي يَمِينٍ حَتّٰى أَنْزَلَ اللّٰهُ كَفَّارَةَ الْيَمِينِ قَالَ أَبُو بَكْرٍ لَا أَرٰى يَمِينًا أُرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا ، إِلَّا قَبِلْتُ رُخْصَةَ اللّٰهِ ، وَفَعَلْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ

ترجمہ۔ ہم سے احمد بن ابی رجاء نے حدیث بیان کی، ان سے نضر نے حدیث بیان کی، ان سے ہشام نے بیان کیا، انہیں ان کے والد نے خبر دی اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ان کے والد (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) اپنی قسم کے خلاف کبھی نہیں کیا کرتے تھے لیکن جب اللہ تعالیٰ نے قسم کے کفارہ کا حکم نازل کر دیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اب اگر اس کے (یعنی جس کے لئے قسم کھا رکھی تھی) سوا دوسری چیز مجھے اس سے بہتر معلوم ہوتی ہے تو میں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی رخصت پر عمل کرتا ہوں اور وہی کرتا ہوں، جو بہتر ہوتا ہے۔

باب قوله يٰأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ

← حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنَّا نَغْزُو مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَلَيْسَ مَعَنَا نِسَاءٌ فَقُلْنَا أَلَا نَخْتَصِي فَنَهَانَا عَنْ ذٰلِكَ ، فَرَخَّصَ لَنَا بَعْدَ ذٰلِكَ أَنْ نَتَزَوَّجَ الْمَرْأَةَ بِالثَّوْبِ ، ثُمَّ قَرَأَ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ)

ترجمہ۔ ہم سے عمرو بن عون نے حدیث بیان کی ان سے خالد نے ان سے اسماعیل نے ان سے قیس نے ان سے عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غزوے کیا کرتے تھے اور ہمارے ساتھ

ہماری بیویاں نہیں ہوتی تھیں۔ اس پر ہم نے عرض کی کہ ہم اپنے کو خصی کیوں نہ کرلیں لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں اس سے روک دیا (کہ یہ ناجائز ہے) اور اس کے بعد ہمیں اس کی اجازت دی کہ ہم کسی عورت سے کپڑے (یا کسی بھی چیز) کے بدلے میں نکاح کرسکتے ہیں (یعنی متعہ کی جو بعد میں حرام ہوگیا) پھر عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی "اے ایمان والو! اپنے اوپر ان پاکیزہ چیزوں کو حرام نہ کرو جو اللہ نے تمہارے لئے جائز کی ہیں"۔

تشریح حدیث

حدیث الباب میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اجازت دی کہ عورت سے کپڑے کے بدلے میں نکاح کرلیں یعنی متعہ کرلیں۔ پھر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی "يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی متعہ کی اباحت کا اعتقاد رکھتے تھے اور مذکورہ آیت کو متعہ کے بارے میں نازل مانتے تھے۔ ہوسکتا ہے کہ یہ اس وقت کی بات ہو جب متعہ کی حرمت کے صریح ہونے کا ان کو علم نہ ہوا ہو اور پھر ناسخ کا علم ہوگیا ہو تو پھر انہوں نے اپنے قول سے رجوع فرمالیا ہو۔

باب قَوْلِهِ إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (الْأَزْلَامُ) الْقِدَاحُ يَقْتَسِمُونَ بِهَا فِي الْأُمُورِ وَالنُّصُبُ أَنْصَابٌ يَذْبَحُونَ عَلَيْهَا، وَقَالَ غَيْرُهُ الزَّلَمُ الْقِدْحُ لَا رِيشَ لَهُ، وَهُوَ وَاحِدُ الْأَزْلَامِ وَالِاسْتِقْسَامُ أَنْ يُجِيلَ الْقِدَاحَ فَإِنْ نَهَتْهُ انْتَهَى وَإِنْ أَمَرَتْهُ فَعَلَ مَا تَأْمُرُهُ وَقَدْ أَعْلَمُوا الْقِدَاحَ أَعْلَامًا بِضُرُوبٍ يَسْتَقْسِمُونَ بِهَا وَفَعَلْتُ مِنْهُ قَسَمْتُ وَالْقُسُومُ الْمَصْدَرُ

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "الازلام" سے مراد وہ تیر ہیں جن سے وہ اپنے معاملات میں فال نکالتے تھے۔ "نصب" (بیت اللہ کے چاروں طرف وہ کھڑے کئے ہوئے پتھر تھے جن پر وہ قربانی کیا کرتے تھے۔ دوسرے صاحب نے فرمایا کہ "زلم" وہ تیر ہیں جن کے پر نہیں ہوا کرتے، ازلام کا واحد ہے "استقسام" یعنی پانسا، پھینکنا کہ اس میں ممانعت آ جائے تو رک جائیں اور اگر حکم آ جائے تو حکم کے مطابق عمل کریں، تیروں پر انہوں نے مختلف قسم کے نشانات لگا رکھے تھے اور انہیں سے فال نکالا کرتے تھے۔ استقسام سے (لازم) فعلت کے وزن پر قسمت ہے اور قسوم مصدر ہے۔

وفعلتُ منه قَسَمْتُ و القسوم منه المصدر

فرماتے ہیں کہ استقسام سے "فَعَلْتُ" یعنی ثلاثی مجرد "قسمتُ" ہے اور اس سے مصدر قسوم آتا ہے۔ "یُجیل بمعنی یُدیر" ہے۔ "یُجیل القداع" یعنی تیروں کو گھماتے تھے۔

دراصل یہ کعبہ میں رکھے ہوئے سات تیر ہوتے تھے ان میں ایک پر "اَمَرَنِیْ رَبِّیْ" دوسرے پر "نَهَانِیْ رَبِّیْ" تیسرے پر "واحد منکم" چوتھے پر "من غیر کم" پانچویں پر "ملصق" اور چھٹے پر "العقل" اور ساتویں پر "الغفل" لکھا ہوتا تھا۔ کوئی کام کرنے پر پہلے تیر نکالتے جب اس پر "امرنی ربی" لکھا ہوتا تو وہ کام کرتے اور جب "نہانی ربی" لکھا

ہوتا تھا تو پھر نہیں کرتے تھے۔اسی طرح اگر کسی کے نسب میں اختلاف ہوجاتا تو تیر نکالتے‘ اگر اس میں ”واحد منکم “لکھا ہوتا تو اس کو اپنے نسب میں شامل کر لیتے اور اگر ”من غیر کم “لکھا ہوتا تو اس کو اپنے نسب سے خارج سمجھتے اسی طرح اگر ”ملصق“ والا تیر نکلتا تو اس کا مطلب یہ سمجھا جاتا تھا کہ سابقہ تعلقات بحال رہنے چاہئیں۔

”العقل“ والا تیر نکلتا تو مطلب یہ ہوتا کہ دیت ادا کرنی چاہیے اور اگر ”الغفل“ والا تیر نکلتا تو اس کو دوبارہ ڈالتے اور پھر سے نکالنا شروع کرتے کیونکہ اس تیر کی کوئی علامت نہیں تھی۔

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ وَإِنَّ فِي الْمَدِينَةِ يَوْمَئِذٍ لَخَمْسَةَ أَشْرِبَةٍ، مَا فِيهَا شَرَابُ الْعِنَبِ

ترجمہ۔ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے حدیث بیان کی، انہیں محمد بن بشر نے خبر دی، ان سے عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز نے حدیث بیان کی، کہا کہ مجھ سے نافع نے حدیث بیان کی اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہ جب شراب کی حرمت نازل ہوئی تو مدینہ میں اس وقت پانچ قسم کی شراب استعمال ہوتی تھی، لیکن انگوری شراب کا استعمال نہیں ہوتا تھا۔

اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہاں شراب عنب بالکل معدوم تھی بلکہ مطلب یہ ہے کہ بہت ہی کم تھی کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت اسی باب میں آگے آرہی ہے۔اس میں شراب عنب کا ذکر ہے۔

حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ قَالَ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رضي الله عنه مَا كَانَ لَنَا خَمْرٌ غَيْرُ فَضِيخِكُمْ هَذَا الَّذِي تُسَمُّونَهُ الْفَضِيخَ فَإِنِّي لَقَائِمٌ أَسْقِي أَبَا طَلْحَةَ وَفُلَانًا وَفُلَانًا إِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ وَهَلْ بَلَغَكُمُ الْخَبَرُ فَقَالُوا وَمَا ذَاكَ قَالَ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ قَالُوا أَهْرِقْ هَذِهِ الْقِلَالَ يَا أَنَسُ قَالَ فَمَا سَأَلُوا عَنْهَا وَلَا رَاجَعُوهَا بَعْدَ خَبَرِ الرَّجُلِ

ترجمہ۔ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے حدیث بیان کی، ان سے ابن علیہ نے حدیث بیان کی، ان سے عبدالعزیز بن صہیب نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ہم لوگ تمہاری ”فضیخ“ (کھجور سے تیار شدہ شراب) کے سوا اور کوئی شراب استعمال نہیں کرتے تھے، یہی جس کا نام تم نے فضیخ رکھ رکھا ہے، میں کھڑا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو پلا رہا تھا اور فلاں (اور فلاں) کو کہ ایک صاحب آئے، اور کہا نہیں کچھ خبر بھی ہے؟ لوگوں نے پوچھا کیا بات ہے؟؟ انہوں نے بتایا کہ شراب حرام قرار دی جا چکی ہے۔فوراً ہی ان حضرات نے کہا، انس اب ان (شراب کے) مٹکوں کو بہا دو۔انہوں نے بیان کیا کہ ان صاحب کی اطلاع کے بعد پھر ان حضرات نے اس میں سے (ایک قطرہ بھی) نہ مانگا اور نہ پھر اس کا استعمال کیا۔

فضیخ، فضخ سے نکلا ہے۔فضخ کے معنی توڑنے کے آتے ہیں۔”فضیخ“ میں یہ ہوتا تھا کہ کچی کھجوروں کو توڑ کر اس کا عرق برتن میں نکالا جاتا۔یہاں تک کہ اس میں تغیر پیدا ہو کر سکر پیدا ہوجاتا تھا۔

حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ قَالَ صَبَّحَ أُنَاسٌ غَدَاةَ أُحُدٍ الْخَمْرَ فَقُتِلُوا مِنْ يَوْمِهِمْ جَمِيعًا شُهَدَاءَ، وَذَلِكَ قَبْلَ تَحْرِيمِهَا

ترجمہ۔ہم سے صدقہ بن فضل نے حدیث بیان کی، انہیں ابن عیینہ نے خبر دی۔انہیں عمرو نے اور ان سے جابر رضی

اللہ عنہ نے بیان کیا کہ غزوہ احد میں بہت سے صحابہؓ نے صبح صبح ہی شراب پی اور اس دن وہ سب حضرات شہید کر دیئے گئے۔ اس وقت تک شراب حرام نہیں ہوئی تھی۔

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ أَخْبَرَنَا عِيسَى وَابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ أَبِي حَيَّانَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ رضي الله عنه عَلَى مِنْبَرِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ أَمَّا بَعْدُ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ وَهْيَ مِنْ خَمْسَةٍ، مِنَ الْعِنَبِ وَالتَّمْرِ وَالْعَسَلِ وَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ، وَالْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ

ترجمہ۔ ہم سے اسحاق بن ابراہیم حنظلی نے حدیث بیان کی، انہیں عیسیٰ اور ابن ادریس نے خبر دی، انہیں ابوحیان نے، انہیں شعبی نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر کھڑے فرما رہے تھے، امابعد، اے لوگو۔ جب شراب کی حرمت نازل ہوئی تو وہ پانچ چیزوں سے تیار کی جاتی تھی، انگور، کھجور، شہد، گیہوں اور جو سے اور شراب ہر وہ مشروب ہے جو عقل کو زائل کر دے۔

باب لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا إِلَى قَوْلِهِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ

حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه أَنَّ الْخَمْرَ الَّتِي أُهْرِيقَتِ الْفَضِيخُ وَزَادَنِي مُحَمَّدٌ عَنْ أَبِي النُّعْمَانِ قَالَ كُنْتُ سَاقِيَ الْقَوْمِ فِي مَنْزِلِ أَبِي طَلْحَةَ فَنَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ، فَأَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادَى فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ اخْرُجْ فَانْظُرْ مَا هَذَا الصَّوْتُ قَالَ فَخَرَجْتُ فَقُلْتُ هَذَا مُنَادٍ يُنَادِي أَلاَ إِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ فَقَالَ لِي اذْهَبْ فَأَهْرِقْهَا قَالَ فَجَرَتْ فِي سِكَكِ الْمَدِينَةِ قَالَ وَكَانَتْ خَمْرُهُمْ يَوْمَئِذٍ الْفَضِيخَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ قُتِلَ قَوْمٌ وَهْيَ فِي بُطُونِهِمْ قَالَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ (لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا)

ترجمہ۔ ہم سے ابوالنعمان نے حدیث بیان کی، ان سے حماد بن زید نے حدیث بیان کی، ان سے ثابت نے حدیث بیان کی ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ (حرمت نازل ہونے کے بعد) جو شراب بہائی گئی تھی وہ ''فضیخ'' تھی۔ (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا) اور مجھ سے محمد نے ابوالنعمان کے حوالہ سے اس اضافہ کے ساتھ بیان کیا (کہ انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا) میں صحابہ کی ایک جماعت کو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر شراب پلا رہا تھا کہ شراب کی حرمت نازل ہوئی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منادی کو حکم دیا اور انہوں نے اعلان کرنا شروع کیا۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، باہر جا کے دیکھو یہ آواز کیسی ہے بیان کیا کہ میں باہر آیا۔ (اور آواز صاف طریقے سے سن کر اندر گیا) اور کہا کہ یہ ایک منادی ہے اور اعلان کر رہا ہے کہ ''خبردار ہو جاؤ۔ شراب حرام ہو گئی ہے۔'' یہ سنتے ہی انہوں نے مجھ سے کہا کہ جاؤ اور شراب بہا دو۔ بیان کیا کہ مدینہ کی گلیوں میں شراب بہنے لگی۔ بیان کیا کہ ان دنوں فضیخ شراب استعمال ہوتی تھی۔ بعض لوگوں نے (شراب کو جو اس طرح بہتے دیکھا تو) کہنے لگے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ لوگوں نے شراب سے اپنا پیٹ بھر رکھا تھا اور اسی حالت میں انہیں قتل کر دیا گیا ہے بیان کیا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ''جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور نیک کام کرتے رہتے ہیں ان پر اس چیز میں کوئی گناہ نہیں جس کو وہ کھاتے ہوں۔''

باب قَوْلِهِ لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ

مذکورہ آیت ترجمۃ الباب کی شان نزول میں مختلف قسم کے واقعات روایات میں بیان کیے گئے ہیں تو اس سلسلہ میں محدثین کرام نے فرمایا کہ احادیث میں مذکورہ تمام واقعات اس آیت کا سبب نزول بن سکتے ہیں اور مقصد یہ ہے کہ نہ تو استہزاء سوال کرنا چاہیے اور نہ ہی احکام شریعت کے متعلق بے ضرورت سوالات کرنے چاہئیں۔

حَدَّثَنَا مُنْذِرُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجَارُودِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُوسَى بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ رضی الله عنه قَالَ خَطَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم خُطْبَةً مَا سَمِعْتُ مِثْلَهَا قَطُّ، قَالَ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا قَالَ فَغَطّٰى أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم وُجُوهَهُمْ لَهُمْ خَنِينٌ، فَقَالَ رَجُلٌ مَنْ أَبِي قَالَ فُلَانٌ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ (لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ) رَوَاهُ النَّضْرُ وَرَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ شُعْبَةَ

ترجمہ۔ ہم سے منذر بن ولید بن عبدالرحمٰن جارودی نے حدیث بیان کی، ان سے ان کے والد نے حدیث بیان کی، ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی۔ ان سے موسیٰ بن انس نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا خطبہ دیا کہ میں نے ویسے خطبہ کبھی نہیں سنا تھا، آپ نے فرمایا جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تمہیں بھی معلوم ہوتا تو تم ہنستے کم اور روتے زیادہ۔ بیان کیا کہ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے اپنے چہرے چھپا لیے۔ باوجود ضبط کے ان کے رونے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ ایک صاحب نے اس موقع پر پوچھا، میرے والد کون ہیں؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فلاں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ "ایسی باتیں مت پوچھو کہ اگر تم پر ظاہر کردی جائیں تو تمہیں ناگوار گزریں" اس کی روایت نضر اور روح بن عبادہ نے شعبہ کے واسطے سے کی۔

حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ حَدَّثَنَا أَبُو الْجُوَيْرِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما قَالَ كَانَ قَوْمٌ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم اسْتِهْزَاءً، فَيَقُولُ الرَّجُلُ مَنْ أَبِي وَيَقُولُ الرَّجُلُ تَضِلُّ نَاقَتُهُ أَيْنَ نَاقَتِي فَأَنْزَلَ اللّٰهُ فِيهِمْ هٰذِهِ الْآيَةَ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ) حَتّٰى فَرَغَ مِنَ الْآيَةِ كُلِّهَا

ترجمہ۔ ہم سے فضل بن سہل نے حدیث بیان کی۔ ان سے ابوالنضر نے حدیث بیان کی، ان سے ابوخیثمہ نے حدیث بیان کی، ان سے ابوجویریہ نے حدیث بیان کی اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بعض لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مذاقاً سوالات کیا کرتے تھے کوئی شخص یوں پوچھتا کہ میرا باپ کون ہے؟ کسی کی اگر اونٹنی گم ہوجاتی تو وہ یہ پوچھتے کہ میری اونٹنی کہاں ہوگی ایسے ہی لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ "اے ایمان والو! ایسی باتیں مت پوچھو کہ اگر تم پر ظاہر کردی جائیں تو تمہیں ناگوار گزرے، یہاں تک کہ پوری آیت پڑھ کر سنائی۔

باب مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيرَةٍ وَلَا سَائِبَةٍ وَلَا وَصِيلَةٍ وَلَا حَامٍ

(وَإِذْ قَالَ اللّٰهُ) يَقُولُ قَالَ اللّٰهُ وَإِذْ هَا هُنَا صِلَةٌ، الْمَائِدَةُ أَصْلُهَا مَفْعُولَةٌ كَعِيشَةٍ رَاضِيَةٍ وَتَطْلِيقَةٍ بَائِنَةٍ وَالْمَعْنَى مِيدَ بِهَا صَاحِبُهَا مِنْ خَيْرٍ، يُقَالُ مَادَنِي يَمِيدُنِي وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (مُتَوَفِّيكَ) مُمِيتُكَ

" واذ قال اللہ" (میں قال) معنی میں یقول کے ہے اور "اذ" یہاں زائدہ ہے۔ "المائدۃ" اصل میں مفعولۃ (میمودۃ) کے معنی میں ہے۔ جیسے عیشۃ راضیۃ اور تطلیقۃ بائنۃ میں ہے، اور (لغت کے اعتبار سے) معنی یہ ہیں کہ خیر کے ساتھ اس خوراک کا ذخیرہ وہ جمع کرے۔ اسی سے بولتے ہیں مادنی یمیدنی۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ متوفیک کے معنی ہیں ممیتک۔

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ: يَقُوْلُ: قَالَ اللّٰهُ' وَاِذْهَاهُنَا صِلَةٌ

سورۃ مائدہ میں ہے "واذ قال اللّٰہ یا عیسیٰ ابن مریم ءَ اَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰہ" امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے قال کی تفسیر "یقول" سے کی اور مقصود یہ ہے کہ یہاں ماضی مستقبل کے معنی میں ہے۔ اس کے بعد دوبارہ پورے کلمہ کو لوٹا دیا اور فرمایا "قال اللّٰہ" یہ بتلانے کے لیے کہ "اذ" آیت کریمہ میں صلہ کے طور پر یعنی زائد استعمال کیا گیا تو گویا اصل عبارت "قَالَ اللّٰہ" ہے۔

المائدۃُ: اَصْلُهَا مفعولۃٌ كعيشةٍ راضيةٍ' وتَطْلِيقَةٍ بائِنَةٍ والمعنى: ميدَبها صاحِبُهَا من خيرٍ' يُقَالُ (يميدني مادني)

آیت کریمہ میں ہے: "اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ ان يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ" امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ابوعبیدہ سے لفظ مائدہ کی تشریح نقل کررہے ہیں کہ المائدہ اگرچہ اسم فاعل کا صیغہ ہے لیکن معنی میں اسم مفعول کے ہے یعنی "مُمِیْدَۃ" کے معنی میں ہے جیسے "عِيشةٌ راضيةٌ" میں راضیۃ میں صیغہ اسم فاعل ہے۔ "مرضیۃ" اسم مفعول کے معنی میں ہے۔ یہاں دوسری مثال "تطلیقۃ بائنۃ" کی دی ہے۔ علامہ عینیؒ اور حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ یہ مثال ٹھیک نہیں ہے کیونکہ اس میں بائنۃ صیغہ اسم فاعل اپنے اصل معنی میں ہے اسم مفعول کے معنی میں نہیں ہے۔

وقال ابن عباس متوفيک: مُمِيْتُکَ

یہ سورۃ آل عمران کی آیت کا حصہ ہے۔ سورۃ آل عمران میں ہے "اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا" امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو یہاں ذکر کردیا۔ بعض حضرات نے کہا کہ یہ بعد کے راویوں نے غلط فہمی سے یہاں نقل کردیا ورنہ اس کا اصل مقام سورۃ آل عمران ہے اور بعض حضرات نے کہا کہ سورۃ مائدہ کی آیت "فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ" میں "فلما توفیتنی" کی مناسبت سے اس کو یہاں ذکر کیا گیا ہے۔

عقیدہ حیات عیسیٰ علیہ السلام

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سورۃ آل عمران کی مذکورہ آیت میں "متوفیک" کی تفسیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے "مُمِیْتُکَ" نقل کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوچکی ہے۔ حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات پر اور آخر زمانہ میں نزول الی الارض پر اُمت کا اجماع ہے۔ البتہ اس میں اختلاف ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ

السلام کو جس وقت آسمان کی طرف اُٹھایا گیا تھا زندہ اُٹھایا گیا تھا یا پہلے ان کو موت دی گئی پھر ان کو اُٹھایا گیا۔ حضرت وہب بن منبہ اور ابن حزم کی رائے یہ ہے کہ پہلے ان کو موت دی گئی۔ پھر اس کے بعد اُن کو اُٹھایا گیا۔ علامہ ابن حزم کی رائے یہ ہے کہ سورۃ آل عمران کی مذکورہ آیت "انی متوفیک" اور سورۃ مائدہ کی آیت "فلما توفیتنی" میں توفی سے مراد موت ہے لیکن اس کا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ علامہ ابن حزم حیات عیسیٰ کے قائل نہ تھے بلکہ مقصد یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف اُٹھانے سے قبل موت دی گئی تھی اور اس کے بعد زندہ کرکے اُٹھایا گیا اور آخر زمانہ میں وہ دنیا میں آسمان سے تشریف لائیں گے اور وہب بن منبہ بھی حیات عیسیٰ کے قائل ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی ملعون نے چونکہ مسیح موعود کا دعویٰ بھی کیا تھا اس لیے وہ اس بات کو تسلیم نہیں کرتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حیات ہیں وہ ابن حزم، وھب بن منبہ اور یہاں بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مذکورہ تعلیق سے استدلال کرتا ہے کہ یہ حضرات بھی وفات عیسیٰ کے قائل ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے سورۃ آل عمران کی آیت "متوفیک" سے موت مراد لی ہے۔

علامہ ابن حزم اور وھب بن منبہ کے متعلق تو ابھی ابھی یہ بتلا چکے ہیں کہ یہ حضرات حیات عیسیٰ کے قائل ہیں۔ لہٰذا اس سے قادیانی کا استدلال درست نہیں۔ اس لیے کہ اس مفہوم سے متعلق امام شعرانی نے طبقات کبریٰ میں اور ابن کثیر، علامہ آلوسی اور صاحب کنز العمال نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایات نقل کی ہیں جن سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ "متوفیک" کا ترجمہ "ممیتک" کرنے سے ان کی مراد یہ ہے کہ قرب قیامت کے وقت جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر نزول فرمائیں گے، حکومت کریں گے۔ ان کے بعد اللہ تعالیٰ ان کو موت دے گا۔ چنانچہ کئی مفسرین نے یہی مطلب لیا ہے۔

سورۃ آل عمران کی مذکورہ آیت اور سورۃ مائدہ کی آیت "فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ" دونوں میں توفی کے مشہور معنی موت کے نہیں لیے گئے بلکہ اس کے معنی "اخذ الشيء وافيا" کے کیے ہیں یعنی کسی چیز کو پورا پورا لینا، اس کی دلیل وہ احادیث متواترہ ہیں جو اس پر دلالت کرتی ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے زندہ آسمان پر اُٹھایا ہے۔ پھر خود قرآن بھی کہتا ہے "وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ" اسی طرح قرآن نے "بل رفعه الله اليه" کی صراحت کی ہے۔ یہ اُمت کا اجماعی عقیدہ ہے اور اس میں کسی کا بھی اختلاف نہیں۔ حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع پر مستقل ایک دقیق کتاب لکھی ہے جو "التصريح بما تواتر في نزول المسيح" کے نام سے چھپ گئی ہے۔

← حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ الْبَحِيرَةُ الَّتِي يُمْنَعُ دَرُّهَا لِلطَّوَاغِيتِ فَلاَ يَحْلُبُهَا أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ وَالسَّائِبَةُ كَانُوا يُسَيِّبُونَهَا لآلِهَتِهِمْ لاَ يُحْمَلُ عَلَيْهَا شَيْءٌ قَالَ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم رَأَيْتُ عَمْرَو بْنَ عَامِرٍ الْخُزَاعِيَّ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ، كَانَ أَوَّلَ مَنْ سَيَّبَ السَّوَائِبَ وَالْوَصِيلَةُ النَّاقَةُ الْبِكْرُ تُبَكِّرُ فِي أَوَّلِ نِتَاجِ الإِبِلِ، ثُمَّ تُثَنِّي بَعْدُ بِأُنْثَى وَكَانُوا يُسَيِّبُونَهُمْ لِطَوَاغِيتِهِمْ إِنْ وَصَلَتْ إِحْدَاهُمَا بِالأُخْرَى لَيْسَ بَيْنَهُمَا ذَكَرٌ وَالْحَامِ فَحْلُ الإِبِلِ يَضْرِبُ الضِّرَابَ الْمَعْدُودَ، فَإِذَا قَضَى ضِرَابَهُ وَدَعُوهُ لِلطَّوَاغِيتِ وَأَعْفَوْهُ مِنَ الْحَمْلِ فَلَمْ يُحْمَلْ عَلَيْهِ شَيْءٌ وَسَمَّوْهُ الْحَامِيَ وَقَالَ أَبُو

الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ سَمِعْتُ سَعِيدًا قَالَ يُخْبِرُهُ بِهَذَا قَالَ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم نَحْوَهُ وَرَوَاهُ ابْنُ الْهَادِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضى الله عنه سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْكِرْمَانِيُّ حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رضى الله عنها قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم رَأَيْتُ جَهَنَّمَ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا ، وَرَأَيْتُ عَمْرًا يَجُرُّ قُصْبَهُ ، وَهْوَ أَوَّلُ مَنْ سَيَّبَ السَّوَائِبَ

ترجمہ۔ ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے حدیث بیان کی، ان سے ابراہیم بن سعد نے حدیث بیان کی۔ ان سے صالح بن کیسان نے اور ان سے ابن شہاب نے اور ان سے سعید بن مسیب نے بیان کیا کہ "بحیرہ" اس اونٹنی کو کہتے تھے۔ جس کا دودھ بتوں کے لئے وقف کر دیا جاتا اور کوئی شخص اس کے دودھ کو دوہنے کا مجاز نہ سمجھا جاتا۔ اور "سائبہ" اس اونٹنی کو کہتے تھے جسے وہ اپنے دیوتاؤں کے نام پر آزاد چھوڑ دیتے تھے اور اس سے بار برداری وغیرہ کا کوئی کام نہ لیتے تھے۔ بیان کیا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکھا کہ اپنی آنتوں کو جہنم میں گھسیٹ رہا تھا اس نے سب سے پہلے سائبہ کی رسم نکالی تھی۔ اور "وصیلہ" اس جوان اونٹنی کو کہتے تھے جو پہلی مرتبہ مادہ بچہ جنتی اور پھر دوسری مرتبہ بھی مادہ ہی جنتی، اسے بھی وہ دیوتاؤں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے، لیکن اسی صورت میں جب کہ وہ متواتر دو مرتبہ مادہ بچہ جنتی اور اس درمیان میں کوئی نر بچہ نہ ہوتا۔ اور "حامی" نر اونٹ کی ایک قسم، تو اس سے اونٹنی کے بچے کی پیدائش کی تعداد اہل عرب مقرر کر لیتے تھے اور جب وہ مقرر تعداد پوری ہو جاتی تو اسے دیوتاؤں کے لئے چھوڑ دیتے، اسے بار برداری وغیرہ کی بھی چھٹی مل جاتی لہٰذا اس پر کسی قسم کا بوجھ نہ لادا جاتا، اس کا نام وہ "حامی" رکھتے تھے اور ابو الیمان نے بیان کیا، انہیں شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہوں نے سعید بن مسیب سے سنا، کہا کہ انہوں نے زہری سے یہ تفصیلات بیان کیں۔ سعید بن مسیب نے بیان کیا، اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح ارشاد فرمایا تھا۔" اور اس کی روایت ابن الہاد نے کی، ان سے ابن شہاب زہری نے، ان سے سعید بن مسیب نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ مجھ سے محمد بن ابی یعقوب اور ابو عبد اللہ کرمانی نے حدیث بیان کی، ان سے حسان بن ابراہیم نے حدیث بیان کی، ان سے یونس نے حدیث بیان کی، ان سے زہری نے، ان سے عروہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں نے جہنم کو دیکھا کہ اس کے بعض حصے بعض دوسرے حصوں کو کھائے جا رہے تھے اور میں نے عمرو کو دیکھا کہ اپنی آنتیں اس میں گھسیٹتا پھر رہا تھا، یہی وہ شخص ہے جس نے سب سے پہلے سائبہ کی رسم ایجاد کی تھی۔

باب وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ

حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

رضی الله عنهما قَالَ خَطَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ إِلَى اللّٰهِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلاً ثُمَّ قَالَ (كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ) إِلَى آخِرِ الآيَةِ ثُمَّ قَالَ أَلاَ وَإِنَّ أَوَّلَ الْخَلاَئِقِ يُكْسَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِبْرَاهِيمُ ، أَلاَ وَإِنَّهُ يُجَاءُ بِرِجَالٍ مِنْ أُمَّتِي فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ ، فَأَقُولُ يَا رَبِّ أُصَيْحَابِي فَيُقَالُ إِنَّكَ لاَ تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ فَأَقُولُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ (وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ) فَيُقَالُ إِنَّ هَؤُلاَءِ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ

ترجمہ۔ہم سے ابوالولید نے حدیث بیان کی، ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی، انہیں مغیرہ بن نعمان نے خبر دی، کہا کہ میں نے سعید بن جبیر سے سنا اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور فرمایا، اے لوگو! (قیامت کے دن) تم اللہ کے پاس جمع کئے جاؤ گے۔ ننگے پاؤں، ننگے جسم اور بغیر ختنہ کے۔ پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت کی، "جس طرح ہم نے اول بار پیدا کرنے کے وقت ابتداء کی تھی، اسی طرح اسے دوبارہ کردیں گے۔ ہمارے ذمہ وعدہ ہے، ہم ضرور اسے کر کے رہیں گے" آخر آیت تک۔ پھر فرمایا قیامت کے دن تمام مخلوق میں سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو کپڑا پہنایا جائے گا۔ ہاں اور میری امت کے کچھ افراد کو لایا جائے گا، اور انہیں جہنم کی طرف لے جایا جائے گا۔ میں عرض کروں گا۔ میرے رب! یہ تو میرے امتی ہیں؟ مجھ سے کہا جائے گا، آپ کو نہیں معلوم ہے کہ انہوں نے آپ کے بعد نئی چیزیں (شریعت میں) نکالی تھیں، اس وقت میں بھی وہی کہوں گا جو عبد صالح (عیسیٰ علیہ السلام) نے کہا ہوگا کہ "میں ان پر گواہ رہا جب تک میں ان کے درمیان رہا، پھر جب تو نے مجھے اٹھالیا، (جب سے) تو ہی ان پر نگران ہے۔" مجھے بتایا جائے گا کہ آپ کی وفات کے بعد یہ لوگ دین سے پھر گئے تھے۔

تشریح حدیث

حفاۃ حافی کی جمع ہے وہ آدمی جو ننگے پاؤں ہو۔ "عُرَاةً" عاری کی جمع ہے وہ آدمی جو ننگے بدن ہو "غُرلاً" اغرل کی جمع ہے غیر مختون شخص کو کہتے ہیں۔ مطلب یہ کہ قیامت کے دن سب لوگوں کا جب حشر ہوگا تو ننگے پاؤں برہنہ جسم اور غیر مختون ہوں گے۔

ایک اشکال اور اس کا جواب

حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا "إنَّ الْمَيِّتَ يُبْعَثُ فِي ثِيَابِهِ الَّتِي يَمُوتُ فِيهَا" اس سے معلوم ہوا کہ جس وقت بعث ہوگا اس وقت آدمی لباس پہنے ہوئے ہوگا اور حدیث باب سے معلوم ہو رہا ہے کہ لوگ ننگے ہوں گے۔ اس کے متعدد جوابات دیئے گئے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ بعث اور چیز ہے اور حشر دوسری چیز۔ بعث قبروں سے اُٹھنے کو کہتے ہیں اور حشر قیامت کے اجتماع کا نام ہے حدیث باب حشر سے متعلق ہے جبکہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث بعث سے متعلق ہے۔ لہٰذا کوئی تعارض نہیں ہے۔

ان الخلائق يُكسى يوم القيامة ابراهيم

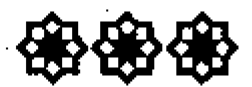
سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس سے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر فضیلت لازم آتی ہے اس

کا جواب یہ ہے کہ یہ جزئی فضیلت ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کلی فضیلت کے منافی نہیں۔ باقی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قیامت کے روز سب سے پہلے لباس پہنانے کی کئی وجوہات محدثین حضرات نے لکھی ہیں۔ ان میں سے ایک وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ جل شانہ کے لیے سب سے پہلے نمرود کی آگ میں ڈالے گئے تھے اس لیے قیامت کے دن یہ اعزاز انہیں دیا جائے گا۔

باب قَوْلِهِ إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ ، وَإِنَّ نَاسًا يُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ ، فَأَقُولُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ (وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ) إِلَى قَوْلِهِ (الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ) .

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن کثیر نے حدیث بیان کی، ان سے سفیان نے حدیث بیان کی، ان سے مغیرہ بن نعمان نے حدیث بیان کی اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تمہیں (قیامت کے دن جمع کیا جائے گا، اور کچھ لوگوں کو جہنم کی طرف لے جایا جائے گا۔ اس وقت میں بھی وہی کہوں گا جو عبد صالح نے کہا ہوگا کہ "میں ان پر گواہ رہا، جب تک میں ان کے درمیان رہا" ارشاد "العزیز الحکیم تک۔"



سورة الانعام

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (فِتْنَتُهُمْ) مَعْذِرَتُهُمْ (مَعْرُوشَاتٍ) مَا يُعْرَشُ مِنَ الْكَرْمِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ (حَمُولَةً) مَا يُحْمَلُ عَلَيْهَا (وَلَلَبَسْنَا) لَشَبَّهْنَا (يَنْأَوْنَ) يَتَبَاعَدُونَ تُبْسَلُ تُفْضَحُ (أُبْسِلُوا) أُفْضِحُوا (بَاسِطُوا أَيْدِيهِمْ) الْبَسْطُ الضَّرْبُ (اسْتَكْثَرْتُمْ) أَضْلَلْتُمْ كَثِيرًا (ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ) جَعَلُوا لِلّٰهِ مِنْ ثَمَرَاتِهِمْ وَمَالِهِمْ نَصِيبًا، وَلِلشَّيْطَانِ وَالْأَوْثَانِ نَصِيبًا (أَمَّا اشْتَمَلَتْ) يَعْنِي هَلْ تَشْتَمِلُ إِلَّا عَلَى ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى فَلِمَ تُحَرِّمُونَ بَعْضًا وَتُحِلُّونَ بَعْضًا (مَسْفُوحًا) مُهْرَاقًا (صَدَفَ) أَعْرَضَ (أُبْلِسُوا) أُوبِسُوا وَ (أُبْسِلُوا) أُسْلِمُوا (سَرْمَدًا) دَائِمًا (اسْتَهْوَتْهُ) أَضَلَّتْهُ (يَمْتَرُونَ) يَشُكُّونَ (وَقْرٌ) صَمَمٌ، وَأَمَّا الْوِقْرُ الْحِمْلُ (أَسَاطِيرُ) وَاحِدُهَا أُسْطُورَةٌ وَإِسْطَارَةٌ وَهِيَ التُّرَّهَاتُ الْبَأْسَاءُ مِنَ الْبَأْسِ وَيَكُونُ مِنَ الْبُؤْسِ (جَهْرَةً) مُعَايَنَةً الصُّوَرُ جَمَاعَةُ صُورَةٍ، كَقَوْلِهِ سُورَةٌ وَسُوَرٌ مَلَكُوتٌ مُلْكٌ، مِثْلُ رَهَبُوتٍ خَيْرٌ مِنْ رَحَمُوتٍ، وَيَقُولُ تُرْهَبُ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تُرْحَمَ (جَنَّ) أَظْلَمَ يُقَالُ عَلَى اللّٰهِ حُسْبَانُهُ أَيْ حِسَابُهُ، وَيُقَالُ حُسْبَانًا مَرَامِيَ وَرُجُومًا لِلشَّيَاطِينِ، مُسْتَقَرٌّ فِي الصُّلْبِ وَ (مُسْتَوْدَعٌ) فِي الرَّحِمِ الْقِنْوُ الْعِذْقُ، وَالِاثْنَانِ قِنْوَانِ، وَالْجَمَاعَةُ أَيْضًا قِنْوَانٌ، مِثْلُ صِنْوٍ وَصِنْوَانٍ

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا، "فتنتهم" یعنی معذرتهم. "معروشات" مایعرش من الکرم وغیر ذلک "حمولة" ما یحمل علیها. "للبسنا" ای لشبهنا. "ینأون" ای یتباعدون. "تبسل" ای تفضح، ابسلوا ای افضحوا. "باسطوا ایدیهم" میں بسط بمعنی ضرب ہے۔ اکثرتم اے اضللتم کثیراً ذرأ من الحرث یعنی وہ اپنے پھل اور مال میں اللہ کا کچھ حصہ متعین کر دیتے تھے، اور کچھ شیطان اور بتوں کا۔ اکنۃ کا واحد کنان ہے "اما اشتملت" یعنی پیٹ میں بچہ یا نر ہوگا یا مادہ۔ پھر تم ایک کو حرام اور دوسرے کو حلال کیوں قرار دیتے ہو۔ "مسفوحاً" ای مهراقاً صدف. ای اعرض. "ابلسوا" ای اؤ یسوا "ابلسوا" ای اسلموا. "سرمداً" ای دائماً" استهوته، ای اضلته. تمترون ای تشکون. "وقر" ای صمم، لیکن وِقر (واؤ کے کسرہ کے ساتھ) بوجھ کے معنی میں آتا ہے۔ "اساطیر" کا واحد اسطورة اور سطارة ہے یعنی دیو مالائیں۔ "الباساء" باس سے مشتق ہے اور بوس سے بھی ہو سکتا ہے۔ "جهرة" اے معاینة. "صور" صورة کی جمع ہے جیسے سورۃ اور سور. "ملکوت" بمعنی ملک رھبوت اور رحموت کے وزن پر بولتے ہیں ترهب خیر من ان ترحم. "جن" بمعنی اظلم "تعالی" ای علا.

تشریح کلمات

قال ابن عباسؓ ثم لم تکن فِتنَتُهُم: مَعْذِرَتُهُمْ

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا اَيْنَ شُرَكَاءُ كُمُ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّا اَنْ قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت میں "فِتْنَتُهُمْ" کی تفسیر "مَعْذِرَتُهُمْ" سے کی ہے۔

مَعْرُوشَاتٍ: مَا يُعرشُ من الكرم وغير ذٰلك

"وَهُوَ الَّذِيْ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَعْرُوْشَاتٍ وَغَيْرَ مَعْرُوْشَاتٍ" حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے "مَعْرُوْشَاتٍ" کی تفسیر "مَا يُعْرَشُ مِنَ الْكَرْمِ وغير ذٰلكَ" سے کی ہے یعنی انگور وغیرہ کی بیل جنہیں لکڑیوں کا ڈھانچا بنا کر اس پر چڑھایا جاتا ہے۔

لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ يعني اهل مكة

آیت میں ہے "وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذا القُرْآنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ میں كُمْ" سے مراد اہل مکہ لیا ہے۔

حَمُوْلَةً: مَا يُحْمَلُ عَلَيْهَا

آیت کریمہ میں ہے "وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّ فَرْشًا" یعنی جانوروں میں سے کچھ تو بوجھ اٹھانے والے ہیں اور کچھ زمین سے لگے ہوئے ہیں۔

لَلَبَسْنَا: لَشَبَّهْنَا

آیت کریمہ میں ہے "لَوْ جَعَلْنَاهُ مَلَكًا لَجَعَلْنَاهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَا يَلْبِسُوْنَ" "لَلَبَسْنَا" کی تفسیر "لَشَبَّهْنَا" سے کی ہے۔ مطلب یہ ہوگا کہ اگر ہم کسی فرشتہ کو رسول بنا کر بھیجتے تو وہ بھی آدمی ہی کی صورت میں ہوتا اور ہم ان کافروں کو اسی شبہ میں ڈالتے جس میں وہ اب پڑے ہوئے ہیں۔

وَيَنْأَوْنَ: يَتَبَاعَدُوْنَ

آیت میں ہے "وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْأَوْنَ عَنْهُ" اور وہ کفار قرآن سے لوگوں کو روکتے ہیں اور خود بھی اس سے دور رہتے ہیں۔

تُبْسَلَ: تُفْضَحُ' اُبْسِلُوْا اُفْضِحُوْا

آیت میں ہے "وَذَكِّرْ بِهٖ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌ بِمَا كَسَبَتْ ...... اُوْلٰئِكَ الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا" یعنی اس قرآن حکیم کے ذریعے یاد دلا دیجئے تا کہ کوئی شخص اپنی بداعمالی کے سبب گرفتار مصیبت نہ ہو جائے ...... یہی لوگ (جنہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشہ بنا رکھا ہے) گرفتار عذاب ہوئے ہیں اپنے برے اعمال کی بناء پر۔

بَاسِطُوْا اَیْدِیْهِمْ' اَلْبَسْطُ اَلضَّرْبُ

"وَلَوْ تَرٰی اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰئِکَةُ بَاسِطُوْا اَیْدِیْهِمْ" "بسط" کی تفسیر "ضرب" کے ساتھ کی ہے۔ بسط کے معنی پھیلانے کے آتے ہیں چونکہ فرشتے روح قبض کرنے کے لیے ہاتھ پھیلانے کے ساتھ ساتھ ان کو ماریں گے بھی اس لیے بسط کی تفسیر مجازاً ضرب سے کی تھی۔

اِسْتَکْثَرْتُمْ: اَضْلَلْتُمْ کَثِیْرًا

آیت میں ہے "وَیَوْمَ یَحْشُرُهُمْ جَمِیْعًا یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَکْثَرْتُمْ مِنَ الْاِنْسِ" یہاں "اِسْتَکْثَرْتُمْ" کے معنی کیے ہیں بہت ساروں کو گمراہ کیا۔

ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ جَعَلُوْا لِلّٰهِ مِنْ ثَمَرَتِهِمْ وَمَالِهِم نصیبًا وللشیطان والاوثان نصیبًا

آیت میں ہے "وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِیْبًا" اس آیت میں "ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ" کی تفسیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے یعنی مشرکوں نے اپنے پھلوں اور اپنے مال میں سے ایک حصہ اللہ تعالیٰ کے لیے مقرر کیا اور ایک حصہ شیطانوں اور بتوں کے لیے مقرر کیا۔

اَمَّا اشْتَمَلَتْ یعنی هَلْ تَشْتَمِلُ اِلَّا علٰی ذکر او انثٰی فَلِمَ تُحَرِّمُوْنَ بعضًا وتُحِلُّوْنَ بَعْضًا

آیت میں ہے "قُلْ ءٰالذَّکَرَیْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَیَیْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَیْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَیَیْنِ" اس آیت سے مشرکین کے اس قول "مَافِیْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُکُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰی اَزْوَاجِنَا" کے رد کی طرف اشارہ ہے۔

حاصل یہ ہے کہ تم نے جو "سائبة" "وصیلة" "بحیرة" اور "حامی" کو حرام کر رکھا ہے یہ کس وجہ سے ہے؟ اگر تحریم مذکر کی وجہ سے ہے تو سارے نر کو حرام کہو اور اگر مادہ کی طرف سے ہے تو ساری ماداؤں کو حرام کہو۔

"اَمَّا اشْتَمَلَتْ" یا جس بچہ پر دونوں ماداؤں کی بچہ دانی مشتمل ہے یعنی جو بچہ پیٹ میں ہے وہ نر ہے یا مادہ پھر کیوں بعض کو حرام کہتے ہو اور بعض کو حلال؟

مَسْفُوْحًا' مُهْرَاقًا

آیت میں ہے "قُلْ لَّا اَجِدُ فِیْمَا اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ مَیْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا" اس آیت میں "دَمًا مَّسْفُوْحًا" کی تفسیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ "دَمًا مهراقًا" یعنی بہتا ہوا خون۔

صَدَفَ اَعْرَضَ

آیت میں ہے "فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ کَذَّبَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا" حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ "صَدَفَ عَنْهَا" بمعنی "اَعْرَضَ عنها" ہے۔

اُبْلِسُوْا: اُوْیِسُوْ وَاُبْسِلُوْا: اُسْلِمُوْا

"اَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً فَإِذَا هُمْ مُبْلِسُوْنَ" مذکورہ آیت میں "مُبْلِسٌ" کے معنی ہیں نا اُمید ہونے والا۔ اس لیے امام صاحب نے "اُبْلِسُوْا" کی تشریح "اُوْیِسُوْا" سے کی ہے بمعنی نا اُمید کیے جانا اور آیت کریمہ "اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا" میں "اُبْسِلُوْا" کی تفسیر "اُسْلِمُوْا" کیساتھ کی گئی ہے یعنی ان لوگوں کو اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے عذاب اور ہلاکت کے سپرد کر دیا جائیگا۔

سَرْمَدًا: دَائِمًا

سورۃ قصص کی آیت میں ہے "قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ" اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں کیوں ذکر فرمایا ہے؟ علامہ عینی فرماتے ہیں کہ اس لفظ کو یہاں ذکر کرنے کی مناسبت ظاہر نہیں ہے۔

استهوته اضلته

آیت کریمہ میں ہے "كَالَّذِى اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ" یعنی اس شخص کی طرح جس کو شیاطین نے گمراہ کر دیا اس میں "اِسْتَهْوَ" بمعنی "اَضَلَّتْهُ" ہے۔

تَمْتَرُوْنَ: تَشُكُّوْنَ

آیت میں ہے "ثُمَّ انتم تَمْتَرُوْنَ" پھر بھی تم شک کرتے ہو۔

وَقْرٌ: صَمَمٌ وَاَمَّا الوِقْرُ اَلْحِمْلُ

آیت میں ہے "وَجَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَفْقَهُوْهُ وَفِيْ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا" یعنی ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیے ہیں تا کہ وہ اس کو یعنی قرآن کو نہ سمجھ سکیں اور ان کے کانوں میں بوجھ ہے۔

آیت کریمہ میں "وَقْرٌ" کے معنی ہیں "صَمَمٌ" بہرہ پن۔ جمہور کی قرأت اسی طرح ہے یعنی "بفتح الواؤ" نیز ایک قرأت "وِقْرٌ" بکسر الواؤ ہے۔ ابوعبیدہ کہتے ہیں کہ "وِقْرٌ" بکسر الواؤ کے معنی ہیں "بوجھ" اس صورت میں معنی ہوں گے ان کے کانوں میں بوجھ ہے۔

اَسَاطِيْرُ: وواحدها اُسْطُوْرَةٌ وَاِسْطَارَةٌ وهي التُّرَّهَاتُ

آیت کریمہ میں ہے "يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنْ هٰذَا اِلَّا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ" اس میں اساطیر "اُسْطُوْرَةٌ" اور "اِسْطَارَةٌ" کی جمع ہے جسکی تشریح "تُرَّهَات" سے کی ہے "تُرَّهَاتٌ تُرَّهَةٌ" کی جمع ہے جسکے معنی باطل کے آتے ہیں تو اساطیر سے مراد اباطیل ہے۔

اَلْبَأْسَاءُ: مِنَ الْبَأْسِ ويكون مِنَ الْبُؤْسِ

فرماتے ہیں کہ آیت کریمہ "فَاَخَذْنَاهُمْ بِالْبَأْسَاءِ" میں "بَأْسَاءُ" ہے "بَأْسٌ" سے جس کے معنی ہیں شدت اور سختی کے۔

جَهْرَةً: مُعَايَنَةً

آیت میں ہے "قُلْ اَرَءَ يْتَكُمْ اِنْ اَتٰكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ" یعنی آپ کہیے کہ یہ تو بتلاؤ اگر تم پر اللہ کا عذاب اچانک آ جائے یا آشکارا ہو تو سوائے ظالموں کے اور کون ہلاک کیا جائے گا۔ ابو عبیدہ نے "جهرة" کی تفسیر کی ہے "معاينة" سے یعنی آنکھوں دیکھتے، کھلم کھلا

اَلصُّوَرُ: جماعة صُوْرَةٍ كقوله سُوْرَةٌ وَسُوَرٌ

آیت میں ہے "وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوَرِ" ابو عبیدہ نے اس آیت میں صور کو بفتح الواو پڑھا ہے اور صورۃ کی جمع قرار دیا ہے جیسے "سُورۃ" کی جمع "سُوَر" آتی ہے۔

ملكُوْت: ملک مثل رَهَبُوْت خير من رَحَمُوْت، وتقول تُرهب خير من ان تُرحم

آیت میں ہے "وَكَذٰلِكَ نُرِیْ اِبْرَاهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" فرماتے ہیں کہ اس میں "ملکوت" ملک کے معنی میں ہے یعنی بادشاہت اور اقتدار اعلیٰ۔ یہاں فعلوت کا وزن مصدر کے معنی کے لیے استعمال کیا گیا ہے جیسے "رَهَبُوْتٌ خير من رَحَمُوْتٌ" میں رہبوت اور رحموت دونوں مصدری معنی میں استعمال ہیں۔ کہتے ہیں "تُرْهَبُ خير من اَنْ تُرْحَمَ" یعنی لوگ تم سے خائف رہیں یہ بہتر ہے کہ لوگ تم پر رحم کریں۔

جَنَّ اَظْلَمَ

آیت میں ہے "فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ" اس آیت میں جن بمعنی اظلم ہے یعنی اندھیرا کر دیا۔ اس پر رات چھا گئی۔

يُقَالُ عَلَى اللّٰهِ حُسْبَانُه اى حسابُه ويقال حُسْبَانًا مَرَامِيَ ورجومًا للشياطين

آیت میں ہے "وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا" حسبان مصدر ہے جیسے حساب مصدر ہے اور مطلب یہ ہے کہ سورج، چاند کو اللہ جل شانہ نے حساب کا ذریعہ بنایا کہ لوگ ان کے ذریعے سالوں، مہینوں اور ایام کا حساب لگاتے ہیں۔ حسبان کی دوسری تفسیر "مَرَامِيَ وَرُجُوْمًا لِلشَّيَاطِيْنَ" سے کی ہے۔ مرامی مرماۃ کی جمع ہے یعنی تیر پھینکنے کا آلہ۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کواکب کو حسبان بنایا ہے یعنی شیاطین کے مارنے کا ذریعہ بنایا ہے۔

"رجومًا للشياطين" سورۃ ملک کی اس آیت میں ہے "وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِلشَّيٰطِيْنِ"

مُسْتَقَرٌّ فِي الصُّلْبِ وَمُسْتَوْدَعٌ فِي الرَّحِمِ

آیت میں ہے "وَهُوَ الَّذِيْ اَنْشَاَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ" آیت کریمہ میں مستقر اور مستودع کی مراد میں مفسرین کرام کے اقوال مختلف ہیں۔ "مُسْتَقَرٌّ فِي الصُّلْبِ" مستقر صلب میں ہے۔ مستقر کے معنی ہیں قرارگاہ، ٹھہرنے کی جگہ اور مستودع استیداع سے ہے جس کے معنی ہیں امانت رکھنے کی جگہ۔ ابو عبیدہ کی تفسیر کے مطابق مستقر سے مراد باپ کا صلب ہے اور مستودع سے مراد رحم مادر ہے۔

باب وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ، وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ، وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ، وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا، وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ، إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ

ترجمہ۔ ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے حدیث بیان کی، ان سے ابراہیم بن سعد نے حدیث بیان کی، ان سے ابو شہاب نے، ان سے سالم بن عبداللہ نے اور ان سے ان کے والد نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، غیب کے خزانے پانچ ہیں (اور اس آیت میں بیان ہوئے ہیں) "بے شک اللہ ہی کو قیامت کی خبر ہے۔ اور وہی مینہ برساتا ہے، اور وہی جانتا ہے کہ رحموں میں کیا ہے اور کوئی بھی نہیں جان سکتا کہ وہ کل کیا عمل کرے گا، اور نہ کوئی یہ جان سکتا ہے کہ وہ کس زمین پر مرے گا۔ بے شک اللہ ہی علم والا ہے، خبر رکھنے والا۔

باب قَوْلِهِ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَى أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ فَوْقِكُمْ الآيَةَ يَلْبِسَكُمْ يَخْلِطَكُمْ مِنَ الِالْتِبَاسِ: يَلْبِسُوا يَخْلِطُوا شِيَعًا فِرَقًا

آیت میں ہے "أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَيُذِيقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ" یا تم کو گروہ گروہ کر دے یعنی مختلف پارٹیوں میں کر کے باہم دست و گریباں کر دے اور ایک کو دوسرے کی لڑائی کا مزہ چکھا دے۔

فرماتے ہیں کہ "يَلْبِسَكُمْ" کے معنی "يَخْلِطَكُمْ" ہیں اور یہ التباس سے مشتق ہے جس کے معنی اشتباہ و اختلاط کے ہیں۔ "يَلْبِسُوا" از باب ضرب یضرب بمعنی "يَخْلِطُوا" ہے یعنی ملانا "شِيَعًا" بمعنی فرقًا ہے جس کے معنی ہیں فرقہ، پارٹی

حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرٍ رضي الله عنه قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ (قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَى أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ فَوْقِكُمْ) قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَعُوذُ بِوَجْهِكَ قَالَ (أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ) قَالَ أَعُوذُ بِوَجْهِكَ (أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَيُذِيقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ) قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم هَذَا أَهْوَنُ أَوْ هَذَا أَيْسَرُ

ترجمہ۔ ہم سے ابوالنعمان نے حدیث بیان کی، ان سے حماد بن زید نے حدیث بیان کی، ان سے عمرو بن دینار نے اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب یہ آیت "قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ" (ترجمہ اوپر گزر چکا)، نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا، (اے اللہ) میں اس سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ پھر نازل ہوئی، "او من تحت ارجلکم" آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر بھی فرمایا کہ میں اس سے تیری پناہ مانگتا ہوں (لیکن) " اویلبسکم شیعا ویذیق بعضکم باس بعض" پر آپ نے فرمایا کہ یہ آسان ہے۔ (پہلی دو صورتوں کے مقابلے میں)۔

تشریح حدیث

جس وقت مذکورہ آیت نازل ہوئی اور اس میں ذکر کیا گیا کہ اوپر سے عذاب آئے گا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ جل شانہ کی ذات پاک کے وسیلہ سے پناہ چاہی اور جب یہ فرمایا گیا کہ نیچے سے عذاب آئے گا اس سے خسف یعنی زمین میں دھنسنا مراد ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے عذاب سے پناہ طلب کی اور جب فرمایا کہ تم میں اختلاف ہو جائے اور ایک دوسرے سے نبرد آزما ہو جاؤ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ آسان ہے۔

باب وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ

← حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رضی الله عنه قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ (وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ) قَالَ أَصْحَابُهُ وَأَيُّنَا لَمْ يَظْلِمْ فَنَزَلَتْ (إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ)

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن بشار نے حدیث بیان کی، ان سے ابن ابی عدی نے حدیث بیان کی، ان سے شعبہ نے، ان سے سلیمان نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے علقمہ نے اور ان سے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب "وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ" نازل ہوئی تو صحابہؓ نے کہا، ہم میں کون ہوگا جس کا دامن ظلم سے پاک ہوگا۔ اس پر یہ آیت اتری "بے شک شرک ظلم عظیم ہے۔"

باب قَوْلِهِ وَيُونُسَ وَلُوطًا وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعَالَمِينَ

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما عَنِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم قَالَ مَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُولَ أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن بشار نے حدیث بیان کی، ان سے ابن مہدی نے حدیث بیان کی، ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی، ان سے قتادہ نے ان سے ابوالعالیہ نے بیان کیا کہ مجھ سے تمہارے نبی کے چچازاد بھائی یعنی ابن عباس نے حدیث بیان کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی کے لئے مناسب نہیں کہ مجھے یونس بن متی علیہ السلام سے بہتر بتائے۔

← حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنَا سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ سَمِعْتُ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم قَالَ مَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُولَ أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى

ترجمہ۔ ہم سے آدم بن ابی ایاس نے حدیث بیان کی، ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی، انھیں سعد بن ابراہیم نے خبر دی۔ کہا کہ میں نے حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف سے سنا، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی شخص کے لئے مناسب نہیں کہ مجھے یونس بن متی علیہ السلام سے بہتر بتائے۔

باب قَوْلِهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ

← حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ الْأَحْوَلُ أَنَّ

مُجَاهِدًا اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ أَفِي ص سَجْدَةٌ فَقَالَ نَعَمْ ثُمَّ تَلَا (وَوَهَبْنَا) إِلَى قَوْلِهِ (فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ) ثُمَّ قَالَ هُوَ مِنْهُمْ زَادَ يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ وَسَهْلُ بْنُ يُوسُفَ عَنِ الْعَوَّامِ عَنْ مُجَاهِدٍ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ نَبِيُّكُمْ صلى الله عليه وسلم مِمَّنْ أُمِرَ أَنْ يَقْتَدِيَ بِهِمْ

ترجمہ۔ مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے حدیث بیان کی، انہیں ہشام نے خبر دی، انہیں ابن جریج نے خبر دی، کہا کہ مجھ سے سلیمان احول نے خبر دی، انہیں مجاہد نے خبر دی کہ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا، کیا سورہ ص میں بھی سجدہ ہے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ہاں، پھر آپ نے آیت، "ووھبنا" سے بھداھم اقتدہ" تک تلاوت کی اور فرمایا کہ داؤد علیہ السلام بھی ان انبیاء میں شامل ہیں (جن کا ذکر آیت میں ہوا ہے اور جن کی اقتداء کے لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا ہے) یزید بن ہارون، محمد بن عبید اور سہل بن یوسف نے عوام کے واسطہ سے اضافہ کیا ہے، ان سے مجاہد نے بیان کیا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان میں سے ہیں جنہیں ان انبیاء کی اقتداء کا حکم دیا گیا ہے۔

باب قَوْلِهِ وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِي ظُفُرٍ

وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُومَهُمَا) الآيَةَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (كُلَّ ذِي ظُفُرٍ) الْبَعِيرُ وَالنَّعَامَةُ (الْحَوَايَا) الْمَبْعَرُ وَقَالَ غَيْرُهُ (هَادُوا) صَارُوا يَهُودًا ، وَأَمَّا قَوْلُهُ (هُدْنَا) تُبْنَا هَائِدٌ تَائِبٌ

اور گائے اور بکری میں سے ہم نے ان پر ان دونوں کی چربیاں حرام کی تھیں" آخر آیت تک، ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "کُلَّ ذِیْ ظُفُرٍ سے مراد اونٹ اور شتر مرغ ہیں۔ "الحوایا" بمعنی اوجھڑی، اور دوسرے صاحب نے فرمایا کہ "ھادوا" کے معنی یہ ہیں کہ وہ یہودی ہو گئے، لیکن "ھدنا" کا مفہوم یہ ہے کہ ہم نے توبہ کی، اس سے ھائد، تائب کے معنی میں آتا ہے۔

وقال ابن عباس كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ الْبَعِيْرُ وَالنَّعَامَةُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے "کُلَّ ذِیْ ظُفُرٍ" کی تفسیر " اَلْبَعِیْرُ وَالنَّعَامَۃُ" سے کی ہے اور حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "ذی ظفر" سے مراد وہ جانور ہیں جن کی انگلیاں علیحدہ علیحدہ ہوتی ہیں۔

اَلْحَوَايَا الْمَبْعَرُ

آیت میں ہے "اَوِ الْحَوَایَا اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ "حوایا" "حَاوِیَۃٌ" کی جمع ہے۔ آنتوں اور انتڑیوں کو کہتے ہیں۔ مبعر اس جگہ کو کہتے ہیں جس میں مینگنیاں جمع رہتی ہیں یعنی آنت۔

وَقَالَ غَيْرُهُ هَادُوْ صَارُوْا يهودًا واما قوله هُدْنَا تُبْنَا هَائِدٌ تَائِبٌ

آیت باب میں "وَعَلَى الَّذِیْنَ ھَادُوْ" سے یہودی ہونا مراد ہے اور سورۃ اعراف میں ہے "اِنَّا ھُدْنَا اِلَیْکَ" اس میں "ھُدْنَا" "تُبْنَا" یعنی توبہ کرنے اور رجوع کرنے کے معنی میں ہے اور "ھَائِدٌ" بمعنی "تَائِبٌ" کے ہے۔

حدثنا عمرو بن خالد حدثنا الليث عن يزيد بن أبي حبيب قال عطاء سمعت جابر بن عبد الله رضي الله عنهما سمعت النبي صلى الله عليه وسلم قال قاتل الله اليهود، لما حرم الله عليهم شحومها جملوه ثم باعوه فأكلوها وقال أبو عاصم حدثنا عبد الحميد حدثنا يزيد كتب إلي عطاء سمعت جابرا عن النبي صلى الله عليه وسلم

ترجمہ۔ ہم سے عمرو بن خالد نے حدیث بیان کی، ان سے لیث نے حدیث بیان کی، ان سے یزید بن ابی حبیب نے کہ عطاء نے بیان کیا کہ انہوں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ یہودیوں کو تباہ کرے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان پر مردہ جانوروں کی چربی حرام کر دی تو اس کا تیل نکال کر اسے بیچنے اور کھانے لگے، اور ابوعاصم نے بیان کیا، ان سے عبدالحمید نے حدیث بیان کی، ان سے یزید نے حدیث بیان کی، انہیں عطاء نے لکھا تھا کہ میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

باب قوله ولا تقربوا الفواحش ما ظهر منها وما بطن

حدثنا حفص بن عمر حدثنا شعبة عن عمرو عن أبي وائل عن عبد الله رضي الله عنه قال لا أحد أغير من الله، ولذلك حرم الفواحش ما ظهر منها وما بطن، ولا شيء أحب إليه المدح من الله، ولذلك مدح نفسه قلت سمعته من عبد الله قال نعم قلت ورفعه قال نعم وكيل حفيظ ومحيط به ( ) (قبلا) جمع قبيل، والمعنى أنه ضروب للعذاب، كل ضرب منها قبيل (زخرف) كل شيء حسنته ووشيته وهو باطل فهو زخرف (وحرث حجر) حرام وكل ممنوع فهو حجر محجور، والحجر كل بناء بنيته، ويقال للأنثى من الخيل حجر ويقال للعقل حجر وحجى وأما الحجر فموضع ثمود، وما حجرت عليه من الأرض فهو حجر ومنه سمي حطيم البيت حجرا، كأنه مشتق من محطوم، مثل قتيل من مقتول، وأما حجر اليمامة فهو منزل

ترجمہ۔ ہم سے حفص بن عمر نے حدیث بیان کی، ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی، ان سے عمرو نے، ان سے ابووائل نے اور ان سے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ سے زیادہ اور کوئی غیرت مند نہیں، یہی وجہ ہے کہ اس نے بے حیائیوں کو حرام قرار دیا۔ خواہ وہ اعلانیہ ہوں خواہ پوشیدہ اور اللہ کو اپنی مدح وتعریف سے زیادہ اور کوئی چیز پسند نہیں، یہی وجہ ہے کہ اس نے اپنی مدح کی ہے (عمرو بن مرہ نے بیان کیا کہ) میں نے پوچھا، آپ نے خود عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنی تھی؟ انہوں نے بیان کیا کہ ہاں۔ میں نے پوچھا، اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے حدیث بیان کی تھی؟ کہا کہ ہاں۔ "وکیل" بمعنی حفیظ اور وہ ذات کہ کوئی چیز اس کے حدود علم واحاطہ سے باہر نہ ہو۔ "قبلا" قبیل کی جمع ہے، مفہوم یہ ہے کہ عذاب کی مختلف صورتیں ہوں گی، الگ الگ۔ "زُخْرُفَ الْقَوْلِ" ہر اس چیز کو کہتے ہیں جسے آپ خوبصورتی اور لیپا پوتی کر کے پیش کریں، حالانکہ وہ باطل اور بے بنیاد ہو تو اسے کہیں گے "زخرف" اور "حرث حجر" یعنی حرام، ہر ممنوع چیز کو حجر کہہ سکتے ہیں، محجور کے معنی میں۔ عمارت پر بھی حجر کا اطلاق آتا ہے گھوڑی کو بھی حجر کہتے ہیں اور عقل کو بھی حجر کہتے ہیں اور "حجی" بھی، اور "حجر" ثمود کی بستی کا بھی نام تھا، ہر ممنوعہ علاقہ حجر کہلاتا ہے۔ حطیم کعبہ کو بھی اسی وجہ سے کہتے ہیں۔ گویا وہ محطوم کے مفہوم کو ادا کرتا ہے جیسے قتیل، مقتول کے۔ اور "حجر الیمامہ" ایک مقام کا نام ہے۔

وَكِيْلٌ حَفِيْظٌ وَمُحِيْطٌ بِهٖ

آیت میں ہے "وَهُوَ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيْلٌ" وکیل بمعنی "حفیظ" اور "محیط بہ" کے ہے۔

قُبُلًا جمع قَبِيْلٍ، والمعنی: انه ضُرُوبٌ للعذاب، کل ضرب منها قَبِيْل

سورہ انعام میں ہے "وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا" اس آیت میں "قُبُلًا" قبیل کی جمع ہے اور قبیل "قبيلة" کی جمع ہے۔ قبیلہ کے معنی جماعت اور گروہ کے ہیں۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہم ہر چیز کو گروہ گروہ اور صنف صنف ان کے سامنے جمع کر دیتے ہیں۔ تب بھی یہ کافر ایمان نہیں لائے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں اس لفظ کے معنی عذاب کے اقسام و انواع سے کیے ہیں لیکن یہ معنی سورۃ انعام کی مذکورہ آیت میں درست نہیں ہیں۔ البتہ یہ لفظ سورۃ کہف میں آیا ہے وہاں اس کے معنی عذاب کے اقسام و انواع کے کیے گئے ہیں۔

زُخْرُفَ الْقَوْلِ كُلُّ شَيْءٍ حَسَّنْتَهُ وَوَشَّيْتَهُ وهو بَاطِلٌ فَهُوَ زُخْرُفٌ

آیت کریمہ میں "زُخْرُفَ الْقَوْلِ" کے الفاظ آئے ہیں۔ یہاں امام صاحب "زُخْرُفَ الْقَوْلِ" کی یہ تعریف کر رہے ہیں کہ ہر وہ چیز جسے حسین اور مزین بنا کر پیش کیا جائے جبکہ وہ باطل ہو (لیکن اس کی تزئین کے ذریعے اس کے بطلان کو چھپانے کی کوشش کی جا رہی ہو) اُسے "زُخْرُف" کہتے ہیں۔

وَحَرْثٌ حِجْرٌ حَرَامٌ، وکل ممنوع فَهُوَ حِجْرٌ مَحْجُوْرٌ ......الخ

آیت میں ہے "وَقَالُوْا هٰذِهٖ اَنْعَامٌ وَحَرْثٌ حِجْرٌ" حجر کے معنی حرام کے ہیں۔ کھیتی کا کچھ حصہ ایسا ہوتا تھا جس کا استعمال وہ اپنے لیے حرام کر لیتے تھے اور بتوں کے لیے اسے نامزد کر دیا کرتے تھے اُسے بیان کیا جا رہا ہے اور ہر وہ چیز جسے ممنوع قرار دیدیا گیا ہو اسے حجر اور محجور کہا جاتا ہے۔

ہر وہ عمارت جسے آپ بنائیں اُسے بھی حجر کہتے ہیں۔ گھوڑی کو بھی حجر کہتے ہیں۔ عقل کو بھی حجر کہتے ہیں اور حجر قوم ثمود کے علاقہ کا بھی نام ہے اور جس زمین پر آپ نشان لگا دیا کرتے ہیں اور آس پاس سے الگ کر کے اسے محفوظ کر دیا کرتے ہیں کہ کوئی اس میں داخل نہ ہو ایسے خطہ زمین کو بھی حجر کہتے ہیں اور حطیم البیت کو بھی حجر کہتے ہیں۔ گویا حطیم مشتق ہے محطوم سے۔ مقصد یہ ہے کہ مفہوم کے اعتبار سے جو محطوم کا مطلب ہوتا ہے وہی حطیم کا مطلب ہے۔ مفہوم میں یکسانیت اور مناسبت بیان کرنا مقصود ہے۔ لفظ کا دوسرے لفظ سے استخراج بیان کرنا مقصود نہیں جیسے قتیل کے بارے میں کہتے ہیں کہ مقتول سے مشتق ہے۔ "حجر اليمامه" ایک منزل کا نام ہے۔

باب قَوْلِهٖ هَلُمَّ شُهَدَاءَكُمُ

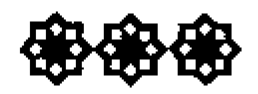
لُغَةُ أَهْلِ الحِجَازِ هَلُمَّ لِلْوَاحِدِ وَالاِثْنَيْنِ وَالْجَمِيْعِ

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ حَدَّثَنَا أَبُو زُرْعَةَ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رضی الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا ، فَإِذَا رَآهَا النَّاسُ آمَنَ مَنْ عَلَيْهَا ، فَذَاكَ حِينَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا ، لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ

ترجمہ۔ ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے حدیث بیان کی، ان سے عبدالواحد نے حدیث بیان کی، ان سے عمارہ نے حدیث بیان کی، ان سے ابوزرعہ نے حدیث بیان کی اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس وقت تک قیامت برپا نہ ہوگی، جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہو لے۔ جب لوگ اسے دیکھیں گے تو ایمان لائیں گے۔ لیکن یہ وہ وقت ہوگا جب کسی ایسے شخص کو اس کا ایمان کوئی نفع نہ دے گا۔ جو پہلے سے ایمان نہ رکھتا ہو۔

حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَإِذَا طَلَعَتْ وَرَآهَا النَّاسُ آمَنُوا أَجْمَعُونَ ، وَذَلِكَ حِينَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا ثُمَّ قَرَأَ الْآيَةَ

ترجمہ۔ مجھ سے اسحاق نے حدیث بیان کی، انہیں عبدالرزاق نے خبر دی، انہیں معمر نے خبر دی، انہیں ہمام نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قیامت اس وقت تک برپا نہ ہوگی، جب تک سورج مغرب سے نہ طلوع ہو لے گا۔ جب مغرب سے سورج طلوع ہوگا اور لوگ دیکھ لیں گے تو سب ایمان لائیں گے۔ لیکن یہ وقت ہوگا جب کسی کو اس کا ایمان نفع نہ دے گا، پھر آیت کی تلاوت کی۔



سورۃ الاعراف

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَرِيَاشًا الْمَالُ (الْمُعْتَدِينَ) فِي الدُّعَاءِ وَفِي غَيْرِهِ (عَفَوْا) كَثُرُوا وَكَثُرَتْ أَمْوَالُهُمْ (الْفَتَّاحُ) الْقَاضِي (افْتَحْ بَيْنَنَا) اقْضِ بَيْنَنَا (نَتَقْنَا) رَفَعْنَا (انْبَجَسَتْ) انْفَجَرَتْ (مُتَبَّرٌ) خُسْرَانٌ (آسَى) أَحْزَنُ (تَأْسَ) تَحْزَنْ وَقَالَ غَيْرُهُ (مَا مَنَعَكَ أَنْ لَا تَسْجُدَ) يَقُولُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ (يَخْصِفَانِ) أَخَذَا الْخِصَافَ مِنْ وَرَقِ الْجَنَّةِ ، يُؤَلِّفَانِ الْوَرَقَ ، يَخْصِفَانِ الْوَرَقَ بَعْضَهُ إِلَى بَعْضٍ (سَوْآتِهِمَا) كِنَايَةٌ عَنْ فَرْجَيْهِمَا ، (وَمَتَاعٌ إِلَى حِينٍ) هَا هُنَا إِلَى الْقِيَامَةِ ، وَالْحِينُ عِنْدَ الْعَرَبِ مِنْ سَاعَةٍ إِلَى مَا لَا يُحْصَى عَدَدُهَا ، الرِّيَاشُ وَالرِّيشُ وَاحِدٌ وَهُوَ مَا ظَهَرَ مِنَ اللِّبَاسِ (قَبِيلُهُ) جِيلُهُ الَّذِي هُوَ مِنْهُمْ (ادَّارَكُوا) اجْتَمَعُوا ، وَمَشَاقُّ الْإِنْسَانِ وَالدَّابَّةِ كُلُّهُمْ يُسَمَّى سُمُومًا وَاحِدُهَا سَمٌّ وَهِيَ عَيْنَاهُ وَمَنْخِرَاهُ وَفَمُهُ وَأُذُنَاهُ وَدُبُرُهُ وَإِحْلِيلُهُ (غَوَاشٍ) مَا غُشُّوا بِهِ (نُشُرًا) مُتَفَرِّقَةً (نَكِدًا) قَلِيلًا (يَغْنَوْا) يَعِيشُوا (حَقِيقٌ) حَقٌّ (اسْتَرْهَبُوهُمْ) مِنَ الرَّهْبَةِ (تَلَقَّفُ) تَلْقَمُ (طَائِرُهُمْ) حَظُّهُمْ طُوفَانٌ مِنَ السَّيْلِ وَيُقَالُ لِلْمَوْتِ الْكَثِيرِ الطُّوفَانُ الْقُمَّلُ الْحُمْنَانُ يُشْبِهُ صِغَارَ الْحَلَمِ عُرُوشٌ وَعَرِيشٌ بِنَاءٌ (سُقِطَ) كُلُّ مَنْ نَدِمَ فَقَدْ سُقِطَ فِي يَدِهِ الْأَسْبَاطُ قَبَائِلُ بَنِي إِسْرَائِيلَ (يَعْدُونَ فِي السَّبْتِ) يَتَعَدَّوْنَ لَهُ يُجَاوِزُونَ بَعْدَ تَجَاوُزٍ (شُرَّعًا) شَوَارِعَ (بَئِيسٍ) شَدِيدٍ ، (أَخْلَدَ) قَعَدَ وَتَقَاعَسَ (سَنَسْتَدْرِجُهُمْ) نَأْتِيهِمْ مِنْ مَأْمَنِهِمْ كَقَوْلِهِ تَعَالَى (فَأَتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوا) (مِنْ جِنَّةٍ) مِنْ جُنُونٍ (فَمَرَّتْ بِهِ) اسْتَمَرَّ بِهَا الْحَمْلُ فَأَتَمَّتْهُ (يَنْزَغَنَّكَ) يَسْتَخِفَّنَّكَ ، طَيْفٌ مُلِمٌّ بِهِ لَمَمٌ وَيُقَالُ (طَائِفٌ) وَهُوَ وَاحِدٌ (يَمُدُّونَهُمْ) يُزَيِّنُونَ (وَخِيفَةً) خَوْفًا وَخُفْيَةً مِنَ الْإِخْفَاءِ ، وَالْآصَالُ وَاحِدُهَا أَصِيلٌ مَا بَيْنَ الْعَصْرِ إِلَى الْمَغْرِبِ كَقَوْلِهِ (بُكْرَةً وَأَصِيلًا)

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ "وریا شا" یعنی مال۔ "انه لایحب المعتدین" یعنی دعاء میں اوراس کے علاوہ دوسری چیزوں میں (حد سے تجاوز کرنے والوں کو اللہ پسند نہیں کرتا) "عفوا" یعنی ان کی تعداد میں اضافہ ہوا اوران کے مال میں بھی۔ "الفتاح" یعنی قاضی، بولتے ہیں۔ "افتح بیننا" یعنی ہمارا فیصلہ کردیجئے۔ "نتقنا الجبل، ای رفعنا. انبجست" ای انفجرت. "متبر، ای خسران "آسی" ای احزن، تاس ای تحزن۔ دوسرے صاحب نے فرمایا "ما منعک ان لا تسجد" ای مامنعک ان تسجد. "یخصفان" یعنی آدم وحوا علیہما السلام جنت کے پتوں کو جوڑ کر شرم گاہ چھپانے کی کوشش کرنے لگے۔ "سوآتھما" سے شرم گاہ کی طرف کنایہ ہے۔ "متاع الی حین" یہاں قیامت تک کی مہلت کے لئے ہے۔ "حین" عرب میں تھوڑی دیر کے لئے بھی آتا ہے اور غیر محدود عرصہ کے لئے بھی، الریاش اور الریش ایک معنی میں ہیں۔ یعنی اوپر کا لباس۔ "قبیلہ" یعنی اس کا گروہ، جس سے اس کا تعلق تھا۔ " ادار کوا" ای اجتمعوا۔ انسان اور چوپائے سب کے "مشاق" کو "مسموم" کہتے ہیں اس کا واحد سم ہے۔ مشاق میں دونوں آنکھیں،

ناک، منہ، دونوں کان اور پیچھے اور آگے کی شرم گاہ داخل ہے۔ "طواف" ای ما غشواہ "لشرٌ" ای مطرقۃ، نکداً ای قلیلا۔ یفنوا ای یعیشوا۔ حقیق ای حق۔ 'استرھبوھم" رھبۃ سے مشتق ہے۔ "تلقف" ای تلقم۔ طائرھم" اے حظھم "طوف" یعنی سیلاب کا اموات کی کثرت کو بھی طوفان کہتے ہیں۔ "الاسباط" یعنی بنی اسرائیل کے قبائل "یعدون فی السبت" یعنی اس دن حد سے انہوں نے تجاوز شروع کر دیا۔ تعد یعنی تجاوز۔ "شرعاً" ای شوارع "بئیس" ای شدید، "اخلد الی الارض ای قعد وتقاعس "سنستدرجھم" ای ناتیھم من مامنھم۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فاتاھم اللہ من حیث لم یحتسبوا "من جنۃ" ای من جنون "ایان مرسھا، ای متیٰ خروجھا۔ "یحفنک" ای یستخفنک "طیف" ای الممیم، ای سے استعمال ہوتا ہے۔" ویہ لمم، طائف اور یا ایک معنی میں ہے۔ یمدونھم ای یزنون۔ "خیفۃ" یعنی خوف سے اور خفیۃ، اخفاء سے مشتق ہے۔ "الآصال" کا واحد اصل ہے، عصر سے مغرب تک کے وقت پر اس کا اطلاق ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کے ارشاد میں "بکرۃ واصیلاً"۔

تشریح کلمات

قال ابن عباس : وریاشا المالُ

سورۂ اعراف میں ہے "قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيَاشًا" "ریاشا" جمع ہے ریش کی۔ جمہور کی قرأت "سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا" ہے۔ ریاشا کی ایک تفسیر مال سے کی گئی ہے اور دوسری لباس سے کی گئی ہے جو آگے آ رہی ہے۔

اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ: فِي الدُّعَاءِ وَفِيْ غَيْرِهٖ

آیت میں ہے "اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ" اعتداء حد سے تجاوز کرنے کو کہتے ہیں۔ اعتداء فی الدعاء اللہ جل شانہٗ کو پسند نہیں ہے۔ اسی طرح اعتداء فی غیر الدعاء بھی پسندیدہ نہیں۔

دعاء میں اعتداء یہ ہے کہ انسان محالات اور ناممکن اشیاء کی دُعا کرے۔ مثلاً نبوت کا سوال کرنا یا فرشتہ بننے کی دُعا کرنا۔

عَفَوْا كَثُرُوْا ' وَكَثُرَتْ اَمْوَالُهُمْ

آیت میں ہے "ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰى عَفَوْا" یعنی ہم نے بدحالی کی جگہ خوش حالی بدل دی ہے۔ یہاں تک کہ بہت بڑھے یعنی خوب ترقی ہوئی۔ فرماتے ہیں "عفوا" کے معنی ہیں، بہت ہوئے اور ان کے اموال زیادہ ہو گئے۔

"اَلْفَتَّاحُ الْقَاضِيْ' اِفْتَحْ بَيْنَنَا اِقْضِ بَيْنَنَا"

آیت میں ہے "رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ" اے ہمارے پروردگار! ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کے مطابق فیصلہ کر دیجئے۔ فتاح کے معنی ہیں قاضی یعنی حکم کرنے والا اور افتح بیننا کے معنی ہیں ہمارے درمیان فیصلہ کر دیجئے۔

نَتَقْنَا الْجَبَلَ رَفَعْنَا

آیت کریمہ میں ہے "وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ" اس آیت میں "نتقنا" کے معنی کیے ہیں "رفعنا" ہم نے اٹھایا۔

اِنبَجَسَتْ: اِنفَجَرَتْ

آیت میں ہے "اَنِ اضْرِبْ بِعَصَاکَ الْحَجَرَ فَانْبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا" اس آیت میں "اِنْبَجَسَتْ" بمعنی "اِنْفَجَرَتْ" ہے یعنی جاری ہوگیا۔

مُتَبَّرٌ : خُسْرَانٌ

آیت میں ہے "اِنَّ هٰؤُلَاءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيْهِ" یہ لوگ جس طریقے میں لگے ہوئے ہیں وہ خسارے والا ہے۔ "مُتَبَّرٌ" بمعنی خسران ہے۔

اٰسٰى: اَحْزَنُ ' تَأْسَ تَحْزَنُ

آیت میں ہے "فَكَيْفَ آسٰى عَلٰى قَوْمٍ كَافِرِيْنَ" "اٰسٰى" واحد متکلم ہے بمعنی احزن 'حزن کے معنی ہیں رنج کرنا' غم کھانا' اسی مناسبت سے دوسرا لفظ "تأس" بمعنی تحزن کو ذکر کردیا ہے جبکہ وہ لفظ اس سورت میں نہیں ہے بلکہ سورۃ مائدہ میں ہے۔ "فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ"

وقال غیره مَا مَنَعَكَ اَنْ لَّا تَسْجُدَ يَقُوْلُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ

آیت میں ہے "مَا مَنَعَكَ اَنْ لَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ" بعض حضرات نے اس آیت میں "لَا" کو زائد مانا ہے اس صورت میں ترجمہ ہوگا "کس چیز نے تجھ کو سجدہ کرنے سے منع کیا جبکہ خود میں نے تجھے حکم دیا۔"

يَخْصِفَانِ اخذ الخصاف من وَرَقِ الْجَنَّةِ يُؤَلِّفَانِ الوَرَقَ يَخْصِفَانِ الْوَرَقَ بَعْضَهٗ اِلٰى بَعْضٍ

آیت میں ہے "فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ" یعنی جب ان دونوں نے اس درخت کو چکھا تو دونوں کے مستور بدن ایک دوسرے کے سامنے کھل گئے اور انہوں نے اپنی شرمگاہوں پر پتے رکھنے شروع کردیئے پتوں کو جوڑتے تھے اور ایک دوسرے کے ساتھ ملا کر ستر کے لیے بدن کے پوشیدہ حصہ پر رکھتے تھے۔ آیت میں جو "سَوْاٰتِهِمَا" ہے یہ ان دونوں کے فرج سے کنایہ ہے۔

وَمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ هُوَ ههنا الٰى يوم القيامة والحين عند العرب من ساعة الٰى مالا يحصٰى عددهم

آیت میں ہے "وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ" اس میں حین قیامت کے معنی میں ہے 'حین کا لفظ ایک گھڑی سے لے کر غیر محصور مدت تک کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

قبيلة: جيله الذى هو منهم

آیت کریمہ میں ہے "اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ" اس آیت میں جو قبیلہ کا کلمہ ہے۔ امام نے اس کا معنی لکھا وہ آدمی جو اس گروہ کا فرد ہو۔

اَدَّارَكُوْا: اِجْتَمَعُوْا

آیت کریمہ میں ہے "كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا حَتّٰى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا" یعنی جس وقت بھی کوئی جماعت داخل ہوگی اپنی جیسی دوسری جماعت کو لعنت کرے گی۔ یہاں تک کہ جب اس میں سب جمع ہو جائیں گے فرماتے ہیں "ادارکوا" کے معنی ہیں "اجتمعوا"

مَشَاقُّ الْاِنْسَانِ وَالدَّابَّةِ كُلُّهُمْ يُسَمّٰى سُمُوْمًا وَاحِدُهَا سَمٌّ ...... واحليلهٗ

آیت میں ہے "حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ" فرماتے ہیں کہ انسان اور دابہ سب کے اندر جو سوراخ ہیں انہیں سموم کہا جاتا ہے اس کا مفرد "سم" ہے انسان کی آنکھیں، ناک کے سوراخ، منہ کان اور دبر قبل کو سموم کہتے ہیں۔

غَوَاشٍ مَا غُشُّوْا بِهٖ

آیت میں ہے "لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ" غواش "غاشية" کی جمع ہے وہ چیز جس سے کسی دوسری چیز کو ڈھانپا جائے۔

نُشُرًا متفرقة

آیت میں ہے "وَهُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ" جمہور کی قرأت "بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ" ہے جبکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے نشرا والی قرأت نقل کی ہے۔ اس صورت میں اس کا ترجمہ ہوگا اللہ وہ ذات ہے جو بارش سے پہلے مختلف ہوائیں بھیجتا ہے۔

نَكِدًا قَلِيْلًا

"وَالَّذِيْ خَبُثَ لَا يَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا" اور جو زمین خراب ہے اس کی پیداوار کم نکلتی ہے۔ اس میں "نکدا" کے معنی قلیل کے ہیں۔

يَغْنَوْا يَعِيْشُوْا

آیت کریمہ میں ہے "الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا" اس آیت میں "یغنوا" کے معنی جینے اور زندگی گزارنے کے ہیں۔

حَقِيْقٌ حَقٌّ

آیت کریمہ میں ہے "قَالَ مُوْسٰى يٰفِرْعَوْنُ اِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ حَقِيْقٌ عَلٰى اَنْ لَّا اَقُوْلَ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ" اس آیت میں حقیق بمعنی حق ہے۔

اِسْتَرْهَبُوْهُمْ مِنَ الرَّهْبَةِ

آیت کریمہ میں ہے "فَلَمَّا اَلْقَوْا سَحَرُوْا اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ" فرمایا "استرھبوھم" رھبۃ سے مشتق ہے جس کے معنی خوف کے ہیں۔

تَلَقَّفُ تَلَقَّمُ

"فَاِذَا هِيَ تَلَقَّفُ مَا يَأفِكُون" اس آیت میں "تلقف" بمعنی "تَلَقَّمُ" ہے یعنی لقمہ بنا کر نگلنا۔

طَائِرُهُمْ حَظُّهُمْ

آیت میں ہے "اَلاَ اِنَّمَا طَائِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ" امام رحمۃ اللہ علیہ نے طائر کی تفسیر حظ سے کی ہے جس کے معنی حصہ اور نصیب کے آتے ہیں۔

طوفان من السَّيل ويقال الموت الكثير الطوفان

آیت میں ہے "فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ" فرماتے ہیں طوفان سے مراد سیلابی طوفان ہے اور کثرت اموات کے لیے بھی طوفان کا لفظ بولا جاتا ہے۔ آگے امام فرماتے ہیں "اَلْقُمَّلُ الْحُمْنَانُ يُشْبِهُ صِغَارَ الْحَلَمِ" یعنی قمل سے مراد جوئیں ہیں جو چیچڑیوں کے مشابہ ہوتی ہیں۔

عُرُوْشٌ وَعَرِيْشٌ بِنَاءٌ

آیت کریمہ میں ہے "وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهُ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ" فرماتے ہیں کہ عروش اور عریش دونوں کے معنی ہیں بناء یعنی عمارت۔

سُقِطَ كُلُّ مَنْ نَدِمَ فَقَدْ سُقِطَ فِيْ يَدِهٖ

آیت میں ہے "وَلَمَّا سُقِطَ فِيْ اَيْدِيْهِمْ" جو آدمی نادم ہوتا ہے اس کے بارے میں کہا جاتا ہے "سُقِطَ فِيْ يَدِهٖ"

الاسبَاطُ قبائل بنى اسرائيل

آیت میں ہے "وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا" اسباط سے مراد بنی اسرائیل ہے اس کا واحد "سِبط" ہے۔

يَعْدُوْنَ: يَتَعَدَّوْنَ لَهٗ يُجَاوِزُوْنَ تَعْدُ تُجَاوِزُ

آیت کریمہ میں ہے "وَاسْئَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ" آیت میں یعدون کے معنی ہیں "یتعدّون" یعنی تجاوز کر رہے تھے۔

شُرَّعًا شوارع

"اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا" لفظ شرعا کے معنی شوارع سے کیے ہیں اور یہ جمع ہے شارع کی جس کے معنی ہیں پانی کے اوپر ظاہر ہونے والے یعنی ہفتہ کے روز مچھلیاں ظاہر ہو کر ان کے سامنے آتی تھیں۔

اَخْلَدَ قَعَدَ وَتَقَاعَسَ

آیت کریمہ میں ہے "وَلٰکِنَّهٗ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ" آیت میں اخلد کی تفسیر قعد اور تقاعس سے کی ہے دونوں کے معنی ہیں پیچھے ہٹنا اور "قعود الی الارض" دُنیا کی طرف شدت میلان سے کنایہ ہے۔ اب معنی ہوئے دنیا کی طرف مائل ہو گیا لکنہ کی ضمیر کا مرجع اکثر مفسرین کے نزدیک "بلعم بن باعوراء" ہے جو ایک یہودی عالم تھا۔

سَنَسْتَدْرِجُهُمْ: نَأْتِيهِمْ مِنْ مَّا مِنِهِمْ

آیت میں ہے "سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ" آئیں گے ہم ان کے پاس اس جگہ سے جہاں سے انہیں کوئی خطرہ نہیں ہوگا اور ان کے خیال میں وہ جگہ بالکل امن کی ہوگی "مِنْ مَّامِنِهِمْ" "من حيث لايعلمون" کی تفسیر ہے۔

مِنْ جِنَّةٍ مِنْ جُنُوْنٍ

آیت کریمہ میں ہے "اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا ما بصاحبكم من جنّة" یہاں "جنّة" کی تفسیر جنون سے کی ہے۔

فَمَرَّتْ بِهٖ: اَسْتَمَرَّ بِهَا الْحَمْلُ فَاَتَمَّتْهُ

اس سے اس آیت کی طرف اشارہ ہے:

هُوَ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا فَلَمَّا تَغَشّٰهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ فَلَمَّا اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ۔ فَلَمَّا اٰتٰهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَا اٰتٰهُمَا فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ

مذکورہ آیت میں "نَفْسٍ وَّاحِدَةٍ" سے حضرت آدم علیہ السلام مراد ہیں اور "جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا" میں زوج سے مراد حضرت حواء ہیں اور آگے "فَلَمَّا تَغَشّٰهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا" کی ضمیر میں مفسرین کی دو رائے ہیں۔ بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ ضمیر حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حواء کی طرف راجع ہے اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ ضمیر مطلقاً مرد و عورت کی طرف راجع ہے اور اس سے کوئی متعین مرد یا عورت مراد نہیں ہے۔

ضمیر اگر مطلقاً مرد و عورت کی طرف راجع ہو تو اس صورت میں آیت کی تفسیر پر کوئی اشکال نہیں ہوتا۔ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں اسی کو راجح قرار دیا ہے۔ اس تفسیر کی رو سے آیت میں شرک اور ناشکری کی نسبت عام انسانوں کی طرف ہے۔ آیت کی ابتداء "هُوَ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا" میں اگرچہ حضرت آدم و حوا کا ذکر ہے مگر اس کے بعد "فَلَمَّا تَغَشّٰهَا" سے مطلقاً مرد و عورت کا تذکرہ شروع کر دیا گیا۔ اس تفسیر پر کوئی اشکال نہیں ہوتا۔ لیکن بہت سے حضرات نے ان آیات میں بیان کردہ واقعہ کو حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کے ساتھ مخصوص قرار دیا ہے اور اس کی تائید میں مختلف روایات نقل کی ہیں۔

مثلاً مسند احمد میں ہے "عن سمرة عن النبی صلی اللہ علیه وسلّم قال لمّا ولدت حواء طاف بها ابلیس وکان لایعیش لَهَا وَلَدٌ فقال سمّیه عبدالحارث فانّه یعیش فسمته عبدالحارث فعاش وکان ذلک من وحی الشیطان وامرہ"

لیکن اس تفسیر پر اشکال ہوتا ہے کہ آیت میں شرک کے ارتکاب کا ذکر ہے اور حضرات انبیاء علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں تو حضرت آدم علیہ السلام نے شرک کا ارتکاب کیسے کیا؟ جبکہ آپ ابوالانبیاء ہیں اور شرک آپ کی شانِ عصمت کے منافی ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ جن روایات نے ان آیات میں بیان کردہ واقعہ کو حضرت آدم علیہ السلام اور حواء کے ساتھ مخصوص کیا ہے وہ روایات صحیح نہیں ہیں اور مختلف وجوہ کی بناء پر وہ معلول ہیں۔ ان میں بعض تو اسرائیلیات ہیں اور امام احمد نے مذکورہ روایت جو نقل کی ہے وہ بھی معلول ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ آیت میں "فَمَرَّتْ بِهٖ" کی تشریح کی ہے۔ "اسْتَمَرَّ بها الحمل فاتمته" یعنی وہ حمل قائم رہا، برقرار رہا، پھر عورت نے اس کی مدت کو پورا کیا۔ "فَمَرَّتْ" میں ضمیر عورت کی طرف راجع ہے لیکن مراد اس سے حمل کا استمرار ہے۔

یَنْزَغَنَّکَ: یَسْتَخِفَّنَّکَ

آیت کریمہ میں ہے "وَ اِمَّا یَنْزَغَنَّکَ مِنَ الشَّیْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ" اور اگر آپ کو کوئی وسوسہ شیطان کی طرف سے آنے لگے تو اللہ کی پناہ مانگ لیجئے۔ امام فرماتے ہیں کہ "یَنْزَغَنَّکَ" کے معنی "یَسْتَخِفَّنَّکَ" کے ہیں۔ استخفاف کے لغوی معنی ہیں حق سے ہٹا دینا اور "امّا" میں ان شرطیہ اور ما زائدہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر شیطان کی طرف سے حق سے پھیرنے کا وسوسہ آئے یعنی غصہ آئے تو پناہ مانگ لیا کریں۔

طَیْفٌ مُلِمٌّ بِهٖ لَمَمٌ وَیُقَالُ طَائِفٌ مِنَ الشَّیْطَانِ

آیت میں ہے "اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِنَ الشَّیْطَانِ" بعض نے اسے طائف کی بجائے "طَیْفٌ" پڑھا ہے۔ طیف کے معنی ہیں خیال، جنون، غصہ "طَیْفٌ مُلِمٌّ" دل میں اترنے والا خیال، اسی سے "لَمَمٌ" ہے "لَمَمٌ" چھوٹے گناہ کو کہتے ہیں اور نیم دیوانگی کو بھی کہتے ہیں۔

جمہور کی قرأت "طَائِفٌ" ہے۔ "اِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِنَ الشَّیْطَانِ" امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "وهو واحد" یعنی "طَیف" اور "طائف" دونوں کے معنی ایک ہیں۔ آیت کریمہ کا مطلب ہے جو لوگ اللہ سے ڈرتے ہیں جب ان کو شیطان کی طرف سے خیال اور وسوسہ آتا ہے تو وہ اللہ کی یاد میں لگ جاتے ہیں۔

یَمُدُّوْنَهُمْ یُزَیِّنُوْنَ

آیت میں ہے "وَاِخْوَانُهُمْ یَمُدُّوْنَهُمْ فِی الْغَیِّ ثُمَّ لَا یُقْصِرُوْنَ" یمدونهم کی تشریح "یُزَیِّنُوْنَ" سے کی ہے یعنی گمراہی کی باتوں کو مزین کرکے ان کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

وَخِيفَةً خَوْفًا وَخُفْيَةً من الاخفاء

آیت میں ہے "وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً" اس میں خیفۃ خوف کے معنی میں ہے اور سورۃ اعراف ہی کی ایک دوسری آیت میں ہے "اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً" فرماتے ہیں "خُفْيَةً" اخفاء سے ماخوذ ہے۔

والآصَال واحِدُها اصيل وهو مابين العصر الى المغرب كقوله بكرةً وَ اَصِيْلاً

آیت کریمہ ہے "وَدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ" فرماتے ہیں آصال کا واحد اصیل ہے اور اصیل عصر کے بعد سے لیکر مغرب کے وقت تک کو کہتے ہیں۔ بہرحال لفظ اصیل واحد ہے جس کی دلیل "بُكْرَةً وَّ اَصِيلاً" ہے۔

باب قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی الله عنه قَالَ قُلْتُ أَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ، وَرَفَعَهُ قَالَ لَا أَحَدَ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ، فَلِذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ، وَلَا أَحَدَ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْمِدْحَةُ مِنَ اللّٰهِ، فَلِذٰلِكَ مَدَحَ نَفْسَهُ

ترجمہ۔ ہم سے سلیمان بن حرب نے حدیث بیان کی، ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی، ان سے عمرو بن مرہ نے، ان سے ابووائل نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے (عمرو بن مرہ نے بیان کیا کہ) میں نے (ابووائل سے) پوچھا کیا آپ نے حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے خود سنی ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ ہاں اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے بیان کی تھی کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ سے زیادہ اور کوئی غیرت مند نہیں ہے اس لئے اس نے بے حیائیوں کو حرام کیا۔ خواہ ظاہر میں ہوں یا پوشیدہ اور اللہ سے زیادہ اپنی مدح کو پسند کرنے والا اور کوئی نہیں۔ اسی لئے اس نے خود اپنی تعریف کی ہے۔

باب وَلَمَّا جَاءَ مُوسَى لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ

قَالَ رَبِّ أَرِنِي أَنْظُرْ إِلَيْكَ قَالَ لَنْ تَرَانِي وَلٰكِنِ انْظُرْ إِلَى الْجَبَلِ فَإِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهُ فَسَوْفَ تَرَانِي فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا وَخَرَّ مُوسَى صَعِقًا فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ سُبْحَانَكَ تُبْتُ إِلَيْكَ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَرِنِي أَعْطِنِي

موسیٰ بولے، اے میرے پروردگار! مجھے اپنے کو دکھلا دیجئے (کہ) میں آپ کو ایک نظر دیکھ لوں (اللہ نے فرمایا) تم مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتے البتہ تم (اس) پہاڑ کی طرف دیکھو، سو اگر یہ اپنی جگہ پر برقرار رہا تو تم بھی دیکھ سکو گے، پھر جب ان کے پروردگار نے پہاڑ پر اپنی تجلی ڈالی تو (تجلی نے) پہاڑ کو ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ بے ہوش کر گر پڑے پھر جب انہیں افاقہ ہوا تو بولے، تو پاک ہے، میں تجھ سے معذرت کرتا ہوں اور میں سب سے پہلا ایمان لانے والا ہوں۔" ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "ارنی" "اعطنی" کے معنی میں ہے۔

تشریح آیت الباب

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے "رب ارنی" میں ارنی کی تشریح اعطنی سے کی ہے تا کہ ارنی اور "انظر الیک" میں معنوی

اتحاد اور مناسبت ظاہر ہو جائے۔ مطلب یہ ہے کہ اے اللہ! آپ مجھے قوت رؤیت عطا فرمادیجئے تاکہ میں آپ کو دیکھ سکوں۔

بعض حضرات نے کہا کہ "ارنی" کا مفعول نفسک محذوف ہے اور مطلب یہ ہے کہ اے اللہ! آپ مجھے اپنی ذات دکھا دیجئے کہ میں آپ کو دیکھ سکوں۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی الله عنه قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَدْ لُطِمَ وَجْهُهُ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ رَجُلاً مِنْ أَصْحَابِكَ مِنَ الْأَنْصَارِ لَطَمَ وَجْهِي قَالَ ادْعُوهُ فَدَعَوْهُ قَالَ لِمَ لَطَمْتَ وَجْهَهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي مَرَرْتُ بِالْيَهُودِ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ وَالَّذِي اصْطَفَى مُوسَى عَلَى الْبَشَرِ فَقُلْتُ وَعَلَى مُحَمَّدٍ وَأَخَذَتْنِي غَضْبَةٌ فَلَطَمْتُهُ قَالَ لَا تُخَيِّرُونِي مِنْ بَيْنِ الْأَنْبِيَاءِ، فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُفِيقُ، فَإِذَا أَنَا بِمُوسَى آخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ، فَلَا أَدْرِي أَفَاقَ قَبْلِي أَمْ جُزِيَ بِصَعْقَةِ الطُّورِ.

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن یوسف نے حدیث بیان کی، ان سے سفیان نے حدیث بیان کی، ان سے عمرو بن یحییٰ مازنی نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک یہودی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کے منہ پر کسی نے چانٹا مارا تھا، اس نے کہا، اے محمد! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان صحابہؓ میں سے ایک شخص نے مجھے چانٹا مارا ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، انہیں بلاؤ لوگوں نے انہیں بلایا پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ تم نے اسے چانٹا کیوں مارا ہے، انہوں نے عرض کی، یا رسول اللہ! میں یہودیوں کی طرف سے گزرا تو میں نے سنا کہ یہ کہہ رہا تھا، اس ذات کی قسم جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام انسانوں پر فضیلت دی، میں نے کہا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی مجھے اس کی بات پر غصہ آ گیا اور میں نے اسے چانٹا مار دیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا، مجھے انبیاء پر فضیلت نہ دیا کرو۔ قیامت کے دن تمام لوگ بے ہوش کر دیئے جائیں گے سب سے پہلے میں ہوش میں آؤں گا، لیکن میں موسیٰ علیہ السلام کو دیکھوں گا کہ آپ عرش کا ایک پایہ پکڑے کھڑے ہوں گے اب مجھے معلوم نہیں کہ وہ مجھ سے پہلے ہوش میں آ گئے تھے یا طور کی بے ہوشی کا انہیں بدلہ دیا گیا تھا۔

تشریح حدیث

بخاری کی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ طمانچہ مارنے کا تعلق انصار سے تھا۔ حافظ ابوبکر بن ابی الدنیا نے روایت نقل کی ہے کہ طمانچہ مارنے والے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ دونوں روایات میں بظاہر تعارض ہے کیونکہ حضرت صدیق اکبر انصار میں سے نہ تھے۔ اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ دونوں میں تطبیق دی جائے کہ طمانچہ مارنے والے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی تھے۔ یہاں بخاری میں ان کا تعلق انصار سے بتایا گیا ہے۔ یہ اپنے لغوی معنی کے اعتبار سے ہے۔ انصار کے معنی مدد کرنے والوں کے آتے ہیں اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد اور کس نے کی ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ ابن ابی الدنیا کے مقابلہ میں بخاری کی روایت کو راجح قرار دیا جائے۔ چنانچہ علامہ عینی فرماتے ہیں "وما ذکرہ البخاری ھو الاصح"

فاکون اول من یفیق

اس میں نفخہ ثانیہ کے بعد کا افاقہ مراد ہے۔

قیامت کے دن تعداد نفخات

قیامت کے دن نفخات کی تعداد میں اختلاف ہے۔علامہ ابن حزم فرماتے ہیں کہ چار نفخات ہوں گے۔ پہلا نفخہ ہوگا جس سے تمام زندہ مرجائیں گے۔ دوسرا نفخہ ہوگا جس سے تمام مُردے زندہ ہوجائیں گے اور حساب کے لیے جمع ہوں گے۔ تیسرا نفخہ ہوگا جس سے عام بیہوشی طاری ہوجائے گی اور چوتھا نفخہ ہوگا جس سے طاری ہونے والی بے ہوشی سے افاقہ ہوگا۔

حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی قول اختیار کیا ہے اور مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے الکوکب الدری میں بھی چار نفخات کا قول اختیار کیا ہے۔

علامہ محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے تین کے قول کو ترجیح دی ہے لیکن جمہور اور علمائے محققین کے نزدیک کل دو مرتبہ نفخ ہوگا۔

باب الْمَنِّ وَالسَّلْوٰی

← حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَاؤُهَا شِفَاءُ الْعَيْنِ

ترجمہ۔ ہم سے مسلم نے حدیث بیان کی، ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی، ان سے عبدالملک نے، ان سے عمرو ابن حریث نے اور ان سے سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کھمبی "من" میں سے ہے اور اس کا پانی آنکھوں کے لئے شفا ہے۔

باب قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ

إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ فَآمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ)

← حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمُوسَى بْنُ هَارُونَ قَالَا حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ زَبْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي بُسْرُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ يَقُولُ كَانَتْ بَيْنَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ مُحَاوَرَةٌ ، فَأَغْضَبَ أَبُو بَكْرٍ عُمَرَ ، فَانْصَرَفَ عَنْهُ عُمَرُ مُغْضَبًا ، فَاتَّبَعَهُ أَبُو بَكْرٍ يَسْأَلُهُ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لَهُ ، فَلَمْ يَفْعَلْ حَتّٰى أَغْلَقَ بَابَهُ فِي وَجْهِهِ ، فَأَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ وَنَحْنُ عِنْدَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَمَّا صَاحِبُكُمْ هٰذَا فَقَدْ غَامَرَ قَالَ وَنَدِمَ عُمَرُ عَلَى مَا كَانَ مِنْهُ فَأَقْبَلَ حَتّٰى سَلَّمَ وَجَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَقَصَّ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم الْخَبَرَ قَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ وَغَضِبَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَجَعَلَ أَبُو بَكْرٍ يَقُولُ وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَأَنَا

كُنْتُ أَظْلَمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم هَلْ أَنْتُمْ تَارِكُو لِي صَاحِبِي هَلْ أَنْتُمْ تَارِكُو لِي صَاحِبِي إِنِّي قُلْتُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا فَقُلْتُمْ كَذَبْتَ وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ صَدَقْتَ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ نے حدیث بیان کی، ان سے سلیمان بن عبدالرحمٰن اور موسیٰ بن ہارون نے حدیث بیان کی، کہا کہ ہم سے ولید بن مسلم نے حدیث بیان کی، ان سے عبداللہ بن علاء بن زبر نے حدیث بیان کی، کہا کہ مجھ سے بسر بن عبداللہ نے حدیث بیان کی، کہا کہ مجھ سے ابوادریس خولانی نے حدیث بیان کی، کہا کہ میں نے ابودرداء رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ نے بیان کیا، کہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان بحث سی ہوگئی تھی۔ عمر رضی اللہ عنہ، ابوبکر رضی اللہ عنہ پر غصہ ہوگئے اور ان کے پاس سے آنے لگے، ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی ان کے پیچھے پیچھے ہوگئے، معافی مانگتے ہوئے، لیکن عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں معاف نہیں کیا اور (گھر پہنچ کر) اندر سے دروازہ بند کردیا۔ اب ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ابودرداء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم لوگ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے یہ صاحب (یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ) لڑ کر آئے ہیں۔ بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ بھی اپنے طرز عمل پر نادم ہوئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلے اور سلام کرکے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب بیٹھ گئے۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سارا واقعہ بیان کیا۔ ابودرداء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آپ بہت غصے ہوئے، ادھر ابوبکر رضی اللہ عنہ بار بار یہ عرض کرتے کہ یارسول اللہ! واقعی میری ہی زیادتی تھی۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا تم لوگ مجھے میرے صاحب کو مجھ سے جدا کرنا چاہتے ہو، کیا تم لوگ میرے صاحب کو مجھ سے جدا کرنا چاہتے ہو، جب میں نے کہا تھا کہ اے انسانو! بے شک میں اللہ کا رسول ہوں، تم سب کی طرف تو تم لوگوں نے کہا کہ تم جھوٹ بولتے ہو، اس وقت ابوبکرؓ نے کہا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں، ابوعبیداللہ نے کہا "غامر" کے معنی ہیں کہ خیر میں سبقت کی ہے۔

باب قَوْلِهِ وَقُولُوا حِطَّةٌ

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قِيلَ لِبَنِي إِسْرَائِيلَ (ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ نَغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ) فَبَدَّلُوا فَدَخَلُوا يَزْحَفُونَ عَلَى أَسْتَاهِهِمْ وَقَالُوا حَبَّةٌ فِي شَعْرَةٍ

ترجمہ۔ ہم سے اسحاق نے حدیث بیان کی، انہیں عبدالرزاق نے خبر دی، انہیں معمر نے خبر دی، انہیں ہمام بن منبہ نے، انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بنی اسرائیل سے کہا گیا تھا کہ دروازے میں (عاجزی سے) جھکتے ہوئے داخل ہو اور کہتے جاؤ کہ توبہ ہے تو ہم تمہاری خطائیں معاف کردیں گے لیکن انہوں نے حکم بدل ڈالا سرین سے گھسٹتے ہوئے داخل ہوئے اور یہ کہا کہ "حبة فی شعرة"۔

باب خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ

الْعُرْفُ الْمَعْرُوفُ

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ

رضی الله عنهما قَالَ قَدِمَ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنِ بْنِ حُذَيْفَةَ فَنَزَلَ عَلَى ابْنِ أَخِيهِ الْحُرِّ بْنِ قَيْسٍ ، وَكَانَ مِنَ النَّفَرِ الَّذِينَ يُدْنِيهِمْ عُمَرُ ، وَكَانَ الْقُرَّاءُ أَصْحَابَ مَجَالِسِ عُمَرَ وَمُشَاوَرَتِهِ كُهُولًا كَانُوا أَوْ شُبَّانًا فَقَالَ عُيَيْنَةُ لِابْنِ أَخِيهِ يَا ابْنَ أَخِي لَكَ وَجْهٌ عِنْدَ هَذَا الْأَمِيرِ فَاسْتَأْذِنْ لِي عَلَيْهِ قَالَ سَأَسْتَأْذِنُ لَكَ عَلَيْهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَاسْتَأْذَنَ الْحُرُّ لِعُيَيْنَةَ فَأَذِنَ لَهُ عُمَرُ ، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ قَالَ هِيْ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ ، فَوَاللَّهِ مَا تُعْطِينَا الْجَزْلَ ، وَلَا تَحْكُمُ بَيْنَنَا بِالْعَدْلِ فَغَضِبَ عُمَرُ حَتَّى هَمَّ بِهِ ، فَقَالَ لَهُ الْحُرُّ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ لِنَبِيِّهِ صلى الله عليه وسلم (خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ) وَإِنَّ هَذَا مِنَ الْجَاهِلِينَ وَاللَّهِ مَا جَاوَزَهَا عُمَرُ حِينَ تَلَاهَا عَلَيْهِ ، وَكَانَ وَقَّافًا عِنْدَ كِتَابِ اللَّهِ

ترجمہ۔ ہم سے ابوالیمان نے حدیث بیان کی، انہیں شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہیں عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے خبر دی، اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عیینہ بن حصن بن حذیفہ نے اپنے بھتیجے حر بن قیس کے یہاں آ کر قیام کیا۔ حر ان چند مخصوص افراد میں تھے جنہیں عمر رضی اللہ عنہ اپنے بہت قریب رکھتے تھے، جو لوگ قرآن مجید کے زیادہ عالم اور قاری ہوتے۔ عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس میں انہیں کو زیادہ تقرب حاصل ہوتا تھا اور ایسے حضرات آپ کے مشیر ہوسکتے تھے، اس کی کوئی قید نہیں تھی کہ کہنہ عمر ہوں یا نوجوان۔ عیینہ نے اپنے بھتیجے سے کہا کہ تمہیں اس امیر کی مجلس میں بہت تقرب حاصل ہے۔ میرے لئے بھی مجلس میں حاضری کی اجازت لے دو۔ حر بن قیس نے کہا کہ میں آپ کے لئے بھی اجازت مانگوں گا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، چنانچہ انہوں نے عیینہ کے لئے بھی اجازت مانگی اور عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں مجلس میں آنے کی اجازت دے دی۔ مجلس میں جب وہ پہنچے تو کہنے لگے۔ اے خطاب کے بیٹے! خدا کی قسم نہ تو تم ہمیں مال ہی دیتے ہو اور نہ عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ کرتے ہو۔ عمر رضی اللہ عنہ کو اس بات پر بڑا غصہ آیا اور آگے بڑھ ہی رہے تھے کہ حر بن قیس نے عرض کی۔ اے امیر المومنین! اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کر کے فرمایا تھا "درگزر اختیار کیجئے اور نیک کام کا حکم دیجئے اور جاہلوں سے کنارہ کش ہو جایا کیجئے" اور یہ بھی جاہلوں میں سے ہیں، خدا گواہ ہے کہ جب حر نے قرآن مجید کی تلاوت کی تو عمر رضی اللہ عنہ بالکل ٹھنڈے پڑ گئے، اور کتاب اللہ کے حکم کے سامنے آپ کی یہی کیفیت ہوتی تھی۔

← حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ (خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ) قَالَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ إِلَّا فِي أَخْلَاقِ النَّاسِ وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بَرَّادٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ أَمَرَ اللَّهُ نَبِيَّهُ صلى الله عليه وسلم أَنْ يَأْخُذَ الْعَفْوَ مِنْ أَخْلَاقِ النَّاسِ أَوْ كَمَا قَالَ

ترجمہ۔ ہم سے یحییٰ نے حدیث بیان کی، ان سے وکیع نے حدیث بیان کی، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آیت "درگزر اختیار کیجئے اور نیک کام کا حکم دیتے رہئے۔ لوگوں کے اخلاق (درست کرنے) کے لئے نازل ہوئی ہے اور عبداللہ بن براد نے حدیث بیان کی، ان سے ابواسامہ نے حدیث بیان کی، ان سے ہشام نے ان سے ان کے والد نے اور ان سے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ لوگوں کے اخلاق ٹھیک کرنے کے لئے درگزر اختیار کریں۔ اوکما قال۔

سورة الأَنْفَالِ

باب قَوْلُهُ (يَسْأَلُونَکَ عَنِ الأَنْفَالِ قُلِ الأَنْفَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ

فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (الأَنْفَالُ) الْمَغَانِمُ قَالَ قَتَادَةُ (رِيحُكُمْ) الْحَرْبُ. يُقَالُ نَافِلَةٌ عَطِيَّةٌ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد" یہ لوگ آپ سے غنیمتوں کے بارے میں سوال کرتے ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ غنیمتیں اللہ کی ملک ہیں (اصلاً) اور رسول کی (تبعاً) پس اللہ سے ڈرتے رہو، اور اپنے آپس کی اصلاح کرو" ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ" انفال" کے معنی ہیں غنیمتیں۔ قتادہ نے فرمایا کہ" ریحکم" سے لڑائی مراد ہے۔" نافلة" عطیہ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

قال ابن عباس الانفال الْمَغَانِمُ

اس تفسیر سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ یہاں "نفل" اس معروف معنی میں مستعمل نہیں ہے جو فقہاء کی اصطلاح ہے کہ غازی اور جہاد میں حصہ لینے والے کو مقررہ حصے سے کچھ زیادہ دیا جائے بلکہ یہاں نفل کے معنی مطلقاً غنیمت کے ہیں۔

قال قتادہ ریحکم الحرب

آیت میں ہے" وتذهب ریحکم واصبروا" حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ" ریحکم" سے مراد حرب یعنی جنگ ہے۔

یقال نافلة عطیة

نافلہ بمعنی عطیہ ہے۔ یہ لفظ اگرچہ سورۃ انفال میں نہیں ہے لیکن لفظ انفال کی مناسبت سے امام نے اس کو یہاں ذکر کیا۔ اس کے معنی اصل میں زیادتی کے ہیں اس لیے فرض اور واجب نمازوں سے زائد رکعات کو نافلہ کہتے ہیں۔

← حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما سُورَةُ الأَنْفَالِ قَالَ نَزَلَتْ فِي بَدْرٍ الشَّوْكَةُ الْحَدُّ (مُرْدِفِينَ) فَوْجًا بَعْدَ فَوْجٍ ، رَدِفَنِي وَأَرْدَفَنِي جَاءَ بَعْدِي (ذُوقُوا) بَاشِرُوا وَجَرِّبُوا وَلَيْسَ هَذَا مِنْ ذَوْقِ الْفَمِ (فَيَرْكُمَهُ)يَجْمَعَهُ (شَرِّدْ)فَرِّقْ (وَإِنْ جَنَحُوا)طَلَبُوا (يُثْخِنَ)يَغْلِبَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ (مُكَاءً)إِدْخَالُ أَصَابِعِهِمْ فِي أَفْوَاهِهِمْ وَ (تَصْدِيَةً) الصَّفِيرُ (لِيُثْبِتُوكَ) لِيَحْبِسُوكَ

ترجمہ۔ مجھ سے محمد بن عبدالرحیم نے حدیث بیان کی۔ ان سے سعید بن سلیمان نے حدیث بیان کی، انہیں ہشیم نے خبر دی، انہیں ابوبشر نے خبر دی، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سورۂ انفال کے

متعلق پوچھا، توانہوں نے فرمایا کہ غزوۂ بدر میں نازل ہوئی تھی۔ "الشوکة" ای الحد. "مردفین" یعنی جماعت در جماعت۔ اسی سے ہے ردفنی اور اردفنی یعنی میرے بعد آیا۔ ذوقوا ای باشروا او جربوا یہ ذوق الفم سے مشتق نہیں ہے۔ "فیرکمه" ای یجمعه. شرد ای فرق. "وان جنحوا. ای طلبوا. یثخن ای یغلب۔" مجاہد نے فرمایا کہ "مکاء" یعنی اپنی انگلیاں وہ منہ میں ڈالتے اور سیٹی بجاتے تھے۔ "لیثبتوک" ای لیحبسوک.

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کے سوال کا مقصد یہ تھا کہ سورۃ انفال کس سلسلہ میں نازل ہوئی تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ یہ غزوۂ بدر کے سلسلہ میں نازل ہوئی تھی۔ مسند احمد میں ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے غزوۂ بدر میں سعید بن العاص کو قتل کر کے اس کی تلوار لے لی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ یہ تلوار مال غنیمت میں جمع کر دو جس کی وجہ سے حضرت سعید بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو صدمہ ہوا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ تلوار جمع کر کے ابھی دور نہیں گئے تھے کہ سورۃ انفال کی ابتدائی آیت نازل ہوئی۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو بلا کر وہ تلوار دے دی۔

الشوكة: اَلْحَدُّ

آیت میں ہے: "وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ" اس میں الشوکۃ کی تفسیر "اَلْحَدُّ" سے کی ہے۔ حد تلوار کی دھار کو کہتے ہیں۔ شوکۃ اصل میں کانٹے کو کہتے ہیں تو کانٹا جیسے کاٹتا ہے تلوار بھی کاٹ کرتی ہے۔ "غیر ذات الشوکة" سے غیر مسلح جماعت یعنی قریش کا تجارتی قافلہ مراد ہے۔

مُرْدفين: فَوْجًا بَعْدَ فَوْجٍ رَدِفَنِيْ وَاَرْدَفَنِيْ جَاءَ بَعْدِيْ

آیت کریمہ میں ہے "اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِيْنَ" یعنی میں تم کو ایک ہزار فرشتوں سے مدد دوں گا جو سلسلہ وار چلے آئیں گے۔ مردفین کے معنی ہیں ایک جماعت کے بعد ایک جماعت۔ فرماتے ہیں کہ "رَدِفَ" ثلاثی مجرد اور "اَرْدَفَ" ثلاثی مزید دونوں کے معنی ہیں۔ "جاء بعدی" یعنی میرے بعد آیا۔ میرے پیچھے آیا تو مردفین کے معنی متبعین کے ہوئے۔

ذُوْقُوْا: بَاشِرُوْا وَجَرِّبُوْا وَلَيْسَ هٰذَا مِنْ ذَوْقِ الْفَمِ

آیت ہے "ذٰلِكُمْ فَذُوْقُوْهُ وَاَنَّ لِلْكَافِرِيْنَ عَذَابَ النَّارِ" اس میں ذوق سے مراد چکھنا نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ تم اب اس عذاب کو برداشت کرو اور آزماؤ۔

فَيَرْكُمَهُ يَجْمَعُهُ

آیت میں ہے "لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيْثَ بَعْضَهُ عَلٰى بعضٍ فیرکمه جمیعًا فَيَجْعَلَهُ فِيْ جَهَنَّمَ" تاکہ اللہ ناپاک کو پاک کر دے اور ناپاکوں کو ایک دوسرے سے ملا دے۔ پھر اس کو جمع کر دے اکٹھا پھر اس کو جہنم میں ڈال دے۔ کہتے ہیں کہ آیت میں "يَرْكُمَهُ" کے معنی ہیں ڈھیر کر دے، جمع کر دے۔

وَإِنْ جَنَحُوْا طَلَبُوْا

آیت کریمہ ہے "وَإِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ" فرماتے ہیں "جَنَحُوْا" کے معنی "طَلَبُوْا" کے ہیں۔ یعنی اگر وہ صلح وسلامتی طلب کریں تو آپ بھی آمادہ ہو جائیں اور اللہ پر بھروسہ رکھیں۔ آگے فرماتے ہیں "اَلسَّلْمُ وَالسِّلْمُ وَالسَّلامُ" سب کے ایک معنی ہیں۔

يُثْخِنُ يَغْلِبُ

آیت کریمہ میں ہے "مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ" ابوعبیدہ رحمۃ اللہ علیہ یثخن کی تفسیر یغلب سے کرتے ہیں یعنی جب تک دشمنوں کی خون ریزی اور کثرت قتل سے ملک میں غلبہ نہ حاصل ہو جائے اس وقت تک قیدی کافروں کو باقی رکھنا مناسب نہیں۔

وَقَالَ مجاهد مُكَاءً ادخال اصابعهم في افواههم وتصديةً الصَّفيرُ

آیت میں ہے "وما كان صَلٰوتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَاءً وَتَصْدِيَةً" مجاہد فرماتے ہیں کہ اس آیت میں "مُكَاءً" کی تفسیر کی ہے۔ "اپنی انگلیوں کو اپنے منہ میں داخل کرنا" اور تصدیہ کے معنی بیان کیے ہیں "سیٹی" لیکن یہ تفسیر غیر مشہور ہے۔ اس کی مشہور تفسیر یہ ہے کہ مکاء کے معنی سیٹی بجانا اور تصدیہ کے معنی ہیں تالی بجانا۔

لِيُثْبِتُوْكَ: لِيَحْبِسُوْكَ

آیت کریمہ میں ہے "وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ" "يُثْبِتُوْكَ" کے معنی "يَحْبِسُوْكَ" کے ہیں یعنی آپ کو قید کرلیں، آپ کو روک لیں۔

باب إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللَّهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ) قَالَ هُمْ نَفَرٌ مِنْ بَنِي عَبْدِ الدَّارِ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن یوسف نے حدیث بیان کی، ان سے ورقاء نے حدیث بیان کی، ان سے ابن ابی نجیح نے، ان سے مجاہد نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہ کہ آیت "بدترین حیوانات اللہ کے نزدیک وہ بہرے گونگے ہیں جو عقل سے ذرا کام نہیں لیتے" بنوعبدالدار کے کچھ لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

باب يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ

إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ) (اسْتَجِيبُوا) أَجِيبُوا (لِمَا يُحْيِيكُمْ) يُصْلِحُكُمْ

حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ سَمِعْتُ حَفْصَ بْنَ عَاصِمٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَعِيدِ بْنِ الْمُعَلَّى رضي الله عنه قَالَ كُنْتُ أُصَلِّي فَمَرَّ بِي رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَدَعَانِي فَلَمْ آتِهِ حَتَّى صَلَّيْتُ ، ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَأْتِيَ أَلَمْ يَقُلِ اللَّهُ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ) ثُمَّ قَالَ لَأُعَلِّمَنَّكَ أَعْظَمَ سُورَةٍ فِي الْقُرْآنِ قَبْلَ أَنْ أَخْرُجَ فَذَهَبَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم لِيَخْرُجَ فَذَكَرْتُ لَهُ

وَقَالَ مُعَاذٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خُبَيْبٍ سَمِعَ حَفْصًا سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ رَجُلاً مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم بِهَذَا ، وَقَالَ هِيَ (الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ) السَّبْعُ الْمَثَانِي

ترجمہ۔ہم سے اسحاق نے حدیث بیان کی، انہیں روح نے خبر دی، ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی۔ ان سے خبیب بن عبدالرحمن نے، انہوں نے حفص بن عاصم سے سنا اور ان سے ابوسعید بن معلی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پکارا۔ میں (فوراً) آپ کی خدمت میں نہ پہنچ سکا۔ بلکہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد حاضر ہوا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ آنے میں دیر کیوں ہوئی، کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم نہیں دیا ہے کہ "اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کو لبیک کہو، جب کہ وہ (یعنی رسول) تم کو بلائیں" پھر آپ نے فرمایا۔ مسجد سے نکلنے سے پہلے میں تمہیں قرآن کی عظیم ترین سورۃ بتاؤں گا۔ تھوڑی دیر بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے جانے لگے تو میں نے آپ کو یاد دلایا۔ اور معاذ نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی، ان سے خبیب نے، انہوں نے حفص سے سنا اور انہوں نے ابوسعید بن معلی رضی اللہ عنہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے، سے سنا یہی حدیث اور انہوں نے بیان کیا وہ سورۃ "الحمد للہ رب العالمین" ہے جو سبع مثانی کہلاتی ہے۔

باب قَوْلِهِ وَإِذْ قَالُوا اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ هَذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِنَ السَّمَاءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ

قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ مَا سَمَّى اللَّهُ تَعَالَى مَطَرًا فِي الْقُرْآنِ إِلاَّ عَذَابًا ، وَتُسَمِّيهِ الْعَرَبُ الْغَيْثَ ، وَهُوَ قَوْلُهُ تَعَالَى (يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوا)

ابن عیینہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے "مطر" (بارش) کا ذکر قرآن میں عذاب ہی کے موقع پر کیا ہے، عرب اسے "غیث" کہتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد "وینزل الغیث من بعد ما قنطوا" میں ہے۔

"قال ابن عُيَيْنَة ما سَمَّى اللّٰه تعالىٰ مَطَرًا في القرآن إلّا عذاباً الخ"

ابن عیینہ نے کہا "مطر" کا اطلاق قرآن نے جہاں کیا ہے وہ عذاب کے لیے کیا ہے اور مطر بمعنی باران رحمت کے لیے لفظ غیث استعمال کیا گیا ہے۔ جیسا کہ آیت میں ہے "يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوا" لیکن یہ کوئی کلی قانون نہیں ہے کیونکہ قرآن مجید کی ایک اور آیت میں ہے "وَلَا جُنَاحَ عليكم ان كان بكم اذىً مِنْ مَطَرٍ" اس میں مطر عذاب کے معنی میں نہیں ہے بلکہ اس سے غیث اور بارش مراد ہے۔

حَدَّثَنِي أَحْمَدُ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ هُوَ ابْنُ كُرْدِيدٍ صَاحِبُ الزِّيَادِيِّ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ أَبُو جَهْلٍ (اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ هَذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِنَ السَّمَاءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ) فَنَزَلَتْ (وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ۔ وَمَا لَهُمْ أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمُ اللَّهُ وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ) الْآيَةَ

ترجمہ۔ مجھ سے احمد نے حدیث بیان کی، ان سے عبیداللہ بن معاذ نے حدیث بیان کی۔ ان سے ان کے والد نے حدیث بیان کی، ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی۔ ان سے صاحب الزیادی عبدالحمید نے، آپ کردید کے صاحبزادے تھے۔ آپ نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ابوجہل نے کہا تھا کہ اے اللہ (اگر یہ کلام) تیری طرف سے واقعی ہے تو ہم پر آسمانوں سے پتھر برسادے یا پھر کوئی اور ہی عذاب دردناک لے آ۔ تو اس پر آیت حالانکہ اللہ ایسا نہیں کرے گا کہ انہیں عذاب دے اس حال میں کہ آپ ان میں موجود ہوں اور نہ اللہ ان پر عذاب لائے گا اس حال میں کہ وہ استغفار کررہے ہوں، ان لوگوں کے لئے نہیں کہ اللہ ان پر عذاب (ہی سرے سے) نہ لائے درآنحالیکہ وہ مسجد حرام سے روکتے ہیں" آخر آیت تک۔

باب وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ

وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ

ترجمۃ الباب والی مذکورہ آیت کی محدثین ومفسرین نے دو تفسیریں لکھی ہیں

روایت میں ہے کہ ابوجہل وغیرہ نے کہا کہ "اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ هَذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِنَ السَّمَاءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ" قرآن نے اس کا جواب دیا "وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُم الخ" اس جواب میں عذاب نازل نہ ہونے کی دو وجہ بتلائی گئی ہیں۔ ایک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ میں موجود ہونا دوسری وجہ لوگوں کا استغفار کرنا۔ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ" آیت کا یہ حصہ اس وقت نازل ہوا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں تھے اور پھر ہجرت مدینہ کے بعد آیت کا دوسرا حصہ نازل ہوا۔ "وَمَا كَانَ اللَّهُ معذبهم وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ" یستغفرون کی ضمیر مسلمانوں کی طرف راجع ہے اور مطلب یہ ہے کہ مکہ مکرمہ میں ضعفاء مسلمین موجود ہیں جو ہجرت نہ کرسکے اور اللہ سے استغفار کررہے ہیں۔ ان کی خاطر اور ان کے استغفار کی برکت سے اہل مکہ پر عذاب نازل نہیں کیا گیا۔ پھر جب ان حضرات نے ہجرت کرلی اور مکہ مکرمہ سے چلے گئے تو اگلی آیت نازل ہوئی "وَمَا لَهم الَّا يُعَذِّبَهُمُ اللَّهُ وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ" مطلب یہ ہے کہ اب مانع عذاب دونوں سبب رفع ہوچکے تو اب عذاب آنے سے کوئی رکاوٹ باقی نہیں۔ چنانچہ فتح مکہ کے موقع پر ان کافروں پر عذاب نازل کیا گیا۔ ان میں بعض مارے گئے بعض نکالے گئے اور باقی مغلوب ہوئے۔

اس تفسیر کے مطابق "وانت فیھم" سے مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ میں قیام ہے۔ "یستغفرون" سے مسلمانوں کا استغفار مراد ہے اور عذاب سے فتح مکہ کے وقت کفار کا مغلوب ہونا مراد ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النَّضْرِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ صَاحِبِ

الزِّيَادِيُّ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَالَ أَبُو جَهْلٍ (اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ هَذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِنَ السَّمَاءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ) فَنَزَلَتْ (وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ * وَمَا لَهُمْ أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمُ اللَّهُ وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ) الآيَةَ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن نضر نے حدیث بیان کی، ان سے عبیداللہ بن معاذ نے حدیث بیان کی، ان سے ان کے والد نے حدیث بیان کی، ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی، ان سے صاحب زیادی عبدالحمید نے اور انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ نے بیان کیا کہ ابوجہل نے کہا تھا کہ اے اللہ! اگر یہ کلام تیری طرف سے واقعی ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا دے یا پھر کوئی اور ہی عذاب لے آ"، اس پر یہ آیت نازل ہوئی" حالانکہ اللہ ایسا نہیں کرے گا، کہ انہیں عذاب دے اس حال میں کہ آپ ان میں موجود ہوں اور نہ اللہ ان پر عذاب لائے گا اس حال میں کہ وہ استغفار کر رہے ہوں، ان لوگوں کے لئے نہیں کہ اللہ ان پر عذاب ہی سرے سے نہ لائے درآنحالیکہ وہ مسجد حرام سے روکتے ہیں۔" آخر آیت تک۔

باب وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا حَيْوَةُ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَجُلاً جَاءَهُ فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، أَلاَ تَسْمَعُ مَا ذَكَرَ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ (وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا) إِلَى آخِرِ الآيَةِ ، فَمَا يَمْنَعُكَ أَنْ لاَ تُقَاتِلَ كَمَا ذَكَرَ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ فَقَالَ يَا ابْنَ أَخِي أَغْتَرُّ بِهَذِهِ الآيَةِ وَلاَ أُقَاتِلُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَغْتَرَّ بِهَذِهِ الآيَةِ الَّتِي يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى (وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا) إِلَى آخِرِهَا قَالَ فَإِنَّ اللَّهَ يَقُولُ (وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لاَ تَكُونَ فِتْنَةٌ) قَالَ ابْنُ عُمَرَ قَدْ فَعَلْنَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذْ كَانَ الإِسْلاَمُ قَلِيلاً ، فَكَانَ الرَّجُلُ يُفْتَنُ فِي دِينِهِ ، إِمَّا يَقْتُلُوهُ وَإِمَّا يُوثِقُوهُ ، حَتَّى كَثُرَ الإِسْلاَمُ ، فَلَمْ تَكُنْ فِتْنَةٌ ، فَلَمَّا رَأَى أَنَّهُ لاَ يُوَافِقُهُ فِيمَا يُرِيدُ قَالَ فَمَا قَوْلُكَ فِي عَلِيٍّ وَعُثْمَانَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ مَا قَوْلِي فِي عَلِيٍّ وَعُثْمَانَ أَمَّا عُثْمَانُ فَكَانَ اللَّهُ قَدْ عَفَا عَنْهُ ، فَكَرِهْتُمْ أَنْ يَعْفُوَ عَنْهُ ، وَأَمَّا عَلِيٌّ فَابْنُ عَمِّ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَخَتَنُهُ وَأَشَارَ بِيَدِهِ وَهَذِهِ ابْنَتُهُ أَوْ بِنْتُهُ حَيْثُ تَرَوْنَ

ترجمہ۔ ہم سے حسن بن عبدالعزیز نے حدیث بیان کی، ان سے عبداللہ بن یحییٰ نے حدیث بیان کی، ان سے حیوۃ نے حدیث بیان کی، ان سے بکر بن عمرو نے، ان سے بکیر نے، ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہ ایک صاحب آپ کے پاس آئے اور کہا، اے ابوعبدالرحمٰن! کیا آپ نے نہیں سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا کہا ہے" جب مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں" آخر آیت تک، پھر اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق (مسلمانوں کی باہمی) لڑائی میں کیوں حصہ نہیں لیتے۔ آپ نے فرمایا بھتیجے! میں اس آیت کی تاویل کرتا ہوں اور (مسلمانوں سے) جنگ میں حصہ نہیں لیتا، یہ اس سے بہتر ہے کہ مجھے اس آیت کی تاویل کرنی پڑے جس میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ" اور جو شخص کسی مسلمان کو قصداً قتل کرے گا (تو اس کا بدلہ جہنم ہے) آخر آیت تک۔ فرمایا، اللہ تعالیٰ نے تو یہ ارشاد فرمایا ہے کہ" ان سے لڑو، یہاں تک فساد (عقیدہ) باقی نہ رہے فرمایا ہم نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں کیا۔ جب اسلام (کے ماننے

والوں کی تعداد) کم تھی، اس وقت آدمی اپنے دین کے معاملے میں آزمائش میں مبتلا ہو جاتا تھا۔ یا اسے قتل کر دیا جاتا یا قید کر دیا جاتا۔
لیکن پھر اسلام کو طاقت حاصل ہوگئی اور وہ فساد باقی نہیں رہا (جو آیت میں ذکر ہوا ہے) پھر جب ان صاحب نے دیکھا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ ان کی رائے ماننے کے لئے کسی طرح تیار نہیں، تو آپ سے پوچھا، عثمان اور علی (رضی اللہ عنہما) کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے۔
ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عثمان اور علی رضی اللہ عنہما کے متعلق میری رائے یہ ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کو تو اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا تھا۔ اگر چہ تم نہیں چاہتے کہ اللہ انہیں معاف کرتا۔ اور علی رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد تھے، اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی (کا مکان) ہے، جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا بَيَانٌ أَنَّ وَبَرَةَ حَدَّثَهُ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا أَوْ إِلَيْنَا ابْنُ عُمَرَ، فَقَالَ رَجُلٌ كَيْفَ تَرَى فِي قِتَالِ الْفِتْنَةِ فَقَالَ وَهَلْ تَدْرِي مَا الْفِتْنَةُ كَانَ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وسلم يُقَاتِلُ الْمُشْرِكِينَ، وَكَانَ الدُّخُولُ عَلَيْهِمْ فِتْنَةً، وَلَيْسَ كَقِتَالِكُمْ عَلَى الْمُلْكِ

ترجمہ۔ ہم سے احمد بن یونس نے حدیث بیان کی، ان سے زہیر نے حدیث بیان کی، ان سے بیان نے حدیث بیان کی، ان سے وبرہ نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے سعید بن جبیر نے حدیث بیان کی، کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے، تو ایک صاحب نے ان سے پوچھا کہ (مسلمانوں کے باہمی) فتنہ اور جنگ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا تمہیں معلوم بھی ہے "فتنہ" کیا چیز ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین سے جنگ کرتے تھے اور ان میں ٹھہر جانا ہی فتنہ تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگ تمہاری ملک وسلطنت کی خاطر جنگ کی طرح نہیں تھی۔

باب يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ

إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ عِشْرُونَ صَابِرُونَ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ وَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ يَغْلِبُوا أَلْفًا مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ

اگر تم میں سے بیس آدمی بھی ثابت قدم ہوں گے تو دو سو پر غالب آجائیں گے۔ اور اگر تم میں سے سو (۱۰۰) ہوں گے تو ایک ہزار کافروں پر غالب آجائیں گے۔ اس لئے کہ یہ ایسے لوگ ہیں جو کچھ نہیں سمجھتے۔"

میدانِ جنگ سے فرار کب جائز ہے؟

جمہور علماء اور آئمہ اربعہ کے نزدیک حکم یہی ہے کہ جب تک فریق مخالف کی تعداد دُگنی سے زائد نہ ہو اس وقت میدانِ جنگ سے بھاگنا حرام ہے۔ اس میں گفتگو ہوئی ہے کہ دشمن کا دُگنا ہونا تعداد کے اعتبار سے ہے یا قوت کے اعتبار سے ہے۔
ابن ماجشون مالکی وغیرہ فرماتے ہیں کہ یہ دُگنا ہونا تعداد کے اعتبار سے نہیں اسلحہ کے اعتبار سے ہے۔ لہٰذا سو مسلمان اگر ایسے سو کافروں سے فرار اختیار کریں جو قوت اور اسلحہ کے اعتبار سے ان سے دُگنے ہوں تو ان کے نزدیک جائز ہے۔
لیکن جمہور علماء کے نزدیک دُگنا ہونا تعداد کے اعتبار سے ہے۔ لہٰذا مذکورہ صورت میں ان سو مسلمانوں کا راہِ فرار اختیار کرنا جمہور کے نزدیک جائز نہیں ہوگا۔ ہاں اگر کفار کی تعداد دُگنے سے بھی زیادہ ہو جائے تو پھر راہِ فرار اختیار کرنا جائز ہے۔ البتہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لشکر اسلام کی تعداد بارہ ہزار تک پہنچ جائے تو پھر میدانِ جنگ سے بھاگنا درست نہیں چاہے دشمن کی تعداد دُگنے سے زائد کیوں نہ ہو جائے۔

سورۂ برأت

ولیجۃ کل شیء ادخلتہ فی شیء

(الشُّقَّةُ) السَّفَرُ ، الْخَبَالُ الْفَسَادُ ، وَالْخَبَالُ الْمَوْتُ (وَلاَ تَفْتِنِّي) لاَ تُوَبِّخْنِي (كَرْهًا) وَكُرْهًا وَاحِدٌ (مُدَّخَلاً) يُدْخَلُونَ فِيهِ (يَجْمَحُونَ) يُسْرِعُونَ (وَالْمُؤْتَفِكَاتِ) ائْتَفَكَتْ انْقَلَبَتْ بِهَا الأَرْضُ (أَهْوَى) أَلْقَاهُ فِي هُوَّةٍ (عَدْنٍ) خُلْدٍ ، عَدَنْتُ بِأَرْضٍ أَيْ أَقَمْتُ ، وَمِنْهُ مَعْدِنٌ وَيُقَالُ فِي مَعْدِنِ صِدْقٍ فِي مَنْبَتِ صِدْقٍ الْخَوَالِفُ الْخَالِفُ الَّذِي خَلَفَنِي فَقَعَدَ بَعْدِي ، وَمِنْهُ يَخْلُفُهُ فِي الْغَابِرِينَ ، وَيَجُوزُ أَنْ يَكُونَ النِّسَاءُ مِنَ الْخَالِفَةِ ، وَإِنْ كَانَ جَمْعَ الذُّكُورِ فَإِنَّهُ لَمْ يُوجَدْ عَلَى تَقْدِيرِ جَمْعِهِ إِلاَّ حَرْفَانِ فَارِسٌ وَفَوَارِسُ ، وَهَالِكٌ وَهَوَالِكُ (الْخَيْرَاتُ) وَاحِدُهَا خَيْرَةٌ وَهِيَ الْفَوَاضِلُ (مُرْجَئُونَ) مُؤَخَّرُونَ الشَّفَا شَفِيرٌ وَهُوَ حَدُّهُ ، وَالْجُرُفُ مَا تَجَرَّفَ مِنَ السُّيُولِ وَالأَوْدِيَةِ (هَارٍ) هَائِرٍ (لأَوَّاهٌ) شَفَقًا وَفَرَقًا وَقَالَ إِذَا مَا قُمْتُ أَرْحَلُهَا بِلَيْلٍ تَأَوَّهُ آهَةَ الرَّجُلِ الْحَزِينِ

ولیجہ سے وہ چیز مراد ہے جسے کسی دوسری چیز میں داخل کریں۔

الشقہ سفر (یا دور دراز راہ) خبال کے معنی فساد اور خبال موت کو بھی کہتے ہیں و لاتفتنی یعنی مجھ کو مت جھڑک مجھ پر خفا مت ہو۔ کرھا اور کرھا دونوں کا معنی ایک یعنی زبردستی ناخوشی سے مدخلا گھس بیٹھنے کا مقام (مثلا سرنگ وغیرہ) یجمحون دوڑتے جائیں الموتفکات یہ ائتفکت بھا الارض سے نکلا ہے یعنی اس کی زمین الٹ دی گئی اھوی یعنی اس کو ایک گڑھے میں ڈھکیل دیا جنات عدن عدن کا معنی ہیشگی؛ عرب لوگ کہتے ہیں عدنت بارض یعنی میں اس سرزمین میں رہ گیا اسی سے معدن کا لفظ نکلا ہے۔ عرب لوگ کہتے ہیں فی معدن صدق یعنی اس سرزمین میں جہاں سچائی اگتی ہے الخوالف خالف کی جمع ہے خالف وہ جو مجھ کو چھوڑ کر پیچھے بیٹھ رہا اسی سے یہ حدیث واخلفہ فی عقبہ فی الغابرین یعنی جو لوگ میت کے بعد باقی رہ گئے۔ تو ان میں اس کا قائم مقام بن اور خوالف سے بھی یہی مراد ہو سکتی ہے اس صورت میں یہ خالفۃ کی جمع ہوگی۔ اگر خالف مذکر کی جمع ہو تو یہ شاذ ہوگی؛ بس مذکر کی زبان عرب میں دو ہی جمعیں آئی ہیں جیسے فارس اور فوارس اور ہالک اور ہوالک الخیرات خیرۃ کی جمع ہے یعنی نیکیاں بھلائیاں مرجون ڈھیل میں ڈالے گئے (زیر دریافت رہے) الشفا کہتے ہیں شفیر کو یعنی کنارہ الجرف گار جو ندی نالوں کے بہاؤ سے کھد جاتی ہے ھار گرنے والی اسی سے ہے۔ تھورت البئر اور انھارت یعنی کنواں گر گیا اواہ یعنی (اللہ کے) خوف اور ڈر سے آہ و زاری کرنے والا جیسے شاعر (مثقب عبدی) کہتا ہے۔

رات کو اٹھ کر کسوں جب اونٹنی غمزدہ مردوں کی سی کرتی ہے آہ

تشریح کلمات

ولیجۃ کل شی ادخلتہ فی شیء ...... آیت میں ہے "وَلَمْ یَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلَا رَسُوْلِہٖ وَلَا الْمُؤْمِنِیْنَ وَلِیجَہ" امام فرماتے ہیں کہ ولیجہ اس چیز کو کہتے ہیں جسے کسی دوسری چیز میں آپ داخل کریں۔ یہ ولوج بمعنی دخول سے مشتق ہے۔ یہاں آیت میں اس سے بھیدی اور اندرونی دلی دوست مراد ہے۔

اَلشُّقَّۃُ السَّفَر

آیت میں ہے "لَوْ کَانَ عَرَضًا قَرِیْبًا وَسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوْکَ وَلٰکِنْ بَعُدَتْ عَلَیْہِمُ الشُّقَّۃُ" اس آیت میں "شُقَّۃ" کی تفسیر سفر سے کی ہے۔

اَلْخَبَالُ: اَلْفَسَادُ وَالْخَبَالُ: اَلْمَوْتُ

"لَوْ خَرَجُوْا فِیْکُمْ مَّا زَادُوْکُمْ اِلَّا خَبَالًا" امام فرماتے ہیں کہ خبال کے معنی ہیں فساد اور خبال کے معنی موت کے بھی ہیں۔

وَلَا تَفْتِنِّیْ : تُوَبِّخْنِیْ

آیت کریمہ میں ہے "وَمِنْہُمْ مَّنْ یَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّیْ وَلَا تَفْتِنِّیْ" "لاتفتنی" کا معنی کیا ہے کہ مجھ پر زجر و توبیخ نہ کیجئے۔

کَرْھًا وَ کُرْھًا وَاحِدٌ

آیت میں ہے "قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ کَرْھًا لَّنْ یُّتَقَبَّلَ مِنْکُمْ" کہتے ہیں کرھا اور کُرھا دونوں کے معنی ناخوش کے ہیں۔

مُدَّخَلًا : یَدْخُلُوْنَ فِیْہِ ' یَجْمَعُوْنَ یُسْرِعُوْنَ

آیت کریمہ میں ہے "لَوْ یَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا اِلَیْہِ وَھُمْ یَجْمَحُوْنَ" اگر وہ (منافقین) پائیں کوئی جائے پناہ یا گھس بیٹھنے کی جگہ تو ضرور اسی طرف پھر جاتے دوڑتے ہوئے۔ "یجمحون" کے معنی ہیں "یُسْرِعون" یعنی دوڑتے ہوئے بھاگتے ہوئے۔

اَلْمُؤْتَفِکَاتُ' اِئْتَفَکَتْ: اِنْقَلَبَتْ بِھَا الْاَرْضُ

آیت کریمہ میں ہے "وَاَصْحٰبِ مَدْیَنَ وَالْمُؤْتَفِکٰتِ" امام فرماتے ہیں کہ اس آیت میں "المؤتفکات" "ائتفکت بھا الارض" سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں "انقلبت بھا الارض" یہاں اس سے قوم لوط کی الٹی ہوئی بستیاں مراد ہیں۔

اَھْوٰی : اَلْقَاہُ فِیْ ھُوَّۃٍ

یہ لفظ سورۃ براءت میں نہیں ہے۔ سورۃ نجم میں ہے "وَالْمُؤْتَفِکَۃَ اَھْوٰی" چونکہ سورۃ براءت میں "المؤتفکات" آیا جو مؤتفکۃ کی جمع ہے۔ اسی مناسبت سے امام بخاری نے لفظ "اَھْوٰی" کی تشریح یہاں ذکر کردی۔ اھوی کے معنی ہیں اسکو ایک گڑھے میں ڈال دیا۔

عَدْنٍ خُلْدٍ عَدَنْتُ بارض ای اَقَمْتُ، ومنه مَعْدِنٌ ویقال فِیْ مَعْدَنِ صِدْقٍ، فی مَنبتِ صِدْقٍ

آیت میں ہے "فِیْ جنّٰتِ عدْنٍ" اس میں عدن کے معنی خلد کے ہیں یعنی ہمیشگی کے باغوں میں کہتے ہیں۔ "عَدَنْتُ بارض" یعنی میں نے اس میں اقامت اختیار کی۔ اسی سے معدن مشتق ہے سونے چاندی کی کان کو کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے "فی معدن صدقٍ" یعنی "فی منبت صدقٍ" صدق وسچائی کے اُگنے کی جگہ میں ہے۔ یہ اس شخص کے بارے میں کہتے ہیں جس کے یہاں صدق ہی صدق ہو اور کذب کا وہاں گزر نہ ہو۔

اَلْخَوَالِفُ: اَلْخَالِفُ الَّذِیْ خَلَفَنِیْ فَقَعَدَ بعدی ...... ھوالک

آیت کریمہ ہے "رَضُوْا بِاَنْ یَّکُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطَبَعَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ فَھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ" اس میں خوالف "خالف" کی جمع ہے۔ خالف وہ شخص ہے جو میرے پیچھے رہ گیا ہو اور میرے بعد وہ گھر میں بیٹھا رہا ہو۔ جب کسی کا انتقال ہو جاتا ہے وہاں دُعا کے طور پر کہا کرتے ہیں "واللہ یخلفہ فی الغابرین" یعنی اس کے پسماندگان میں اللہ اس کا خلیفہ بن جائے۔ آگے امام فرماتے ہیں یہ بھی ممکن ہے کہ "خوالف" سے مراد عورتیں ہوں اور یہ "خالفۃ" کی جمع ہو اور اگر خوالف، خالف کی جمع ہو تو یہ شاذ ہوگی کیونکہ فاعل کی جمع، فواعل کے وزن پر صرف دولفظوں میں آتی ہے۔ ایک فارس کہ اس کی جمع فوارس آتی ہے، دوسرے حالک کہ اس کی جمع حوالک آتی ہے۔

اَلْخَیْرَاتُ وَاحِدُھَا خَیْرَۃٌ وَھِیَ الْفَوَاضِلُ

آیت کریمہ میں ہے "وَاُوْلٰٓئِکَ لَھُمُ الْخَیْرَاتُ وَاُوْلٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ" فرماتے ہیں کہ "خیرات" کا واحد "خَیْرَۃٌ" ہے اور اس کی تفسیر کی ہے "وھی الفواضل" سے یعنی فضائل وخوبیاں، نیکیاں اور بھلائیاں۔

مُرْجَوْنَ مُؤَخَّرُوْنَ

آیت کریمہ میں ہے "واٰخرون مُرجون لامر اللہ اما یعذبھم واما یتوب علیھم" فرماتے ہیں کہ آیت میں مرجون کے معنی ہیں جس کا معاملہ ملتوی کر دیا جائے۔

اَلشَّفَا اَلشَّفِیْرُ، وَھُوَ حَدُّہٗ وَالْجُرُفُ مَا تَجَرَّفَ مِنَ السُّیُوْلِ وَالْاَوْدِیَۃِ، ھَارٍ: ھَائِرٍ......مثلہ

آیت میں ہے "اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْیَانَہٗ عَلٰی شَفَا جُرُفٍ ھَارٍ فَانْھَارَ بِہٖ فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ" اس میں شفاء کے معنی ہیں شفیر یعنی کنارہ۔ "جُرُف" نالے کے اس کنارے کو کہتے ہیں جو نہر اور وادیوں کے پانی سے کمزور ہو جاتا ہے اور گرنے کے قریب ہو جاتا ہے، ذرا سی حرکت سے گر جاتا ہے، ہار اصل میں ہائر تھا۔

لَاَوَّاهٌ شَفَقًا وَفَرَقًا' قال الشاعر اذا ما قُمتُ اَرْحَلُهَا بِلَيْلٍ' تَأَوَّهُ آهَةَ الرَّجُلِ الْحَزِيْنِ

آیت میں ہے "ان ابراهيم لاَوَّاهٌ حليم" یعنی ابراہیم علیہ السلام بہت آہ آہ کرتے تھے اور حلیم الطبع تھے۔ امام نے فرمایا "شفقا و فرقا" یعنی اللہ کے ڈر اور خوف سے آہ آہ کرتے تھے اور رب کے حضور آہ وزاری کرنے والے تھے۔ شاعر کہتا ہے "جب میں رات کو اپنی اونٹنی پر کجاوہ کسنے لگتا ہوں تو وہ غمگین آدمی کی طرح آہ آہ کرتی ہے۔"

باب قَوْلِهِ (بَرَاءَةٌ مِنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ إِلَى الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ مِنَ الْمُشْرِكِينَ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (أُذُنٌ) يُصَدِّقُ (تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا) وَنَحْوُهَا كَثِيرٌ ، وَالزَّكَاةُ الطَّاعَةُ وَالإِخْلاصُ (لاَ يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ) لاَ يَشْهَدُونَ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللّٰهُ (يُضَاهُونَ) يُشَبِّهُونَ

ابن عباسؓ نے کہا اذن اس شخص کو کہتے ہیں جو ہر بات سن لے اس پر یقین کرلے تطهرهم وتزكيهم کا ایک ہی معنی ہیں ایسے الفاظ (مترادف) قرآن میں بہت ہیں زکوۃ کا معنی بندگی اور اخلاص لا یوتون الزکاۃ کا معنی لااله الا الله کی گواہی نہیں دیتے يضاهون قول الذين كفروا من قبل یعنی اگلے کافروں کی سی بات کہتے ہیں۔

تشریح کلمات

وقال ابن عباسٍ اُذُنٌ ليصدِقُ

آیت کریمہ ہے "ومنهم الذين يؤذون النبي ويقولون هو اذن" "اذن کے معنی آتے ہیں کان" یہاں اس کے معنی بیان کیے ہیں اس آدمی کے جو ہر بات کی تصدیق کرتا ہے۔

تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا ونحوها كثير' وَالزَّكَاةُ الطَّاعَةُ وَالْاِخْلَاصُ

آیت کریمہ ہے "خُذ مِن اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا" آیت کریمہ میں "تطهرهم" اور "تزكيهم" دونوں کے ایک معنی ہیں۔ آگے امام فرماتے ہیں "ونحوها كثير" یعنی الفاظ میں مختلف لیکن معنی میں متحد کلمات کی لغت عرب میں بہت ساری مثالیں ہیں۔ پھر فرمایا زکاۃ کے معنی طاعت اور اخلاص کے بھی آتے ہیں۔

لايُؤتُونَ الزَّكٰوةَ لَا يَشهَدُونَ ان لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه

آیت میں ہے "وَوَيْلٌ لِلْمُشْرِكِينَ الذين لايؤتون الزكوة" اس میں "لايؤتون الزكوة" کی تشریح کی ہے کہ وہ "لا اِلٰهَ اِلَّا الله" کی گواہی نہیں دیتے ہیں تو اس آیت میں زکوۃ سے مال والی زکاۃ مراد نہیں بلکہ زکوۃ قلبی مراد ہے جو

شرک اور کفر سے قلب کو پاک کرتی ہے۔ آیت کی یہ تفسیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ یہ آیت سورۃ براءت میں نہیں ہے یہاں امام صاحب نے "وتزکیھم بھا" کی مناسبت سے اس کو ذکر کر دیا ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رضي الله عنه يَقُولُ آخِرُ آيَةٍ نَزَلَتْ (يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ) وَآخِرُ سُورَةٍ نَزَلَتْ بَرَاءَةٌ

ترجمہ۔ ہم سے ابوالولید (ہشام بن عبدالملک) نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے' انہوں نے ابواسحاق سے کہا' میں نے براء بن عازبؓ سے سنا کہ اخیر میں جو آیت اتری وہ یہ ہے یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ اور اخیر سورہ جو اتری وہ سورہ برات ہے۔

باب قَوْلِهِ (فَسِيحُوا فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ .

وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللَّهِ وَأَنَّ اللَّهَ مُخْزِي الْكَافِرِينَ) سِيحُوا سِيرُوا

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَأَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ بَعَثَنِي أَبُو بَكْرٍ فِي تِلْكَ الْحَجَّةِ فِي مُؤَذِّنِينَ ، بَعَثَهُمْ يَوْمَ النَّحْرِ يُؤَذِّنُونَ بِمِنًى أَنْ لَا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ ، وَلَا يَطُوفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ قَالَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ثُمَّ أَرْدَفَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم بِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ، وَأَمَرَهُ أَنْ يُؤَذِّنَ بِبَرَاءَةٌ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَأَذَّنَ مَعَنَا عَلِيٌّ يَوْمَ النَّحْرِ فِي أَهْلِ مِنًى بِبَرَاءَةٌ ، وَأَنْ لَا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ ، وَلَا يَطُوفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ

ترجمہ۔ ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا' کہا مجھ سے لیث بن سعد نے کہا' مجھ سے عقیل نے' انہوں نے ابن شہاب سے' انہوں نے کہا (مجھ سے بیان کیا) اور مجھ کو خبر دی' حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف نے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا' ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس حج میں دسویں تاریخ ذی الحجہ کی اور منادی کرنے والوں کے ساتھ مجھ کو بھی بھیجا یہ منادی کرنے کو کہ اس سال کے بعد پھر کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی ننگا ہو کر بیت اللہ کا طواف کرے (جیسے مشرک کیا کرتے تھے) حمید ابن عبدالرحمٰن نے کہا' ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو روانہ کرنے کے بعد ان کے پیچھے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا اور ان کو بھی حکم دیا کہ سورہ برات (کافروں کو) سنادیں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی ہمارے ساتھ دسویں ذی الحجہ کو منیٰ میں براءہ کی منادی کی اور یہ کہا اب اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کو نہ آئے اور نہ کوئی ننگا ہو کر بیت اللہ کا طواف کرے۔

باب قَوْلِهِ وَأَذَانٌ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى النَّاسِ يوم الحج الاكبر.....

أَنَّ اللَّهَ بَرِيءٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَرَسُولُهُ فَإِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ وَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللَّهِ وَبَشِّرِ الَّذِينَ كَفَرُوا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ) آذَنَهُمْ أَعْلَمَهُمْ

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ

أبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَنِي أَبُو بَكْرٍ رضي الله عنه فِي تِلْكَ الْحَجَّةِ فِي الْمُؤَذِّنِينَ ، بَعَثَهُمْ يَوْمَ النَّحْرِ يُؤَذِّنُونَ بِمِنًى أَنْ لاَ يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ ، وَلاَ يَطُوفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ قَالَ حُمَيْدٌ ثُمَّ أَرْدَفَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ، فَأَمَرَهُ أَنْ يُؤَذِّنَ بِبَرَاءَةَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَأَذَّنَ مَعَنَا عَلِيٌّ فِي أَهْلِ مِنًى يَوْمَ النَّحْرِ بِبَرَاءَةَ ، وَأَنْ لاَ يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ ، وَلاَ يَطُوفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ

ترجمہ۔ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسیؒ نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث بن سعد نے کہا' مجھ سے عقیل نے کہ ابن شہاب نے کہا' مجھ کو حمید بن عبدالرحمٰن نے خبر دی کہ ابوہریرہؓ نے کہا' ابوبکرؓ نے مجھ کو بھی اور منادی کرنے والوں کے ساتھ ذی الحجہ کی دسویں تاریخ اس حج میں منیٰ میں یہ منادی کرنے کو بھیجا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کو نہ آئے اور نہ کوئی ننگا ہو کر بیت اللہ کا طواف کرے' حمید نے کہا' پھر ابوبکرؓ کے پیچھے ہی آپ ؐ نے حضرت علیؓ کو بھی بھیجا ان کو بھی یہ حکم دیا' کہ براءۃ کی سورہ کافروں کو سنا دیں' ابوہریرہؓ کہتے ہیں' حضرت علیؓ نے بھی منیٰ والوں میں ہمارے ساتھ رہ کر سورہ براءت سنائی اور یہ منادی کی کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کو نہ آئے اور نہ کوئی ننگا ہو کر بیت اللہ کا طواف کرنے پائے۔

باب إِلاَّ الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ مِنَ الْمُشْرِكِينَ

← حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رضي الله عنه بَعَثَهُ فِي الْحَجَّةِ الَّتِي أَمَّرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم عَلَيْهَا قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فِي رَهْطٍ يُؤَذِّنُ فِي النَّاسِ أَنْ لاَ يَحُجَّنَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلاَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ فَكَانَ حُمَيْدٌ يَقُولُ يَوْمُ النَّحْرِ يَوْمُ الْحَجِّ الأَكْبَرِ مِنْ أَجْلِ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ

ترجمہ۔ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا' کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے' کہا ہم سے والد (ابراہیم بن سعد) نے' انہوں نے صالح بن کیسان سے' انہوں نے ابن شہاب سے' انکو حمید بن عبدالرحمٰن نے خبر دی' انکو ابوہریرہؓ نے کہ ابوبکرؓ صدیق نے اس حج میں جو حج وداع سے پہلے تھا' جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو سردار بنا کر بھیجا تھا' مجھ کو اور کئی آدمیوں کیساتھ لوگوں میں یہ منادی کرنے کو بھیجا' کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کو نہ آئے اور نہ کوئی بیت اللہ کا طواف کرنے پائے۔حمید کہتے ہیں' ذی الحجہ کا دسواں یہی حج اکبر کا دن ہے۔ابوہریرہؓ کی حدیث سے یہ نکلتا ہے۔

باب فَقَاتِلُوا أَئِمَّةَ الْكُفْرِ إِنَّهُمْ لاَ أَيْمَانَ لَهُمْ

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ حُذَيْفَةَ فَقَالَ مَا بَقِيَ مِنْ أَصْحَابِ هَذِهِ الآيَةِ إِلاَّ ثَلاَثَةٌ ، وَلاَ مِنَ الْمُنَافِقِينَ إِلاَّ أَرْبَعَةٌ فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ إِنَّكُمْ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم تُخْبِرُونَا فَلاَ نَدْرِي فَمَا بَالُ هَؤُلاَءِ الَّذِينَ يَبْقُرُونَ بُيُوتَنَا وَيَسْرِقُونَ أَعْلاَقَنَا قَالَ أُولَئِكَ الْفُسَّاقُ ، أَجَلْ لَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ إِلاَّ أَرْبَعَةٌ أَحَدُهُمْ شَيْخٌ كَبِيرٌ لَوْ شَرِبَ الْمَاءَ الْبَارِدَ لَمَا وَجَدَ بَرْدَهُ

ترجمہ۔ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے کہا' ہم سے اسماعیل بن ابی خالد نے

کہا' ہم سے زید بن وہب نے' انہوں نے کہا' ہم حذیفہ بن یمان (صحابی) کے پاس بیٹھے تھے اتنے میں انہوں نے کہا' یہ آیت فقاتلوا ائمة الکفر جن لوگوں کے باب میں اتری ان میں سے اب صرف تین شخص باقی ہیں' اسی طرح منافقوں میں سے بھی اب چار شخص باقی ہیں اتنے میں ایک گنوار (نام نامعلوم) کہنے لگا' بھائی تم لوگ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ہو ہم کو بتلاؤ ہم نہیں جانتے ان لوگوں کا کیا حال ہونا ہے جو ہمارے گھروں میں نقب مارتے ہیں اور ہمارے عمدہ عمدہ مال چرا لے جاتے ہیں (یا قفل کنجی چرا لیتے ہیں) حذیفہ نے کہا' یہ لوگ تو گنہگار بدکار ہیں۔ ہاں ہاں ان منافقوں میں سے چار شخص ابھی زندہ ہیں میں ان کو جانتا ہوں ان میں ایک ایسا بوڑھا پھوس ہے اگر ٹھنڈا پانی پیے تو اس کی ٹھنڈک نہیں پاتا۔

باب قَوْلِهِ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ

← حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ يَكُونُ كَنْزُ أَحَدِكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ

ترجمہ۔ ہم سے حکم بن نافع نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' کہا ہم سے ابوالزناد نے' ان سے عبدالرحمٰن اعرج نے' کہا مجھ سے ابوہریرہؓ نے بیان کیا' انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے' قیامت کے دن تم میں سے کسی کا خزانہ (جس کی وہ زکوٰۃ نہ دیتا ہو) ایک گنجا سانپ بنے گا۔

← حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ مَرَرْتُ عَلَى أَبِي ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ فَقُلْتُ مَا أَنْزَلَكَ بِهٰذِهِ الْأَرْضِ قَالَ كُنَّا بِالشَّامِ فَقَرَأْتُ (وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ) قَالَ مُعَاوِيَةُ مَا هٰذِهِ فِينَا ، مَا هٰذِهِ إِلَّا فِي أَهْلِ الْكِتَابِ قَالَ قُلْتُ إِنَّهَا لَفِينَا وَفِيهِمْ

ترجمہ۔ ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے جریر نے' انہوں نے حصین بن عبدالرحمٰن سے' انہوں نے زید بن وہب سے' انہوں نے کہا' میں نے ربذہ (ایک مقام ہے مدینہ سے قریب) میں ابوذرؓ غفاری کو پایا ان سے پوچھا' تم یہاں جنگل میں کیوں آن پڑے؟ انہوں نے کہا' ہم شام کے ملک میں تھے (مجھ میں اور معاویہؓ وہاں کے حاکم میں جھگڑا ہو گیا) میں نے یہ آیت پڑھی والذین یکنزون الذھب والفضة ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم یہ آیت مسلمانوں کے حق میں نہیں ہے (گو وہ کتنے ہی خزانے جمع کریں پر زکوٰۃ دیتے رہیں) بلکہ اہل کتاب کے حق میں ہے میں نے کہا' نہیں یہ آیت (عام ہے) ہم کو ان سب کو شامل ہے۔

باب قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ يُحْمَى عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ

فَتُكْوَى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ

← وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ شَبِيبِ بْنِ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَقَالَ هٰذَا قَبْلَ أَنْ تُنْزَلَ الزَّكَاةُ ، فَلَمَّا أُنْزِلَتْ جَعَلَهَا اللّٰهُ طُهْرًا لِلْأَمْوَالِ

ترجمہ۔ اور احمد بن شبیب نے' کہا ہم سے والد (شبیب بن سعید) نے بیان کیا' انہوں نے یونس سے' انہوں نے ابن شہاب سے' انہوں نے خالد بن اسلم سے' انہوں نے کہا' ہم عبداللہ بن عمرؓ کے ساتھ نکلے۔ انہوں نے کہا' یہ آیت والذین یکنزون الذھب والفضۃ اس وقت کی ہے جب زکوۃ کا حکم نہیں اترا تھا۔ پھر جب زکوۃ کا حکم اترا تو اللہ تعالیٰ نے مالوں کو زکوۃ سے پاک کر دیا۔

باب قَوْلِهِ إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللّٰهِ

يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ (الْقَيِّمُ) هُوَ الْقَائِمُ

← حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ إِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ ، السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا ، أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ، ثَلَاثٌ مُتَوَالِيَاتٌ ، ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِي بَيْنَ جُمَادَى وَشَعْبَانَ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن عبدالوہاب نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد بن زید نے' انہوں نے ایوب سختیانی سے' انہوں نے محمد بن سیرین سے' انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ سے' انہوں نے اپنے والد (ابوبکرہ نفیع بن حارث ؓ) سے' انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے' آپؐ نے (حجۃ الوداع کے خطبے میں) فرمایا' دیکھو زمانہ پھر کر پھر اسی نقشے پر آ گیا' جس دن اللہ تعالیٰ نے زمین اور آسمان پیدا کیے تھے۔ ایک سال بارہ مہینے کا ہوتا ہے' ان میں چار مہینے حرمت والے ہیں۔ تین تو لگا تار ذی قعدہ' ذی الحجہ' محرم' چوتھا مضر کا رجب جو جمادی الاخری اور شعبان کے بیچ میں ہوتا ہے۔

باب قَوْلِهِ ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ

(مَعَنَا) نَاصِرُنَا السَّكِينَةُ فَعِيلَةٌ مِنَ السُّكُونِ

تشریح کلمات

اَیْ نَاصِرُنَا' اَلسَّکِینَۃُ: فعیلۃ من السکون

آیت کریمہ ہے "لاتحزن ان اللہ معنا" معنا کی تفسیر کی "ناصرنا" سے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی یہ معیت باعتبار نصرت ہے۔ "فانزل اللہ سکینتہ علیہ" میں "سکینۃ" فعیلۃ کے وزن پر' مشتق ہے سکون سے یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر سکون اور اطمینان نازل فرمایا۔

← حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ حَدَّثَنَا أَنَسٌ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ رضي الله عنه قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِي الْغَارِ ، فَرَأَيْتُ آثَارَ الْمُشْرِكِينَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ رَفَعَ قَدَمَهُ رَآنَا قَالَ مَا ظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن محمد جعفی نے بیان کیا' کہا ہم سے حبان بن ہلال باہلی نے کہا' ہم سے ہمام بن یحییٰ نے کہا' ہم سے ثابت نے کہا' ہم سے انس بن مالک نے' وہ کہتے تھے' مجھ سے ابوبکر صدیقؓ نے بیان کیا' میں ہجرت کے وقت غار ثور میں آنحضرتؐ کے ساتھ تھا میں نے (غار میں سے) کافروں کے پاؤں دیکھے (جو ہمارے سر پر کھڑے تھے) میں نے عرض کیا' یارسول اللہ! اگر ان میں کوئی اپنا پاؤں اٹھا کر (نیچے) دیکھے تو ہم کو دیکھ لے گا۔ (حضرت صدیق اکبرؓ گھبرا گئے) آپؐ نے فرمایا' تو کیا سمجھتا ہے' ان دو آدمیوں کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ جن کے ساتھ تیسرا اللہ تعالیٰ ہو۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضى الله عنهما أَنَّهُ قَالَ حِينَ وَقَعَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ ابْنِ الزُّبَيْرِ قُلْتُ أَبُوهُ الزُّبَيْرُ ، وَأُمُّهُ أَسْمَاءُ ، وَخَالَتُهُ عَائِشَةُ ، وَجَدُّهُ أَبُو بَكْرٍ ، وَجَدَّتُهُ صَفِيَّةُ فَقُلْتُ لِسُفْيَانَ إِسْنَادُهُ فَقَالَ حَدَّثَنَا ، فَشَغَلَهُ إِنْسَانٌ وَلَمْ يَقُلِ ابْنُ جُرَيْجٍ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن محمد جعفی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے' انہوں نے ابن جریج سے' انہوں نے ابن ابی ملیکہ سے' انہوں نے ابن عباسؓ سے کہا' وہ جب ان میں اور عبداللہ بن زبیرؓ میں جھگڑا ہوا ان کے والد زبیر بن عوام (جو عشرہ مبشرہ ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی تھے) والدہ اسما (ابوبکر صدیقؓ کی بیٹی) خالہ حضرت عائشہؓ ام المومنین نانا ابوبکر صدیقؓ دادی حضرت صفیہؓ بنت عبدالمطلب (آنحضرتؐ کی پھوپھی) عبداللہ بن محمد کہتے ہیں' میں نے سفیان بن عیینہ سے کہا' اس حدیث کی سند تو بیان کرو۔ انہوں نے اتنا کہا حدثنا (آگے بیان کرنے کو تھے) کہ ایک آدمی نے ان کو دوسری باتوں میں لگا دیا' انہوں نے یہ نہیں کہا کہ حدثنا ابن جریج۔

حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ وَكَانَ بَيْنَهُمَا شَيْءٌ فَغَدَوْتُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ أَتُرِيدُ أَنْ تُقَاتِلَ ابْنَ الزُّبَيْرِ فَتُحِلَّ حَرَمَ اللّٰهِ فَقَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ ، إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ ابْنَ الزُّبَيْرِ وَبَنِي أُمَيَّةَ مُحِلِّينَ ، وَإِنِّي وَاللّٰهِ لاَ أُحِلُّهُ أَبَدًا قَالَ قَالَ النَّاسُ بَايِعْ لاِبْنِ الزُّبَيْرِ فَقُلْتُ وَأَيْنَ بِهَذَا الأَمْرِ عَنْهُ أَمَّا أَبُوهُ فَحَوَارِيُّ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم ، يُرِيدُ الزُّبَيْرَ ، وَأَمَّا جَدُّهُ فَصَاحِبُ الْغَارِ ، يُرِيدُ أَبَا بَكْرٍ ، وَأُمُّهُ فَذَاتُ النِّطَاقِ ، يُرِيدُ أَسْمَاءَ ، وَأَمَّا خَالَتُهُ فَأُمُّ الْمُؤْمِنِينَ ، يُرِيدُ عَائِشَةَ ، وَأَمَّا عَمَّتُهُ فَزَوْجُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم ، يُرِيدُ خَدِيجَةَ ، وَأَمَّا عَمَّةُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَجَدَّتُهُ ، يُرِيدُ صَفِيَّةَ ، ثُمَّ عَفِيفٌ فِي الإِسْلاَمِ ، قَارِئٌ لِلْقُرْآنِ وَاللّٰهِ إِنْ وَصَلُونِي وَصَلُونِي مِنْ قَرِيبٍ ، وَإِنْ رَبُّونِي رَبَّنِي أَكْفَاءٌ كِرَامٌ ، فَآثَرَ التُّوَيْتَاتِ وَالأُسَامَاتِ وَالْحُمَيْدَاتِ ، يُرِيدُ أَبْطُنًا مِنْ بَنِي أَسَدٍ بَنِي تُوَيْتٍ وَبَنِي أُسَامَةَ وَبَنِي أَسَدٍ ، إِنَّ ابْنَ أَبِي الْعَاصِ بَرَزَ يَمْشِي الْقُدَمِيَّةَ ، يَعْنِي عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ ، وَإِنَّهُ لَوَّى ذَنَبَهُ ، يَعْنِي ابْنَ الزُّبَيْرِ

ترجمہ۔ مجھ سے عبداللہ بن محمد جعفر نے بیان کیا' کہا مجھ سے' یحییٰ بن معین نے کہا ہم سے حجاج بن محمد نے کہا ابن جریج نے کہا ابن ابی ملیکہ کہتے تھے' عبداللہ بن زبیرؓ اور عبداللہ بن عباسؓ میں بیعت کا کچھ جھگڑا ہوا' میں صبح کو ابن عباسؓ کے پاس گیا۔ ان سے پوچھا کیا تم عبداللہ بن زبیر سے لڑنا چاہتے ہو؟ اور اللہ کے حرم کو حلال کرنا انہوں نے کہا' معاذ اللہ یہ امر تو اللہ تعالیٰ نے عبداللہ بن زبیر اور بنی امیہ ہی کی تقدیر میں لکھ دیا تھا۔ وہ حرم کے اندر لڑائی کرنا جائز رکھتے ہیں اور میں تو

اللہ کی قسم حرم کو حلال نہیں کریگا (وہاں لڑنا روا نہیں رکھوں گا) ابن عباسؓ نے کہا' لوگ مجھ سے کہتے ہیں' عبداللہ بن زبیرؓ سے بیعت کرلو' میں نے انکو یہ جواب دیا کہ خلافت عبداللہ بن زبیر سے کچھ دور نہیں۔ انکے والد تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص رفیق (حواری) تھے' ابن عباسؓ نے زبیر کو مراد لیا ہے' انکے نانا غار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ تھے' یعنی ابوبکر صدیقؓ انکی والدہ ذات النطاق (کمر بند والی) تھیں' یعنی اسماء بنت ابی ابوبکر صدیقؓ انکی خالہ ام المومنین تھیں' یعنی حضرت عائشہ انکی پھوپھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص بی بی یعنی حضرت خدیجہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی انکی دادی یعنی حضرت صفیہ بن عبدالمطلب (یہ تو خاندانی فضائل ہیں) اب ذاتی فضائل دیکھو' ان سب باتوں کیساتھ وہ اسلام کی حالت میں ہمیشہ پاکدامن رہے (بری باتوں سے پرہیز کرتے رہے) قرآن کے قاری' اللہ کی قسم یہ بنی امیہ کے لوگ اگر مجھ سے اچھا سلوک کریں تو انکو کرنا ہی چاہیے کیونکہ وہ بہت میرے نزدیک کے رشتہ دار ہیں اور اگر وہ مجھ پر حکومت کریں تو خیر حکومت کریں وہ ہمارے برابر کے عزت دار ہیں' لیکن عبداللہ بن زبیرؓ نے تو یہ کیا کہ تویت اور اسامہ اور حمید کے لوگوں کو جو بنی اسد کی شاخ ہیں ہم پر مقدم رکھا (ہم سے پہلے وہ باریاب ہوا کرتے ہیں) دیکھو ابن ابی العاص کا بیٹا یعنی عبدالملک بن مروان (کیسے زور سے) ظاہر ہوا بڑی عمدگی سے چل رہا ہے اور عبداللہ بن زبیرؓ نے تو اسکے سامنے دم دبالی۔

تشریح حدیث

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے درمیان کچھ اختلاف تھا۔ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا اور ان کے بیٹے یزید کے ہاتھ پر بیعت کا سلسلہ شروع ہوا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بیعت سے انکار کر دیا۔ یزید نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے خلاف مسلم بن عقبہ کی زیر سرکردگی ایک لشکر مکہ مکرمہ روانہ کیا اور حرہ کا مشہور واقعہ پیش آیا جس میں کعبہ پر منجنیق سے پتھر پھینکے گئے' وہاں آگ بھڑک اٹھی اور خانہ کعبہ جل گیا تھا۔ یزید کے انتقال کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے لیے لوگوں کو بیعت کی دعوت دی۔ حجاز' مصر' عراق اور دیگر کئی علاقوں کے لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اس وقت مکہ میں موجود تھے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں حضرات کو بھی اپنی خلافت کے لیے بیعت کی دعوت دی۔

لیکن ان دونوں حضرات نے انکار کر دیا اور کہا کہ جب تک کسی ایک خلیفہ پر مسلمان متفق نہ ہو جائیں اس وقت تک ہم کسی کے ہاتھ پر بیعت نہیں کریں گے۔ ان دونوں بزرگوں کی وجہ سے کئی دوسرے لوگ بھی بیعت سے رک گئے تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے سختی شروع کی اور ان کو مکہ مکرمہ میں روک لیا۔

دوسری طرف عبدالملک بن مروان کی حکومت شام' مصر اور کوفہ وغیرہ میں قائم ہو چکی تھی۔ کوفہ میں مروانی حاکم مختار بن ابی عبید کو جب معلوم ہوا کہ مکہ مکرمہ میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کو قید کر دیا تو اس نے لشکر بھیجا اور ان دونوں بزرگوں کو وہاں سے نکال لیا اور یہ دونوں جا کر طائف میں آباد ہو گئے۔

یہاں روایت میں "بینهما شیء" سے اسی اختلاف کی طرف اشارہ ہے۔

واللہ ان وصلونی ' وصلونی من قریب وان رَبّونی' رَبّونی اکفاء کرام

"اور واللہ! اگر بنو اُمیہ میرے ساتھ صلہ رحمی کریں گے تو وہ قرابت اور رشتہ داری کی وجہ سے کریں گے۔" مطلب یہ ہے کہ بنو اُمیہ نے میرے ساتھ اچھا برتاؤ کیا تو اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کیونکہ وہ میرے قریبی رشتہ دار ہیں۔

آگے فرماتے ہیں اگر "وہ میری پرورش کریں گے اور میرا خیال رکھیں گے تو میری پرورش کرنے والے وہ لوگ ہوں جو میرے کفو ہیں اور شریف ہیں۔" یہ بنو اُمیہ کی تعریف ہو رہی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر میں کسی کی خلافت تسلیم کر کے رعایتیں حاصل کروں گا تو پھر بنو اُمیہ سے کیوں نہ کروں۔ اس لیے کہ قرابت میں وہ مجھ سے قریب ہیں۔ آگے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

فآثر التویتات والاُسامات والحُمیدات

لیکن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے تویتات 'اُسامات اور حمیدات کو ہم پر ترجیح دی ہے۔ یہ تینوں بنی اسد کی شاخیں ہیں اور ان سے مراد بنو تویت' بنو اُسامہ اور بنو حمید ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ ہے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو ہم پر ترجیح دی اور ہماری پروا نہیں کی اور نہ ہمارا خیال کیا۔ جب یہ ہمارا خیال نہیں کرتے تو بنو اُمیہ ہم سے زیادہ قریب ہیں۔ اگر وہ میرے ساتھ حسن سلوک کرتے ہیں تو میرے لیے قابل قبول ہیں۔

ان ابن ابی العاص برزیمشی القُدمِیّۃ یعنی عبدالملک بن مروان وانه لَوّیٰ ذَنَبَهُ یعنی ابن الزبیر

یعنی عبدالملک نمایاں ہوا آگے کی جانب پیش قدمی کرتے ہوئے اور اس نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی دم موڑ دی۔ مطلب یہ ہے کہ عبدالملک کی حکومت کا دائرہ دن بدن بڑھ رہا ہے جبکہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی حکومت کا دائرہ وسیع ہونے کی بجائے تنگ ہو رہا ہے۔

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ دَخَلْنَا عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ أَلَا تَعْجَبُونَ لِابْنِ الزُّبَيْرِ قَامَ فِي أَمْرِهِ هَذَا فَقُلْتُ لَأُحَاسِبَنَّ نَفْسِي لَهُ مَا حَاسَبْتُهَا لِأَبِي بَكْرٍ وَلَا لِعُمَرَ، وَلَهُمَا كَانَا أَوْلَى بِكُلِّ خَيْرٍ مِنْهُ، وَقُلْتُ ابْنُ عَمَّةِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، وَابْنُ الزُّبَيْرِ، وَابْنُ أَبِي بَكْرٍ، وَابْنُ أَخِي خَدِيجَةَ، وَابْنُ أُخْتِ عَائِشَةَ فَإِذَا هُوَ يَتَعَلَّى عَنِّي وَلَا يُرِيدُ ذَلِكَ فَقُلْتُ مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنِّي أَعْرِضُ هَذَا مِنْ نَفْسِي، فَيَدَعُهُ، وَمَا أُرَاهُ يُرِيدُ خَيْرًا، وَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ لَأَنْ يَرُبَّنِي بَنُو عَمِّي أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَرُبَّنِي غَيْرُهُمْ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن عبید بن میمون نے بیان کیا' کہا ہم سے عیسیٰ بن یونس نے' انہوں نے عمر بن سعید سے' انہوں نے کہا مجھ کو ابن ابی ملیکہ نے خبر دی' انہوں نے کہا ہم ابن عباسؓ کے پاس گئے۔ انہوں نے کہا کیا تم عبداللہ بن زبیر پر تعجب نہیں کرتے انہوں نے خلافت لی تو میں نے اپنے دل میں کہا' میں ان کے لیے ایسی محنت اور مشقت کروں گا کہ ویسی محنت اور مشقت میں نے ابوبکرؓ اور عمرؓ کے لیے بھی نہیں کی۔ حالانکہ ابوبکرؓ اور عمرؓ ہر بات میں ان سے بڑھ کر

تھے۔ میں نے (لوگوں سے) کہا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی کے بیٹے (یعنی پوتے) ہیں اور زبیرؓ کے بیٹے اور ابوبکر صدیقؓ کے بیٹے (یعنی نواسے) اور حضرت خدیجہؓ کے بھتیجے اور حضرت عائشہؓ کے بھانجے ہیں' لیکن عبداللہ بن زبیر نے کیا کیا مجھ ہی سے لگے غرور کرنے انہوں نے چاہا کہ میں ان کے خاص مصاحبوں میں رہوں۔ میں نے (اپنے دل میں) کہا مجھ کو ہرگز یہ گمان نہ تھا کہ میں تو ان سے ایسی عاجزی کروں گا اور وہ اس پر بھی مجھ سے راضی نہ ہوں گے (مجھ کو چھوڑ کر بیٹھ رہیں گے) خیر اب مجھے امید نہیں کہ وہ میرے ساتھ بھلائی کریں گے۔ جو ہونا تھا وہ ہوا' اب بنی امیہ جو میرے چچازاد بھائی ہیں اگر مجھ پر حکومت کریں تو یہ مجھ کو اوروں کے حکومت کرنے سے زیادہ پسند ہے۔

باب قَوْلِهِ وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ قَالَ مُجَاهِدٌ يَتَأَلَّفُهُمْ بِالْعَطِيَّةِ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رضي الله عنه قَالَ بُعِثَ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم بِشَيْءٍ، فَقَسَمَهُ بَيْنَ أَرْبَعَةٍ وَقَالَ أَتَأَلَّفُهُمْ فَقَالَ رَجُلٌ مَا عَدَلْتَ فَقَالَ يَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِئِ هَذَا قَوْمٌ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا' کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی' انہوں نے اپنے والد (سعید بن مسروق) سے' انہوں نے ابن ابی نعم (عبدالرحمٰن) سے' انہوں نے ابوسعید خدریؓ سے' انہوں نے کہا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ مال بھیجا گیا۔ آپؐ نے اس کو چار آدمیوں میں تقسیم کر دیا (وہ سب نو مسلم تھے) اور فرمایا' میں (یہ مال ان کو دے کر) ان کا دل ملانا چاہتا ہوں۔ اس پر (بنی تمیم کا) ایک شخص کہنے لگا' یا رسول اللہ آپؐ نے انصاف نہیں کیا۔ آپؐ نے فرمایا' اس شخص کی نسل سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے' جو دین سے باہر ہو جائیں گے۔

باب قَوْلِهِ الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ

(يَلْمِزُونَ) يَعِيبُونَ، وَجُهْدَهُمْ وَجَهْدَهُمْ طَاقَتَهُمْ

حَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَبُو مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ لَمَّا أُمِرْنَا بِالصَّدَقَةِ كُنَّا نَتَحَامَلُ فَجَاءَ أَبُو عَقِيلٍ بِنِصْفِ صَاعٍ، وَجَاءَ إِنْسَانٌ بِأَكْثَرَ مِنْهُ، فَقَالَ الْمُنَافِقُونَ إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ عَنْ صَدَقَةِ هَذَا، وَمَا فَعَلَ هَذَا الآخَرُ إِلاَّ رِئَاءً فَنَزَلَتْ (الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِينَ لاَ يَجِدُونَ إِلاَّ جُهْدَهُمْ) الآيَةَ

ترجمہ۔ مجھ سے ابو محمد بشر بن خالد نے بیان کیا' کہا ہم کو محمد بن جعفر نے خبر دی' انہوں نے شعبہ سے' انہوں نے سلیمان اعمش سے' انہوں نے ابووائل سے' انہوں نے ابومسعود انصاری سے' انہوں نے کہا' جب ہم کو خیرات کرنے کا حکم ہوا اس وقت ہم مزدوری پر بوجھ اٹھایا کرتے تھے تو ابوعقیل (حباب اسی مزدوری کے پیسہ سے) آدھا صاع (کھجور کا) لے کر آئے اور ایک (عبدالرحمٰن بن عوف) بہت سا مال لائے۔ اس پر منافق کیا کہنے لگے' ابوعقیل کی خیرات کی اللہ کو کیا پرواہ تھی (آدھی صاع کھجور کیا مالیت ہے) اور عبدالرحمٰن بن عوف نے تو دکھلانے (ناموری) کے لیے اتنا بہت سا مال خیرات کیا ہے۔ اس وقت یہ آیت اتری

الذين يلمزون المطوعين من المومنين في الصدقات والذين لا يجدون الا جهدهم اخير تک۔

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي أُسَامَةَ أَحَدَّثَكُمْ زَائِدَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَأْمُرُ بِالصَّدَقَةِ ، فَيَحْتَالُ أَحَدُنَا حَتَّى يَجِيءَ بِالْمُدِّ ، وَإِنَّ لِأَحَدِهِمِ الْيَوْمَ مِائَةَ أَلْفٍ كَأَنَّهُ يُعَرِّضُ بِنَفْسِهِ

ترجمہ۔ ہم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا' کہا میں نے ابواسامہ (حماد بن اسامہ) سے کہا' کیا تم سے زائدہ بن قدامہ نے سلیمان اعمش سے' انہوں نے شقیق بن سلمہ سے' انہوں ابو مسعود انصاری سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیرات کا حکم دیتے' اس وقت ہم میں سے کوئی مزدوری کر کے ایک مد (اناج یا کھجور) لاتا اور آج تو ہم لوگ ایسے امیر ہیں ہم میں سے کسی کے پاس ایک لاکھ درہم موجود ہیں' یہ ابوسعید نے اپنی طرف اشارہ کیا۔

تشریح حدیث

حضرت ابی مسعود انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں صدقہ دینے کا حکم فرماتے تھے تو ہم میں سے ایک آدمی تدبیر اور مزدوری کرتا تھا (تاکہ صدقہ ادا کرے) تو وہ مزدوری وغیرہ کر کے ایک مد حاصل کرتا اور صدقہ دینے کے لیے اسے لے کر آتا اور آج انہیں لوگوں کے پاس ایک ایک لاکھ درہم موجود ہیں۔

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ اپنی ہی طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ میں بھی اس وقت ایسا ہی تھا' مزدوری کر کے صدقہ دیتا تھا اور آج اللہ نے اتنا دیا ہے کہ لاکھوں میں کھیل رہا ہوں۔ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کے اس بیان سے مقصود کیا ہے؟

ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ کا خیال ہے کہ ان کا مقصد یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لوگوں کو جو کچھ میسر ہوتا اس کا صدقہ کر دیتے تھے اور اب لوگوں کے پاس مال و دولت کے ڈھیر لگے ہیں لیکن صدقہ نہیں کرتے۔

لیکن حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کردہ مطلب کو بعید قرار دیا ہے۔

ابن المنیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بیان سے مقصد یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مال کی قلت کے باوجود لوگ محنت کر کے صدقہ کرتے تھے۔ اب اللہ نے ان پر مال و دولت کے دروازے کھول دیے ہیں اور بڑی آسانی سے صدقہ کرتے ہیں' تنگی کا خوف دامن گیر نہیں ہوتا۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس سے اس بات کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مال و دولت کی فراوانی نہیں تھی' تنگی تھی اور اب مال و دولت کی فراوانی ہو گئی ہے۔

باب قَوْلِهِ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُ اللَّهِ جَاءَ ابْنُهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَسَأَلَهُ أَنْ يُعْطِيَهُ قَمِيصَهُ يُكَفِّنُ فِيهِ

أَبَاهُ فَأَعْطَاهُ ، ثُمَّ سَأَلَهُ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ ، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم لِيُصَلِّيَ فَقَامَ عُمَرُ فَأَخَذَ بِثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ تُصَلِّي عَلَيْهِ وَقَدْ نَهَاكَ رَبُّكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم إِنَّمَا خَيَّرَنِي اللَّهُ فَقَالَ (اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً) وَسَأَزِيدُهُ عَلَى السَّبْعِينَ قَالَ إِنَّهُ مُنَافِقٌ قَالَ فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَأَنْزَلَ اللَّهُ (وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ)

ترجمہ۔ ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا' انہوں نے ابواسامہ سے' انہوں نے عبیداللہ عمری سے' انہوں نے نافع سے' انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے' انہوں نے کہا' جب عبداللہ بن ابی بن سلول (منافق) مرگیا تو اس کا بیٹا عبداللہ ابن عبداللہ (جو سچا مسلمان تھا) وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ ؐ سے یہ درخواست کی کہ اپنا کرتہ عنایت فرمایئے تاکہ میں اپنے باپ کو اس میں کفن دوں۔ آپ ؐ نے کرتہ دیدیا' پھر اس نے یہ درخواست کی' آپ ؐ جنازے کی نماز اس پر پڑھئے (آپ ؐ نماز کیلئے کھڑے ہوئے) حضرت عمرؓ نے کھڑے ہو کر آپ ؐ کا کپڑا تھاما اور عرض کرنے لگے' یارسول اللہ آپ ؐ اس پر نماز پڑھتے ہیں حالانکہ اللہ تعالی نے ایسے لوگوں یعنی (منافقوں) پر نماز پڑھنے سے آپکو منع کیا ہے۔ آپ ؐ نے فرمایا' اللہ تعالے نے (مجھ کو منع کیا ہے بلکہ) مجھ کو اختیار دیا ہے' اللہ تعالی فرماتا ہے' تو انکے لیے دعا کرے یا نہ کرے اگر تو ستر بار ان کیلئے دعا کریگا۔ جب بھی اللہ ان کو بخشنے والا نہیں' میں ایسا کروں ستر بار سے زیادہ دعا کروں گا۔ جب حضرت عمرؓ نے کہا یارسول اللہ وہ تو منافق تھا' آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کا کہنا نہ سنا اس پر نماز پڑھی' اس وقت یہ آیت اتری' تو ان منافقوں میں سے کوئی مرجائے تو اس نماز پر نہ پڑھ اس کی قبر پر کھڑا بھی نہ ہو۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ وَقَالَ غَيْرُهُ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضي الله عنه أَنَّهُ قَالَ لَمَّا مَاتَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ دُعِيَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم وَثَبْتُ إِلَيْهِ ، فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ، أَتُصَلِّي عَلَى ابْنِ أُبَيٍّ وَقَدْ قَالَ يَوْمَ كَذَا كَذَا وَكَذَا قَالَ أُعَدِّدُ عَلَيْهِ قَوْلَهُ ، فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم وَقَالَ أَخِّرْ عَنِّي يَا عُمَرُ فَلَمَّا أَكْثَرْتُ عَلَيْهِ قَالَ إِنِّي خُيِّرْتُ فَاخْتَرْتُ ، لَوْ أَعْلَمُ أَنِّي إِنْ زِدْتُ عَلَى السَّبْعِينَ يُغْفَرْ لَهُ لَزِدْتُ عَلَيْهَا قَالَ فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمْ يَمْكُثْ إِلَّا يَسِيرًا حَتَّى نَزَلَتِ الْآيَتَانِ مِنْ بَرَاءَةَ (وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا) إِلَى قَوْلِهِ (وَهُمْ فَاسِقُونَ) قَالَ فَعَجِبْتُ بَعْدُ مِنْ جُرْأَتِي عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ

ترجمہ۔ ہم سے یحیٰی بن بکیر نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث بن سعد نے' انہوں نے عقیل سے' یحیٰی کے سوا دوسرے شخص (عبداللہ بن صالح لیث کے منشی) نے یوں کہا مجھ سے لیث بن سعد نے بیان کیا' کہا مجھ سے عقیل نے' انہوں نے ابن شہاب سے' انہوں نے کہا مجھ کو عبیداللہ بن عبداللہ عمر' انہوں ابن عباس سے' انہوں نے حضرت عمرؓ سے' انہوں نے کہا' جب عبداللہ بن ابی ابن سلول مرگیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر (جنازے کی) نماز پڑھنے کو کھڑے ہوئے تو میں کود کر گیا۔ میں نے عرض کیا' یارسول اللہ آپ ؐ ابی کے بیٹے پر نماز پڑھتے ہیں۔ اس نے تو فلانے دن ایسی بات کہی تھی' فلانے دن ایسی میں اس کی (کفر کی) باتیں گننے لگا۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیئے اور فرمایا عمر ہٹو

بھی جب میں نے بہت اصرار کیا (کہ آپ اس پر نماز نہ پڑھیے) تو آپ نے فرمایا: بات یہ ہے کہ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) مجھ کو اختیار ملا ہے (منافقوں کے لیے دعا کروں یا نہ کروں) میرا اختیار ہے میں دعا کرتا ہوں اگر میں یہ جانوں کہ ستر بار سے زیادہ دعا کرنے میں اس کی بخشش ہو جائے گی تو میں ستر بار سے زیادہ اس کے لیے دعا کروں۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز پڑھی۔ پھر نماز پڑھ کر لوٹے تھوڑی دیر ٹھہرے تھے کہ سورہ براءہ کی یہ دو آیتیں اتریں ولا تصل علی احدمنهم مات ابدا اخیر آیت وهم فاسقون تک حضرت عمرؓ کہتے ہیں بعد میں مجھ کو اپنے اوپر تعجب آیا کہ تو نے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اتنی جرات (دلیری) کیوں کی بار بار آپ کو نماز پڑھنے سے روکا۔ حالانکہ اللہ اور رسول (ہر کام کی مصلحت) خوب جانتے ہیں۔

باب قَوْلِهِ وَلا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ

حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما أَنَّهُ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُبَيٍّ جَاءَ ابْنُهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَأَعْطَاهُ قَمِيصَهُ وَأَمَرَهُ أَنْ يُكَفِّنَهُ فِيهِ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي عَلَيْهِ، فَأَخَذَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِثَوْبِهِ فَقَالَ تُصَلِّي عَلَيْهِ وَهُوَ مُنَافِقٌ وَقَدْ نَهَاكَ اللَّهُ أَنْ تَسْتَغْفِرَ لَهُمْ قَالَ إِنَّمَا خَيَّرَنِي اللَّهُ أَوْ أَخْبَرَنِي فَقَالَ (اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ) فَقَالَ سَأَزِيدُهُ عَلَى سَبْعِينَ قَالَ فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم وَصَلَّيْنَا مَعَهُ ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْهِ (وَلا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَاتُوا وَهُمْ فَاسِقُونَ).

ترجمہ۔ مجھ سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، کہا ہم سے انسؓ بن عیاض نے انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر سے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا عبداللہ بن ابی (منافق) مرگیا تو اس کا بیٹا عبداللہ بن عبداللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ نے اس کو اپنا کرتہ عنایت کیا اور فرمایا اسی میں اپنے باپ کا کفن کر پھر اس کے جنازے پر نماز پڑھنے کو کھڑے ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے آپ کا کپڑا تھاما اور عرض کیا وہ تو منافق تھا۔ آپ اس پر نماز (کیسے) پڑھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تو آپ کو منافقوں کے لیے دعا کرنے سے منع فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ نے مجھ کو (منع نہیں فرمایا بلکہ) اختیار دیا ہے یا ایک بات کی خبر دی ہے اللہ تعالےٰ نے صرف یوں فرمایا ہے تو ان کے لیے دعا کرے یا نہ کرے اگر ستر بار بھی دعا کرے جب بھی اللہ تعالےٰ ان کو نہیں بخشنے کا میں ستر بار سے زیادہ اس کے لیے دعا کروں گا حضرت عمرؓ کہتے ہیں آخر آپ نے اس پر نماز پڑھی (میرا کہنا نہ سنا) ہم لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ولا تصل علی احدمنهم مات ابدا ولا تقم علی قبره انهم کفروا بالله ورسوله وماتوا وهم فاسقون۔

تشریح حدیث

حضرت عبداللہ بن عبداللہ جو فضلائے صحابہ میں سے تھے اور عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین کے بیٹے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ اپنی قمیص انہیں عنایت کردیں وہ اس کو اپنے والد کا کفن

بنائیں گے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قمیص انہیں دے دی۔ پھر انہوں نے درخواست کی کہ آپ میرے والد کی نماز جنازہ بھی پڑھائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی نماز جنازہ پڑھانے کے لیے کھڑے ہوگئے۔

یہاں ایک سوال تو یہ ہوتا ہے کہ عبداللہ بن اُبی کا نفاق مختلف مواقع پر ظاہر ہو چکا تھا۔ اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قمیص مبارک کفن کے لیے دی اور اس کے ساتھ یہ امتیازی سلوک کیا۔ اس کی آخر کیا وجہ ہے؟ علماء نے اس کی ایک وجہ تو یہ لکھی ہے کہ غزوۂ بدر کے موقع پر جب قریش کے چند سردار گرفتار ہو گئے تھے ان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ان کے بدن پر قمیص نہیں ہے تو صحابہ سے ارشاد فرمایا کہ ان کو قمیص پہنا دیا جائے چونکہ عبداللہ بن اُبی دراز قد تھا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی دراز قد تھے اس لیے اس کے علاوہ کسی اور کی قمیص حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے جسم پر فٹ نہیں آ رہی تھی۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن اُبی کی قمیص لے کر اپنے چچا حضرت عباس کو پہنائی' اس کے اس احسان کا بدلہ اُتارنے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قمیص اس کے کفن کے لیے عطا فرمادی۔

اس کے ساتھ دوسری وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ عبداللہ بن اُبی کے بیٹے حضرت عبداللہ بن عبداللہ فضلائے صحابہ میں تھے ان کی دلجوئی کی خاطر آپ نے قمیص مرحمت فرمائی۔

یہاں دوسرا سوال یہ ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ کیوں پڑھائی؟ اور اس کے لیے استغفار کیوں کیا؟ اس کا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ تو جانتے تھے کہ میرے نماز پڑھانے سے اس کی بخشش تو ہوگی نہیں ہاں البتہ نماز جنازہ پڑھانے سے مصالح اسلامیہ حاصل ہونے کی اُمید تھی اور نماز پڑھانے کی صراحت کے ساتھ ممانعت بھی نہیں تھی۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی۔ نماز پڑھانے میں مصالح یہ تھیں کہ ایک تو حضرت عبداللہ بن عبداللہ کی دلجوئی مقصود تھی اور دوسری مصلحت عبداللہ بن اُبی کا خاندان تھا۔ اس کے خاندان میں جو لوگ اسلام سے قریب نہیں تھے ان کے اسلام کے قریب تر ہونے کی توقع تھی۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس واقعہ کو دیکھ کر قبیلہ خزرج کے ایک ہزار آدمی مسلمان ہوگئے۔

ضروری وضاحت

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب التفسیر کے آغاز سے یہاں تک کلمات قرآنیہ کی جس قدر لغات وغیرہ بیان کی ہے بندہ نے پوری وضاحت کے ساتھ ان کی تشریح کی ہے۔ اب آگے بقیہ کتاب التفسیر میں سوائے چیدہ چیدہ مقامات کے کلمات قرآنیہ کی تشریح نہیں کی جائے گی۔ البتہ لغات وغیرہ کا صرف اجمالاً بیان ہوگا۔ چونکہ طالبات کلمات قرآنیہ کی تشریح کے سلسلہ میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا انداز و اسلوب خوب معلوم کر چکی ہیں۔ اب آگے اگر وہ کلمات قرآنیہ کی تشریح کرنا چاہیں تو بخاری کے حاشیہ اور قرآن مجید کے ذریعے مطالعہ سے خود حل کر سکتی ہیں یا پھر محدث کبیر حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہ کی کشف الباری سے راہنمائی حاصل کریں چونکہ کشف الباری میں قرآنی کلمات کی تشریح بڑے احسن انداز میں کی گئی ہے۔

باب قَوْلِهِ سَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوا عَنْهُمْ فَأَعْرِضُوا عَنْهُمْ إِنَّهُمْ رِجْسٌ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ

← حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ حِينَ تَخَلَّفَ عَنْ تَبُوكَ وَاللَّهِ مَا أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيَّ مِنْ نِعْمَةٍ بَعْدَ إِذْ هَدَانِي أَعْظَمَ مِنْ صِدْقِي رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم أَنْ لاَ أَكُونَ كَذَبْتُهُ فَأَهْلِكَ كَمَا هَلَكَ الَّذِينَ كَذَبُوا حِينَ أُنْزِلَ الْوَحْيُ (سَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ) إِلَى (الْفَاسِقِينَ)

ترجمہ۔ ہم سے یحییٰ (بن عبداللہ بن بکیر) نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث بن سعد نے' انہوں نے عقیل سے' انہوں نے ابن شہاب سے' انہوں نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ سے' کہ عبداللہ بن کعب بن مالک نے کہا' کعب بن مالک جب غزوہ تبوک سے پیچھے رہ گئے' تو کہتے تھے' اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ نے مجھ کو دین اسلام کی جو ہدایت دی' اس نعمت کے بعد دوسری کوئی نعمت اس سے بڑھ کر نہیں دی کہ میں نے (غزوہ تبوک کے معاملہ میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سچ سچ حال عرض کر دیا (اپنے قصور کا اقرار کیا) اگر میں بھی جھوٹے بہانے کرتا تو دوسرے جھوٹ بولنے والوں کی طرح تباہ ہو جاتا' جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری سیحلفون باللہ لکم اذا نقلبتم الیھم اخیر آیت الفسقین تک۔

باب قَوْلِهِ وَآخَرُونَ اعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ خَلَطُوا عَمَلاً صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا عَسَى اللَّهُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ

← حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ هُوَ ابْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَحَدَّثَنَا عَوْفٌ حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ حَدَّثَنَا سَمُرَةُ بْنُ جُنْدَبٍ رضى الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم لَنَا أَتَانِي اللَّيْلَةَ آتِيَانِ فَابْتَعَثَانِي، فَانْتَهَيْنَا إِلَى مَدِينَةٍ مَبْنِيَّةٍ بِلَبِنِ ذَهَبٍ وَلَبِنِ فِضَّةٍ، فَتَلَقَّانَا رِجَالٌ شَطْرٌ مِنْ خَلْقِهِمْ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ، وَشَطْرٌ كَأَقْبَحِ مَا أَنْتَ رَاءٍ، قَالاَ لَهُمُ اذْهَبُوا فَقَعُوا فِي ذَلِكَ النَّهَرِ فَوَقَعُوا فِيهِ ثُمَّ رَجَعُوا إِلَيْنَا قَدْ ذَهَبَ ذَلِكَ السُّوءُ عَنْهُمْ، فَصَارُوا فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ، قَالاَ لِي هَذِهِ جَنَّةُ عَدْنٍ، وَهَذَاكَ مَنْزِلُكَ قَالاَ أَمَّا الْقَوْمُ الَّذِينَ كَانُوا شَطْرٌ مِنْهُمْ حَسَنٌ وَشَطْرٌ مِنْهُمْ قَبِيحٌ فَإِنَّهُمْ خَلَطُوا عَمَلاً صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا تَجَاوَزَ اللَّهُ عَنْهُمْ

ترجمہ۔ ہم سے مؤمل بن ہشام نے بیان کیا' کہا ہم سے اسماعیل بن ابراہیم نے' کہا ہم سے عوف بن ابی جمیلہ نے' کہا ہم سے ابورجاء نے' کہا ہم سے سمرہ بن جندب نے' انہوں نے کہا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' رات کو میرے پاس دو فرشتے آئے (انہوں نے نیند سے مجھ کو جگایا (اور لے چلے) جاتے جاتے ایک شہر پر پہنچے جو سونے چاندی کی اینٹوں سے بنا تھا' وہاں ہم کو کئی آدمی ملے ان کا آدھا بدن تو نہایت خوبصورت اور آدھا نہایت بدشکل تھا' میرے ساتھ والے فرشتوں نے ان سے کہا چلو اس ندی میں گر وہ اس میں گر گئے' لوٹ کر جو آئے تو ان کی بدصورتی بالکل

جاتی رہی' آدھا بدن بھی نہایت خوبصورت ہو گیا۔ ان فرشتوں نے مجھ سے کہا یہ جنت العدن (بہشت کا باغ ہے) ہے اور تمہارا مکان یہیں ہے۔ پھر کہنے لگے جن لوگوں کا آدھا بدن تم نے خوبصورت دیکھا اور آدھا بدصورت' وہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے (دنیا میں) اچھے اور برے سب طرح کے کام کیے۔ اللہ نے ان کو بخش دیا۔

باب قَوْلِهِ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةُ دَخَلَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَعِنْدَهُ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَيْ عَمِّ قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللَّهِ فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ يَا أَبَا طَالِبٍ، أَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أُنْهَ عَنْكَ فَنَزَلَتْ (مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَى مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ)

ترجمہ۔ ہم سے اسحاق بن ابراہیم بن نصر نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرزاق نے' کہا ہم کو معمر نے خبر دی' انہوں نے زہری سے' انہوں نے سعید بن مسیب سے' انہوں نے اپنے والد مسیب بن حزن (صحابی) سے' انہوں نے کہا' جب ابوطالب (آنحضرتؐ کے) چچا مرنے لگے' تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے' وہاں ابوجہل اور عبداللہ ابی امیہ (کافروں کے سردار) بیٹھے ہوئے تھے' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا' چچا میاں تم لا الہ الا اللہ (ایک بار زبان سے) کہہ لو مجھ کو (قیامت کے دن) اللہ کے سامنے تمہارے (چھڑانے کے) لیے ایک دلیل مل جائے گی' یہ سن کر ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ ان کو سمجھانے لگے' ابوطالب کیا عبدالمطلب (اپنے باوا) کے دین سے تم پھر جاتے ہو اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' میں تو تمہارے لیے برابر دعا کرتا رہوں گا' جب تک منع نہ کیا جاؤں تب یہ آیت اتری ما كان للنبي والذين امنوا ان يستغفروا للمشركين ولو كانوا اولي قربى من بعد ماتبين لهم انهم اصحب الجحيم ۔

باب قَوْلِهِ لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ إِنَّهُ بِهِمْ رَءُوفٌ رَحِيمٌ

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ قَالَ أَحْمَدُ حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ كَعْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ كَعْبٍ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِنْ بَنِيهِ حِينَ عَمِيَ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ فِي حَدِيثِهِ (وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا) قَالَ فِي آخِرِ حَدِيثِهِ إِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَالِي صَدَقَةً إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَمْسِكْ بَعْضَ مَالِكَ، فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ

ترجمہ۔ ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا' کہا مجھ سے عبداللہ بن وہب نے' کہا مجھ کو یونس نے خبر دی' دوسری

سنداور احمد بن صالح نے' کہا ہم سے عنبسہ بن خالد نے بیان کیا' کہا ہم سے یونس نے' انہوں نے ابن شہاب سے کہ مجھ کو عبدالرحمٰن بن کعب نے خبر دی' کہا مجھ کو عبداللہ بن کعب نے' وہ کعب کے بیٹوں میں اپنے باپ کو لے کر چلا کرتے تھے جب وہ اندھے ہو گئے تھے۔ انہوں نے کہا جب کعب بن مالک اس آیت کے متعلق وعلی الثلثۃ الذین خلفوا جو قصہ بیان کرتے تھے۔ اس میں میں نے سنا وہ کہتے تھے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا' میں اپنی توبہ کے قبول ہونے کے شکریہ میں یہ کرتا ہوں کہ اپنا سارا مال خالص اللہ اور رسول کی رضامندی کے لیے خیرات کر دیتا ہوں آپ نے فرمایا' نہیں تھوڑا مال اپنے لیے بھی رکھ لے یہ تیرے حق میں بہتر ہے۔

باب وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا حَتَّى إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوا أَنْ لَا مَلْجَأَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ

← حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَعْيَنَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ رَاشِدٍ أَنَّ الزُّهْرِيَّ حَدَّثَهُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ، وَهُوَ أَحَدُ الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ تِيبَ عَلَيْهِمْ أَنَّهُ لَمْ يَتَخَلَّفْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا قَطُّ غَيْرَ غَزْوَتَيْنِ غَزْوَةِ الْعُسْرَةِ وَغَزْوَةِ بَدْرٍ قَالَ فَأَجْمَعْتُ صِدْقَ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم ضُحًى، وَكَانَ قَلَّمَا يَقْدَمُ مِنْ سَفَرٍ سَافَرَهُ إِلَّا ضُحًى وَكَانَ يَبْدَأُ بِالْمَسْجِدِ، فَيَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ، وَنَهَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم عَنْ كَلَامِي وَكَلَامِ صَاحِبَيَّ، وَلَمْ يَنْهَ عَنْ كَلَامِ أَحَدٍ مِنَ الْمُتَخَلِّفِينَ غَيْرِنَا، فَاجْتَنَبَ النَّاسُ كَلَامَنَا، فَلَبِثْتُ كَذَلِكَ حَتَّى طَالَ عَلَيَّ الْأَمْرُ، وَمَا مِنْ شَيْءٍ أَهَمُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَمُوتَ فَلَا يُصَلِّي عَلَيَّ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَوْ يَمُوتَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَأَكُونَ مِنَ النَّاسِ بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ، فَلَا يُكَلِّمُنِي أَحَدٌ مِنْهُمْ، وَلَا يُصَلِّي عَلَيَّ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَوْبَتَنَا عَلَى نَبِيِّهِ صلى الله عليه وسلم حِينَ بَقِيَ الثُّلُثُ الْآخِرُ مِنَ اللَّيْلِ، وَرَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم عِنْدَ أُمِّ سَلَمَةَ، وَكَانَتْ أُمُّ سَلَمَةَ مُحْسِنَةً فِي شَأْنِي مَعْنِيَّةً فِي أَمْرِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَا أُمَّ سَلَمَةَ تِيبَ عَلَى كَعْبٍ قَالَتْ أَفَلَا أُرْسِلُ إِلَيْهِ فَأُبَشِّرَهُ قَالَ إِذًا يَحْطِمَكُمُ النَّاسُ فَيَمْنَعُونَكُمُ النَّوْمَ سَائِرَ اللَّيْلَةِ حَتَّى إِذَا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم صَلَاةَ الْفَجْرِ آذَنَ بِتَوْبَةِ اللَّهِ عَلَيْنَا، وَكَانَ إِذَا اسْتَبْشَرَ اسْتَنَارَ وَجْهُهُ حَتَّى كَأَنَّهُ قِطْعَةٌ مِنَ الْقَمَرِ، وَكُنَّا أَيُّهَا الثَّلَاثَةُ الَّذِينَ خُلِّفُوا عَنِ الْأَمْرِ الَّذِي قُبِلَ مِنْ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ اعْتَذَرُوا حِينَ أَنْزَلَ اللَّهُ لَنَا التَّوْبَةَ، فَلَمَّا ذُكِرَ الَّذِينَ كَذَبُوا رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم مِنَ الْمُتَخَلِّفِينَ وَاعْتَذَرُوا بِالْبَاطِلِ، ذُكِرُوا بِشَرِّ مَا ذُكِرَ بِهِ أَحَدٌ قَالَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ (يَعْتَذِرُونَ إِلَيْكُمْ إِذَا رَجَعْتُمْ إِلَيْهِمْ قُلْ لَا تَعْتَذِرُوا لَنْ نُؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّأَنَا اللَّهُ مِنْ أَخْبَارِكُمْ وَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ) الآية

ترجمہ۔ مجھ سے محمد بن نیشاپوری نے بیان کیا (یا محمد بن یحییٰ ذہلی نے) کہا ہم سے احمد بن ابی شعیب نے' کہا ہم سے موسیٰ بن اعین نے' کہا ہم سے اسحاق بن راشد نے' ان سے زہری نے بیان کیا' کہا مجھ کو عبدالرحمٰن ابن عبداللہ بن

کعب بن مالک نے خبر دی' انہوں نے اپنے والد سے' انہوں نے کہا' میں نے اپنے والد کعب بن مالک سے سنا' وہ ان تینوں میں سے ایک شخص تھے' جن کا قصور اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا تھا۔ میرے والد کہتے تھے' میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر کسی لڑائی میں پیچھے نہ رہا' ایک غزوہ عسرہ (جنگ تبوک) اور ایک غزوہ بدر میں البتہ رہ گیا' سو میں نے اپنی پکی نیت یہ کر لی' کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کے وقت مدینہ تشریف لائیں گے میں یہی کہوں گا' جو سچ ہے اور آپ اکثر جب سفر سے تشریف لاتے تو چاشت کے وقت (کچھ دن چڑھے) شہر میں آتے پہلے مسجد میں جاتے وہاں ایک دوگانہ پڑھتے۔ خیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو منع کر دیا' کہ مجھ سے اور میرے دونوں ساتھیوں (ہلال اور مرارہ) سے کوئی بات نہ کرے' ہم تینوں کے سوا اور لوگ جو پیچھے رہ گئے تھے' ان کے لیے یہ حکم نہیں دیا' اب لوگوں نے ہم سے بات چیت کرنا چھوڑ دی' میں اسی حال میں رہا' یہاں تک کہ زندگی دوبھر ہو گئی' مجھ کو بڑی فکر یہ تھی کہ کہیں میں مر جاؤں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے جنازے پر نماز بھی نہ پڑھیں' یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو جائے اور میں (تمام عمر) اسی مصیبت میں مبتلا رہوں کوئی مجھ سے بات چیت نہ کرے مروں تو نماز تک نہ پڑھے' آخر (پچاس راتیں گذرنے پر) اللہ تعالیٰ نے ہماری معافی کا حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا' اس وقت تہائی رات باقی رہی تھی اور آپ بی بی (ام المومنین) ام سلمہ کے گھر میں تھے' بی بی ام سلمہؓ میری بھلائی کے فکر میں تھیں اور میری مدد کرنا چاہتی تھیں۔ خیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا' ام سلمہ کعب بن مالکؓ کی توبہ قبول ہو گئی' انہوں نے کہا میں کعبؓ کو مبارک باد کہلا بھیجوں آپ نے فرمایا (اتنی رات کو) لوگ ہجوم کر آئیں گے تمہاری نیند کو بھی خراب کر دیں گے' جب آپ نے صبح کی نماز پڑھی تو اس توبہ قبول ہونے کی لوگوں کو خبر دی' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قاعدہ تھا' آپ کو جب خوشی ہوتی تو آپ کا مبارک چہرہ چمکنے لگتا گویا چاند کا ایک ٹکڑا ہے۔ اور ہم تین آدمی جن کا ذکر قرآن میں ہے' کہ وہ پیچھے ڈال دیے گئے (یعنی ہماری نسبت کوئی حکم نہیں ہوا) جب اللہ تعالیٰ نے ہماری معافی کا حکم اتارا پھر ان کا بھی ذکر آیا جو جہاد سے پیچھے رہ گئے تھے جنہوں نے جھوٹے بہانے کیے تھے' تو ان کا ذکر بہت بری طرح سے کیا گیا' ویسا برا ذکر اللہ تعالیٰ نے کسی کا نہیں کیا' فرمایا' یعتذرون الیکم اذا رجعتم الیھم قل لا تعتذروا لن نؤمن لکم قد نبانا اللہ من اخبار کم و سیری اللہ عملکم ورسولہ اخیر تک

باب يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ

← حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حِينَ تَخَلَّفَ عَنْ قِصَّةِ تَبُوكَ فَوَاللَّهِ مَا أَعْلَمُ أَحَدًا أَبْلاَهُ اللَّهُ فِي صِدْقِ الْحَدِيثِ أَحْسَنَ مِمَّا أَبْلاَنِي، مَا تَعَمَّدْتُ مُنْذُ ذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِلَى يَوْمِي هَذَا كَذِبًا، وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى رَسُولِهِ صلی اللہ علیہ وسلم (لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ) إِلَى قَوْلِهِ (وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ)

ترجمہ۔ ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث بن سعد نے' انہوں نے عقیل سے' انہوں نے ابن

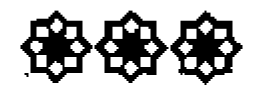
شہاب سے' انہوں نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک سے کہ عبداللہ بن کعب نے جو اپنے والد کعب بن مالک کو کھینچ کر چلایا کرتے تھے۔ یوں کہا میں نے کعب بن مالک سے سنا' وہ غزوہ تبوک سے پیچھے رہ جانے کا قصہ بیان کرتے تھے کہتے تھے' اللہ کی قسم میں نہیں جانتا اللہ نے کسی شخص کو سچ کہنے کی توفیق دے کر اس پر اتنا احسان کیا ہو جیسا مجھ پر کیا۔ میں نے اس زمانہ سے جب میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مقدمہ میں سچ سچ عرض کیا' اب تک قصداً" کبھی جھوٹ نہیں بولا اور اللہ تعالیٰ نے (اسی باب میں) یہ آیت اتاری لقد تاب اللہ علی النبی والمهاجرين وكونوا مع الصادقين تک۔

باب قَوْلِهِ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ مِنَ الرَّأْفَةِ

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ السَّبَّاقِ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيَّ رضي الله عنه وَكَانَ مِمَّنْ يَكْتُبُ الْوَحْيَ قَالَ أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ مَقْتَلَ أَهْلِ الْيَمَامَةِ وَعِنْدَهُ عُمَرُ ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّ عُمَرَ أَتَانِي فَقَالَ إِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِالنَّاسِ ، وَإِنِّي أَخْشَى أَنْ يَسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَّاءِ فِي الْمَوَاطِنِ فَيَذْهَبَ كَثِيرٌ مِنَ الْقُرْآنِ ، إِلَّا أَنْ تَجْمَعُوهُ ، وَإِنِّي لَأَرَى أَنْ تَجْمَعَ الْقُرْآنَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ قُلْتُ لِعُمَرَ كَيْفَ أَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ عُمَرُ هُوَ وَاللَّهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِي فِيهِ حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ لِذَلِكَ صَدْرِي ، وَرَأَيْتُ الَّذِي رَأَى عُمَرُ قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَعُمَرُ عِنْدَهُ جَالِسٌ لَا يَتَكَلَّمُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ وَلَا نَتَّهِمُكَ ، كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَتَتَبَّعِ الْقُرْآنَ فَاجْمَعْهُ فَوَاللَّهِ لَوْ كَلَّفَنِي نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ أَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا أَمَرَنِي بِهِ مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ قُلْتُ كَيْفَ تَفْعَلَانِ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ هُوَ وَاللَّهِ خَيْرٌ ، فَلَمْ أَزَلْ أُرَاجِعُهُ حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ اللَّهُ لَهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ ، فَقُمْتُ فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْآنَ أَجْمَعُهُ مِنَ الرِّقَاعِ وَالْأَكْتَافِ وَالْعُسُبِ وَصُدُورِ الرِّجَالِ ، حَتَّى وَجَدْتُ مِنْ سُورَةِ التَّوْبَةِ آيَتَيْنِ مَعَ خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ ، لَمْ أَجِدْهُمَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهِ (لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ) إِلَى آخِرِهِمَا ، وَكَانَتِ الصُّحُفُ الَّتِي جُمِعَ فِيهَا الْقُرْآنُ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ ، ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ ، ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ تَابَعَهُ عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ وَاللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَقَالَ مَعَ أَبِي خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ وَقَالَ مُوسَى عَنْ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ مَعَ أَبِي خُزَيْمَةَ وَتَابَعَهُ يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ وَقَالَ أَبُو ثَابِتٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ وَقَالَ مَعَ خُزَيْمَةَ ، أَوْ أَبِي خُزَيْمَةَ

ترجمہ۔ ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' انہوں نے زہری سے' کہا مجھ کو عبید بن سباق نے خبر دی' انہوں نے کہا' زید بن ثابت جو قرآن لکھنے والوں میں سے تھے' وہ کہتے تھے۔ جب (۱۱ ہجری میں) یمامہ کی لڑائی میں (جو مسیلمہ کذاب سے ہوئی تھی) بہت سے صحابہ مارے گئے' تو ابوبکر صدیقؓ نے مجھ کو بلا بھیجا' اس وقت حضرت عمرؓ بھی ان کے پاس موجود تھے' میں گیا تو ابوبکر کہنے لگے' عمر میرے پاس آئے کہنے لگے' یمامہ کی لڑائی میں بہت سے مسلمان مارے گئے اور میں ڈرتا ہوں اسی طرح لڑائیوں میں اور قاری بھی مارے جائیں تو بہت سا قرآن دنیا سے اٹھ

جائے گا' اگر قرآن کو ایک جگہ جمع کرا دو تو یہ ڈر نہ رہے گا' میری رائے تو یہ ہے کہ تم قرآن کو جمع کرا دو۔
ابوبکر نے کہا میں نے عمرؓ کو یہ جواب دیا بھلا میں وہ کام کیسے کروں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔ عمرؓ کہنے لگے اللہ کی قسم یہ اچھا کام ہے اور بار بار یہی کہتے رہے' یہاں تک کہ اللہ نے میرے دل میں بھی ڈال دیا کہ (یہ کام اچھا ہے) اور میں عمرؓ کی رائے سے موافق ہو گیا' زید بن ثابت نے کہا' عمرؓ یہ تقریر سنتے رہے اور خاموش بیٹھے رہے' پھر ابوبکرؓ نے مجھ سے کہا' دیکھو تم جوان عقلمند آدمی ہو اور ہم تم کو سچا جانتے ہیں' تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں بھی قرآن لکھا کرتے تھے اب ایسا کرو قرآن کو (جابجا) تلاش کر و اور سب اکٹھا کرو۔ زید بن ثابت کہتے ہیں اگر ابوبکرؓ مجھ کو پہاڑ ڈھونڈنے کو کہتے تو مجھ کو اتنا مشکل معلوم نہ ہوتا جتنا قرآن جمع کرنا معلوم ہوا' آخر میں کہہ اٹھا تم دونوں ایسا کام کرتے ہو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔ ابوبکرؓ نے کہا اللہ کی قسم یہ اچھا کام ہے پھر میں ان سے بڑا انکار کرتا رہا' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ بھی کھول دیا' جیسے اللہ تعالیٰ نے ابوبکرؓ اور عمرؓ کا سینہ کھول دیا تھا (میں بھی اس کام کو اچھا سمجھنے لگا) خیر میں اٹھا قرآن کی تلاش شروع کی' کہیں پرچوں پر لکھا ہوا' کہیں مونڈھے کی ہڈیوں پر کہیں کھجور کی ڈالیوں پر لوگوں کو بھی یاد تھا' یہاں تک کہ میں نے سورہ توبہ کی دو آیتیں خزیمہ بن ثابت انصاری کے سوا اور کہیں نہ پائیں' یعنی لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیه ماعنتم حریص علیکم ۔آخیر تک پھر یہ مصحف جس میں قرآن جمع کیا گیا' ابوبکرؓ صدیق کی زندگی تک ان کے پاس رہا پھر حضرت عمر کی زندگی تک ان کے پاس رہا۔ ان کی وفات کے بعد ام المومنین حضرت حفصہؓ کو ملا' شعیب کے ساتھ اس حدیث کو عثمان بن عمر اور لیث بن سعد نے بھی یونس سے' انہوں نے ابن شہاب سے روایت کیا' اور لیث نے کہا مجھ سے عبدالرحمن بن خالد نے بیان کیا' انہوں نے ابن شہاب سے روایت کی اس میں (خزیمہ کے بدل) ابوخزیمہ انصاری ہے اور موسیٰ نے ابراہیم سے روایت کی' کہا ہم سے ابن شہاب نے بیان کیا' اس روایت میں بھی ابوخزیمہ ہے۔ موسیٰ بن اسماعیل کے ساتھ اس حدیث کو یعقوب بن ابراہیم نے بھی اپنے والد ابراہیم بن سعد سے روایت کیا اور ابو ثابت محمد بن عبداللہ مدنی نے کہا' ہم سے ابراہیم نے بیان کیا' اس روایت میں شک کے ساتھ خزیمہ یا ابوخزیمہ مذکور ہے۔



سورة یونس

باب وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (فَاخْتَلَطَ) فَنَبَتَ بِالْمَاءِ مِنْ كُلِّ لَوْنٍ

وَ (قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ هُوَ الْغَنِيُّ) وَقَالَ زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ (أَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ) مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وسلم وَقَالَ مُجَاهِدٌ خَيْرٌ يُقَالُ (تِلْكَ آيَاتُ) يَعْنِي هَذِهِ أَعْلَامُ الْقُرْآنِ وَمِثْلُهُ (حَتّٰى إِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِمْ) الْمَعْنَى بِكُمْ (دَعْوَاهُمْ) دُعَاؤُهُمْ (أُحِيطَ بِهِمْ) دَنَوْا مِنَ الْهَلَكَةِ (أَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ) فَاتَّبَعَهُمْ وَأَتْبَعَهُمْ وَاحِدٌ (عَدْوًا) مِنَ الْعُدْوَانِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ (يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ) قَوْلُ الْإِنْسَانِ لِوَلَدِهِ وَمَالِهِ إِذَا غَضِبَ اللّٰهُمَّ لَا تُبَارِكْ فِيهِ وَالْعَنْهُ (لَقُضِيَ إِلَيْهِمْ أَجَلُهُمْ) لَأُهْلِكَ مَنْ دُعِيَ عَلَيْهِ وَلَأَمَاتَهُ (لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَى) مِثْلُهَا حُسْنَى (وَزِيَادَةٌ) مَغْفِرَةٌ (الْكِبْرِيَاءُ) الْمُلْكُ

ابن عباس نے کہا فاختلط به نبات لارض اس کا معنی یہ ہے کہ پانی برسنے کی وجہ سے زمین سے ہر قسم کا سبزہ اگا (یعنی گیہوں جو دوسرے اناج) وقالوا اتخذ الله ولدا سبحانه هو الغنی کی تفسیر اور زید بن اسلم نے کہا قدم صدق سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں اور مجاہد نے کہا بھلائی مراد ہے تلک ایات میں تلک جو حاضر کے لیے ہے مراد اس سے غائب ہے یعنی یہ قرآن کی نشانیاں ہیں جیسے حتی اذا کنتم فی الفلک وجرین بهم میں بہم سے بکم مراد ہے (یعنی غائب سے حاضر مراد ہے) دعوهم ان کی دعا احیط بهم ہلاکت کے نزدیک پہنچے جیسے احاطت به خطیه یعنی گناہوں نے اس کو سب طرف سے گھیر لیا۔ فاتبعهم (جو حسن کی قرات ہے) اور فاتبعهم (جو مشہور قرات ہے) دونوں کے معنی ایک ہیں عدوا عدوان سے نکلا ہے (یعنی شرارت اور حرام زدگی ہے) اور مجاہد نے کہا ولو یعجل الله للناس الشر استعجالهم بالخیر سے مقصود یہ ہے کہ آدمی جو غصے میں اپنی اولاد یا مال کو کوستا ہے کہتا ہے یا اللہ اس میں برکت نہ کیجیو یا اللہ اس پر لعنت کر لقضی الیهم اجلهم یعنی جس کو کوستا ہو وہ تباہ ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو مار ڈالتا ہے۔ للذین احسنوا الحسنی وزیادة میں مجاہد نے کہا زیادہ سے مغفرت اور اللہ کی رضا مندی مراد ہے۔ دوسرے لوگوں نے کہا وزیادہ سے اللہ کا دیدار مراد ہے الکبریاء سلطنت اور بادشاہی۔

باب وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ الْبَحْرَ فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ

وَجُنُودُهُ بَغْيًا وَعَدْوًا حَتّٰى إِذَا أَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ آمَنْتُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا الَّذِي آمَنَتْ بِهِ بَنُو إِسْرَائِيلَ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ) (نُنَجِّيكَ) نُلْقِيكَ عَلَى نَجْوَةٍ مِنَ الْأَرْضِ ، وَهُوَ النَّشْزُ الْمَكَانُ الْمُرْتَفِعُ

فرعون کا ایمان لانا معتبر ہے یا نہیں؟

ابوبکر باقلانی، بعض حنابلہ، ملا جامی وغیرہ کہتے ہیں کہ فرعون کا ایمان لانا معتبر تھا۔ لیکن فرعون کے ایمان کا قول تمام نصوص اور آیات کے ظاہر کے خلاف ہے۔ فرعون حالتِ غرغرہ میں ایمان لایا تھا اور ایسی حالت میں ایمان لانا معتبر نہیں ہے۔ قرآن مجید کی سورۃ نساء آیت نمبر ۱۸، سورۃ مؤمن آیت نمبر ۸۵،۸۴ میں اس کی تصریح موجود ہے اور ترمذی شریف میں حدیث پاک کے الفاظ ہیں: "ان اللّٰہ یقبل توبة العبد مالم یغرغر" بہرحال محققین اور جمہور امت کا قول یہی ہے کہ فرعون کا ایمان معتبر نہیں ہے۔

نُنجیک: نُلقیک علیٰ نجوةٍ من الارض، وھو النّشر: المکان المُرتفع

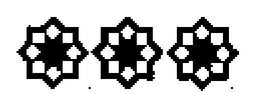
آیت میں ہے "فالیوم ننجیک ببدنک لتکون لمن خلفک آیة" بنی اسرائیل کو شبہ تھا کہ فرعون مرا بھی ہے یا نہیں؟ اللہ تعالیٰ نے اس کی لاش کو سمندر میں سے اُچھال کر زمین کے ایک اونچے ٹیلے پر پہنچا دیا، وہاں وہ مرا ہوا پڑا تھا، ناک ٹیڑھی ہوگئی تھی اور منہ کی ہیئت اور شکل بگڑ کر مسخ ہوگئی تھی۔ بنی اسرائیل نے جب دیکھا تو انہیں اطمینان ہوا۔

نجوہ کے معنی بیان کیے: اونچی جگہ، ٹیلہ، اسی کو نشز بھی کہتے ہیں۔ پھر "نشز" کی تفسیر "المکان المرتفع" سے کی ہے۔

مشہور یہ ہے کہ فرعون کی لاش آج تک قاہرہ کے عجائب گھر میں محفوظ ہے مگر یہ یقین سے نہیں کہا جاسکتا کہ یہ وہی فرعون ہے جس کا مقابلہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوا تھا یا کوئی دوسرا فرعون ہے کیونکہ لفظ فرعون کسی ایک شخص کا نام نہیں۔ اس زمانہ میں مصر کے ہر بادشاہ کو فرعون کا نام دیا جاتا تھا۔

← حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم الْمَدِينَةَ وَالْيَهُودُ تَصُومُ عَاشُورَاءَ فَقَالُوا هَذَا يَوْمٌ ظَهَرَ فِيهِ مُوسَى عَلَى فِرْعَوْنَ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم لِأَصْحَابِهِ أَنْتُمْ أَحَقُّ بِمُوسَى مِنْهُمْ، فَصُومُوا

ترجمہ۔ مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے، کہا ہم سے شعبہ نے، انہوں نے ابوبشر سے، انہوں نے سعید بن جبیر سے، انہوں نے ابن عباسؓ سے، انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ میں تشریف لائے تو اس وقت یہودی عاشورے کا روزہ رکھا کرتے تھے اور کہنے لگے یہ وہ دن ہے جب موسیٰ کو فرعون پر غلبہ ہوا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر اپنے اصحابؓ سے فرمایا، تم کو موسیٰ سے بہ نسبت یہود کے زیادہ تعلق ہے تم بھی اس دن روزہ رکھو۔



سورۃ ھُودٍ

وَقَالَ أَبُو مَيْسَرَةَ الأَوَّاهُ الرَّحِيمُ بِالْحَبَشِيَّةِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (بَادِئَ الرَّأْيِ) مَا ظَهَرَ لَنَا وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْجُودِيُّ جَبَلٌ بِالْجَزِيرَةِ وَقَالَ الْحَسَنُ (إِنَّكَ لَأَنْتَ الْحَلِيمُ) يَسْتَهْزِئُونَ بِهِ . وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (أَقْلِعِي) أَمْسِكِي (عَصِيبٌ) شَدِيدٌ (لاَ جَرَمَ) بَلَى (وَفَارَ التَّنُّورُ) نَبَعَ الْمَاءُ وَقَالَ عِكْرِمَةُ وَجْهُ الأَرْضِ

ابومیسرہ عمرو بن شرجیل نے کہا' اواہ حبشی زبان میں مہربان رحم دل کو کہتے ہیں اور ابن عباسؓ نے کہا' بادی الرای کا معنی جو ہم کو ظاہر ہوا' اور مجاہد نے کہا' جودی ایک پہاڑ ہے (اس) جزیرے میں (جو دجلہ اور فرات کے بیچ میں موصل کی قریب ہے) اور امام حسن بصری نے کہا' انک لانت الحلیم یہ کافروں نے (حضرت شعیب کو) ٹھٹے کی راہ سے کہا تھا' اور ابن عباسؓ نے کہا اقلعی کا معنی تھم جا' عصیب کا معنی سخت لاجرم کا معنی کیوں نہیں (یعنی ضرور ہے) وفار التنور کا معنی پانی پھوٹ نکلا' عکرمہ نے کہا' تنور سطح زمین کو کہتے ہیں۔

باب أَلاَ إِنَّهُمْ يَثْنُونَ صُدُورَهُمْ لِيَسْتَخْفُوا مِنْهُ

أَلاَ حِينَ يَسْتَغْشُونَ ثِيَابَهُمْ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ. وَقَالَ غَيْرُهُ (وَحَاقَ) نَزَلَ ، يَحِيقُ يَنْزِلُ يَئُوسٌ فَعُولٌ مِنْ يَئِسْتُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ (تَبْتَئِسْ) تَحْزَنْ (يَثْنُونَ صُدُورَهُمْ) شَكٌّ وَامْتِرَاءٌ فِي الْحَقِّ (لِيَسْتَخْفُوا مِنْهُ) مِنَ اللَّهِ إِنِ اسْتَطَاعُوا

شانِ نزول آیت

ترجمۃ الباب

ترجمۃ الباب والی آیت کے مختلف شانِ نزول بیان کیے گئے ہیں۔ یہاں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے بعض حضرات پر حیاء کا اس قدر غلبہ ہوا کہ استنجاء اور جماع وغیرہ ضرورت بشری کے وقت بدن کے کسی حصہ کو برہنہ کرنے سے شرماتے تھے کہ اللہ جل شانہ ان کو دیکھ رہا ہے جس کی وجہ سے وہ جھکے جاتے اور شرمگاہ کو چھپانے کے لیے سینہ کو دھرا کیے دیتے تھے اور اوپر سے چادر یا کپڑا ڈال لیتے تا کہ اللہ کے سامنے کشفِ عورت نہ ہونے پائے۔ اللہ تعالیٰ نے اس قسم کے تکلفات کو اختیار کرنے سے منع فرمایا۔

اس تفسیر کے مطابق تو یہ آیت مسلمانوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ لیکن دوسرے بعض مفسرین کا خیال ہے کہ یہ

آیت کفار اور مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ کفار اور مشرکین کا رد یہ یہ تھا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بات کو سننے کے لیے تیار نہ تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دور سے آتے دیکھتے تو سینے کا رُخ پھیر لیتے یا کپڑے کی اوٹ میں منہ چھپا لیتے یا تمسخر کے طور پر اپنے سروں اور سینوں کو نیچے جھکا لیتے۔ اسی طرح مسلمانوں کے خلاف کفار جب منصوبے بناتے تو جھک جاتے جھک کر اور سینوں کو کپڑے میں لپیٹ کر باتیں کرتے تاکہ کہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں کو علم نہ ہو جائے۔

اللہ جل شانہ نے آیت کریمہ نازل فرمائی کہ وہ ان کی سب حرکتوں سے واقف ہیں۔ حتیٰ کہ وہ اُن کے دل کے بھیدوں اور پوشیدہ باتوں سے بھی بخوبی واقف ہیں۔

چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "یثنون صدورھم" کے بعد "شک وامتراء فی الحق" کا اضافہ کر کے اسی دوسرے شان نزول کی طرف اشارہ کیا ہے۔ "شک وامتراء" "یثنون صدورھم" کی تفسیر نہیں بلکہ کفار و مشرکین کے اس فعل کے لیے بطور علت بیان کیا ہے کہ یہ لوگ اس طرح کی جو حرکتیں کرتے ہیں یہ حق میں "شک وامتراء" کی وجہ سے کرتے ہیں۔

⬅ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقْرَأُ (أَلَا إِنَّهُمْ تَثْنَوْنِي صُدُورُهُمْ) قَالَ سَأَلْتُهُ عَنْهَا فَقَالَ أُنَاسٌ كَانُوا يَسْتَحْيُونَ أَنْ يَتَخَلَّوْا فَيُفْضُوا إِلَى السَّمَاءِ ، وَأَنْ يُجَامِعُوا نِسَاءَهُمْ فَيُفْضُوا إِلَى السَّمَاءِ ، فَنَزَلَ ذَلِكَ فِيهِمْ

ترجمہ۔ ہم سے حسن بن محمد بن صباح نے بیان کیا' کہا ہم سے حجاج بن محمد بن اعور نے کہ ابن جریج نے کہا مجھ کو محمد بن عبید بن جعفر نے خبر دی' انہوں نے ابن عباس سے سنا' وہ آیت پڑھتے تھے الا انھم تثنونی صدورھم میں نے پوچھا یہ آیت کس باب میں اتری انہوں نے کہا کچھ لوگ ننگے ہو کر پاخانہ پھرنے میں آسمان کی طرف ستر کھولنے میں (پروردگار سے) شرماتے تھے' اسی طرح صحبت کرتے وقت آسمان کی طرف ستر کھولنے سے شرماتے تھے (شرم کے مارے جھکے جاتے تھے) اسی باب میں یہ آیت اتری۔

⬅ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَأَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَرَأَ (أَلَا إِنَّهُمْ تَثْنَوْنِي صُدُورُهُمْ) قُلْتُ يَا أَبَا الْعَبَّاسِ مَا تَثْنَوْنِي صُدُورُهُمْ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ يُجَامِعُ امْرَأَتَهُ فَيَسْتَحِي أَوْ يَتَخَلَّى فَيَسْتَحِي فَنَزَلَتْ (أَلَا إِنَّهُمْ يَثْنُونَ صُدُورَهُمْ)

ترجمہ۔ مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم کو ہشام نے خبر دی' انہوں نے ابن جریج (مجھ کو اوروں نے بھی) اور محمد بن عباد بن جعفر نے بھی خبر دی' کہ عبداللہ بن عباس نے یہ آیت پڑھی الا انھم یثنون صدورھم محمد بن عبادہ نے کہا ابوالعباس (یہ ابن عباس کی کنیت ہے) یثنون صدورھم کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے کہا ہوا یہ کہ بعضے لوگ اپنی عورتوں سے صحبت کرنے میں یا بیت الخلا میں ننگے ہونے سے شرماتے (یہ خیال کر کے کہ پروردگار دیکھ رہا ہے) اس وقت یہ آیت اتری الا انھم یثنون صدورھم۔

⬅ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ قَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ (أَلَا إِنَّهُمْ يَثْنُونَ صُدُورَهُمْ لِيَسْتَخْفُوا مِنْهُ أَلَا حِينَ يَسْتَغْشُونَ ثِيَابَهُمْ) وَقَالَ غَيْرُهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (يَسْتَغْشُونَ) يُغَطُّونَ رُءُوسَهُمْ (سِيءَ بِهِمْ) سَاءَ ظَنُّهُ بِقَوْمِهِ

(وَضَاقَ بِهِمْ) بِأَضْيَافِهِ (بِقِطْعٍ مِنَ اللَّيْلِ) بِسَوَادٍ وَقَالَ مُجَاهِدٌ (أُنِيبُ) أَرْجِعُ

ترجمہ۔ ہم سے (عبداللہ بن زبیر) حمیدی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے' کہا ہم سے عمرو بن دینار نے' انہوں نے کہا ابن عباس نے یہ آیت پڑھی الاانہم یثنون صدورھم لیستخفوا منہ الاحین یستغشون ثیابھم عمرو بن دینار کے سوا اوروں نے بھی ابن عباس سے یوں نقل کیا یستغشون یعنی اپنے سر ڈھانپ لیتے ہیں سیٓی بھم اپنی قوم سے بدگمان ہوا وضاق بھم یعنی اپنے مہمانوں کو دیکھ کر رنجیدہ ہوا بقطع من اللیل یعنی رات کو سیاہی میں اور مجاہد نے کہا انیب کا معنی رجوع کرتا ہوں' متوجہ ہوتا ہوں۔

باب قَوْلِهِ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْفِقْ أُنْفِقْ عَلَيْكَ وَقَالَ يَدُ اللَّهِ مَلْأَى لَا تَغِيضُهَا نَفَقَةٌ ، سَحَّاءُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَقَالَ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ فَإِنَّهُ لَمْ يَغِضْ مَا فِي يَدِهِ ، وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ ، وَبِيَدِهِ الْمِيزَانُ يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ (اعْتَرَاكَ) افْتَعَلْتَ مِنْ عَرَوْتُهُ أَيْ أَصَبْتُهُ ، وَمِنْهُ يَعْرُوهُ وَاعْتَرَانِي (آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا) أَيْ فِي مِلْكِهِ وَسُلْطَانِهِ عَنِيدٌ وَعَنُودٌ وَعَانِدٌ وَاحِدٌ ، هُوَ تَأْكِيدُ التَّجَبُّرِ ، (اسْتَعْمَرَكُمْ) جَعَلَكُمْ عُمَّارًا ، أَعْمَرْتُهُ الدَّارَ فَهِيَ عُمْرَى جَعَلْتُهَا لَهُ (نَكِرَهُمْ) وَأَنْكَرَهُمْ وَاسْتَنْكَرَهُمْ وَاحِدٌ (حَمِيدٌ مَجِيدٌ) كَأَنَّهُ فَعِيلٌ مِنْ مَاجِدٍ مَحْمُودٌ مِنْ حَمِدَ سِجِّيلٌ الشَّدِيدُ الْكَبِيرُ سِجِّيلٌ وَسِجِّينٌ وَاللَّامُ وَالنُّونُ أُخْتَانِ ، وَقَالَ تَمِيمُ بْنُ مُقْبِلٍ

وَرَجْلَةٍ يَضْرِبُونَ الْبَيْضَ ضَاحِيَةً ضَرْبًا تَوَاصَى بِهِ الْأَبْطَالُ سِجِّينَا

(وَإِلَى مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا) إِلَى أَهْلِ مَدْيَنَ لِأَنَّ مَدْيَنَ بَلَدٌ ، وَمِثْلُهُ (وَاسْأَلِ الْقَرْيَةَ) وَاسْأَلِ (الْعِيرَ) يَعْنِي أَهْلَ الْقَرْيَةِ (وَأَصْحَابَ) الْعِيرِ (وَرَاءَكُمْ ظِهْرِيًّا) يَقُولُ لَمْ تَلْتَفِتُوا إِلَيْهِ ، وَيُقَالُ إِذَا لَمْ يَقْضِ الرَّجُلُ حَاجَتَهُ ظَهَرْتَ بِحَاجَتِي وَجَعَلْتَنِي ظِهْرِيًّا ، وَالظِّهْرِيُّ هَا هُنَا أَنْ تَأْخُذَ مَعَكَ دَابَّةً أَوْ وِعَاءً تَسْتَظْهِرُ بِهِ (أَرَاذِلُنَا) سُقَّاطُنَا (إِجْرَامِي) هُوَ مَصْدَرٌ مِنْ أَجْرَمْتُ وَبَعْضُهُمْ يَقُولُ جَرَمْتُ الْفُلْكُ وَالْفَلَكُ وَاحِدٌ وَهْيَ السَّفِينَةُ وَالسُّفُنُ (مُجْرَاهَا) مَدْفَعُهَا وَهُوَ مَصْدَرُ أَجْرَيْتُ ، وَأَرْسَيْتُ حَبَسْتُ وَيُقْرَأُ (مَرْسَاهَا) مِنْ رَسَتْ هِيَ ، وَ (مَجْرَاهَا) مِنْ جَرَتْ هِيَ وَ (مُجْرِيهَا وَمُرْسِيهَا) مِنْ فُعِلَ بِهَا ، الرَّاسِيَاتُ ثَابِتَاتٌ

ترجمہ۔ ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہ ہم کو شعیب نے خبر دی' کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا' انہوں نے اعرج سے' انہوں نے ابوہریرہؓ سے' کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اللہ تعالٰے ارشاد فرماتا ہے' (ارے آدمی) تو خرچ کر میں بھی تجھ پر خرچ کروں گا' (تجھ کو دوں گا) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اللہ تعالٰے کا ہاتھ بھرا ہوا ہے (اس کا خزانہ بے انتہا ہے) کتنا ہی خرچ ہو وہ کم نہیں ہوتا رات اور دن اس کا فیض جاری ہے اور یہ بھی فرمایا' دیکھو جب سے زمین اور آسمان بنے ہیں اس وقت سے جو اس نے خرچ کیا تو اس کے ہاتھ جو (خزانہ) تھا' وہ کچھ کم نہیں ہوا (آسمان اور زمین بننے سے پہلے) اس کا تخت پانی پر تھا اس کے ہاتھ میں (رزق کا) ترازو ہے' جس کے لیے چاہتا ہے

یہ ترازو جھکا دیتا ہے' جس کے لیے چاہتا ہے اٹھا دیتا ہے اعتراک باب افتعال سے ہے عروتہ سے یعنی میں نے اس کو پکڑ پایا' اسی سے ہے یعروہ (مضارع کا صیغہ) اور اعترانی اخذ بناصیتہا یعنی اس کی حکومت اور قبضہ قدرت میں ہے عنید اور عنود اور عاند سب کے لیے ایک ہی معنی ہیں (یعنی سرکش مخالف) اور یہ جبار کی تاکید ہے استعمر کم تم کو بسایا آباد کیا' عرب لوگ کہتے ہیں اعمرہ الدار فھی عمری یعنی یہ گھر میں نے اس کے عمر بھر کے لیے دے ڈالا انکرھم اور انکرھم اور استنکرھم سب کے ایک معنی ہیں (یعنی ان کو پرملک والا پردیسی سمجھا) حمید فعیل کے وزن پر ہے بمعنی محمود یعنی سراہا گیا اور مجید ماجد کے معنی میں ہے (یعنی کرم کرنے والا) سجیل اور سجین دونوں کے معنی سخت اور بڑا۔ لام اور نون بہنیں ہیں ایک دوسرے سے بدل جاتی ہیں تمیم بن مقبل شاعر کہتا ہے۔

وَرَجْلَةٍ يَضْرِبُونَ الْبَيْضَ ضَاحِيَةً ضَرْبًا تَوَاصَىٰ بِهِ الْأَبْطَالُ سِجِّينَا

اور مدین کی طرف ہم نے ان کے بھائی شعیب کو بھیجا یعنی مدین والوں کی طرف کیونکہ مدین ایک شہر تھا اسی طرح واسال القریۃ واسال العیر ہے یعنی اہل قریہ اور اہل عیر وراء کم ظھریا یعنی شعیب علیہ السلام نے فرمایا کہ تم اللہ کے حکم کی کوئی اہمیت نہیں دیتے۔ جب کوئی کسی کی ضرورت پوری نہ کرے تو کہتے ہیں ظھرت بحاجتی یا جعلتنی ظھریا اور ظہری اس موقع پر اس مفہوم کیلئے آیا ہے کہ کوئی اپنے ساتھ جانور یا برتن رکھے تاکہ (ضرورت کے وقت) اس سے کام لے۔ اراذلنا ای سقاطنا اجرامی اجرمت کا مصدر ہے اور بعض نے کہا ہے کہ جرمت کا ہے۔ الفلک اور الفلک ایک ہیں واحد میں بمعنی سفینہ (کشتی) اور (جمع میں) بمعنی سفن مجراہا ای مدفعہا یہ اریت کا مصدر ہے اور ارسیت ای حبست اور مرسہا رست السفینۃ سے مشتق ہے اور مجراہا جرت السفینۃ سے مشتق ہے نیز اس کی قرأت مجریھا ومرسیھا کی گئی ہے فعل بہا سے الراسیات ای ثابتات

بابٌ قَوْلِهِ وَيَقُولُ الْأَشْهَادُ هَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَىٰ رَبِّهِمْ أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ

وَاحِدُ الْأَشْهَادِ شَاهِدٌ مِثْلُ صَاحِبٍ وَأَصْحَابٍ

← حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ وَهِشَامٌ قَالَا حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ قَالَ بَيْنَا ابْنُ عُمَرَ يَطُوفُ إِذْ عَرَضَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَٰنِ أَوْ قَالَ يَا ابْنَ عُمَرَ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فِي النَّجْوَىٰ فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ يُدْنَى الْمُؤْمِنُ مِنْ رَبِّهِ وَقَالَ هِشَامٌ يَدْنُو الْمُؤْمِنُ حَتَّىٰ يَضَعَ عَلَيْهِ كَنَفَهُ ، فَيُقَرِّرُهُ بِذُنُوبِهِ تَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا يَقُولُ أَعْرِفُ ، يَقُولُ رَبِّ أَعْرِفُ مَرَّتَيْنِ ، فَيَقُولُ سَتَرْتُهَا فِي الدُّنْيَا وَأَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ ثُمَّ تُطْوَىٰ صَحِيفَةُ حَسَنَاتِهِ ، وَأَمَّا الْآخَرُونَ أَوِ الْكُفَّارُ فَيُنَادَىٰ عَلَىٰ رُءُوسِ الْأَشْهَادِ هَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَىٰ رَبِّهِمْ وَقَالَ شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ

ترجمہ۔ ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے یزید بن زریع نے' کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ نے' اور ہشام بن ابی عبداللہ دستوائی نے' کہا ہم سے قتادہ نے انہوں نے صفوان بن محرز سے' انہوں نے کہا' ایسا ہوا ایک بار عبداللہ بن عمرؓ طواف کر رہے تھے اتنے میں ایک شخص (نام نامعلوم) سامنے آیا کہنے لگا ابو عبدالرحمن یا ابن عمرؓ کیا تم نے آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم سے سرگوشی کے باب میں کچھ سنا ہے (جو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مومنوں سے کرے گا) انہوں نے کہا' میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آپ فرماتے تھے' مومن اپنے پروردگار کے نزدیک لایا جائے گا' ہشام نے یوں کہا کہ مومن اپنے پروردگار سے قریب ہو جائے گا یہاں تک کہ پروردگار اپنا ایک جانب اس پر رکھ دے گا' اس کے گناہ سب اس کو جتلائے گا' فرمائے گا فلاں گناہ تجھ کو معلوم ہے' مومن عرض کرے گا بے شک میرے پروردگار مجھ کو معلوم ہے' معلوم کیوں نہیں اس وقت پروردگار فرمائے گا' میں نے تیرا یہ گناہ دنیا میں چھپائے رکھا (لوگوں پر کھلنے نہ دیا) آج میں تجھ کو یہ گناہ معاف کیے دیتا ہوں' پھر اس کی نیکیوں کا دفتر لپیٹ دیا جائے گا' دوسرے لوگوں یا کافروں کا یہ حال ہوگا' تمام محشر والوں کے سامنے جو گواہ ہوں گے ان کے لیے یوں منادی ہوگی' یہی لوگ تو وہ ہیں جنہوں نے اللہ پر جھوٹ باندھا تھا' شیبان نے اس حدیث کو قتادہ سے یوں نقل کیا' ہم سے صفوان نے بیان کیا۔

باب قَوْلِهِ وَكَذَٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَى وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ

(الرِّفْدُ الْمَرْفُودُ) الْعَوْنُ الْمُعِينُ رَفَدْتُهُ أَعَنْتُهُ (تَرْكَنُوا) تَمِيلُوا (فَلَوْلَا كَانَ) فَهَلَّا كَانَ (أُتْرِفُوا) أُهْلِكُوا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (زَفِيرٌ وَشَهِيقٌ) شَدِيدٌ وَصَوْتٌ ضَعِيفٌ

"الرفد المرفود" ای العون المعین' رفدته ای اعنته "ترکنوا" ای تمیلوا "فلولا کان" ای فهلا کان "اترفوا" ای اهلکو. ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "زفیر وشهیر" یعنی تیز آواز اور ہلکی آواز۔

← حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رضى الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم إِنَّ اللَّهَ لَيُمْلِي لِلظَّالِمِ حَتَّى إِذَا أَخَذَهُ لَمْ يُفْلِتْهُ قَالَ ثُمَّ قَرَأَ (وَكَذَٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَى وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ)

ترجمہ۔ ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا' کہا ہم کو ابو معاویہ نے خبر دی' کہا ہم سے برید بن ابی بردہ نے' انہوں نے ابو بردہ سے' انہوں نے ابو موسیٰ سے' انہوں نے کہا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اللہ ظالم کو (چند روز دنیا میں) مہلت دیتا ہے پھر جب اس کو پکڑ لیتا ہے تو چھوڑتا نہیں ابو موسیٰ کہتے ہیں' پھر آپ نے یہ آیت پڑھی وکذلک اخذربک اذا اخذ القری وهی ظلمة ان اخذه الیم شدید۔

باب قَوْلِهِ (وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذَٰلِكَ ذِكْرَى لِلذَّاكِرِينَ

(وَزُلَفًا) سَاعَاتٍ بَعْدَ سَاعَاتٍ وَمِنْهُ سُمِّيَتِ الْمُزْدَلِفَةُ الزُّلَفُ مَنْزِلَةٌ بَعْدَ مَنْزِلَةٍ وَأَمَّا زُلْفَى فَمَصْدَرٌ مِنَ الْقُرْبَى ، ازْدَلَفُوا اجْتَمَعُوا (أَزْلَفْنَا) جَمَعْنَا

"زلفا" یعنی ایک وقت کے بعد دوسرا وقت' اسی سے مزدلفہ ہے۔ الزلف یعنی ایک منزل کے بعد دوسری منزل اور زلفی مصدر ہے۔ بمعنی

القربیٰ از دلفوا ای اجتمعوا' ازلفنا ای جمعنا

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ هُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رضی الله عنه أَنَّ رَجُلاً أَصَابَ مِنَ امْرَأَةٍ قُبْلَةً ، فَأَتَى رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَأُنْزِلَتْ عَلَيْهِ (وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذٰلِكَ ذِكْرَى لِلذَّاكِرِينَ) قَالَ الرَّجُلُ أَلِي هٰذِهِ قَالَ لِمَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ أُمَّتِي

ترجمہ۔ ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے یزید بن زریع نے' کہا ہم سے سلیمان تیمی نے' انہوں نے ابوعثمان سے' انہوں نے ابن مسعودؓ سے' انہوں نے کہا (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں) ایک شخص ابوالیسر یا نبہان یا عمرو بن غزیہ نے کیا کیا ایک (انصاری) عورت کا بوسہ لے لیا' پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا' اپنا گناہ بیان کیا' اس وقت یہ آیت اتری اقم الصّلٰوۃ طرفی النھار وزلفامن اللیل ان الحسنات یذھبن السّیّئات ذلک ذکری للذکرین اس شخص نے عرض کیا کیا یہ امر (نماز سے صغیرہ گناہ معاف ہو جانا) خاص میرے لیے ہے آپ نے فرمایا نہیں جو کوئی میری امت میں ایسا کرے۔

سورۃ یوسف

وَقَالَ فُضَيْلٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ (مُتَّكَأً) الْأُتْرُجُّ قَالَ فُضَيْلٌ الْأُتْرُجُّ بِالْحَبَشِيَّةِ مُتْكًا وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ رَجُلٍ عَنْ مُجَاهِدٍ مُتْكًا كُلُّ شَيْءٍ قُطِعَ بِالسِّكِّينِ وَقَالَ قَتَادَةُ (لَذُو عِلْمٍ) عَامِلٌ بِمَا عَلِمَ وَقَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ صُوَاعَ مَكُّوكُ الْفَارِسِيِّ الَّذِي يَلْتَقِي طَرَفَاهُ ، كَانَتْ تَشْرَبُ بِهِ الْأَعَاجِمُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (تُفَنِّدُونِ) تُجَهِّلُونِ وَقَالَ غَيْرُهُ غَيَابَةٌ كُلُّ شَيْءٍ غَيَّبَ عَنْكَ شَيْئًا فَهُوَ غَيَابَةٌ

وَالْجُبُّ الرَّكِيَّةُ الَّتِي لَمْ تُطْوَ (بِمُؤْمِنٍ لَنَا) بِمُصَدِّقٍ (أَشُدَّهُ) قَبْلَ أَنْ يَأْخُذَ فِي النُّقْصَانِ ، يُقَالُ بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغُوا أَشُدَّهُمْ ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ وَاحِدُهَا شَدٌّ ، وَالْمُتَّكَأُ مَا اتَّكَأْتَ عَلَيْهِ لِشَرَابٍ أَوْ لِحَدِيثٍ أَوْ لِطَعَامٍ وَأَبْطَلَ الَّذِي قَالَ الْأُتْرُجُّ ، وَلَيْسَ فِي كَلَامِ الْعَرَبِ الْأُتْرُجُّ ، فَلَمَّا احْتُجَّ عَلَيْهِمْ بِأَنَّهُ الْمُتَّكَأُ مِنْ نَمَارِقَ فَرُّوا إِلَى شَرٍّ مِنْهُ ، فَقَالُوا إِنَّمَا هُوَ الْمُتْكُ سَاكِنَةَ التَّاءِ ، وَإِنَّمَا الْمُتْكُ طَرَفُ الْبَظْرِ وَمِنْ ذٰلِكَ قِيلَ لَهَا مَتْكَاءُ وَابْنُ الْمَتْكَاءِ ، فَإِنْ كَانَ ثَمَّ أُتْرُجٌّ فَإِنَّهُ بَعْدَ الْمُتَّكَإِ (شَغَفَهَا) يُقَالُ إِلَى شِغَافِهَا وَهُوَ غِلَافُ قَلْبِهَا ، وَأَمَّا شَعَفَهَا فَمِنَ الْمَشْعُوفِ (أَصْبُ) أَمِيلُ (أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ) مَا لَا تَأْوِيلَ لَهُ ، وَالضِّغْثُ مِلْءُ الْيَدِ مِنْ حَشِيشٍ وَمَا أَشْبَهَهُ ، وَمِنْهُ (وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا) لَا مِنْ قَوْلِهِ (أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ) وَاحِدُهَا ضِغْثٌ (نَمِيرُ) مِنَ الْمِيرَةِ (وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيرٍ) مَا يَحْمِلُ بَعِيرٌ (أَوَى إِلَيْهِ) ضَمَّ إِلَيْهِ ، السِّقَايَةُ مِكْيَالٌ (تَفْتَأُ) لَا تَزَالُ (حَرَضًا) مُحْرَضًا ، يُذِيبُكَ الْهَمُّ (تَحَسَّسُوا) تَخَبَّرُوا (مُزْجَاةٍ) قَلِيلَةٍ (غَاشِيَةٌ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ) عَامَّةٌ مُجَلِّلَةٌ

اور فضیل بن عیاض بن موسیٰ (زاہد مشہور) نے حصین بن عبدالرحمٰن سے روایت کی' انہوں نے مجاہد سے' انہوں نے

کہا' متکاء کا معنی اترنج اور خود فضیل نے بھی کہا' کہ متکاء حبشی زبان میں ترنج کو کہتے ہیں اور سفیان بن عیینہ نے ایک شخص (نام نامعلوم) سے روایت کی' اس نے مجاہد سے انہوں نے کہا' متک وہ چیز جو چھری سے کاٹی جائے (میوہ ہو یا ترکاری) اور قتادہ نے کہا' ذوعلم کا معنی اپنے علم پر عمل کرنے والا اور سعید بن جبیر نے کہا' صواع ایک ماپ ہے جس کو مکوک فارسی بھی کہتے ہیں' یہ ایک گلاس کی طرح ہوتا ہے جس کے دونوں کنارے مل جاتے ہیں' عجم کے لوگ اس میں پانی پیا کرتے ہیں اور ابن عباسؓ نے کہا لو لا ان تفندون کا معنی مجھ کو جاہل نہ کہو تو دوسرے لوگوں نے کہا غیابته وہ چیز جو دوسری چیز کو چھپا دے غائب کر دے اور جب کچا کنواں جس کی بندش نہ ہوئی ہو وما انت بمومن لنا یعنی تو ہماری بات سچ ماننے والا نہیں اشدہ وہ عمر جو زمانہ انحطاط سے پہلے ہو (تیس سے چالیس برس تک) عرب لوگ کہتے ہیں بلغ اشدہ اور بلغوا اشدھم یعنی اپنی جوانی کی عمر کو پہنچا' یا پہنچے' بعضوں نے کہا' اشد جمع ہے شد کی متکاء مسند تکیہ جس پر تو پینے' کھانے' یا باتیں کرنے کے لیے ٹیکا دے اور جس نے یہ کہا کہ متکاء ترنج کو کہتے ہیں اس نے غلط کہا' عربی زبان میں متکا کے معنی بالکل ترنج کے نہیں آئے' جب اس شخص سے جو متکا کے معنی ترنج کہتا ہے اس کی دلیل بیان کی گئی کہ متکا مسند یا تکیہ کے کہتے تو اس سے بھی بدتر ایک بات کہنے لگا یعنی یہ لفظ متک ہے (بہ سکون تا) حالانکہ متک عربی زبان میں تنے کے کنارے کو کہتے ہیں (جہاں عورت کا ختنہ کرتے ہیں) اور یہی وجہ ہے کہ عورت کو (عربی زبان میں متکا (متک والی) اور آدمی کو متکا کا بیٹا کہتے ہیں' اگر بالفرض زلیخا نے ترنج بھی منگوا کر عورتوں کو دیا ہوگا' تو مسند تکیہ لگانے کے بعد دیا ہوگا۔ شغفھا یعنی اس کے دل کے شغاف (غلاف) میں اس کی محبت سما گئی ہے' بعضوں نے کہا' (شعفھا عین مہملہ سے) ہے' وہ مشعوف سے نکلا ہے۔ اصب کا معنی مائل ہو جاؤں گا' جھک پڑوں گا' اضغاث احلام پریشان خواب جس کی کچھ تعبیر نہ دی جا سکے' اصل میں اضغاث ضغث کی جمع ہے یعنی ایک مٹھی بھر گھانس تنکے وغیرہ اسی سے ہے (سورہ ص میں) خذ بیدک ضغثا یعنی اپنے ہاتھ میں سینکوں کا ایک مٹھا لے' اور اضغاث احلام میں ضغث کے یہ معنی مراد نہیں ہیں بلکہ پریشان خواب مراد ہے۔ نمیر میرہ سے نکلا ہے اس کا معنی کھانا' ونزداد کیل بعیر یعنی ایک اونٹ کا بوجھ اور زیادہ لائیں گے اوی الیه اپنے سے ملا لیا' (اپنے پاس بٹھا لیا) سقایه ایک ماپ تھا (جس سے غلہ ماپتے تھے) تفتا ہمیشہ رہو گے فلما استیاسوا جب ناامید ہو گئے و لا تایسوا من روح الله اللہ سے امید رکھو (اس کی رحمت سے ناامید نہ ہو) خلصوا نجیا الگ جا کر مشورہ کرنے لگے نجی کا معنی مشورہ کرنے والا اس کی جمع انجیه بھی آئی ہے' اسی سے ہے یتناجون یعنی مشورہ کر رہے ہیں۔

واحد نجی اور تثنیہ اور جمع نجی ہے اور انجیه بھی حرضا ای محرضا یعنی غم آپ کو گھلا دے گا۔

تحسنوا ای تخبروا مزجاة ای قلیلة غاشیة من عذاب الله یعنی ایسی سزا جو عام ہو اور سب ہی کیلئے ہو۔

باب قَوْلِهٖ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْکَ وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَيْکَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ

وَقَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما عَنِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم قَالَ الْكَرِيمُ بْنُ الْكَرِيمِ بْنِ الْكَرِيمِ بْنِ الْكَرِيمِ يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالصمد نے' انہوں نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار سے' انہوں نے اپنے والد سے' انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے' انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے' آپ ؐ نے فرمایا' عزت دار عزت دار کے بیٹے' عزت دار کے پوتے' عزت دار کے پرپوتے حضرت یوسف ہیں' یعقوب کے بیٹے وہ اسحاق کے بیٹے وہ ابراہیم کے بیٹے (سب پیغمبر تھے۔)

باب قَوْلِهِ لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ آيَاتٌ لِلسَّائِلِينَ

حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم أَيُّ النَّاسِ أَكْرَمُ قَالَ أَكْرَمُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاهُمْ قَالُوا لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْأَلُكَ قَالَ فَأَكْرَمُ النَّاسِ يُوسُفُ نَبِيُّ اللّٰهِ ابْنُ نَبِيِّ اللّٰهِ ابْنِ نَبِيِّ اللّٰهِ ابْنِ خَلِيلِ اللّٰهِ قَالُوا لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْأَلُكَ قَالَ فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْأَلُونِي قَالُوا نَعَمْ قَالَ فَخِيَارُكُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُكُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقِهُوا تَابَعَهُ أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ

ترجمہ۔ مجھ سے محمد بن سلام نے بیان کیا' کہا ہم کو عبدہ بن سلیمان نے خبر دی' انہوں نے عبداللہ عمری سے' انہوں نے سعید بن ابی سعید سے' انہوں نے ابوہریرہؓ سے' انہوں نے کہا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا' کون شخص لوگوں میں زیادہ عزت دار ہے؟ (یعنی اللہ کے نزدیک) آپ ؐ نے فرمایا' جو زیادہ پرہیزگار ہو۔ لوگوں نے کہا ہم یہ نہیں پوچھتے' آپ ؐ نے فرمایا' پھر تو سب سے زیادہ عزت دار (یعنی خاندان کے لحاظ سے) یوسف پیغمبر ہیں' پیغمبر کے بیٹے پیغمبر کے پوتے خلیل اللہ کے پرپوتے' انہوں نے کہا ہم یہ نہیں پوچھتے' آپ ؐ نے فرمایا' تم شاید عرب کے خاندانوں کو پوچھتے ہو' انہوں نے عرض کیا جی ہاں' آپ ؐ نے فرمایا' عربوں کا یہ حال ہے جو لوگ جاہلیت کے زمانہ میں اچھے (اور شریف) تھے وہی اسلام کے زمانہ میں بھی اچھے ہیں بشرطیکہ دین کی سمجھ حاصل کریں۔ عبدہ کے ساتھ اس حدیث کو ابواسامہ نے بھی عبیداللہ سے روایت کیا ہے۔

باب قَوْلِهِ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْرًا سَوَّلَتْ زَيَّنَتْ

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ وَحَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ الْأَيْلِيُّ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم حِينَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوا فَبَرَّأَهَا اللّٰهُ، كُلٌّ حَدَّثَنِي طَائِفَةً مِنَ الْحَدِيثِ قَالَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم إِنْ كُنْتِ بَرِيئَةً فَسَيُبَرِّئُكِ اللّٰهُ، وَإِنْ كُنْتِ أَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِي اللّٰهَ وَتُوبِي إِلَيْهِ قُلْتُ إِنِّي وَاللّٰهِ لَا أَجِدُ مَثَلًا إِلَّا أَبَا يُوسُفَ (فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ) وَأَنْزَلَ اللّٰهُ (إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ) الْعَشْرَ الْآيَاتِ

ترجمہ۔ ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا' کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے' انہوں نے صالح بن

کیسان سے' انہوں نے ابن شہاب سے' دوسری سند اور ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا' کہا ہم سے عبداللہ بن عمر نمیری نے' کہا ہم سے یونس بن یزید ایلی نے کہا' میں نے زہری سے سنا' کہا میں نے عروہ بن زبیر اور سعید بن مسیب اور علقمہ بن وقاص اور عبیداللہ بن عبداللہ سے' انہوں نے حضرت عائشہؓ پر تہمت لگانے کا قصہ بیان کیا' جب تہمت لگانے والوں نے ان پر تہمت لگائی' پھر اللہ تعالے نے ان کی پاکی ظاہر کردی' زہری کہتے ہیں ان چاروں شخصوں نے مجھ سے اس قصے کا کچھ کچھ ٹکڑا بیان کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت عائشہؓ سے) فرمایا' اگر تو پاک ہے تو اللہ تعالیٰ عنقریب تیری پاکی ظاہر کردے گا اور اگر تو آلودہ ہوگئی ہے (تجھ سے کچھ تقصیر ہوگئی ہے) تو اللہ سے بخشش مانگ' توبہ کر (اپنے قصور کا اقرار کرلے) حضرت عائشہؓ کہتی ہیں' میں نے آپ کو یہ جواب دیا' کہ اپنی مثال حضرت یوسفؑ کے والد کی طرح پاتی ہوں' عمدہ صبر کرنا' یہی بہتر معلوم ہوتا ہے اور جو تم کہہ رہے ہو اس پر اللہ ہی میری مدد کرنے والا ہے' پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں (سورہ نور کی) اتاریں ان الذین جاؤا بالافک دس آیتیں۔

← حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَسْرُوقُ بْنُ الْأَجْدَعِ قَالَ حَدَّثَتْنِي أُمُّ رُومَانَ وَهِيَ أُمُّ عَائِشَةَ قَالَتْ بَيْنَا أَنَا وَعَائِشَةُ أَخَذَتْهَا الْحُمَّى ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم لَعَلَّ فِي حَدِيثٍ تُحُدِّثَ قَالَتْ نَعَمْ وَقَعَدَتْ عَائِشَةُ قَالَتْ مَثَلِي وَمَثَلُكُمْ كَيَعْقُوبَ وَبَنِيهِ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ

ترجمہ۔ ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے ابوعوانہ نے' انہوں نے حصین بن عبدالرحمٰن سے' انہوں نے ابووائل (شقیق بن سلمہ) سے' انہوں نے کہا مجھ سے مسروق بن اجدع نے بیان کیا' کہا مجھ سے ام رومان نے جو حضرت عائشہؓ کی والدہ تھیں بیان کیا' انہوں نے عائشہؓ سے اور میں بیٹھی تھیں اتنے میں عائشہؓ کو بخار چڑھ آیا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بیماری کا حال سن کر فرمایا' شاید وہ تہمت کی خبر سن کر بیمار ہوگئی ہیں' میں نے کہا جی ہاں اور عائشہؓ اٹھ کر بیٹھی اور کہنے لگی میری اور تمہاری مثل اس وقت وہی ہے جو یعقوب اور ان کے بیٹوں کی تھی' خیر جو تم کہہ رہے ہو اللہ اس پر میری مدد کرنے والا ہے۔

باب قَوْلِهِ وَرَاوَدَتْهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَنْ نَفْسِهِ وَغَلَّقَتِ الْأَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ

وَقَالَ عِكْرِمَةُ هَيْتَ لَكَ بِالْحَوْرَانِيَّةِ هَلُمَّ وَقَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ تَعَالَهْ

اور عکرمہ نے فرمایا کہ ہیت لک حورانی زبان میں ھلم کے معنی میں ہے اور ابن جبیر نے اس کے معنی تعالہ بتائے ہیں۔

وقال عکرمہ هَيْتَ لک بالحورانیہ: هَلُمَّ وقال ابن جبیر: تعالہ

"هَيْتَ لَكَ" ہاء کے کسرہ اور فتحہ دونوں طرح نقل کیا گیا ہے۔

عکرمہ فرماتے ہیں کہ یہ حورانی لغت ہے اور "هَلُمَّ" کے معنی میں ہے۔ حوران شام کے کسی شہر کا نام تھا۔ اس کی طرف

یہ منسوب ہے۔ امام سدی فرماتے ہیں یہ قبطی زبان کا لفظ ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ یہ سریانی زبان کا لفظ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ عبرانی زبان میں استعمال ہوتا ہے لیکن جمہور کی رائے ہے کہ یہ لفظ عربی زبان کا ہے۔

حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ هَيْتَ لَكَ قَالَ وَإِنَّمَا نَقْرَؤُهَا كَمَا عُلِّمْنَاهَا (مَثْوَاهُ) مُقَامُهُ (أَلْفَيَا) وَجَدَا (أَلْفَوْا آبَاءَهُمْ) (أَلْفَيْنَا) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ (بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُونَ)

ترجمہ۔ مجھ سے احمد بن سعید دارمی نے بیان کیا' کہا ہم سے بشر بن عمر نے' کہا ہم سے شعبہ نے' انہوں نے سلیمان اعمش سے' انہوں نے ابووائل سے' انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے' انہوں نے ہیت لک (بفتحہا) پڑھا ہے' بعضوں نے ہیت لک بکسرھاو پڑھا ہے اور کہنے لگے جیسا ہم کو سکھایا گیا' ویسا ہی ہم پڑھتے ہیں مثواہ کا معنی ان کا ٹھکانا درجۂ الفیا پایا اسی سے ہے الفوا اباھم اور الفینا (دوسری آیتوں میں) اور ابن مسعودؓ سے سورہ الصافات میں بل عجبت ویسخرون منقول ہے۔

مثواه: مقامه

آیت ہے "وَقَالَ الَّذِي اشْتَرَاهُ مِنْ مِصْرَ لِامْرَأَتِهِ أَكْرِمِي مَثْوَاهُ" یہاں مثواہ کی تفسیر کی ہے مقامہ سے۔

الفيا: وجدا

آیت ہے "أَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَى الْبَابِ" یہاں الفیا کی تفسیر کی ہے "وجدا" سے۔ آگے فرما رہے ہیں کہ سورۃ الصافات کے جملے "أَلْفَوْا آبَاءَهُمْ" اور سورۃ البقرہ کے جملے "أَلْفَيْنَا" کا بھی یہی معنی لیا جائے گا۔

وعن ابن مسعودؓ بل عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ (الصافات)

اس کا تعلق سورۃ یوسف سے نہیں ہے۔ لہٰذا بعض لوگوں نے کہا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو یہاں بے محل ذکر کیا ہے لیکن بعض شارحین کرام فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت "بل عَجِبْتُ" تاء کے ضمہ کے ساتھ ہے اور "هَيْتُ لَكَ" میں بھی ایک قراءت تاء کے ضمہ کے ساتھ ہے تو اسے لا کر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں کہ جس طرح "بَلْ عَجِبْتُ" میں ایک قراءت بضم التاء ہے اسی طرح "هَيْتُ لَكَ" میں بھی ایک قراءت بضم التاء ہے۔

حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رضي الله عنه أَنَّ قُرَيْشًا لَمَّا أَبْطَئُوا عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم بِالْإِسْلَامِ قَالَ اللَّهُمَّ اكْفِنِيهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوسُفَ فَأَصَابَتْهُمْ سَنَةٌ حَصَّتْ كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى أَكَلُوا الْعِظَامَ حَتَّى جَعَلَ الرَّجُلُ يَنْظُرُ إِلَى السَّمَاءِ فَيَرَى بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا مِثْلَ الدُّخَانِ قَالَ اللَّهُ (فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ) قَالَ اللَّهُ (إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيلًا إِنَّكُمْ عَائِدُونَ) أَفَيُكْشَفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَقَدْ مَضَى الدُّخَانُ وَمَضَتِ الْبَطْشَةُ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے' انہوں نے اعمش سے' انہوں

نے مسلم بن صبیح سے، انہوں نے مسروق سے، انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے جب قریش نے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہنا نہ مانا) اسلام لانے میں دیر کی تو آپ نے ان کے حق میں بددعا کی' فرمایا' یااللہ سات برس کا قحط جیسے حضرت یوسف کے وقت میں سات برس کا قحط پڑا تھا' ان پر بھیج کر مجھ کو بچا پھر (اس بددعا کا یہ اثر ہوا) ان پر ایسا قحط پڑا جس سے ہر چیز ملیامیٹ ہوگئی' اخیر میں ہڈیاں (مردے) تک کھا گئے' کوئی آدمی ان کا آسمان کو دیکھتا تو ایک دھوئیں کی طرح معلوم ہوتا (بھوک کے مارے ناتوانی سے ایسا نظر آتا) اللہ تعالیٰ نے (سورہ دخان میں) فرمایا' فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین اور فرمایا' انا کاشفوا العذاب قلیلا انکم عائدون (تو عذاب سے یہی قحط کا عذاب مراد ہے) کیونکہ آخرت کا عذاب تو کافروں سے ٹلنے والا نہیں۔ حاصل یہ کہ دخان اور بطشہ (جن کا ذکر سورہ دخان میں ہے) گذر چکا ہے۔

تشریح حدیث

مذکورہ روایت کا ترجمۃ الباب سے بظاہر کوئی تعلق نظر نہیں آتا۔ روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے لیے بددعاء کی جس کے نتیجے میں ان پر قحط پڑا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بددعا میں فرمایا تھا "اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْھِمْ بِسَبْعٍ کَسَبْعِ یُوْسُفَ" لیکن روایت میں صرف حضرت یوسف علیہ السلام کا نام آجانا مناسبت کے لیے کافی نہیں ہے۔

بعض حضرات نے فرمایا کہ اس روایت کے دوسرے طریق میں ہے جب قریش پر قحط کی سختی ہوئی تو ابوسفیان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا آپ صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں۔ آپ کی قوم بھوکی مر رہی ہے' ان کے لیے دُعا کیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے مظالم اور ان کے قصور سے درگزر کرتے ہوئے دُعا فرمائی۔ یہ ٹھیک اسی طرح ہوا جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کے مظالم اور زلیخا کا قصور معاف فرمایا تھا اور ان سے کسی قسم کا بدلہ نہیں لیا تھا' اس مناسبت سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت یہاں ذکر فرمائی۔

باب قَوْلِهِ فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ

فَاسْأَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي قَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ إِنَّ رَبِّي بِكَيْدِهِنَّ عَلِيمٌ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ إِذْ رَاوَدْتُنَّ يُوسُفَ عَنْ نَفْسِهِ قُلْنَ حَاشَى لِلَّهِ وَحَاشَ وَحَاشَى تَنْزِيهٌ وَاسْتِثْنَاءٌ حَصْحَصَ وَضَحَ

← حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ تَلِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ بَكْرِ بْنِ مُضَرَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَرْحَمُ اللَّهُ لُوطًا ، لَقَدْ كَانَ يَأْوِي إِلَى رُكْنٍ شَدِيدٍ ، وَلَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ مَا لَبِثَ يُوسُفُ لَأَجَبْتُ الدَّاعِيَ ، وَنَحْنُ أَحَقُّ مِنْ إِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لَهُ (أَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلَى وَلَكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي)

ترجمہ۔ ہم سے سعید بن تلید نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرحمن بن قاسم نے' انہوں نے بکر بن مضر سے' انہوں نے عمرو بن حارث سے' انہوں نے یونس بن یزید سے' انہوں نے ابن شہاب سے' انہوں نے سعید بن مسیب اور ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے' انہوں نے ابوہریرہ سے' انہوں نے کہا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اللہ تعالے لوط پیغمبر پر

رحم کرے وہ ایک زبردست سہارے کا آسرا ڈھونڈتے تھے اور میں تو اگر یوسف کی طرح برسوں (سات برس تک) قید خانے میں رہتا تو بلانے والے کیساتھ فوراً چلا جاتا اور ہم کو تو بہ نسبت حضرت ابراہیمؑ کے (شک ہونا) زیادہ سزاوار ہے جب اللہ تعالٰی نے ان سے فرمایا، تجھ کو یقین نہیں۔ انہوں نے کہا، کیوں نہیں یقین تو ہے پر میں چاہتا ہوں اطمینان ہو جائے۔

حدیث الباب میں ''رکن شدید'' سے کیا مراد ہے؟

''رکن شدید'' سے مراد اللہ تعالٰی ہیں یا اس سے مراد خاندان اور قبیلہ بھی ہو سکتا ہے۔

اگر ''رکن شدید'' سے مراد اللہ تعالٰی ہیں اور ظاہر ہے اللہ سے زیادہ اور رکن شدید کون ہو سکتا ہے اس صورت میں آپ کی دعا ''یرحم اللّٰہ لوطاً ......'' بطور مدح ہوگی کہ ان کا مقام کتنا بڑا تھا، کیسے کیسے مصائب آئے لیکن حضرت لوط علیہ السلام نے کبھی غیر اللہ کی طرف رجوع نہیں کیا بلکہ اللہ تعالٰی کی طرف انہوں نے رجوع اختیار کیا، اللہ جل شانہ کی ان پر خصوصی رحمت ہے۔

اگر رکن شدید سے مراد خاندان اور قبیلہ مراد لیا جائے تو اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ حضرت لوط علیہ السلام نے تمنا کی کہ میرا کوئی مضبوط قبیلہ اور خاندان یہاں ہوتا تو ان کی یہ جرأت نہ ہوتی۔ یہ لوگ مجھے رسوا اس لیے کر رہے ہیں کہ میں اکیلا اور تنہا ہوں۔ اس صورت میں یہ دعا حضرت لوط علیہ السلام کے ایک تسامح کو بیان کرنے کے لیے فرمائی۔ ان سے بشری تقاضے کی وجہ سے یہ لغزش ہوئی۔ اللہ تعالٰی انہیں معاف فرمائیں اور اپنی رحمت ان پر نازل فرمائیں۔

حضرت لوط علیہ السلام کے بعد اللہ تعالٰی نے ہر نبی کو ایک مستحکم قبیلہ میں سے بھیجا تاکہ انہیں کسی موقع پر یہ کہنے کی نوبت نہ آئے کہ کاش! میرا خاندان ہوتا تو میری مدد کے لیے آتا۔

باب قَوْلِهِ حَتَّى إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ لَهُ وَهُوَ يَسْأَلُهَا عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى (حَتَّى إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ) قَالَ قُلْتُ أَكُذِبُوا أَمْ كُذِّبُوا قَالَتْ عَائِشَةُ كُذِّبُوا قُلْتُ فَقَدِ اسْتَيْقَنُوا أَنَّ قَوْمَهُمْ كَذَّبُوهُمْ فَمَا هُوَ بِالظَّنِّ قَالَتْ أَجَلْ لَعَمْرِي لَقَدِ اسْتَيْقَنُوا بِذٰلِكَ فَقُلْتُ لَهَا وَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوا قَالَتْ مَعَاذَ اللّٰهِ لَمْ تَكُنِ الرُّسُلُ تَظُنُّ ذٰلِكَ بِرَبِّهَا قُلْتُ فَمَا هٰذِهِ الْآيَةُ قَالَتْ هُمْ أَتْبَاعُ الرُّسُلِ الَّذِينَ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَصَدَّقُوهُمْ، فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْبَلَاءُ، وَاسْتَأْخَرَ عَنْهُمُ النَّصْرُ حَتَّى اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ مِمَّنْ كَذَّبَهُمْ مِنْ قَوْمِهِمْ وَظَنَّتِ الرُّسُلُ أَنَّ أَتْبَاعَهُمْ قَدْ كَذَّبُوهُمْ جَاءَهُمْ نَصْرُ اللّٰهِ عِنْدَ ذٰلِكَ

ترجمہ۔ ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے، انہوں نے صالح بن کیسان سے، انہوں نے ابن شہاب سے، کہا مجھ کو عروہ بن زبیر نے خبر دی، انہوں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا، یہ جو اللہ تعالٰی فرماتا ہے حتی اذا استیاس الرسل وظنوا انھم قد کذبوا تو یہ کذبوا ہے یا کذّبوا ہے (تشدید ذال سے) حضرت عائشہؓ نے کہا کذّبوا ہے (تشدید سے) میں نے کہا اس صورت میں تو مطلب نہ بنے گا، کیونکہ پیغمبروں کو

اس کا یقین تھا' کہ ان کی قوم والوں نے ان کو جھٹلایا' پھر ظنوا سے کیا مراد ہے' انہوں نے کہا اپنی زندگی کی قسم بے شک پیغمبروں کو اس کا یقین تھا' میں نے کہا وظنوا انهم قد كذبوا تخفیف ذال کے ساتھ پڑھیں' تو کیا قباحت ہے' انہوں نے کہا معاذ اللہ پیغمبر کہیں اپنے پروردگار کی نسبت ایسا گمان کر سکتے ہیں میں نے کہا اچھا اس آیت کا مطلب کیا ہے انہوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ پیغمبروں کو جن لوگوں نے مانا ان کی تصدیق کی جب ان پر ایک مدت دراز تک آفت اور مصیبت آتی رہی اور اللہ کی مدد آنے میں دیر ہوئی اور پیغمبر ان کے ایمان لانے سے ناامید ہو گئے' جنہوں نے ان کو جھٹلایا تھا اور یہ گمان کرنے لگے کہ جو لوگ ایمان لائے ہیں اب وہ بھی ہم کو جھوٹا سمجھنے لگیں گے اس وقت اللہ کی مدد ان کو پہنچی۔

← حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ فَقُلْتُ لَعَلَّهَا (كُذِبُوا) مُخَفَّفَةً قَالَتْ مَعَاذَ اللَّهِ

ترجمہ۔ ہم سے ابوالیمان حکم بن نافع نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب بن ابی حمزہ نے خبر دی' انہوں نے زہری سے کہا' مجھ کو عروہ بن زبیر نے خبر دی' میں نے حضرت عائشہؓ سے کہا' شاید اس آیت میں حتی اذا استیاس الرسل میں کذبوا ہے' یہ تخفیف ذال انہوں نے کہا معاذ اللہ (پھر وہی حدیث بیان کی جو اوپر گذری)۔

سورۃ الرَّعْدِ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ) مَثَلُ الْمُشْرِكِ الَّذِي عَبَدَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا غَيْرَهُ كَمَثَلِ الْعَطْشَانِ الَّذِي يَنْظُرُ إِلَى خَيَالِهِ فِي الْمَاءِ مِنْ بَعِيدٍ، وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَتَنَاوَلَهُ وَلَا يَقْدِرُ وَقَالَ غَيْرُهُ (سَخَّرَ) ذَلَّلَ (مُتَجَاوِرَاتٌ) مُتَدَانِيَاتٌ (الْمَثُلَاتُ) وَاحِدُهَا مَثُلَةٌ وَهِيَ الْأَشْبَاهُ وَالْأَمْثَالُ، وَقَالَ (إِلَّا مِثْلَ أَيَّامِ الَّذِينَ خَلَوْا) (بِمِقْدَارٍ) بِقَدَرٍ (مُعَقِّبَاتٌ) مَلَائِكَةٌ حَفَظَةٌ تُعَقِّبُ الْأُولَى مِنْهَا الْأُخْرَى، وَمِنْهُ قِيلَ الْعَقِيبُ يُقَالُ عَقَّبْتُ فِي إِثْرِهِ، الْمِحَالُ الْعُقُوبَةُ (كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ إِلَى الْمَاءِ) لِيَقْبِضَ عَلَى الْمَاءِ (رَابِيًا) مِنْ رَبَا يَرْبُو (أَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ) الْمَتَاعُ مَا تَمَتَّعْتَ بِهِ (جُفَاءً) أَجْفَأَتِ الْقِدْرُ إِذَا غَلَتْ فَعَلَاهَا الزَّبَدُ، ثُمَّ تَسْكُنُ فَيَذْهَبُ الزَّبَدُ بِلَا مَنْفَعَةٍ، فَكَذَلِكَ يُمَيِّزُ الْحَقَّ مِنَ الْبَاطِلِ (الْمِهَادُ) الْفِرَاشُ (يَدْرَءُونَ) يَدْفَعُونَ دَرَأْتُهُ دَفَعْتُهُ (سَلَامٌ عَلَيْكُمْ) أَيْ يَقُولُونَ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ (وَإِلَيْهِ مَتَابِ) تَوْبَتِي (أَفَلَمْ يَيْأَسْ) لَمْ يَتَبَيَّنْ (قَارِعَةٌ) دَاهِيَةٌ (فَأَمْلَيْتُ) أَطَلْتُ مِنَ الْمَلِيِّ وَالْمِلَاوَةِ وَمِنْهُ مَلِيًّا، وَيُقَالُ لِلْوَاسِعِ الطَّوِيلِ مِنَ الْأَرْضِ مَلًى مِنَ الْأَرْضِ (أَشَقُّ) أَشَدُّ مِنَ الْمَشَقَّةِ (مُعَقِّبٌ) مُغَيِّرٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ (مُتَجَاوِرَاتٌ) طَيِّبُهَا، وَخَبِيثُهَا السِّبَاخُ، (صِنْوَانٌ) النَّخْلَتَانِ أَوْ أَكْثَرُ فِي أَصْلٍ وَاحِدٍ (وَغَيْرُ صِنْوَانٍ) وَحْدَهَا (بِمَاءٍ وَاحِدٍ) كَصَالِحِ بَنِي آدَمَ وَخَبِيثِهِمْ أَبُوهُمْ وَاحِدٌ السَّحَابُ الثِّقَالُ الَّذِي فِيهِ الْمَاءُ (كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ) يَدْعُو الْمَاءَ بِلِسَانِهِ وَيُشِيرُ إِلَيْهِ فَلَا يَأْتِيهِ أَبَدًا (سَالَتْ أَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا) تَمْلَأُ بَطْنَ وَادٍ (زَبَدًا رَابِيًا) زَبَدُ السَّيْلِ خَبَثُ الْحَدِيدِ وَالْحِلْيَةِ

ابن عباسؓ نے کہا' کباسط کفیہ یہ مشرک کی مثال ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو پوجا کرتا ہے' جیسے پیاسا پانی کا تصور باندھ کر دور سے پانی کی طرف ہاتھ بڑھائے اور اس کو نہ لے سکے دوسرے لوگوں نے کہا سخر کا معنی تابعدار کیا مسخر کیا

متجاورات ایک دوسرے سے ملے ہوئے قریب قریب المثلات مثلہ کی جمع ہے یعنی جوڑا اور مشابہ دوسری آیت میں ہے الامثل ایام الذین خلوا من قبل بمقدار یعنی اندازے سے جوڑ سے معقبات نگہبان فرشتے جوایک دوسرے کے بعد (باری باری) آتے رہتے ہیں' اسی سے عقیب کا لفظ نکلا ہے' عرب لوگ کہتے ہیں عقبت فی اثرہ یعنی میں اس کے نشان قدم پر پیچھے پیچھے گیا المحال عذاب کبا سط کفیہ الی الماء جو دونوں ہاتھ بڑھا کر پانی لینا چاہے رابیار بار بوا سے نکلا ہے یعنی بڑھنے والا یا اوپر تیرنے والا المتاع جس چیز سے تو فائدہ اٹھائے اس کو کام میں لائے' جفاء اجفات القدر سے نکلا ہے' یعنی ہانڈی نے جوش مارا پھین (یا جھاگ) اوپر آ گیا پھر جب ہانڈی ٹھنڈی ہوتی ہے تو پھین بیکار سوکھ کر فنا ہو جاتا ہے' حق باطل سے اسی طرح جدا ہوتا ہے لمھاد بچھونا یدرون ڈھکیلتے ہیں دفع کرتے ہیں یھدر انۃ سے نکلا ہے' یعنی میں نے اس کے دور کیا دھتکارا بنایا' سلام علیکم یعنی فرشتے مسلمانوں کو کہتے جائیں گے' کہ تم سلامت رہوالیہ متاب میں اسی کی درگاہ میں توبہ کرتا ہوں افلم ییاس کہا انہوں نے نہیں جانا' قارعۃ آفت مصیبت فاملیت میں نے ڈھیلا چھوڑا' مہلت دی یہ ملی اور ملادۃ سے نکلا ہے اسی سے نکلا ہے جو جبریل کی حدیث میں ہے فلبثت ملیا (یا قرآن میں ہے) واھجرنی ملیا اور کشادہ لمبی زمین کو ملا کہتے ہیں' اشق افعل التفضیل کا صیغہ مشقت سے یعنی بہت یعنی بہت سخت معقب (لامعقب لحکمہ میں) یعنی بدلہ لینے والا اور مجاہد نے کہا ہے متجاورات کا معنی یہ ہے کہ بعضے قطع عمدہ ہیں (قابل زراعت) بعضے خراب شور کھارے۔ صنوان وہ کھجور کے درخت جن کی جڑ ملی ہو (ایک ہی جڑ پر کھڑے ہوں) غیر صنوان الگ الگ جڑ پر سب ایک ہی پانی سے اگتے ہیں (ایک ہی ہوا سے ایک ہی زمین میں) آدمیوں کی بھی یہی مثال ہے' کوئی اچھا کوئی برا حالانکہ سب ایک باپ (آدمؑ) کی اولاد ہیں۔ اسحاب الثقال وہ بادل جن میں پانی بھرا ہوا اور پانی کے بوجھ بھر کم ہوں کباسط کفیہ یعنی اس شخص کی طرح کو دور سے ہاتھ پھیلا کر پانی کو زبان سے بلائے ہاتھ سے اس طرف اشارہ کرے پانی کبھی اس کی طرف نہیں آ نیکا سالت اودیۃ بقدرھا یعنی نالے اپنے اندازے سے بہتے ہیں یعنی پانی بھر کر زبدا رابیا سے مراد بہتے پانی کا پھین' زبد مثلہ سے لوہے اور زیورات وغیرہ کا پھین۔

باب قَوْلِهِ اللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ أُنْثٰى وَمَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ غِيضَ نُقِصَ

← حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ مَفَاتِيحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا اللّٰهُ لَا يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ إِلَّا اللّٰهُ ، وَلَا يَعْلَمُ مَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ إِلَّا اللّٰهُ وَلَا يَعْلَمُ مَتٰى يَأْتِي الْمَطَرُ أَحَدٌ إِلَّا اللّٰهُ ، وَلَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ ، وَلَا يَعْلَمُ مَتٰى تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا اللّٰهُ

ترجمہ۔ مجھ سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا' کہا ہم سے معن بن عیسیٰ نے' کہا مجھ سے امام مالکؒ نے' انہوں نے عبداللہ بن دینار سے' انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے' کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' غیب کی پانچ کنجیاں ہیں جن کو اللہ تعالٰے کے سوا دوسرا کوئی نہیں جانتا ایک تو کل کیا ہوگا' اس کو اللہ ہی جانتا ہے دوسرے پیٹ جو گھٹتا ہے (بڑھتا ہے) اس کو اللہ ہی جانتا ہے' تیسرے پانی کب برسے گا' اللہ ہی کو معلوم ہے' چوتھے کسی جاندار کو یہ خبر نہیں کہ وہ کس سرزمین میں مرے گا (یا کب مرے گا) پانچویں کوئی نہیں جانتا قیامت کب ہوگی' اللہ ہی جانتا ہے۔

سورة إبراهيم

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (هَادٍ) دَاعٍ وَقَالَ مُجَاهِدٌ صَدِيدٌ قَيْحٌ وَدَمٌ وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ (اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ) أَيَادِيَ اللَّهِ عِنْدَكُمْ وَأَيَّامَهُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ (مِنْ كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ) رَغِبْتُمْ إِلَيْهِ فِيهِ (يَبْغُونَهَا عِوَجًا) يَلْتَمِسُونَ لَهَا عِوَجًا (وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ) أَعْلَمَكُمْ آذَنَكُمْ (رَدُّوا أَيْدِيَهُمْ فِي أَفْوَاهِهِمْ) هَذَا مَثَلٌ كَفُّوا عَمَّا أُمِرُوا بِهِ (مَقَامِي) حَيْثُ يُقِيمُهُ اللَّهُ بَيْنَ يَدَيْهِ (مِنْ وَرَائِهِ) قُدَّامِهِ (لَكُمْ تَبَعًا) وَاحِدُهَا تَابِعٌ مِثْلُ غَيَبٍ وَغَائِبٍ (بِمُصْرِخِكُمْ) اسْتَصْرَخَنِي اسْتَغَاثَنِي يَسْتَصْرِخُهُ مِنَ الصُّرَاخِ (وَلَا خِلَالَ) مَصْدَرُ خَالَلْتُهُ خِلَالًا ، وَيَجُوزُ أَيْضًا جَمْعُ خُلَّةٍ وَخِلَالٍ (اجْتُثَّتْ) اسْتُؤْصِلَتْ

ابن عباسؓ نے کہا ھاد کا معنی بلانے والا اور مجاہد نے کہا' کہ صدید کا معنی پیپ اور لہو اور سفیان بن عیینہ نے کہا' اذکروا نعمة اللہ علیکم کا معنی یہ ہے کہ اللہ کی جو نعمتیں تمہارے پاس ہیں ان کو یاد کرو' اور جو جو اگلے واقعات اس کی قدرت کے ہوئے ہیں اور مجاہد نے کہا من کل ما سالتموہ کا معنی یہ ہے کہ جن چیزوں کی تم نے رغبت کی یبغونہا عوجا اس میں کجی پیدا کرنے کی تلاش کرتے رہتے ہیں واذ تاذن ربکم جب تمہارے مالک نے تم کو خبردار کر دیا' جتلا دیا۔ ردوا ایدیھم فی افواھھم یہ عرب کی زبان میں ایک مثل ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا جو حکم ہوا تھا اس سے باز رہے اس کو بجا نہ لائے مقامی وہ جگہ جہاں اللہ تعالیٰ اس کو اپنے سامنے کھڑا کرے گا من وراہ سامنے سے لکم تبعا تبع تابع کی جمع ہے جیسے غیب غائب کی' بمصرخکم عرب لوگ کہتے ہیں استصرخنی یعنی اس نے میری فریاد سنی یستصرخہ اس کی فریاد سنتا ہے دونوں صراخ سے نکلے ہیں (صراخ کا معنی فریاد) ولا خلال خلال خاللتہ خلالا کا مصدر ہے اور خلتہ کا مصدر بھی ہو سکتا ہے (یعنی اس دن دوستی نہ ہوگی' یا دوستیاں نہ ہوں گی) اجتثت جڑ سے اکھاڑ لیا گیا۔

باب قَوْلِهِ كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ

سورة ابراہیم کی مذکورہ آیت نمبر ۲۴ اور آیت نمبر ۲۶ میں اللہ جل شانہ نے کلمہ طیبہ اور کلمہ خبیثہ کی مثال بیان کی ہے۔ کلمہ طیبہ سے مراد کلمہ توحید' معرفت الٰہی کی باتیں' ایمان و ایمانیات' قرآن' حمد و ثناء' تسبیح و تہلیل سب ہیں۔

اور کلمہ خبیثہ سے کلمہ کفر' جھوٹی بات اور ہر وہ کام مراد ہے جو خدا تعالیٰ کی مرضی کے خلاف ہو۔ کلمہ طیبہ کی مثال اس شجرۃ طیبہ سے دی گئی ہے' جس کی جڑیں زمین کی گہرائی میں پھیلی ہوں' اور جس کی چوٹی آسمان کی طرف بلند ہو۔ اس سے مراد جیسا کہ یہاں بخاری کی روایت میں ہے' کھجور کا درخت ہے اور کلمہ خبیثہ کی مثال اس گندے درخت کے ساتھ دی گئی ہے جس کی جڑ زمین سے

اکھاڑ لی گئی ہو اور اس میں پائیداری نہ ہو اس سے مراد حنظل کا درخت ہے اور عموم لفظ میں ہر خراب درخت شامل ہو سکتا ہے۔

حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ أَخْبِرُونِي بِشَجَرَةٍ تُشْبِهُ أَوْ كَالرَّجُلِ الْمُسْلِمِ لَا يَتَحَاتُّ وَرَقُهَا وَلَا وَلَا وَلَا، تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَوَقَعَ فِي نَفْسِي أَنَّهَا النَّخْلَةُ، وَرَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ لَا يَتَكَلَّمَانِ، فَكَرِهْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ، فَلَمَّا لَمْ يَقُولُوا شَيْئًا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم هِيَ النَّخْلَةُ فَلَمَّا قُمْنَا قُلْتُ لِعُمَرَ يَا أَبَتَاهُ وَاللّٰهِ لَقَدْ كَانَ وَقَعَ فِي نَفْسِي أَنَّهَا النَّخْلَةُ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَكَلَّمَ قَالَ لَمْ أَرَكُمْ تَكَلَّمُونَ، فَكَرِهْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ أَوْ أَقُولَ شَيْئًا قَالَ عُمَرُ لَأَنْ تَكُونَ قُلْتَهَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كَذَا وَكَذَا

ترجمہ۔ مجھ سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا' انہوں نے ابواسامہ سے' انہوں نے عبیداللہ سے' انہوں نے نافع سے' انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے' انہوں نے کہا' ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے' اتنے میں آپ نے (حاضرین سے) فرمایا' مجھ کو بتلاؤ تو وہ کونسا درخت ہے جس کے پتے نہیں گرتے۔ مسلمان کی مثال اسی درخت کی سی ہے اور یہ بھی نہیں ہوتا' یہ بھی نہیں ہوتا' یہ بھی نہیں ہوتا' ہر وقت میوہ دیا جاتا ہے' ابن عمرؓ کہتے ہیں میرے دل میں آیا وہ کھجور کا درخت ہے' مگر میں نے دیکھا' کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ بیٹھے ہیں انہوں نے جواب نہیں دیا' تو مجھ کو (ان بزرگوں کے سامنے) بات کرنا برا معلوم ہوا' جب ان لوگوں نے کچھ جواب نہ دیا' تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی فرمایا' کہ وہ کھجور کا درخت ہے' جب ہم اس مجلس سے کھڑے ہوئے تو میں نے حضرت عمرؓ اپنے والد سے عرض کیا' باوا اللہ کی قسم میرے دل میں آیا تھا کہ کہہ دوں وہ کھجور کا درخت ہے انہوں نے کہا پھر تو نے کیوں نہیں کہہ دیا؟ میں نے کہا آپ لوگوں نے کوئی بات نہیں کی میں نے (آگے بڑھ کر) بات کرنا مناسب نہ جانا' انہوں نے کہا واہ اگر تو اس وقت کہہ دیتا تو مجھ کو اتنے اتنے مال ملنے سے (لال لال اونٹ ملنے سے) بھی زیادہ خوشی ہوتی۔

باب يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ

حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَلْقَمَةُ بْنُ مَرْثَدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ الْمُسْلِمُ إِذَا سُئِلَ فِي الْقَبْرِ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، فَذَٰلِكَ قَوْلُهُ (يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ)

ترجمہ۔ ہم سے ابوالولید نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے کہا مجھ کو علقمہ بن مرثد نے خبر دی' کہا میں نے سعد بن عبادہ سے سنا' انہوں نے براء بن عازبؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' کہ مسلمان سے جب قبر میں سوال ہوگا' وہ کہے گا اشهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله اس آیت يثبت الله الذين امنوا بالقول الثابت في الحيوة الدنيا و في الاخرة سے یہی مراد ہے۔

باب أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا

(أَلَمْ تَرَ) أَلَمْ تَعْلَمْ كَقَوْلِهِ (أَلَمْ تَرَ كَيْفَ) (أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا) الْبَوَارُ الْهَلَاكُ، بَارَ يَبُورُ بَوْرًا (قَوْمًا بُورًا) هَالِكِينَ

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ (أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا) قَالَ هُمْ كُفَّارُ أَهْلِ مَكَّةَ

ترجمہ۔ ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے عمر بن دینار سے' انہوں نے عطا بن ابی رباح سے' انہوں نے ابن عباسؓ سے سنا وہ کہتے تھے الم تر الی الذین بدلوا نعمۃ اللہ کفرا سے مکہ کے کافر مراد ہیں

سورۃ الحِجرِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ (صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ) الْحَقُّ يَرْجِعُ إِلَى اللّٰهِ وَعَلَيْهِ طَرِيقُهُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (لَعَمْرُكَ) لَعَيْشُكَ (قَوْمٌ مُنْكَرُونَ) أَنْكَرَهُمْ لُوطٌ وَقَالَ غَيْرُهُ (كِتَابٌ مَعْلُومٌ) أَجَلٌ (لَوْ مَا تَأْتِينَا) هَلَّا تَأْتِينَا شِيَعٌ أُمَمٌ وَلِلْأَوْلِيَاءِ أَيْضًا شِيَعٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (يُهْرَعُونَ) مُسْرِعِينَ (لِلْمُتَوَسِّمِينَ) لِلنَّاظِرِينَ (سُكِّرَتْ) غُشِّيَتْ (بُرُوجًا) مَنَازِلَ لِلشَّمْسِ وَالْقَمَرِ (لَوَاقِحَ) مَلَاقِحَ مُلْقَحَةً (حَمَإٍ) جَمَاعَةُ حَمْأَةٍ وَهُوَ الطِّينُ الْمُتَغَيِّرُ وَالْمَسْنُونُ الْمَصْبُوبُ (تَوْجَلْ) تَخَفْ (دَابِرَ) آخِرَ (لَبِإِمَامٍ مُبِينٍ) الْإِمَامُ كُلُّ مَا ائْتَمَمْتَ وَاهْتَدَيْتَ بِهِ (الصَّيْحَةُ) الْهَلَكَةُ

مجاہد نے کہا صراط علی مستقیم کا معنی سچا رستہ جو اللہ تک پہنچتا ہے اللہ پر جاتا ہے' لبامام مبین یعنی کھلے رستے پر اور ابن عباسؓ نے کہا لعمرک کا معنی تیری زندگی کی قسم' قوم منکرون لوط نے انکو اجنبی (پردیسی) سمجھا' دوسرے لوگوں نے کہا کتاب معلوم کا معنی معین میعاد لوما تاتینا کیوں ہمارے پاس نہیں لاتا' شیع امتیں اور کبھی دوستوں کے بھی شیع کہتے ہیں اور ابن عباسؓ نے کہا یھرعون کا معنی دوڑتے جلدی کرتے۔ للمتوسمین دیکھنے والے کیلئے سکرت ڈھانکی گئیں' بروجا برج یعنی سورج اور چاند کی منزلیں لوارقح ملاقح کے معنوں میں ہے جو ملحقہ کی جمع ہے یعنی حاملہ کرنیوالی۔ حمأ حماۃ کی جمع ہے بدبودار کیچڑ مسنون قالب میں ڈالی گئی لاتوجل مت ڈر دابر اخیر (دم) لبامام مبین امام وہ شخص ہے جسکی تو پیروی کرے' اس سے راہ پائے الصیحۃ ہلاکت۔

باب قَوْلِهِ إِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ مُبِينٌ

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ إِذَا قَضَى اللّٰهُ الْأَمْرَ فِي السَّمَاءِ ضَرَبَتِ الْمَلَائِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهِ كَالسِّلْسِلَةِ عَلَى صَفْوَانٍ قَالَ عَلِيٌّ وَقَالَ غَيْرُهُ صَفْوَانٍ يَنْفُذُهُمْ ذَلِكَ فَإِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ ، قَالُوا لِلَّذِي قَالَ الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ، فَيَسْمَعُهَا مُسْتَرِقُو السَّمْعِ ، وَمُسْتَرِقُو السَّمْعِ هَكَذَا وَاحِدٌ فَوْقَ آخَرَ وَوَصَفَ سُفْيَانُ بِيَدِهِ ، وَفَرَّجَ بَيْنَ أَصَابِعِ يَدِهِ الْيُمْنَى ، نَصَبَهَا بَعْضَهَا فَوْقَ بَعْضٍ فَرُبَّمَا أَدْرَكَ الشِّهَابُ الْمُسْتَمِعَ ، قَبْلَ أَنْ يَرْمِيَ بِهَا إِلَى صَاحِبِهِ ، فَيُحْرِقَهُ وَرُبَّمَا لَمْ يُدْرِكْهُ حَتَّى يَرْمِيَ بِهَا إِلَى الَّذِي يَلِيهِ إِلَى الَّذِي هُوَ أَسْفَلَ مِنْهُ حَتَّى يُلْقُوهَا إِلَى الْأَرْضِ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ حَتَّى تَنْتَهِيَ إِلَى الْأَرْضِ فَتُلْقَى عَلَى فَمِ السَّاحِرِ ، فَيَكْذِبُ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ فَيَصْدُقُ ، فَيَقُولُونَ أَلَمْ يُخْبِرْنَا يَوْمَ

كَذَا وَكَذَا يَكُونُ كَذَا وَكَذَا ، فَوَجَدْنَاهُ حَقًّا لِلْكَلِمَةِ الَّتِي سُمِعَتْ مِنَ السَّمَاءِ

ترجمہ۔ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے' انہوں نے عمرو بن دینار سے' انہوں نے عکرمہ سے' انہوں نے ابوہریرہؓ سے' وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے' آپ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ آسمان پر جب کوئی حکم دیتا ہے' تو فرشتے اس کے حکم پر عاجزی سے اپنے پنکھ مارنے لگتے ہیں۔جیسے زنجیر صاف سپاٹ پتھر پر چلاؤ ایسی آواز سنتے ہیں۔علی بن مدینی نے کہا' سفیان کے سوا اور راویوں نے (بعوض صفوان بسکون فا کے) صفوان کہا ہے' پھر اللہ تعالیٰ اپنا ارشاد فرشتوں تک پہنچا دیتا ہے' جب ان کے دلوں پر سے ڈر جاتا رہتا ہے تو دوسرے (دور والے) فرشتے نزدیک والے فرشتوں سے پوچھتے ہیں پروردگار نے کیا کیا حکم صادر فرمایا' نزدیک والے فرشتے کہتے ہیں بجا ارشاد فرمایا اور وہ اونچا ہے بڑا' فرشتوں کی یہ باتیں (شیطان) چوری سے بات اڑانے والے سن پاتے ہیں' یہ بات اڑانے والے (شیطان) اوپر تلے رہتے ہیں (ایک پر ایک) سفیان نے اپنے داہنے ہاتھ کی انگلیاں کھول کر ایک پر ایک کر کے بتلا دیا (کہ اس طرح شیطان اوپر تلے رہ کر وہاں جاتے ہیں) پھر کبھی ایسا ہوتا ہے (فرشتے خبر پا کر) آگ کا شعلہ پھینکتے ہیں' وہ بات سننے والے کو اس سے پہلے جلا ڈالتا ہے' کہ وہ اپنے نیچے والے کو وہ بات پہنچا دے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ یہ شعلہ اس تک نہیں پہنچا اور وہ اپنے نیچے والے (شیطان) کو وہ بات پہنچا دیتا ہے (وہ اس سے نیچے والے کو) اس طرح وہ بات زمین تک پہنچا دیتے ہیں' یا زمین تک آ پہنچتی ہے (کبھی سفیان نے یوں کہا) پھر وہ بات نجومی کے منہ پر ڈالی جاتی ہے' وہ ایک بات میں سو باتیں جھوٹ اپنی طرف سے ملا کر لوگوں سے بیان کرتا ہے' کوئی کوئی بات اس کی سچی نکلتی ہے تو لوگ کہنے لگتے ہیں' دیکھو اس نجومی نے ہم کو فلاں دن یہ خبر دی تھی کہ آئندہ ایسا ایسا ہوگا اور ویسا ہی ہوا اس کی بات سچ نکلی' یہ وہ بات ہوتی ہے جو آسمان سے چرائی گئی تھی۔

تشریح حدیث

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ آسمان میں کسی امر کا فیصلہ فرماتے ہیں تو فرشتے اللہ تبارک وتعالیٰ کے ارشاد کے سامنے اپنی عاجزی اور بے بسی کو ظاہر کرنے کے لیے اپنے پَروں کو مارتے ہیں اور ان پَروں کو مارنے کی آواز ایسی ہوتی ہے جیسے کہ چکنے پتھر پر زنجیر کھینچی جائے۔

علی بن عبداللہ مدینی نے فرمایا کہ سفیان کے علاوہ ہمارے دوسرے استاذ نے "صَفَوَان يَنْفُذُهُمْ ذٰلِکَ" فرمایا۔ ایک تو انہوں نے "صَفَوان" کے فاء کو مفتوح پڑھا جبکہ سفیان نے اس کو مجزوم پڑھا تھا۔ دوسرے انہوں نے "ينفذهم ذلک" کا اضافہ کیا جو سفیان نے نہیں کیا تھا۔ یعنی اللہ تعالیٰ اس حکم کو فرشتوں تک پہنچا دیتے ہیں۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ إِذَا قَضَى اللّٰهُ الْأَمْرَ وَزَادَ الْكَاهِنِ وَحَدَّثَنَا سُفْيَانُ فَقَالَ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ إِذَا قَضَى اللّٰهُ الْأَمْرَ وَقَالَ عَلَى فَمِ السَّاحِرِ قُلْتُ لِسُفْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ لِسُفْيَانَ إِنَّ إِنْسَانًا رَوَى عَنْكَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَيَرْفَعُهُ أَنَّهُ قَرَأَ فُرِّغَ قَالَ سُفْيَانُ هٰكَذَا قَرَأَ عَمْرٌو فَلَا أَدْرِي سَمِعَهُ هٰكَذَا أَمْ لَا قَالَ سُفْيَانُ وَهِيَ قِرَاءَتُنَا

ترجمہ۔ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے' کہا ہم سے عمرو بن دینار نے' انہوں نے عکرمہ سے' انہوں نے ابوہریرہؓ سے یہی حدیث اس میں یوں ہے جب اللہ کوئی حکم دیتا ہے اور ساحر کے بعد اس روایت میں کاہن کا لفظ زیادہ لیا' علی نے کہا' ہم سے سفیان نے بیان کیا کہ عمرؓ نے کہا' میں نے عکرمہ سے سنا' انہوں نے کہا ہم سے ابوہریرہؓ نے بیان کیا' کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کوئی حکم دیتا ہے اور اس روایت میں علیٰ فم الساحر کا لفظ ہے علی بن عبداللہ نے کہا میں نے سفیان بن عیینہ سے پوچھا کیا تم نے عمر بن دینار سے خود سنا؟ وہ کہتے تھے میں نے عکرمہ سے سنا وہ کہتے تھے ابوہریرہؓ سے سنا' انہوں نے کہا ہاں علی بن عبداللہ نے کہا میں نے سفیان بن عیینہ سے کہا ایک آدمی (نام نامعلوم) نے تو تم سے یوں روایت کی تم نے عمرو سے' انہوں نے عکرمہ سے' انہوں نے ابوہریرہؓ سے' انہوں نے اس حدیث کو مرفوع کیا اور کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرغ پڑھا سفیان نے کہا' میں نے عمرو کو اسی طرح پڑھتے سنا' اب میں نہیں جانتا انہوں نے عکرمہ سے سنا یا نہیں سنا' سفیان نے کہا ہماری بھی قرات یہی ہے۔

تشریح حدیث

پہلی روایت میں آیا ہے "فتقضی علی فم الساحر" اس روایت میں "علی فم الساحر" کے بعد "الکاھن" کا اضافہ بھی ہے۔

وقال حدثنا سفیان فقال: قال عمرو: سمعت عکرمة: حدثنا ابوھریرة قال: اذا قضی اللہ الامر وقال علی فم الساحر

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہ ہم سے سفیان نے حدیث بیان کی تو اس میں سند کے الفاظ تھے۔ "قال عمرو سمعت عکرمه ......" یعنی پہلی اسناد میں عنعنہ تھا اور اس میں سماع کی تصریح ہے اور "علی فم الساحر" کہا' کاہن کا ذکر نہیں کیا۔

قلت لسفیان: اءنت سمعت عمروًا: قال سمعت عکرمة' قال سمعت ابا ھریرة قال نعم

علی المدینی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے استاذ سفیان سے پوچھا کہ آپ کے استاذ عمرو بن دینار نے جب یہ روایت آپ سے بیان کی تھی تو انہوں نے "سمعت عکرمه' سمعت ابا ھریرة" کے الفاظ سے بیان کی تھی؟ تو سفیان نے کہا کہ جی ہاں۔سماع کی تصریح ہوگئی۔

قلت لسفیان: وانّ انسانًا روی عنک: عن عمرو عن عکرمه عن ابی ھریرة ویرفعه ...... الخ

علی بن عبداللہ مدینی فرماتے ہیں کہ میں نے سفیان سے پوچھا کہ ایک آدمی آپ سے اس حدیث کو نقل کرتا ہے عنعنہ سے یعنی سماع کی تصریح نہیں ہے اور روایت مرفوع ہے اور اس میں "فُرِّغَ" پڑھا گیا (دراصل سائل کو آیت کریمہ "فاذا فُزِّعَ عن قلوبھم' قالوا ماذا قال ربکم قالوا الحق" میں "فُزِّعَ" کی قرأت میں شبہ ہے کہ یہ "فُزِّعَ" ہے یا "فُرِّغَ" ہے۔جمہور کی قرأت "فُزِّعَ" ہے جبکہ ایک قرأت "فُرِّغَ" بھی ہے۔)

توسفیان نے کہا کہ عمرو بن دینار نے تو "فُزِّعَ" ہی پڑھا ہے۔ اب مجھے معلوم نہیں کہ عمرو نے "فُزِّعَ" سن کر پڑھا ہے یا بغیر سنے پڑھا ہے اور سفیان نے کہا کہ جیسے انہوں نے "فُزِّعَ" پڑھا ہے ہماری قراءت "فُزِّعَ" ہی ہے۔

شیاطین اور شہاب ثاقب

یہاں روایت میں شیاطین کے آسمان پر جانے اور شہاب ثاقب کے ذریعے انہیں مار بھگانے کا ذکر ہے۔ علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلے میں بڑی جامع بحث لکھی ہے۔ وہ لکھتے ہیں "آسمانوں پر شیاطین کا کچھ عمل دخل نہیں چلتا بلکہ بعثت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت سے تو ان کا گزر بھی وہاں نہیں ہو سکتا' اب ان کی انتہائی کوشش یہ ہوتی ہے کہ ایک شیطانی سلسلہ قائم کر کے آسمان کے قریب پہنچیں اور عالم ملکوت سے قریب ہو کر اخبار غیبیہ کی اطلاعات حاصل کریں۔ اس پر بھی فرشتوں کے پہرے بٹھا دیئے گئے ہیں کہ جب شیطان ایسی کوشش کریں اوپر سے آتش بازی کی جائے۔ نصوص قرآن و حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تکوینی امور سے متعلق آسمان پر جب کسی فیصلہ کا اعلان ہوتا ہے اور خداوند قدوس اس سلسلہ میں فرشتوں کی طرف وحی بھیجتا ہے تو وہ اعلان ایک خاص کیفیت کے ساتھ اوپر سے نیچے کو درجہ بدرجہ پہنچتا ہے۔ آخر آسمان دنیا پر اور بخاری کی ایک روایت کے مطابق عنان (بادل) میں فرشتے اس کا تذکرہ کرتے ہیں۔ شیاطین کی کوشش ہوتی ہے کہ ان معاملات کے متعلق غیبی معلومات حاصل کریں۔ اسی طرح جیسے آج کوئی پیغام بذریعہ وائرلیس یا بذریعہ ٹیلی فون جا رہا ہو اسے بعض لوگ راستہ میں جذب کرنے کی تدبیر کریں' ناگہاں اوپر سے بم کا گولہ (شہاب ثاقب) چھٹتا ہے اور ان غیبی پیغامات کی چوری کرنے والوں کو مجروح یا ہلاک کر کے چھوڑتا ہے۔ اسی دوا دوش اور ہنگامہ دار و گیر میں جو ایک آدھ بات شیطان کو ہاتھ لگ جاتی ہے وہ ہلاک ہونے سے پیشتر بڑی عجلت کے ساتھ دوسرے شیاطین کو اور وہ شیاطین اپنے دوست انسانوں کو پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ کاہن لوگ اس ادھوری سی بات میں سینکڑوں جھوٹ اپنی طرف سے ملا کر عوام کو غیبی خبر بتلاتے ہیں۔ جب وہ ایک آدھ سماوی بات سچی نکلتی ہے تو ان کے معتقدین' اسے ان کی سچائی کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں اور جو سینکڑوں بنائی ہوئی خبریں جھوٹی ثابت ہوتی ہیں ان سے اغماض و تغافل برتا جاتا ہے۔ یہ واضح رہے کہ قرآن و حدیث نے یہ نہیں بتلایا کہ شہب کا وجود صرف رجم شیاطین ہی کے لیے ہوتا ہے۔ ممکن ہے ان کے وجود سے اور بہت سی مصالح وابستہ ہوں اور حسب ضرورت ان سے یہ کام بھی لیا جاتا ہو۔" (تفسیر عثمانی)

باب قَوْلِهٖ وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لِأَصْحَابِ الْحِجْرِ لَا تَدْخُلُوا عَلٰى هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ إِلَّا أَنْ تَكُونُوا بَاكِينَ فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا بَاكِينَ فَلَا تَدْخُلُوا عَلَيْهِمْ أَنْ يُصِيبَكُمْ مِثْلُ مَا أَصَابَهُمْ

ترجمہ۔ ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا' کہا ہم سے معن بن یحییٰ نے' کہا مجھ سے امام مالکؒ نے' انہوں نے عبداللہ بن دینار سے' انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حجر والوں (یعنی ثمود کی قوم والوں) پر سے گزرے تو اپنے اصحاب سے یوں فرمایا' تم انکے گھروں (اجڑی دیار) میں مت جاؤ' اگر خیر جاتے ہی ہو تو (اللہ کے ڈر سے) روتے ہوئے جاؤ اگر روتا نہ آئے تو وہاں نہ جاؤ ایسا نہ ہو کہیں انکا سا عذاب تم پر بھی اترے۔

باب قَوْلِهِ وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي سَعِيدِ بْنِ الْمُعَلَّى قَالَ مَرَّ بِيَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَأَنَا أُصَلِّي فَدَعَانِي فَلَمْ آتِهِ حَتَّى صَلَّيْتُ ثُمَّ أَتَيْتُ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَأْتِيَ فَقُلْتُ كُنْتُ أُصَلِّي فَقَالَ أَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُولِ) ثُمَّ قَالَ أَلاَ أُعَلِّمُكَ أَعْظَمَ سُورَةٍ فِي الْقُرْآنِ قَبْلَ أَنْ أَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَذَهَبَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم لِيَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَذَكَّرْتُهُ فَقَالَ (الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ) هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ الَّذِي أُوتِيتُهُ

ترجمہ۔ مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے غندر نے' کہا ہم سے شعبہ نے' انہوں نے خبیب بن عبدالرحمٰن سے' انہوں نے حفص بن عاصم سے' انہوں نے ابوسعید بن معلیٰ سے' انہوں نے کہا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے سامنے سے گزرے میں نماز پڑھ رہا تھا' آپ نے مجھے بلایا میں نہیں گیا' جب نماز پڑھ چکا اس وقت گیا' آپ نے فرمایا' تو میرے بلاتے ہی کیوں نہ آیا' میں نے کہا میں نماز پڑھ رہا تھا' آپ نے فرمایا' کیا اللہ تعالےٰ نے (سورہ انفال میں) یہ نہیں فرمایا' مسلمانو اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہو' پھر فرمایا' میں تجھ کو قرآن کی بڑی سورت بتلاؤں' مسجد سے باہر جانے سے پہلے ہی بتلاؤں گا جب آپ مسجد سے باہر نکلنے لگے' تو میں نے آپ کو یاد دلایا' آپؐ نے فرمایا' وہ سورہ الحمد کی سورت ہے' اس میں سات آیتیں ہیں' جو دو دو بار (چار چار بار ہر نماز میں) پڑھی جاتی ہیں اور قرآن عظیم جو مجھ کو ملا وہ بھی یہی سورت ہے۔

حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه. قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم. أُمُّ الْقُرْآنِ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ

ترجمہ۔ ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے کہا ہم سے سعید مقبری نے' انہوں نے ابوہریرہؓ سے' انہوں نے کہا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ام القرآن (یعنی سورہ فاتحہ) یہی سبع مثانی ہے اور قرآن عظیم ہے۔

باب قَوْلِهِ (الَّذِينَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ)

الْمُقْتَسِمِينَ الَّذِينَ حَلَفُوا وَمِنْهُ (لاَ أُقْسِمُ) أَيْ أُقْسِمُ وَتُقْرَأُ لَأُقْسِمُ (فَقَاسَمَهُمَا) حَلَفَ لَهُمَا وَلَمْ يَحْلِفَا لَهُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ (تَقَاسَمُوا) تَحَالَفُوا

الذین جعلوا القران عضین کی تفسیر المقتسمین سے وہ کافر مراد ہیں جنہوں نے (رات کو جا کر صالح پیغمبرؑ کو مار ڈالنے کی) قسم کھائی تھی اسی سے نکلا ہے لا اقسم (میں قسم کھاتا ہوں) بعضوں نے اس کو لاقسم پڑھا ہے (لام تاکید سے)

اسی سے ہے وقاسمھما یعنی شیطان نے آدم اور حوا سے قسم کھائی اور آدم اور حوا نے قسم نہیں کھائی تھی اور مجاہد نے کہا ہے تقاسموا باالله لنبیتنه میں تقاسموا کا یہ معنی ہے کہ صالح پیغمبر کو رات کو جا کر مار ڈالنے کی انہوں نے قسم کھائی۔

حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما (الَّذِينَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ) قَالَ هُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ ، جَزَّءُوهُ أَجْزَاءً ، فَآمَنُوا بِبَعْضِهِ وَكَفَرُوا بِبَعْضِهِ

ترجمہ۔ مجھ سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا ہم سے ہشیم بن بشیر نے' کہا ہم کو ابو بشر (جعفر بن ابی وحشیہ) نے خبر دی' انہوں نے سعید بن جبیر سے' انہوں نے ابن عباسؓ سے' انہوں نے کہا الذین جعلوا القرآن عضین سے اہل کتاب یہودی مراد ہیں انہوں نے قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا کچھ مانا (جو تورات کے موافق تھا) کچھ نہ مانا (جو تورات کے خلاف تھا)۔

حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي ظَبْيَانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما (كَمَا أَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِينَ) قَالَ آمَنُوا بِبَعْضٍ وَكَفَرُوا بِبَعْضٍ ، الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى

ترجمہ۔ مجھ سے عبیداللہ بن موسیٰ نے بیان کیا' انہوں نے اعمشؒ سے' انہوں نے ابوظبیان (حصین بن جندب) سے' انہوں نے ابن عباسؓ سے' انہوں نے کہا انزلنا علی لمقتسمین میں مقتسمین سے یہود اور نصاریٰ مراد ہیں کچھ قرآن انہوں نے مانا کچھ نہ مانا۔

باب قَوْلِهِ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ

قَالَ سَالِمٌ (الْيَقِينُ) الْمَوْتُ

سورة النَّحْلِ

(رُوحُ الْقُدُسِ) جِبْرِيلُ (نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ) (فِي ضَيْقٍ) يُقَالُ أَمْرٌ ضَيْقٌ وَضَيِّقٌ ، مِثْلُ هَيْنٍ وَهَيِّنٍ وَلَيْنٍ وَلَيِّنٍ ، وَمَيْتٍ وَمَيِّتٍ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (فِي تَقَلُّبِهِمْ) اخْتِلَافِهِمْ وَقَالَ مُجَاهِدٌ تَمِيدُ تَكَفَّأُ (مُفْرَطُونَ) مَنْسِيُّونَ وَقَالَ غَيْرُهُ (فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ) هَذَا مُقَدَّمٌ وَمُؤَخَّرٌ وَذَلِكَ أَنَّ الِاسْتِعَاذَةَ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ وَمَعْنَاهَا الِاعْتِصَامُ بِاللَّهِ (قَصْدُ السَّبِيلِ) الْبَيَانُ الدِّفْءُ مَا اسْتَدْفَأْتَ (تُرِيحُونَ) بِالْعَشِيِّ وَتَسْرَحُونَ بِالْغَدَاةِ (بِشِقِّ) يَعْنِي الْمَشَقَّةَ (عَلَى تَخَوُّفٍ) تَنَقُّصٍ (الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً) وَهِيَ تُؤَنَّثُ وَتُذَكَّرُ ، كَذَلِكَ النَّعَمُ لِلْأَنْعَامِ جَمَاعَةُ النَّعَمِ (سَرَابِيلَ) قُمُصٌ (تَقِيكُمُ الْحَرَّ) وَأَمَّا (سَرَابِيلَ تَقِيكُمْ بَأْسَكُمْ) فَإِنَّهَا الدُّرُوعُ (دَخَلًا بَيْنَكُمْ) كُلُّ شَيْءٍ لَمْ يَصِحَّ فَهُوَ دَخَلٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (حَفَدَةً) مَنْ وَلَدَ الرَّجُلُ السَّكَرُ مَا حُرِّمَ مِنْ ثَمَرَتِهَا ، وَالرِّزْقُ الْحَسَنُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ ، وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ صَدَقَةَ (أَنْكَاثًا) هِيَ خَرْقَاءُ ، كَانَتْ إِذَا أَبْرَمَتْ غَزْلَهَا نَقَضَتْهُ وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ الْأُمَّةُ مُعَلِّمُ الْخَيْرِ (وَالْقَانِتُ الْمُطِيعُ)

نزل به الروح الامین روح الامین سے روح القدس یعنی حضرت جبرئیل مراد ہیں فی ضیق عرب کے لوگ کہتے ہیں امر ضیق اور ضیق جیسے ھین اور ھین اور لین اور لین اور میت اور میت ابن عباسؓ نے کہا' فی تقلبھم کا معنی ان کے اختلاف میں اور مجاہد نے کہا تمید کا معنی جھک جائے الٹ جائے مفرطون کا معنی بھلائے گئے۔ دوسرے لوگوں نے کہا فاذاقرات القران فاستعذ باللہ اس آیت میں عبارت آگے پیچھے ہوگئی ہے' کیونکہ اعوذ باللہ قرآن سے پہلے پڑھنا چاہیے' استعاذے کے معنی اللہ سے پناہ مانگنا اور ابن عباسؓ نے کہا تسیمون کا معنی چراتے ہو شاکلہ اپنے اپنے طریق پر قصد السبیل سچے رستے کا بیان کرنا۔ الدف ہر وہ چیز جس سے گرمی حاصل کی جائے (سردی رفع ہو) تریحون شام کو لاتے ہو تسرحون صبح کو چرانے لے جاتے ہو بشق تکلیف اٹھا کر محنت مشقت سے علی تحوف نقصان کر کے وان لکم فی الانعام لعبرۃ میں انعام نعم کی جمع ہے مذکر مونث (نر مادہ) دونوں کو انعام اور نعم کہتے ہیں سرابیل تقیکم الحر میں سرابیل سے کرتے اور سرابیل تقیکم باسکم سرابیل سے زرہیں مراد ہیں دخلا بینکم جو ناجائز بات ہو اس کو دخل کہتے ہیں (جیسے دخل یعنی خیانت) ابن عباسؓ نے کہا حفدۃ آدمی اولاد والسکر نشے کا شراب جو حرام ہے رزقا حسنا جس کو اللہ تعالیٰ نے حلال کیا اور سفیان بن عیینہ نے صدقہ ابوالہذیل سے نقل کیا انکاثا ٹکڑے ٹکڑے یہ ایک عورت کا ذکر ہے اس کا نام خرقاء تھا (جو مکہ میں رہتی تھی) وہ کیا کرتی (دن بھر) سوت کاتتی پھر توڑ پھوڑ کر پھینک دیتی۔ ابن مسعودؓ نے کہا امۃ کا معنی لوگوں کو اچھی باتیں سکھانے والا قانت کا معنی مطیع' فرمانبردار۔

تشریح کلمات

رُوحُ الْقُدُس: جبریل' نزل به الرّوح الامین

آیت کریمہ میں ہے "قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّکَ بِالْحَقِّ" اس میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ روح القدس کی تفسیر جبرئیل سے کر رہے ہیں اور اس کے لیے انہوں نے تائید سورۃ شعراء کی آیت "نزل به الروح الامین" سے بیان کی کیونکہ اس میں "روح" کا اطلاق حضرت جبرائیل علیہ السلام پر ہوا ہے۔

فِیْ ضَیْقٍ' یقال: امرٌ ضَیْقٌ وضَیِّقٌ مثل هَیْنٍ وَهَیِّنٍ وَلَیْنٍ وَلَیِّنٍ وَمَیْتٍ وَمَیِّتٍ

آیت میں ہے "ولا تک فِیْ ضیق مِّمَّا یَمْکُرُوْنَ" امام فرماتے ہیں کہ اس میں دو لغت ہیں ایک "ضَیْقٍ" (بسکون الیاء) دوسری "ضَیِّقٍ" (بتشدید الیاء) جیسے "هَیِّنٌ' لَیِّنٌ اور مَیِّتٌ" میں بھی دو لغت ہیں۔

وقال ابن عباسؓ فی تَقَلُّبِهِمْ: اِخْتِلَافِهِمْ

آیت میں ہے "او یاخذھم فی تقلبھم" حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ "فی تقلبھم" کے معنی ہیں "فی اختلافھم" یعنی ان کے سفر و حضر میں ان کے رات اور دن میں اللہ تعالیٰ پکڑ لے۔

وقال مُجاهد: تَمِيدَ: تَكَفَّاءَ

آیت میں ہے "والقٰی فی الارضِ رَوَاسِیَ ان تمیدبکم" مجاہد نے تمید کی تشریح تکفاء سے کی ہے جس کے معنی پلٹنے، ڈگمگانے اور لڑکھڑانے کے آتے ہیں۔

مُفْرِطُوْنَ: مَنسِيُّوْنَ

آیت میں ہے "لا جرم اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَاَنَّهُمْ مُفْرَطُوْنَ" فرماتے ہیں اس میں مفرطون "مَنسِيُّوْن" کے معنی میں ہے یعنی بلاشبہ ان کیلئے قیامت کے دن دوزخ ہے اور وہ لوگ بھلا دیئے جائینگے یعنی دوزخ میں ڈالنے کے بعد پھر انکی کوئی خبر نہیں لی جائیگی۔

وقال غیرہ: فاذا قرأت القرآن فاستعذ باللّٰہ ھٰذا مقدم ومؤخر، وذلک ان الاستعاذۃ قبل القراءۃ ومعناھا: الاعتصامُ باللّٰہ

آیت میں ہے "فاذا قرأت القرآن فاستعذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم" امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ابوعبیدہ کے اتباع میں فرماتے ہیں کہ اس آیت میں تقدیم وتاخیر ہے یعنی "اذا قرات القرآن" کو پہلے ذکر کیا ہے لیکن وہ مؤخر ہوگا اور "فاستعذ باللّٰہ" کو بعد میں ذکر کیا ہے لیکن وہ مقدم ہوگا کیونکہ استعاذہ قرآن کی تلاوت سے مقدم ہوتا ہے۔

جمہور علماء تقدیم وتاخیر کے قائل نہیں ہیں وہ کہتے ہیں کہ "اذا قرات القرآن" کے معنی "اذا اردت قراءۃ القرآن" ہیں یعنی جب آپ قرآن کی تلاوت کا ارادہ کریں تو استعاذہ کریں۔ علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے یہی معنی بیان کیے ہیں۔

استعاذہ کے معنی امام نے بیان کیے ہیں "الاعتصام باللّٰہ" یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ مضبوط تعلق قائم کرنا اور اللہ کی پناہ میں آنا۔

تعوذ اور تلاوت

جمہور علماء کے نزدیک قرآن پاک کی تلاوت سے قبل تعوذ مسنون ہے۔

عطاء بن ابی رباح اور دوسرے حضرات کہتے ہیں کہ تعوذ قبل القراءۃ واجب ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، محمد بن سیرین اور حضرت ابراہیم نخعی رحمہم اللہ سے نقل کیا گیا ہے کہ تعوذ قرأت کے بعد ہونا چاہیے۔ انہوں نے آیت کے ظاہر پر نظر کرتے ہوئے تعوذ کا مقام قرأت کے بعد تجویز کیا ہے۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے بعض علماء سے نقل کیا ہے کہ تعوذ کا مقام قرأت سے پہلے بھی اور قرأت کے بعد بھی دونوں مواقع پر ہونا چاہیے۔ پھر اس میں اختلاف ہے کہ تعوذ جہراً پڑھنا چاہیے یا سراً...... جمہور کے نزدیک نماز کے اندر تعوذ جہراً نہیں پڑھنا چاہیے بلکہ ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تعوذ کا نماز میں سراً پڑھنا اجماعی اور متفق علیہ مسئلہ ہے۔

باب قَوْلِهِ وَمِنكُمْ مَنْ يُرَدُّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مُوسَى أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْأَعْوَرُ عَنْ شُعَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَدْعُو أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْكَسَلِ ، وَأَرْذَلِ الْعُمُرِ ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ ، وَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ ، وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ

ترجمہ۔ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے ہارون بن موسیٰ نے اور عبداللہ اعور نے' انہوں نے شعیب بن خباب سے' انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے کہا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یوں دعا کیا کرتے تھے یا اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں بخل اور سستی اور ارذل عمر (نکمی اور خراب عمر ۹۰ یا ۷۵ سال کے بعد) اور قبر کے عذاب اور دجال کے فتنے اور زندگی اور موت کے فتنے سے۔

سورة بني إسرائيل

حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ يَزِيدَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ وَالْكَهْفِ وَمَرْيَمَ إِنَّهُنَّ مِنَ الْعِتَاقِ الْأُوَلِ ، وَهُنَّ مِنْ تِلَادِي قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (فَسَيُنْغِضُونَ) يَهُزُّونَ وَقَالَ غَيْرُهُ نَغَضَتْ سِنُّكَ أَيْ تَحَرَّكَتْ (وَقَضَيْنَا إِلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ) أَخْبَرْنَاهُمْ أَنَّهُمْ سَيُفْسِدُونَ ، وَالْقَضَاءُ عَلَى وُجُوهٍ (وَقَضَى رَبُّكَ) أَمَرَ رَبُّكَ ، وَمِنْهُ الْحُكْمُ (إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ) ، وَمِنْهُ الْخَلْقُ (فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمَوَاتٍ) (نَفِيرًا) مَنْ يَنْفِرُ مَعَهُ (وَلِيُتَبِّرُوا) يُدَمِّرُوا (مَا عَلَوْا) (حَصِيرًا) مَحْبِسًا مَحْصَرًا (حَقَّ) وَجَبَ (مَيْسُورًا) لَيِّنًا (خِطْئًا) إِثْمًا ، وَهُوَ اسْمٌ مِنْ خَطِئْتُ ، وَالْخَطَأُ مَفْتُوحٌ مَصْدَرُهُ مِنَ الْإِثْمِ ، خَطِئْتُ بِمَعْنَى أَخْطَأْتُ (تَخْرِقَ) تَقْطَعَ (وَإِذْ هُمْ نَجْوَى) مَصْدَرٌ مِنْ نَاجَيْتُ ، فَوَصَفَهُمْ بِهَا ، وَالْمَعْنَى يَتَنَاجَوْنَ (رُفَاتًا) حُطَامًا (وَاسْتَفْزِزْ) اسْتَخِفَّ (بِخَيْلِكَ) الْفُرْسَانِ ، وَالرَّجْلُ الرَّجَّالَةُ وَاحِدُهَا رَاجِلٌ مِثْلُ صَاحِبٍ وَصَحْبٍ ، وَتَاجِرٍ وَتَجْرٍ (حَاصِبًا) الرِّيحُ الْعَاصِفُ ، وَالْحَاصِبُ أَيْضًا مَا تَرْمِي بِهِ الرِّيحُ وَمِنْهُ (حَصَبُ جَهَنَّمَ) يُرْمَى بِهِ فِي جَهَنَّمَ ، وَهُوَ حَصَبُهَا ، وَيُقَالُ حَصَبَ فِي الْأَرْضِ ذَهَبَ ، وَالْحَصَبُ مُشْتَقٌّ مِنَ الْحَصْبَاءِ وَالْحِجَارَةِ (تَارَةً) مَرَّةً وَجَمَاعَتُهُ تِيَرَةٌ وَتَارَاتٌ (لَأَحْتَنِكَنَّ) لَأَسْتَأْصِلَنَّهُمْ يُقَالُ احْتَنَكَ فُلَانٌ مَا عِنْدَ فُلَانٍ مِنْ عِلْمٍ اسْتَقْصَاهُ (طَائِرَهُ) حَظَّهُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُلُّ سُلْطَانٍ فِي الْقُرْآنِ فَهُوَ حُجَّةٌ (وَلِيٌّ مِنَ الذُّلِّ) لَمْ يُحَالِفْ أَحَدًا

ترجمہ۔ ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے' انہوں نے ابو اسحاق (عمرو بن عبداللہ سبیعی) سے' کہا میں نے عبدالرحمٰن بن یزید سے سنا' کہا میں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے سنا' وہ کہتے تھے سورہ بنی اسرائیل اور کہف اور سورہ مریم یہ اول درجہ کی عمدہ سورتیں ہیں (نہایت فصیح اور بلیغ) اور میری پرانی یاد کی ہوئی ہیں' ابن عباسؓ نے

کہا فسینغضون اپنے سر ہلائیں گے دوسرے لوگوں نے کہا یہ نغضت سنک سے نکلا۔ ہے یعنی تیرا دانت ہل گیا' و قضینا الی بنی اسرائیل یعنی ہم نے بنی اسرائیل کو خبر کردی کہ وہ آئندہ فساد کریں گے اور قضا کے کئی معنی آئے ہیں جیسے وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ میں یہ معنی ہے کہ اللہ نے حکم دیا اور فیصلہ کرنے کے بھی معنی ہیں جیسے ان ربک یقضی بینهم فیما هم فیه یختلفون میں اور پیدا کرنے کے بھی معنی ہیں جیسے فقضاهن سبع سموت میں' نفیرا وہ لوگ جو آدمی کے ساتھ لڑنے کے لیے نکلیں ولیتبروا ما علوا یعنی جن شہروں پر غالب ہوں ان کو تباہ کریں' حصیرا قید خانہ جیل حق واجب ہوا میسورا نرم ملائم خطأ گناہ یہ اسم خطئت سے اور خطاء بالفتح مصدر ہے یعنی گناہ کرنا خطئت بکسر طاء اور اخطات دونوں کا ایک معنی ہے (یعنی میں نے قصور کیا غلطی کی) لن تخرق تو زمین کو طے نہیں کر سکنے کا (کیونکہ زمین بہت بڑی ہے) نجوی مصدر ہے ناجیت سے یہ ان لوگوں کی صفت بیان کی' یعنی آپس میں مشورہ کرتے ہیں رفاتا ٹوٹے ریزہ ریزہ ہوا استفزز دیوانہ کردے گمراہ کردیگا۔ بخیل کا اپنے سواروں سے رجل پیادے اس کا مفرد راجل ہے جیسے صاحب کی جمع صحب اور تاجر کی جمع تجر حاصبا آندھی حاصب اس کو بھی کہتے ہیں جو ہوا اڑا کر لائے (ریت کنکر وغیرہ) اسی سے ہے حصب جهنم یعنی جو جہنم میں ڈالا جائیگا' وہی جہنم کا حصب ہے' عرب لوگ کہتے ہیں حصب فی الارض زمین میں گھس گیا' یہ حصب حصباء سے نکلا ہے' حصباء پتھروں (سنگریزوں) کو تارة ایک بار اس کی جمع تیرة اور تارات لاحتنکن انکو تباہ کردوں گا' جڑ سے کھود ڈالوں گا' عرب لوگ کہتے ہیں کہ احتنک فلان ماعند فلان یعنی اس کو جتنی باتیں معلوم تھیں وہ سب اس نے معلوم کرلیں' کوئی بات باقی نہ رہی طائرہ اس کا نصیبہ' ابن عباسؓ نے کہا' قرآن میں جہاں جہاں سلطان کا لفظ آیا ہے اسکا معنی دلیل اور حجت ہے' ولی من الذل یعنی اس نے کسی سے اس لیے دوستی نہیں کی ہے کہ وہ اسکو ذلت سے بچائے۔

باب قَوْلِهِ أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلاً مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

← حَدَّثَنَا عَبْدَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أُتِيَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ بِإِيلِيَاءَ بِقَدَحَيْنِ مِنْ خَمْرٍ وَلَبَنٍ، فَنَظَرَ إِلَيْهِمَا فَأَخَذَ اللَّبَنَ قَالَ جِبْرِيلُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدَاكَ لِلْفِطْرَةِ، لَوْ أَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ

ترجمہ۔ ہم سے عبدان نے بیان کیا' کہ ہم سے عبداللہ بن مبارک نے' کہا ہم کو یونس نے خبر دی۔ دوسری سند اور ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا' کہا ہم سے عنبسہ بن خالد نے' کہا ہم سے یونس نے' انہوں نے ابن شہاب سے' سعید بن مسیب نے' کہا ابوہریرہؓ نے کہا کہ جس رات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس کی طرف لے گئے (یعنی شب معراج میں) آپؐ کے سامنے دو پیالے لائے گئے ایک شراب کا ایک دودھ کا آپؐ نے دونوں کو دیکھا پھر دودھ کا پیالہ لے لیا' اس وقت جبریل نے کہا شکر اللہ کا اس نے آپکو فطری پیدائشی رستہ (یعنی اسلام) بتایا۔ اگر آپ شراب کا پیالہ لیتے تو آپکی امت گمراہ ہو جاتی۔

← حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رضي الله عنهما قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ لَمَّا كَذَّبَنِي قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الْحِجْرِ،

فَجَلَّى اللّٰهُ لِي بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَطَفِقْتُ أُخْبِرُهُمْ عَنْ آيَاتِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ زَادَ يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ لَمَّا كَذَّبَنِي قُرَيْشٌ حِينَ أُسْرِيَ بِي إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ نَحْوَهُ (قَاصِفًا) رِيحٌ تَقْصِفُ كُلَّ شَيْءٍ. قَوْلِهِ تَعَالَى (وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ) (كَرَّمْنَا) وَأَكْرَمْنَا وَاحِدٌ (ضِعْفَ الْحَيَاةِ) عَذَابَ الْحَيَاةِ وَعَذَابَ الْمَمَاتِ (خِلَافَكَ) وَخَلْفَكَ سَوَاءٌ (وَنَأَى) تَبَاعَدَ (شَاكِلَتِهِ) نَاحِيَتِهِ، وَهِيَ مِنْ شَكْلِهِ (صَرَّفْنَا) وَجَّهْنَا (قَبِيلًا) مُعَايَنَةً وَمُقَابَلَةً، وَقِيلَ الْقَابِلَةُ لِأَنَّهَا مُقَابِلَتُهَا وَتَقْبَلُ وَلَدَهَا (خَشْيَةَ الْإِنْفَاقِ) أَنْفَقَ الرَّجُلُ أَمْلَقَ، وَنَفِقَ الشَّيْءُ ذَهَبَ (قَتُورًا) مُقَتِّرًا (لِلْأَذْقَانِ) مُجْتَمَعُ اللَّحْيَيْنِ، وَالْوَاحِدُ ذَقَنٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ (مَوْفُورًا) وَافِرًا (تَبِيعًا) ثَائِرًا، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَصِيرًا (خَبَتْ) طَفِئَتْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (لَا تُبَذِّرْ) لَا تُنْفِقْ فِي الْبَاطِلِ (ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ) رِزْقٍ (مَثْبُورًا) مَلْعُونًا (لَا تَقْفُ) لَا تَقُلْ (فَجَاسُوا) تَيَمَّمُوا يُزْجِي الْفُلْكَ يُجْرِي الْفُلْكَ (يَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ) لِلْوُجُوهِ

ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا' کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے کہا' مجھ کو یونس نے خبر دی' انہوں نے ابن شہاب سے' ابوسلمہ نے' کہا میں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے سنا' وہ کہتے تھے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آپ فرماتے تھے' جب قریش کے کافروں نے مجھ کو جھٹلایا' تو میں حجر (یعنی حطیم) میں کھڑا ہوا اللہ تعالے نے (اپنی قدرت سے) بیت المقدس میرے سامنے کردی' میں ان کافروں کو وہاں کی نشانیاں بتلانے لگا' میں بیت المقدس کو دیکھ رہا تھا یعقوب بن ابراہیم نے کہ ہم سے ابن شہاب کے بھتیجے نے بیان کیا' انہوں نے اپنے چچا (ابن شہاب) سے پھر یہی حدیث روایت کی اس میں اتنا زیادہ ہے کہ جب مجھ کو رات کے وقت بیت المقدس تک لے گئے تو قریش کے کافروں نے مجھ کو جھٹلایا۔ قاصف وہ آندھی جو ہر چیز کو تباہ کر دے کرمنا اور اکرمنا دونوں کے ایک معنی ہیں' ضعف الحیوۃ زندگی کا عذاب وضعف الممات موت کا عذاب خلافک اور خلفک (دونوں قرآتیں ہیں) دونوں کے ایک معنی ہیں یعنی تمہارے بعد دور ہوا' شاکلہ اپنے رستے پر (یا اپنی نیت پر) یہ شکل سے نکلا ہے۔ (یعنی جوڑا اور شبیہ) صرفنا سامنے لائے بیان کیے' قبیلا آنکھوں کے سامنے روبرو' بعضوں نے کہا یہ قابلہ سے نکلا ہے جس کے معنی دائی (جنانے والی) کیونکہ وہ بھی (جناتے وقت) عورت کے مقابل ہوتی ہے اس کا بچہ قبول کرتی ہے یعنی سنبھالتی ہے انفاق مفلس ہو جانا کہتے ہیں انفق الرجل جب وہ مفلس ہو جائے اور نفق الشیئ جب کوئی چیز تمام ہو جائے' قتورا بخیل اذقان ذقن کی جمع ہے جہاں دونوں جبڑے ملتے ہیں یعنی ٹھاڑی' مجاہد نے کہا موفورا وافر کے معنی میں ہے (یعنی پورا) تبیعا بدلہ لینے والا' اور ابن عباسؓ نے کہا مددگار خبت بجھ جائے گی اور ابن عباسؓ نے کہا لاتبذر کا معنی یہ ہے کہ ناجائز کاموں میں اپنا پیسہ مت خرچ کر ابتغاء رحمۃ روزی کی تلاش میں مثبورا ملعون لاتقف مت کر فجاسوا قصد کیا یجری الفلک کشتی چلاتا ہے یخرون للاذقان منہ کے بل گر پڑتے ہیں (سجدہ کرتے ہیں)

باب قَوْلِهِ إِذَا أَرَدْنَا أَنْ نُهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا الْآيَةَ

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا نَقُولُ لِلْحَيِّ إِذَا كَثُرُوا فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَمِرَ بَنُو فُلَانٍ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ وَقَالَ أَمَرَ

ترجمہ ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے' کہا ہم کو منصور نے خبر دی انہوں نے ابووائل سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے وہ کہتے تھے جب جاہلیت کے زمانہ میں کسی قبیلے کے لوگ بہت ہو جاتے تو ہم کہتے امر بنوفلان

ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے یہی حدیث اس میں بھی امر ہے (بہ کسرہ میم)

باب ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ إِنَّهُ كَانَ عَبْدًا شَكُورًا

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا أَبُو حَيَّانَ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بِلَحْمٍ ، فَرُفِعَ إِلَيْهِ الذِّرَاعُ ، وَكَانَتْ تُعْجِبُهُ ، فَنَهَسَ مِنْهَا نَهْسَةً ثُمَّ قَالَ أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، وَهَلْ تَدْرُونَ مِمَّ ذٰلِكَ يَجْمَعُ النَّاسَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ ، يُسْمِعُهُمُ الدَّاعِي ، وَيَنْفُذُهُمُ الْبَصَرُ ، وَتَدْنُو الشَّمْسُ ، فَيَبْلُغُ النَّاسَ مِنَ الْغَمِّ وَالْكَرْبِ مَا لَا يُطِيقُونَ وَلَا يَحْتَمِلُونَ فَيَقُولُ النَّاسُ أَلَا تَرَوْنَ مَا قَدْ بَلَغَكُمْ أَلَا تَنْظُرُونَ مَنْ يَشْفَعُ لَكُمْ إِلَى رَبِّكُمْ فَيَقُولُ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ عَلَيْكُمْ بِآدَمَ فَيَأْتُونَ آدَمَ عليه السلام فَيَقُولُونَ لَهُ أَنْتَ أَبُو الْبَشَرِ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهِ وَنَفَخَ فِيكَ مِنْ رُوحِهِ ، وَأَمَرَ الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوا لَكَ ، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ ، أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ أَلَا تَرَى إِلَى مَا قَدْ بَلَغَنَا فَيَقُولُ آدَمُ إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ ، وَإِنَّهُ نَهَانِي عَنِ الشَّجَرَةِ فَعَصَيْتُهُ ، نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي ، اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي ، اذْهَبُوا إِلَى نُوحٍ ، فَيَأْتُونَ نُوحًا فَيَقُولُونَ يَا نُوحُ إِنَّكَ أَنْتَ أَوَّلُ الرُّسُلِ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ ، وَقَدْ سَمَّاكَ اللّٰهُ عَبْدًا شَكُورًا اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ ، أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ فَيَقُولُ إِنَّ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ ، وَإِنَّهُ قَدْ كَانَتْ لِي دَعْوَةٌ دَعَوْتُهَا عَلَى قَوْمِي نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي ، اذْهَبُوا إِلَى إِبْرَاهِيمَ ، فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ ، فَيَقُولُونَ يَا إِبْرَاهِيمُ ، أَنْتَ نَبِيُّ اللّٰهِ وَخَلِيلُهُ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ فَيَقُولُ لَهُمْ إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ ، وَإِنِّي قَدْ كُنْتُ كَذَبْتُ ثَلَاثَ كَذِبَاتٍ فَذَكَرَهُنَّ أَبُو حَيَّانَ فِي الْحَدِيثِ نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي ، اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي اذْهَبُوا إِلَى مُوسَى ، فَيَأْتُونَ مُوسَى ، فَيَقُولُونَ يَا مُوسَى أَنْتَ رَسُولُ اللّٰهِ ، فَضَّلَكَ اللّٰهُ بِرِسَالَتِهِ وَبِكَلَامِهِ عَلَى النَّاسِ ، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ فَيَقُولُ إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ ، وَإِنِّي قَدْ قَتَلْتُ نَفْسًا لَمْ أُومَرْ بِقَتْلِهَا ، نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي ، اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي ، اذْهَبُوا إِلَى عِيسَى ، فَيَأْتُونَ عِيسَى فَيَقُولُونَ يَا عِيسَى أَنْتَ رَسُولُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ ، وَكَلَّمْتَ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا اشْفَعْ لَنَا أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ فَيَقُولُ عِيسَى إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ ذَنْبًا نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي ، اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي اذْهَبُوا إِلَى مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم فَيَأْتُونَ مُحَمَّدًا صلى الله عليه وسلم فَيَقُولُونَ يَا مُحَمَّدُ أَنْتَ رَسُولُ اللّٰهِ وَخَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ ، وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ ، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ فَأَنْطَلِقُ فَآتِي تَحْتَ الْعَرْشِ ، فَأَقَعُ سَاجِدًا لِرَبِّي عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنْ مَحَامِدِهِ وَحُسْنِ الثَّنَاءِ عَلَيْهِ شَيْئًا لَمْ يَفْتَحْهُ عَلَى أَحَدٍ قَبْلِي ثُمَّ يُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ ، سَلْ تُعْطَهْ ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ ، فَأَرْفَعُ رَأْسِي ، فَأَقُولُ أُمَّتِي يَا رَبِّ ، أُمَّتِي يَا رَبِّ فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ أَدْخِلْ مِنْ أُمَّتِكَ مَنْ لَا

حِسَابَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْبَابِ الْأَيْمَنِ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَهُمْ شُرَكَاءُ النَّاسِ فِيمَا سِوَى ذٰلِكَ مِنَ الْأَبْوَابِ ، ثُمَّ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ مَا بَيْنَ الْمِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَصَارِيعِ الْجَنَّةِ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَحِمْيَرَ ، أَوْ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَبُصْرَى

ترجمہ۔ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی' کہا ہم سے ابوحیان (یحییٰ بن سعید) تیمی نے' انہوں نے ابوزرعہ (ہرم) بن عمرو بن جریر سے' انہوں نے ابوہریرہؓ سے' انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گوشت لائے تو دست کا گوشت آپ کو اٹھا کر دیا گیا' وہ آپ کو بہت پسند تھا' آپ نے دانتوں سے اس کو ایک بار نوچا' پھر فرمانے لگے کہ قیامت کے دن میں لوگوں کا سردار ہوں گا' تم جانتے ہو کیا وجہ' ایسا ہوگا' (قیامت کے دن اللہ تعالے اگلوں پچھلوں سب کو ایک میدان میں اکٹھا کرے گا۔(وہ میدان ایسا ہموار ہوگا) کہ پکارنے والا اپنی آواز ان کو سنا سکے گا اور دیکھنے والا ان سب کو دیکھ سکے گا۔سورج نزدیک آ جائے گا' لوگوں کو اتنا غم ہوگا' ایسی تکلیف ہوگی' جس کا تحمل نہ کر سکیں گے۔اٹھا نہ سکیں گے آخر (مجبور ہو کر) آپس میں کہیں گے بھائیو دیکھتے ہو کیا نوبت پہنچی ہے (کیسا سخت وقت ہے) اب چلو کسی ایسے شخص کو ڈھونڈو جو پروردگار کے پاس تمہاری کچھ سفارش کرے پھر صلاح کر کے یہ کہیں گے کہ حضرت آدم علیہ اسلام کے پاس چلو' خیر ان کے پاس جائیں گے اور ان سے کہیں گے آپ سب آدمیوں کے باپ ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے مبارک ہاتھ سے بنایا اور اپنی روح آپ میں پھونکی اور فرشتوں کو حکم دیا' کہ آپ کو سجدہ کریں اب آپ پروردگار سے ہماری ذرا سفارش کریں آپ دیکھتے ہیں کہ ہم کس تکلیف میں ہیں' ہمارا حال کس حد تک پہنچا ہے (سر سے پاؤں تک پسینے میں غرق پیاسے بھوکے) حضرت آدم علیہ السلام کہیں گے (بیٹا) آج پروردگار ایسے جلال میں ہے (غصے میں ہے) کہ اتنے جلال میں کبھی نہ ہوگا' اور (مجھ سے ایک خطا ہو چکی ہے) اس نے (گیہوں کا) درخت کھانے سے مجھ کو منع کیا تھا لیکن میں نے کھالیا (بیٹا) نفسی' نفسی' نفسی (مجھے اپنی فکر پڑی ہے) تم کسی اور کے پاس جاؤ۔نوحؑ پیغمبر کے پاس جاؤ یہ سن کر وہ سب لوگ حضرت نوحؑ کے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ اے نوحؑ تم پہلے پیغمبر ہو جو زمین والوں کی طرف بھیجے گئے اور اللہ نے تم کو (سورہ بنی اسرائیل میں اپنا شکر گذار بندہ فرمایا ('انہ کان عبداشکورا) اب تم پروردگار کے پاس کچھ ہماری سفارش کرو ہمارا حال نہیں دیکھتے جس تکلیف میں مبتلا ہیں' وہ کہیں گے میرا پروردگار جل جلالہ آج ایسے غصے میں ہے کہ ویسا غصہ کبھی نہیں ہوا نہ ہوگا اور (مجھ سے دنیا میں ایک خطا ہو گئی تھی) میں نے اپنی قوم والوں پر بددعا کی (وہ سب ہلاک ہو گئے حالانکہ اللہ کی مرضی پر چھوڑ دینا بہتر ہے) بھائیو نفسی نفسی نفسی کا وقت ہے اور کہیں جاؤ۔ ابراہیمؑ پیغمبر کے پاس جاؤ یہ سن کر وہ سب لوگ حضرت ابراہیم پیغمبرؑ کے پاس آئیں گے ان سے کہیں گے' اے ابراہیم تم اللہ کے نبی اور ساری زمین والوں میں اس کے خلیل (جانی دوست) ہو تو پروردگار کے پاس کچھ ہماری سفارش کرو (کلمۃ الخیر کہو) ہمارا حال نہیں دیکھتے کیسا خراب ہو رہا ہے وہ کہیں گے میرا پروردگار آج بے طرح غصے ہے ایسا غصے کبھی نہیں ہوا تھا نہ ہوگا' اور میں نے (دنیا میں ایک خطا کی تھی) تین جھوٹ بولے تھے۔ابوحیان راوی نے اس حدیث میں ان تینوں جھوٹ باتوں کو بیان کیا۔بھائیو نفسی نفسی پڑی ہے کہیں اور جاؤ' اچھا موسیٰ پیغمبر کے پاس جاؤ یہ سن کر وہ سب لوگ حضرت موسیٰ کے پاس آئیں گے' ان سے عرض کریں گے موسیٰ تم اللہ کے پیغمبر ہو' اللہ نے تم سے باتیں کر کے اور تم کو خاص پیغمبر بنا کر

اور لوگوں پر بزرگی دی' بھلا کچھ ہماری سفارش تو اپنے پروردگار کے حضور میں کرو' دیکھو تو ہماری کیا کیفیت ہو رہی ہے (کیسی آفت میں گرفتار ہیں) موسیٰ کہیں گے آج تو میرا مالک بہت غصہ میں ہے اتنا غصے کبھی نہیں ہوا تھا' نہ آئندہ ہوگا اور میں نے (دنیا میں ایک خطا کی تھی) کہ ایک شخص کا خون مجھ سے ہو گیا' جس کو مار ڈالنے کا حکم نہیں تھا بھائیو! نفسی نفسی پڑی ہے اور کہیں جاؤ اچھا عیسیٰ پیغمبر علیہ السلام کے پاس تو جاؤ اب سب جمع ہو کر حضرت عیسیٰ کے پاس آئیں گے اور کہیں گے آپ اللہ کے رسول اور اس کی بات ہیں جو اللہ تعالےٰ نے مریم میں ڈال دی تھی اور اللہ کی روح ہیں اور آپ نے گود میں رہ کر بچپن میں لوگوں سے باتیں کی تھیں' کچھ ہماری سفارش کرو (اس آفت سے چھڑاؤ) اور دیکھو ہم کس مصیبت میں گرفتار ہیں۔ حضرت عیسیٰ کہیں گے بھائی آج تو (عجب حال ہے) پروردگار ایسے غصے میں ہے کہ ویسا غصے کبھی نہیں ہوا تھا نہ آئندہ ہوگا (راوی نے) حضرت عیسیٰ کا کوئی گناہ نہیں بیان کیا' مجھے تو نفسی نفسی (اپنی ہی فکر) پڑی ہے اور کہیں جاؤ' اچھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ' یہ سن کر سب (اگلے اور پچھلے) میرے پاس آئیں گے اور کہیں گے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ اللہ کے پیغمبر اور ختم الانبیاء ہیں اور اللہ تعالےٰ نے (اپنے فضل سے) آپ کی اگلی پچھلی سب خطائیں' (لغزشیں) معاف کر دی ہیں آپ ذرا ہماری کچھ سفارش کیجئے (رحم فرما کہ زحد میگذ رد تشنہ لبی) آپ دیکھتے ہیں ہمارا کیا حال ہو رہا ہے۔ میں یہ سنتے ہی (میدان حشر سے) چلوں گا اور عرش کے تلے پہنچ کر اپنے پروردگار کے سامنے سجدے میں گر پڑوں گا۔ پروردگار اپنی تعریف اور خوبی کی وہ وہ باتیں میرے دل میں ڈال دے گا (میری زبان سے نکلوائے گا) جو کسی کو نہیں بتلائیں پھر ارشاد ہوگا' محمد! صلی اللہ علیہ وسلم سر اٹھا مانگ جو مانگتا ہے وہ ملے گا جس کی سفارش کرے گا ہم سنیں گے' میں سر اٹھا کر عرض کروں گا' پروردگار میری امت پر رحم فرما' پروردگار میری امت پر رحم فرما' ارشاد ہوگا' اپنی امت میں سے ان (ستر ہزار آدمیوں) کو جن کا حساب و کتاب نہیں ہوگا بہشت کے داہنے دروازے سے بہشت میں لے لیجا اور یہ لوگ باقی دروازوں میں سے بھی اور لوگوں کی طرح جا سکتے ہیں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' بہشت کے پھاٹک کے دونوں پٹوں میں اتنا فاصلہ ہے جیسے مکہ اور حمیر یعنی صنعا میں جو یمن کا پایہ تخت ہے' یا جیسے مکہ اور بصریٰ میں (شام کے ملک میں ہے)۔

باب قَوْلِهِ وَآتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا

حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ خُفِّفَ عَلَى دَاوُدَ الْقِرَاءَةُ، فَكَانَ يَأْمُرُ بِدَابَّتِهِ لِتُسْرَجَ، فَكَانَ يَقْرَأُ قَبْلَ أَنْ يَفْرُغَ يَعْنِي الْقُرْآنَ

ترجمہ۔ ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرزاق نے' انہوں نے معمر سے' انہوں نے ہمام بن منبہ سے' انہوں نے ابوہریرہ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا' داود پیغمبر پر (توراۃ یا زبور کا) پڑھنا آسان کر دیا گیا تھا' وہ اپنے جانور پر زین کسنے کا حکم دیتے پھر زین کسے جانے سے پہلے ہی پڑھ چکتے یعنی اللہ کی کتاب۔

باب قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِهِ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا

حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ

(إِلَى رَبِّهِمِ الْوَسِيلَةَ) قَالَ كَانَ نَاسٌ مِنَ الْإِنْسِ يَعْبُدُونَ نَاسًا مِنَ الْجِنِّ ، فَأَسْلَمَ الْجِنُّ ، وَتَمَسَّكَ هَؤُلَاءِ بِدِينِهِمْ زَادَ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ (قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ)

ترجمہ۔ مجھ سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' کہا مجھ سے سلیمان اعمش نے' انہوں نے ابراہیم نخعی سے' انہوں نے ابومعمر (عبداللہ بن سخبرہ) سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے' انہوں نے کہا اولئک الذین یدعون الی ربھم الوسیلة اس کا شان نزول یہ ہے' کچھ آدمی جنوں کی پرستش کیا کرتے تھے' پھر ایسا ہوا وہ جن مسلمان ہو گئے' اور یہ مشرک (کم بخت) انہی کی پرستش کرتے رہے' شرک پر قائم رہے' عبیداللہ اشجعی نے اس حدیث کو سفیان ثوری سے روایت کیا' انہوں نے اعمش سے' اس میں یوں ہے اس آیت قل ادعوا الذین زعمتم من دونه کا شان نزول یہ ہے اخیر تک۔

باب قَوْلِهِ أُولَئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَى رَبِّهِمِ الْوَسِيلَةَ الْآيَةَ

← حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رضى الله عنه فِي هَذِهِ الْآيَةِ (الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَى رَبِّهِمِ الْوَسِيلَةَ) قَالَ نَاسٌ مِنَ الْجِنِّ (كَانُوا) يُعْبَدُونَ فَأَسْلَمُوا

ترجمہ۔ ہم سے بشر بن خالد نے بیان کیا' کہا ہم کو محمد بن جعفر نے خبر دی' انہوں نے شعبہ سے' انہوں نے سلیمان اعمش سے' انہوں نے ابراہیم نخعی سے' انہوں نے ابومعمر سے' انہوں نے عبداللہ مسعودؓ سے' انہوں نے اس آیت کی ولئک الذین یدعون یبتغون الی ربھم الوسیلة کی تفسیر میں کہا کچھ جن ایسے تھے جن کی آدمی پرستش کیا کرتے تھے' وہ مسلمان ہو گئے۔

باب وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ

← حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضى الله عنه (وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ) قَالَ هِيَ رُؤْيَا عَيْنٍ أُرِيَهَا رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ (وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ) شَجَرَةُ الزَّقُّومِ

ترجمہ۔ ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے' انہوں نے عمرو بن دینار سے' انہوں نے عکرمہ سے' انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا اس آیت وما جعلنا الرویا التی اریناک الافتنة للناس میں رویا سے آنکھ کا دیکھنا مراد ہے (بیداری میں خواب) یعنی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج میں دکھایا گیا اور شجرہ ملعونہ سے تھوہر کا درخت مراد ہے۔

باب قَوْلِهِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا

قَالَ مُجَاهِدٌ صَلَاةَ الْفَجْرِ

← حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضى الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ فَضْلُ صَلَاةِ الْجَمِيعِ عَلَى صَلَاةِ الْوَاحِدِ خَمْسٌ

وَعِشْرُونَ دَرَجَةً ، وَتَجْتَمِعُ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ وَمَلَائِكَةُ النَّهَارِ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ اقْرَءُ وا إِنْ شِئْتُمْ (وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا) .

ترجمہ۔ مجھ سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرزاق بن ہمام نے' کہا ہم کو معمر نے خبر دی' انہوں نے زہری سے' انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف اور سعید بن مسیب سے' ان دونوں نے ابو ہریرہؓ سے' کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جماعت کی نماز اکیلے نماز پڑھنے سے پچیس درجے زیادہ فضیلت رکھتی ہے اور رات دن کے فرشتے صبح کی نماز میں اکٹھے ہو جاتے ہیں' ابو ہریرہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ حدیث بیان کرنے کے بعد کہتے تھے' اگر تم چاہو تو اس آیت کو پڑھ لو وقران الفجر ان قران الفجر کان مشھودا۔

باب قَوْلِهِ عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبَانَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ آدَمَ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رضي الله عنهما يَقُولُ إِنَّ النَّاسَ يَصِيرُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ جُثًا ، كُلُّ أُمَّةٍ تَتْبَعُ نَبِيَّهَا ، يَقُولُونَ يَا فُلَانُ اشْفَعْ ، حَتَّى تَنْتَهِيَ الشَّفَاعَةُ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَذَلِكَ يَوْمَ يَبْعَثُهُ اللَّهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُودَ

ترجمہ۔ مجھ سے اسماعیل بن ابان نے بیان کیا' کہا ہم سے ابوالاحوص (سلام بن سلیم) نے' انہوں نے آدم بن علی سے' انہوں نے کہا میں نے عبداللہ بن عمرؓ سے سنا' وہ کہتے تھے' قیامت کے دن لوگوں کے گروہ گروہ ہو جائینگے اور ہر گروہ اپنے پیغمبر کے پیچھے لگے گا اور کہے گا صاحب ہماری کچھ سفارش کرو' اخیر میں سفارش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آن ٹھہرے گی (دوسرے پیغمبر جواب دیدینگے) یہی وہ دن ہے جس دن اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام محمود پر اٹھائیگا۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رضي الله عنهما أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ اللَّهُمَّ رَبَّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ ، آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ ، وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَهُ ، حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم

ترجمہ۔ ہم سے علی بن عیاش نے بیان کیا' کہا ہم سے شعیب بن ابی حمزہ نے' انہوں نے محمد بن منکدر سے' انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے' کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' کہ جو کوئی اذان سنے پھر یوں کہے اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ والصلواۃ القائمۃ ات محمد ن الوسیلۃ والفضیلۃ و ابعثہ مقاما محمود ن الذی وعدتہ قیامت کے دن اس کو میری شفاعت پہنچے گی۔ اس حدیث کو حمزہ بن عبداللہ نے بھی اپنے والد (عبداللہ بن عمرؓ) سے روایت کیا ہے' انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

باب وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

يَزْهَقُ يَهْلِكُ

حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ

رضی اللہ عنہ قال دخل النبی صلی اللہ علیہ وسلم مکۃ وحول البیت ستون وثلاثمائۃ نصب فجعل یطعنھا بعود فی یدہ ویقول (جاء الحق وزھق الباطل إن الباطل کان زھوقا) (جاء الحق وما یبدئ الباطل وما یعید)

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے' انہوں نے عبداللہ بن ابی نجیح سے' انہوں نے مجاہد سے' انہوں نے ابومعمر سے' انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے' انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے (جب مکہ فتح ہوا) اس وقت کعبے کے گرد تین سو ساٹھ بت تھے' آپ ایک چھڑی سے جو آپؐ کے ہاتھ میں تھی' ایک ایک بت کو ٹھونسا دیتے جاتے اور فرماتے جاتے تھے جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا. جاء الحق وما یبدی الباطل وما یعید.

باب وَيَسْأَلُونَکَ عَنِ الرُّوحِ

حدثنا عمر بن حفص بن غیاث حدثنا أبی حدثنا الأعمش قال حدثنی إبراھیم عن علقمۃ عن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال بینا أنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی حرث وھو متکئ علی عسیب إذ مر الیھود ، فقال بعضھم لبعض سلوہ عن الروح ، فقال ما رابکم إلیہ ، وقال بعضھم لا یستقبلکم بشیء تکرھونہ فقالوا سلوہ فسألوہ عن الروح فأمسک النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلم یرد علیھم شیئا ، فعلمت أنہ یوحی إلیہ ، فقمت مقامی ، فلما نزل الوحی قال (ویسألونک عن الروح قل الروح من أمر ربی وما أوتیتم من العلم إلا قلیلا)

ترجمہ۔ ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا' کہا ہم سے والد نے' کہا ہم سے اعمش نے' کہا مجھ سے ابراہیم نخعی نے' انہوں نے علقمہ سے' انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے' انہوں نے کہا ایسا ہوا ایک بار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک کھیت میں جا رہا تھا آپؐ کھجور کی ایک چھڑی پر ٹیکا دیئے ہوئے تھے' اتنے میں کچھ یہودی سامنے سے گزرے وہ آپس میں کہنے لگے ان سے (یعنی پیغمبر صاحب سے) پوچھو روح کیا چیز ہے' انہوں نے کہا کیوں اس کی کیا ضرورت ہے؟ بعضوں نے کہا ایسا نہ ہو' وہ کوئی ایسی بات کہہ دیں جو تم کو ناگوار گزرے' خیر پھر (یہ بحث ہو کر) کہنے لگے اچھا پوچھو' اور انہوں نے پوچھا روح کیا چیز ہے؟ آپؐ خاموش ہو رہے (تھوڑی دیر تک) ان کو کچھ جواب نہ دیا' میں سمجھ گیا' کہ آپؐ پر وحی آنے لگی اور اپنی جگہ پر کھڑا رہ گیا' جب وحی اتر چکی' تو آپ نے یہ آیت پڑھی: ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا .

باب وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِکَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا

حدثنا یعقوب بن إبراھیم حدثنا ھشیم حدثنا أبو بشر عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنھما فی قولہ تعالی (ولا تجھر بصلاتک ولا تخافت بھا) قال نزلت ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مختف بمکۃ ، کان إذا صلی بأصحابہ رفع صوتہ بالقرآن فإذا سمعہ المشرکون سبوا القرآن ومن أنزلہ ومن جاء بہ ، فقال اللہ تعالی لنبیہ صلی اللہ علیہ وسلم (ولا تجھر بصلاتک) أی بقراء تک ، فیسمع المشرکون ، فیسبوا القرآن ، (ولا تخافت بھا) عن أصحابک فلا تسمعھم (وابتغ بین ذلک سبیلا)

ترجمہ۔ ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا ہم سے ہشیم بن بشیر نے' کہا ہم سے ابو بشر نے' انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباسؓ سے' انہوں نے کہا یہ آیت **ولا تجھر بصلاتک ولا تخافت بھا** اس وقت اتری جب آپ مکہ میں کافروں کے ڈر سے) چھپے رہتے' آپ جب اپنے اصحاب کو نماز پڑھاتے تو بلند آواز سے قرآن پڑھتے' مشرک جب قرآن سنتے تو خود قرآن کو یا قرآن اتارنے والے کو اور جو قرآن لے کر آیا' یعنی جبرئیل علیہ السلام یا پیغمبر صاحب کو) سب کو برا کہتے اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو یہ حکم دیا' کہ اپنی نماز پکار کر نہ پڑھ' یعنی قرات خوب جہر کیساتھ نہ کر کہ مشرکین سنیں اور قرآن کو برا کہیں اور نہ اتنا آہستہ پڑھ کہ تیرے اصحاب بھی نہ سنیں بلکہ بیچ بیچ میں پڑھا کر۔

← حَدَّثَنِي طَلْقُ بْنُ غَنَّامٍ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها قَالَتْ أُنْزِلَ ذٰلِكَ فِي الدُّعَاءِ

مجھ سے طلق بن غنام نے بیان کیا' کہا ہم سے زائدہ بن قدامہ نے' انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے والد سے' انہوں نے حضرت عائشہؓ سے' انہوں نے کہا یہ آیت **ولا تجھر بصلاتک** دعا کے باب میں اتری ہے۔

سُوْرَةُ الْكَهْفِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ (تَقْرِضُهُمْ) تَتْرُكُهُمْ ، (وَكَانَ لَهُ ثَمَرٌ) ذَهَبٌ وَفِضَّةٌ وَقَالَ غَيْرُهُ جَمَاعَةُ الثَّمَرِ (بَاخِعٌ) مُهْلِكٌ (أَسَفًا) نَدَمًا الْكَهْفُ الْفَتْحُ فِي الْجَبَلِ وَالرَّقِيمُ الْكِتَابُ ، مَرْقُومٌ مَكْتُوبٌ مِنَ الرَّقْمِ (رَبَطْنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ) أَلْهَمْنَاهُمْ صَبْرًا (لَوْلَا أَنْ رَبَطْنَا عَلَى قَلْبِهَا) (شَطَطًا) إِفْرَاطًا الْوَصِيدُ الْفِنَاءُ جَمْعُهُ وَصَائِدُ وَوُصُدٌ وَيُقَالُ الْوَصِيدُ الْبَابُ (مُؤْصَدَةٌ) مُطْبَقَةٌ آصَدَ الْبَابَ وَأَوْصَدَ (بَعَثْنَاهُمْ) أَحْيَيْنَاهُمْ (أَزْكَى) أَكْثَرُ ، وَيُقَالُ أَحَلُّ وَيُقَالُ أَكْثَرُ رَيْعًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (أُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ) لَمْ تَنْقُصْ وَقَالَ سَعِيدٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ الرَّقِيمُ اللَّوْحُ مِنْ رَصَاصٍ ، كَتَبَ عَامِلُهُمْ أَسْمَاءَهُمْ ثُمَّ طَرَحَهُ فِي خِزَانَتِهِ ، فَضَرَبَ اللّٰهُ عَلَى آذَانِهِمْ فَنَامُوا وَقَالَ غَيْرُهُ وَأَلَتْ تَئِلُ تَنْجُو وَقَالَ مُجَاهِدٌ (مَوْئِلًا) مَحْرِزًا (لَا يَسْتَطِيعُونَ سَمْعًا) لَا يَعْقِلُونَ

مجاہد نے کہا تقرضھم کا معنی ان کو چھوڑ دیتا تھا (کترا جاتا تھا) **وکان له ثمر** میں ثمر سے مراد سونا روپا ہے دوسروں نے کہا ثمر ثمرہ (یعنی پھل) کی جمع ہے **باخع** کا معنی ہلاک کرنے والا اسفا ندامت اور رنج سے **کھف** پہاڑ کا کھوہ یا غار الرقیم لکھا ہوا بمعنی مرقوم یہ اسم مفعول کا صیغہ رقم سے۔ **ربطنا علی قلوبھم** ہم نے ان کے دلوں میں صبر ڈالا' جیسے سورہ قصص میں ہے **لولا ان ربطنا علی قلبھا** وہاں بھی صبر کے معنی ہیں **شططا** حد سے بڑھ جانا مرفق جس چیز پر تکیہ لگائے تزاور زور سے نکلا ہے یعنی جھک جاتا تھا' اسی سے ہے ازور بہت جھکنے والا **فجوة** کشادہ جگہ اس کی جمع **فجوات** اور فجاء ہے جیسے رکوۃ کی جمع ہے رکاء ہے **وصید** آنگن صحن اس کی جمع وصائد اور وصد ہے بعضوں نے کہا وصید دروازہ موصدہ بند کی ہوئی۔ عرب لوگ کہتے ہیں آصد الباب اور اوصد الباب یعنی دروازہ بند کر دیا' **بعثناھم** ہم نے ان کو زندہ کیا **ازکی طعاما**

یعنی جو بستی کی اکثر خوراک ہے یا جو کھانا خوب حلال ہو یا خوب پک کر بڑھ گیا ہو اکلھا میوہ اپنا یہ ابن عباسؓ نے کہا ولم تظلم میوہ کم نہیں ہوا۔ اور سعید بن جبیر نے ابن عباسؓ سے نقل کیا رقیم وہ ایک تختی ہے سیسے کی اس پر اس وقت کے حاکم نے اصحاب کہف کے نام لکھ کر اپنے خزانہ میں ڈال دی تھی فضرب الله علی اذانهم اللہ نے ان کے کان بند کر دیے (ان پر پردہ ڈال دیا) وہ سو گئے ابن عباسؓ نے کہا اور لوگوں نے کہا موئلا وآل یئل سے نکلا ہے (یعنی نجات پائے) اور مجاہد نے کہا موئل محفوظ مقام لایستطیعون سمعا عقل نہیں رکھتے۔

تشریح کلمات

وقال مجاهد: تَقْرِضُهُمْ تَتْرُكُهُمْ ......

آیت میں ہے "واذا غَرَبَتْ تَقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ" یعنی سورج غروب ہوتے وقت ان کو چھوڑ کر بائیں جانب اُتر جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ بوقت غروب بھی ان پر دھوپ نہیں پڑتی۔

وكان له ثُمُرٌ: ذَهَبٌ وفضةٌ وقال غيره جماعة الثمر

آیت میں ہے "وفجرنا خلالهما نهرًا وكان له ثُمُرٌ" اس میں دو قراءتیں ہیں۔ بعض کی قرأت "ثُمُرٌ" (ثاء اور میم کے ضمہ کیساتھ) ہے جسکے معنی سونے اور چاندی کے ہیں۔ عاصم کی قرأت "ثَمَرٌ" (ثاء اور میم کے فتح کیساتھ) ہے بمعنی پھل۔ "ثُمُرٌ" (ثاء اور میم کے ضمہ کے ساتھ) کے متعلق مجاہد کے غیر یعنی قتادہ نے کہا ہے کہ یہ "ثَمَرٌ" کی جمع ہے۔

بَاخِعٌ: مُهْلِكٌ

آیت میں ہے "فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسَكَ عَلٰى آثَارِهِمْ إِنْ لَمْ يُؤْمِنُوا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ أَسَفًا" امام فرماتے ہیں کہ آیت کریمہ میں "بَاخِعٌ" بمعنی "مُهْلِكٌ" ہے۔

أَسَفًا نَدَمًا

مذکورہ آیت میں "أَسَفًا" بمعنی "نَدَمًا" ہے۔

الكهف: الفتح في الجبل

آیت میں ہے "أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ كَانُوا من آياتنا عَجَبًا" کہف غار کو کہتے ہیں۔ (اصحاب کہف کے بارے میں تفصیل تفسیر عثمانی میں دیکھیں)

الرقيمُ: الكتابُ مَرْقُومٌ مَكْتُوبٌ مِنَ الرَّقْمِ

مذکورہ آیت میں "رقیم" کا ذکر ہے۔ رقیم کے معنی میں علماء کے مختلف اقوال ہیں:

۱......اس کے معنی کتاب کے ہیں: اسی سے مرقوم بمعنی مکتوب ہے اور یہ رقم سے ماخوذ ہے چونکہ اس زمانہ کے بادشاہ

نے اصحاب کہف کی تلاش کے بعد انکے نام پتھر کی ایک تختی پر کندہ کرا دیئے تھے۔اس لیے ان کو اصحاب رقیم بھی کہا جاتا ہے۔

۲......رقیم اس پہاڑ کا نام ہے جس کے اندر وہ غار واقع تھا۔

۳......رقیم اس وادی کا نام ہے جہاں پہاڑ میں وہ غار تھا جس میں اصحاب کہف روپوش ہو گئے تھے۔

۴......اصحاب کہف کے کتے کا نام ہے۔

۵......ان دراہم کا نام ہے جوان کے پاس موجود تھے۔

۶......اس بستی کا نام ہے جس میں اصحاب کہف رہتے تھے۔چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ یہ ایلہ کے قریب ایک شہر کا نام ہے۔متاخرین علماء محققین نے اسی کو درست قرار دیا ہے۔

مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں" رقیم پہاڑ کی کھوہ کو کہتے ہیں اور بمعنی مرقوم بھی آتا ہے یعنی لکھی ہوئی چیز۔ مسند عبد بن حمید کی ایک روایت میں ہے جسے حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے علی شرط البخاری کہا ہے۔ابن عباس رضی اللہ عنہ سے رقیم کے دوسرے معنی منقول ہیں۔یعنی اصحاب کہف اور اصحاب رقیم ایک ہی جماعت کے دو لقب ہیں۔غار کی وجہ سے وہ اصحاب کہف کہلاتے ہیں اور چونکہ ان کے نام وصفت وغیرہ کی تختی لکھ کر رکھ دی گئی تھی اس لیے وہ اصحاب رقیم کہلائے مگر مترجم محقق (شیخ الہندؒ) نے پہلے معنی لیے ہیں اور بہر صورت اصحاب کہف واصحاب رقیم کو ایک ہی قرار دیا ہے۔بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ اصحاب رقیم کا قصہ قرآن مجید میں مذکور نہیں ہوا محض عجیب ہونے کے لحاظ سے اصحاب کہف کے تذکرے میں اس کا حوالہ دیا گیا ہے اور فی الحقیقت اصحاب رقیم کھوہ والے وہ تین شخص ہیں جو بارش سے بھاگ کر ایک غار میں پناہ گزین ہوئے تھے۔ اوپر سے ایک بڑا پتھر آ پڑا جس نے غار کا منہ بند کر دیا۔اس وقت ان میں سے ہر شخص نے اپنی عمر کے مقبول ترین عمل کا حوالہ دے کر حق تعالیٰ سے فریاد کی اور بتدریج غار کا منہ کھل گیا۔امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اصحاب کہف کا ترجمہ منعقد کر کے حدیث الغار کا مستقل عنوان قائم کیا ہے اور اس میں ان تین شخصوں کا قصہ مفصل درج کر کے شاید اسی طرف اشارہ کر دیا ہے کہ اصحاب رقیم یہ لوگ ہیں۔طبرانی اور بزار نے باسناد حسن نعمان بن بشیر سے مرفوعاً روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رقیم کا تذکرہ فرماتے تھے اور یہ قصہ تین شخصوں کا بیان کیا۔واللہ اعلم۔"دوسرا لفظ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے رقیم کی مناسبت سے مرقوم ذکر کیا جو سورۃ مطففین میں واقع ہے۔"کتاب مرقوم" یعنی لکھا ہوا دفتر۔

باب وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلاً

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ أَخْبَرَهُ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ قَالَ أَلَا تُصَلِّيَانِ (رَجْمًا بِالْغَيْبِ) لَمْ يَسْتَبِنْ (فُرُطًا) نَدَمًا (سُرَادِقُهَا) مِثْلُ السُّرَادِقِ، وَالْحُجْرَةِ الَّتِي تُطِيفُ بِالْفَسَاطِيطِ، (يُحَاوِرُهُ) مِنَ الْمُحَاوَرَةِ (لٰكِنَّا هُوَ اللّٰهُ رَبِّي) أَيْ لٰكِنْ أَنَا هُوَ اللّٰهُ رَبِّي ثُمَّ حَذَفَ الْأَلِفَ

وَأَدْغَمَ إِحْدَى النُّونَيْنِ فِي الْأُخْرَى (زَلَقًا) لَا يَثْبُتُ فِيهِ قَدَمٌ (هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ) مَصْدَرُ الْوَلِيِّ (عُقُبًا) عَاقِبَةٌ وَعُقْبَى وَعُقْبَةٌ وَاحِدٌ وَهِيَ الْآخِرَةُ قِبَلًا وَقُبُلًا وَقَبَلًا اسْتِئْنَافًا (لِيُدْحِضُوا) لِيُزِيلُوا ، الدَّحْضُ الزَّلَقُ

ترجمہ۔ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا' کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے' کہا ہم سے والد نے' انہوں نے صالح بن کیسان سے' انہوں نے ابن شہاب سے' کہا مجھ کو امام زین العابدین علی بن حسین نے خبر دی' ان کو ان کے والد امام حسینؓ نے انہوں نے حضرت علیؓ سے' کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو ان کے اور حضرت فاطمہؓ کے پاس تشریف لائے' فرمایا تم (تہجد کی) نماز نہیں پڑھتے (اخیر حدیث تک) رجما بالغیب یعنی بن سنائی' ان کو خود کچھ علم نہیں' فرطا ندامت شرمندگی سرادقھا یعنی قناتوں کی طرح' سب طرف سے ان کو آگ گھیرے گی جیسے کوٹھڑی کو سب طرف سے خیمے گھیر لیتے ہیں یحاورہ محاورہ سے نکلا ہے (یعنی گفتگو کرنا تکرار کرنا) لکنا ھو اللہ ربی اصل میں لکن انا ھو اللہ ربی الا کا ہمزہ حذف کر کے نون کو نون میں ادغام کر دیا لکنا ہو گیا' خلالھما نھرا یعنی بینھما ان کے بیچ میں زلقا چکنا صاف جس پر پاؤں پھسلے (جمے نہیں) ھنالک الولایہ' ولایۃ ولی کا مصدر ہے عقبا عاقبت اس طرح عقبی اور عقبہ سب کا ایک معنی ہے یعنی آخرت' قبلا اور قبلا اور قبلا (تینوں طرح پڑھا ہے) یعنی سامنے آنا لیدحضوا دحض سے نکلا ہے' یعنی پھسلانا (مطلب یہ ہے کہ حق بات کو ناحق کریں)۔

باب وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِفَتَاهُ لَا أَبْرَحُ حَتَّى أَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ أَوْ أَمْضِيَ حُقُبًا

زَمَانًا وَجَمْعُهُ أَحْقَابٌ

حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ نَوْفًا الْبَكَالِيَّ يَزْعُمُ أَنَّ مُوسَى صَاحِبَ الْخَضِرِ لَيْسَ هُوَ مُوسَى صَاحِبَ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَذَبَ عَدُوُّ اللَّهِ حَدَّثَنِي أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ إِنَّ مُوسَى قَامَ خَطِيبًا فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ فَسُئِلَ أَيُّ النَّاسِ أَعْلَمُ فَقَالَ أَنَا فَعَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِ ، إِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ إِلَيْهِ فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ إِنَّ لِي عَبْدًا بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ ، هُوَ أَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ مُوسَى يَا رَبِّ فَكَيْفَ لِي بِهِ قَالَ تَأْخُذُ مَعَكَ حُوتًا فَتَجْعَلُهُ فِي مِكْتَلٍ ، فَحَيْثُمَا فَقَدْتَ الْحُوتَ فَهُوَ ثَمَّ ، فَأَخَذَ حُوتًا فَجَعَلَهُ فِي مِكْتَلٍ ثُمَّ انْطَلَقَ ، وَانْطَلَقَ مَعَهُ بِفَتَاهُ يُوشَعَ بْنِ نُونٍ ، حَتَّى إِذَا أَتَيَا الصَّخْرَةَ وَضَعَا رُءُوسَهُمَا فَنَامَا ، وَاضْطَرَبَ الْحُوتُ فِي الْمِكْتَلِ ، فَخَرَجَ مِنْهُ ، فَسَقَطَ فِي الْبَحْرِ فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ، وَأَمْسَكَ اللَّهُ عَنِ الْحُوتِ جِرْيَةَ الْمَاءِ فَصَارَ عَلَيْهِ مِثْلَ الطَّاقِ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ ، نَسِيَ صَاحِبُهُ أَنْ يُخْبِرَهُ بِالْحُوتِ ، فَانْطَلَقَا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمَا وَلَيْلَتَهُمَا ، حَتَّى إِذَا كَانَ مِنَ الْغَدِ قَالَ مُوسَى لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَاءَنَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَذَا نَصَبًا قَالَ وَلَمْ يَجِدْ مُوسَى النَّصَبَ حَتَّى جَاوَزَ الْمَكَانَ الَّذِي أَمَرَ اللَّهُ بِهِ فَقَالَ لَهُ فَتَاهُ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنْسَانِيهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ ، وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا قَالَ فَكَانَ لِلْحُوتِ سَرَبًا وَلِمُوسَى وَلِفَتَاهُ عَجَبًا فَقَالَ مُوسَى ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِي فَارْتَدَّا عَلَى آثَارِهِمَا قَصَصًا قَالَ رَجَعَا يَقُصَّانِ آثَارَهُمَا حَتَّى انْتَهَيَا إِلَى الصَّخْرَةِ ، فَإِذَا رَجُلٌ مُسَجًّى ثَوْبًا ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ مُوسَى فَقَالَ الْخَضِرُ وَأَنَّى بِأَرْضِكَ السَّلَامُ قَالَ أَنَا مُوسَى قَالَ مُوسَى بَنِي إِسْرَائِيلَ قَالَ نَعَمْ

أَتَّبِعُكَ لِتُعَلِّمَنِي مِمَّا عُلِّمْتَ رَشَدًا قَالَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ، يَا مُوسَى إِنِّي عَلَى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَلَّمَنِيهِ لَا تَعْلَمُهُ أَنْتَ وَأَنْتَ عَلَى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَلَّمَكَ اللّٰهُ لَا أَعْلَمُهُ . فَقَالَ مُوسَى سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللّٰهُ صَابِرًا ، وَلَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا فَقَالَ لَهُ الْخَضِرُ ، فَإِنِ اتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ، فَانْطَلَقَا يَمْشِيَانِ عَلَى سَاحِلِ الْبَحْرِ ، فَمَرَّتْ سَفِينَةٌ فَكَلَّمُوهُمْ أَنْ يَحْمِلُوهُمْ ، فَعَرَفُوا الْخَضِرَ ، فَحَمَلُوهُ بِغَيْرِ نَوْلٍ فَلَمَّا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ ، لَمْ يَفْجَأْ إِلَّا وَالْخَضِرُ قَدْ قَلَعَ لَوْحًا مِنْ أَلْوَاحِ السَّفِينَةِ بِالْقَدُومِ فَقَالَ لَهُ مُوسَى قَوْمٌ حَمَلُونَا بِغَيْرِ نَوْلٍ ، عَمَدْتَ إِلَى سَفِينَتِهِمْ فَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا إِمْرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم وَكَانَتِ الْأُولَى مِنْ مُوسَى نِسْيَانًا قَالَ وَجَاءَ عُصْفُورٌ فَوَقَعَ عَلَى حَرْفِ السَّفِينَةِ فَنَقَرَ فِي الْبَحْرِ نَقْرَةً ، فَقَالَ لَهُ الْخَضِرُ مَا عِلْمِي وَعِلْمُكَ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ إِلَّا مِثْلُ مَا نَقَصَ هٰذَا الْعُصْفُورُ مِنْ هٰذَا الْبَحْرِ ثُمَّ خَرَجَا مِنَ السَّفِينَةِ ، فَبَيْنَا هُمَا يَمْشِيَانِ عَلَى السَّاحِلِ ، إِذْ أَبْصَرَ الْخَضِرُ غُلَامًا يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ ، فَأَخَذَ الْخَضِرُ رَأْسَهُ بِيَدِهِ فَاقْتَلَعَهُ بِيَدِهِ فَقَتَلَهُ فَقَالَ لَهُ مُوسَى أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَاكِيَةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا قَالَ وَهٰذَا أَشَدُّ مِنَ الْأُولَى ، قَالَ إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي عُذْرًا فَانْطَلَقَا حَتَّى إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطْعَمَا أَهْلَهَا فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ قَالَ مَائِلٌ فَقَامَ الْخَضِرُ فَأَقَامَهُ بِيَدِهِ فَقَالَ مُوسَى قَوْمٌ أَتَيْنَاهُمْ فَلَمْ يُطْعِمُونَا ، وَلَمْ يُضَيِّفُونَا ، لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا قَالَ (هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ) إِلَى قَوْلِهِ (ذٰلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا) فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم وَدِدْنَا أَنَّ مُوسَى كَانَ صَبَرَ حَتَّى يَقُصَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا مِنْ خَبَرِهِمَا قَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقْرَأُ وَكَانَ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ صَالِحَةٍ غَصْبًا ، وَكَانَ يَقْرَأُ وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ كَافِرًا وَكَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے' کہا ہم سے عمرو بن دینار نے' کہا مجھ کو سعید بن جبیر نے خبر دی' میں نے ابن عباسؓ سے کہا نوف بکالی (جو کعب احبار کا بیٹا تھا) کہتا ہے جو موسیٰ خضر سے ملنے گئے تھے وہ بنی اسرائیل کے موسیٰ نہ تھے (بلکہ دوسرے شخص تھے' موسیٰ بن میشا بن افرائیم بن یوسف بن یعقوب) انہوں نے کہا جھوٹا ہے اللہ کا دشمن مجھ سے خود ابی بن کعب (صحابی) نے بیان کیا' انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آپ' فرماتے تھے' موسیٰ نے بنی اسرائیل کو کھڑے ہو کر خطبہ سنایا' کسی نے ان سے پوچھا' اب لوگوں میں سب سے زیادہ عالم کون ہے؟ انہوں نے کہا میں' ایسا کہنے پر اللہ نے ان پر عتاب فرمایا' ان کو چاہیے تھا' اللہ پر سونپ دیتا (یوں کہتا اللہ جانتا ہے) تب اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی بھیجی کہ جہاں دو دریا فارس اور روم کے ملتے ہیں وہاں میرا ایک بندہ (خضر) ہے جو تجھ سے زیادہ علم رکھتا ہے حضرت موسیٰ نے عرض کیا' پروردگار میں اس بندے تک کیسے پہنچوں؟ حکم ہوا زنبیل میں ایک مچھلی رکھ لے پھر یہ مچھلی جہاں پر گم ہو جائے (زندہ ہو کر دریا میں اچک جائے) وہیں وہ بندہ تجھ سے ملے گا' حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایسا ہی کیا مچھلی (مردہ نمک میں لگی ہوئی) زنبیل میں رکھی' اور خضر کی تلاش میں روانہ ہوئے' ان کے ساتھ ان کے خادم حضرت یوشع بھی گئے' جب صخرے (پتھر) کے پاس پہنچے اپنے سر اس پر رکھ کر سو گئے' ادھر مچھلی

زنبیل میں تڑپی اور تڑپ کر دریا میں جا گری' اس نے دریا کا عجیب رستہ لیا' جہاں یہ مچھلی گئی وہاں اللہ تعالے نے پانی کی روانی روک دی' پانی ایک طاق کی طرح اس پر بن گیا (یہ حال یوشع اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے) جب موسیٰ علیہ السلام جاگے تو یوشع مچھلی کا قصہ ان سے کہنا بھول گئے اور موسیٰ علیہ السلام اور یوشع باقی رات دن اور چلتے رہے۔ دوسرے دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یوشع سے کہا (ارے یار) ذرا ناشتہ تو نکالو' ہم تو اس سفر میں بالکل تھک گئے ہیں' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' موسیٰ کو تھکن اس وقت سے شروع ہوئی جب وہ اس مقام سے آگے بڑھ گئے جہاں تک جانے کا اللہ تعالے نے ان کو حکم دیا تھا۔ خیر یوشع نے اس وقت کہا اجی میاں! ہم نے جب (کل) پتھر کے پاس دم لیا تھا تو وہاں مچھلی کا قصہ گذرا' لاحول ولا قوۃ الا باللہ میں تو تم سے مچھلی کا قصہ ہی کہنا بھول گیا اور شیطان ہی نے مجھ کو یہ قصہ کہنا بھلا دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' مچھلی نے تو دریا میں اپنا راستہ لیا اور موسیٰ اور یوشع کو (مچھلی کا نشان جو پانی میں اب تک موجود تھا) دیکھ کر تعجب ہوا' موسیٰ علیہ السلام نے کہا' ارے یار یہی تو ہمارا مطلب تھا (ہم ناحق آگے بڑھ آئے) خیر اب دونوں اپنے پاؤں کے نشانوں پر لوٹے اپنے قدموں کے نشان دیکھتے جاتے اور چلتے جاتے یہاں تک کہ پھر اسی پتھر کے پاس پہنچے وہاں ایک شخص کو دیکھا کہ کپڑا اوڑھے لپٹے بیٹھا ہے' موسیٰ علیہ السلام نے اس کو سلام کہا' وہ کہنے لگا (تم کون ہو) تمہارے ملک میں سلام کی رسم کہاں سے آئی کہا کہ میں موسیٰ ہوں اس نے کہا بنی اسرائیل کے موسیٰ انہوں نے کہا' ہاں میں تمہارے پاس اس غرض سے آیا ہوں کہ تم کو جو ہدایت کی باتیں اللہ تعالیٰ نے سکھلائی ہیں وہ مجھ کو بتلاؤ اس نے کہا تم سے بھلا وہ باتیں دیکھ کر صبر کیسے ہوگا۔ سنو موسیٰ بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ایک قسم کا علم دیا ہے جس کو تم پوری طرح سے نہیں جانتے اور تم کو ایک قسم کا علم دیا ہے جس کو میں پوری طرح نہیں جانتا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا نہیں میں ان شاء اللہ تعالے صبر کروں گا اور کسی بات میں تم سے اختلاف نہیں کرنے کا۔ خضر علیہ السلام نے کہا' تو اگر تم میرے ساتھ ہوتے ہو' تو میری کسی بات پر اعتراض نہ کرنا جب تک میں خود اس کی حقیقت تم سے بیان نہ کروں (حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ منظور کرلیا) اور دونوں سمندر کے کنارے کنارے روانہ ہوئے اتنے میں ایک کشتی دکھلائی دی' کشتی والوں نے خضر کو پہچان کر بے نول (بے کرایہ) ان کو بٹھالیا (ان کے کہنے سے موسیٰ اور یوشع کو بھی سوار کرلیا) جب سب کشتی پر چڑھ گئے تو تھوڑی ہی دیر گذری تھی' تو خضر نے کیا کیا بسولا لے کر کشتی کا ایک تختہ نکال ڈالا اور اس کو عیب دار کردیا' حضرت موسیٰ (سے صبر نہ ہو سکا) کہنے لگے۔ ان کشتی والوں نے تو ہم پر احسان کیا' بے نول ہم کو بٹھالیا اور تو نے (احسان کا بدلہ) یہ کیا ان کی کشتی خراب کردی' تو نے ان کو ڈبانا چاہا واہ واہ یہ تو تو نے عجیب کام کیا۔ خضرؑ نے کہا' کیا میں نہیں کہتا تھا کہ تم سے میرے ساتھ صبر نہیں ہو سکے گا' حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا معاف کرو میں بھول گیا' ایسی سختی بھی مجھ پر نہ کرو' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' یہ اعتراض تو موسیٰ علیہ السلام نے بے شک بھولے سے کیا تھا (ان کو اپنی شرط کا خیال نہ رہا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ایک چڑیا آئی اس نے جہاز کے کنارے بیٹھ کر سمندر میں چونچ ماری' خضرؑ نے کہا' موسیٰ میرے اور تمہارے علم کی اللہ تعالیٰ کے علم کے سامنے یہی مثال ہے۔ اس چڑیا نے اپنی چونچ میں سمندر کا کتنا پانی لیا' اتنا ہی ہم تو

دونوں نے اللہ تعالےٰ کے دریائے علم میں سے لیا ہے' خیر پھر وہ جہاز سے نکلے اور سمندر کے کنارے کنارے روانہ ہوئے راستہ میں خضرؑ نے ایک لڑکے کو دیکھا جو دوسرے لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ خضرؑ علیہ السلام نے کیا کیا اس کا سر پکڑ کر گردن سے اکھیڑ اس کو مار ڈالا' حضرت موسیٰ علیہ السلام سے رہا نہ گیا' کہنے لگے (ارے بھائی) یہ تو نے کیا کیا ایک ناحق خون کا مرتکب ہوا' یہ تو بڑی خراب بات تو نے کی' خضرؑ نے کہا' میں نے نہیں کہا تھا کہ تم سے میرے ساتھ صبر نہیں ہو سکے گا' سفیان بن عیینہ نے کہا' یہ کام تو پہلے کام سے بھی زیادہ سخت تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا' خیر جو ہونا تھا وہ ہوا۔ اب اگر میں تجھ پر کوئی اعتراض کروں تو میرا ساتھ چھوڑ دینا' بے شک تیرا عذر معقول ہے خیر پھر دونوں چلے' چلتے چلتے ایک بستی میں پہنچے وہاں کے لوگوں سے کھانے کا سوال کیا انہوں نے کھانا نہیں کھلایا (ضیافت سے انکار کیا) اتفاق سے وہاں ایک دیوار (پرانی ہو کر) گرا ہی چاہتی تھی' خضر علیہ السلام نے ہاتھ سے اسکو سیدھا کر دیا (یہ ان کی کرامت تھی) موسیٰ علیہ السلام کہہ اٹھے (واہ وا) ان لوگوں کے ملک میں ہم آئے (مسافر تھے) انہوں نے ہم کو کھانا تک نہیں کھلایا' ضیافت نہیں کی۔ تو چاہتا تو اس کی مزدوری ان سے لے لیتا (اسی سے ہم اپنا کھانا کرتے) خضر علیہ السلام نے کہا بس جدائی کی گھڑی آن پہنچی' اخیر قصے ذلک تاویل مالم تستطع علیہ صبرا تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ہم کو تو آرزو رہ گئی کاش موسیٰ صبر کیے رہتے (خاموش رہتے) تو اللہ تعالیٰ دونوں کے اور زیادہ حالات (عجائبات) ہم سے بیان کرتا سعید بن جبیر نے کہا ابن عباس یوں پڑھتے۔ **و کان امامھم ملک یاخذ کل سفینۃ صالحۃ غصبا**۔ اور یوں پڑھتے: **واما الغلام فکان کافرا و کان ابواہ مومنین** ۔

بَاب قَوْلِهِ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا

مَذْهَبًا يَسْرُبُ يَسْلُكُ ، وَمِنْهُ (وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ)

← حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي يَعْلَى بْنُ مُسْلِمٍ وَعَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ يَزِيدُ أَحَدُهُمَا عَلَى صَاحِبِهِ وَغَيْرُهُمَا قَدْ سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُهُ عَنْ سَعِيدٍ قَالَ إِنَّا لَعِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي بَيْتِهِ ، إِذْ قَالَ سَلُونِي قُلْتُ أَيْ أَبَا عَبَّاسٍ جَعَلَنِي اللّٰهُ فِدَاكَ بِالْكُوفَةِ رَجُلٌ قَاصٌّ يُقَالُ لَهُ نَوْفٌ ، يَزْعُمُ أَنَّهُ لَيْسَ بِمُوسَى بَنِي إِسْرَائِيلَ ، أَمَّا عَمْرٌو فَقَالَ لِي قَالَ قَدْ كَذَبَ عَدُوُّ اللّٰهِ ، وَأَمَّا يَعْلَى فَقَالَ لِي قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنِي أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مُوسَى رَسُولُ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ ذَكَّرَ النَّاسَ يَوْمًا حَتَّى إِذَا فَاضَتِ الْعُيُونُ ، وَرَقَّتِ الْقُلُوبُ وَلَّى ، فَأَدْرَكَهُ رَجُلٌ ، فَقَالَ أَيْ رَسُولَ اللّٰهِ هَلْ فِي الْأَرْضِ أَحَدٌ أَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ لَا ، فَعَتَبَ عَلَيْهِ إِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ إِلَى اللّٰهِ قِيلَ بَلَى قَالَ أَيْ رَبِّ فَأَيْنَ قَالَ بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ قَالَ أَيْ رَبِّ اجْعَلْ لِي عَلَمًا أَعْلَمُ ذٰلِكَ بِهِ فَقَالَ لِي عَمْرٌو قَالَ حَيْثُ يُفَارِقُكَ الْحُوتُ وَقَالَ لِي يَعْلَى قَالَ خُذْ نُونًا مَيِّتًا حَيْثُ يُنْفَخُ فِيهِ الرُّوحُ ، فَأَخَذَ حُوتًا فَجَعَلَهُ فِي مِكْتَلٍ فَقَالَ لِفَتَاهُ لَا أُكَلِّفُكَ إِلَّا أَنْ تُخْبِرَنِي بِحَيْثُ يُفَارِقُكَ الْحُوتُ قَالَ مَا كَلَّفْتَ كَثِيرًا فَذٰلِكَ قَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ (وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِفَتَاهُ) يُوشَعَ بْنِ نُونٍ لَيْسَتْ عَنْ سَعِيدٍ قَالَ فَبَيْنَمَا هُوَ فِي ظِلِّ صَخْرَةٍ فِي مَكَانٍ ثَرْيَانَ ، إِذْ تَضَرَّبَ الْحُوتُ ، وَمُوسَى نَائِمٌ ، فَقَالَ فَتَاهُ لَا أُوقِظُهُ حَتَّى إِذَا اسْتَيْقَظَ نَسِيَ أَنْ يُخْبِرَهُ ، وَتَضَرَّبَ الْحُوتُ ، حَتَّى دَخَلَ الْبَحْرَ فَأَمْسَكَ اللّٰهُ عَنْهُ جِرْيَةَ الْبَحْرِ حَتَّى كَأَنَّ أَثَرَهُ فِي حَجَرٍ قَالَ لِي عَمْرٌو هٰكَذَا كَأَنَّ أَثَرَهُ فِي

حَجَرٍ ، وَحَلَّقَ بَيْنَ إِبْهَامَيْهِ وَاللَّتَيْنِ تَلِيَانِهِمَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا قَالَ قَدْ قَطَعَ اللّٰهُ عَنْكَ النَّصَبَ لَيْسَتْ هٰذِهِ عَنْ سَعِيدٍ أَخْبَرَهُ ، فَرَجَعَا فَوَجَدَا خَضِرًا قَالَ لِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَلَى طِنْفِسَةٍ خَضْرَاءَ عَلَى كَبِدِ الْبَحْرِ قَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ مُسَجًّى بِثَوْبِهِ قَدْ جَعَلَ طَرَفَهُ تَحْتَ رِجْلَيْهِ ، وَطَرَفَهُ تَحْتَ رَأْسِهِ ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ مُوسٰى ، فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ ، وَقَالَ هَلْ بِأَرْضِي مِنْ سَلَامٍ مَنْ أَنْتَ قَالَ أَنَا مُوسٰى قَالَ مُوسٰى بَنِي إِسْرَائِيلَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَمَا شَأْنُكَ قَالَ جِئْتُ لِتُعَلِّمَنِي مِمَّا عُلِّمْتَ رَشَدًا قَالَ أَمَا يَكْفِيكَ أَنَّ التَّوْرَاةَ بِيَدَيْكَ ، وَأَنَّ الْوَحْيَ يَأْتِيكَ ، يَا مُوسٰى إِنَّ لِي عِلْمًا لَا يَنْبَغِي لَكَ أَنْ تَعْلَمَهُ وَإِنَّ لَكَ عِلْمًا لَا يَنْبَغِي لِي أَنْ أَعْلَمَهُ ، فَأَخَذَ طَائِرٌ بِمِنْقَارِهِ مِنَ الْبَحْرِ وَقَالَ وَاللّٰهِ مَا عِلْمِي وَمَا عِلْمُكَ فِي جَنْبِ عِلْمِ اللّٰهِ إِلَّا كَمَا أَخَذَ هٰذَا الطَّائِرُ بِمِنْقَارِهِ مِنَ الْبَحْرِ ، حَتّٰى إِذَا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ وَجَدَا مَعَابِرَ صِغَارًا تَحْمِلُ أَهْلَ هٰذَا السَّاحِلِ إِلٰى أَهْلِ هٰذَا السَّاحِلِ الْآخَرِ عَرَفُوهُ ، فَقَالُوا عَبْدُ اللّٰهِ الصَّالِحُ قَالَ قُلْنَا لِسَعِيدٍ خَضِرٌ قَالَ نَعَمْ لَا نَحْمِلُهُ بِأَجْرٍ ، فَخَرَقَهَا وَوَتَدَ فِيهَا وَتِدًا قَالَ مُوسٰى أَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا إِمْرًا قَالَ مُجَاهِدٌ مُنْكَرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا كَانَتِ الْأُولٰى نِسْيَانًا وَالْوُسْطٰى شَرْطًا وَالثَّالِثَةُ عَمْدًا قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا ، لَقِيَا غُلَامًا فَقَتَلَهُ قَالَ يَعْلٰى قَالَ سَعِيدٌ وَجَدَ غِلْمَانًا يَلْعَبُونَ ، فَأَخَذَ غُلَامًا كَافِرًا ظَرِيفًا فَأَضْجَعَهُ ، ثُمَّ ذَبَحَهُ بِالسِّكِّينِ قَالَ أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَمْ تَعْمَلْ بِالْحِنْثِ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَرَأَهَا زَكِيَّةً زَاكِيَةً مُسْلِمَةً كَقَوْلِكَ غُلَامًا زَكِيًّا فَانْطَلَقَا ، فَوَجَدَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ فَأَقَامَهُ قَالَ سَعِيدٌ بِيَدِهِ هٰكَذَا وَرَفَعَ يَدَهُ فَاسْتَقَامَ قَالَ يَعْلٰى حَسِبْتُ أَنَّ سَعِيدًا قَالَ فَمَسَحَهُ بِيَدِهِ فَاسْتَقَامَ ، لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا قَالَ سَعِيدٌ أَجْرًا نَأْكُلُهُ وَكَانَ وَرَاءَهُمْ ، وَكَانَ أَمَامَهُمْ قَرَأَهَا ابْنُ عَبَّاسٍ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَزْعُمُونَ عَنْ غَيْرِ سَعِيدٍ أَنَّهُ هُدَدُ بْنُ بُدَدٍ ، وَالْغُلَامُ الْمَقْتُولُ ، اسْمُهُ يَزْعُمُونَ جَيْسُورٌ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ غَصْبًا ، فَأَرَدْتُ إِذَا هِيَ مَرَّتْ بِهِ أَنْ يَدَعَهَا لِعَيْبِهَا ، فَإِذَا جَاوَزُوا أَصْلَحُوهَا فَانْتَفَعُوا بِهَا وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ سَدُّوهَا بِقَارُورَةٍ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ بِالْقَارِ ، كَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ ، وَكَانَ كَافِرًا فَخَشِينَا أَنْ يُرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَكُفْرًا ، أَنْ يَحْمِلَهُمَا حُبُّهُ عَلٰى أَنْ يُتَابِعَاهُ عَلٰى دِينِهِ فَأَرَدْنَا أَنْ يُبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِنْهُ زَكَاةً لِقَوْلِهِ أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً وَأَقْرَبَ رُحْمًا هُمَا بِهِ أَرْحَمُ مِنْهُمَا بِالْأَوَّلِ ، الَّذِي قَتَلَ خَضِرٌ وَزَعَمَ غَيْرُ سَعِيدٍ أَنَّهُمَا أُبْدِلَا جَارِيَةً ، وَأَمَّا دَاوُدُ بْنُ أَبِي عَاصِمٍ فَقَالَ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ إِنَّهَا جَارِيَةٌ

ترجمہ۔ ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی' ان کو ابن جریج نے خبر دی' کہا مجھ کو یعلی بن مسلم نے خبر دی اور عمرو بن دینار نے' ان دونوں نے سعید بن جبیر سے' ایک دوسرے پر کچھ زیادہ کرتے ہیں ابن جریج نے کہا' میں نے اوروں سے بھی سنا' وہ بھی سعید بن جبیر سے نقل کرتے تھے انہوں نے کہا' ہم ابن عباسؓ کے پاس ان کے گھر میں بیٹھے تھے اتنے میں انہوں نے کہا مجھ سے (دین کی باتیں جو پوچھنا چاہتے ہو) پوچھو میں نے کہا ابو عباسؓ میں تم پر صدقے' کوفہ میں ایک واعظ ہے جس کو نوف بکالی کہتے ہیں وہ کہتا ہے جو موسیٰ خضرؑ سے ملے تھے وہ بنی اسرائیل کے موسیٰ (مشہور پیغمبر نہ تھے) ابن جریج نے کہا' عمرو بن دینار نے یوں روایت کی' ابن عباسؓ نے یہ سن کر کہا (کم بخت) جھوٹا ہے اللہ کا دشمن' اور یعلیٰ نے یوں کہا ابن عباسؓ نے کہا مجھ سے ابی بن کعب نے حدیث بیان کی' انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' حضرت موسیٰ جو اللہ کے پیغمبر تھے' انہوں نے ایک دن وعظ کی۔ جب لوگوں کی آنکھوں سے آنسو بہ نکلے اور دل پگھل گئے تو حضرت موسیٰ پیٹھ موڑ کر چلے (وعظ ختم کی) ایک شخص (نام نامعلوم) ان

سے جا کر ملا کہنے لگا اللہ کے پیغمبر یہ تو بتلاؤ' ساری زمین میں تم سے زیادہ علم والا بھی کوئی ہے انہوں نے کہا نہیں اللہ تعالیٰ نے اس بات پر حضرت موسیٰ پر عتاب کیا' ان کو چاہیے تھا یوں کہنا اللہ تعالے جانتا ہے (مجھے کیا معلوم) تب حضرت موسیٰ سے کہا گیا کہ تم سے بڑھ کر ایک عالم موجود ہے حضرت موسیٰ نے پوچھا کہاں؟ ارشاد ہوا جہاں پر دو سمندر (فارس اور روم کے) ملتے ہیں۔ حضرت موسیٰ نے عرض کیا پروردگار کوئی ایسی نشانی بتلا جس سے میں اس شخص تک پہنچ جاؤں' ابن جریج کہتے اب عمرو بن دینار نے یوں روایت کی' ارشاد ہوا جہاں پر مچھلی تیری (زنبیل سے) چلدے اور یعلیٰ نے یوں روایت کی ارشاد ہوا' ایک مردہ مچھلی اپنے ساتھ رکھ لے' جہاں پر اس میں جان پڑ جائے وہیں وہ شخص ملے گا۔ آخر حضرت موسیٰ نے ایک مچھلی ٹوکری میں رکھی اور اپنے خادم یوشع سے کہا میں تجھ کو اتنی تکلیف دیتا ہوں' جہاں یہ مچھلی (زنبیل سے) نکل کر چل دے وہیں مجھ کو خبر دینا' خادم نے کہا یہ کونسی بڑی تکلیف ہے (میں ضرور خبر کردوں گا) اللہ تعالیٰ کے اس قول واذ قال موسیٰ لفتہ سے یہی مراد ہے۔ قتادہ سے یوشع بن نون مراد ہیں' سعید بن جبیر نے (اپنی روایت میں) یوشع کا نام نہیں لیا' خیر حضرت موسیٰ ایک پتھر کے سائے سیلی جگہ میں بیٹھے سو گئے تھے' اتنے میں مچھلی زنبیل میں تڑپی (تڑپ کر دریا میں جا رہی) خادم نے (اپنے دل میں) کہا موسیٰ جگانے سے کیا فائدہ جب بیدار ہونگے تو کہہ دیں گے' جب موسیٰ بیدار ہوئے تو خادم یہ حال کہنا بھول گیا' مچھلی تو تڑپ کر دریا میں چلدی اور اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے دریا کی روانی اس پر روک دی۔ اور مچھلی کا نشان پتھر پر (جس پر سے گئی تھی) بن گیا۔ ابن جریج کہتے ہیں عمرو بن دینار نے مجھ سے یوں ہی روایت کی کہ اس کا نشان پتھر پر بن گیا اور دونوں انگوٹھوں اور کلمہ کی انگلیوں کو ملا کر ایک حلقہ کی طرح اس کو بتلایا۔ ہم تو بھائی اس سفر سے تھک گئے' تب خادم نے کہا اللہ تعالے نے تمہاری تھکن دور کردی' ابن جریج نے کہا یہ فقرہ (اللہ نے تمہاری تھکن دور کردی) سعید کی روایت میں نہیں ہے پھر موسیٰ اور ان کے خادم دونوں لوٹے (مچھلی کی جگہ پر آئے) وہاں خضرؑ سے ملاقات ہوئی' ابن جریج نے کہا عثمان بن ابی سلیمان نے یوں روایت کی کہ خضر ایک سبز زین پوش پر بیچ دریا میں بیٹھے ہوئے تھے اور سعید بن جبیر نے یوں روایت کی' اپنا کپڑا اوڑھے لپیٹے کپڑے کا ایک سرا تو ان کے پاؤں تلے تھا دوسرا سر کے تلے۔ خیر موسیٰ نے ان کو سلام کیا' خضر نے منہ پر سے کپڑا اٹھایا پوچھا اس سرزمین میں سلام کا رواج کہاں ہے (وہ ملک کافروں کا ہوگا) تم کون شخص ہو' موسیٰ نے کہا میں موسیٰ ہوں خضر نے پوچھا بنی اسرائیل کے موسیٰ' انہوں نے کہا ہاں خضر نے کہا تم کیوں آئے کیا مطلب موسیٰ نے کہا' میں اس غرض سے آیا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے جو ہدایت کا علم تم کو دیا ہے اس میں سے کچھ مجھ کو بھی سکھاؤ' خضر نے کہا' موسیٰ تم کو یہ بس نہیں ہے کہ اللہ تعالے نے تم کو تورات شریف عنایت فرمائی' تم پر وحی اترا کرتی ہے' موسیٰ بات یہ ہے مجھ کو ایک علم ہے جس کا (پورا پورا) سیکھنا تم کو سزاوار نہ ہوگا اور تم کو ایک علم ہے جس کا (پورا پورا) سیکھنا میرے لیے مناسب نہ ہوگا' اتنے میں ایک پرندہ آیا اس نے اپنی چونچ سے سمندر کا کچھ پانی پی لیا' خضرؑ نے کہا' اللہ کی قسم' ہم تم دونوں کے علم کی اللہ تعالے کے علم سے ایسی ہی نسبت ہے جیسے اس پرندے نے جو پانی پی لیا' اس کی نسبت سمندر سے ہے۔ دونوں رستے میں ایک کشتی پر چڑھے' وہاں چھوٹی چھوٹی کشتیاں تھیں جو لوگوں کو ایک بندر سے دوسرے بندر تک لے جاتی تھیں (سمندر کے کنارے کنارے چلتی رہتیں) کشتی والوں نے خضر کو پہچانا کہنے لگے' یہ اللہ کے نیک بندے ہیں' یعلیٰ نے کہا ہم نے سعید سے یوں کہا' یعنی خضر انہوں نے کہا ہاں' کشتی والوں نے کہا ہم ان سے کرایہ نہیں لینے کے (اور مفت ان کو سوار کرلیا) خضر نے کیا کیا کشتی کا ایک تختہ چیر ڈالا (اس میں سوراخ کردیا' پھر پانی بند کرنے کے لیے) اس میں

ایک میخ ٹھونک دی (کشتی کو عیب دار کر دیا) موسیٰ نے اسی وقت اعتراض کیا' کہنے لگے (واہ جی واہ آپ نے یہ کیا کیا) کشتی میں سوراخ کر دیا' آپ کا مطلب یہ تھا کشتی والوں کو ڈبا دیں (نیکی کے بدل برائی) یہ تو عجیب کام کیا' مجاہد نے امرا کا معنی برا کام کیا' خضرؑ نے کہا' میں نہیں کہتا تھا تم سے میرے ساتھ صبر نہ ہو سکے گا' حقیقت میں پہلا اعتراض تو موسیٰ نے بھولے سے کیا تھا اور دوسرے اعتراض پر انہوں نے خود شرط کی کہ اگر اب سے اعتراض کروں تو مجھ کو ساتھ نہ رکھنا اور تیسرا اعتراض انہوں نے جان بوجھ کر کیا۔ خیر موسیٰ نے کہا بھائی میں بھول گیا تھا' بھول چوک پر گرفت نہ کرو اور اتنی سختی مجھ پر مت ڈالو' بعد اس کے دونوں نے ایک بچہ کو دیکھا خضرؑ نے اس کو مار ڈالا' یعلیٰ نے سعید سے یوں روایت کی کہ خضر نے بچوں کو دیکھا جو کھیل رہے تھے۔ انہوں نے کیا کیا ایک کافر اچھے عقلمند (یا پیارے) بچے کو لیکر لٹایا اور چھری سے اس کا گلا کاٹ ڈالا' موسیٰ نے کہا اجی یہ تم نے کیا کیا ناحق ایک جان کا خون کیا ابھی اس جان نے کوئی گناہ بھی نہیں کیا تھا (معصوم جان تھی) ابن عباسؓ نے اس آیت میں دونوں طرح پڑھا ہے نفسا زکیۃ اور نفسا زاکیۃ' زاکیۃ کا معنی اچھا خاصا (یا مسلمان) جیسے کہتے ہیں: غلاما زکیا خیر پھر دونوں روانہ ہوئے (ایک بستی میں پہنچے) ایک دیوار دیکھی جو گرا ہی چاہتی تھی' خضر نے اس کو سیدھا کر دیا' سعید نے ہاتھ سے اشارہ کر کے بتلایا یعنی خضر نے اس ہاتھ سے سیدھا کر دیا' یعلیٰ نے کہا' میں سمجھتا ہوں سعید نے یوں کہا کہ خضر نے اس پر ہاتھ پھرایا تو وہ دیوار سیدھی ہو گئی' موسیٰ علیہ السلام نے اعتراض کیا۔ خضر سے کہنے لگے' تم چاہتے تو اس کی مزدوری لے سکتے تھے۔ سعید نے کہا اس مزدوری میں سے اپنا کھانا کرتے اب یہ جو قرآن میں ہے وکان وراءھم تو وراءھم کا معنی اما مھم یعنی ان کے آگے ابن عباسؓ نے وکان اما مھم ملک پڑھا ہے' ابن جریج نے کہا' راویوں نے سعید کے سوا اوروں سے یوں نقل کیا' کہ اس بادشاہ کا نام ہدد بن بدد تھا اور وہ لڑکا جس کو خضر نے مار ڈالا اس کا نام جیسور تھا' خضر نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کشتی خراب کرنے کی یہ غرض بیان کی میرا مطلب یہ تھا کہ جب یہ کشتی اس ظالم بادشاہ کے سامنے جائے تو وہ عیب دار سمجھ کر اس کو چھوڑ دے آگے بڑھ کر یہ کشتی والے اس کو درست کر لیں اور اس سے فائدہ اٹھائیں۔ بعضے راویوں نے یوں بیان کیا ہے کہ جب وہ (اس بادشاہ کے آگے بڑھے) تو یہ سوراخ ایک شیشہ لگا کر بند کر دیا۔ بعضوں نے کہا ڈامر لگا کر بند کر دیا ابواہ مومنین یعنی اس لڑکے کے ماں باپ ایماندار تھے' اور لڑکے کی قسمت میں (بڑے ہو کر) کافر ہونا لکھا تھا' تو ہم ڈرے کہیں اپنے ماں باپ کو بھی شرارت اور کفر میں نہ پھنسائے' ماں باپ لڑکے کی محبت سے کفر میں نہ مبتلا ہو جائیں' ہم نے یہ چاہا کہ اللہ تعالیٰ اس سے بڑھ کر اچھا پاک صاف لڑکا ان کو دے حضرت خضرؑ نے پاک صاف لڑکا اس لیے کہا کہ حضرت موسیٰ نے بھی ان پر یہی اعتراض کیا تھا کہ تو نے ایک پاک صاف (معصوم) جان کا خون کیا اقرب رحما کا معنی یہ ہے کہ اس دوسرے لڑکے پر ماں باپ پہلے لڑکے سے بھی زیادہ مہربان ہوں گے' جس کو حضرت خضرؑ نے قتل کر ڈالا' سعید بن جبیر کے سوا اور راویوں نے یوں کہا ہے' کہ اس لڑکے کے بدل ان کے ماں باپ کو لڑکی ملی اور داؤد بن ابی عاصم نے کئی شخصوں سے ایسا ہی روایت کیا کہ ان کو لڑکی ملی۔

قَوْلِهِ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَاءَنَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَذَا نَصَبًا إِلَى قَوْلِهِ عَجَبًا

(صُنْعًا) عَمَلاً (حِوَلاً) تَحَوُّلاً' قَالَ ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلَى آثَارِهِمَا قَصَصًا) (إِمْرًا) وَ (نُكْرًا)

ذَاهِبَةٌ (يَنْقَضَّ) يَنْقَاضُ كَمَا تَنْقَاضُ السِّنُّ لَتَخِذْتَ وَاتَّخَذْتَ وَاحِدٌ (رُحْمًا) مِنَ الرُّحْمِ ، وَهِيَ أَشَدُّ مُبَالَغَةً مِنَ الرَّحْمَةِ ، وَنَظُنُّ أَنَّهُ مِنَ الرَّحِيمِ ، وَتُدْعَى مَكَّةُ أُمَّ رُحْمٍ أَيِ الرَّحْمَةُ تَنْزِلُ بِهَا

قولہ فلما جاوزا قال لفتٰہ اٰتنا غداءنا لقد لقینا من سفرنا ھذا نصبا کی تفسیر عجبا تک صنعا کا معنی عمل حولا پھر جانا قال ذلک ماکنا نبغ فارتدا علی اٰثارھما قصصا امرا کا معنی عجیب بات نکرا کا بھی یہی معنی ہے ینقض اور ینقاض دونوں کا معنی ایک ہے جیسے کہتے ہیں تنقاض السن یعنی دانت گر رہا ہے لتخذت اور لاتخذت دونوں قرائتیں ہیں) دونوں کا معنی ایک ہے رحما، رحم سے نکلا ہے جس کا معنی بہت رحمت تو یہ مبالغہ ہے رحمت کا اور ہم سمجھتے ہیں (یا لوگ سمجھتے ہیں) کہ یہ رحیم سے نکلا ہے اسی لیے مکہ کو ام رحم کہتے ہیں کیونکہ وہاں پر پروردگار کی رحمت اترتی ہے۔

← حَدَّثَنِي قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنِي سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ نَوْفًا الْبَكَالِيَّ يَزْعُمُ أَنَّ مُوسَى بَنِي إِسْرَائِيلَ لَيْسَ بِمُوسَى الْخَضِرِ فَقَالَ كَذَبَ عَدُوُّ اللَّهِ حَدَّثَنَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ قَامَ مُوسَى خَطِيبًا فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ فَقِيلَ لَهُ أَيُّ النَّاسِ أَعْلَمُ قَالَ أَنَا ، فَعَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِ ، إِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ إِلَيْهِ ، وَأَوْحَى إِلَيْهِ بَلَى عَبْدٌ مِنْ عِبَادِي بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ ، هُوَ أَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ أَيْ رَبِّ كَيْفَ السَّبِيلُ إِلَيْهِ قَالَ تَأْخُذُ حُوتًا فِي مِكْتَلٍ فَحَيْثُمَا فَقَدْتَ الْحُوتَ فَاتَّبِعْهُ قَالَ فَخَرَجَ مُوسَى ، وَمَعَهُ فَتَاهُ يُوشَعُ بْنُ نُونٍ ، وَمَعَهُمَا الْحُوتُ حَتَّى انْتَهَيَا إِلَى الصَّخْرَةِ ، فَنَزَلَا عِنْدَهَا قَالَ فَوَضَعَ مُوسَى رَأْسَهُ فَنَامَ قَالَ سُفْيَانُ وَفِي حَدِيثِ غَيْرِ عَمْرٍو قَالَ وَفِي أَصْلِ الصَّخْرَةِ عَيْنٌ يُقَالُ لَهَا الْحَيَاةُ لَا يُصِيبُ مِنْ مَائِهَا شَيْءٌ إِلَّا حَيِيَ ، فَأَصَابَ الْحُوتَ مِنْ مَاءِ تِلْكَ الْعَيْنِ ، قَالَ فَتَحَرَّكَ ، وَانْسَلَّ مِنَ الْمِكْتَلِ ، فَدَخَلَ الْبَحْرَ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ مُوسَى (قَالَ لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَاءَنَا) الْآيَةَ قَالَ وَلَمْ يَجِدِ النَّصَبَ حَتَّى جَاوَزَ مَا أُمِرَ بِهِ ، قَالَ لَهُ فَتَاهُ يُوشَعُ بْنُ نُونٍ (أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ) الْآيَةَ قَالَ فَرَجَعَا يَقُصَّانِ فِي آثَارِهِمَا ، فَوَجَدَا فِي الْبَحْرِ كَالطَّاقِ مَمَرَّ الْحُوتِ ، فَكَانَ لِفَتَاهُ عَجَبًا ، وَلِلْحُوتِ سَرَبًا قَالَ فَلَمَّا انْتَهَيَا إِلَى الصَّخْرَةِ ، إِذْ هُمَا بِرَجُلٍ مُسَجًّى بِثَوْبٍ ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ مُوسَى قَالَ وَأَنَّى بِأَرْضِكَ السَّلَامُ فَقَالَ أَنَا مُوسَى قَالَ مُوسَى بَنِي إِسْرَائِيلَ قَالَ نَعَمْ هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَى أَنْ تُعَلِّمَنِي مِمَّا عُلِّمْتَ رَشَدًا قَالَ لَهُ الْخَضِرُ يَا مُوسَى إِنَّكَ عَلَى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللَّهِ عَلَّمَكَهُ اللَّهُ لَا أَعْلَمُهُ ، وَأَنَا عَلَى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللَّهِ عَلَّمَنِيهِ اللَّهُ لَا تَعْلَمُهُ قَالَ بَلْ أَتَّبِعُكَ قَالَ فَإِنِ اتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ، فَانْطَلَقَا يَمْشِيَانِ عَلَى السَّاحِلِ فَمَرَّتْ بِهِمَا سَفِينَةٌ فَعُرِفَ الْخَضِرُ فَحَمَلُوهُمْ فِي سَفِينَتِهِمْ بِغَيْرِ نَوْلٍ يَقُولُ بِغَيْرِ أَجْرٍ فَرَكِبَا السَّفِينَةَ قَالَ وَوَقَعَ عُصْفُورٌ عَلَى حَرْفِ السَّفِينَةِ ، فَغَمَسَ مِنْقَارَهُ الْبَحْرَ فَقَالَ الْخَضِرُ لِمُوسَى مَا عِلْمُكَ وَعِلْمِي وَعِلْمُ الْخَلَائِقِ فِي عِلْمِ اللَّهِ إِلَّا مِقْدَارُ مَا غَمَسَ هَذَا الْعُصْفُورُ مِنْقَارَهُ قَالَ فَلَمْ يَفْجَأْ مُوسَى ، إِذْ عَمَدَ الْخَضِرُ إِلَى قَدُومٍ فَخَرَقَ السَّفِينَةَ ، فَقَالَ لَهُ مُوسَى قَوْمٌ حَمَلُونَا بِغَيْرِ نَوْلٍ ، عَمَدْتَ إِلَى سَفِينَتِهِمْ فَخَرَقْتَهَا (لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ) الْآيَةَ فَانْطَلَقَا إِذَا هُمَا بِغُلَامٍ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ ، فَأَخَذَ الْخَضِرُ بِرَأْسِهِ فَقَطَعَهُ قَالَ لَهُ مُوسَى (أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا ° قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا) إِلَى قَوْلِهِ (فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ) فَقَالَ بِيَدِهِ هَكَذَا فَأَقَامَهُ ، فَقَالَ لَهُ مُوسَى إِنَّا دَخَلْنَا هَذِهِ الْقَرْيَةَ ، فَلَمْ يُضَيِّفُونَا وَلَمْ يُطْعِمُونَا ، لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا قَالَ هَذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم وَدِدْنَا أَنَّ

مُوسَىٰ صَبَرَ حَتَّىٰ يَقُصَّ عَلَيْنَا مِنْ أَمْرِهِمَا قَالَ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقْرَأُ وَكَانَ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ صَالِحَةٍ غَصْبًا، وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ كَافِرًا

ترجمہ۔ مجھ سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا مجھ سے سفیان بن عیینہ نے' انہوں نے عمرو بن دینار سے' انہوں نے سعید بن جبیر سے' انہوں نے کہا میں نے ابن عباس سے کہا نوف بکالی یہ کہتا ہے کہ بنی اسرائیل کے پیغمبر حضرت موسیٰ خضر سے نہیں ملے تھے (بلکہ وہ دوسرے موسیٰ تھے) تو انہوں نے کہا جھوٹا ہے اللہ کا دشمن' ہم سے خود ابی بن کعب صحابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی' آپ ؐ نے فرمایا' موسیٰ نے بنی اسرائیل کو کھڑے ہو کر خطبہ سنایا (ایک شخص نے ان سے پوچھا سب لوگوں میں زیادہ علم کس کو ہے؟ انہوں نے کہا مجھ کو' اس بات پر اللہ تعالیٰ نے ان پر عتاب فرمایا' کیونکہ ان کو چاہیے تھا کہ اللہ پر حوالہ کرتا (یوں کہتا اللہ جانتا ہے) خیر ان پر وحی آئی کہ جہاں دو سمندر ملے ہیں وہاں میرا ایک بندہ ہے وہ تجھ سے زیادہ علم رکھتا ہے' موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا' پروردگار میں اس بندے تک کیونکر پہنچوں' ارشاد ہوا ایک مچھلی زنبیل میں رکھ جہاں یہ مچھلی گم ہو جائے اسی کے پیچھے پیچھے چلا جا (وہ بندہ مل جائے گا) حضرت موسیٰ اپنے خادم یوشع بن نون کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے' مچھلی بھی لے لی' جب پتھر پر پہنچے (جہاں دو دریا ملتے ہیں) تو دونوں اتر پڑے اور موسیٰ علیہ السلام اپنا سر ٹیک کر سو گئے سفیان بن عیینہ نے کہا عمرو بن دینار کے سوا دوسرے شخص (قتادہ) کی روایت میں یوں ہے اس پتھر کی جڑ میں ایک چشمہ تھا جس کو زندگی کا چشمہ کہتے تھے اس کا پانی جس (مردے پر پڑتا) وہ زندہ ہو جاتا اس مچھلی پر یہ پانی پڑا وہ بھی زندہ ہو کر حرکت کرنے لگی اور اچھل کر سمندر میں چل دی' جب حضرت موسیٰ علیہ السلام جاگے (وہاں سے آگے بڑھ گئے) تو اپنے خادم سے کہنے لگے ذرا ہمارا ناشتہ لاؤ اخیر آیت تک اور موسیٰ کو تھکن اسی وقت سے معلوم ہوئی جب وہ اس مقام سے آگے بڑھ گئے) جہاں ان کو جانے کا حکم ملا تھا خیر ان کے خادم یوشع بن نون کہنے لگے۔ سنتے ہو جب ہم پتھر کے پاس ٹھہرے تھے تو میں مچھلی کا قصہ ہی تم سے کہنا بھول گیا (لاحول ولا قوۃ الا باللہ) پھر دونوں اپنے قدموں کے نشان دیکھتے ہوئے لوٹے' دیکھا تو سمندر کا پانی جہاں سے مچھلی گئی تھی ایک طاق کی طرح بن گیا ہے' اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خادم کو تعجب ہوا' مچھلی کو رستہ ملا۔ جب پتھر تک پہنچے دیکھا تو ایک شخص کپڑا اوڑھے لیٹے بیٹھا ہے' موسیٰ علیہ السلام نے اس کو سلام کیا' اس نے کہا تمہارے ملک میں سلام کہاں سے آیا' موسیٰ علیہ السلام نے کہا میں موسیٰ ہوں اس نے کہا بنی اسرائیل کے موسیٰ' موسیٰ نے کہا ہاں اس لیے آیا ہوں' تمہارے ساتھ رہ کر جو علم تم کو سکھلایا گیا ہے میں بھی سیکھوں' خضرؑ نے کہا موسیٰ بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک علم (شریعت کا) تم کو دیا ہے جس کو میں پورا پورا نہیں جانتا اور مجھ کو ایک علم (اسرار اور حقیقت کا) دیا جس سے تم پورے پورے واقف نہیں ہو' انہوں نے کہا نہیں میں تو تمہارے ساتھ ضرور رہوں گا' خضر نے کہا اچھا تو جب تک میں خود کسی بات کی حقیقت تم سے بیان نہ کروں تم کچھ نہ پوچھنا (موسیٰ علیہ السلام نے قبول کیا) اب دونوں (مل کر) چلے سمندر کے کنارے کنارے جا رہے تھے (اتنے میں ایک کشتی ملی' لوگوں نے خضر کو پہچان کر (اور ان کے دونوں ساتھیوں کو بے کرایہ) سوار کر لیا' تینوں کشتی میں بیٹھ گئے' ایک چڑیا آئی اس نے کشتی کے کنارے بیٹھ کر سمندر میں چونچ ڈبائی' خضرؑ موسیٰؑ سے کہنے لگے دیکھو میرا تمہارا اور سارے جہان کا علم پروردگار کے علم سے یہی نسبت رکھتا

ہے جو اس چڑیا کی چونچ کی تری کی سمندر سے نسبت ہے موسیٰ علیہ السلام کو ابھی تھوڑی دیر نہیں گذری تھی کہ خضر نے کیا کیا ایک بسولا لیا اور (آنکھ بچا کر) کشتی میں سوراخ کر دیا' موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے ارے بھائی ان کشتی والوں بیچاروں نے تو ہم کو بے کرایہ بٹھا لیا اور تو نے کشتی ڈوبانے کی نیت سے ان کی کشتی میں سوراخ کر دیا (واہ واہ نیکی کا بدلہ برائی) اخیر آیت تک' خیر پھر دونوں چلے راستہ میں ایک لڑکا ملا جو دوسرے لڑکوں کیساتھ کھیل رہا تھا خضر نے کیا کیا اسکا سر پکڑ کر کاٹ ڈالا موسیٰ نے کہا واہ تم نے ایک معصوم جان کو ناحق مار ڈالا' یہ تو نے بہت ہی بری حرکت کی' خضر نے کہا میں تو تم سے کہہ چکا تھا کہ تم سے میرے ساتھ صبر نہ ہو سکے گا اس آیت فابو ان یضیفو هما فوجدا فيها جدارا يريد ان ينقض۔ خضرؑ نے اس گرتی ہوئی دیوار کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا' وہ سیدھی ہو گئی' اب موسیٰ کہنے لگے ابھی ہم اس گاؤں میں (تھکے ماندے مسافر) آئے تو ان گاؤں والوں نے ہماری مہمانی تک نہ کی نہ کھانا کھلایا تم چاہتے تو اسکے مزدوری لے سکتے تھے' خضرؑ نے کہا بس اب ہم تم جدا ہوتے ہیں۔ اب میں تم سے ان باتوں کی حقیقت بیان کیے دیتا ہوں جن پر تم سے صبر نہ ہو سکا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ہم کو تو یہ آرزو رہ گئی کاش موسیٰ ذرا صبر کرتے تو دونوں کے اور عجیب واقعے ہم سے بیان کیے جاتے' سعید نے کہا ابن عباس یوں پڑھتے و كان امامهم ملک یاخذ کل سفينة صالحة غصبا واما الغلام فكان كافرا۔

باب قَوْلِهِ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالاً

◄ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ مُصْعَبٍ قَالَ سَأَلْتُ أَبِي (قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالاً) هُمُ الْحَرُورِيَّةُ قَالَ لاَ ، هُمُ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى ، أَمَّا الْيَهُودُ فَكَذَّبُوا مُحَمَّدًا صلى الله عليه وسلم وَأَمَّا النَّصَارَى كَفَرُوا بِالْجَنَّةِ وَقَالُوا لاَ طَعَامَ فِيهَا وَلاَ شَرَابَ ، وَالْحَرُورِيَّةُ الَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ ، وَكَانَ سَعْدٌ يُسَمِّيهِمُ الْفَاسِقِينَ

ترجمہ۔ مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن جعفر نے کہا ہم سے شعبہ نے' انہوں نے عمرو بن مرہ سے' انہوں نے مصعب بن سعد بن ابی وقاص سے' انہوں نے کہا میں نے اپنے والد (سعد بن ابی وقاص) سے پوچھا کہ الاخسرین اعمالا سے کون لوگ مراد ہیں؟ انہوں نے کہا نہیں یہود اور نصاریٰ مراد ہیں' یہود نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا (اس وجہ سے ان کے اعمال خیر برباد ہو گئے) اور نصاریٰ نے بہشت کا انکار کیا' کہنے لگے وہاں کھانا پینا نہ ہوگا اور حروریہ تو ان لوگوں میں داخل ہیں الذین ینقضون عهد الله من بعد ميثاقه سعد ان لوگوں کو فاسق کہتے ہیں۔

باب أُولَئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمُ الآيَةَ

◄ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا الْمُغِيرَةُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضى الله عنه عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ إِنَّهُ لَيَأْتِي الرَّجُلُ الْعَظِيمُ السَّمِينُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لاَ يَزِنُ عِنْدَ اللَّهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ وَقَالَ اقْرَءُوا (فَلاَ نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا) وَعَنْ يَحْيَى بْنِ بُكَيْرٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ مِثْلَهُ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن عبداللہ ذہلی نے بیان کیا' کہا ہم سے سعید بن ابی مریم نے' کہا ہم کو مغیرہ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی' کہا مجھ سے ابوالزناد نے' انہوں نے اعرج سے' انہوں نے ابو ہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' قیامت کے دن ایک اچھا موٹا تازہ (دنیا کا امیر عزت دار پر خوار) آدمی اللہ کے سامنے آئے گا اور ایک پر پشہ برابر اس کی قدر نہ ہوگی' آپ نے فرمایا' یہ آیت پڑھو: فلانقیم لھم یوم القیامہ وزنا اس حدیث کو محمد بن عبداللہ نے یحیٰی بن بکیر سے انہوں نے مغیرہ بن عبدالرحمٰن سے' انہوں نے ابوالزناد سے' ایسا ہی روایت کیا ہے۔

تشریح حدیث الباب

قیامت کے دن وزن اشخاص کا ہوگا

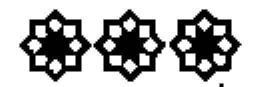
اعمال کا ہوگا یا صحائفِ اعمال کا ہوگا؟ اس سلسلہ میں اہل علم کا اختلاف ہے۔

۱۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ وزن اشخاص کا ہوگا وہ حدیث الباب سے استدلال کرتے ہیں۔

۲۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ وزن صحائف اعمال کا ہوگا یہ حضرات حدیث بطاقہ سے استدلال کرتے ہیں جو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کی ہے کہ قیامت کے دن ایک آدمی لایا جائے گا۔ میزان کے ایک پلڑے میں اس کے اعمال کے بدلے ننانوے صحیفے ہوں گے اور دوسرے پلڑے میں ایک بطاقہ رکھا جائے گا جس میں صرف "لا الٰہ الا اللہ" لکھا ہوگا۔ بطاقہ والا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وزن صحائف کا ہوگا۔

۳۔ بہت سے علماء کہتے ہیں کہ وزن اعمال کا ہوگا۔ اللہ جل شانہ اعمال صالحہ کو اچھی صورت اور اعمال بد کو بری صورت میں تبدیل کردیں گے اور ان صورتوں کو میزان میں رکھا جائے گا۔ یہ حضرات حضرت براء بن عازب کی روایت سے استدلال کرتے ہیں کہ قبر میں مؤمن کے پاس ایک خوبصورت نوجوان جس سے خوشبو مہک رہی ہوگی آئے گا وہ اس سے پوچھے گا کہ آپ کون ہیں؟ تو وہ نوجوان جواب میں کہے گا "ان عملک الصالح" میں آپ کا نیک عمل ہوں' کافر اور منافق کے حق میں اس کے برعکس معاملہ ہوگا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اعمال صورت کی شکل اختیار کرلیں گے۔ لہٰذا وزن اعمال کا ہوگا۔

باقی حدیث الباب اور آیت "فلا نُقیمُ لَھم یومَ القیامۃِ وزناً" کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے نزدیک ان کی کوئی اہمیت نہیں ہوگی۔



سورة مريم

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَبْصِرْ بِهِمْ وَأَسْمِعْ اللَّهُ يَقُولُهُ ، وَهُمُ الْيَوْمَ لَا يَسْمَعُونَ وَلَا يُبْصِرُونَ (فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ) يَعْنِي قَوْلَهُ (أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ) ، الْكُفَّارُ يَوْمَئِذٍ أَسْمَعُ شَيْءٍ وَأَبْصَرُهُ ، (لَأَرْجُمَنَّكَ) لَأَشْتِمَنَّكَ (وَرِئْيًا) مَنْظَرًا وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ (تَؤُزُّهُمْ أَزًّا) تُزْعِجُهُمْ إِلَى الْمَعَاصِي إِزْعَاجًا وَقَالَ مُجَاهِدٌ (إِدًّا) عِوَجًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (وِرْدًا) عِطَاشًا (أَثَاثًا) مَالًا (إِدًّا) قَوْلًا عَظِيمًا (رِكْزًا) صَوْتًا (غَيًّا) خُسْرَانًا (بُكِيًّا) جَمَاعَةُ بَاكٍ (صُلِيًّا) صَلِيَ يَصْلَى (نَدِيًّا) وَالنَّادِي مَجْلِسًا

ابن عباسؓ نے کہا یہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آج کے دن (یعنی دنیا میں) تو نہ کافر سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں بلکہ کھلی گمراہی میں ہیں مطلب یہ ہے کہ اسمع بہم وابصر یعنی کافر قیامت کے دن خوب سنتے اور خوب دیکھتے ہوں گے (مگر اس وقت کا سننا دیکھنا کچھ فائدہ نہ دے گا) لارجمنک میں تجھ پر گالیوں کا پتھراؤ کروں گا ریا منظر (دکھاوا) اور ابووائل شقیق بن سلمہ نے کہا مریم جانتی تھیں کہ جو پرہیزگار ہوتا ہے وہ صاحب عقل ہوتا ہے اسی لیے کہنے لگیں کہ میں تجھ سے اللہ کی پناہ چاہتی ہوں اگر تو پرہیزگار ہے اور سفیان بن عیینہ نے کہا تؤزھم ازا کا معنی یہ ہے کہ شیطان کافروں کو گناہوں کی طرف گھسیٹتے ہیں مجاہد نے کہا ادا کا معنی کج اور ٹیڑھی (غلط) بات (یا کج اور ٹیڑھی باتیں) ابن عباسؓ نے کہا وردا پیاسے اثاثا مال اسباب ادا بڑی بات رکزا (ہلکی پست) آواز غیا نقصان ٹوٹا بکیا باکی کی جمع ہے یعنی رونے والے (اصل میں بکویا تھا) صلیا مصدر ہے صلی یصلی (باب سمع یسمع) سے یعنی جلنا ندی اور نادی دونوں کے معنی مجلس۔

باب قَوْلِهِ وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ

← حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يُؤْتَى بِالْمَوْتِ كَهَيْئَةِ كَبْشٍ أَمْلَحَ فَيُنَادِي مُنَادٍ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ ، فَيَشْرَئِبُّونَ وَيَنْظُرُونَ فَيَقُولُ هَلْ تَعْرِفُونَ هَذَا فَيَقُولُونَ نَعَمْ هَذَا الْمَوْتُ ، وَكُلُّهُمْ قَدْ رَآهُ ، ثُمَّ يُنَادِي يَا أَهْلَ النَّارِ ، فَيَشْرَئِبُّونَ وَيَنْظُرُونَ ، فَيَقُولُ هَلْ تَعْرِفُونَ هَذَا فَيَقُولُونَ نَعَمْ هَذَا الْمَوْتُ ، وَكُلُّهُمْ قَدْ رَآهُ ، فَيُذْبَحُ ثُمَّ يَقُولُ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ ، خُلُودٌ فَلَا مَوْتَ ، وَيَا أَهْلَ النَّارِ ، خُلُودٌ فَلَا مَوْتَ ثُمَّ قَرَأَ (وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ) وَهَؤُلَاءِ فِي غَفْلَةٍ أَهْلُ الدُّنْيَا (وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ)

ترجمہ۔ ہم سے عمرؒ بن حفص بن غیاث نے بیان کیا کہا ہم سے والد نے کہا ہم سے اعمش نے کہا ہم سے ابوصالح نے انہوں نے ابوسعید خدریؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (قیامت کے دن)

موت کو ایک چتکبرے مینڈھے کی شکل میں لے کر آئیں گے پھر ایک پکارنے والا (فرشتہ) پکارے گا' بہشت والو وہ گردن اٹھائیں گے ادھر نظر ڈالیں گے وہ فرشتہ کہے گا تم اس مینڈھے کو پہچانتے ہو وہ کہیں گے ہاں یہ موت ہے ہم سب اس کا ذائقہ چکھ چکے ہیں' پھر وہ پکارے گا دوزخ والو! وہ بھی گردن اٹھا کر ادھر دیکھنے لگیں گے (خوش ہوں گے شاید دوزخ سے نکالنے کا حکم دیا جاتا ہے) فرشتہ کہے گا تم اس مینڈھے کو پہچانتے ہو وہ کہیں گے ہاں یہ موت ہے ہم سب اس کو دیکھ چکے ہیں اس وقت وہ مینڈھا ذبح کر دیا جائے گا' اس کے بعد وہ فرشتہ کہے گا' بہشتیو! تم کو ہمیشہ بہشت میں رہنا ہے اور دوزخیو! تم کو ہمیشہ دوزخ میں رہنا ہے' اب کوئی مرنے والا نہیں' پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی وانذرھم یوم الحسرۃ اذقضی الامر وھم فی غفلۃ یعنی دنیا کے لوگ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں ایمان نہیں لاتے۔

حدیث الباب کی تشریح

حدیث الباب میں ہے کہ موت ایک مینڈھے کی شکل میں لائی جائے گی۔ اشکال ہوتا ہے کہ موت تو ایک عرض ہے اسے مینڈھے کی شکل میں کس طرح لایا جائے گا؟ علامہ مازری نے کہا کہ یہ کلام علیٰ سبیل التمثیل ہے۔ مقصود اس سے یہ ہے کہ آئندہ کسی کو موت نہیں آئے گی۔ بعض حضرات نے کہا کہ اصل مینڈھے کو ہی لایا جائے گا۔ تاہم لوگوں کے خیال میں یہ بات ڈال دی جائے گی کہ یہ موت ہے لیکن اکثر حضرات کہتے ہیں کہ موت ہی کو اللہ جل شانہ مینڈھے کی شکل عطا فرمائیں گے۔

"فیشرئبون' وینظرون" یعنی جنتی گردن اُٹھائیں گے اور دیکھیں گے۔

موت کو ذبح کر دیا جائے گا اور اس کے بعد یہ اعلان ہوگا "یا اھل الجنّۃ خلُودٌ فلا موت و یا اھل النّار خلود فلا موت" ذبح کرنے والے حضرت جبرئیل علیہ السلام ہوں گے۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام ہی موت کو ذبح کریں گے کیونکہ ان کا نام حیات سے مشتق ہے اور حیات موت کے منافی ہے۔

اس کے بعد اہل جنت ہمیشہ کے لیے جنت میں اور اہل جہنم ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہیں گے۔ جمہور کا بلکہ تمام اہل سنت والجماعت کا یہی عقیدہ ہے۔ البتہ علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے شاگرد ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جنت تو دائمی رہے گی تاہم دوزخ کا عذاب دائمی نہیں۔ ایک طویل عرصہ تک جہنم رہے گی جس کو اللہ تعالیٰ نے خلود سے تعبیر کیا ہے اور اس کے بعد اللہ کے فضل وکرم سے جہنم اور اہل جہنم ختم کر دیے جائیں گے لیکن ان کا یہ قول شاذ اور جمہور اُمت کے عقیدہ کے خلاف اور ان تمام نصوص سے متعارض ہے جن میں خلود فی النار کی تصریح آئی ہے۔ اگر جہنم کو ختم ہی ہونا ہے تو پھر حضرات انبیاء علیہم السلام کے ساتھ کفار کا یہ مقابلہ اور انبیاء کی تکلیفیں اُٹھانا سب بے فائدہ اور بے مقصد ہو جاتا ہے اس لیے اہلسنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ جس طرح جنت کے لیے خلود ہے اسی طرح جہنم کے لیے بھی خلود ہے۔

باب قَوْلِهِ وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ

← حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لِجِبْرِيلَ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَزُورَنَا أَكْثَرَ مِمَّا تَزُورُنَا فَنَزَلَتْ (وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا)

ترجمہ۔ہم سے ابونعیم (فضل بن دکین) نے بیان کیا' کہا ہم سے عمر بن ذر نے' کہا میں نے اپنے والد سے سنا' انہوں نے سعید بن جبیر سے' انہوں نے ابن عباسؓ سے' انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل سے فرمایا' تم ہمارے پاس جیسے آیا کرتے ہو اس سے زیادہ کیوں نہیں آیا کرتے اس وقت یہ آیت اتری وما نتنزل الا بامر ربک له مابین ایدینا وما خلفنا۔

باب قَوْلِهِ أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا

حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ سَمِعْتُ خَبَّابًا قَالَ جِئْتُ الْعَاصِيَ بْنَ وَائِلٍ السَّهْمِيَّ أَتَقَاضَاهُ حَقًّا لِي عِنْدَهُ ، فَقَالَ لَا أُعْطِيكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ فَقُلْتُ لَا حَتَّى تَمُوتَ ثُمَّ تُبْعَثَ قَالَ وَإِنِّي لَمَيِّتٌ ثُمَّ مَبْعُوثٌ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ إِنَّ لِي هُنَاكَ مَالًا وَوَلَدًا فَأَقْضِيكَهُ ، فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ (أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا) رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ وَشُعْبَةُ وَحَفْصٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ

ترجمہ۔ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان ابن عیینہ نے' انہوں نے اعمش سے' انہوں نے ابوالضحیٰ (مسلم بن صبیح) سے' انہوں نے مسروق بن اجدع سے' انہوں نے کہا میں نے خباب بن ارت سے سنا' وہ کہتے تھے میں نے عاص بن وائل سہمی کے پاس جاکر اپنے قرض کا تقاضا کیا' جو میرا اس پر نکلتا تھا' وہ کہنے لگا میں تیرا قرض اس وقت دوں گا' جب تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر جائے (کفر اختیار کرے) میں نے کہا میں تو تیرے مرنے پھر جینے تک بھی کفر اختیار نہیں کرنے کا وہ کہنے لگا' کیا میں مرنے کے بعد پھر جیوں گا؟ میں نے کہا بیشک اس نے کہا پھر تو میں وہاں (یعنی آخرت میں) مال واولاد پیدا کرونگا اور تیرا قرضہ ادا کردوں گا اس وقت یہ آیت اتری افرایت الذی کفر بایاتنا وقال لاوتین مالا و ولدا اس حدیث کو سفیان ثوری اور شعبہ اور حفص اور ابومعاویہ اور وکیع نے بھی اعمش سے روایت کیا ہے۔

باب قَوْلِهِ أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا

قَالَ مَوْثِقًا

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ كُنْتُ قَيْنًا بِمَكَّةَ ، فَعَمِلْتُ لِلْعَاصِي بْنِ وَائِلٍ السَّهْمِيِّ سَيْفًا ، فَجِئْتُ أَتَقَاضَاهُ فَقَالَ لَا أُعْطِيكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ قُلْتُ لَا أَكْفُرُ بِمُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم حَتَّى يُمِيتَكَ اللّٰهُ ، ثُمَّ يُحْيِيَكَ قَالَ إِذَا أَمَاتَنِي اللّٰهُ ثُمَّ بَعَثَنِي ، وَلِي مَالٌ وَوَلَدٌ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ (أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا * أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا) قَالَ مَوْثِقًا لَمْ يَقُلِ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ سَيْفًا وَلَا مَوْثِقًا

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا' کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی' انہوں نے اعمش سے' انہوں نے ابوالضحیٰ سے' انہوں نے مسروق سے' انہوں نے خباب بن ارت سے' انہوں نے کہا' میں مکہ میں (ہجرت سے پہلے) لوہاری کا

پیشہ کیا کرتا تھا میں نے عاص بن وائل سہمی کے لیے ایک تلوار بنائی' اس کی مزدوری کے تقاضا کے لیے عاص کے پاس گیا' وہ کہنے لگا میں تجھ کو نہیں دینے کا جب تک محمد ؐ سے پھر نہ جائے میں نے کہا تو مر کر پھر جی اٹھے' تب بھی میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پھرنے والا نہیں' کہنے لگا' اچھا تو خیر جب مرے بعد اللہ مجھ کو جلائے گا' تو آخر مال اور اولاد بھی مجھ کو دے گا' اس وقت اللہ تعالے نے یہ آیت اتاری افرایت الذی کفر بایاتنا وقال لاوتین مالا و ولدا اطلع الغیب ام اتخذ عند الرحمن عهدا۔ عہد کا معنی مضبوط اقرار۔ عبداللہ اشجعی نے بھی اس حدیث کو سفیان ثوری سے روایت کیا' لیکن اس میں تلوار بنانے کا ذکر نہیں ہے نہ عہد کی تفسیر مذکور ہے۔

باب كَلَّا سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا

حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ سَمِعْتُ أَبَا الضُّحَى يُحَدِّثُ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ كُنْتُ قَيْنًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ ، وَكَانَ لِي دَيْنٌ عَلَى الْعَاصِي بْنِ وَائِلٍ قَالَ فَأَتَاهُ يَتَقَاضَاهُ ، فَقَالَ لاَ أُعْطِيكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ فَقَالَ وَاللَّهِ لاَ أَكْفُرُ حَتَّى يُمِيتَكَ اللَّهُ ثُمَّ تُبْعَثَ قَالَ فَذَرْنِي حَتَّى أَمُوتَ ثُمَّ أُبْعَثَ ، فَسَوْفَ أُوتَى مَالاً وَوَلَدًا ، فَأَقْضِيكَ فَنَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ (أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لأُوتَيَنَّ مَالاً وَوَلَدًا) .

ترجمہ۔ ہم سے بشر بن خالد نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن جعفر نے' انہوں نے شعبہ سے' انہوں نے سلیمان اعمش سے' انہوں نے ابوالضحی سے سنا' وہ مسروق سے روایت کرتے تھے' وہ خباب بن ارت سے' انہوں نے کہا میں جاہلیت کے زمانہ میں لوہاری کا پیشہ کیا کرتا تھا' عاص بن وائل پر میرا کچھ قرضہ نکلتا تھا میں اس کے تقاضے کو گیا تو کیا کہنے لگا کہ میں نہیں دوں گا جب تک تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ پھر جائے میں نے کہا خدا کی قسم تو مر کر پھر جیے تب بھی میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پھرنے والا نہیں' کہنے لگا پھر کیا ہے ابھی ٹھہر جا جب میں مر کر جیوں گا تو مال و دولت اولاد ملے گی تو میں تیرا قرضہ ادا کر دوں گا' اس وقت یہ آیت اتری' افرایت الذی کفر بایاتنا وقال لاوتین مالا و ولدا۔

باب قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ وَنَرِثُهُ مَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (الْجِبَالُ هَدًّا) هَدْمًا

حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ كُنْتُ رَجُلاً قَيْنًا ، وَكَانَ لِي عَلَى الْعَاصِي بْنِ وَائِلٍ دَيْنٌ فَأَتَيْتُهُ أَتَقَاضَاهُ ، فَقَالَ لِي لاَ أَقْضِيكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ قَالَ قُلْتُ لَنْ أَكْفُرَ بِهِ حَتَّى تَمُوتَ ثُمَّ تُبْعَثَ قَالَ وَإِنِّي لَمَبْعُوثٌ مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ فَسَوْفَ أَقْضِيكَ إِذَا رَجَعْتُ إِلَى مَالٍ وَوَلَدٍ قَالَ فَنَزَلَتْ (أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لأُوتَيَنَّ مَالاً وَوَلَدًا * أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا * كَلاَّ سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا * وَنَرِثُهُ مَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا)

ترجمہ۔ ہم سے یحیی بن موسی بلخی نے بیان کیا' کہا ہم سے وکیع نے' انہوں نے اعمش سے' انہوں نے ابوالضحی سے' انہوں نے مسروق سے' انہوں نے خباب سے' انہوں نے کہا (جاہلیت کے زمانہ میں) میں لوہاری کا پیشہ کیا کرتا تھا'

عاص بن وائل پر میرا کچھ قرض تھا" میں تقاضا کرنے کے لیے اس کے پاس گیا' وہ کہنے لگا میں تو تیرا قرض کبھی نہیں ادا کرنے کا جب تک تو محمدؐ سے نہ پھر جائے میں نے جواب دیا میں تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے' اس وقت تک نہیں پھرنے کا جب تک تو مرے اور مر کر جیئے اس نے کہا' کیا مرنے کے بعد پھر میں جیوں گا' پھر (کاہے کو جلدی کرتا ہے) جب میں جیوں گا اور مال دولت اولاد حاصل کروں گا تو تیرا قرضہ ادا کر دوں گا' خبابؓ نے کہا اس وقت یہ آیت اتری اَفَرَاَیْتَ الَّذِیْ کَفَرَ بِاٰیٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَیَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا اَطَّلَعَ الْغَیْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَھْدًا کَلَّا سَنَکْتُبُ مَا یَقُوْلُ وَنَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا وَنَرِثُهٗ مَا یَقُوْلُ وَیَاْتِیْنَا فَرْدًا)

سورة طه

قَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ بِالنَّبَطِيَّةِ (طه) يَا رَجُلُ يُقَالُ كُلُّ مَا لَمْ يَنْطِقْ بِحَرْفٍ أَوْ فِيهِ تَمْتَمَةٌ أَوْ فَأْفَأَةٌ ، فَهِيَ عُقْدَةٌ (أَزْرِي) ظَهْرِي (فَيُسْحِتَكُمْ) يُهْلِكَكُمْ (الْمُثْلَى) تَأْنِيثُ الأَمْثَلِ ، يَقُولُ بِدِينِكُمْ يُقَالُ خُذِ الْمُثْلَى خُذِ الأَمْثَلَ (ثُمَّ ائْتُوا صَفًّا) يُقَالُ هَلْ أَتَيْتَ الصَّفَّ الْيَوْمَ يَعْنِي الْمُصَلَّى الَّذِي يُصَلَّى فِيهِ (فَأَوْجَسَ) أَضْمَرَ خَوْفًا فَذَهَبَتِ الْوَاوُ مِنْ خِيفَةً لِكَسْرَةِ الْخَاءِ (فِي جُذُوعِ) أَيْ عَلَى جُذُوعِ (خَطْبُكَ) بَالُكَ (مِسَاسَ) مَصْدَرُ مَاسَّهُ مِسَاسًا (لَنَنْسِفَنَّهُ) لَنَذْرِيَنَّهُ (قَاعًا) يَعْلُوهُ الْمَاءُ وَالصَّفْصَفُ الْمُسْتَوِي مِنَ الأَرْضِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ (مِنْ زِينَةِ الْقَوْمِ) الْحُلِيُّ الَّذِي اسْتَعَارُوا مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ فَقَذَفْتُهَا فَأَلْقَيْتُهَا ، (أَلْقَى) صَنَعَ (فَنَسِيَ) مُوسَى ، هُمْ يَقُولُونَهُ أَخْطَأَ الرَّبُّ (لَا يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ قَوْلًا) الْعِجْلُ (هَمْسًا) حِسُّ الأَقْدَامِ (حَشَرْتَنِي أَعْمَى) عَنْ حُجَّتِي (وَقَدْ كُنْتُ بَصِيرًا) فِي الدُّنْيَا وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ (أَمْثَلُهُمْ) أَعْدَلُهُمْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (هَضْمًا) لَا يُظْلَمُ فَيُهْضَمُ مِنْ حَسَنَاتِهِ (عِوَجًا) وَادِيًا (أَمْتًا) رَابِيَةً (سِيرَتَهَا) حَالَتَهَا الأُولَى (النُّهَى) التُّقَى (ضَنْكًا) الشَّقَاءُ (هَوَى) شَقِيَ (الْمُقَدَّسِ) الْمُبَارَكِ (طُوًى) اسْمُ الْوَادِي (بِمَلْكِنَا) بِأَمْرِنَا (مَكَانًا سُوًى) مَنْصَفٌ بَيْنَهُمْ (يَبَسًا) يَابِسًا (عَلَى قَدَرٍ) مَوْعِدٍ (لَا تَنِيَا) تَضْعُفَا

سعید بن جبیر نے اور ضحاک بن مزاحم نے کہا' حبشی زبان میں طہ کے معنی او مرد کہتے ہیں' جس کی زبان سے کوئی حرف نہ نکل سکے۔ یا اٹک اٹک کر رک رک کر بات کرے' تو اس کی زبان میں عقدہ (گرہ) ہے ازری میری پیٹھ فیسحتکم تم کو ہلاک کرے المثلی امثل کا مونث ہے' یعنی تمہارا دین' عرب لوگ کہتے ہیں مثلی (اچھی بات) کو لے امثل یعنی بہتر بات کو لے ثم ائتوا صفا عرب لوگ کہتے ہیں کیا آج تو صف میں گیا تھا یعنی نماز کے مقام میں جہاں لوگ (جمع ہو کر) نماز پڑھتے ہیں (جیسے عیدگاہ وغیرہ) فاوجس دل میں سہم گیا خیفۃ اصل میں خوفۃ تھا واو بسبب کسرہ ماقبل کے یا ہو گئی فی جذوع النخل کھجور کی شاخوں پر فی علی کے معنی میں ہے خطبک یعنی تیرا کیا حال ہے تو نے یہ کام کیوں کیا' مساس مصدر ہے ماسہ مساسا سے یعنی چھونا لننسفنہ بکھیر ڈالیں گے (یعنی جلا کر راکھ دریا میں بہا دیں گے) قاع وہ زمین جس کے اوپر پانی چڑھ آئے

(یعنی صاف ہموار میدان) صفصفا ہموار زمین اور مجاہد نے کہا زینۃ القوم سے وہ زیور مراد ہے جو بنی اسرائیل نے فرعون کی قوم سے مانگ کر لیا تھا۔ فقذفتھا میں نے اس کو ڈال دیا و کذلک القی السامری یعنی سامری نے بھی اور بنی اسرائیل کی طرح اپنا زیور ڈالا فنسی موسی یعنی سامری اور اس کے تابعدار لوگ کہنے لگے' موسیٰ چوک گیا کہ اپنے پروردگار بچھڑے کو یہاں چھوڑ کر کوہ طور پر گیا لا یرجع الیھم قولا یعنی یہ نہیں دیکھتے کہ بچھڑا ان کی بات کے جواب تک نہیں دے سکتا ھمسا پاؤں کی آہٹ حشرتنی اعمی یعنی مجھ کو دنیا میں دلیل اور حجت معلوم ہوئی تھی یہاں تو نے بالکل مجھ کو اندھا کر کے کیوں اٹھایا اور ابن عباسؓ نے کہا لعلی اتیکم منھا بقبس کے بیان میں کہ موسیٰ اور ان کے ساتھی رستہ بھول گئے تھے' ادھر سردی میں مبتلا تھے کہنے لگے' اگر وہاں کوئی راستہ بتانے والا ملا تو بہتر ورنہ میں تھوڑی سی آگ تمہارے تاپنے کے لیے لے آؤں گا' سفیان بن عیینہ نے (اپنی تفسیر میں) کہا امثلھم یعنی ان میں کا افضل اور سمجھدار آدمی اور ابن عباسؓ نے کہا ھضما یعنی اس پر ظلم نہ ہوگا اور اس کی نیکیوں کا ثواب کم نہ کیا جائے گا عوجا نالہ کھڈا امتا ٹیلہ بلندی سیرتھا الاولی یعنی اگلی حالت پر النھی پرہیزگاری (یا عقل) ضنکا بدبختی ھوی بدبخت ہوا المقدس برکت والی طوی اس وادی کا نام تھا بملکنا (بکسر میم مشہور قرات یہ فتح میم ہے' بعضوں نے بضمہ میم پڑھا ہے) یعنی اپنے اختیار اپنے حکم سے سوی یعنی ہم میں اور تم میں برابر فاصلہ پر یبسا خشک علی قدر اپنے معین وقت پر جو اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا تھا لاتنیا ضعیف مت ہو (یا سستی نہ کرو)۔

باب قَوْلِهِ وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي

حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ الْتَقَى آدَمُ وَمُوسَى، فَقَالَ مُوسَى لِآدَمَ أَنْتَ الَّذِي أَشْقَيْتَ النَّاسَ وَأَخْرَجْتَهُمْ مِنَ الْجَنَّةِ قَالَ لَهُ آدَمُ أَنْتَ الَّذِي اصْطَفَاكَ اللَّهُ بِرِسَالَتِهِ، وَاصْطَفَاكَ لِنَفْسِهِ وَأَنْزَلَ عَلَيْكَ التَّوْرَاةَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَوَجَدْتَهَا كُتِبَ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَنِي قَالَ نَعَمْ فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى الْيَمُّ الْبَحْرُ

ترجمہ۔ ہم سے صلت بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم سے مہدی بن میمون نے' کہا ہم سے محمد بن سیرین نے' انہوں نے ابوہریرہؓ سے' انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا' آدم اور موسیٰ دونوں میں ملاقات ہوئی' تو موسیٰ علیہ السلام آدم علیہ السلام سے کہنے لگے تو وہی آدم ہو نا جنہوں نے سب لوگوں کو خرابی میں (محنت مشقت) میں ڈالا بہشت سے باہر نکالا' آدم علیہ السلام نے جواب دیا' تم وہی موسیٰ ہو نا جن کو اللہ تعالے نے اپنی پیغمبری کے لیے برگزیدہ کیا اور خاص اپنی ذات کے لیے چن لیا اور تم پر تورات اتاری موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہاں' آدم علیہ السلام نے کہا تم نے تورات میں نہیں پڑھا کہ اللہ تعالے نے یہ امر میری تقدیر میں میری پیدائش سے پہلے لکھ دیا تھا موسیٰ نے کہا ہاں یہ تورات میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تو آدم موسیٰ پر تقدیر میں غالب آئے۔ الیم سمندر۔

تشریح حدیث

حدیث الباب میں حضرت آدم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کی جس ملاقات اور مناظرہ کا ذکر ہے یہ کب کا واقعہ ہے؟

اس سلسلہ میں علماء کے مختلف اقوال ہیں:

۱۔ بعض حضرات نے کہا ہو سکتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی ہی میں ان کی روح کا حضرت آدم علیہ السلام کی روح کے ساتھ اتصال ہوا اور اس وقت یہ مکالمہ ہوا۔

۲۔ بعض نے کہا کہ یہ بھی ممکن ہے کہ مذکورہ مکالمہ خواب میں ہوا ہو۔

۳۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ ممکن ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے حضرت آدم علیہ السلام کی قبر کھول دی گئی ہو اور آپ کی روح نے حاضر ہو کر یہ گفتگو کی ہو۔

۴۔ اکثر حضرات کہتے ہیں مذکورہ مناظرہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد آسمان پر ہوا۔

۵۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ مذکورہ مکالمہ ابھی تک وقوع پذیر نہیں ہوا ہے۔ آخرت میں یہ مکالمہ ہوگا "دلالت علی الیقین" کے لیے اس کو صیغۂ ماضی سے تعبیر کیا ہے۔

حدیث الباب میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے تقدیر کو بہانہ بنایا ہے جبکہ اعتذار بالتقدیر جائز نہیں۔ اس کا ایک جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ مکالمہ اس دنیا میں نہیں ہوا بلکہ یہ عالم علوی اور عالم ارواح کا واقعہ ہے جہاں بندہ مکلف بالشرع نہیں ہے اس لیے اس دار کے احکام کو اس عالم کے احکام پر قیاس کرنا درست نہیں ہے۔ دوسرا جواب علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے دیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں اعتذار بالتقدیر دو طرح کا ہوتا ہے۔

ایک یہ کہ معاصی پر جرأت کرنے کے لیے آدمی تقدیر کا حوالہ دے کہ اس گناہ اور جرم میں میرا کوئی قصور نہیں یہ تو نوشتہ تقدیر ہے۔ بلاشبہ اس طرح اعتذار بالتقدیر جائز نہیں۔

دوسرا یہ کہ گناہ سے توبہ کرلی لیکن اس کے باوجود دل مطمئن نہیں ہے تو اپنے دل کو تسلی کے لیے اعتذار بالتقدیر جائز ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے بھی توبہ کے بعد صرف اپنے دل کو تسلی کے لیے اعتذار بالقدر کیا ہے۔

باب قَوْلِهِ وَلَقَدْ أَوْحَيْنَا إِلَى مُوسَى أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي

فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا لَا تَخَافُ دَرَكًا وَلَا تَخْشَى فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُودِهِ فَغَشِيَهُمْ مِنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ وَأَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهُ وَمَا هَدَى)

حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضى الله عنهما قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم الْمَدِينَةَ، وَالْيَهُودُ تَصُومُ عَاشُورَاءَ، فَسَأَلَهُمْ، فَقَالُوا هَذَا الْيَوْمُ الَّذِي ظَهَرَ فِيهِ مُوسَى عَلَى فِرْعَوْنَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم نَحْنُ أَوْلَى بِمُوسَى مِنْهُمْ فَصُومُوهُ

ترجمہ۔ مجھ سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا ہم سے روح بن عبادہ نے' کہا ہم سے شعبہ نے' کہا ہم سے ابوبشر (جعفر نے) انہوں نے سعید بن جبیر سے' انہوں نے ابن عباسؓ سے' انہوں نے کہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں آئے ان دنوں یہودی عاشورے کا روزہ رکھا کرتے تھے' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود سے اس کی

وجہ پوچھی انہوں نے کہا یہ وہ دن ہے جس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون پر غالب ہوئے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ہم کو موسیٰ علیہ السلام سے تم سے زیادہ تعلق ہے' پھر مسلمانوں سے فرمایا' تم بھی اس دن روزہ رکھو۔

باب قَوْلِهِ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقَى

← حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ النَّجَّارِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم قَالَ حَاجَّ مُوسَى آدَمَ ، فَقَالَ لَهُ أَنْتَ الَّذِي أَخْرَجْتَ النَّاسَ مِنَ الْجَنَّةِ بِذَنْبِكَ وَأَشْقَيْتَهُمْ قَالَ قَالَ آدَمُ يَا مُوسَى أَنْتَ الَّذِي اصْطَفَاكَ اللَّهُ بِرِسَالَتِهِ وَبِكَلَامِهِ أَتَلُومُنِي عَلَى أَمْرٍ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَنِي أَوْ قَدَّرَهُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَنِي قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى

ترجمہ۔ ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے ایوب بن نجار نے' انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے' انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے' انہوں نے ابوہریرہؓ سے' انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے' آپؐ نے فرمایا' موسیٰ علیہ السلام نے آدم علیہ السلام سے بحث کی کہنے لگے' تم تو وہی آدم ہو نا کہ گناہ کر کے سب آدمیوں کو جنت سے نکلوایا مصیبت میں ڈالا' آدم علیہ السلام نے کہا تم تو وہی موسیٰ ہو نا جن کو اللہ تعالیٰ نے پیغمبری اور کلام کے لیے برگزیدہ کیا مجھ پر اس کام کا الزام لگاتے ہو جو اللہ تعالے نے مجھ کو پیدا کرنے سے پہلے میرے حصے میں یا میری تقدیر میں لکھ دیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' کہ آدم علیہ السلام تقریر میں موسے علیہ السلام پر غالب آ گئے۔

سورة الأنبياء

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَالْكَهْفُ وَمَرْيَمُ وَطه وَالْأَنْبِيَاءُ هُنَّ مِنَ الْعِتَاقِ الْأُوَلِ ، وَهُنَّ مِنْ تِلَادِي وَقَالَ قَتَادَةُ (جُذَاذًا) قَطَّعَهُنَّ وَقَالَ الْحَسَنُ (فِي فَلَكٍ) مِثْلِ فَلْكَةِ الْمِغْزَلِ (يَسْبَحُونَ) يَدُورُونَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (نَفَشَتْ) رَعَتْ (يُصْحَبُونَ) يُمْنَعُونَ (أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً) قَالَ دِينُكُمْ دِينٌ وَاحِدٌ وَقَالَ عِكْرِمَةُ (حَصَبُ) حَطَبُ بِالْحَبَشِيَّةِ وَقَالَ غَيْرُهُ (أَحَسُّوا) تَوَقَّعُوهُ مِنْ أَحْسَسْتُ (خَامِدِينَ) هَامِدِينَ حَصِيدٌ مُسْتَأْصَلٌ يَقَعُ عَلَى الْوَاحِدِ وَالِاثْنَيْنِ وَالْجَمِيعِ (لَا يَسْتَحْسِرُونَ) لَا يُعْيُونَ ، وَمِنْهُ حَسِيرٌ ، وَحَسَرْتُ بَعِيرِي عَمِيقٌ بَعِيدٌ (نُكِسُوا) رُدُّوا (صَنْعَةَ لَبُوسٍ) الدُّرُوعُ (تَقَطَّعُوا أَمْرَهُمْ) اخْتَلَفُوا ، الْحَسِيسُ وَالْحِسُّ وَالْجَرْسُ وَالْهَمْسُ وَاحِدٌ ، وَهُوَ مِنَ الصَّوْتِ الْخَفِيِّ (آذَنَّاكَ) أَعْلَمْنَاكَ (آذَنْتُكُمْ) إِذَا أَعْلَمْتَهُ فَأَنْتَ وَهُوَ عَلَى سَوَاءٍ لَمْ تَغْدِرْ وَقَالَ مُجَاهِدٌ (لَعَلَّكُمْ تُسْأَلُونَ) تُفْهَمُونَ (ارْتَضَى) رَضِيَ (التَّمَاثِيلُ) الْأَصْنَامُ ، السِّجِلُّ الصَّحِيفَةُ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے غندر نے' کہا ہم سے شعبہ نے' انہوں نے ابواسحاق سے' کہا

میں نے عبدالرحمن بن یزید سے سنا' انہوں نے عبداللہ بن مسعود سے وہ کہتے تھے کہ سورہ بنی اسرائیل اور کہف اور مریم اور طہٰ اور انبیاء اگلی بہت فصیح سورتوں میں سے ہیں (جو مکہ میں اتری تھیں) اور میری پرانی یاد کی ہوئی قتادہ نے کہا جذاذا کا معنی ٹکڑے ٹکڑے اور امام حسن بصری نے کہا کل فی فلک یعنی ہر ایک تارہ ایک ایک آسمان میں گول گھومتا ہے جیسے چرخہ سوت کاتنے کا یسبحون یعنی گول گھومتے ہیں' ابن عباسؓ نے کہا نفشت چر گئیں یصحبون روکے جائیں گے امتکم امۃ واحدۃ یعنی تمہارا دین اور مذہب ایک ہی دین اور مذہب ہے اور عکرمہ نے کہا حصب حبشی زبان میں جلانے کی لکڑی (ایندھن) اور لوگوں نے کہا احسوا توقع پائی یہ احسست سے نکلا ہے (یعنی آہٹ پائی) خامدین بجھے پڑے (یعنی مرے ہوئے) حصید جڑ سے اکھاڑا گیا (واحد اور تثنیہ اور جمع سب پر بولا جاتا ہے' لا یستحسرون نہیں تھکتے اسی سے ہے حسیر یعنی تھکا ہوا اور حسرت بعیری یعنی اپنے اونٹ کو تھکا دیا' عمیق دور دراز نکسوا پھر کفر کی طرف پھیرے گئے۔ صنعۃ لبوس زرہیں بنانا تقطعوا امرھم اختلاف کیا جدا جدا طریقہ اختیار کیا لا یسمعون حسیسھا حسیس اور حس اور جرس اور ھمس سب کے ایک معنی ہیں یعنی پست آواز (بھنک) اذناک ہم نے تجھ کو آگاہ کیا' عرب لوگ کہتے اذنتکم یعنی میں نے تم کو خبر دی' تم ہم برابر ہو گئے' میں نے کوئی دغا نہیں کی اور مجاہد نے کہا لعلکم تسئلون کے معنی یہ ہیں شاید تم سمجھو ارتضی پسند کیا راضی ہوا التماثیل مورتیں بت السجل خطوں کا مٹھا۔

باب كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ

◄ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ شَيْخٌ مِنَ النَّخَعِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ خَطَبَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ إِلَى اللَّهِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلاً (كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ) ثُمَّ إِنَّ أَوَّلَ مَنْ يُكْسَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِبْرَاهِيمُ، أَلاَ إِنَّهُ يُجَاءُ بِرِجَالٍ مِنْ أُمَّتِي، فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ، فَأَقُولُ يَا رَبِّ أُصَيْحَابِي فَيَقَالُ لاَ تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ فَأَقُولُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ (وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ) إِلَى قَوْلِهِ (شَهِيدٌ) فَيُقَالُ إِنَّ هَؤُلاَءِ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ

ترجمہ۔ ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے' انہوں نے مغیرہ بن نعمان سے' جو نخع قبیلے کا ایک بوڑھا تھا اس نے سعید بن جبیر سے' انہوں نے ابن عباس سے' انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ سنایا' فرمایا' تم (قیامت کے دن) اللہ کے سامنے ننگے پاؤں ننگے بدن بے ختنہ حشر کیے جاؤ گے کما بدانا اول خلق نعیدہ وعدا علینا انا کنا فاعلین' پھر سب سے پہلے قیامت کے دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کپڑے پہنائے جائیں گے' سن لو میری امت کے کچھ لوگ لائے جائیں گے فرشتے ان کو پکڑ کر بائیں طرف والوں میں (یعنی دوزخیوں میں) لے جائیں گے' میں عرض کروں گا' پروردگار! یہ تو میرے ساتھ والے ہیں' ارشاد ہوگا' تم نہیں جانتے انہوں نے تمہاری وفات کے بعد کیا کیا نئے گن کیے اس وقت میں وہی کہوں گا' جو اللہ تعالے کے نیک بندے حضرت عیسیٰ نے کہا' میں جب تک ان لوگوں میں ان کا حال دیکھتا رہا اخیر آیت شھید تک' ارشاد ہوگا' یہ لوگ اپنی ایڑیوں کے بل اسلام سے پھرے رہے جب سے تو ان سے جدا ہوا۔

تشریح حدیث

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن اللہ جل شانہ سے فرمائیں گے "اے میرے رب! یہ تو میرے اصحاب ہیں" ارشاد ہوگا "یہ لوگ اپنی ایڑیوں کے بل اسلام سے مرتد ہو گئے تھے جب آپ ان سے جدا ہوئے۔"

مذکورہ جملے کا کیا مطلب ہے؟ کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اسلام سے نہیں پھرے تھے۔ اس کا ایک جواب یہ دیا گیا ہے کہ حدیث میں "اصحابی" سے مراد وہ لوگ ہیں جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مرتد ہو گئے تھے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان سے قتال کیا تھا' ان کو اصحاب اس لیے کہا گیا کہ وہ آپ پر ایمان لائے تھے حالانکہ وہ صحابی نہیں تھے۔

اس کا دوسرا یہ جواب دیا گیا کہ حدیث میں "اصحابی" سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں آپ پر ایمان لائے اور آپ کی صحبت بابرکت سے مستفید ہونے والے افراد ہی مراد ہیں۔ تاہم ارتداد سے یہاں ارتداد عن الاسلام مراد نہیں ہے بلکہ ارتداد عن الاستقامۃ علی الدین مراد ہے کہ ان حضرات میں چند افراد نے حقوق اسلام کو کما حقہ ادا نہیں کیا بلکہ ان سے کوتاہیوں کا ظہور ہوا اور بعض نامناسب باتوں کا ارتکاب ہوا۔

سورۃ الحجّ

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ (الْمُخْبِتِينَ) الْمُطْمَئِنِّينَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (فِي أُمْنِيَّتِهِ) إِذَا حَدَّثَ أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي حَدِيثِهِ، فَيُبْطِلُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ وَيُحْكِمُ آيَاتِهِ وَيُقَالُ أُمْنِيَّتُهُ قِرَاءَتُهُ (إِلَّا أَمَانِيَّ) يَقْرَءُونَ وَلَا يَكْتُبُونَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَشِيدٌ بِالْقَصَّةِ وَقَالَ غَيْرُهُ (يَسْطُونَ) يَفْرُطُونَ مِنَ السَّطْوَةِ، وَيُقَالُ يَسْطُونَ يَبْطُشُونَ (وَهُدُوا إِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ) أُلْهِمُوا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (بِسَبَبٍ) بِحَبْلٍ إِلَى سَقْفِ الْبَيْتِ (تَذْهَلُ) تُشْغَلُ

سفیان بن عیینہ کہتے ہیں المخبتین اللہ پر وسہ کرنے والے یا اللہ کی بارگاہ میں عاجزی کرنے والے اور ابن عباسؓ نے کہا' اس آیت اذا تمنی القی الشیطان فی امنیته کی تفسیر میں کہا' جب پیغمبر کلام کرتا ہے (اللہ کے حکم سناتا ہے) تو شیطان اس کی بات میں اپنی طرف سے (پیغمبر کی آواز بنا کر) کچھ ملا دیتا ہے پھر اللہ تعالے شیطان کا ملایا ہوا میٹ دیتا ہے اور اپنی (سچی) آیتوں کو قائم رکھتا ہے۔ بعضوں نے کہا امنیتہ سے پیغمبرؑ کی قرات مراد ہے الا امانی (جو سورہ بقرہ میں ہے) اس کا مطلب یہ ہے کہ پڑھتے ہیں پر لکھتے نہیں اور مجاہد نے کہا (طبری نے اس کو وصل کیا) مشید کے معنی گچی (چونے سے) مضبوط کیے گئے اوروں نے کہا یسطون کا معنی یہ ہے زور کرتے ہیں زیادتی کرتے ہیں یہ سطوت سے نکلا ہے' بعضوں نے

سطون کا معنی سخت پکڑنے کے ہیں وھدوا الی الطیب من القول یعنی اچھی بات کا ان کو الہام کیا گیا۔ ابن عباسؓ نے کہا بسبب کا معنی رسی جو چھت تک لگی ہو۔ تذھل غافل ہو جائے۔

تشریح کلمات

وقال ابن عُیینہؒ: المُخبطین المُطمئنِیْن

آیت ہے "وبشر المخبطین" حضرت سفیان ابن عیینہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں مخبطین کے معنی مطمئن اور راضی رہنے والوں کے ہیں۔

وقال ابن عباسؓ فی اُمنیتہٖ ...... یقرؤون ولا یکتبون

یہاں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر کی ہے "وما ارسلنا من قبلک من رَّسولٍ وَّلا نبیّ الّا اذا تمنّٰی القی الشیطان فی اُمنیتہٖ فینسخ اللّٰہ ما یُلقی الشیطانُ ثمّ یُحکم اللّٰہ ایاتہٖ"

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کی مختلف آراء ہیں جن میں سے دو یہ ہیں:

۱۔ "تمنّٰی" کا لفظ عربی میں دو معنوں کے لیے استعمال ہوتا ہے ان میں ایک معنی ہے خواہش و آرزو کرنا۔ آیت میں یہ معنی مراد ہو سکتے ہیں۔

اس صورت میں آیت کا ترجمہ ہوگا "آپ سے پہلے ہم نے نہ کوئی رسول ایسا بھیجا ہے نہ نبی جس کے ساتھ یہ معاملہ پیش نہ آیا ہو کہ جب اس نے تمنا کی (کہ اس کی تبلیغ عام ہو اور اس کی قوم ایمان لے آئے) تو شیطان اس کی تمنا میں حائل ہو گیا (یعنی اس کی دعوت و تبلیغ کی راہ میں رکاوٹیں ڈالیں) پس اللہ تعالیٰ شیطان کی ڈالی ہوئی رکاوٹوں کو مٹا دیتا ہے اور اپنی آیات کو پختہ کر دیتا ہے۔"

(اس طرح اس کی قوم میں جن سعادت مندوں کی قسمت میں ایمان کی ابدی سعادت لکھی ہوتی ہے وہ ایمان لے آتے ہیں، شیطان کی کھڑی کی ہوئی تمام رکاوٹیں ان کے ایمان لانے میں حائل نہیں ہو سکتیں۔ اللہ جل شانہ اپنی آیات اور نبی سے کیے ہوئے وعدوں کو پختہ کر دیتا ہے۔)

۲۔ "تمنّٰی" کے دوسرے معنی تلاوت اور پڑھنے کے ہیں۔ اسی معنی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "یُقال اُمنیتہُ قراءتہٗ" اور دلیل میں سورۃ بقرہ کا جملہ "اِلّاَ اَمَانِیَّ" پیش کر کے اس آیت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ "وَمِنْهُمْ اُمِّیُّوْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ الْکِتَابَ اِلَّا اَمَانِیَّ"

اس کی تفسیر کی ہے "یقرؤون ولا یکتبون" سے حاصل یہ کہ "اَمَانِیَّ" یقرؤون کے معنی میں ہے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہی معنی مراد لیے ہیں اور علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو ترجیح دی ہے۔

چنانچہ وہ لکھتے ہیں "احقر کے نزدیک بہترین اور سہل ترین تفسیر وہ ہے جس کی مختصر اصل سلف سے منقول ہے یعنی "تمنّٰی" کو بمعنی قراءت و تلاوت یا تحدیث کے اور "امنیہ" کو بمعنی متلو یا حدیث لے لیا جائے۔ مطلب یہ کہ قدیم سے یہ

عادت رہی ہے کہ جب کوئی نبی یا رسول کوئی بات بیان کرتا یا اللہ کی آیات بیان کرتا تو شیطان اس بیان کی ہوئی بات یا آیت میں طرح طرح کے شبہات ڈال دیتا۔ یعنی بعض باتوں کے متعلق بہت لوگوں کے دلوں میں وسوسہ اندازی کر کے شکوک و شبہات پیدا کر دیتا۔ مثلاً نبی نے آیت "حُرِّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ" پڑھ کر سنائی۔ شیطان نے شبہ ڈالا کہ دیکھو اپنا مارا ہو تو حلال اور اللہ کا مارا ہو تو حرام کہتے ہیں یا آپ نے "انکم وما تعبدون من دون الله حَصَبُ جهنم" پڑھا۔ اس نے شبہ ڈالا کہ "ما تعبدون من دون الله" میں حضرت مسیح وعزیر اور فرشتے بھی شامل ہیں۔۔۔۔۔اس القائے شیطانی کے ابطال اور رد میں پیغمبر علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی وہ آیات سناتے ہیں جو بالکل صاف اور محکم ہوں اور ایسی پکی باتیں بتلاتے ہیں کہ جن کو سن کر شک وشبہ کی قطعاً گنجائش نہ رہے۔ گویا متشابہات کی ظاہری سطح کو لے کر شیطان جو اغوا کرتا ہے' آیات محکمات اس کی جڑ کاٹ دیتی ہیں جنہیں سن کر تمام شکوک وشبہات ایک دم کافور ہو جاتے ہیں۔

وقال مجاهد: مَشِيْدٌ بِالْقَصَّةِ

آیت میں ہے "وبِئرٍ مُعَطَّلَةٍ وقَصْرٍ مَشِيْدٍ" اس میں مشید کے معنی ہیں جس کو چونے وغیرہ سے مضبوط تعمیر کیا گیا ہو۔

وقال غيرهٗ: يسطون: يفرطون' من السطوة' ويقال' يسطون يبطشون

آیت ہے "يكا دون يسطون بالذين يتلون عليهم آياتنا" مجاہد کے غیر ابوعبیدہ نے کہا ہے کہ اس میں "یسطون" کے معنی حد سے تجاوز کرنے کے ہیں۔ یہ "سطوۃ" سے مشتق ہے جسکے معنی حملہ کے ہیں۔ بعض نے اسکے معنی پکڑنے کے کیے ہیں۔

وَهُدُوا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ: أُلْهِمُوْ

یعنی ان کے دلوں میں اچھی بات ڈالی گئی۔

وقال ابن عباسؓ: بِسَبَبٍ: بحبلٍ الٰى سقف البيت

آیت ہے "فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَى السَّمَاءِ" اس میں سبب کے معنی رسی کے ہیں اور سماء سے گھر کی چھت مراد ہے یعنی وہ اپنے گھر کی چھت تک ایک رسی تان لے اور اس سے اپنا گلہ گھونٹ لے۔

تذهل : تشغل

آیت کریمہ میں ہے "یوم ترونها تذهل كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا اَرْضَعَتْ" فرماتے ہیں۔ آیت میں "تذھل" کے معنی ہیں "تُشْغَلُ: شَغَلَ عنه" غافل ہونا۔

باب وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى

← حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَا آدَمُ يَقُولُ لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ ، فَيُنَادَى بِصَوْتٍ إِنَّ اللَّهَ

يَأْمُرُكَ أَنْ تُخْرِجَ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ بَعْثًا إِلَى النَّارِ قَالَ يَا رَبِّ وَمَا بَعْثُ النَّارِ قَالَ مِنْ كُلِّ أَلْفٍ أُرَاهُ قَالَ تِسْعَمِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِينَ فَحِينَئِذٍ تَضَعُ الْحَامِلُ حَمْلَهَا وَيَشِيبُ الْوَلِيدُ (وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى وَمَا هُمْ بِسُكَارَى وَلَكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ) فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَى النَّاسِ حَتَّى تَغَيَّرَتْ وُجُوهُهُمْ ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مِنْ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ تِسْعَمِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِينَ ، وَمِنْكُمْ وَاحِدٌ ، ثُمَّ أَنْتُمْ فِي النَّاسِ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِي جَنْبِ الثَّوْرِ الْأَبْيَضِ ، أَوْ كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي جَنْبِ الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ ، وَإِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ شَطْرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا قَالَ أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ (تَرَى النَّاسَ سُكَارَى وَمَا هُمْ بِسُكَارَى) وَقَالَ مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعَمِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِينَ وَقَالَ جَرِيرٌ وَعِيسَى بْنُ يُونُسَ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ (سَكْرَى وَمَا هُمْ بِسَكْرَى)

ترجمہ۔ ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا' کہا ہم سے والد نے' کہا ہم سے اعمش نے کہا ہم سے ابوصالح نے' انہوں نے ابوسعید خدری سے' انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اللہ تعالے قیامت کے دن حضرت (آدم علیہ السلام) سے فرمائے گا' آدم! وہ عرض کریں گے حاضر ہوں جو ارشاد' پروردگار آواز سے پکارے گا (یا فرشتہ پروردگار کی طرف سے آواز دے گا) اللہ کا حکم یہ ہے اپنی اولاد میں سے دوزخ کا جتھا نکال وہ عرض کریں گے پروردگار دوزخ کا جتھا کتنا نکالوں حکم ہوگا (راوی نے کہا میں سمجھتا ہوں) ہر ہزار آدمیوں میں سے نوسو ننانوے (گویا ہزار میں ایک جنتی ہوگا) یہ ایسا سخت وقت ہوگا' کہ پیٹ والی کا پیٹ گر جائے گا اور بچہ (مارے فکر کے) بوڑھا ہو جائے گا (یعنی جو بچپنی میں مرا ہو) اور تو (قیامت کے دن) لوگوں کو ایسا دیکھے گا جیسے وہ نشہ میں متوالے ہو رہے ہیں حالانکہ ان کو نشہ نہ ہوگا بلکہ اللہ کا عذاب (ایسا) سخت ہوگا۔ یہ حدیث جو صحابہ حاضر تھے ان پر سخت گذری ان کے چہرے مارے ڈر کے بدل گئے اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان کی تسلی کے لیے) فرمایا (تم اتنا کیوں ڈرتے ہو) اگر یاجوج ماجوج کی (جو کافر ہیں) نسل تم سے ملائی جائے تو ان میں سے نوسو ننانوے کے مقابل تم میں سے ایک آدمی پڑے گا۔ غرض تم لوگ (حشر کے دن) دوسرے لوگوں کی نسبت جو دوزخی ہوں گے ایسے ہونگے جیسے سفید بیل کے جسم پر ایک رویاں سیاہ ہوتا ہے یا جیسے کالے بیل کے جسم پر ایک رویاں سفید ہوتا اور مجھ کو یہ امید ہے تم لوگ سارے بہشتیوں کا چوتھائی حصہ ہوگے (باقی تین حصوں میں اور سب امتیں) یہ سن کر ہم نے اللہ اکبر کہا (اللہ کا شکر کیا) پھر آپ نے فرمایا' نہیں تم تہائی حصہ ہوگے' ہم نے پھر تکبیر کہی' پھر فرمایا' نہیں آدھا حصہ ہوگے (آدھے حصے میں اور سب امتیں) ہم نے پھر تکبیر کہی۔ ابواسامہ نے اعمش سے یوں روایت کی تری الناس سکاری وما ھم بسکاری جیسے مشہور قرات ہے ہر ہزار میں سے نوسو ننانوے نکال (تو ان کی روایت حفص بن غیاث کے موافق ہے) اور جریر بن عبدالحمید اور عیسیٰ بن یونس اور معاویہ نے یوں نقل کیا وتری الناس سکاری وما ھم بسکاری حمزہ اور کسائی کی یہی قرات ہے۔

باب وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَعْبُدُ اللَّهَ عَلَى حَرْفٍ فَإِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ اطْمَأَنَّ بِهِ وَإِنْ أَصَابَتْهُ فِتْنَةٌ انْقَلَبَ عَلَى وَجْهِهِ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ إِلَى قَوْلِهِ ذَلِكَ هُوَ الضَّلَالُ الْبَعِيدُ

(أَتْرَفْنَاهُمْ) وَسَّعْنَاهُمْ

حدثنی إبراهیم بن الحارث حدثنا یحیی بن أبی بکیر حدثنا إسرائیل عن أبی حصین عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی الله عنهما قال (ومن الناس من یعبد الله علی حرف) قال کان الرجل یقدم المدینة ، فإن ولدت امرأته غلاما ، ونتجت خیله قال هذا دین صالح وإن لم تلد امرأته ولم تنتج خیله قال هذا دین سوء

ترجمہ۔ مجھ سے ابراہیم بن حارث نے بیان کیا' کہا ہم سے یحیٰی بن ابی بکیر نے کہا ہم سے اسرائیل نے' انہوں نے ابوحصین سے' انہوں نے سعید بن جبیر سے' انہوں نے ابن عباسؓ سے' انہوں نے کہا ومن الناس من یعبد اللہ علی حرف کا شان نزول یہ ہے کہ کوئی آدمی مدینہ میں آتا (مسلمان ہو جاتا) پھر اس کی عورت لڑکا جنتی اور اس کی گھوڑیاں بچے جنتیں تب تو (خوش ہوکر) کہتا یہ دین اچھا ہے اور جو اس کی عورت (لڑکا) نہ جنتی اور گھوڑیاں بھی نہ بیائتیں تو رنجیدہ ہو کر کہتا یہ (دین خراب ہے (منحوس ہے)۔

باب قوله هذان خصمان اختصموا في ربهم

حدثنا حجاج بن منهال حدثنا هشیم أخبرنا أبو هاشم عن أبی مجلز عن قیس بن عباد عن أبی ذر رضی الله عنه أنه کان یقسم فیها إن هذه الآیة (هذان خصمان اختصموا فی ربهم) نزلت فی حمزة وصاحبیه ، وعتبة وصاحبیه یوم برزوا فی یوم بدر رواه سفیان عن أبی هاشم وقال عثمان عن جریر عن منصور عن أبی هاشم عن أبی مجلز قوله

ترجمہ۔ ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا' کہا ہم سے ہشیم نے' کہا ہم کو ابوہاشم نے خبر دی' انہوں نے ابومجلز (لاحق) سے' انہوں نے قیس بن عباد سے' انہوں نے ابوذرؓ سے یہ آیت ھذان خصمان اختصموا فی ربھم حمزہ اور ان کے دونوں ساتھیوں (حضرت علیؓ اور عبیدہ بن حارث) اور عتبہ بن ربیعہ اور اس کے دونوں ساتھیوں (شیبہ اور ولید) کے باب میں اتری جس دن یہ لوگ بدر کی لڑائی میں مقابلہ کے لیے نکلے اس حدیث کو سفیان ثوری نے بھی ابوہاشم سے روایت کیا اور عثمان بن ابی شیبہ نے اس حدیث کو جریر سے' انہوں نے منصور سے' انہوں نے ابوہاشم سے' انہوں نے ابومجلز سے' ابومجلز کا قول روایت کیا۔

حدثنا حجاج بن منهال حدثنا معتمر بن سلیمان قال سمعت أبی قال حدثنا أبو مجلز عن قیس بن عباد عن علی بن أبی طالب رضی الله عنه قال أنا أول من یجثو بین یدی الرحمن للخصومة یوم القیامة قال قیس وفیهم نزلت (هذان خصمان اختصموا فی ربهم) قال هم الذین بارزوا یوم بدر علی وحمزة وعبیدة وشیبة بن ربیعة وعتبة بن ربیعة والولید بن عتبة

ترجمہ۔ ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا' کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے' کہا میں نے اپنے والد (سلیمان بن طرخان) سے سنا' کہا ہم سے ابومجلز نے بیان کیا' انہوں نے قیس بن عباد سے' انہوں نے حضرت علیؓ سے' انہوں نے کہا میں سب سے پہلے قیامت کے دن پروردگار کے سامنے دوزانو بیٹھ کر اپنا مقدمہ پیش کروں گا' قیس نے کہا یہ آیت ھذان خصمان اختصموا فی ربھم انہی لوگوں کے باب میں اتری جو بدر کے دن لڑائی کے لیے نکلے تھے یعنی علی اور حمزہ اور عبیدہؓ (مسلمانوں کی طرف سے) اور شیبہ بن ربیعہ اور عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ (کافروں کی طرف سے)۔

سورة الْمُؤْمِنُونَ

قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ (سَبْعَ طَرَائِقَ) سَبْعَ سَمٰوَاتٍ (لَهَا سَابِقُونَ) سَبَقَتْ لَهُمُ السَّعَادَةُ (قُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ) خَائِفِينَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ) بَعِيدٌ بَعِيدٌ (فَاسْأَلِ الْعَادِّينَ) الْمَلَائِكَةَ (لَنَاكِبُونَ) لَعَادِلُونَ (كَالِحُونَ) عَابِسُونَ (مِنْ سُلَالَةٍ) الْوَلَدُ ، وَالنُّطْفَةُ السُّلَالَةُ وَالْجِنَّةُ وَالْجُنُونُ وَاحِدٌ وَالْغُثَاءُ الزَّبَدُ وَمَا ارْتَفَعَ عَنِ الْمَاءِ ، وَمَا لَا يُنْتَفَعُ بِهِ يجارون يرفعون اصواتهم كما تجار البقرة على اعقابكم رجع على عقبيه سامرا من السمر والجميع السمار والسامر ههنا فى موضع الجمع تسحرون تعمون من السحر

سفیان بن عیینہ نے کہا سبع طرائق سے ساتوں آسمان مراد ہیں لہا سابقون یعنی ان کی قسمت میں (روز ازل سے) سعادت اور نیک بختی لکھ دی گئی ہے وجلۃ ڈرنے والے ابن عباسؓ نے کہا ھیہات ھیہات معنی دور ہے دور ہے فاسال العادین یعنی گننے والوں فرشتوں سے (جو اعمال کا حساب لکھتے ہیں) پوچھ لینا کبون سیدھی راہ سے مڑ جانے والے کالحون ترش رو بد شکل منہ بنانیوالے اوروں نے کہا سلالۃ سے مراد بچہ اور نطفہ ہے جنۃ اور جنون دونوں کا ایک معنی ہے یعنی دیوانگی (باؤلا پن) غثاء جھین اور جو پانی پر تیر آئے اور کام نہ آئے (بلکہ پھینک دیا جائے) یجارون آواز بلند کریں گے جیسے گائے (تکلیف کے وقت) آواز نکالتی ہے علی اعقابکم عرب لوگ بولتے ہیں رجع علی عقبیہ (یعنی پیٹھ دے کر چل دیا) سامر سمر سے نکلا ہے اسکی جمع سمار ہے یہاں سامر جمع کے معنوں میں ہے یعنی رات کو گپ شپ کرنیوالے تسحرون اندھے ہو رہے ہو جادو سے۔

سورة النُّورِ

(مِنْ خِلَالِهِ) مِنْ بَيْنِ أَضْعَافِ السَّحَابِ (سَنَا بَرْقِهِ) الضِّيَاءُ (مُذْعِنِينَ) يُقَالُ لِلْمُسْتَخْذِي مُذْعِنٌ ، أَشْتَاتًا وَشَتَّى وَشَتَاتٌ وَشَتٌّ وَاحِدٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (سُورَةٌ أَنْزَلْنَاهَا) بَيَّنَّاهَا وَقَالَ غَيْرُهُ سُمِّيَ الْقُرْآنُ لِجَمَاعَةِ السُّوَرِ ، وَسُمِّيَتِ السُّورَةُ لِأَنَّهَا مَقْطُوعَةٌ مِنَ الْأُخْرَى فَلَمَّا قُرِنَ بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ سُمِّيَ قُرْآنًا وَقَالَ سَعْدُ بْنُ عِيَاضٍ الثُّمَالِيُّ الْمِشْكَاةُ الْكُوَّةُ بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ ، وَقَوْلُهُ تَعَالَى (إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ) تَأْلِيفَ بَعْضِهِ إِلَى بَعْضٍ ، (فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ) فَإِذَا جَمَعْنَاهُ وَأَلَّفْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ، أَيْ مَا جُمِعَ فِيهِ ، فَاعْمَلْ بِمَا أَمَرَكَ ، وَانْتَهِ عَمَّا نَهَاكَ اللَّهُ ، وَيُقَالُ لَيْسَ لِشِعْرِهِ قُرْآنٌ أَيْ تَأْلِيفٌ ، وَسُمِّيَ الْفُرْقَانَ لِأَنَّهُ يُفَرِّقُ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ ، وَيُقَالُ لِلْمَرْأَةِ مَا قَرَأَتْ بِسَلًا قَطُّ أَيْ لَمْ تَجْمَعْ

فِي بَطْنِهَا وَلَدًا وَقَالَ (فَرَضْنَاهَا) أَنْزَلْنَا فِيهَا فَرَائِضَ مُخْتَلِفَةً وَمَنْ قَرَأَ (فَرَضْنَاهَا) يَقُولُ فَرَضْنَا عَلَيْكُمْ وَعَلَى مَنْ بَعْدَكُمْ وَقَالَ مُجَاهِدٌ (أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا) لَمْ يَدْرُوا لِمَا بِهِمْ مِنَ الصِّغَرِ وقال الشعبي اولى الاربه من ليس له ارب وقال طاؤس هو الاحمق الذى لا حاجة له فى النسآء وقال مجاهد لا يهمه الا بطنه ولا يخاف على النساء

من خلاله کا معنی بادل کے پردوں کے بیچ میں سے سنا ہو قداس کی بجلی کی روشنی مذعنین مذعن کی جمع ہے یعنی عاجزی کرنے والا اشتاتا اور شتی اور شتات اور شت سب کے ایک معنی ہیں، یعنی الگ الگ اور ابن عباسؓ نے کہا سورۃ انزلنا ھا کا معنی ہم نے اس کو بیان کیا۔ اوروں نے کہا قرآن کی سورتوں کو کہیں گے اور سورت ایک قطعہ کو کہتے ہیں کیونکہ وہ دوسرے قطعہ سے علیحدہ کیا جاتا ہے چونکہ یہ قطعہ ایک دوسرے سے نزدیک یعنی ملے ہوئے ہیں اس لیے اس کو قرآن کہتے ہیں (تو یہ قرآن سے نکلا ہے) اور سعد بن عیاض ثمالی نے کہا (اس کو ابن شاہین نے وصل کیا۔ مشکوۃ کہتے ہیں طاق کو یہ حبشی زبان کا لفظ ہے اور یہ جو (سورہ قیامت) میں فرمایا' ہم پر اس کا جمع کرنا اور قرآن کرنا ہے تو قرآن سے اس کا جوڑنا اور ایک ٹکڑے سے دوسرا ٹکڑا ملانا مراد ہے پھر فرمایا' فاذا قرانٰہ یعنی جب ہم اس کو جوڑ دیں گے اور مرتب کر دیں گے تو اس مجموعہ کی پیروی کر یعنی اس میں جس بات کا حکم ہے اس کو بجالا اور جس کی اللہ نے ممانعت کی ہے اس سے باز رہ اور عرب لوگ کہتے ہیں اسکے شعروں میں قرآن نہیں ہے یعنی بے جوڑ شعر یں ہیں اور قرآن کو فرقان بھی کہتے ہیں' کیونکہ وہ حق اور باطل کو جدا کرتا ہے اور عورت کے حق میں کہتے ہیں ما قرات بسلا قط یعنی اس نے اپنے پیٹ میں بچہ کبھی نہیں رکھا اور جس نے فرضنھا تشدید سے پڑھا ہے تو یہ معنی ہوگا ہم نے اس میں مختلف فرائض اتارے اور جس نے فرضنا تخفیف سے پڑھا تو معنی یہ ہونگے ہم نے تم پر اور جو لوگ (قیامت تک) تمہارے بعد آئینگے ان پر فرض کیا مجاہد نے کہا او الطفل الذین لم یظھر وا علی عورۃ النساء وہ کم سن بچے مراد ہیں جو کم سنی کی وجہ سے عورتوں کی شرمگاہ یا جماع سے واقف نہیں ہیں اور شعبی نے کہا اولوا الاربۃ سے مراد مرد ہیں جن کو عورتوں کی احتیاج نہ ہو اور طاؤس نے کہا (اسکو عبدالرزاق نے وصل کیا) وہ احمق مراد ہے جسکو عورتوں کا خیال نہ ہو اور مجاہد نے کہا (طبری نے وصل کیا) جن کو اپنے پیٹ کی دھن لگی ہو ان سے یہ ڈر نہ ہو کہ عورتوں کو ہاتھ لگائیں گے۔

باب قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ

وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ عُوَيْمِرًا أَتَى عَاصِمَ بْنَ عَدِيٍّ وَكَانَ سَيِّدَ بَنِي عَجْلَانَ فَقَالَ كَيْفَ تَقُولُونَ فِي رَجُلٍ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا، أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ أَمْ كَيْفَ يَصْنَعُ سَلْ لِي رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم عَنْ ذَلِكَ فَأَتَى عَاصِمٌ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَكَرِهَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم الْمَسَائِلَ، فَسَأَلَهُ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم كَرِهَ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا، قَالَ عُوَيْمِرٌ وَاللَّهِ لَا أَنْتَهِي حَتَّى أَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم عَنْ ذَلِكَ فَجَاءَ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ رَجُلٌ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا، أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ أَمْ كَيْفَ

يَصْنَعُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَدْ أَنْزَلَ اللّٰهُ الْقُرْآنَ فِيكَ وَفِي صَاحِبَتِكَ فَأَمَرَهُمَا رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بِالْمُلَاعَنَةِ بِمَا سَمَّى اللّٰهُ فِي كِتَابِهِ ، فَلَاعَنَهَا ثُمَّ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، إِنْ حَبَسْتُهَا فَقَدْ ظَلَمْتُهَا ، فَطَلَّقَهَا ، فَكَانَتْ سُنَّةً لِمَنْ كَانَ بَعْدَهُمَا فِي الْمُتَلَاعِنَيْنِ ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم انْظُرُوا فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَسْحَمَ أَدْعَجَ الْعَيْنَيْنِ عَظِيمَ الْأَلْيَتَيْنِ خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ فَلَا أَحْسِبُ عُوَيْمِرًا إِلَّا قَدْ صَدَقَ عَلَيْهَا ، وَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أُحَيْمِرَ كَأَنَّهُ وَحَرَةٌ فَلَا أَحْسِبُ عُوَيْمِرًا ، إِلَّا قَدْ كَذَبَ عَلَيْهَا فَجَاءَتْ بِهِ عَلَى النَّعْتِ الَّذِي نَعَتَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مِنْ تَصْدِيقِ عُوَيْمِرٍ ، فَكَانَ بَعْدُ يُنْسَبُ إِلَى أُمِّهِ

ترجمہ۔ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے' کہا ہم سے اوزاعی نے' کہا مجھ سے زہری نے' انہوں نے سہل بن سعد سے کہ عویمر (بن حارث بن زید بن جد بن عجلان) عاصم بن عدی کے پاس آیا جو بنی عجلان قبیلے کا سردار تھا اور پوچھنے لگا بھلا اگر کوئی شخص اپنی جورو کے پاس کسی اجنبی مرد کو پائے (جو اس سے صحبت کر رہا ہو) تم کیا کہتے ہو کیا اسکو مار ڈالے پھر تم لوگ بھی اسکو (قصاص میں) مار ڈالو گے' پھر کرے تو کیا کرے۔عویمر نے کہا عاصم تم میرے لیے یہ مسئلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو۔عاصم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے پوچھا یا رسول اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کے سوالات کو برا سمجھا' جب عویمر نے عاصم سے پوچھا (کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا) تو عاصم نے کہا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ نہ پوچھوں آخر عویمر آیا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ' اگر کوئی شخص اپنی جورو کے ساتھ غیر مرد کو (برا کام کرتے) دیکھے تو کیا کرے اسکو مار ڈالے تو آپ اسکو (قصاص) میں مار ڈالیں گے' نہیں تو پھر کیا کرے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اللہ تعالے نے تیرے اور تیری جورو کے باب میں قرآن اتارا پھر آپ نے جورو مرد دونوں کو لعان کرنے کا حکم دیا' اسی طرح سے جس طرح اللہ نے قرآن میں اتارا عویمر نے اپنی بی بی سے لعان کیا پھر کہنے لگا یا رسول اللہ' اگر میں اب اس عورت کو رکھوں تو میں ظالم ہوں' عویمر نے اسکو طلاق دیدیا' پھر ان جورو مرد میں جو لعان کریں۔یہی طریق قائم ہو گیا' اسکے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' دیکھتے رہو (اس عورت کا بچہ کس صورت کا پیدا ہوتا ہے) اگر سانولا اور کالی آنکھوں والا بڑے سرین والا' موٹی پنڈلیوں والا پیدا ہو تب تو میں سمجھوں گا کہ عویمر سچا تھا جو اس نے اپنی جورو کی نسبت بیان کیا تھا اور اگر سرخ سرخ گرگٹ کی طرح پیدا ہو (عویمر کا یہی رنگ تھا) تب تو میں سمجھوں گا' کہ عویمر نے اپنی جورو پر جھوٹ تہمت لگائی' خیر جب اس عورت کا بچہ پیدا ہوا دیکھا تو وہ بچہ اس شکل کا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صورت میں بیان فرمائی تھی جب عویمر سچا ہو (یعنی سانولا کالی آنکھوں والا بڑے سرین والا اور موٹی پنڈلیوں والا) اب اس بچہ کا نسب اسکی ماں کی طرف رکھا گیا۔

باب وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ

← حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ أَبُو الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، أَرَأَيْتَ رَجُلًا رَأَى مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ

فِيهِمَا مَا ذُكِرَ فِي الْقُرْآنِ مِنَ التَّلَاعُنِ ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَدْ قُضِيَ فِيكَ وَفِي امْرَأَتِكَ قَالَ فَتَلَاعَنَا ، وَأَنَا شَاهِدٌ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَفَارَقَهَا فَكَانَتْ سُنَّةً أَنْ يُفَرَّقَ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ وَكَانَتْ حَامِلاً ، فَأَنْكَرَ حَمْلَهَا وَكَانَ ابْنُهَا يُدْعَى إِلَيْهَا ، ثُمَّ جَرَتِ السُّنَّةُ فِي الْمِيرَاثِ أَنْ يَرِثَهَا ، وَتَرِثَ مِنْهُ مَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهَا

ترجمہ۔ مجھ سے سلیمان بن داود ابوالربیع نے بیان کیا' کہا ہم سے فلیح بن سلیمان نے' انہوں نے زہری سے' انہوں نے سہل بن سعد سے' ایک شخص (عویمر عجلانی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کہنے لگا یارسول اللہ! آپ کیا فرماتے ہیں کہ اگر ایک شخص اپنی جورو کے ساتھ غیر مرد کو (مصروف بہ کار) دیکھے تو کیا اس کو مار ڈالے' اگر مار ڈالے تو آپ اس کو بھی مار ڈالیں گے (اس کے قصاص میں) نہ مارے تو پھر کیا کرے؟ اس وقت اللہ تعالیٰ نے قرآن میں لعان کا حکم اتارا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا' تیرا اور تیری جورو کا فیصلہ ہوگیا' خیر دونوں نے لعان کیا' اس وقت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا' اس کے بعد پھر یہ طریقہ قائم ہوگیا' کہ لعان کرنے والوں (جورو مرد) میں جدائی کردی جائے' وہ عورت حاملہ تھی خاوند نے کہا یہ میرا حمل نہیں ہے آخر اس کا بچہ جو پیدا ہوا وہ اپنی ماں کا بیٹا کہلایا' اسی وقت سے یہ طریقہ بھی قائم ہوا کہ ایسا بچہ اپنی ماں کا وارث ہوگا اور ماں اس بچہ کی وارث ہوگی' ماں کو اپنا مقرری حصہ جو اللہ کی کتاب میں ہے (سدس یا ثلث) ملے گا۔

باب قَوْلِهِ وَيَدْرَأُ عَنْهَا الْعَذَابَ

أَنْ تَشْهَدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ

← حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ قَذَفَ امْرَأَتَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِشَرِيكِ بْنِ سَحْمَاءَ ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم الْبَيِّنَةَ أَوْ حَدٌّ فِي ظَهْرِكَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِذَا رَأَى أَحَدُنَا عَلَى امْرَأَتِهِ رَجُلاً يَنْطَلِقُ يَلْتَمِسُ الْبَيِّنَةَ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ الْبَيِّنَةَ وَإِلَّا حَدٌّ فِي ظَهْرِكَ فَقَالَ هِلَالٌ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنِّي لَصَادِقٌ ، فَلَيُنْزِلَنَّ اللّٰهُ مَا يُبَرِّءُ ظَهْرِي مِنَ الْحَدِّ ، فَنَزَلَ جِبْرِيلُ ، وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ (وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ) فَقَرَأَ حَتَّى بَلَغَ (إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ) فَانْصَرَفَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا فَجَاءَ هِلَالٌ ، فَشَهِدَ ، وَالنَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ إِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ ثُمَّ قَامَتْ فَشَهِدَتْ فَلَمَّا كَانَتْ عِنْدَ الْخَامِسَةِ وَقَّفُوهَا ، وَقَالُوا إِنَّهَا مُوجِبَةٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَتَلَكَّأَتْ وَنَكَصَتْ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهَا تَرْجِعُ ثُمَّ قَالَتْ لَا أَفْضَحُ قَوْمِي سَائِرَ الْيَوْمِ ، فَمَضَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم أَبْصِرُوهَا فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَكْحَلَ الْعَيْنَيْنِ سَابِغَ الْأَلْيَتَيْنِ خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ ، فَهُوَ لِشَرِيكِ بْنِ سَحْمَاءَ فَجَاءَتْ بِهِ كَذَلِكَ ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم لَوْلَا مَا مَضَى مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ لَكَانَ لِي وَلَهَا شَأْنٌ

ترجمہ۔ مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن ابی عدی نے' انہوں نے ہشام بن حسان سے' کہا ہم سے عکرمہ نے' انہوں نے ابن عباس سے' کہ ہلال بن امیہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی جورو (خولہ بنت عاصم) کو شریک بن سحماء سے تہمت لگائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (ہلال سے) فرمایا' تو (چار) گواہ لا' نہیں تو

تیری پیٹھ پر حد قذف پڑے گی اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' اگر ہم میں کوئی شخص اپنی عورت سے کسی کو برا کام کرتے دیکھے تو گواہ ڈھونڈتا پھرے (یہ تو بڑی مشکل ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہی فرماتے رہے کہ گواہ لاؤ ورنہ تیری پیٹھ پر حد پڑے گی' ہلال نے کہا قسم اس پروردگار کی جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ بھیجا ہے' میں سچا ہوں اور اللہ تعالے میرے باب میں ضرور کوئی ایسا حکم اتارے گا جس سے میری پیٹھ سزا سے بچا دے گا' اس کے بعد حضرت جبرئیل اترے اور یہ آیت نازل ہوئی والذین یرمون ازواجھم اخیر ان کان من الصادقین تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (ان آیتوں کے اترنے کے بعد) لوٹے اور ہلال کی جورو کو بلا بھیجا' ہلال نے لعان کی گواہیاں دیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے دیکھو' اللہ خوب جانتا ہے تم دونوں میں سے ایک کی بات ضرور جھوٹ ہے کوئی تم میں (جو جھوٹا ہے) توبہ کرتا ہے یا نہیں پھر عورت کھڑی ہوئی اور اس نے بھی چار گواہیاں دیں جب پانچویں گواہی کا وقت آیا تو لوگوں نے اس کو ٹھیرایا (سمجھایا) یہ پانچویں گواہی (اگر جھوٹ ہے) تو تجھ کو عذاب میں مبتلا کرے گی۔ ابن عباسؓ نے کہا یہ سن کر وہ عورت ذرا جھجکی اور رک گئی ہم سمجھے کہ وہ اقرار کرلے گی' (کہ بیشک مجھ سے برا کام ہوا ہے) پھر کیا کہنے لگی کہ میں اپنی قوم کو تمام عمر کے لیے رسوا نہیں کر سکتی اور پانچویں گواہی بھی اس نے دیدی' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اب دیکھتے رہو کہ اگر اس عورت کا بچہ کالی آنکھوں والا' موٹے سرین والا موٹی پنڈلیوں والا پیدا ہوا تو وہ شریک بن سحماء کا نطفہ ہے پھر اس عورت کا بچہ اسی صورت کا پیدا ہوا اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اگر اللہ تعالیٰ کا یہ حکم جو لعان کے باب میں اترا نہ آیا ہوتا تو میں اس عورت کو اچھی سزا دیتا۔

تشریح حدیث

یہاں یہ اشکال ہوتا ہے کہ اس سے پہلے حضرت سہل بن ساعد رضی اللہ عنہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ لعان کی آیات حضرت عویمر عجلانی رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی ہیں اور ابن عباسؓ کی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ہلال بن اُمیہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔

بعض حضرات نے کہا کہ مذکورہ آیات حضرت عویمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہیں اور بعض نے اس بات کو ترجیح دی ہے کہ یہ حضرت ہلال بن اُمیہؓ کے متعلق نازل ہوئیں۔

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کا میلان اس طرف معلوم ہوتا ہے کہ ان کا نزول دو مرتبہ ہوا لیکن ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آیات لعان کا نزول تو درحقیقت حضرت ہلال بن اُمیہ رضی اللہ عنہ کے قصہ سے متعلق ہے۔ البتہ بعد میں چونکہ حضرت عویمر کے ساتھ بھی اسی طرح کا واقعہ پیش آیا اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ آیات کا فیصلہ ان کو بھی پڑھ کر سنایا۔ اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ حضرت ہلال بن اُمیہ رضی اللہ عنہ کے قصہ میں حدیث کے الفاظ ہیں۔ "فنزل جبرائیل" جبکہ حضرت عویمر رضی اللہ عنہ کے واقعہ میں الفاظ حدیث ہیں "قد انزل اللہ فیک" جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے ساتھ پیش آئے ہوئے واقعے جیسے ایک واقعہ میں اس کا حکم نازل ہوا ہے۔

حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی لعان کے بارے میں لکھتے ہیں "جو اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے اولاً اس سے چار گواہ طلب کیے جائیں گے اگر پیش کر دے تو عورت پر حد زنا جاری کر دی جائے گی اگر گواہ نہ لا سکا تو اس کو کہا جائے گا کہ چار مرتبہ قسم کھا کر بیان کرے کہ وہ اپنے اس دعویٰ میں سچا ہے (یعنی جو تہمت اس نے اپنی بیوی پر لگائی ہے اس میں وہ جھوٹ نہیں بولا) گویا چار گواہوں کی جگہ خود اس کی یہ چار حلفیہ شہادتیں ہوئیں اور آخر میں پانچویں مرتبہ یہ الفاظ کہنے ہوں گے "اگر وہ اپنے اس دعویٰ میں جھوٹا ہو تو اس پر خدا کی لعنت اور پھٹکار" اگر مذکورہ بالا الفاظ کہنے سے انکار کرے تو حبس کیا جائے گا اور حاکم اسے مجبور کرے گا کہ یا اپنے جھوٹے ہونے کا اقرار کرے تو حد قذف لگے گی اور یا پانچ مرتبہ وہی الفاظ کہے جو اوپر مذکور ہوئے۔ اگر کہہ لے تو پھر عورت سے کہا جائے گا کہ وہ چار مرتبہ قسم کھا کر بیان کرے کہ "یہ مرد تہمت لگانے میں جھوٹا ہے" اور پانچویں مرتبہ یہ الفاظ کہے کہ "اللہ کا غضب آوے اس عورت پر اگر یہ مرد اپنے دعویٰ میں سچا ہو" تاوقتیکہ عورت یہ الفاظ نہ کہے گی اس کو قید میں رکھیں گے اور مجبور کریں گے کہ یا صاف طور پر مرد کے دعوے کی تصدیق کرے۔ تب تو حد زنا اس پر جاری ہوگی اور یا مذکورہ بالا الفاظ کے ساتھ اس کی تکذیب کرے۔ اگر اس نے بھی مرد کی طرح یہ الفاظ کہہ دیے اور لعان سے فارغ ہوئی تو اس عورت سے صحبت اور دواعی صحبت سب حرام ہو گئے۔ پھر اگر مرد نے اس کو طلاق دے دی تو فبہا ورنہ قاضی ان میں تفریق کر دے گو دونوں رضامند نہ ہوں یعنی زبان سے کہہ دے۔ میں نے ان میں تفریق کی اور یہ تفریق طلاق بائن کے حکم میں ہوگی۔"

حدیث باب سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ لعان کے بعد اس حمل سے جو بچہ پیدا ہوا وہ اس کے شوہر کی طرف منسوب نہیں ہوگا بلکہ اس کی نسبت اس کی ماں کی طرف کی جائے گی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عویمر عجلانی اور ہلال بن اُمیہ کے متعلق یہی فیصلہ فرمایا۔

بَاب قَوْلِهِ وَالْخَامِسَةُ أَنَّ غَضَبَ اللَّهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ

حَدَّثَنَا مُقَدَّمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى حَدَّثَنَا عَمِّي الْقَاسِمُ بْنُ يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ وَقَدْ سَمِعَ مِنْهُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما أَنَّ رَجُلًا رَمَى امْرَأَتَهُ فَانْتَفَى مِنْ وَلَدِهَا فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَتَلَاعَنَا كَمَا قَالَ اللَّهُ ، ثُمَّ قَضَى بِالْوَلَدِ لِلْمَرْأَةِ وَفَرَّقَ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ

ترجمہ۔ ہم سے مقدم بن محمد بن یحییٰ نے بیان کیا کہا ہم سے چچا قاسم بن یحییٰ نے انہوں نے عبید اللہ عمری سے قاسم نے ان سے سنا ہے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبد اللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا ایک شخص (عویمر) نے اپنی جورو پر تہمت رکھی اور اس کے لڑکے کو کہا یہ میرا نطفہ نہیں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں آپ نے جورو مرد دونوں کو حکم دیا لعان کرو انہوں نے لعان کیا پھر آپ نے وہ لڑکا عورت کو دلا دیا اور جورو مرد میں جدائی کرادی۔

باب قَوْلِهِ إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِنْكُمْ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَكُمْ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَكُمْ لِكُلِّ امْرِءٍ مِنْهُمْ مَا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ

أَفَّاكٌ كَذَّابٌ

← حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها (وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ) قَالَتْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ

ترجمہ۔ہم سے ابونعیم (فضل بن دکین) نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے معمر سے انہوں نے زہری سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہ سے انہوں نے کہا والذی تولی کبرہ سے عبداللہ بن ابی ابن سلول (منافق) مراد ہے۔

باب لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنْفُسِهِمْ خَيْرًا

وَقَالُوا هَذَا إِفْكٌ مُبِينٌ) (قُلْتُمْ مَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَتَكَلَّمَ بِهَذَا سُبْحَانَكَ هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ) (لَوْلَا جَاءُوا عَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا بِالشُّهَدَاءِ فَأُولَئِكَ عِنْدَ اللَّهِ هُمُ الْكَاذِبُونَ)

← حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ رضی الله عنها زَوْجِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم حِينَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوا ، فَبَرَّأَهَا اللَّهُ مِمَّا قَالُوا وَكُلٌّ حَدَّثَنِي طَائِفَةً مِنَ الْحَدِيثِ ، وَبَعْضُ حَدِيثِهِمْ يُصَدِّقُ بَعْضًا ، وَإِنْ كَانَ بَعْضُهُمْ أَوْعَى لَهُ مِنْ بَعْضٍ الَّذِي حَدَّثَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها أَنَّ عَائِشَةَ رضی الله عنها زَوْجَ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم إِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ أَقْرَعَ بَيْنَ أَزْوَاجِهِ ، فَأَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم مَعَهُ ، قَالَتْ عَائِشَةُ فَأَقْرَعَ بَيْنَنَا فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا ، فَخَرَجَ سَهْمِي ، فَخَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم بَعْدَ مَا نَزَلَ الْحِجَابُ ، فَأَنَا أُحْمَلُ فِي هَوْدَجِي وَأُنْزَلُ فِيهِ فَسِرْنَا حَتَّى إِذَا فَرَغَ رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم مِنْ غَزْوَتِهِ تِلْكَ وَقَفَلَ ، وَدَنَوْنَا مِنَ الْمَدِينَةِ قَافِلِينَ آذَنَ لَيْلَةً بِالرَّحِيلِ ، فَقُمْتُ حِينَ آذَنُوا بِالرَّحِيلِ ، فَمَشَيْتُ حَتَّى جَاوَزْتُ الْجَيْشَ ، فَلَمَّا قَضَيْتُ شَأْنِي أَقْبَلْتُ إِلَى رَحْلِي ، فَإِذَا عِقْدٌ لِي مِنْ جَزْعِ ظَفَارِ قَدِ انْقَطَعَ فَالْتَمَسْتُ عِقْدِي وَحَبَسَنِي ابْتِغَاؤُهُ وَأَقْبَلَ الرَّهْطُ الَّذِينَ كَانُوا يَرْحَلُونَ لِي ، فَاحْتَمَلُوا هَوْدَجِي ، فَرَحَلُوهُ عَلَى بَعِيرِي الَّذِي كُنْتُ رَكِبْتُ ، وَهُمْ يَحْسِبُونَ أَنِّي فِيهِ ، وَكَانَ النِّسَاءُ إِذْ ذَاكَ خِفَافًا لَمْ يُثْقِلْهُنَّ اللَّحْمُ ، إِنَّمَا تَأْكُلُ الْعُلْقَةَ مِنَ الطَّعَامِ فَلَمْ يَسْتَنْكِرِ الْقَوْمُ خِفَّةَ الْهَوْدَجِ حِينَ رَفَعُوهُ ، وَكُنْتُ جَارِيَةً حَدِيثَةَ السِّنِّ ، فَبَعَثُوا الْجَمَلَ وَسَارُوا ، فَوَجَدْتُ عِقْدِي بَعْدَ مَا اسْتَمَرَّ الْجَيْشُ ، فَجِئْتُ مَنَازِلَهُمْ وَلَيْسَ بِهَا دَاعٍ وَلَا مُجِيبٌ ، فَأَمَمْتُ مَنْزِلِي الَّذِي كُنْتُ بِهِ وَظَنَنْتُ أَنَّهُمْ سَيَفْقِدُونِي فَيَرْجِعُونَ إِلَيَّ فَبَيْنَا أَنَا جَالِسَةٌ فِي

مَنْزِلِي غَلَبَتْنِي عَيْنِي فَنِمْتُ ، وَكَانَ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعَطَّلِ السُّلَمِيُّ ثُمَّ الذَّكْوَانِيُّ مِنْ وَرَاءِ الْجَيْشِ ، فَأَدْلَجَ فَأَصْبَحَ عِنْدَ مَنْزِلِي ، فَرَأَى سَوَادَ إِنْسَانٍ نَائِمٍ ، فَأَتَانِي فَعَرَفَنِي حِينَ رَآنِي ، وَكَانَ يَرَانِي قَبْلَ الْحِجَابِ ، فَاسْتَيْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهِ حِينَ عَرَفَنِي فَخَمَّرْتُ وَجْهِي بِجِلْبَابِي ، وَاللَّهِ مَا كَلَّمَنِي كَلِمَةً وَلَا سَمِعْتُ مِنْهُ كَلِمَةً غَيْرَ اسْتِرْجَاعِهِ ، حَتَّى أَنَاخَ رَاحِلَتَهُ فَوَطِئَ عَلَى يَدَيْهَا فَرَكِبْتُهَا فَانْطَلَقَ يَقُودُ بِي الرَّاحِلَةَ حَتَّى أَتَيْنَا الْجَيْشَ ، بَعْدَ مَا نَزَلُوا مُوغِرِينَ فِي نَحْرِ الظَّهِيرَةِ ، فَهَلَكَ مَنْ هَلَكَ ، وَكَانَ الَّذِي تَوَلَّى الْإِفْكَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أُبَيٍّ ابْنَ سَلُولَ فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ ، فَاشْتَكَيْتُ حِينَ قَدِمْتُ شَهْرًا ، وَالنَّاسُ يُفِيضُونَ فِي قَوْلِ أَصْحَابِ الْإِفْكِ ، لَا أَشْعُرُ بِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ ، وَهُوَ يَرِيبُنِي فِي وَجَعِي أَنِّي لَا أَعْرِفُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم اللُّطْفَ الَّذِي كُنْتُ أَرَى مِنْهُ حِينَ أَشْتَكِي ، إِنَّمَا يَدْخُلُ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَيُسَلِّمُ ثُمَّ يَقُولُ كَيْفَ تِيكُمْ ثُمَّ يَنْصَرِفُ ، فَذَاكَ الَّذِي يَرِيبُنِي ، وَلَا أَشْعُرُ حَتَّى خَرَجْتُ بَعْدَ مَا نَقَهْتُ ، فَخَرَجَتْ مَعِي أُمُّ مِسْطَحٍ قِبَلَ الْمَنَاصِعِ ، وَهُوَ مُتَبَرَّزُنَا ، وَكُنَّا لَا نَخْرُجُ إِلَّا لَيْلًا إِلَى لَيْلٍ ، وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ نَتَّخِذَ الْكُنُفَ قَرِيبًا مِنْ بُيُوتِنَا ، وَأَمْرُنَا أَمْرُ الْعَرَبِ الْأُوَلِ فِي التَّبَرُّزِ قِبَلَ الْغَائِطِ ، فَكُنَّا نَتَأَذَّى بِالْكُنُفِ أَنْ نَتَّخِذَهَا عِنْدَ بُيُوتِنَا فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ ، وَهِيَ ابْنَةُ أَبِي رُهْمِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ ، وَأُمُّهَا بِنْتُ صَخْرِ بْنِ عَامِرٍ خَالَةُ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ ، وَابْنُهَا مِسْطَحُ بْنُ أُثَاثَةَ ، فَأَقْبَلْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ قِبَلَ بَيْتِي ، قَدْ فَرَغْنَا مِنْ شَأْنِنَا ، فَعَثَرَتْ أُمُّ مِسْطَحٍ فِي مِرْطِهَا فَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ لَهَا بِئْسَ مَا قُلْتِ أَتَسُبِّينَ رَجُلًا شَهِدَ بَدْرًا قَالَتْ أَيْ هَنْتَاهْ ، أَوَلَمْ تَسْمَعِي مَا قَالَ قَالَتْ قُلْتُ وَمَا قَالَ فَأَخْبَرَتْنِي بِقَوْلِ أَهْلِ الْإِفْكِ فَازْدَدْتُ مَرَضًا عَلَى مَرَضِي ، فَلَمَّا رَجَعْتُ إِلَى بَيْتِي وَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم تَعْنِي سَلَّمَ ثُمَّ قَالَ كَيْفَ تِيكُمْ فَقُلْتُ أَتَأْذَنُ لِي أَنْ آتِيَ أَبَوَيَّ قَالَتْ وَأَنَا حِينَئِذٍ أُرِيدُ أَنْ أَسْتَيْقِنَ الْخَبَرَ مِنْ قِبَلِهِمَا ، قَالَتْ فَأَذِنَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَجِئْتُ أَبَوَيَّ فَقُلْتُ لِأُمِّي يَا أُمَّتَاهْ ، مَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ قَالَتْ يَا بُنَيَّةُ ، هَوِّنِي عَلَيْكِ فَوَاللَّهِ ، لَقَلَّمَا كَانَتِ امْرَأَةٌ قَطُّ وَضِيئَةً عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا وَلَهَا ضَرَائِرُ إِلَّا كَثَّرْنَ عَلَيْهَا قَالَتْ فَقُلْتُ سُبْحَانَ اللَّهِ وَلَقَدْ تَحَدَّثَ النَّاسُ بِهَذَا قَالَتْ فَبَكَيْتُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ حَتَّى أَصْبَحْتُ لَا يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ ، وَلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ حَتَّى أَصْبَحْتُ أَبْكِي فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ ، وَأُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رضي الله عنهما حِينَ اسْتَلْبَثَ الْوَحْيُ ، يَسْتَأْمِرُهُمَا فِي فِرَاقِ أَهْلِهِ ، قَالَتْ فَأَمَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَأَشَارَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم بِالَّذِي يَعْلَمُ مِنْ بَرَاءَةِ أَهْلِهِ ، وَبِالَّذِي يَعْلَمُ لَهُمْ فِي نَفْسِهِ مِنَ الْوُدِّ ، فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ، أَهْلَكَ ، وَمَا نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا ، وَأَمَّا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ، لَمْ يُضَيِّقِ اللَّهُ عَلَيْكَ وَالنِّسَاءُ سِوَاهَا كَثِيرٌ ، وَإِنْ تَسْأَلِ الْجَارِيَةَ تَصْدُقْكَ ، قَالَتْ فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم بَرِيرَةَ فَقَالَ أَيْ بَرِيرَةُ ، هَلْ رَأَيْتِ عَلَيْهَا مِنْ شَيْءٍ يَرِيبُكِ قَالَتْ بَرِيرَةُ لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ ، إِنْ رَأَيْتُ عَلَيْهَا أَمْرًا أَغْمِصُهُ عَلَيْهَا أَكْثَرَ مِنْ أَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ ، تَنَامُ عَنْ عَجِينِ أَهْلِهَا ، فَتَأْتِي الدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهُ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَاسْتَعْذَرَ يَوْمَئِذٍ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُبَيٍّ ابْنِ سَلُولَ ، قَالَتْ ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ مَنْ يَعْذِرُنِي مِنْ رَجُلٍ ، قَدْ بَلَغَنِي أَذَاهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي ، فَوَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا خَيْرًا ، وَلَقَدْ ذَكَرُوا رَجُلًا ، مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا ، وَمَا كَانَ يَدْخُلُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا مَعِي فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ الْأَنْصَارِيُّ ، فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَا أَعْذِرُكَ مِنْهُ ، إِنْ كَانَ مِنَ الْأَوْسِ ، ضَرَبْتُ عُنُقَهُ ، وَإِنْ كَانَ مِنْ إِخْوَانِنَا مِنَ الْخَزْرَجِ ، أَمَرْتَنَا ، فَفَعَلْنَا أَمْرَكَ ، قَالَتْ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَهُوَ

سَيِّدُ الْخَزْرَجِ ، وَكَانَ قَبْلَ ذٰلِكَ رَجُلًا صَالِحًا ، وَلٰكِنِ احْتَمَلَتْهُ الْحَمِيَّةُ فَقَالَ لِسَعْدٍ كَذَبْتَ ، لَعَمْرُ اللّٰهِ لَا تَقْتُلُهُ ، وَلَا تَقْدِرُ عَلَى قَتْلِهِ ، فَقَامَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَهُوَ ابْنُ عَمِّ سَعْدٍ ، فَقَالَ لِسَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ كَذَبْتَ ، لَعَمْرُ اللّٰهِ لَنَقْتُلَنَّهُ ، فَإِنَّكَ مُنَافِقٌ تُجَادِلُ عَنِ الْمُنَافِقِينَ ، فَتَثَاوَرَ الْحَيَّانِ الْأَوْسُ وَالْخَزْرَجُ حَتّٰى هَمُّوا أَنْ يَقْتَتِلُوا ، وَرَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ ، فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يُخَفِّضُهُمْ حَتّٰى سَكَتُوا وَسَكَتَ ، قَالَتْ فَمَكَثْتُ يَوْمِي ذٰلِكَ لَا يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ وَلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ ، قَالَتْ فَأَصْبَحَ أَبَوَايَ عِنْدِي وَقَدْ بَكَيْتُ لَيْلَتَيْنِ وَيَوْمًا لَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ وَلَا يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ يَظُنَّانِ أَنَّ الْبُكَاءَ فَالِقٌ كَبِدِي ، قَالَتْ فَبَيْنَمَا هُمَا جَالِسَانِ عِنْدِي وَأَنَا أَبْكِي ، فَاسْتَأْذَنَتْ عَلَيَّ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ ، فَأَذِنْتُ لَهَا ، فَجَلَسَتْ تَبْكِي مَعِي ، قَالَتْ فَبَيْنَا نَحْنُ عَلَى ذٰلِكَ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَسَلَّمَ ثُمَّ جَلَسَ قَالَتْ وَلَمْ يَجْلِسْ عِنْدِي مُنْذُ قِيلَ مَا قِيلَ قَبْلَهَا ، وَقَدْ لَبِثَ شَهْرًا ، لَا يُوحٰى إِلَيْهِ فِي شَأْنِي ، قَالَتْ فَتَشَهَّدَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم حِينَ جَلَسَ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ يَا عَائِشَةُ ، فَإِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي عَنْكِ كَذَا وَكَذَا ، فَإِنْ كُنْتِ بَرِيئَةً فَسَيُبَرِّئُكِ اللّٰهُ ، وَإِنْ كُنْتِ أَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِي اللّٰهَ وَتُوبِي إِلَيْهِ ، فَإِنَّ الْعَبْدَ إِذَا اعْتَرَفَ بِذَنْبِهِ ثُمَّ تَابَ إِلَى اللّٰهِ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ قَالَتْ فَلَمَّا قَضٰى رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مَقَالَتَهُ ، قَلَصَ دَمْعِي حَتّٰى مَا أُحِسُّ مِنْهُ قَطْرَةً ، فَقُلْتُ لِأَبِي أَجِبْ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِيمَا قَالَ قَالَ وَاللّٰهِ مَا أَدْرِي مَا أَقُولُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقُلْتُ لِأُمِّي أَجِيبِي رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَتْ مَا أَدْرِي مَا أَقُولُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَتْ فَقُلْتُ وَأَنَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ لَا أَقْرَأُ كَثِيرًا مِنَ الْقُرْآنِ ، إِنِّي وَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُ لَقَدْ سَمِعْتُمْ هٰذَا الْحَدِيثَ حَتّٰى اسْتَقَرَّ فِي أَنْفُسِكُمْ ، وَصَدَّقْتُمْ بِهِ فَلَئِنْ قُلْتُ لَكُمْ إِنِّي بَرِيئَةٌ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ أَنِّي بَرِيئَةٌ لَا تُصَدِّقُونِي بِذٰلِكَ ، وَلَئِنِ اعْتَرَفْتُ لَكُمْ بِأَمْرٍ ، وَاللّٰهُ يَعْلَمُ أَنِّي مِنْهُ بَرِيئَةٌ لَتُصَدِّقُنِّي ، وَاللّٰهِ مَا أَجِدُ لَكُمْ مَثَلًا إِلَّا قَوْلَ أَبِي يُوسُفَ قَالَ (فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ) قَالَتْ ثُمَّ تَحَوَّلْتُ فَاضْطَجَعْتُ عَلَى فِرَاشِي ، قَالَتْ وَأَنَا حِينَئِذٍ أَعْلَمُ أَنِّي بَرِيئَةٌ ، وَأَنَّ اللّٰهَ مُبَرِّئِي بِبَرَاءَتِي ، وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنَّ اللّٰهَ مُنْزِلٌ فِي شَأْنِي وَحْيًا يُتْلٰى ، وَلَشَأْنِي فِي نَفْسِي كَانَ أَحْقَرَ مِنْ أَنْ يَتَكَلَّمَ اللّٰهُ فِيَّ بِأَمْرٍ يُتْلٰى ، وَلٰكِنْ كُنْتُ أَرْجُو أَنْ يَرٰى رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِي النَّوْمِ رُؤْيَا يُبَرِّئُنِي اللّٰهُ بِهَا ، قَالَتْ فَوَاللّٰهِ مَا رَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَلَا خَرَجَ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ حَتّٰى أُنْزِلَ عَلَيْهِ ، فَأَخَذَهُ مَا كَانَ يَأْخُذُهُ مِنَ الْبُرَحَاءِ حَتّٰى إِنَّهُ لَيَتَحَدَّرُ مِنْهُ مِثْلُ الْجُمَانِ مِنَ الْعَرَقِ ، وَهُوَ فِي يَوْمٍ شَاتٍ مِنْ ثِقَلِ الْقَوْلِ الَّذِي يُنْزَلُ عَلَيْهِ ، قَالَتْ فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم سُرِّيَ عَنْهُ وَهُوَ يَضْحَكُ ، فَكَانَتْ أَوَّلُ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا يَا عَائِشَةُ ، أَمَّا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فَقَدْ بَرَّأَكِ فَقَالَتْ أُمِّي قُومِي إِلَيْهِ قَالَتْ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ ، لَا أَقُومُ إِلَيْهِ ، وَلَا أَحْمَدُ إِلَّا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَأَنْزَلَ اللّٰهُ (إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِنْكُمْ لَا تَحْسَبُوهُ) الْعَشْرَ الْآيَاتِ كُلَّهَا ، فَلَمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ هٰذَا فِي بَرَاءَتِي قَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رضي الله عنه وَكَانَ يُنْفِقُ عَلَى مِسْطَحِ بْنِ أُثَاثَةَ لِقَرَابَتِهِ مِنْهُ ، وَفَقْرِهِ وَاللّٰهِ لَا أُنْفِقُ عَلَى مِسْطَحٍ شَيْئًا أَبَدًا بَعْدَ الَّذِي قَالَ لِعَائِشَةَ مَا قَالَ ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ (وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ) قَالَ أَبُو بَكْرٍ بَلٰى ، وَاللّٰهِ إِنِّي أُحِبُّ أَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لِي ، فَرَجَعَ إِلَى مِسْطَحٍ النَّفَقَةَ الَّتِي كَانَ يُنْفِقُ عَلَيْهِ ، وَقَالَ وَاللّٰهِ لَا أَنْزِعُهَا مِنْهُ أَبَدًا قَالَتْ عَائِشَةُ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَسْأَلُ زَيْنَبَ

ابْنَةَ جَحْشٍ عَنْ أَمْرِيْ ، فَقَالَ يَا زَيْنَبُ مَاذَا عَلِمْتِ أَوْ رَأَيْتِ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، أَحْمِي سَمْعِي وَبَصَرِيْ ، مَا عَلِمْتُ إِلَّا خَيْرًا قَالَتْ وَهِيَ الَّتِي كَانَتْ تُسَامِيْنِيْ مِنْ أَزْوَاجِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَعَصَمَهَا اللّٰهُ بِالْوَرَعِ ، وَطَفِقَتْ أُخْتُهَا حَمْنَةُ تُحَارِبُ لَهَا فَهَلَكَتْ فِيْمَنْ هَلَكَ مِنْ أَصْحَابِ الْإِفْكِ

ترجمہ۔ ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث بن سعد نے' انہوں نے یونس بن یزید سے' انہوں نے ابن شہاب سے' کہا مجھ سے حضرت عائشہؓ کی تہمت کی حدیث' جب کہ تہمت لگانے والوں نے باتیں بنائیں اور اللہ تعالے نے حضرت عائشہؓ کی ان باتوں سے پاکی ظاہر کی' عروہ بن زبیر اور سعید بن مسیب اور علقمہ بن وقاص اور عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے نقل کی اور ان چاروں میں سے ہر ایک نے اس حدیث کا ایک ٹکڑا نقل کیا اور ایک روایت دوسرے کی روایت کی تصدیق کرتی ہے' گو ان میں سے بعضوں کا حافظہ دوسرے سے اچھا تھا۔ خیر عروہ بن زبیرؓ نے جو حضرت عائشہؓ سے روایت کی وہ یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ کہتی تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قاعدہ یہ تھا کہ آپ' جب سفر میں جاتے' تو اپنی بیبیوں پر قرعہ ڈالتے' قرعہ میں جس بی بی کا نام نکلتا' اس کو سفر میں اپنے ساتھ لے جاتے' ایک لڑائی میں آپ جا رہے تھے' (غزوہ بنی مصطلق میں) آپ نے قرعہ ڈالا تو میرے نام نکلا' میں آپ کے ساتھ روانہ ہوئی اور یہ واقعہ حجاب کا حکم اترنے کے بعد کا ہے' میں ایک ہودے میں سوار رہتی جب اترتی تو ہودہ سمیت اتاری جاتی۔ خیر ہم اس طرح سفر میں چلتے رہے' جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس لڑائی سے فارغ ہوئے اور سفر سے لوٹے تو ہم لوگ مدینہ کے نزدیک آن پہنچے' ایک رات ایسا اتفاق ہوا کہ کوچ کا حکم دیا گیا میں کوچ کا حکم ہونے پر اٹھی اور پاؤں سے چل کر لشکر کے پار نکل گئی' جب حاجت سے فارغ ہوئی اور لوٹ کر اپنے ٹھکانے آنے لگی تو اس وقت میں نے خیال کیا تو ظفار کے نگینوں کا ہار (جو میرے گلے میں تھا) ٹوٹ کر گر گیا تھا میں اس کو ڈھونڈنے لگی اس کے ڈھونڈنے میں دیر ہوئی اتنے میں وہ لوگ آن پہنچے جو میرا ہودہ اٹھا کر اونٹ پر لادا کرتے تھے' انہوں نے ہودہ اٹھا لیا اور میرے اونٹ پر لاد دیا' وہ سمجھے کہ میں ہودے کے اندر بیٹھی ہوں' کیونکہ اس زمانہ میں عورتیں ہلکی پھلکی (دبلی پتلی) ہوا کرتی تھیں' ایسی پر گوشت بھری بھرکم نہ تھیں اس کی وجہ یہ تھی کہ ذرا سا کھانا کھایا کرتی تھیں (وہ بھی سوکھا جیسے کھجور' جو کی روٹی) اسی وجہ سے ان لوگوں کو ہودے کے ہلکے پن کا کچھ خیال نہ آیا' جب انہوں نے ہودہ اٹھایا' دوسرا سبب یہ بھی تھا کہ میں اس زمانہ میں بالکل ایک کم سن چھوکری تھی' (میرا بوجھ ہی کیا تھا) خیر وہ ہودہ اونٹ پر لاد کر اونٹ لے کر چل دیئے اور جب سارا لشکر چل دیا' تو اس وقت کہیں میرا ہار ملا۔ میں جو لشکر کے ٹھکانوں پر آئی تو کیا دیکھتی ہوں کہ وہاں (آدمی کا نام نہیں) نہ کوئی بلانے والا نہ کوئی جواب دینے والا آخر میں اسی ٹھکانے کی طرف چل پڑی جہاں (رات کو) میں اتری تھی میں نے یہ خیال کیا کہ جب لشکر کے لوگ (اونٹ پر) مجھ کو نہ پائیں گے تو میری تلاش میں یہیں آئیں گے میں اسی جگہ بیٹھے بیٹھے اونگھنے لگی' میری آنکھ لگ گئی (سو رہی) لشکر کے پیچھے پیچھے (گرے پڑے کی خبر رکھنے کو) ایک شخص مقرر تھا' جس کو صفوان بن معطل سلمی کہا کرتے تھے' وہ پچھلی رات کو چلا آ رہا تھا صبح کو اس جگہ پہنچا جہاں میں پڑی ہوئی تھی۔ دور سے اس کو ایک سوتا شخص معلوم ہوا تو میرے پاس آیا مجھ کو پہچان لیا کیونکہ حجاب کا حکم اترنے سے پہلے میں اس کے سامنے نکلا کرتی تھی اس نے مجھ کو دیکھ کر جو انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا تو

میری آنکھ کھل گئی اور اس نے مجھ کو پہچان لیا' میں نے اپنا منہ دوپٹہ سے ڈھانپ لیا' خدا کی قسم اس نے مجھ سے کوئی بات تک نہیں کی نہ میں نے انا للہ وان الیہ راجعون کے سوا اس کے منہ سے اور کوئی بات سنی' اس نے کیا کیا اپنی اونٹنی بٹھائی اور اس کا پاؤں اپنے پاؤں سے دبائے رکھا' میں اونٹنی پر چڑھ گئی وہ بیچارہ پیدل چلتا رہا اونٹنی کو چلاتا رہا' یہاں تک کہ ہم لشکر میں اس وقت پہنچے جب عین دوپہر کو گرمی کی شدت میں وہ اترے ہوئے تھے اب لوگوں نے طوفان اٹھایا اور جس کی قسمت میں تباہی لکھی وہ تباہ ہوا' سب سے بڑا اس طوفان کا بانی مبانی عبداللہ بن ابی ابن سلول (منافق مردود) تھا۔ خیر ہم لوگ مدینہ پہنچے وہاں پہنچ کر میں بیمار ہوگئی' ایک مہینے تک میں بیمار رہی لوگ طوفان جوڑنے والوں کی باتوں کا چرچہ کرتے رہے لیکن مجھ کو کچھ خبر نہ ہوئی' ایک ذرا سا وہم مجھ کو اس سے پیدا ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ مہربانی جو اپنے حال پر جب میں کبھی بیمار ہوا کرتی اس بیماری میں نہیں پاتی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (میرے حجرے میں) تشریف لاتے اور سلام علیک کرتے' پھر کھڑے ہی کھڑے اتنا پوچھ کر کہ اب کیسی ہے' تشریف لے جاتے (نہ پاس بیٹھتے نہ باتیں کرتے) اس سے بیشک مجھ کو وہم ہوا' مگر اس طوفان کی مجھ کو خبر نہ تھی' بیماری سے میں چنگی ہو کر ابھی ناتوان ہی تھی' مناصع کی طرف گئی تو میرے ساتھ مسطح کی ماں (سلمٰی) تھی' مناصع میں ہم لوگ پاخانہ پھرنے کو جایا کرتے' اور رات ہی کو جاتے' پھر دوسری رات کو یہ اس زمانہ کا ذکر ہے' جب گھروں کے نزدیک پاخانے نہیں بنے تھے اور جیسے اگلے زمانہ کے عربوں کی رسم تھی' ہم بھی اسی طرح جنگل کو پاخانہ کے لیے جایا کرتے اس زمانہ میں ہم کو بدبو کی وجہ سے گھروں کے پاس پاخانہ بنانے میں تکلیف ہوتی' خیر میں اور مسطح کی ماں جو ابورہم بن عبدمناف کی بیٹی اور اس کی ماں صخر بن عامر کی بیٹی (رائطہ اس کا نام تھا) ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ کی خالہ تھی اسی کا بیٹا مسطح تھا' دونوں حاجت سے فارغ ہو کر اپنے گھر کو آ رہی تھیں' اتنے میں مسطح کی ماں کا پاؤں چادر میں الجھ کر پھسلا تو وہ کیا کہنے لگی' موا مسطح اللہ کرے مرجائے' میں نے کہا یہ کیا بکتی ہے مسطح تو بدر کی لڑائی میں شریک تھا تو اس کو کوستی ہے اس نے کہا اری بھولی بھالی (دیوانی لڑکی) تو نے مسطح کی باتیں نہیں سنیں' میں نے پوچھا کون سی باتیں (کچھ کہو تو) تب اس نے طوفان جوڑنے والوں کی باتیں مجھ سے بیان کیں یہ سن کر میں تو پہلے ہی سے بیمار تھی اور زیادہ بیمار ہوگئی اور اپنے حجرے میں لوٹ آئی' تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور (دور ہی سے) سلام کر کے پوچھا' کیوں اب کیسی ہے میں نے عرض کیا آپ ذرا مجھ کو اجازت دیجیے میں اپنے ماں باپ کے پاس جاتی ہوں' میرا مطلب یہ تھا کہ ان سے تحقیق کروں کیا حقیقت میں لوگوں نے ایسا طوفان اٹھایا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اجازت دے دی' میں چلی گئی' میں نے والدہ سے پوچھا' اماں یہ لوگ (میری نسبت) کیا بک رہے ہیں' انہوں نے کہا بیٹی تو اتنا رنج مت کر' خدا کی قسم اکثر ایسا ہوا' جب کسی مرد کے پاس کوئی خوبصورت عورت ہوتی ہے جس سے مرد محبت کرتا ہے اس کی سوکنیں بھی ہوں' تو عورتیں ایسے بہت سے چلتر کیا کرتی ہیں' میں نے کہا واہ سبحان اللہ! کیا لوگوں نے اس کا چرچا بھی کر دیا' خیر وہ ساری رات گذری میں روتی رہی صبح ہوگئی' نہ میرے آنسو تھمتے تھے نہ نیند آتی تھی' صبح کو بھی میں رو رہی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی اور اسامہ بن زید کو بلوایا' آپ ان سے میرے چھوڑ دینے کے لیے مشورہ لینا چاہتے تھے' کیونکہ وحی اترنے میں دیر ہوئی تھی' حضرت عائشہؓ کہتی ہیں اسامہ بن زید نے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہی مشورہ دیا جو وہ جانتے تھے کہ میں ایسی ناپاک باتوں سے پاک ہوں اور جیسے ان کے دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں سے محبت تھی' یعنی انہوں نے صاف کہہ دیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پاک دامن اور بے قصور ہیں یہ جھوٹا طوفان ہے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رنج دیکھ کر) آپ کی تسلی کے لیے یہ کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا عورتوں کی کچھ کمی ہے' عائشہؓ کے سوا بہت سی عورتیں موجود ہیں۔ بھلا آپ 'لونڈی (بریرہ) سے تو پوچھیے وہ سچ سچ حال بتادے گی' آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ سے فرمایا' بریرہ (سچ بتا) تو نے عائشہؓ کی کوئی ایسی بات بھی کبھی دیکھی ہے جس سے تجھ کو کوئی شبہ (بدکاری کا) اس پر پیدا ہو؟ بریرہؓ نے کہا قسم خدا کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر بنا کر بھیجا ہے میں نے تو کوئی بات عائشہؓ کی ایسی نہیں دیکھی جس پر میں عیب لگا سکوں (اللہ رکھے) وہ ابھی بچی ہے کم سن ہے (اور بھولی) ایسی کہ آٹا گھر کا گندھا ہوا چھوڑ کر سو جاتی ہے تو بکری آن کر آٹا کھا لیتی ہے یہ سن کر اسی دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (خطبہ کے لیے) کھڑے ہوئے عبداللہ بن ابی ابن سلول کے مقابل آپ نے مدد چاہی' فرمایا' مسلمانو! کون میری حمایت کرتا ہے' کون میری مدد کرتا ہے ایسے شخص کے مقابل جس نے میرے گھر والوں پر تہمت لگا کر یہ بات مجھ تک پہنچائی خدا کی قسم میں تو اپنے گھر والوں (یعنی حضرت بی بی عائشہؓ) کو نیک پاک دامن ہی سمجھتا ہوں' اور جس مرد سے تہمت لگائی ہے اس کو بھی نیک بخت جانتا ہوں' وہ بھی میرے گھر میں اکیلا نہیں آیا ہمیشہ میرے ساتھ آیا کرتا' یہ سن کر سعد بن معاذ (اوس قبیلے کے سردار) کھڑے ہوئے اور کہنے لگے' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس شخص کے مقابل آپ کی مدد کو تیار ہوں' اگر یہ شخص اوس قبیلے کا ہے تو ابھی اس کی گردن مارتا ہوں (کم بخت خس کم جہاں پاک) اور ہمارے بھائیوں خزرج کے قبیلے میں کا ہے تو آپ جو حکم دیں گے' ہم بجا لائیں گے' حضرت عائشہؓ نے کہا سعد بن معاذ کی یہ بات سن کر سعد بن عبادہ کھڑے ہوئے جو خزرج قبیلے کے سردار تھے پہلے وہ اچھے نیک بخت آدمی تھے مگر (خدا تعصب کا خانہ خراب کرے) ان کو ایک قومی غیرت نے آ دبوچا' سعد بن معاذ سے کہنے لگے اللہ کی بقا کی قسم' تو جھوٹ کہتا ہے تو نہ اس کو مارے گا نہ مار سکے گا اتنے میں اسید بن حضیرؓ (بڑے جان نثار صحابی) جو سعد بن معاذ کے چچا زاد بھائی تھے کھڑے ہو گئے اور سعد بن عبادہ سے کہنے لگے' اللہ کی بقا کی قسم تو جھوٹا ہے ہم تو ضرور اس شخص کو قتل کریں گے کیا تو بھی منافق ہو گیا ہے جو منافقوں کی طرفداری کرتا ہے بس اس گفتگو پر اوس اور خزرج دونوں قبیلوں کے لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور آپس میں لڑنے ہی والے تھے' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر ہی تھے آپ' برابر ان کو تھامتے سمجھاتے رہے جب وہ خاموش ہوئے اور آپ' بھی خاموش ہو رہے حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ اس دن سارا دن میرا یہ حال رہا کہ نہ میرے آنسو بند ہوتے تھے اور نہ نیند آتی تھی صبح کو میرے والدین بھی میرے پاس موجود تھے' میرا تو دو رات اور ایک دن سے یہی حال تھا کہ نہ نیند آتی تھی نہ آنسو تھمتے تھے' میرے والدین یہ سمجھے کہ روتے روتے میرا کلیجہ پھٹ جائے گا' حضرت عائشہؓ کہتی ہیں پھر ایسا ہوا کہ میرے والدین میرے پاس بیٹھے تھے' میں رو رہی تھی' اتنے میں ایک انصاری عورت (نام نامعلوم) نے اندر آنے کی اجازت مانگی میں نے اس کو اجازت دے دی' وہ بھی میرے ساتھ بیٹھ کر رونے لگی اسی حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لے آئے آپ' نے سلام کیا اور سلام کر کے بیٹھ

گئے' اس سے پہلے جب سے مجھ پر طوفان لگا گیا تھا' آپ میرے پاس نہیں بیٹھے تھے ایک مہینہ تک آپ ٹھہرے رہے میرے باب میں کوئی وحی نہ آئی خیر آپ نے بیٹھ کر تشہد پڑھا' پھر فرمایا' اما بعد! عائشہؓ مجھ کو تیری نسبت ایسی ایسی خبر پہنچی ہے اب اگر تو پاک ہے (اور یہ جھوٹ ہے) تو اللہ تعالیٰ تیری پاک دامنی عنقریب بیان کر دے گا اور اگر واقعی تجھ سے کوئی قصور ہو گیا' تو اللہ تعالے سے اپنے قصور کی بخشش مانگ اور توبہ کر' کیونکہ جب کوئی بندہ اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہے پھر اللہ کی بارگاہ میں (آئندہ کے لیے) توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا گناہ بخش دیتا ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ گفتگو ختم کر چکے تو (خدا کی قدرت) ایک بارگی میرے آنسو تھم گئے یہاں تک کہ ایک قطرہ بھی مجھ کو معلوم نہ ہوا۔ میں نے اپنے والد (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے) کہا تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب دو' پھر میں نے اپنی والدہ (ام رومان) سے کہا تم بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ جواب دو' انہوں نے کہا میں نہیں جانتی کیا جواب دوں' حضرت عائشہؓ کہتی ہیں آخر (میں خود ہی جواب پر مستعد ہوئی) میں ایک کمسن چھوکری تھی' قرآن بھی مجھ کو بہت سا یاد نہ تھا' میں نے کہا قسم خدا کی میں جانتی ہوں کہ یہ بات جو تم نے سنی ہے تمہارے دلوں میں جم گئی ہے اور تم اس کو سچ سمجھنے لگے ہو' اب اگر میں یہ کہوں کہ میں پاک ہوں اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں پاک ہوں جب بھی تم مجھ کو سچا نہیں سمجھنے کے اور اگر میں (جھوٹ) ایک گناہ کا اقرار کر لوں (جو میں نہیں کیا) اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں اس سے پاک ہوں' تو تم مجھ کو سچا سمجھو گے خدا کی قسم میں اس وقت اپنی تمہاری مثال (بالکل) ایسی ہی سمجھتی ہوں' جو یوسف پیغمبر کے والد (حضرت یعقوب علیہ السلام کی تھی انہوں نے یہی کہا تھا (میں بھی وہی کہتی ہوں) اب اچھا صبر کرنا ہی بہتر ہے اور تمہاری باتوں پر اللہ میری مدد کرنے والا ہے یہ کہہ کر حضرت عائشہؓ نے بچھونے پر کروٹ بدل لی' حضرت عائشہؓ کہتی ہیں مجھ کو یہ یقین تھا کہ چونکہ میں پاک ہوں اللہ تعالیٰ میری پاکی ضرور ظاہر کرے گا' مگر خدا کی قسم مجھ کو ہرگز یہ گمان نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے باب میں قرآن کی ایسی آیتیں اتارے گا' جو (ہمیشہ کے لیے قیامت تک) پڑھی جائیں گی' میں اپنی شان اس سے حقیر سمجھتی تھی' کہ میرے باب میں خدا اپنا ایسا کلام اتارے جس کو ہمیشہ پڑھتے رہیں ہاں مجھ کو یہ امید ضرور تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی خواب دکھائی پڑے گا' جس سے آپ کو میری پاک دامنی کھل جائے گی' حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ پھر ایسا ہوا خدا کی قسم نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس جگہ بیٹھے تھے وہاں سے سرکے اور نہ گھر میں جو لوگ تھے ان میں سے کوئی باہر گیا اور آپ پر وحی آنا شروع ہو گئی' معمول کے موافق آپ پر سختی ہونے لگی اور پسینہ موتیوں کی طرح آپ کے بدن سے ٹپکنے لگا' حالانکہ وہ دن سردی کا دن تھا' مگر وحی اترنے میں ایسی ہی سختی ہوتی' خیر جب وحی کی حالت موقوف ہو گئی' دیکھا تو آپ ہنس رہے ہیں (خوش ہیں) پھر پہلی بات آپ نے یہی کی۔ فرمایا عائشہؓ اللہ تعالے نے تجھ کو پاک صاف کر دیا' یہ سنتے ہی میری والدہ کہنے لگیں (اٹھ آپ کا شکریہ ادا کر)۔ میں نے کہا' واہ! خدا کی قسم میں تو کبھی نہیں اٹھنے کی (آپ کا شکریہ نہیں کرنے کی) میں تو فقط اپنے پروردگار کا شکریہ کروں گی' جو عزت اور بزرگی والا ہے اس وقت اللہ تعالے نے یہ آیتیں اتاریں ان الذین جاؤا بالافک عصبة منکم لاتحسبوہ الخ پوری دس آیتیں جب یہ آیتیں میری پاکی ظاہر کرنے کے لیے اتر چکیں (اور طوفان لگانے والوں کو سزا دی گئی) تو حضرت ابوبکر صدیقؓ جو پہلے مسطح بن اثاثہ سے رشتہ داری کی وجہ سے کچھ سلوک کیا

کرتے تھے۔ کہنے لگے خدا کی قسم اب تو میں مسطح کو کبھی کچھ نہیں دینے کا۔ جب اس نے عائشہؓ کے حق میں ایسی ایسی باتیں کہیں (اس کو اپنی قرابت کا بھی خیال نہیں آیا) تب اللہ تعالے نے یہ آیت اتاری، ولا یاتل اولوا الفضل منکم والسعة ان یوتوا اولی القربی والمساکین والمهاجرین فی سبیل الله ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفر الله لکم والله غفور رحیم تو ابوبکرؓ (یہ آیت سن کر) کہنے لگے البتہ خدا کی قسم مجھ کو یہ پسند ہے کہ اللہ مجھ کو بخش دے اور مسطح سے اگلی عادت کے موافق سلوک کرنے لگے اور کہنے لگے خدا کی قسم میں مسطح کا یہ معمول کبھی نہیں بند کرنے کا بلکہ جیتے تک جاری رکھوں گا۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (طوفان کے زمانہ میں) ام المومنین زینب بنت جحشؓ سے (جو میری سوکن تھیں) میرا حال پوچھتے کہ تم عائشہؓ کو کیسی سمجھتی ہو، تم نے کیا دیکھا ہے، انہوں نے کہا، یا رسول اللہ میں اپنے کان اور آنکھ کی خوب احتیاط رکھتی ہوں، میں تو عائشہؓ کو اچھی ہی سمجھتی ہوں، حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ ام المومنین زینبؓ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں میں میرے برابر کی تھیں، بڑھ چڑھ کر رہنا چاہتی تھیں اللہ تعالے نے ان کی پرہیزگاری کی وجہ سے ان کو بچا لیا، اور ان کی بہن حمنہ بنت جحش اپنی بہن کے بیچ میں جھگڑنے لگی۔ جیسے اور طوفان جوڑنے والے تباہ ہوئے وہ بھی تباہ ہوئی۔

باب قَوْلِهِ (وَلَوْلاَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ

فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَفَضْتُمْ فِيهِ عَذَابٌ عَظِيمٌ) وَقَالَ مُجَاهِدٌ (تَلَقَّوْنَهُ) يَرْوِيهِ بَعْضُكُمْ عَنْ بَعْضٍ (تُفِيضُونَ) تَقُولُونَ

مجاہد نے کہا اذ تلقونه کا معنی یہ کہ ایک دوسرے کے منہ در منہ اس بات کو نقل کرنے لگے تفیضون (جو سورہ یونس میں ہے) اس کا معنی تم کہتے تھے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ أُمِّ رُومَانَ أُمِّ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ لَمَّا رُمِيَتْ عَائِشَةُ خَرَّتْ مَغْشِيًّا عَلَيْهَا

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا کہا ہم کو سلیمان بن کثیر نے خبر دی، انہوں حصین بن عبدالرحمن سے، انہوں نے ابووائل سے، انہوں نے مسروق سے، انہوں نے ام رومان سے جو حضرت عائشہؓ کی والدہ تھیں وہ کہتی تھیں۔ جب حضرت عائشہؓ نے طوفان کی خبر سنی تو بیہوش ہو کر گر پڑیں۔

باب إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ

وَتَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُمْ مَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَتَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا وَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمٌ

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقْرَأُ إِذْ تَلِقُونَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ

ترجمہ۔ ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے، ان کو ابن جریج نے خبر دی، کہ ابن ابی ملیکہ نے، کہا میں نے حضرت عائشہؓ سے سنا، وہ اس آیت کو یوں پڑھتی تھیں اذ تلقونه بالسنتکم۔

باب وَلَوْلاَ إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُمْ مَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَتَكَلَّمَ بِهَذَا

سُبْحَانَكَ هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ اسْتَأْذَنَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَبْلَ مَوْتِهَا عَلَى عَائِشَةَ ، وَهِيَ مَغْلُوبَةٌ قَالَتْ أَخْشَى أَنْ يُثْنِيَ عَلَيَّ فَقِيلَ ابْنُ عَمِّ رَسُولِ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم وَمِنْ وُجُوهِ الْمُسْلِمِينَ قَالَتِ ائْذَنُوا لَهُ فَقَالَ كَيْفَ تَجِدِينَكِ قَالَتْ بِخَيْرٍ إِنِ اتَّقَيْتُ قَالَ فَأَنْتِ بِخَيْرٍ إِنْ شَاءَ اللَّهُ زَوْجَةُ رَسُولِ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم وَلَمْ يَنْكِحْ بِكْرًا غَيْرَكِ ، وَنَزَلَ عُذْرُكِ مِنَ السَّمَاءِ وَدَخَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ خِلَافَهُ فَقَالَتْ دَخَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَأَثْنَى عَلَيَّ وَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ نِسْيًا مَنْسِيًّا

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے' انہوں نے عمر بن سعید بن ابی حسین سے' انہوں نے کہا مجھ سے ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا' حضرت عائشہؓ مررہی تھیں (مرنے کے قریب تھیں) اس وقت عبداللہ بن عباسؓ نے ان کے پاس آنے کی اجازت چاہی' حضرت عائشہؓ نے (تامل کیا) کہنے لگیں۔ ایسا نہ ہو عبداللہ بن عباس (اس وقت) میں میری تعریف کرنے لگیں۔ لوگوں نے کہا۔ ام المومنین وہ آنحضرت کے چچازاد بھائی اور عزت دار آدمی ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے کہا' اچھا ان کو اجازت دو' جب وہ آئے تو کہنے لگے' ام المومنین کہو کیا کیفیت ہے؟ انہوں نے کہا' اگر میں خدا کے نزدیک اچھی ہوں تو سب اچھا ہی ہے۔ ابن عباس نے کہا' اللہ چاہے تو تم اچھی ہی رہو گی۔ (تمہارا خاتمہ عمدہ ہی ہوگا)۔ تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی (اور بی بی بھی کیسی چہیتی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سوا تمہارے کسی کنواری عورت سے نکاح نہیں کیا اور جب تم پر طوفان لگایا گیا' تو اللہ تعالےٰ نے آسمان سے تمہاری پاکدامنی اتاری۔ ابن عباسؓ کے پیچھے ہی عبداللہ بن زبیر پہنچے' تو حضرت عائشہؓ ان سے کہنے لگیں' ابھی ابھی ابن عباسؓ آئے تھے' انہوں نے میری تعریف کی' مجھ کو یہ آرزو ہے کہ کاش میں (گمنام) بھولی بسری ہوتی۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الْقَاسِمِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی الله عنه اسْتَأْذَنَ عَلَى عَائِشَةَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ نِسْيًا مَنْسِيًّا

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالوہاب بن عبدالمجید نے' کہا ہم سے عبداللہ بن عون نے' انہوں نے قاسم بن محمد بن ابی بکرؓ سے کہ عبداللہ بن عباسؓ نے حضرت عائشہؓ سے (اندر) آنے کی اجازت مانگی۔ پھر ایسی ہی حدیث نقل کی' اس میں یہ ذکر نہیں ہے کہ میں بھولی بسری ہوتی۔

باب يَعِظُكُمُ اللَّهُ أَنْ تَعُودُوا لِمِثْلِهِ أَبَدًا

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها قَالَتْ جَاءَ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهَا قُلْتُ أَتَأْذَنِينَ لِهَذَا قَالَتْ أَوَلَيْسَ قَدْ أَصَابَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ قَالَ سُفْيَانُ تَعْنِي ذَهَابَ بَصَرِهِ فَقَالَ حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تُزَنُّ بِرِيبَةٍ وَتُصْبِحُ غَرْثَى مِنْ لُحُومِ الْغَوَافِلِ قَالَتْ لَكِنْ أَنْتَ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان ثوری نے' انہوں نے اعمش سے' انہوں نے ابوالضحیٰ سے' انہوں نے مسروق سے' انہوں نے حضرت عائشہؓ سے' انہوں نے کہا حسان بن ثابت (شاعر مشہور) حضرت عائشہؓ کے پاس آئے۔ اندر آنے کی اجازت مانگی۔ مسروق کہتے ہیں' میں نے حضرت عائشہؓ سے کہا' تم اس

شخص کو کیوں آنے دیتی ہو۔ انہوں نے کہا' بڑا عذاب اس کو آ لگا' سفیان ثوری نے کہا' یعنی آنکھوں سے اندھا ہو گیا'

پھر حسان نے (حضرت عائشہؓ کی تعریف میں) یہ شعر پڑھا

عفیفہ اور عقلمند ہیں کہ آپ کے متعلق کسی کو شبہ نہیں گزر سکتا آپ غافل اور پاکدامن عورتوں کا گوشت کھانے سے کامل پرہیز کرتی ہے۔ عائشہؓ نے کہا' ہاں مگر حسان تو ایسا نہیں ہے۔

باب (وَيُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الآيَاتِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ)

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ دَخَلَ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ عَلَى عَائِشَةَ فَشَبَّبَ وَقَالَ حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تُزَنُّ بِرِيبَةٍ وَتُصْبِحُ غَرْثَى مِنْ لُحُومِ الْغَوَافِلِ قَالَتْ لَسْتَ كَذَاكَ قُلْتُ تَدَعِينَ مِثْلَ هَذَا يَدْخُلُ عَلَيْكِ وَقَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ (وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ) فَقَالَتْ وَأَيُّ عَذَابٍ أَشَدُّ مِنَ الْعَمَى وَقَالَتْ وَقَدْ كَانَ يَرُدُّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن ابی عدی نے' کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی' انہوں نے اعمش سے' انہوں نے ابوالضحیٰ سے' انہوں نے مسروق سے' انہوں نے کہا حسان بن ثابت حضرت عائشہؓ کے پاس گئے اور یہ شعر ان کو سنائی اور کہنے لگے

عاقلہ ہے پاک دامن ہے ہر عیب سے وہ نیک بخت
صبح کرتی ہے وہ بھوکی بے گناہ کا گوشت وہ کھاتی نہیں

حضرت عائشہؓ نے کہا' حسان تو تو ایسا نہیں ہے میں نے کہا' ایسے شخص کو آپ اپنے پاس کیوں آنے دیتی ہیں جس کے حق میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری والذی تولی کبرہ الایۃ حضرت عائشہؓ نے کہا' اب اندھے پنے سے زیادہ اور کیا عذاب ہوگا' انہوں نے یہ بھی کہا' (گو حسان نے مجھ پر طوفان جوڑا تھا) مگر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے (کافروں کو) جواب دیتا تھا۔

باب ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشة

فی الذین امنوا لهم عذاب الیم فی الدنیا و الاخرة والله یعلم وانتم لاتعلمون ولولا فضل الله علیکم ورحمة و ان الله رئوف الرحیم تشیع تظهر

باب قوله ولا یاتل اولو الفضل منکم والسعة ...... والله غفور رحیم

وَقَالَ أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا ذُكِرَ مِنْ شَأْنِي الَّذِي ذُكِرَ وَمَا عَلِمْتُ بِهِ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فِيَّ خَطِيبًا ، فَتَشَهَّدَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ، ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ أَشِيرُوا عَلَيَّ فِي أُنَاسٍ أَبَنُوا أَهْلِي ، وَايْمُ اللَّهِ مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي مِنْ سُوءٍ ، وَأَبَنُوهُمْ بِمَنْ وَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ مِنْ سُوءٍ قَطُّ ، وَلاَ يَدْخُلُ بَيْتِي قَطُّ إِلاَّ وَأَنَا حَاضِرٌ ، وَلاَ غِبْتُ فِي سَفَرٍ إِلاَّ غَابَ مَعِي فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فَقَالَ ائْذَنْ لِي يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْ نَضْرِبَ أَعْنَاقَهُمْ ، وَقَامَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي الْخَزْرَجِ ، وَكَانَتْ أُمُّ حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ مِنْ رَهْطِ ذَلِكَ الرَّجُلِ ،

فَقَالَ كَذَبْتَ، أَمَا وَاللَّهِ، أَنْ لَوْ كَانُوا مِنَ الأَوْسِ مَا أَحْبَبْتَ أَنْ تُضْرَبَ أَعْنَاقُهُمْ حَتَّى كَادَ أَنْ يَكُونَ بَيْنَ الأَوْسِ وَالْخَزْرَجِ شَرٌّ فِي الْمَسْجِدِ، وَمَا عَلِمْتُ فَلَمَّا كَانَ مَسَاءُ ذَلِكَ الْيَوْمِ خَرَجْتُ لِبَعْضِ حَاجَتِي وَمَعِي أُمُّ مِسْطَحٍ فَعَثَرَتْ وَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ أَيْ أُمِّ تَسُبِّينَ ابْنَكِ وَسَكَتَتْ ثُمَّ عَثَرَتِ الثَّانِيَةَ فَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَحٌ، فَقُلْتُ لَهَا تَسُبِّينَ ابْنَكِ ثُمَّ عَثَرَتِ الثَّالِثَةَ فَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَحٌ فَانْتَهَرْتُهَا، فَقَالَتْ وَاللَّهِ مَا أَسُبُّهُ إِلاَّ فِيكِ فَقُلْتُ فِي أَيِّ شَأْنِي قَالَتْ فَبَقَرَتْ لِي الْحَدِيثَ فَقُلْتُ وَقَدْ كَانَ هَذَا قَالَتْ نَعَمْ وَاللَّهِ، فَرَجَعْتُ إِلَى بَيْتِي كَأَنَّ الَّذِي خَرَجْتُ لَهُ لاَ أَجِدُ مِنْهُ قَلِيلاً وَلاَ كَثِيرًا، وَوُعِكْتُ فَقُلْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم أَرْسِلْنِي إِلَى بَيْتِ أَبِي فَأَرْسَلَ مَعِي الْغُلاَمَ، فَدَخَلْتُ الدَّارَ فَوَجَدْتُ أُمَّ رُومَانَ فِي السُّفْلِ وَأَبَا بَكْرٍ فَوْقَ الْبَيْتِ يَقْرَأُ فَقَالَتْ أُمِّي مَا جَاءَ بِكِ يَا بُنَيَّةُ فَأَخْبَرْتُهَا وَذَكَرْتُ لَهَا الْحَدِيثَ، وَإِذَا هُوَ لَمْ يَبْلُغْ مِنْهَا مِثْلَ مَا بَلَغَ مِنِّي، فَقَالَتْ يَا بُنَيَّةُ خَفِّفِي عَلَيْكِ الشَّأْنَ، فَإِنَّهُ وَاللَّهِ، لَقَلَّمَا كَانَتِ امْرَأَةٌ حَسْنَاءُ عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا، لَهَا ضَرَائِرُ، إِلاَّ حَسَدْنَهَا وَقِيلَ فِيهَا وَإِذَا هُوَ لَمْ يَبْلُغْ مِنْهَا مَا بَلَغَ مِنِّي، قُلْتُ وَقَدْ عَلِمَ بِهِ أَبِي قَالَتْ نَعَمْ قُلْتُ وَرَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَتْ نَعَمْ وَرَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم وَاسْتَعْبَرْتُ وَبَكَيْتُ، فَسَمِعَ أَبُو بَكْرٍ صَوْتِي وَهُوَ فَوْقَ الْبَيْتِ يَقْرَأُ، فَنَزَلَ فَقَالَ لأُمِّي مَا شَأْنُهَا قَالَتْ بَلَغَهَا الَّذِي ذُكِرَ مِنْ شَأْنِهَا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ، قَالَ أَقْسَمْتُ عَلَيْكِ أَيْ بُنَيَّةُ إِلاَّ رَجَعْتِ إِلَى بَيْتِكِ، فَرَجَعْتُ وَلَقَدْ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم بَيْتِي، فَسَأَلَ عَنِّي خَادِمَتِي فَقَالَتْ لاَ وَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا عَيْبًا إِلاَّ أَنَّهَا كَانَتْ تَرْقُدُ حَتَّى تَدْخُلَ الشَّاةُ فَتَأْكُلَ خَمِيرَهَا أَوْ عَجِينَهَا وَانْتَهَرَهَا بَعْضُ أَصْحَابِهِ فَقَالَ اصْدُقِي رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم حَتَّى أَسْقَطُوا لَهَا بِهِ فَقَالَتْ سُبْحَانَ اللَّهِ، وَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا إِلاَّ مَا يَعْلَمُ الصَّائِغُ عَلَى تِبْرِ الذَّهَبِ الأَحْمَرِ وَبَلَغَ الأَمْرُ إِلَى ذَلِكَ الرَّجُلِ الَّذِي قِيلَ لَهُ، فَقَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ وَاللَّهِ مَا كَشَفْتُ كَنَفَ أُنْثَى قَطُّ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُتِلَ شَهِيدًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَتْ وَأَصْبَحَ أَبَوَايَ عِنْدِي، فَلَمْ يَزَالاَ حَتَّى دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم وَقَدْ صَلَّى الْعَصْرَ، ثُمَّ دَخَلَ وَقَدِ اكْتَنَفَنِي أَبَوَايَ عَنْ يَمِينِي وَعَنْ شِمَالِي، فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ يَا عَائِشَةُ، إِنْ كُنْتِ قَارَفْتِ سُوءًا أَوْ ظَلَمْتِ، فَتُوبِي إِلَى اللَّهِ، فَإِنَّ اللَّهَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ مِنْ عِبَادِهِ قَالَتْ وَقَدْ جَاءَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الأَنْصَارِ فَهْيَ جَالِسَةٌ بِالْبَابِ فَقُلْتُ أَلاَ تَسْتَحْيِي مِنْ هَذِهِ الْمَرْأَةِ أَنْ تَذْكُرَ شَيْئًا فَوَعَظَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَالْتَفَتُّ إِلَى أَبِي فَقُلْتُ أَجِبْهُ قَالَ فَمَاذَا أَقُولُ فَالْتَفَتُّ إِلَى أُمِّي فَقُلْتُ أَجِيبِيهِ فَقَالَتْ أَقُولُ مَاذَا فَلَمَّا لَمْ يُجِيبَاهُ تَشَهَّدْتُ فَحَمِدْتُ اللَّهَ وَأَثْنَيْتُ عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ قُلْتُ أَمَّا بَعْدُ فَوَاللَّهِ لَئِنْ قُلْتُ لَكُمْ إِنِّي لَمْ أَفْعَلْ وَاللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَشْهَدُ إِنِّي لَصَادِقَةٌ، مَا ذَاكَ بِنَافِعِي عِنْدَكُمْ، لَقَدْ تَكَلَّمْتُمْ بِهِ وَأُشْرِبَتْهُ قُلُوبُكُمْ، وَإِنْ قُلْتُ إِنِّي فَعَلْتُ وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَنِّي لَمْ أَفْعَلْ، لَتَقُولُنَّ قَدْ بَاءَ تْ بِهِ عَلَى نَفْسِهَا، وَإِنِّي وَاللَّهِ مَا أَجِدُ لِي وَلَكُمْ مَثَلاً وَالْتَمَسْتُ اسْمَ يَعْقُوبَ فَلَمْ أَقْدِرْ عَلَيْهِ إِلاَّ أَبَا يُوسُفَ حِينَ قَالَ (فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ) وَأُنْزِلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم مِنْ سَاعَتِهِ فَسَكَتْنَا، فَرُفِعَ عَنْهُ وَإِنِّي لأَتَبَيَّنُ السُّرُورَ فِي وَجْهِهِ وَهُوَ يَمْسَحُ جَبِينَهُ وَيَقُولُ أَبْشِرِي يَا عَائِشَةُ، فَقَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ بَرَاءَتَكِ قَالَتْ وَكُنْتُ أَشَدَّ مَا كُنْتُ غَضَبًا فَقَالَ لِي أَبَوَايَ قُومِي إِلَيْهِ فَقُلْتُ وَاللَّهِ لاَ أَقُومُ إِلَيْهِ، وَلاَ أَحْمَدُهُ وَلاَ أَحْمَدُكُمَا، وَلَكِنْ أَحْمَدُ اللَّهَ الَّذِي أَنْزَلَ بَرَاءَتِي، لَقَدْ سَمِعْتُمُوهُ، فَمَا أَنْكَرْتُمُوهُ وَلاَ غَيَّرْتُمُوهُ، وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَقُولُ أَمَّا زَيْنَبُ ابْنَةُ جَحْشٍ فَعَصَمَهَا اللَّهُ بِدِينِهَا، فَلَمْ تَقُلْ إِلاَّ خَيْرًا، وَأَمَّا أُخْتُهَا حَمْنَةُ فَهَلَكَتْ فِيمَنْ هَلَكَ، وَكَانَ الَّذِي يَتَكَلَّمُ فِيهِ

مِسْطَحٌ وَحَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ وَالْمُنَافِقُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ ، وَهُوَ الَّذِي كَانَ يَسْتَوْشِيهِ وَيَجْمَعُهُ ، وَهُوَ الَّذِي تَوَلّٰى كِبْرَهُ مِنْهُمْ هُوَ وَحَمْنَةُ قَالَتْ فَحَلَفَ أَبُو بَكْرٍ أَنْ لَا يَنْفَعَ مِسْطَحًا بِنَافِعَةٍ أَبَدًا ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ) إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ يَعْنِي أَبَا بَكْرٍ (وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسَاكِينَ) يَعْنِي مِسْطَحًا إِلٰى قَوْلِهِ (أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ) حَتّٰى قَالَ أَبُو بَكْرٍ بَلٰى وَاللّٰهِ يَا رَبَّنَا إِنَّا لَنُحِبُّ أَنْ تَغْفِرَ لَنَا ، وَعَادَ لَهُ بِمَا كَانَ يَصْنَعُ

ترجمہ۔ ابو اسامہ (حماد بن اسامہ) نے ہشام بن عروہ سے روایت کی' کہا مجھ کو والد (عروہ بن زبیرؒ) نے خبر دی' انہوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی وہ کہتی تھیں کہ جب میری نسبت جو طوفان اٹھایا گیا تھا' اس کا چرچا ہونے لگا' لیکن مجھ کو خبر نہیں ہوئی' تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ سنانے کو کھڑے ہوئے آپ نے تشہد پڑھا' جیسی چاہیے ویسی اللہ کی تعریف اور ستائش کی پھر فرمایا' امابعد لوگو! تم صلاح دو میں ان لوگوں کو کیا سزا دوں جنہوں نے میری بی بی کو بدنام کیا۔ خدا کی قسم میں نے تو اپنی بی بی کی کوئی بری بات نہیں دیکھی' اور جس شخص (صفوان بن معطل) اسے بدنام کرتے ہیں' اس کی بھی کوئی برائی میں نہیں جانتا وہ میرے گھر میں کبھی نہیں آتا' اسی وقت آتا ہے جب میں وہاں موجود ہوتا ہوں' اور جب سفر میں گیا تو وہ شخص بھی میرے ساتھ گیا' یہ سن کر سعد بن معاذ کھڑے ہوئے۔ کہنے لگے' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم فرمایئے' میں ان (مردود) لوگوں کی گردن ماروں' سعد کی تقریر سن کر خزرج قبیلے کا ایک شخص (سعد بن عبادہ) کھڑا ہوا حسان بن ثابت کی ماں اسی شخص کی قوم (یعنی خزرج کی تھی) اور کہنے لگا سعد بن معاذ تو جھوٹا ہے (اگر یہ تہمت لگانے والے) اوس تیرے قبیلے کے ہوتے' تو تو کبھی ان کی گردن مارنا پسند نہ کرتا۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ اوس اور خزرج دونوں قبیلے کے لوگ مسجد ہی میں لڑ پڑے اس فساد کی مجھ کو کچھ خبر نہ تھی' خیر اسی دن رات کو ایسا ہوا کہ میں حاجت کے لیے (گھر سے) نکلی میرے ساتھ مسطح کی ماں بھی تھی' اس کا پاؤں پھسلا۔ وہ کہنے لگی' موا مسطح' خدا غارت کرے۔ میں نے کہا' اماں اپنے بیٹے کو کوستی ہے؟ وہ خاموش رہی پھر اس کا پاؤں پھسلا وہ کہنے لگی' موا مسطح' خدا غارت کرے میں نے کہا' ہائیں' بیٹے کو کوستی ہے' تیسری بار پھر پھسلی تو یہی کہنے لگی' موا مسطح خدا غارت کرے۔ اس وقت تو میں نے اس کو جھڑکا (یہ کیا بات ہے) وہ کہنے لگی' پروردگار کی قسم میں تیرے ہی لیے تو اس کو کوستی ہوں۔ میں نے کہا' میرے لیے کیسا جب اس نے طوفان کا سارا قصہ بیان کیا' میں نے کہا حقیقت میں یہ سچ بات ہے۔ اس نے کہا' ہاں خدا کی قسم' یہ سن کر میں اپنے گھر کو لوٹی' جس کام کے لیے نکلی تھی وہ اس کو بھول گئی' تھوڑا بہت کچھ یاد نہ رہا اور مجھ کو بخار چڑھ آیا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ذرا والد کے گھر مجھ کو بھجوا دیجئے۔ آپ نے چھوکرا ساتھ کر دیا (اس کا نام معلوم نہیں ہوا) میں والد کے گھر میں آئی' دیکھا تو ام رومان (میری والدہ) نیچے بیٹھی ہیں اور ابوبکرؓ بالاخانے پر بیٹھے قرآن پڑھ رہے ہیں۔ والدہ نے مجھ سے پوچھا' بیٹا کیوں کیسے آئی؟ میں نے ان سے طوفان کا قصہ بیان کیا' بیان کرنے کے بعد میری ماں کو اتنی فکر اس کی نہیں ہوئی جتنی مجھ کو ہوئی تھی اور کہنے لگیں' ارے بیٹی تو اتنی فکر کیوں کرتی ہے (اپنے تئیں سنبھال) ایسا تو ہمیشہ ہوتا چلا آیا ہے کہ جب کسی مرد کی کوئی خوبصورت عورت ہوتی ہے جس سے مرد کو محبت ہوتی ہے اور اس کی سوکنیں بھی ہوتی ہیں تو وہ اس پر ضرور حسد کرتی ہیں طرح طرح کی باتیں بناتی ہیں' غرض میری ماں پر اس طوفان کا وہ صدمہ نہیں ہوا جیسا مجھ پر صدمہ ہوا' میں نے کہا کیا

یہ خبر والد کو بھی پہنچ گئی ہے؟ انہوں نے کہا' ہاں۔ میں نے کہا' اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پہنچ چکی ہے اور میں آنسو بہا کر آواز سے رونے لگی' ابوبکرؓ نے بالا خانے پر سے میری آواز سن لی' وہ قرآن پڑھ رہے تھے تو بالا خانہ سے اترے میری ماں سے پوچھا' کیا معاملہ ہے؟ والدہ نے کہا اجی وہی خبر اس نے سن پائی ہے والد کی آنکھوں سے آنسو بہ نکلے کہنے لگے بیٹی! میں تجھ کو قسم دیتا ہوں' تو اپنے گھر لوٹ جا' میں گھر کو لوٹ آئی' اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تشریف لائے میری ماما سے پوچھا (سچ بتلا) تو نے عائشہؓ کی کوئی بری بات بھی دیکھی ہے وہ کہنے لگی ہرگز نہیں۔ پروردگار کی قسم میں نے تو کوئی عیب ان میں نہیں دیکھا' اتنی بات تو ہے (وہ ایسی بھولی ہیں) کہ آٹا گوندھا چھوڑ کر سو جاتی ہیں' بکری آن کر آٹا کھا جاتی ہے اور آپ کے اصحاب میں سے ایک صاحب (حضرت علیؓ) نے اس کو گھر آ کر (دھمکایا) بلکہ ایک روایت میں یوں ہے مارا بھی) اور کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سچ سچ حال کہہ دے' اس کو سخت سست بھی کہا' تب بھی اس نے یہی کہا: سبحان اللہ پروردگار کی قسم! میں تو عائشہؓ کو ایسی پاک سمجھتی ہوں' جیسے سنار خالص کندن سرخ سونے کو بے عیب سمجھتا ہے' اس طوفان کی خبر اس مرد (صفوان) کو بھی پہنچی' جس سے مجھ کو بدنام کرتے تھے وہ کہنے لگا' سبحان اللہ خدا کی قسم میں نے تو کسی عورت کا اب تک کپڑا بھی نہیں کھولا اور اس کا انجام یہ ہوا کہ اللہ کی راہ میں شہید ہوا (غزوہ آرمینیہ ۱۹ ہجری میں) حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ میرے ماں باپ بھی صبح کو میرے پاس آئے اور وہیں بیٹھے رہے یہاں تک کہ عصر کی نماز پڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور میرے دائیں بائیں دونوں طرف میرے ماں باپ تھے آپ نے اللہ کی تعریف اور ستائش کی پھر فرمایا' امابعد! اے عائشہؓ اگر تجھ سے کوئی برا کام ہوگیا ہے یا تو نے کوئی گناہ کیا ہے تو اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں توبہ کر کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے' حضرت عائشہؓ کہتی ہیں اس وقت انصار کی ایک عورت (نام نامعلوم) بھی آ گئی تھی وہ دروازے پر بیٹھی تھی میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا' اس عورت سے آپ نہیں شرماتے معلوم نہیں وہ لوگوں میں جا کر کیا کہے خیر آپ نے نصیحت کی' گفتگو کی۔ میں نے اپنے والد کی طرف دیکھا' ان سے کہا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دو۔ انہوں نے کہا' میں کیا جواب دوں۔ پھر میں نے اپنی ماں کی طرف دیکھا' ان سے کہا' تم تو بھی کچھ جواب دو۔ انہوں نے بھی یہی کہا' میں کیا جواب دوں' جب دونوں نے کچھ جواب نہ دیا تو (لاچار ہو کر) میں نے تشہد پڑھا اور جیسے چاہئے ویسی اللہ کی تعریف اور ستائش کی' پھر میں نے کہا:

امابعد! خدا کی قسم اگر میں یہ کہوں کہ میں نے یہ برا کام نہیں کیا اور اللہ اس بات کا گواہ ہے کہ میں سچی ہوں جب بھی کچھ فائدہ نہیں' کیونکہ تم لوگوں نے تو اس طوفان کا چرچا کر دیا اور تمہارے دلوں میں یہ بات جم گئی ہے' ہاں اگر میں یہ کہوں کہ میں نے یہ برا کام کیا ہے اور اللہ خوب جانتا ہے کہ میں نے نہیں کیا تب تو تم (مان لوگے) کہوگے اس نے خود قبول کر لیا' اب تو پروردگار کی قسم میں اپنی اور تمہاری مثال وہی پاتی ہوں جو حضرت یوسف پیغمبر کے والد کی تھی۔ میں نے بہت چاہا کہ یعقوب پیغمبر یہ نام مجھ کو یاد آئے مگر یاد ہی نہ آیا۔ انہوں نے یہی کہا تھا' اب عمدہ صبر کرنا یہی بہتر ہے اور تم جو باتیں بنا رہے ہو ان پر اللہ میرا مددگار ہے۔ اسی وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اترنا شروع ہوئی تو ہم لوگ خاموش ہو رہے' جب وحی موقوف ہوئی تو میں نے دیکھا کہ آپ کے مبارک چہرہ پر خوشی نمایاں ہے' آپ پیشانی پونچھنے اور فرمانے لگے' اے

عائشہ خوش ہو جا' اللہ تعالیٰ نے تیری پاکدامنی اتاری۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں' اس دن میں بے انتہا غصے میں تھی' اتنا غصہ مجھ کو کبھی نہیں آیا۔ میرے والدین نے کہا اٹھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر آپ کا شکریہ کر میں نے کہا' پروردگار کی قسم میں تو کبھی اٹھ کر ان کے پاس نہیں جانے کی اور نہ ان کا شکریہ کروں گی' نہ تمہارا شکریہ البتہ اللہ جل جلالہ کا میں شکریہ ادا کرتی ہوں' جس نے میری پاکدامنی اتاری تم لوگوں نے تو یہ بات سن لی نہ اس کو غلط کہا نہ ٹیا۔ حضرت عائشہ کہتی تھیں کہ ام المومنین زینب بنت جحش کو اللہ نے ان کی دینداری کی وجہ سے بچالیا' انہوں نے میری نسبت اچھی ہی بات کہی' البتہ اور لوگوں کے ساتھ جو تباہ ہوئے ان کی بہن حمنہ بنت جحش بھی تباہ ہوئی اور اس طوفان کا چرچا (مسلمانوں میں) دو شخص کرتے' مسطح بن اثاثہ اور حسان بن ثابت اور عبداللہ بن ابی ابن سلول منافق تو کھود کھود کر اس کو پوچھتا اور اس پر حاشیے چڑھاتا وہی اس طوفان کا بانی مبانی تھا والذی تولی کبرہ سے وہ اور حمنہ مراد ہیں حضرت عائشہؓ کہتی تھیں کہ ابوبکرؓ نے مسطح (کی یہ شرارت دیکھ کر) اس کے لیے قسم کھائی اب میں اس کو کوئی فائدہ نہ پہنچاؤں گا' تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ولا یاتل اولوا الفضل منکم اخیر آیت تک اولوا الفضل سے ابوبکر صدیقؓ مراد ہیں اولی القربی والمساکین سے مسطح بن اثاثہ اخیر میں یہ ہے لاتحبون ان یغفر اللہ لکم واللہ غفور رحیم ابوبکرؓ نے کہا' کیوں نہیں پروردگار! ہماری تو یہ آرزو ہے کہ تو ہم کو بخشے اور مسطح کو جو دیا کرتے تھے' وہ جاری کر دیا۔

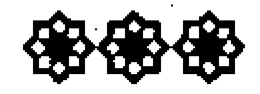
باب وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ

← وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ يُونُسَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ يَرْحَمُ اللَّهُ نِسَاءَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُوَلَ، لَمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ (وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ) شَقَقْنَ مُرُوطَهُنَّ فَاخْتَمَرْنَ بِهِ

ترجمہ۔ اور احمد بن شبیب نے' کہا ہم سے والد (شبیب بن سعید) نے بیان کیا' انہوں نے یونس بن یزید سے' کہا ابن شہاب نے عروہ سے روایت کی' انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا کہ اللہ ان عورتوں پر رحم کرے' جنہوں نے پہلی ہجرت کی تھی جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ اپنی اوڑھنیاں گریبانوں پر ڈالے رہیں (تاکہ سینہ گلا وغیرہ نظر نہ آئے) انہوں نے اپنی چادریں پھاڑ کر اوڑھنیاں بنائیں۔

← حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا كَانَتْ تَقُولُ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ (وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ) أَخَذْنَ أُزُرَهُنَّ فَشَقَّقْنَهَا مِنْ قِبَلِ الْحَوَاشِي فَاخْتَمَرْنَ بِهَا

ترجمہ۔ ہم سے ابونعیم نے بیان کیا' کہا ہم سے ابراہیم بن نافع نے' انہوں نے حسن بن مسلم سے' انہوں نے صفیہ بنت شیبہ سے' کہ حضرت عائشہؓ کہتی تھیں' کہ جب یہ آیت اتری: ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن تو عورتوں نے اپنے تہبند دونوں کناروں سے پھاڑ کر اوڑھنیاں بنالیں۔



سورة الفرقان

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (هَبَاءً مَنْثُورًا) مَا تَسْفِي بِهِ الرِّيحُ (مَدَّ الظِّلَّ) مَا بَيْنَ طُلُوعِ الْفَجْرِ إِلَى طُلُوعِ الشَّمْسِ (سَاكِنًا) دَائِمًا (عَلَيْهِ دَلِيلًا) طُلُوعُ الشَّمْسِ (خِلْفَةً) مَنْ فَاتَهُ مِنَ اللَّيْلِ عَمَلٌ أَدْرَكَهُ بِالنَّهَارِ ، أَوْ فَاتَهُ بِالنَّهَارِ أَدْرَكَهُ بِاللَّيْلِ وَقَالَ الْحَسَنُ (هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا) فِي طَاعَةِ اللَّهِ ، وَمَا شَيْءٌ أَقَرَّ لِعَيْنِ الْمُؤْمِنِ أَنْ يَرَى حَبِيبَهُ فِي طَاعَةِ اللَّهِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (ثُبُورًا) وَيْلًا وَقَالَ غَيْرُهُ السَّعِيرُ مُذَكَّرٌ ، وَالتَّسَعُّرُ وَالاضْطِرَامُ التَّوَقُّدُ الشَّدِيدُ (تُمْلَى عَلَيْهِ) تُقْرَأُ عَلَيْهِ ، مِنْ أَمْلَيْتُ وَأَمْلَلْتُ ، الرَّسُّ الْمَعْدِنُ جَمْعُهُ رِسَاسٌ (مَا يَعْبَأُ) يُقَالُ مَا عَبَأْتُ بِهِ شَيْئًا لَا يُعْتَدُّ بِهِ (غَرَامًا) هَلَاكًا وَقَالَ مُجَاهِدٌ (وَعَتَوْا) طَغَوْا وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ (عَاتِيَةٍ) عَتَتْ عَنِ الْخُزَّانِ

ابن عباسؓ نے کہا' هباء منثورا کا معنی جو چیز ہوا اڑا کر لائے۔ (غبار گرد وغیرہ) مد الظل سے وقت مراد ہے' جو طلوع صبح سے سورج نکلنے تک ہوتا ہے۔ ساکنا کا معنی ہمیشہ علیه دلیلا میں دلیل سے مراد سورج نکلنا خلفة سے یہ مطلب ہے کہ رات کا جو کام نہ ہو سکے وہ دن کو پورا کر سکتا ہے۔ دن کو جو کام نہ ہو سکے وہ رات کو پورا کر سکتا ہے' اور امام حسن بصری نے کہا' قرة اعين کا مطلب یہ ہے کہ ہماری بیبیوں کو اور اولاد کو خدا پرست اپنا تابعدار بنا دے۔ مومن کی آنکھ کی ٹھنڈک اس سے زیادہ کسی بات میں نہیں ہوتی' کہ اس کا محبوب اللہ کی عبادت میں مصروف ہو اور ابن عباسؓ نے کہا' ثبورا کا معنی ہلاکت خرابی اوروں نے سعیر کا لفظ مذکر ہے اور یہ تسعر سے نکلا ہے۔ تسعر اور اضطرام کہتے ہیں۔ آگ کے خوب سلگنے کو (جوش مارنے کو) تملی علیه اس کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں۔ یہ املیت اور امللت سے نکلا ہے۔ الرس کان اس کی جمع رساس آئی ہے۔ بعضوں نے کہا' (س کنواں ملعبا عرب لوگ کہتے ہیں۔ ماعبات بہ شیئا یعنی میں نے اس کی کچھ پرواہ نہیں کی۔ اس کو کوئی چیز نہ سمجھا۔ غراما ہلاکت اور مجاہد نے کہا' عتوا کا معنی شرارت اور سفیان بن عیینہ نے کہا' عاتیة کا معنی یہ ہے کہ اس نے خزانہ دار فرشتوں کا کہنا نہ سنا۔

باب قَوْلِهِ الَّذِينَ يُحْشَرُونَ عَلَى وُجُوهِهِمْ إِلَى جَهَنَّمَ أُولَئِكَ شَرٌّ مَكَانًا وَأَضَلُّ سَبِيلًا

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رضي الله عنه أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ يُحْشَرُ الْكَافِرُ عَلَى وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ أَلَيْسَ الَّذِي أَمْشَاهُ عَلَى الرِّجْلَيْنِ فِي الدُّنْيَا قَادِرًا عَلَى أَنْ يُمْشِيَهُ عَلَى وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ قَتَادَةُ بَلَى وَعِزَّةِ رَبِّنَا

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا' کہا ہم سے یونس بن محمد بغدادی نے' کہا ہم سے شیبان بن عبدالرحمن نے' انہوں نے قتادہ سے کہا ہم سے انس بن مالکؓ نے بیان کیا' کہ ایک شخص (نام نامعلوم) نے عرض کیا' یارسول اللہ! قیامت کے دن کافر اپنے منہ کے بل حشر کیسے جائینگے۔ آپؐ نے فرمایا' جس پروردگار نے آدمی کو دو پاؤں پر چلایا' کیا وہ اسکو قیامت کے دن منہ کے بل نہیں چلا سکتا؟ قتادہ نے کہا' کیوں نہیں قسم ہمارے پروردگار کی عزت وجلال کی۔

باب قَوْلِهِ وَالَّذِينَ لا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا الْعُقُوبَةَ

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ وَسُلَيْمَانُ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مَيْسَرَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ وَحَدَّثَنِي وَاصِلٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رضي الله عنه قَالَ سَأَلْتُ أَوْ سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم أَيُّ الذَّنْبِ عِنْدَ اللَّهِ أَكْبَرُ قَالَ أَنْ تَجْعَلَ لِلَّهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ أَنْ تُزَانِيَ بِحَلِيلَةِ جَارِكَ قَالَ وَنَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ تَصْدِيقًا لِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم (وَالَّذِينَ لا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلا يَزْنُونَ)

ترجمہ۔ ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے' انہوں نے سفیان ثوری سے' کہا مجھ سے منصور بن معتمر اور سلیمان اعمش نے' انہوں نے ابووائل سے' انہوں نے ابومیسرہ عمرو بن شرحبیل سے' انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے سفیان ثوری نے کہا' اور مجھ سے واصل بن حیان نے بیان کیا' انہوں نے ابووائل (شقیق بن سلمہ) سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے' انہوں نے کہا' میں نے یا اور کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کونسا گناہ اللہ کے نزدیک بہت بڑا ہے۔ آپ ؐ نے فرمایا' یہ کہ تو اللہ کا شریک کسی کو بنائے۔ حالانکہ اللہ ہی نے تجھ کو پیدا کیا۔ میں نے پوچھا' اس کے بعد کونسا گناہ؟ آپ ؐ نے فرمایا یہ کہ تو اپنی اولاد کو اس ڈر سے مار ڈالے کہ اس کو (کھلانا' پلانا) پڑے گا۔ میں نے پوچھا' پھر کونسا گناہ؟ آپ ؐ نے فرمایا' کہ اپنے پڑوسی کی جورو سے حرام کاری کرنا۔ عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ قرآن کی یہ آیت والذین لایدعون مع اللہ الھا اخر ولا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق اس حدیث کی تصدیق میں اتری۔

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي الْقَاسِمُ بْنُ أَبِي بَزَّةَ أَنَّهُ سَأَلَ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ هَلْ لِمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا مِنْ تَوْبَةٍ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ (وَلا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ) فَقَالَ سَعِيدٌ قَرَأْتُهَا عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ كَمَا قَرَأْتَهَا عَلَيَّ فَقَالَ هَذِهِ مَكِّيَّةٌ نَسَخَتْهَا آيَةٌ مَدَنِيَّةٌ، الَّتِي فِي سُورَةِ النِّسَاءِ

ترجمہ۔ ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی۔ ان کو ابن جریج نے' کہا مجھ کو قاسم بن ابی بزہ نے' خبر دی انہوں نے سعید بن جبیر سے' پوچھا کہ جو شخص کسی مسلمان کا جان بوجھ کر خون کرے اس کی توبہ ہوگی یا نہیں۔ (سعید نے کہا نہیں) میں نے ان کو (سورہ فرقان کی) یہ آیت سنائی۔ ولا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق سعید نے کہا' میں نے بھی یہ آیت ابن عباس کو سنائی تھی۔ انہوں نے کہا' یہ آیت مکہ میں اتری ہے۔ اس کے بعد والی آیت ومن یقتل مومنا متعمدا لے جو سورہ نساء میں ہے اور مدینہ میں اتری اس کو منسوخ کر دیا۔

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْكُوفَةِ فِي قَتْلِ الْمُؤْمِنِ، فَرَحَلْتُ فِيهِ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، فَقَالَ نَزَلَتْ فِي آخِرِ مَا نَزَلَ وَلَمْ يَنْسَخْهَا شَيْءٌ

ترجمہ۔ مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا۔ کہا ہم سے غندر (محمد بن جعفر نے' کہا ہم سے شعبہ نے' انہوں نے مغیرہ

بن نعمان سے' انہوں نے سعید بن جبیر سے' انہوں نے کہا' کوفہ والوں نے مومن کا خون کرنے میں اختلاف کیا۔ آخر میں سفر کر کے ابن عباسؓ کے پاس گیا۔ ان سے پوچھا' تو انہوں نے کہا' یہ آیت ومن یقتل مومنا متعمدا اخیر میں اتری ہے کسی دوسری آیت سے منسوخ نہیں ہوئی۔

حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رضى الله عنهما عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى (فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ) قَالَ لاَ تَوْبَةَ لَهُ وَعَنْ قَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ (لاَ يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ) قَالَ كَانَتْ هَذِهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ

ترجمہ۔ ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے' کہا ہم سے منصور نے' انہوں نے سعید بن جبیر سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' میں نے ابن عباسؓ سے پوچھا یہ جو (قاتل مومن کے لیے) سورہ نساء میں ہے' فجزاء ہ جھنم اس کا کیا مطلب ہے۔ انہوں نے کہا' یہی کہ اس کی توبہ قبول نہ ہوگی اور میں نے ابن عباسؓ سے سورہ فرقان کی اس آیت کو پوچھا' والذین لایدعون مع الله الھا اخیر تک۔ انہوں نے کہا' یہ آیت اس باب میں ہے۔ جس نے کفر اور جاہلیت کے زمانہ میں مسلمانوں کا خون کیا۔

باب قَوْلِهِ يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدْ فِيهِ مُهَانًا

حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قَالَ ابْنُ أَبْزَى سَلِ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى (وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ) وَقَوْلِهِ (لاَ يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلاَّ بِالْحَقِّ) حَتَّى بَلَغَ (إِلاَّ مَنْ تَابَ) فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ لَمَّا نَزَلَتْ قَالَ أَهْلُ مَكَّةَ فَقَدْ عَدَلْنَا بِاللَّهِ وَقَتَلْنَا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلاَّ بِالْحَقِّ وَأَتَيْنَا الْفَوَاحِشَ ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ (إِلاَّ مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلاً صَالِحًا) إِلَى قَوْلِهِ (غَفُورًا رَحِيمًا).

ترجمہ۔ ہم سے سعد بن حفص نے بیان کیا' کہا ہم سے شیبان نے' انہوں نے منصور سے' انہوں نے سعید بن جبیر سے' انہوں نے کہا' مجھ سے عبدالرحمن بن ابزیٰ نے (جو صحابی تھے)۔ بیان کیا' عبداللہ بن عباسؓ سے کسی نے (سورہ نساء کی) اس آیت کے متعلق پوچھا' ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاء ہ جھنم اور اس آیت کو وہ ولا یقتلون النفس التی حرم الله الا بالحق اخیر تک الا من تاب وامن وعمل صالحا تک۔ انہوں نے کہا' جب یہ آیت اتری تو مکہ کے کافر کہنے لگے ہم نے تو اللہ تعالے کے برابر دوسروں کو کیا ہے۔ (یعنی شرک کیا ہے)۔ اور ناحق خون بھی کیا ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا اور بے حیائی کے کام بھی کیے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔ الا من تاب وامن و عمل صالحا اخیر آیت غفورا رحیما تک۔

باب إِلاَّ مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلاً صَالِحًا فَأُولَئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا

حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ أَمَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبْزَى أَنْ أَسْأَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ هَاتَيْنِ الآيَتَيْنِ (وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا) ، فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ لَمْ يَنْسَخْهَا شَىْءٌ . وَعَنْ (وَالَّذِينَ لاَ يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ) قَالَ نَزَلَتْ فِي أَهْلِ الشِّرْكِ

ترجمہ۔ ہم سے عبدان نے بیان کیا' کہا ہم کو والد (عثمان نے خبر دی انہوں نے شعبہ سے' انہوں نے منصور سے' انہوں نے سعید بن جبیر سے' انہوں نے کہا' عبدالرحمن ابن ابزی (صحابی) نے مجھ سے کہا' تم عبداللہ بن عباسؓ سے ان دو آیتوں کا مطلب پوچھو۔ ومن یقتل مومنا متعمدا (ایک آیت) انہوں نے کہا' یہ آیت منسوخ نہیں ہے۔ (دوسری آیت) والذین لایدعون مع اللہ الھا اخر انہوں نے کہا' یہ آیت مشرکوں کے باب میں اتری ہے۔ (جو شرک کی حالت میں مسلمان کا خون کریں)۔

باب فَسَوْفَ یَكُونُ لِزَامًا هَلَكَةً

← حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ خَمْسٌ قَدْ مَضَيْنَ الدُّخَانُ وَالْقَمَرُ وَالرُّومُ وَالْبَطْشَةُ وَاللِّزَامُ (فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا).

ترجمہ۔ ہم سے عمرو بن غیاث نے بیان کیا' کہا ہم سے والد نے' کہا ہم سے اعمش نے' کہا ہم سے مسلم بن صبیح نے' انہوں نے مسروق سے کہ عبداللہ بن مسعود نے' کہا' پانچ نشانیاں (قیامت کی) گزر چکی ہیں۔ ایک تو دھواں دوسرے چاند کا پھٹنا' تیسرے رومیوں کا (ایرانیوں سے مغلوب ہونا) جس کا ذکر اس آیت میں ہے۔ الم غلبت الروم چوتھے بطشہ (یعنی پکڑ) پانچویں لزام۔

تشریح حدیث

حدیث الباب میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ علامات قیامت میں سے پانچ چیزیں گزر چکی ہیں: (۱) دخان (۲) شق القمر (۳) روم پر غلبہ (۴) بطشہ (۵) لزام

دخان کا ذکر سورۃ دخان میں ہے "فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین" شق القمر کا تذکرہ سورۃ قمر میں ہے "اقتربت الساعۃ وانشق القمر" روم کا تذکرہ سورۃ روم میں ہے "الم غُلِبَتِ الرومُ فی ادنی الارضِ" بطشہ کا ذکر سورۃ دخان میں ہے "یوم نبطش البطشۃ الکبریٰ انا منتقمون" اور لزام کا ذکر سورۃ فرقان کی آیت باب میں ہے۔

ان میں دو علامات تو بالاتفاق گزر چکی ہیں۔ ایک شق القمر اور دوم رومیوں کی مغلوبیت' البتہ باقی تین دخان' بطشہ اور لزام کے بارے میں اختلاف ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک دخان سے مراد دھواں ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قریش کو بھوک کی شدت کی وجہ سے محسوس ہوتا تھا اور بطشہ سے ان کے نزدیک غزوۂ بدر کے موقع پر کفار کا قتال مراد ہے اور لزام سے ان کا قید و گرفتار ہونا مراد ہے۔

لیکن دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ دخان سے مراد وہ دھواں ہے جو قرب قیامت میں اُٹھے گا اور تمام لوگوں پر چھا جائے گا۔ البتہ صلحاء کو اس کا اثر بہت ہلکا محسوس ہوگا جبکہ کفار اور منافقین اس کے اثر سے بیہوش ہو جائیں گے۔ اسی طرح بطشہ اور لزام سے قیامت کے دن کفار کو پکڑ کر جہنم میں ڈالنا اور ان کا ہلاک ہونا مراد ہے۔

لیکن ان میں کوئی تضاد نہیں' دونوں توجیہیں مراد ہو سکتی ہیں۔

سورة الشُّعَرَاءِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ (تَعْبَثُونَ) تَبْنُونَ (هَضِيمٌ) يَتَفَتَّتُ إِذَا مُسَّ مُسَحَّرِينَ الْمَسْحُورِينَ لَيْكَةُ وَالْأَيْكَةُ جَمْعُ أَيْكَةٍ ، وَهِيَ جَمْعُ شَجَرٍ (يَوْمِ الظُّلَّةِ) إِظْلَالُ الْعَذَابِ إِيَّاهُمْ (مَوْزُونٍ) مَعْلُومٍ (كَالطَّوْدِ) الْجَبَلِ الشِّرْذِمَةُ طَائِفَةٌ قَلِيلَةٌ (فِي السَّاجِدِينَ) الْمُصَلِّينَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ) كَأَنَّكُمْ الرِّيعُ الْأَيْفَاعُ مِنَ الْأَرْضِ وَجَمْعُهُ رِيعَةٌ وَأَرْيَاعٌ ، وَاحِدُ الرِّيَعَةِ (مَصَانِعَ) كُلُّ بِنَاءٍ فَهُوَ مَصْنَعَةٌ (فَرِهِينَ) مَرِحِينَ ، فَارِهِينَ بِمَعْنَاهُ وَيُقَالُ فَارِهِينَ حَاذِقِينَ (تَعْثَوْا) أَشَدُّ الْفَسَادِ عَاثَ يَعِيثُ عَيْثًا الْجِبِلَّةُ الْخَلْقُ ، جُبِلَ خُلِقَ ، وَمِنْهُ جُبُلًا وَجِبِلًا وَجُبْلًا ، يَعْنِي الْخَلْقَ

مجاہد نے کہا' تعبثون کا معنی بناتے ہو۔ھضیم وہ چیز جو چھونے سے ریزہ ریزہ ہو جائے۔مسحرین کا معنی جادو کیے گئے۔لیکۃ اور ایکۃ جمع ہے۔ایکہ کی اور ایکہ جمع ہے۔شجر۔(یعنی درخت کی)۔یوم الظلۃ یعنی وہ دن جس دن عذاب نے ان پر سایہ کیا تھا۔موزون کا معنی ہے معلوم کالطود یعنی پہاڑ کی طرح الشرذمۃ چھوٹا گروہ فی الساجدین نمازیوں میں۔ابن عباسؓ نے کہا' لعلکم تخلدون کا معنی یہ ہے جیسے کہ ہمیشہ (دنیا میں) رہو گے۔ریع بلند زمین جیسے ٹیلہ (ٹبہ) ریع مفرد ہے۔اس کی جمع ریعہ اور ارباع آتی ہے۔مصانع ہر عمارت کو کہیں گے۔(یا اونچے اونچے محلوں کو فرھین کا معنی اتراتے ہوئے خوش خرم فارھین کا بھی یہی معنی ہے۔بعضوں نے کہا' فارھین کا بھی یہی معنی ہے۔بعضوں نے کہا' فارھین کا معنی کاریگر' ہوشیار' تجربہ کار تعثو جیسے عاث یعیث عیثاً' عیث کہتے ہیں' فساد کرنے کو (دھندہ مچانا) تعثوا کا بھی وہی معنی ہے۔یعنی سخت فساد نہ کرو۔والجبلۃ خلقت جبل یعنی پیدا کیا گیا۔اسی سے جبلا اور جبلا اور جبلا نکلا ہے۔یعنی خلقت۔

باب وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ

← وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم قَالَ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ رَأَى أَبَاهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهِ الْغَبَرَةُ وَالْقَتَرَةُ الْغَبَرَةُ هِيَ الْقَتَرَةُ

ترجمہ۔اور ابراہیم بن طہمان نے ابن ابی ذئب سے روایت کی' انہوں نے سعید بن ابی سعید مقبری سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت سے' آپؐ نے فرمایا' ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ (آذر یا تارخ) کو قیامت کے دن گرد آلود دیکھیں گے اور کالا کلوٹا۔امام بخاری نے کہا غبرۃ اور قترۃ دونوں کے ایک ہی معنی ہیں۔

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا أَخِي عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ يَلْقَى إِبْرَاهِيمُ أَبَاهُ فَيَقُولُ يَا رَبِّ إِنَّكَ وَعَدْتَنِي أَنْ لَا تُخْزِيَنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ فَيَقُولُ اللَّهُ إِنِّي حَرَّمْتُ الْجَنَّةَ عَلَى الْكَافِرِينَ

ترجمہ۔ ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا ہم سے بھائی عبدالحمید نے انہوں نے ابن ابی ذئب سے انہوں نے سعید بن مقبری سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا ابراہیم (قیامت کے دن) اپنے باپ سے ملیں گے (ان کو برے حال میں پائیں گے) وہ پروردگار سے عرض کریں گے مالک میرے تو نے (دنیا میں) مجھ سے وعدہ فرمالیا تھا کہ حشر کے دن مجھ کو ذلیل نہیں کرے گا اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے کافروں پر بہشت حرام کردی ہے۔

باب وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ (أَلِنْ جَانِبَكَ)

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ (وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ) صَعِدَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَى الصَّفَا فَجَعَلَ يُنَادِي يَا بَنِي فِهْرٍ، يَا بَنِي عَدِيٍّ لِبُطُونِ قُرَيْشٍ حَتَّى اجْتَمَعُوا، فَجَعَلَ الرَّجُلُ إِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَخْرُجَ أَرْسَلَ رَسُولًا لِيَنْظُرَ مَا هُوَ، فَجَاءَ أَبُو لَهَبٍ وَقُرَيْشٌ فَقَالَ أَرَأَيْتَكُمْ لَوْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ خَيْلًا بِالْوَادِي تُرِيدُ أَنْ تُغِيرَ عَلَيْكُمْ، أَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ قَالُوا نَعَمْ، مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ إِلَّا صِدْقًا قَالَ فَإِنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ فَقَالَ أَبُو لَهَبٍ تَبًّا لَكَ سَائِرَ الْيَوْمِ، أَلِهَذَا جَمَعْتَنَا فَنَزَلَتْ (تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ ٭ مَا أَغْنَى عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ)

ترجمہ۔ ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا' کہا ہم سے والد نے' کہا ہم سے اعمش نے' کہا مجھ سے عمرو بن مرہ نے' انہوں نے سعید بن جبیر سے' انہوں نے ابن عباسؓ سے' انہوں نے کہا' جب یہ آیت اتری۔ وانذر عشیرتک الاقربین (یعنی اپنے نزدیک والے رشتہ داروں کو اللہ کے عذاب سے ڈرا)۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفا پہاڑ پر چڑھ گئے اور آواز دینے لگے۔ اے فہر کی اولاد۔ اے عدی کی اولاد۔ سب قریش کے خاندانوں کو پکارا' وہ جمع ہوگئے۔ جو کوئی خود نہ آسکا' اس نے اپنی طرف سے ایک آدمی بھیج دیا' دیکھے تو کیا معاملہ ہے۔ ابولہب خود آیا' قریش کے دوسرے لوگ بھی آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' دیکھو اگر میں تم سے بیان کروں۔ کچھ سوار تم پر حملہ کرنے کو اس نالے میں جمع ہیں' تو تم میری بات سچ مانو گے۔ انہوں نے کہا' بیشک ہم نے تم کو ہمیشہ سچ ہی بولتے دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا' تو میں تم کو اس سخت عذاب سے ڈراتا ہوں' جو تمہارے سامنے آنے والا ہے۔ یہ سن کر ابولہب (مردود) کہنے لگا۔ ارے سارے دن تیری خرابی ہو تو نے اسی بات کے لیے ہم کو اکٹھا کیا۔ اس وقت یہ سورت اتری کہ ابولہب کے دونوں ہاتھ تباہ ہوں' وہ خود بھی تباہ ہو' اور اس کا مال دولت جو کچھ کمایا اس کے کام نہ آیا۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم حِينَ أَنْزَلَ اللَّهُ (وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ) قَالَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ أَوْ

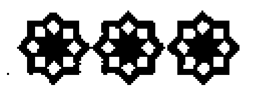
كَلِمَةً نَحْوَهَا اشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ ، لاَ أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا ، يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ ، لاَ أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا ، يَا عَبَّاسُ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ، لاَ أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا ، وَيَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُولِ اللّٰهِ ، لاَ أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَيَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَلِينِي مَا شِئْتِ مِنْ مَالِي ، لاَ أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا تَابَعَهُ أَصْبَغُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

ترجمہ۔ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' کہا ہم کے شعیب نے خبر دی۔انہوں نے زہری سے' کہا مجھ کو سعید بن مسیّب اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی۔کہ ابو ہریرہؓ نے کہا' جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری' وانذر عشیرتک الاقربین تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے' اے قریش کے لوگو! یا کچھ ایسا ہی کلمہ کہا' تم اپنی اپنی جانوں کو مول لو۔(بچاؤ) میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آنے کا۔اے عبد مناف کے بیٹو! اللہ کے سامنے میں تمہارے کچھ کام نہیں آنے کا۔اے عباس عبدالمطلب کے بیٹے اللہ کے سامنے میں تمہارے کچھ کام نہیں آنے کا۔اے صفیہ میری پھوپھی میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آنے کا۔اے فاطمہؓ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی میرے مال میں سے جو تو چاہے مانگ لے۔(میں دے دوں گا)۔مگر اللہ کے سامنے میں تیرے کچھ کام نہیں آنے کا۔ابوالیمان کے ساتھ اس حدیث کو اصبغ بن فرج نے بھی عبداللہ بن وہب سے' انہوں نے یونسؒ سے' انہوں نے ابن شہاب سے روایت کیا ہے۔

سورة النَّمْلِ

وَالْخَبْءُ مَا خَبَأْتَ (لاَ قِبَلَ) لاَ طَاقَةَ الصَّرْحُ كُلُّ مِلاَطٍ اتُّخِذَ مِنَ الْقَوَارِيرِ ، وَالصَّرْحُ الْقَصْرُ ، وَجَمَاعَتُهُ صُرُوحٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (وَلَهَا عَرْشٌ) سَرِيرٌ (كَرِيمٌ) حُسْنُ الصَّنْعَةِ ، وَغَلاَءُ الثَّمَنِ (مُسْلِمِينَ) طَائِعِينَ (رَدِفَ) اقْتَرَبَ (جَامِدَةً) قَائِمَةً (أَوْزِعْنِي) اجْعَلْنِي وَقَالَ مُجَاهِدٌ (نَكِّرُوا) غَيِّرُوا (وَأُوتِينَا الْعِلْمَ) يَقُولُهُ سُلَيْمَانُ الصَّرْحُ بِرْكَةُ مَاءٍ ضَرَبَ عَلَيْهَا سُلَيْمَانُ قَوَارِيرَ ، أَلْبَسَهَا إِيَّاهُ

الخبء پوشیدہ(چھپی) چیز لاقبل طاقت نہیں الصرح کانچ کا گارا اور صرح محل کو بھی کہتے ہیں۔اس کی جمع صروح ہے۔ابن عباسؓ نے کہا' ولها عرش عظیم کا یہ معنی ہے کہ اس کا تخت نہایت عمدہ اچھی کاریگری کا بیش قیمت ہے۔ مسلمین تابعدار ہو کر ردف نزدیک آ پہنچا جامدة اپنی جگہ پر قائم اوزعنی مجھ کو کردے اور مجاہد نے کہا' نکروا کا معنی اس کا روپ بدل ڈالو۔واوتینا العلم یہ حضرت سلیمان کا مقولہ ہے(بعضوں نے کہا' بلقیس کا) صرح پانی کا ایک حوض تھا۔حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کو شیشوں سے ڈھانپ دیا تھا۔دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا' جیسے پانی بھرا ہے۔



سورة القَصَص

(كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ) إِلَّا مُلْكَهُ ، وَيُقَالُ إِلَّا مَا أُرِيدَ بِهِ وَجْهُ اللَّهِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ (الْأَنْبَاءُ) الْحُجَجُ

کل شیئ هالک الاوجهه میں وجہ سے اس کی سلطنت مراد ہے۔(بعضوں نے کہا ذات) بعضوں نے کہا' جو نیک اعمال اس کی رضامندی کے لیے کیے جائیں۔مجاہد نے کہا' الانباء سے دلیلیں مراد ہیں۔

باب قَوْلِهِ إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةُ جَاءَهُ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَوَجَدَ عِنْدَهُ أَبَا جَهْلٍ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أُمَيَّةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ ، فَقَالَ أَيْ عَمِّ قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ، كَلِمَةً أُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللَّهِ فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ أَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَعْرِضُهَا عَلَيْهِ ، وَيُعِيدَانِهِ بِتِلْكَ الْمَقَالَةِ حَتَّى قَالَ أَبُو طَالِبٍ آخِرَ مَا كَلَّمَهُمْ عَلَى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ، وَأَبَى أَنْ يَقُولَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم وَاللَّهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أُنْهَ عَنْكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ (مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ) وَأَنْزَلَ اللَّهُ فِي أَبِي طَالِبٍ ، فَقَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم (إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (أُولِي الْقُوَّةِ) لَا يَرْفَعُهَا الْعُصْبَةُ مِنَ الرِّجَالِ (لَتَنُوءُ) لَتُثْقِلُ (فَارِغًا) إِلَّا مِنْ ذِكْرِ مُوسَى (الْفَرِحِينَ) الْمَرِحِينَ (قُصِّيهِ) اتَّبِعِي أَثَرَهُ ، وَقَدْ يَكُونُ أَنْ يَقُصَّ الْكَلَامَ (نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ) (عَنْ جُنُبٍ) عَنْ بُعْدٍ عَنْ جَنَابَةٍ وَاحِدٌ ، وَعَنِ اجْتِنَابٍ أَيْضًا ، يَبْطِشُ وَيَبْطُشُ (يَأْتَمِرُونَ) يَتَشَاوَرُونَ الْعُدْوَانُ وَالْعَدَاءُ وَالتَّعَدِّي وَاحِدٌ (آنَسَ) أَبْصَرَ الْجِذْوَةُ قِطْعَةٌ غَلِيظَةٌ مِنَ الْخَشَبِ ، لَيْسَ فِيهَا لَهَبٌ ، وَالشِّهَابُ فِيهِ لَهَبٌ وَالْحَيَّاتُ أَجْنَاسٌ الْجَانُّ وَالْأَفَاعِي وَالْأَسَاوِدُ (رِدْءًا) مُعِينًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (يُصَدِّقُنِي) وَقَالَ غَيْرُهُ (سَنَشُدُّ) سَنُعِينُكَ كُلَّمَا عَزَّزْتَ شَيْئًا فَقَدْ جَعَلْتَ لَهُ عَضُدًا مَقْبُوحِينَ مُهْلَكِينَ (وَصَّلْنَا) بَيَّنَّاهُ وَأَتْمَمْنَاهُ (يُجْبَى) يُجْلَبُ (بَطِرَتْ) أَشِرَتْ (فِي أُمِّهَا رَسُولًا) أُمُّ الْقُرَى مَكَّةُ وَمَا حَوْلَهَا (تُكِنُّ) تُخْفِي أَكْنَنْتُ الشَّيْءَ أَخْفَيْتُهُ ، وَكَنَنْتُهُ أَخْفَيْتُهُ وَأَظْهَرْتُهُ (وَيْكَأَنَّ اللَّهَ) مِثْلُ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ (يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ) يُوَسِّعُ عَلَيْهِ وَيُضَيِّقُ عَلَيْهِ

ترجمہ۔ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی۔انہوں نے زہری سے' کہا مجھ کو سعید بن مسیب نے خبر دی۔انہوں نے اپنے والد سے' انہوں نے کہا' جب ابوطالب مرنے لگے' تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے۔وہاں دیکھا' تو ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ (کافروں کے رئیس) بیٹھے ہوئے

ہیں۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (ابوطالب سے) فرمایا' چچا میاں! تم ایک کلمہ لا الٰہ الا اللہ کہہ لو میں (قیامت کے دن) اللہ جل جلالہ کے سامنے تمہاری (نجات کے لیے) سند پیش کروں گا۔ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ کہنے لگے۔ابو طالب کیا تم عبدالمطلب کا دین چھوڑتے ہو۔آخر ابوطالب نے اخیر بات جو کی وہ یہ تھی کہ میں عبدالمطلب کے دین پر مرتا ہوں' اور لا الٰہ الا اللہ کہنا قبول نہ کیا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اچھا خیر (جو ہونا تھا وہ ہوا) میں تو خدا کی قسم تمہارے لیے اس وقت تک دعا کرتا رہوں گا۔جب تک اس سے منع نہ کیا جاؤں۔تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔ ومکان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین اور ابوطالب کے باب میں یہ آیت اتری انک لاتھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء ابن عباسؓ نے کہا' لتنوء بالعصبة اولی القوة سے یہ مراد ہے کہ کئی زور دار آدمی مل کر بھی اس کی کنجیاں نہیں اٹھا سکتے۔لتنوء کا معنی بوجھل ہوتی تھیں۔فارغا کا معنی یہ ہے کہ موسیٰ کی ماں کے دل میں موسیٰ کے سوا اور کوئی خیال نہیں رہا تھا۔الفرحین کا معنی خوش اتراتے ہوئے قصیہ یعنی اس کے پیچھے پیچھے چلی جا کبھی قص کے معنی بیان کرنے کے ہوتے ہیں۔جیسے (سورہ یوسف میں) فرمایا' نحن نقص علیک' عن جنب یعنی دور سے عن جنابة کا بھی یہی معنی ہے اور عن اجتناب کا بھی یہی ہے۔یبطش بکسرہ طاء اور یبطش بہ ضمہ طاء دونوں قرائتیں ہیں۔یاتمرون مشورہ کر رہے ہیں۔عدوان اور عداء اور تعدی سب کا ایک ہی معنی ہے۔(یعنی حد سے بڑھ جانا ظلم کرنا)۔انس کا معنی دیکھا جذوة لکڑی کا موٹا ٹکڑا جس کے سرے پر آگ لگی ہو۔(سب نہ سلگی ہو)۔اور شہاب (جو دوسری آیت میں ہے او اتیکم بشھاب اس سے مراد چنگاری ہے۔سانپوں کی کئی قسمیں ہیں۔جان (پتلا باریک سانپ) افعی اسود (ثعبان) ردا یعنی مددگار' پشت پناہ' ابن عباسؓ نے یصدقنی بضمہ قاف پڑھا ہے۔اوروں نے کہا' سنشد کا معنی یہ ہے کہ ہم تیری مدد کریں گے۔عرب لوگوں کا محاورہ ہے' جب کسی کو زور دیتے ہیں' تو کہتے ہیں کہ جعلناہ عضدا مقبوحین کا معنی ہلاک کیے گئے۔وصلنا ہم نے اس کو بیان پورا کیا۔یجبی کھینچے آتے ہیں۔بطرت شرارت کی فی امھا رسولا ام القری مکہ کو اور اس کے اردگرد کو کہتے ہیں۔تکن کا معنی چھپاتی ہیں۔عرب لوگ کہتے ہیں۔اکننت الشیئی یعنی میں نے اس کو چھپا لیا کننتہ کا بھی یہی معنی ہے اور کبھی کننتہ اور کننتہ کا معنی یہ بھی آتا ہے کہ میں نے اس کو ظاہر کر دیا۔ویکان اللہ کا معنی الم تران اللہ کا ہے' یعنی کیا تو نے نہیں دیکھا یبسط الرزق لمن یشاء ویقدر یعنی جس کو چاہتا ہے' فراغت سے روزی دیتا ہے' جس کو چاہتا ہے' تنگی سے دیتا ہے۔

باب إِنَّ الَّذِی فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْآنَ الآیَةَ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا یَعْلَی حَدَّثَنَا سُفْیَانُ الْعُصْفُرِیُّ عَنْ عِکْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (لَرَادُّکَ إِلَی مَعَادٍ) قَالَ إِلَی مَکَّةَ

ترجمہ۔ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا کہا ہم کو یعلی ابن عبید نے خبر دی کہا ہم سے سفیان بن دینار عصفری نے بیان کیا انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباس سے انہوں نے کہا لرادک الی معاد کا مطلب یہ ہے کہ اللہ پھر تجھ کو مکہ میں لے جائیگا۔

سورة العَنكَبُوتِ

قَالَ مُجَاهِدٌ (وَكَانُوا مُسْتَبْصِرِينَ) ضَلَلَةً (فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ) عَلِمَ اللّٰهُ ذٰلِكَ ، إِنَّمَا هِيَ بِمَنْزِلَةِ فَلِيَمِيزَ اللّٰهُ كَقَوْلِهِ (لِيَمِيزَ اللّٰهُ الْخَبِيثَ) (أَثْقَالًا مَعَ أَثْقَالِهِمْ) أَوْزَارِهِمْ

مجاہد نے کہا وکانوا مستبصرین کا یہ معنی ہے کہ وہ گمراہ تھے اور اپنے تئیں ہدایت پر سمجھتے تھے۔ فلیعلمن اللہ میں علم سے یعنی کھول کر بتا دینا مراد ہے جیسے لیمیز اللہ الخبیث میں اثقالا مع اثقالهم یعنی اپنے بوجھوں کے ساتھ دوسرے بوجھ۔

سورة الرُّوم

(فَلَا يَرْبُو) مَنْ أَعْطَى يَبْتَغِي أَفْضَلَ فَلَا أَجْرَ لَهُ فِيهَا قَالَ مُجَاهِدٌ (يُحْبَرُونَ) يُنَعَّمُونَ (يَمْهَدُونَ) يُسَوُّونَ الْمَضَاجِعَ ، الْوَدْقُ الْمَطَرُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (هَلْ لَكُمْ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ) فِي الْآلِهَةِ ، وَفِيهِ (تَخَافُونَهُمْ) أَنْ يَرِثُوكُمْ كَمَا يَرِثُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا (يَصَّدَّعُونَ) يَتَفَرَّقُونَ ، (فَاصْدَعْ) وَقَالَ غَيْرُهُ ضُعْفٌ وَضَعْفٌ لُغَتَانِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ (السُّوأَى) الْإِسَاءَةُ ، جَزَاءُ الْمُسِيئِينَ

فلا یربوا یعنی جو سود پر قرض دیتے ان کو کچھ ثواب نہیں ملنے کا۔ مجاہد نے کہا یحبرون کا معنی نعمتیں دیے جائینگے۔ فلانفسهم یمهدون یعنی اپنے لیے بستر ے (بچھونے) بچھاتے ہیں۔ (قبر میں یا بہشت میں) الودق مینہ ابن عباسؓ نے کہا یہ آیت هل لكم مما ملكت ايمانكم اللہ اور بتوں کی مثال میں اتری ہے۔ تخافونهم یعنی تم اپنے لونڈی غلاموں سے کیا یہ خوف کرتے ہو کہ وہ تمہارے وارث بن جائینگے۔ جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہو۔ یصدعون جدا جدا ہو جائینگے۔ فاصدع کا معنی حق بات کھول کر بیان کر دے اور لوگوں نے کہا ضعف بہ ضمہ ضاد اور ضعف بہ فتحہ ضاد (دونوں قرائتیں ہیں)۔ دونوں طرح لغت میں آیا ہے۔ مجاہد نے اسوای کا معنی برائی یعنی برائی کرنیوالوں کو بدلہ ملے گا۔

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ وَالْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يُحَدِّثُ فِي كِنْدَةَ فَقَالَ يَجِيءُ دُخَانٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَأْخُذُ بِأَسْمَاعِ الْمُنَافِقِينَ وَأَبْصَارِهِمْ ، يَأْخُذُ الْمُؤْمِنَ كَهَيْئَةِ الزُّكَامِ فَفَزِعْنَا ، فَأَتَيْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ ، وَكَانَ مُتَّكِئًا ، فَغَضِبَ فَجَلَسَ فَقَالَ مَنْ عَلِمَ فَلْيَقُلْ ، وَمَنْ لَمْ يَعْلَمْ فَلْيَقُلِ اللّٰهُ أَعْلَمُ فَإِنَّ مِنَ الْعِلْمِ أَنْ يَقُولَ لِمَا لَا يَعْلَمُ لَا أَعْلَمُ فَإِنَّ اللّٰهَ قَالَ لِنَبِيِّهِ صلی الله علیه وسلم (قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ) وَإِنَّ قُرَيْشًا أَبْطَئُوا عَنِ الْإِسْلَامِ فَدَعَا عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم فَقَالَ اللّٰهُمَّ أَعِنِّي عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوسُفَ ، فَأَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ حَتَّى هَلَكُوا فِيهَا ، وَأَكَلُوا الْمَيْتَةَ وَالْعِظَامَ وَيَرَى الرَّجُلُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ ، فَجَاءَهُ أَبُو سُفْيَانَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ جِئْتَ تَأْمُرُنَا بِصِلَةِ الرَّحِمِ ، وَإِنَّ قَوْمَكَ قَدْ

هَلَكُوا فَادْعُ اللّٰهَ ، فَقَرَأَ (فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ) إِلَى قَوْلِهِ (عَائِدُونَ) أَفَيُكْشَفُ عَنْهُمْ عَذَابُ الْآخِرَةِ إِذَا جَاءَ ثُمَّ عَادُوا إِلَى كُفْرِهِمْ فَذَٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى (يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَى) يَوْمَ بَدْرٍ وَلِزَامًا يَوْمَ بَدْرٍ (الم غُلِبَتِ الرُّومُ) إِلَى (سَيَغْلِبُونَ) وَالرُّومُ قَدْ مَضَى

ترجمہ۔ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان ثوری نے' کہا ہم سے منصور اور اعمش نے' انہوں نے ابوالضحیٰ سے انہوں نے مسروق سے' انہوں نے کہا' کندہ میں ایک شخص (نام نامعلوم) یہ بیان کر رہا تھا کہ قیامت کے دن دھواں آئے گا۔جس سے منافقوں کے تو آنکھ بالکل بیکار ہو جائیں گے۔(اندھے بہرے بن جائیں گے)۔اور مومنوں کو زکام کی سی کیفیت پیدا ہوگی۔یہ سن کر ہم گھبرا گئے۔میں عبداللہ بن مسعود پاس آیا' وہ تکیہ لگائے بیٹھے تھے' وہ غصے ہو گئے اور سیدھے ہو بیٹھے۔انہوں نے کہا' بات یہ ہے آدمی کو چاہیے کہ جس چیز کا علم ہو اس کو بیان کرے' اور جس کا علم نہ ہو' تو یوں کہے' اللہ اعلم اور علم کی نشانی یہی ہے کہ جس بات کو نہ جانتے ہو' اس کو کہے' میں نہیں جانتا۔کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر سے فرمایا کہہ دو' میں اس وعظ اور نصیحت پر تم سے کوئی نیگ نہیں مانگتا اور میں بات بنانے والوں میں نہیں ہوں۔اس کے بعد انہوں نے کہا' ہوا یہ تھا کہ قریش کے لوگوں نے اسلام قبول کرنے میں دیر لگائی۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر بددعا کی۔فرمایا اللہ! قریش کے لوگوں کے مقابل اس طرح میری مدد کر کہ ان پر حضرت یوسف کے سات سالہ قحط کی طرح سات برس کا قحط بھیج۔آخر ان پر قحط آن پہنچا' ایسا سخت قحط ہوا' جس میں وہ تباہ ہو گئے۔مردار ہڈیاں تک کھا گئے۔(بھوک کے مارے) آدمی کا یہ حال تھا کہ آسمان اور زمین کے بیچ میں ایک دھواں سا دکھلائی دیتا تھا۔آخر ابوسفیان (مجبور ہو کر) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا' کہنے لگا۔محمد! تم تو ہم کو ناطہ جوڑنے کا حکم کرتے ہو' اور تمہاری قوم (ناطے والوں) کا یہ حال ہو رہا ہے' وہ (قحط کے مارے) تباہ ہو گئے' اللہ سے کچھ دعا کرو۔اس وقت آپ' نے یہ آیت پڑھی۔ فارتقب يوم تاتي السماء بدخان مبين۔ اخیر آیت عائدون تک کہیں آخرت کا عذاب بھی آنے کے بعد موقوف ہوگا۔پھر عذاب کے موقوف ہونے پر قریش کے لوگ پھر کفر پر قائم رہے۔اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا' يوم نبطش البطشة الكبرى اس سے بھی بدر کی لڑائی مراد ہے۔اور لزام سے بھی وہی مقصود ہے۔(جو سورہ فرقان میں ہے)۔اسی طرح جو سورہ روم میں ہے۔الم غلبت الروم اخیر آیت سيغلبون تک یہ واقعہ بھی گزر چکا ہے۔

باب لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ

لِدِينِ اللّٰهِ خَلْقُ الْأَوَّلِينَ دِينُ الْأَوَّلِينَ وَالْفِطْرَةُ الْإِسْلَامُ

← حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ ، كَمَا تُنْتَجُ الْبَهِيمَةُ بَهِيمَةً جَمْعَاءَ ، هَلْ تُحِسُّونَ فِيهَا مِنْ جَدْعَاءَ ثُمَّ يَقُولُ (فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ)

ترجمہ۔ہم سے عبدان نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی۔کہا ہم کو یونس بن یزید نے' انہوں نے

زہری سے کہا مجھ کو ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن نے کہ ابو ہریرہؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر بچہ (آدمی کا) فطرت (یعنی اسلام) پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی یا پارسی بنا ڈالتے ہیں۔ جیسے دیکھو ہر ایک چوپایہ جانور کا بچہ پورے بدن کا پیدا ہوتا ہے کہیں تم نے دیکھا ہے کہ کوئی بچہ کن کٹا (یا نکٹا) پیدا ہوا۔ اس کے بعد ابو ہریرہؓ نے یہ آیت پڑھی۔ فطرة التی فطر الناس علیها لاتبدیل لخلق الله ذالک الدین القیم اخیر تک۔

سورة لُقمَانَ

باب لاَ تُشْرِكْ بِاللّٰهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ

← حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی الله عنه قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ (الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ) شَقَّ ذَلِكَ عَلَى أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم وَقَالُوا أَيُّنَا لَمْ يَلْبِسْ إِيمَانَهُ بِظُلْمٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم إِنَّهُ لَيْسَ بِذَاكَ، أَلاَ تَسْمَعُ إِلَى قَوْلِ لُقْمَانَ لاِبْنِهِ (إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ)

ترجمہ۔ ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے جریر نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے علقمہ سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے کہا جب یہ آیت اتری الذین امنو ولم یلبسو ایمانهم بظلم تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر بہت سخت گزری وہ کہنے لگے ہم میں کون ایسا ہے جس نے ایمان کے ساتھ ظلم (یعنی گناہ) نہ کیا ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس آیت میں ظلم سے ہر گناہ مراد نہیں ہے۔ (بلکہ شرک مراد ہے) کیا تم نے لقمان کا قول نہیں سنا جو انہوں نے اپنے بیٹے سے کہا تھا: ان الشرک لظلم عظیم۔

باب قَوْلِهِ إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ

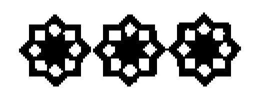
← حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ عَنْ جَرِيرٍ عَنْ أَبِي حَيَّانَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم كَانَ يَوْمًا بَارِزًا لِلنَّاسِ إِذْ أَتَاهُ رَجُلٌ يَمْشِي فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا الإِيمَانُ قَالَ الإِيمَانُ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلاَئِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَلِقَائِهِ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ الآخِرِ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا الإِسْلاَمُ قَالَ الإِسْلاَمُ أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ وَلاَ تُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا، وَتُقِيمَ الصَّلاَةَ، وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ الْمَفْرُوضَةَ، وَتَصُومَ رَمَضَانَ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا الإِحْسَانُ قَالَ الإِحْسَانُ أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ، وَلَكِنْ سَأُحَدِّثُكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا إِذَا وَلَدَتِ الْمَرْأَةُ رَبَّتَهَا، فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا، وَإِذَا كَانَ الْحُفَاةُ الْعُرَاةُ رُءُوسَ النَّاسِ فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا فِي خَمْسٍ لاَ يَعْلَمُهُنَّ إِلاَّ اللّٰهُ (إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الأَرْحَامِ) ثُمَّ انْصَرَفَ الرَّجُلُ

فَقَالَ رُدُّوا عَلَیَّ فَأَخَذُوا لِيَرُدُّوا فَلَمْ يَرَوْا شَيْئًا فَقَالَ هَذَا جِبْرِيلُ جَاءَ لِيُعَلِّمَ النَّاسَ دِينَهُمْ

ترجمہ۔ مجھ سے اسحاق بن راھویہ نے بیان کیا' انہوں نے جریر بن عبدالحمید سے' انہوں نے ابوحیان یحییٰ بن سعید کوفی سے' انہوں نے ابوزرعہ سے' انہوں نے ابوہریرہؓ سے' انہوں نے کہا' ایسا ہوا ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے بیچ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں ایک شخص پاؤں سے چلتا ہوا آیا۔ (حضرت جبریلؑ تھے) اور کہنے لگے یا رسول اللہ ایمان کیا چیز ہے؟ آپ ؐ نے فرمایا' ایمان یہ ہے کہ تو اللہ اس کے فرشتوں اس کے پیغمبروں (قیامت کے دن) اس سے ملنے پر یقین کرے۔ مرے بعد پھر جی اٹھنے (حشر نشر) کو مانے۔ پھر کہنے لگا۔ اسلام کیا ہے؟ آپ ؐ نے فرمایا' اسلام یہ ہے کہ تو (اکیلے) اللہ ہی کو پوجے' اس کے ساتھ کسی کو شریک بنائے' اور (فرض) نماز پڑھتا رہے' اور فرض زکوٰۃ ادا کرے۔ رمضان شریف کے روزے رکھے۔ وہ کہنے لگا' احسان کیا ہے؟ آپ ؐ نے فرمایا' احسان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس طرح سے پوجے جیسے تو اس کو دیکھ رہا ہے' اگر یہ نہ ہو سکے' تو اتنا ہی سمجھ کہ وہ تجھ کو دیکھ رہا ہے۔ پھر وہ کہنے لگا' اچھا بتلایئے کہ قیامت کب آئے گی؟ آپ ؐ نے فرمایا' جس سے پوچھتا ہے' وہ بھی پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔ (دونوں اس کے وقت سے ناواقف ہیں' البتہ میں تجھ سے قیامت کی نشانیاں بیان کر سکتا ہوں' ایک نشانی یہ ہے کہ عورت اپنے مالک کو جنے اور ایک نشانی یہ ہے کہ ننگے پاؤں پھرنے والوں' ننگے بدن والوں (وحشی گنواروں) کو سرداری (حکومت) ملے۔ دیکھو پانچ باتوں میں ایک قیامت بھی ہے' جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ اللہ ہی جانتا ہے کہ قیامت کب آئے گی' وہ جانتا ہے کہ پانی کب برسے گا' اور وہ یہ جانتا ہے کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے؟ (نر یا مادہ) پھر وہ شخص لوٹ کر چل دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ذرا اس کو بلا تو لاؤ' لوگ بلانے گئے۔ دیکھا تو وہاں کوئی نہ ملا۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' یہ جبریلؑ تھے۔ دین کی باتیں لوگوں کو سکھانے کے لیے آئے تھے۔

← حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مَفَاتِيحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ ثُمَّ قَرَأَ (إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ)

ترجمہ۔ ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا' کہا مجھ سے عبداللہ بن وہب نے' کہا مجھ سے عمرو بن محمد بن زید بن عبداللہ بن عمرؓ ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' غیب کی پانچ کنجیاں ہیں۔ (یعنی پانچ خزانے ہیں' پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔ ان اللہ عندہ علم الساعۃ اخیر آیت تک۔



سورة السَّجْدَةِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ (مَهِينٍ) ضَعِيفٍ ، نُطْفَةُ الرَّجُلِ (ضَلَلْنَا) هَلَكْنَا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْجُرُزُ الَّتِي لاَ تُمْطَرُ إِلاَّ مَطَرًا لاَ يُغْنِي عَنْهَا شَيْئًا (يَهْدِ) يُبَيِّنْ

مجاہد نے کہا مھین کا معنی ناتوان کمزور (یا حقیر) مراد مرد کا نطفہ ہے۔ ضللنا کا معنی ہم تباہ ہوئے۔ ابن عباس نے کہا کہ جرز وہ زمین ہے جہاں بارش بالکل کم ہوتی ہے جس سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ (یا سخت اور خشک زمین)۔

باب قَوْلِهِ فَلاَ تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضى الله عنه عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَعْدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لاَ عَيْنَ رَأَتْ ، وَلاَ أُذُنٌ سَمِعَتْ ، وَلاَ خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ اقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ (فَلاَ تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ) وَحَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ اللَّهُ مِثْلَهُ قِيلَ لِسُفْيَانَ رِوَايَةً قَالَ فَأَيُّ شَىْءٍ قَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ قَرَأَ أَبُو هُرَيْرَةَ قُرَّاتِ أَعْيُنٍ

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے' انہوں نے ابوالزناد سے' انہوں نے اعرج سے' انہوں نے ابوہریرہؓ سے' انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ آپ نے فرمایا' اللہ جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے' میں نے (نیک) بندوں کے لیے وہ نعمتیں تیار کر رکھی ہیں۔ جن کو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا' اور نہ کسی آدمی کے دل پر ان کا خیال گزرا ابوہریرہؓ نے یہ حدیث روایت کر کے کہا' اگر تم چاہو تو اس حدیث کی تصدیق میں یہ آیت پڑھو۔ فلا تعلم نفس ما اخفي لهم من قرة اعين۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے' کہا ہم سے ابوالزناد نے' انہوں نے اعرج سے' انہوں نے ابوہریرہؓ سے' انہوں نے کہا' اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے' پھر وہی بیان کیا جو اوپر گزرا' سفیان سے کسی نے پوچھا' کیا تم نے یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ انہوں نے کہا' پھر نہیں تو اور کیا۔

حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الأَعْمَشِ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضى الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى أَعْدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لاَ عَيْنٌ رَأَتْ ، وَلاَ أُذُنٌ سَمِعَتْ ، وَلاَ خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ ، ذُخْرًا ، بَلْهَ مَا أُطْلِعْتُمْ عَلَيْهِ ثُمَّ قَرَأَ (فَلاَ تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ)

مجھ سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا' کہا ہم سے ابواسامہؓ نے' انہوں نے اعمش سے' کہا ہم سے ابوصالح نے

انہوں نے ابوہریرہؓ سے' انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے (بہشت میں) وہ نعمتیں تیار کر رکھی ہیں' جن کو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا' نہ کسی کان نے سنا' اور نہ کسی آدمی کے دل پر گزریں' جو نعمتیں جنت کر میں نے رکھی ہیں۔ ان کے مقابل وہ نعمتیں تم کو معلوم ہو گئی ہیں' چھوڑو۔ وہ تو بے حقیقت ہیں۔ پھر یہ آیت پڑھی۔ فلا تعلم نفس ما اخفی لهم من قرة اعين جزاء بما كانوا يعلمون.

سورة الأَحْزَابِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ صَيَاصِيهِمْ قُصُورِهِمْ

باب النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ

حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضى الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ مَا مِنْ مُؤْمِنٍ إِلَّا وَأَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ، اقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ (النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ) فَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ تَرَكَ مَالاً فَلْيَرِثْهُ عَصَبَتُهُ مَنْ كَانُوا ، فَإِنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضِيَاعًا فَلْيَأْتِنِي وَأَنَا مَوْلَاهُ

ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن فلیح نے' کہا ہم سے والد (فلیح بن سلیمان) نے' انہوں نے ہلال بن علی سے' انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ سے' انہوں نے ابوہریرہؓ سے' انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے' آپؐ نے فرمایا' کوئی مومن نہیں ہے' مگر کہ میں دنیا اور آخرت دونوں کے کاموں میں سب لوگوں سے زیادہ اس کا حقدار ہوں۔ تم اگر چاہو تو یہ آیت پڑھو۔ النبی اولی بالمومنین من انفسهم پھر جو مومن مرتے وقت مال و دولت چھوڑ جائے' وہ اس کے عزیزوں کو ملے گا' جو وارث ہوں' اور اگر قرضداری اور بال بچے چھوڑ جائے' (نادار ہو) تو اس کے قرض خواہ اور بال بچے میرے پاس آئیں۔ میں اس کا کام چلانے والا ہوں۔

باب ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ

حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رضى الله عنهما أَنَّ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم مَا كُنَّا نَدْعُوهُ إِلَّا زَيْدَ ابْنَ مُحَمَّدٍ حَتَّى نَزَلَ الْقُرْآنُ (ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ)

ترجمہ۔ ہم سے معلی بن اسد نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالعزیز بن مختار نے' کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے' کہا

مجھ سے سالم نے' انہوں نے اپنے والد عبداللہ بن عمرؓ سے' انہوں نے کہا' ہم زید بن حارثہؓ کو یوں ہی پکارا کرتے۔زید بن محمد (کیونکہ وہ آپ کے متنبی تھے)۔یہاں تک کہ قرآن میں یہ حکم اترا۔ادعوهم لاٰبائهم هو اقسط عندالله.

باب فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلاً

(نَحْبَهٗ) عَهْدَهٗ (أَقْطَارِهَا) جَوَانِبُهَا (الْفِتْنَةَ لَآتَوْهَا) لَأَعْطَوْهَا

نحبه کا معنی اپنا عہد اور قرار اقطارها کناروں سے لاتوها قبول کرلیں' شریک ہوجائیں۔

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ نُرَى هٰذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِي أَنَسِ بْنِ النَّضْرِ (مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ)

ترجمہ۔مجھ سے محمد بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن عبداللہ انصاری نے' کہا مجھ سے والد نے' انہوں نے اپنے چچا ثمامہ بن عبداللہ بن انسؓ سے' انہوں نے اپنے دادا انس بن مالک سے' انہوں نے کہا' ہم سمجھتے ہیں کہ یہ آیت رجال صدقوا ماعاهدوا الله عليه فمنهم من قضى نحبه (میرے چچا) انس بن نضر کے باب میں اتری۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ لَمَّا نَسَخْنَا الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ فَقَدْتُ آيَةً مِنْ سُوْرَةِ الْأَحْزَابِ، كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقْرَؤُهَا، لَمْ أَجِدْهَا مَعَ أَحَدٍ إِلَّا مَعَ خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ، الَّذِي جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم شَهَادَتَهُ شَهَادَةَ رَجُلَيْنِ (مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ)

ترجمہ۔ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی۔انہوں نے زہری سے' کہا مجھ کو خارجہ بن زید بن ثابت نے' زید بن ثابت (ان کے والد) نے کہا' جب میں نے (حضرت عثمان کی خلافت میں) قرآن کو لکھا' تو سورہ احزاب کی ایک آیت جس کو میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھتے ہوئے سنا کرتا تھا' کسی شخص کے پاس لکھی ہوئی نہیں ملی۔صرف خزیمہ بن ثابت انصاری کے پاس ملی۔جن کی گواہی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو شخصوں کی گواہی کے برابر قرار دیا تھا' وہ آیت یہ تھی۔من المومنين رجال صدقوا ماعاهدوا الله عليه۔

تشریح حدیث

ابوداؤد ونسائی وغیرہ کی روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے گھوڑا خریدا اور قیمت ادا کرنے کے لیے اعرابی سے ساتھ چلنے کے لیے فرمایا' اس دوران کچھ دوسرے لوگوں نے اس اعرابی سے وہ گھوڑا زیادہ قیمت پر خریدنے کے لیے کہا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو قیمت ادا کرنے لگے تو اس نے گھوڑے کی بیع پر گواہ طلب کیے۔حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ وہاں موجود تھے۔انہوں نے گواہی دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ گھوڑا خریدا ہے۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم تو بیع کے وقت موجود نہیں تھے' تم نے کیسے گواہی دی؟ انہوں نے کہا کہ آسمان کی خبریں آپ کے پاس آتی ہیں ان میں ہم آپ کی تصدیق کرتے ہیں۔یہ واقعہ تو زمین کا ہے اس

میں ہم آپ کی تصدیق کیوں نہ کریں اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی کو دو آدمیوں کی گواہی کے قائم مقام قرار دیا۔

طبرانی کی روایت میں اس اعرابی کا نام سواد بن حارث بیان کیا گیا ہے۔ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کے اس واقعہ سے بعض حضرات نے یہ استدلال کیا ہے کہ اگر کوئی آدمی بہت زیادہ معتبر اور ثقہ ہو تو اس کی گواہی دو آدمیوں کی گواہی کے قائم مقام ہو سکتی ہے۔

لیکن علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ سے مذکورہ استدلال کرنا درست نہیں ہے اس لیے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑا خریدنے کا جو فیصلہ فرمایا وہ اپنے علم کی بنیاد پر فرمایا تھا۔ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی کی بنیاد پر نہیں فرمایا تھا اور گواہی کی حیثیت صرف تاکید کی تھی اس لیے اس واقعہ سے مذکورہ استدلال درست نہیں ہے۔

باب قَوْلِهِ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلاً

التَّبَرُّجُ أَنْ تُخْرِجَ مَحَاسِنَهَا (سُنَّةَ اللَّهِ) اسْتَنَّهَا جَعَلَهَا

تبرج کا معنی اپنا بناؤ سنگار دکھلانا سنۃ اللہ استنھا سے نکلا ہے۔ یعنی اپنا طریقہ ٹھہرایا۔

← حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ رضي الله عنها زَوْجَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم جَاءَهَا حِينَ أَمَرَ اللَّهُ أَنْ يُخَيِّرَ أَزْوَاجَهُ، فَبَدَأَ بِي رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ إِنِّي ذَاكِرٌ لَكِ أَمْرًا فَلاَ عَلَيْكِ أَنْ تَسْتَعْجِلِي حَتَّى تَسْتَأْمِرِي أَبَوَيْكِ ، وَقَدْ عَلِمَ أَنَّ أَبَوَيَّ لَمْ يَكُونَا يَأْمُرَانِي بِفِرَاقِهِ ، قَالَتْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللَّهَ قَالَ (يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ) إِلَى تَمَامِ الآيَتَيْنِ فَقُلْتُ لَهُ فَفِي أَيِّ هَذَا أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ فَإِنِّي أُرِيدُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الآخِرَةَ

ترجمہ۔ ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی۔ انہوں نے زہری سے' کہا مجھ کو ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی۔ ان کو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے' جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی تھیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیا کہ اپنی بیبیوں کو یہ اختیار دے چاہیں' پیغمبر صاحب کے پاس رہیں' چاہیں طلاق لے لیں)۔ تو پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے' فرمایا عائشہؓ میں تجھ سے ایک بات کہتا ہوں' اس میں جب تک اپنے ماں باپ سے مشورہ نہ لے جلدی نہ کیجیو۔ حالانکہ آپ خوب جانتے تھے کہ میرے ماں باپ کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہونے کی رائے نہ دیں گے۔ پھر آپؐ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ یہ ارشاد فرماتا ہے' یا ایھا النبی قل لازواجک دونوں آیتوں کے اخیر (اجرا عظیما) تک میں نے عرض کیا۔ کیا بس اسی مقدمہ میں میں اپنے ماں باپ کی صلاح لوں۔ اس میں کیا صلاح لوں' میں اللہ اور اس کے رسولؐ اور آخرت کی بہبودی کی طالب ہوں۔

باب قَوْلِهِ وَإِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللّٰهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا

وَقَالَ قَتَادَةُ (وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَى فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ) الْقُرْآنُ وَالسُّنَّةُ

← وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَتْ لَمَّا أُمِرَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بِتَخْيِيرِ أَزْوَاجِهِ بَدَأَ بِي فَقَالَ إِنِّي ذَاكِرٌ لَكِ أَمْرًا فَلَا عَلَيْكِ أَنْ لَا تَعْجَلِي حَتّٰى تَسْتَأْمِرِي أَبَوَيْكِ قَالَتْ وَقَدْ عَلِمَ أَنَّ أَبَوَيَّ لَمْ يَكُونَا يَأْمُرَانِي بِفِرَاقِهِ، قَالَتْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ جَلَّ ثَنَاؤُهُ قَالَ (يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا) إِلَى (أَجْرًا عَظِيمًا) قَالَتْ فَقُلْتُ فَفِي أَيِّ هٰذَا أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ فَإِنِّي أُرِيدُ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ، قَالَتْ ثُمَّ فَعَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم مِثْلَ مَا فَعَلْتُ تَابَعَهُ مُوسَى بْنُ أَعْيَنَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَأَبُو سُفْيَانَ الْمَعْمَرِيُّ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ

ترجمہ۔ اور لیث بن سعد نے کہا' مجھ سے یونس نے بیان کیا' انہوں نے ابن شہاب سے کہا' مجھ کو ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی کہ حضرت ام المومنین حضرت عائشہؓ صدیقہ نے کہا' جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم ہوا کہ اپنی بی بیوں کو اختیار دیں' تو آپ نے آپ نے پہلے مجھ سے پوچھا۔ آپ فرمانے لگے عائشہؓ میں ایک بات تجھ سے کہتا ہوں' تو اس میں ماں باپ کی صلاح لے لے' کچھ جلدی جواب دینا ضروری نہیں۔ حالانکہ آپ خوب جانتے تھے کہ میرے ماں باپ آپ سے جدا ہونے کی کبھی رائے نہ دیں گے۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں' آپ نے فرمایا' اللہ جل جلالہ یوں ارشاد فرماتا ہے۔ یایھا النبی قل لازواجک ان کنتن تردن الحیوۃ الدنیا و زینتھا اخیر آیت اجرا عظیما تک میں نے کہا' بھلا اس میں میں اپنے ماں باپ سے کیا رائے لوں۔ میں تو (ہر حال میں) اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کی بھلائی کی طالب ہوں۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں' پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب بیبیوں نے جیسے میں نے جواب دیا' وہی جواب دیا تھا۔ لیث کے ساتھ اس حدیث کو موسیٰ بن اعین نے بھی معمر سے' انہوں نے زہری سے روایت کیا' کہا مجھ کو ابوسلمہ نے خبر دی' اور عبدالرزاق اور ابوسفیان معمری نے اس کو معمر سے روایت کیا' انہوں نے زہری سے' انہوں نے عروہ سے' انہوں نے حضرت عائشہؓ سے۔

باب وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللّٰهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَاهُ

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی الله عنه أَنَّ هٰذِهِ الْآيَةَ (وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيهِ) نَزَلَتْ فِي شَأْنِ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ وَزَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا' کہا ہم سے معلیٰ بن منصور نے' انہوں نے حماد بن زید سے' کہا ہم سے ثابت نے بیان کیا' انہوں نے انس بن مالکؓ سے یہ آیت وتخفی فی نفسک ما اللہ مبدیہ زینب بنت جحش اور زید بن حارثہ کے باب میں اتری۔

باب قَوْلِهِ (تُرْجِیْ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِیْ إِلَیْکَ مَنْ تَشَاءُ وَمَنِ ابْتَغَیْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلاَ جُنَاحَ عَلَیْکَ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (تُرْجِءُ) تُؤَخِّرُ أَرْجِئْهُ أَخِّرْهُ

حَدَّثَنَا زَکَرِیَّاءُ بْنُ یَحْیَی حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ هِشَامٌ حَدَّثَنَا عَنْ أَبِیهِ عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها قَالَتْ کُنْتُ أَغَارُ عَلَی اللاَّتِی وَهَبْنَ أَنْفُسَهُنَّ لِرَسُولِ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم وَأَقُولُ أَتَهَبُ الْمَرْأَةُ نَفْسَهَا فَلَمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَی (تُرْجِءُ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِی إِلَیْکَ مَنْ تَشَاءُ وَمَنِ ابْتَغَیْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلاَ جُنَاحَ عَلَیْکَ) قُلْتُ مَا أُرَی رَبَّکَ إِلاَّ یُسَارِعُ فِی هَوَاکَ

ترجمہ۔ ہم سے زکریا بن یحییٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو اسامہ نے کہ ہشام نے اپنے والد (عروہ) سے روایت کی۔ انہوں نے حضرت عائشہؓ سے وہ کہتی تھیں میں ان عورتوں پر چڑا کرتی تھی' (مجھ کو غیرت آتی تھی)۔ جو اپنے تئیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بخش دیتیں' اور میں کہتی بھلا یہ کونسی بات ہے کہ عورت اپنے تئیں بخش دے جب کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔ ترجی من تشاء منهن وتووی الیک من تشاء ومن ابتغیت ممن عزلت فلا جناح علیک تو میں نے کہا' میں دیکھتی ہوں کہ پروردگار جیسی آپ کی خواہش ہوتی ہے۔ جلدی سے ویسا ہی حکم دیتا ہے۔

حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوسَی أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ الأَحْوَلُ عَنْ مُعَاذَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم کَانَ یَسْتَأْذِنُ فِی یَوْمِ الْمَرْأَةِ مِنَّا بَعْدَ أَنْ أُنْزِلَتْ هَذِهِ الآیَةُ (تُرْجِءُ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِی إِلَیْکَ مَنْ تَشَاءُ وَمَنِ ابْتَغَیْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلاَ جُنَاحَ عَلَیْکَ) فَقُلْتُ لَهَا مَا کُنْتِ تَقُولِینَ قَالَتْ کُنْتُ أَقُولُ لَهُ إِنْ کَانَ ذَاکَ إِلَیَّ فَإِنِّی لاَ أُرِیدُ یَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْ أُوثِرَ عَلَیْکَ أَحَدًا تَابَعَهُ عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ سَمِعَ عَاصِمًا

ترجمہ۔ ہم سے حبان بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی۔ کہا ہم کو عاصم احول نے' انہوں نے معاذہ سے' انہوں نے حضرت عائشہؓ سے' انہوں نے کہا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ایک بی بی کی باری میں دوسری بی بی کے پاس جانا' منظور ہوتا' تو آپ جس کی باری ہوتی' اس سے اجازت لیتے۔ اس آیت ترجی من تشاء منهن وتووی الیک من تشاء ومن ابتغیت ممن عزلت فلا جناح علیک اترنے کے بعد معاذہ نے کہا' میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا' تم سے اجازت لیتے تو تم کیا کہتیں۔ انہوں نے کہا' میں تو یہ کہتی' اگر مجھ سے آپ پوچھتے ہیں تو میں تو یہی چاہتی' آپ میرے ہی پاس رہیں۔ عبداللہ بن مبارک کے ساتھ اس حدیث کو عباد بن عباد نے بھی روایت کیا۔ انہوں نے عاصم سے سنا۔

باب قَوْلِهِ لاَ تَدْخُلُوا بُیُوتَ النَّبِیِّ إِلاَّ أَنْ یُؤْذَنَ لَکُمْ

إِلَی طَعَامٍ غَیْرَ نَاظِرِینَ إِنَاهُ وَلَکِنْ إِذَا دُعِیتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلاَ مُسْتَأْنِسِینَ لِحَدِیثٍ إِنَّ ذَلِکُمْ کَانَ یُؤْذِی

النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنكُمْ وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَن تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَن تَنكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِن بَعْدِهِ أَبَدًا إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ عِندَ اللَّهِ عَظِيمًا) يُقَالُ (إِنَاهُ) إِدْرَاكُهُ ، أَنَى يَأْنِي أَنَاةً (لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُونُ قَرِيبًا) ، إِذَا وَصَفْتَ صِفَةَ الْمُؤَنَّثِ قُلْتَ قَرِيبَةً وَإِذَا جَعَلْتَهُ ظَرْفًا وَبَدَلًا ، وَلَمْ تُرِدِ الصِّفَةَ نَزَعْتَ الْهَاءَ مِنَ الْمُؤَنَّثِ ، وَكَذَٰلِكَ لَفْظُهَا فِي الْوَاحِدِ وَالِاثْنَيْنِ وَالْجَمِيعِ لِلذَّكَرِ وَالْأُنْثَى

اناہ کا معنی کھانا تیار ہونا پکنا یا انا یانی اناۃ سے نکلا ہے۔ لعل الساعۃ تکون قریبا قیاس تو یہ تھا کہ قریبۃ کہتے' مگر قریب کا لفظ جب مونث کی صفت پڑتا ہے' تو قریبۃ کہتے ہیں اور جب وہ ظرف یا اسم ہوتا ہے' اور صفت مراد نہیں ہوتی تو ہاء تانیث نکال ڈالتے ہیں۔ قریب کہتے ہیں۔ ایسی حالت میں واحد تثنیہ جمع مذکر و مونث سب برابر ہے۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ رضي الله عنه قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ، يَدْخُلُ عَلَيْكَ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ ، فَلَوْ أَمَرْتَ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ بِالْحِجَابِ ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ آيَةَ الْحِجَابِ

ترجمہ۔ ہم سے مسدد نے بیان کیا' انہوں نے یحییٰ بن سعید قطان سے انہوں نے حمید طویل سے انہوں نے انس بن مالک سے انہوں نے کہا حضرت عمرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ برے بھلے سب طرح کے لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے ہیں۔ کاش آپ اپنی بیبیوں کو پردے کا حکم دیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے پردے کا حکم اتارا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الرَّقَاشِيُّ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ حَدَّثَنَا أَبُو مِجْلَزٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ لَمَّا تَزَوَّجَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم زَيْنَبَ ابْنَةَ جَحْشٍ دَعَا الْقَوْمَ ، فَطَعِمُوا ثُمَّ جَلَسُوا يَتَحَدَّثُونَ وَإِذَا هُوَ كَأَنَّهُ يَتَهَيَّأُ لِلْقِيَامِ فَلَمْ يَقُومُوا ، فَلَمَّا رَأَى ذَٰلِكَ قَامَ ، فَلَمَّا قَامَ قَامَ مَنْ قَامَ ، وَقَعَدَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ فَجَاءَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم لِيَدْخُلَ فَإِذَا الْقَوْمُ جُلُوسٌ ثُمَّ إِنَّهُمْ قَامُوا ، فَانْطَلَقْتُ فَجِئْتُ فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم أَنَّهُمْ قَدِ انْطَلَقُوا ، فَجَاءَ حَتَّى دَخَلَ ، فَذَهَبْتُ أَدْخُلُ فَأَلْقَى الْحِجَابَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ) الْآيَةَ .

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن عبداللہ رقاشی نے بیان کیا' کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے' کہا میں نے والد سے سنا' وہ کہتے تھے ہم سے ابومجلز نے بیان کیا' انہوں نے انس بن مالک سے' انہوں نے کہا' جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب بنت جحش سے نکاح کیا' (تو آپؐ نے ولیمہ کی دعوت کی)۔ لوگوں کو بلایا' انہوں نے کھانا کھایا اور لگے بیٹھ کر باتیں کرنے' آپ گھڑی گھڑی ایسا کرتے جیسے اٹھنا چاہتے ہیں' مگر وہ (نہ اٹھنا تھا)۔ نہ اٹھے۔ آخر کو (مجبور ہوکر) آپ خود ہی اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس وقت جو لوگ اٹھے وہ تو اٹھے پھر بھی تین آدمی بیٹھے (باتیں کرتے) رہے۔ آپ جب باہر جاکر پھر اندر آئے' دیکھا تو اب بھی وہ تین آدمی بیٹھے ہیں۔ اس کے بعد کہیں وہ لوگ اٹھے۔ (آپ پھر باہر تشریف لے گئے تھے)۔ انسؓ کہتے ہیں میں نے جاکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی' اب وہ تینوں آدمی چلے گئے۔ اس وقت آپ تشریف لائے' میں بھی آپ کے ساتھ اندر جانے لگا' آپؐ نے اپنے اور میرے بیچ میں پردہ ڈال لیا۔ (آڑ کر لی) اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔ یایہا الذین امنو لاتدخلوا بیوت النبی اخیر تک۔

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَا أَعْلَمُ النَّاسِ بِهَذِهِ الْآيَةِ آيَةِ الْحِجَابِ ، لَمَّا أُهْدِيَتْ زَيْنَبُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم كَانَتْ مَعَهُ فِي الْبَيْتِ ، صَنَعَ طَعَامًا ، وَدَعَا الْقَوْمَ ، فَقَعَدُوا يَتَحَدَّثُونَ ، فَجَعَلَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَخْرُجُ ، ثُمَّ يَرْجِعُ ، وَهُمْ قُعُودٌ يَتَحَدَّثُونَ ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ) إِلَى قَوْلِهِ (مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ) فَضُرِبَ الْحِجَابُ ، وَقَامَ الْقَوْمُ

ترجمہ۔ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد بن زید نے' انہوں نے ایوب سختیانی سے' انہوں نے ابوقلابہ سے' انس بن مالک نے کہا' میں پردے کی آیت کا شان نزول سب سے زیادہ جانتا ہوں۔ ہوا یہ کہ جب ام المومنین حضرت زینبؓ بنت جحش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجی گئیں۔ آپ کے ساتھ ایک گھر میں تھیں۔ آپ نے کھانا تیار کیا' اور لوگوں کو دعوت دی' وہ (کھانا کھا کر) بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (گھڑی گھڑی) اٹھ کر باہر تشریف لے جاتے' مگر آپ لوٹ کر آتے تو دیکھتے اب بھی وہ بیٹھے باتیں کر رہے ہیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے (ادب) سکھانے کو یہ آیت اتاری۔ یا ایھا الذین امنو الا تدخلو ابیوت النبی الا ان یوذن لکم الی طعام غیر ناظرین انہا خیر آیت من وراء حجات تک اسی وقت پردہ ڈال دیا گیا اور لوگ اٹھ گئے۔

حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ رضى الله عنه قَالَ بُنِيَ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم بِزَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ بِخُبْزٍ وَلَحْمٍ فَأُرْسِلْتُ عَلَى الطَّعَامِ دَاعِيًا فَيَجِيءُ قَوْمٌ فَيَأْكُلُونَ وَيَخْرُجُونَ ، ثُمَّ يَجِيءُ قَوْمٌ فَيَأْكُلُونَ وَيَخْرُجُونَ ، فَدَعَوْتُ حَتَّى مَا أَجِدُ أَحَدًا أَدْعُو فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ مَا أَجِدُ أَحَدًا أَدْعُوهُ قَالَ ارْفَعُوا طَعَامَكُمْ ، وَبَقِيَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ يَتَحَدَّثُونَ فِي الْبَيْتِ ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَانْطَلَقَ إِلَى حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ فَقَالَتْ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ ، كَيْفَ وَجَدْتَ أَهْلَكَ بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فَتَقَرَّى حُجَرَ نِسَائِهِ كُلِّهِنَّ ، يَقُولُ لَهُنَّ كَمَا يَقُولُ لِعَائِشَةَ ، وَيَقُلْنَ لَهُ كَمَا قَالَتْ عَائِشَةُ ، ثُمَّ رَجَعَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَإِذَا ثَلَاثَةُ رَهْطٍ فِي الْبَيْتِ يَتَحَدَّثُونَ ، وَكَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم شَدِيدَ الْحَيَاءِ ، فَخَرَجَ مُنْطَلِقًا نَحْوَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَمَا أَدْرِي آخْبَرْتُهُ أَوْ أُخْبِرَ أَنَّ الْقَوْمَ خَرَجُوا ، فَرَجَعَ حَتَّى إِذَا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي أُسْكُفَّةِ الْبَابِ دَاخِلَةً وَأُخْرَى خَارِجَةً أَرْخَى السِّتْرَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ ، وَأُنْزِلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ

ترجمہ۔ہم سے ابومعمر نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالوارث نے' کہا ہم سے عبدالعزیز بن صہیب نے' انہوں نے انسؓ سے' انہوں نے کہا' حضرت زینب سے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحبت کی تو (ولیمہ میں) گوشت روٹی تیار کیا گیا۔ میں لوگوں کو دعوت دینے کے لیے بھیجا گیا۔ کچھ لوگ آتے' اور کھا کر چلے جاتے' میں نے سب کو دعوت دی' کوئی باقی نہ رہا۔ آخر میں نے عرض کیا' یارسول اللہ اب تو کوئی باقی نہیں رہا' جس کو دعوت دوں۔ آپ نے فرمایا' اچھا اب کھانا اٹھاؤ۔ (سب تو چلے گئے)۔ تین شخص گھر میں بیٹھے باتیں کرتے رہے' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں سے اٹھ کر حضرت عائشہؓ کے حجرے پر گئے۔ فرمایا' السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حضرت عائشہؓ نے جواب دیا وعلیک السلام علیکم ورحمۃ اللہ اور پوچھا کیوں آپ نے کیسی بی بی پائی۔ (یعنی پسند آئی یا نہیں)۔ اللہ آپ کو برکت دے' خیر اسی دن

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سب بیبیوں کے حجروں کا دورہ کیا' اور سب کو حضرت عائشہؓ کی طرح سلام کیا۔ سب نے حضرت عائشہؓ کی طرح آپ ؐ کو جواب دیا۔ اسکے بعد جو آپ لوٹ کر (حضرت زینبؓ کے حجرے میں) آئے۔ دیکھا تو وہی تینوں آدمی اب تک بیٹھے باتیں کر رہے ہیں۔ (یا میرے اللہ اٹھنے کا نام ہی نہیں لیتے)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاج میں بڑی شرم تھی۔ خیر آپ (پھر دوبارہ) حضرت عائشہؓ کے حجرے کی طرف چلے گئے۔ مجھے یاد نہیں کہ اس کے بعد میں نے یا کسی اور نے آپ ؐ کو جا کر خبر کی کہ اب وہ تینوں آدمی روانہ ہوئے۔ اس وقت آپ لوٹے اور دروازے کی زرہ میں ایک پاؤں آپ کا اندر تھا۔ ایک باہر کہ آپ ؐ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ لٹکا لیا' اور پردے کی آیت اتری۔

← حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بَكْرٍ السَّهْمِيُّ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ رضى الله عنه قَالَ أَوْلَمَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم حِينَ بَنَى بِزَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ فَأَشْبَعَ النَّاسَ خُبْزًا وَلَحْمًا ثُمَّ خَرَجَ إِلَى حُجَرِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ كَمَا كَانَ يَصْنَعُ صَبِيحَةَ بِنَائِهِ فَيُسَلِّمُ عَلَيْهِنَّ وَيَدْعُو لَهُنَّ وَيُسَلِّمْنَ عَلَيْهِ وَيَدْعُونَ لَهُ فَلَمَّا رَجَعَ إِلَى بَيْتِهِ رَأَى رَجُلَيْنِ جَرَى بِهِمَا الْحَدِيثُ ، فَلَمَّا رَآهُمَا رَجَعَ عَنْ بَيْتِهِ ، فَلَمَّا رَأَى الرَّجُلاَنِ نَبِيَّ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم رَجَعَ عَنْ بَيْتِهِ وَثَبَا مُسْرِعَيْنِ ، فَمَا أَدْرِي أَنَا أَخْبَرْتُهُ بِخُرُوجِهِمَا أَمْ أُخْبِرَ فَرَجَعَ حَتَّى دَخَلَ الْبَيْتَ ، وَأَرْخَى السِّتْرَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ وَأُنْزِلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ وَقَالَ ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ سَمِعَ أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم .

ترجمہ۔ ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ بن بکر سہمی نے خبر دی' کہا ہم سے حمید نے بیان کیا' انہوں نے انسؓ سے' انہوں نے کہا' آپ نے جب ام المومنین زینبؓ سے صحبت کی تو ولیمہ کیا۔ لوگوں کو گوشت روٹی پیٹ بھر کر کھلایا' پھر دوسری (سب) بیبیوں کے حجروں میں تشریف لے گئے۔ جیسے آپ کا دستور تھا۔ جس شب میں آپ نئی بی بی سے صحبت کرتے تو صبح کو اپنی (پرانی سب) بیبیوں کے پاس تشریف لے جاتے ان کو سلام کرتے۔ ان کے لیے دعا کرتے' وہ بھی سب آپ ؐ کو سلام کرتیں۔ آپ کے لیے دعا کرتیں۔ خیر آپ جب لوٹ کر آئے دیکھا تو دو آدمی اب تک وہاں بیٹھے باتوں میں مصروف ہیں۔ آپ نے جب بیٹھے دیکھا' تو پھر لوٹ گئے۔ انہوں نے جب یہ دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر پر تشریف لا کر پھر لوٹ گئے۔ اس وقت وہ (سمجھ کر) جلدی سے اٹھے۔ اب مجھ کو یاد نہیں' میں نے یا کسی اور نے آپ کو جا کر خبر کی کہ وہ دونوں آدمی چل دیئے۔ یہ سن کر آپ لوٹے اور گھر میں گھستے ہی میرے اور اپنے بیچ میں پردہ ڈال لیا' اور پردے کی آیت اتری اور سعید بن ابی مریم نے (جو امام بخاری کے شیخ ہیں) کہا ہم کو یحیٰی بن ایوب نے خبر دی' کہا مجھ سے حمید نے' بیان کیا انہوں نے انسؓ سے' سنا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

← حَدَّثَنِي زَكَرِيَّاءُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضى الله عنها قَالَتْ خَرَجَتْ سَوْدَةُ بَعْدَ مَا ضُرِبَ الْحِجَابُ لِحَاجَتِهَا ، وَكَانَتِ امْرَأَةً جَسِيمَةً لاَ تَخْفَى عَلَى مَنْ يَعْرِفُهَا ، فَرَآهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ يَا سَوْدَةُ أَمَا وَاللَّهِ مَا تَخْفَيْنَ عَلَيْنَا ، فَانْظُرِي كَيْفَ تَخْرُجِينَ ، قَالَتْ فَانْكَفَأَتْ رَاجِعَةً ، وَرَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فِي بَيْتِي ، وَإِنَّهُ لَيَتَعَشَّى وَفِي يَدِهِ عَرْقٌ فَدَخَلَتْ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي خَرَجْتُ لِبَعْضِ حَاجَتِي فَقَالَ لِي عُمَرُ كَذَا وَكَذَا قَالَتْ فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ ثُمَّ رُفِعَ عَنْهُ وَإِنَّ الْعَرْقَ فِي يَدِهِ مَا وَضَعَهُ فَقَالَ إِنَّهُ قَدْ أُذِنَ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجْنَ لِحَاجَتِكُنَّ

ترجمہ۔ مجھ سے زکریا بن یحیٰی نے بیان کیا' کہا ہم سے ابواسامہ نے' انہوں نے ہشام سے' انہوں نے اپنے

والد سے' انہوں نے حضرت عائشہؓ سے' انہوں نے کہا' پردہ کا حکم اترنے کے بعد ام المومنین سودہ حاجت کے لیے باہر نکلیں' وہ ایک بھاری بھرکم (موٹی) عورت تھیں۔ جو کوئی ان کو پہلے سے پہچانتا ہوتا۔ وہ بھی پہچان لیتا' خیر حضرت عمرؓ نے ان کو دیکھ پایا اور کہنے لگے' سودہ خدا کی قسم تم تو اب بھی ہم سے چھپی ہوئی نہیں ہو۔ (گو کپڑے اوڑھے لپیٹے ہو)۔ اب سمجھ لو تم کیسے نکلی ہو' یہ سن کر سودہ لوٹ آئیں۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں بیٹھے ہوئے رات کا کھانا کھا رہے تھے۔ ایک ہڈی آپکے ہاتھ میں تھی۔ سودہ اندر آئیں اور کہنے لگیں' یارسول اللہ میں ضرورت سے باہر نکلی تھیں' لیکن عمرؓ نے ایسی ایسی گفتگو کی یہ سنتے ہی آپ پر وحی آنا شروع ہوئی۔ پھر وحی کی حالت موقوف ہوگئی' اور ہڈی اسی طرح آپکے ہاتھ میں تھی۔ آپ نے ہاتھ سے اس کو رکھا نہیں تھا' فرمایا' تم کو ضرورت سے (کام کاج کیلئے) باہر نکلنے کی اجازت دی گئی۔

باب قَوْلِهِ إِنْ تُبْدُوا شَيْئًا أَوْ تُخْفُوهُ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا لاَ جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِي آبَائِهِنَّ وَلاَ أَبْنَائِهِنَّ وَلاَ إِخْوَانِهِنَّ وَلاَ أَبْنَاءِ إِخْوَانِهِنَّ وَلاَ أَبْنَاءِ أَخَوَاتِهِنَّ وَلاَ نِسَائِهِنَّ وَلاَ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ وَاتَّقِينَ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رضی الله عنها قَالَتِ اسْتَأْذَنَ عَلَيَّ أَفْلَحُ أَخُو أَبِي الْقُعَيْسِ بَعْدَ مَا أُنْزِلَ الْحِجَابُ ، فَقُلْتُ لاَ آذَنُ لَهُ حَتَّى أَسْتَأْذِنَ فِيهِ النَّبِيَّ صلی الله علیه وسلم فَإِنَّ أَخَاهُ أَبَا الْقُعَيْسِ لَيْسَ هُوَ أَرْضَعَنِي ، وَلَكِنْ أَرْضَعَتْنِي امْرَأَةُ أَبِي الْقُعَيْسِ ، فَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم فَقُلْتُ لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ، إِنَّ أَفْلَحَ أَخَا أَبِي الْقُعَيْسِ اسْتَأْذَنَ ، فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ حَتَّى أَسْتَأْذِنَكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم وَمَا مَنَعَكِ أَنْ تَأْذَنِي عَمُّكِ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ الرَّجُلَ لَيْسَ هُوَ أَرْضَعَنِي ، وَلَكِنْ أَرْضَعَتْنِي امْرَأَةُ أَبِي الْقُعَيْسِ فَقَالَ ائْذَنِي لَهُ فَإِنَّهُ عَمُّكِ ، تَرِبَتْ يَمِينُكِ قَالَ عُرْوَةُ فَلِذَلِكَ كَانَتْ عَائِشَةُ تَقُولُ حَرِّمُوا مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا تُحَرِّمُونَ مِنَ النَّسَبِ

ترجمہ۔ ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی۔ انہوں نے زہری سے' کہا مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ حضرت عائشہؓ نے کہا' پردے کا حکم اترنے کے بعد افلح ابوالقعیس کا بھائی جو میرا رضاعی چچا تھا۔ آیا اس نے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ میں نے کہا' میں اجازت نہیں دیتی۔ جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ پوچھ لوں کیونکہ افلح کے بھائی ابوالقعیس نے بھی (جو میرا رضاعی باپ تھا)۔ کچھ مجھ کو دودھ نہیں پلایا تھا' بلکہ ابوالقعیس کی جورو نے پلایا تھا۔ خیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا' یارسول اللہ ابوالقعیس کے بھائی افلح نے مجھ سے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ میں نے جب تک آپ سے پوچھ نہ لوں اجازت نہیں دی۔ (اب آپ کیا فرماتے ہیں)۔ آپؐ نے فرمایا' تو نے اپنے چچا کو اندر آنے کی اجازت کیوں نہیں دی۔ (اس کو آنے دیا ہوتا)۔ میں نے عرض کیا' یارسول اللہ! کچھ مرد نے مجھ تھوڑے دودھ پلایا ہے۔ بلکہ ابوالقعیس کی جورو نے پلایا۔ آپؐ نے فرمایا' ارے ماٹی ملی اس

کو اندر آنے کی اجازت دے' وہ تیرا چچا ہے۔ عروہ نے کہا' اسی لیے حضرت عائشہؓ کہتی تھیں کہ جتنے رشتے خون کی وجہ سے حرام سمجھتے ہو وہی دودھ کی وجہ سے بھی حرام ہیں۔

باب قَوْلِهِ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

وقال ابو العالية: صلاة الله ثناؤه عليه عند الملائكة وصلاة الملائكة الدعاء' وقال ابن عباس يصلون: يبركون (لَنُغْرِيَنَّكَ) لَنُسَلِّطَنَّكَ

ابوالعالیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "صلوٰۃ کی نسبت اگر اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو اس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ وہ نبی کی فرشتوں کے سامنے تعریف کرتا ہے اور اگر صلوٰۃ کی نسبت ملائکہ کی طرف ہو تو اس سے دُعا مراد لی جاتی ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آیت میں "یصلون" بمعنی برکت کی دُعا کرنے کے ہیں۔

لَنُغْرِيَنَّكَ: لَنُسَلِّطَنَّكَ

آیت کریمہ میں ہے "والمرجفون في المدينة لنغرينك بهم" فرماتے ہیں اس میں "لنغرينك" کے معنی ہیں "لنسلطنك" یعنی جو لوگ مدینہ میں افواہیں اُڑاتے ہیں (اگر وہ اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے) تو ہم ضرور آپ کو ان پر مسلط کریں گے۔

☆ آیت میں "سَلِّمُوْا" کے ساتھ تاکید کے لیے "تسليما" مصدر بیان کیا گیا ہے لیکن "صلوا" کے ساتھ مصدر تاکید کی غرض سے ذکر نہیں کیا گیا۔

اس کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ آیت کی ابتداء میں "ان الله وملائكته يُصَلُّوْن على النبي" میں صلوٰۃ کا ذکر کیا گیا ہے اور اس سے پہلے "إِنَّ" لایا گیا ہے۔ اللہ اور ملائکہ کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود بھیجنے کا ذکر کیا گیا ہے جس سے صلوٰۃ کی عظمت کا خود بخود پتہ چل جاتا ہے اس لیے "صَلُّوْا" کے بعد تاکید کے لیے مصدر نہیں لایا گیا۔ برخلاف سلام کے کہ وہاں مصدر تاکید کی غرض سے بیان کیا گیا ہے۔

☆ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود بھیجنے کے متعلق شرعی حکم کیا ہے؟

۱۔ اس پر تمام علماء نے اجماع نقل کیا ہے کہ عمر بھر میں ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود بھیجنے کا حکم وجوبی ہے اور عند ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم مستحب ہے' ہمارے فقہاء کا بھی یہی مسلک ہے۔ ابوبکر جصاص رحمۃ اللہ علیہ کی یہی رائے ہے اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی کو مختار قرار دیا ہے۔

۲۔ امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی جب بھی آئے تو دُرود پڑھنا واجب ہے چاہے آپ کے اسم مبارک کا تکرار ہی کیوں نہ ہوتا ہو۔ علامہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کو مختار قرار دیا ہے۔ حضرات شوافع و مالکیہ میں سے بعض اسی کے قائل ہیں۔ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ احوط یہی ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی آئے

تو درُودشریف ضرور پڑھا جائے۔علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کو احتیاط کا تقاضا قرار دیا ہے۔

☆تشہد کے بعد درُودشریف کا کیا حکم ہے؟ اس میں اختلاف ہے۔

حضرات حنفیہ اور مالکیہ اور عام علماء کی رائے یہ ہے کہ تشہد کے بعد درُودشریف پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فرض ہے۔امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی بھی مشہور روایت یہی ہے۔ابوزرعہ دمشقی نے اسی کو امام احمد کی روایت اخیرہ قرار دیا ہے۔مالکیہ میں ابوبکر بن ابراہیم نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔

☆ یہاں ایک اشکال ہوتا ہے کہ ''اللّھم صلّ علی محمد ......''میں صلاۃ علی النبی کو مشبہ اور صلاۃ علی ابراہیم کو مشبہ بہ بتایا گیا ہے اور مشبہ بہٗ مشبہ سے اقوی اور افضل ہوتا ہے۔اس قاعدے کی رو سے ''صلاۃ علی النّبی ...... صلوۃ علی ابراھیم'' سے کم درجہ کی ہوگئی اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فضیلت معلوم ہوتی ہے حالانکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم افضل الخلائق ہیں۔آپ نے فرمایا ''انا سید وُلْدِ آدم یوم القیامۃ و لا فخرَ'' اس اشکال کے مختلف جوابات دیے گئے ہیں۔

ا۔یہ قاعدہ کہ مشبہ مُشبہ بہ سے کم تر اور مشبہ بہ اقوی ہوتا ہے اکثریہ ہے کلیہ نہیں ہے یہاں نفس صلاۃ میں تشبیہ مقصود ہے قدر ومنزلت میں نہیں۔

۲۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اس وقت ارشاد فرمایا تھا جب آپ کو اپنی فضیلت کا ابھی علم نہیں ہوا تھا۔

۳۔''کما صلّیتَ......'' میں کاف تشبیہ کے لیے نہیں ہے بلکہ تعلیل کے لیے ہے اور مطلب یہ ہے کہ ''اے اللہ! آپ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر درُود نازل کیا ہے۔اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی درُود نازل فرمادیجیے۔

← حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رضی اللہ عنہ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ، أَمَّا السَّلَامُ عَلَيْكَ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ فَكَيْفَ الصَّلَاةُ قَالَ قُولُوا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ ، اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

ترجمہ۔مجھ سے سعید بن یحییٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے والد یحییٰ بن سعید نے' کہا ہم سے مسعر بن کدام نے' انہوں نے حکم بن عتیبہ سے' انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلی سے' انہوں نے کعب بن عجرہؓ سے صحابہؓ نے عرض کیا' یا رسول اللہ آپ پر سلام کرنا تو ہم کو معلوم ہوگیا ہے۔اب درود آپ پر کیسے بھیجیں۔آپ نے فرمایا' یوں کہو: اللھم صل علی محمد وعلی ال محمد کما صلیت علی ابراھیم انک حمید مجید اللھم بارک علی محمد وعلی ال محمد کما بارکت علی ابرھیم انک حمید مجید۔

← حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا التَّسْلِيمُ فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ قَالَ قُولُوا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ قَالَ

أبُو صَالِحٍ عَنِ اللَّيْثِ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ

ترجمہ۔ہم سے عبداللہ بن یوسف تیسی نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث بن سعد نے' کہا مجھ سے عبداللہ بن اسامہ لیثی نے' انہوں نے عبداللہ بن خباب سے' انہوں نے ابوسعید خدریؓ سے' انہوں نے عرض کیا' یارسول اللہ سلام کرنا تو ہم کو معلوم ہوگیا ہے' لیکن درود آپ پر کیسے بھیجیں۔آپ ؐ نے فرمایا یوں کہو: اللهم صل علی محمد عبدک ورسولک کما صلیت علی ابراهیم وبارک علی محمد و علی ال محمد کما بارکت علی ابراهیم ابوصالحؒ نے لیث سے یوں نقل کیا ہے۔کما بارکت علی ال ابراہیم (بارکت علی ابرہیم کے بدل)۔

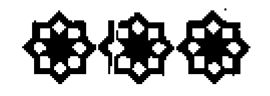
حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيدَ وَقَالَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ

ترجمہ۔ہم سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی حازم اور عبدالعزیز بن محمد دراوردی نے' اور ان دونوں نے یزید بن ہاد سے اس روایت میں یوں ہے: کما صلیت علی ابراهیم وبارک علی محمد وعلی ال محمد کما بارکت علی ابراهیم وال ابراهیم۔

باب قَوْلِهِ لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَى

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنِ الْحَسَنِ وَمُحَمَّدٍ وَخِلَاسٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم إِنَّ مُوسَى كَانَ رَجُلًا حَيِيًّا ، وَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَى فَبَرَّأَهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا).

ترجمہ۔ہم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا' کہا ہم کو روح بن عبادہ نے خبر دی۔کہا ہم کو عوف بن ابی جمیلہ نے خبر دی۔انہوں نے امام حسن بصری اور ابن سیرین اور خلاس بن عمرو سے' انہوں نے ابو ہریرہؓ سے' انہوں نے کہا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' موسیٰ پیغمبر بڑے شرم والے آدمی تھے' اور اسی کا ذکر اس آیت میں ہے۔یاایها الذین امنو لاتکونو کالذین اذوا موسی فبراه الله مما قالوا و کان عند الله وجیها۔



سورة سبا

يُقَالُ (مُعَاجِزِينَ) مُسَابِقِينَ (بِمُعْجِزِينَ) بِفَائِتِينَ (مُعَاجِزِينَ) مُغَالِبِينَ (سَبَقُوا) فَاتُوا (لَا يُعْجِزُونَ) لَا يَفُوتُونَ (يَسْبِقُونَا) يُعْجِزُونَا قَوْلُهُ (بِمُعْجِزِينَ) بِفَائِتِينَ ، وَمَعْنَى (مُعَاجِزِينَ) مُغَالِبِينَ يُرِيدُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا أَنْ يُظْهِرَ عَجْزَ صَاحِبِهِ مِعْشَارٌ عُشْرٌ الْأُكُلُ الثَّمَرُ (بَاعِدْ) وَبَعِّدْ وَاحِدٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ (لَا يَعْزُبُ) لَا يَغِيبُ الْعَرِمُ السُّدُّ مَاءٌ أَحْمَرُ أَرْسَلَهُ اللَّهُ فِي السُّدِّ فَشَقَّهُ وَهَدَمَهُ وَحَفَرَ الْوَادِيَ ، فَارْتَفَعَتَا عَنِ الْجَنْبَيْنِ ، وَغَابَ عَنْهُمَا الْمَاءُ فَيَبِسَتَا ، وَلَمْ يَكُنِ الْمَاءُ الْأَحْمَرُ مِنَ السُّدِّ ، وَلَكِنْ كَانَ عَذَابًا أَرْسَلَهُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَيْثُ شَاءَ وَقَالَ عَمْرُو بْنُ شُرَحْبِيلَ الْعَرِمُ الْمُسَنَّاةُ بِلَحْنِ أَهْلِ الْيَمَنِ وَقَالَ غَيْرُهُ الْعَرِمُ الْوَادِي السَّابِغَاتُ الدُّرُوعُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ يُجَازَى يُعَاقَبُ (أَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ) بِطَاعَةِ اللَّهِ (مَثْنَى وَفُرَادَى) وَاحِدٌ وَاثْنَيْنِ (التَّنَاوُشُ) الرَّدُّ مِنَ الْآخِرَةِ إِلَى الدُّنْيَا (وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ) مِنْ مَالٍ أَوْ وَلَدٍ أَوْ زَهْرَةٍ (بِأَشْيَاعِهِمْ) بِأَمْثَالِهِمْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (كَالْجَوَابِ) كَالْجَوْبَةِ مِنَ الْأَرْضِ الْخَمْطُ الْأَرَاكُ وَالْأَثَلُ الطَّرْفَاءُ الْعَرِمُ الشَّدِيدُ

معاجذین کے معنی آگے بڑھنے والا بمعجزین ہمارے ہاتھ سے نکل جانے والے سبقوا کا معنی ہمارے ہاتھ سے نکل گئے۔ لایعجزون ہمارے ہاتھ سے نکل نہیں سکتے۔ یسبقونا ہم کو عاجز کرسکیں۔ بمعجزین عاجز کرنے والے (جیسے مشہور قرات ہے)۔ اور معجزین (جو دوسری قرات ہے)۔ اس کا معنی ایک دوسرے پر غلبہ ڈھونڈنے والے ایک دوسرے کا عجز ظاہر کرنے والے معشار کا معنی دسواں حصہ کل پھل باعد (جیسے مشہور قرات) اور بعد جو ابن کثیر کی قرات ہے دونوں کا معنی ایک ہیں اور مجاہد نے کہا' لایعزب کا معنی اس سے غائب نہیں ہوتا۔ العرم وہ بند یا ایک لال پانی تھا' جس کو اللہ تعالٰی نے بند پر بھیجا' وہ پھٹ کر گر گیا' اور میدان میں گڑھا پڑ گیا۔ باغ دونوں طرف سے اونچے ہو گئے' پھر پانی غائب ہو گیا۔ دونوں باغ وہاں سے بھیجا' اور عمرو بن شرحبیل نے کہا' ارم کہتے ہیں بند کو یمن والوں کی زبان میں' دوسروں نے کہا' ارم کا معنی نالہ السابغات زرہ ہیں۔ مجاہد نے کہا' یجازی کا معنی عذاب دیئے جاتے ہیں۔ اعظکم بواحدہ یعنی میں تم کو اللہ کی اطاعت کرنے کی نصیحت کرتا ہوں۔ مثنی دودو کو فرادی ایک ایک کو التناوش آخرت سے پھر دنیا میں آنا (جو ممکن نہیں) مایشتھون ان کی خواہشات مال اولاد دنیا کی زیب وزینت باشیاعھم ان کے جوڑ والے۔ دوسرے کافر' ابن عباسؓ نے کہا' کالجواب جیسے کنئے (پانی کے گڑھے) جیسے جوبہ کہتے ہیں۔ حوض کو خمط پیلو کا درخت (جس کی مسواک) بناتے ہیں۔ اثل جھاؤ کا درخت العرم سخت زور کی۔

باب حَتَّى إِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ

← حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ إِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ إِذَا قَضَى اللَّهُ الْأَمْرَ فِي السَّمَاءِ ضَرَبَتِ الْمَلَائِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهِ كَأَنَّهُ سِلْسِلَةٌ

عَلٰى صَفْوَانٍ فَإِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ ، قَالُوا لِلَّذِي قَالَ الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ فَيَسْمَعُهَا مُسْتَرِقُ السَّمْعِ ، وَمُسْتَرِقُ السَّمْعِ هٰكَذَا بَعْضُهُ فَوْقَ بَعْضٍ وَوَصَفَ سُفْيَانُ بِكَفِّهِ فَحَرَفَهَا وَبَدَّدَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ فَيَسْمَعُ الْكَلِمَةَ ، فَيُلْقِيهَا إِلٰى مَنْ تَحْتَهُ ثُمَّ يُلْقِيهَا الْآخَرُ إِلٰى مَنْ تَحْتَهُ ، حَتّٰى يُلْقِيَهَا عَلٰى لِسَانِ السَّاحِرِ أَوِ الْكَاهِنِ ، فَرُبَّمَا أَدْرَكَ الشِّهَابُ قَبْلَ أَنْ يُلْقِيَهَا ، وَرُبَّمَا أَلْقَاهَا قَبْلَ أَنْ يُدْرِكَهُ ، فَيَكْذِبُ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ ، فَيُقَالُ أَلَيْسَ قَدْ قَالَ لَنَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا فَيُصَدَّقُ بِتِلْكَ الْكَلِمَةِ الَّتِي سَمِعَ مِنَ السَّمَاءِ .

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے عمرو بن دینار نے کہا میں نے عکرمہ سے سنا وہ کہتے تھے میں نے ابوہریرہؓ سے سنا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جب آسمان پر اللہ تعالیٰ کوئی حکم صادر فرماتا ہے' تو فرشتے اس کا ارشاد سن کر پھڑ پھڑانے لگتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد اس طرح سنائی دیتا ہے۔ جیسے ایک صاف پتھر پر زنجیر چلاؤ' فرشتے سمجھتے ہیں' قیامت آگئی۔ جب ان کی گھبراہٹ جاتی رہتی ہے۔ تو پوچھتے ہیں' پروردگار نے کیا ارشاد فرمایا' وہ کہتے ہیں بجا ارشاد ہوا اور وہ اونچا ہے۔ (عالی مکان عالیشان) بڑا اب بات چرانے والے شیطان جو تلے اوپر رہ کر وہاں جاتے ہیں۔ ایک سے ایک سن کر اس بات کو اڑا لیتے ہیں۔ سفیان نے اپنی ہتھیلی کو موڑ کر انگلیاں الگ الگ کر کے بتلایا کہ اس طرح شیطان ایک کے ایک اوپر رہتے ہیں اوپر والا شیطان نیچے والے کو وہ اپنے نیچے والے کو سناتا ہے۔ اسی طرح جادوگر یا کاہن تک وہ بات آ پہنچتی ہے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ فرشتے جو آگ کا کوڑا مارتے ہیں' وہ شیطان پر بات چرانے سے پہلے پڑ جاتا ہے کبھی کوڑا پڑنے سے پیشتر وہ اپنے تلے والے شیطان کو بات سنا چکا ہے۔ غرض یہ جادوگر یا کاہن کیا کرتا ہے' ایک بات میں سو جھوٹ (اپنی طرف سے ملا کر) لوگوں سے بیان کرتا ہے' لوگ (اسی ایک سچی بات کی وجہ سے) کہتے ہیں' بھائی دیکھو! اس کاہن نے ہم سے فلانے دن یہ کہا تھا' فلانے دن یہ' وہ جو ایک بات سچی نکلی ہے' جو آسمان سے اڑائی گئی تھی۔ اسکی وجہ سے لوگ اس پر اعتماد کرنے لگتے ہیں۔

باب قَوْلِهِ إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ

← حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَازِمٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضى الله عنهما قَالَ صَعِدَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم الصَّفَا ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ يَا صَبَاحَاهُ فَاجْتَمَعَتْ إِلَيْهِ قُرَيْشٌ قَالُوا مَا لَكَ قَالَ أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ الْعَدُوَّ يُصَبِّحُكُمْ أَوْ يُمَسِّيكُمْ أَمَا كُنْتُمْ تُصَدِّقُونِي قَالُوا بَلٰى قَالَ فَإِنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ فَقَالَ أَبُو لَهَبٍ تَبًّا لَكَ أَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ (تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ)

ترجمہ۔ ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن خازم نے کہا' ہم سے اعمش نے' انہوں نے عمرو بن مرہ سے' انہوں نے سعید بن جبیر سے' انہوں نے ابن عباسؓ سے' انہوں نے کہا' ایک بار ایسا ہوا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفا پہاڑ پر چڑھے اور فرمانے لگے۔ (یا صباحاہ) ارے لوگو! دوڑو۔ یہ سن کر قریش کے لوگ جمع ہو گئے' اور پوچھنے لگے کہو ہے کیا؟ آپ نے فرمایا' بتلاؤ اگر میں تم سے کہوں کہ ایک دشمن صبح یا شام کو تم پر حملہ کرنے والا ہے' تو تم میری بات سچ مانو گے۔ انہوں نے کہا' بیشک۔ آپ نے فرمایا' پھر تو میں تم کو سخت عذاب آنے سے پیشتر اس سے ڈراتا ہوں۔ یعنی دوزخ کے عذاب سے۔ (یہ سن کر مردود) ابولہب کہنے لگا' ارے تو تباہ ہو ہم کو اس بات کے لیے جمع کیا۔ (ناحق تکلیف دی)۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ سورت اتاری۔ ابولہب کے دونوں ہاتھ تباہ ہوئے۔ اخیر تک۔

المَلائِكَةُ (فاطر)

قَالَ مُجَاهِدٌ الْقِطْمِيرُ لِفَافَةُ النَّوَاةِ (مُثْقَلَةٌ) مُثْقَلَةٌ وَقَالَ غَيْرُهُ الْحَرُورُ بِالنَّهَارِ مَعَ الشَّمْسِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْحَرُورُ بِاللَّيْلِ، وَالسَّمُومُ بِالنَّهَارِ (وَغَرَابِيبُ) أَشَدُّ سَوَادٍ، الْغِرْبِيبُ الشَّدِيدُ السَّوَادِ

مجاہد نے کہا کہ "القطمیر" ای لفافۃ النواۃ "مُثْقَلَةٌ" (بالتخفیف) بمعنی مثقلہ (بالتشدید) ان کے غیر نے کہا کہ "الحرور" کا تعلق دن میں سورج کے ساتھ ہے ابن عباسؓ نے فرمایا کہ "الحرور" کا تعلق رات کے ساتھ ہے اور "السموم" کا تعلق دن کے ساتھ ہے "غرابیب سود" یعنی گہرے سیاہ "غربیب" بمعنی گہرا سیاہ۔

سورۃ یٰس

وَقَالَ مُجَاهِدٌ (فَعَزَّزْنَا) شَدَّدْنَا (يَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ) كَانَ حَسْرَةً عَلَيْهِمُ اسْتِهْزَاؤُهُمْ بِالرُّسُلِ (أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ) لَا يَسْتُرُ ضَوْءُ أَحَدِهِمَا ضَوْءَ الْآخَرِ وَلَا يَنْبَغِي لَهُمَا ذَلِكَ (سَابِقُ النَّهَارِ) يَتَطَالَبَانِ حَثِيثَيْنِ (نَسْلَخُ) نُخْرِجُ أَحَدَهُمَا مِنَ الْآخَرِ، وَيَجْرِي كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا (مِنْ مِثْلِهِ) مِنَ الْأَنْعَامِ (فَكِهُونَ) مُعْجَبُونَ (جُنْدٌ مُحْضَرُونَ) عِنْدَ الْحِسَابِ وَيُذْكَرُ عَنْ عِكْرِمَةَ (الْمَشْحُونِ) الْمُوقَرُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (طَائِرُكُمْ) مَصَائِبُكُمْ (يَنْسِلُونَ) يَخْرُجُونَ (مَرْقَدِنَا) مَخْرَجِنَا (أَحْصَيْنَاهُ) حَفِظْنَاهُ مَكَانَتُهُمْ وَمَكَانُهُمْ وَاحِدٌ

اور مجاہد نے کہا کہ "فعززنا" ای شددنا "یا حسرۃ علی العباد" یعنی دنیا میں انبیاء کے استہزاء کے نتیجہ میں آخرت میں ان کی حالت قابل حسرت وافسوس ہوگی "ان تدرک القمر" یعنی ایک کی روشنی دوسرے کی روشنی پر اثر انداز نہیں ہوتی اور نہ ان (چاند اور سورج) کے لیے یہ مناسب ہے "سابق النھار" یعنی دونوں (دن اور رات) ایک دوسرے کے پیچھے پیچھے بلا کسی درمیانی وقفہ اور بلا کسی تاخیر وتوقف کے گردش میں ہیں "نسلخ" یعنی ہم ان میں سے ایک کو دوسرے سے نکالتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک اپنے مستقر کی طرف چلتا رہتا ہے "من مثلہ" ای من الانعام فکھون" ای معجبون "جند محضرون" یعنی عند الحساب عکرمہؒ سے منقول ہے کہ "المشحون" بمعنی الموقر (لدی ہوئی) ہے۔ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ "طائر کم" اے مصائبکم "ینسلون" اے یخرجون "مرقدنا" اے مخرجنا "احصیناہ" یعنی ہم نے اسے لوح محفوظ میں محفوظ کرلیا ہے "مکانتھم" اور مکانھم ہم معنی ہیں۔

فعززنا: شَدَّدْنَا

آیت میں ہے "فعززنا بثالث" اس میں "عَزَّزْنَا" کے معنی ہیں ہم نے قوت دی۔

یاحسرةً علی العباد: کان حسرةً علیھم استھزاؤُھم بالرُّسُلِ

آیت کریمہ میں ہے "یا حسرةً علی العباد ما یأتیھم من رَسولٍ اِلاّ کانوا به یَسْتَھْزِءُوْنَ" اس میں کسی کو وہم ہوسکتا ہے کہ اللہ جل شانہ نے حسرت کو پکارا جس کے کوئی معنی بظاہر سمجھ میں نہیں آتے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس وہم کو دور کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ حسرت خود کافروں کو ہوگی کہ انہوں نے انبیاء اور رسولوں کا دُنیا میں مذاق اُڑایا۔

ضحاک فرماتے ہیں کہ یہ فرشتوں کا قول ہے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ کفار نے انبیاء کی تکذیب کی تو وہ ان پر افسوس کرنے لگے۔

بعض حضرات نے کہا یہ اس مردِ مؤمن کا قول ہے جس کا نام حبیب تھا جو رسولوں کی تائید وحمایت میں جھٹلانے والوں کو سمجھانے کے لیے اقصیٰ مدینہ سے دوڑتا ہوا آیا تھا۔ جب قوم نے اسے قتل کرنا چاہا تو اس نے اس وقت یہ جملہ کہا تھا (اقصیٰ مدینہ میں مدینہ سے مراد اکثر حضرات نے انطاکیہ لیا ہے)

بعض کہتے ہیں کہ یہ ان تین رسولوں کا قول تھا جو اس قوم کی طرف مبعوث کیے گئے تھے جب انہوں نے قوم کو دیکھا کہ انہوں نے اس مردِ مؤمن کو قتل کردیا اور اس کی پاداش میں قوم پر عذاب آ گیا تو اس وقت انہوں نے "یا حَسْرَةً عَلَی الْعِبَادِ" کہا۔

بعض نے کہا کہ قیامت کے دن جب کفار عذاب کے آثار دیکھیں گے تو اس وقت شدتِ ندامت اور بے بسی کے عالم میں مذکورہ جملہ کہیں گے یا ان کو عذاب میں مبتلا دیکھ کر مؤمنین اور فرشتے یہ الفاظ کہیں گے۔

لیکن مذکورہ تمام اقوال میں کوئی تعارض نہیں، یہ تمام جمع ہوسکتے ہیں۔

باب قَوْلِهٖ وَالشَّمْسُ تَجْرِی لِمُسْتَقَرٍّ لَّھَا ذٰلِکَ تَقْدِیرُ الْعَزِیزِ الْعَلِیمِ

"اور سورج اپنے مستقر کی طرف چلا جارہا ہے۔" "مستقر" سے وہ جگہ بھی مراد لی جاسکتی ہے جہاں جاکر سورج کو آخرکار ٹھہر جانا ہے اور وہ وقت بھی ہوسکتا ہے جبکہ سورج اپنی حرکت پوری کرکے ٹھہر جائے گا۔ وہ وقت قیامت کا دن ہے اس کی تائید سورۂ زمر کی اس آیت سے بھی ہوتی ہے۔ "...... وسخر الشمس والقمر کُلٌّ یجری لاجلٍ مُسَمًّی" اس میں "اجل مسمّٰی" سے قیامت ہی مراد ہے۔

لیکن حدیث الباب سے معلوم ہوتا ہے کہ آیت باب میں مستقر سے مستقر زمانی نہیں بلکہ مستقر مکانی مراد ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے خطاب کرکے فرمایا کہ سورج چلتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ تحت العرش پہنچ کر سجدہ کرتا ہے پھر فرمایا کہ اس آیت میں مستقر سے یہی مراد ہے۔

یہاں ایک اشکال یہ ہوتا ہے کہ سورج جب کسی ایک جگہ غروب ہوتا ہے تو اسی وقت دوسری جگہ طلوع ہوتا ہے۔ سورج کا

طلوع وغروب ہر وقت جاری ہے جبکہ حدیث سے یہ مفہوم سمجھ میں آتا ہے کہ پوری دنیا میں سورج ایک ہی وقت غروب ہوتا ہے اور اجازت ملنے پر پھر اپنا سفر شروع کر کے طلوع ہوتا ہے حالانکہ یہ مشاہدہ کے خلاف ہے۔

اس اشکال کا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ یہاں غروب آفتاب سے پوری دُنیا کا غروب مراد نہیں بلکہ دُنیا کے بڑے حصہ کا غروب مراد ہے یعنی وہ مقام جہاں کے غروب پر دُنیا کی اکثر آبادی میں غروب ہو جاتا ہے۔

ایک اور اشکال ہوتا ہے کہ حدیث الباب کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ سورج اپنے مستقر پر پہنچ کر سجدہ کرتا ہے پھر اجازت مانگتا ہے۔ اس طرح وہ وقفہ کرتا ہے حالانکہ سورج کا وقفہ علم فلکیات اور مشاہدہ کی رُو سے درست نہیں اس کی حرکت دائمی اور مسلسل ہے۔

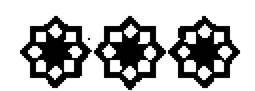
اس کا جواب یہ ہے کہ ہر چیز کا سجدہ اس کے مناسب حال ہوتا ہے۔ جیسا کہ قرآن نے خود تصریح فرمادی ہے "کُلٌّ قد علم صلاتہ و تسبیحہٗ" اس لیے آفتاب کے سجدہ کے یہ معنی سمجھنا کہ وہ انسان کی طرح سجدہ کرتا ہوگا درست نہیں۔

← حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضی الله عنه قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم فِي الْمَسْجِدِ عِنْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ فَقَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ أَتَدْرِي أَيْنَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّهَا تَذْهَبُ حَتَّى تَسْجُدَ تَحْتَ الْعَرْشِ ، فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى (وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ)

ترجمہ۔ ہم سے ابونعیم نے حدیث بیان کی ان سے اعمش نے حدیث بیان کی۔ ان سے ابراہیم تیمی نے ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابوذرؓ نے بیان کیا کہ آفتاب غروب ہونے کے وقت میں مسجد کے اندر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوذر! تمہیں معلوم ہے یہ آفتاب کہاں غروب ہوتا ہے؟ میں نے عرض کی اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ چلتا رہتا ہے یہاں تک کہ عرش کے نیچے سجدہ ریز ہو جاتا ہے اس کا بیان اللہ کے اس ارشاد میں ہوا ہے کہ "اور آفتاب اپنے ٹھکانے کی طرف چلتا رہتا ہے۔ یہ اندازہ ٹھہرایا ہوا ہے۔ زبرست اور علم والے کا۔"

← حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صلی الله علیه وسلم عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى (وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا) قَالَ مُسْتَقَرُّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ

ترجمہ۔ ہم سے حمیدی نے حدیث بیان کی ان سے وکیع نے حدیث بیان کی ان سے اعمش نے حدیث بیان کی ان سے ابراہیم تیمی نے ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابوذرؓ نے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد "اور آفتاب اپنے ٹھکانے کی طرف چلتا رہتا ہے" کے متعلق سوال کیا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا ٹھکانا (مستقر) عرش کے نیچے ہے۔



سورة الصّافّات

وَقَالَ مُجَاهِدٌ (وَيَقْذِفُونَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ) مِنْ كُلِّ مَكَانٍ (وَيُقْذَفُونَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ) يُرْمَوْنَ (وَاصِبٌ) دَائِمٌ ، لَازِبٌ لَازِمٌ (تَأْتُونَنَا عَنِ الْيَمِينِ) يَعْنِي الْحَقَّ الْكُفَّارُ تَقُولُهُ لِلشَّيْطَانِ (غَوْلٌ) وَجَعُ بَطْنٍ (يُنْزَفُونَ) لَا تَذْهَبُ عُقُولُهُمْ (قَرِينٌ) شَيْطَانٌ (يُهْرَعُونَ) كَهَيْئَةِ الْهَرْوَلَةِ (يَزِفُّونَ) النَّسَلَانُ فِي الْمَشْيِ (وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا) قَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ الْمَلَائِكَةُ بَنَاتُ اللّٰهِ وَأُمَّهَاتُهُمْ بَنَاتُ سَرَوَاتِ الْجِنِّ ، وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالَى (وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ إِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ) سَتُحْضَرُ لِلْحِسَابِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (لَنَحْنُ الصَّافُّونَ) الْمَلَائِكَةُ (صِرَاطِ الْجَحِيمِ) سَوَاءِ الْجَحِيمِ وَوَسَطِ الْجَحِيمِ (لَشَوْبًا) يُخْلَطُ طَعَامُهُمْ وَيُسَاطُ بِالْحَمِيمِ (مَدْحُورًا) مَطْرُودًا (بَيْضٌ مَكْنُونٌ) اللُّؤْلُؤُ الْمَكْنُونُ (وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ) يُذْكَرُ بِخَيْرٍ (يَسْتَسْخِرُونَ) يَسْخَرُونَ (بَعْلًا) رَبًّا

مجاہدؒ نے فرمایا کہ "ويقذفون بالغيب من مكان بعيد" میں من مکان بعید سے مراد "من کل مکان" ہے "ويقذفون من كل جانب" میں یقذفون سے مراد یرمون ہے "واصب" اے دائم "لازب" اے لازم "تاتوننا عن اليمين" یعنی الحق یہ الفاظ کفار شیاطین سے کہیں گے "غول" اے وجع بطن "ینزفون" یعنی ان کی عقل نہیں جاتی رہے گی "قرین" بمعنی شیطان ہے۔ "يهرعون" سے اشارہ یزفون ہرولہ (تیز چلنے) کی ہیئت کی طرف ہے۔ "ینزفون" یعنی چلنے میں تیزی اور جلدی "وبين الجنة نسبا" کفار قریش کہتے تھے کہ فرشتے اللہ کی لڑکیاں ہیں (ابوبکرؓ نے اس پر ان سے پوچھا کہ پھر ان کی مائیں کون ہیں تو انہوں نے کہا کہ ان کی مائیں جن سرداروں کی لڑکیاں ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ "لقد علمت الجنة انهم المحضرون" یعنی حساب کے لیے حاضر کیے جائیں گے۔ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ "لنحن الصافون" میں مراد فرشتے ہیں۔ "صراط الجحيم" یعنی سواء الجحیم وسط الجحیم "لشوبا" یعنی ان کے کھانوں میں شدید گرم پانی کی آمیزش کر دی جائے گی "مدحورا" اے مطرودا "بيض مكنون اى اللؤلؤ المكنون" وتركنا عليه في الآخرين" یعنی ان کا ذکر خیر ہوتا رہے گا "يستسخرون" یعنی یسخرون "بعلا" ای ربا"۔

باب قَوْلِهِ وَإِنَّ يُونُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضى الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَكُونَ خَيْرًا مِنِ ابْنِ مَتَّى

ترجمہ۔ ہم سے قتیبہ بن سعید نے حدیث بیان کی ان سے جریر نے حدیث بیان کی ان سے اعمش نے ان سے ابو وائل نے ان سے عبداللہ بن مسعودؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی کے لیے مناسب نہیں کہ وہ یونس بن متی علیہ السلام سے بہتر ہونے کا دعوی کرے۔

حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ مِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ مَنْ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى فَقَدْ كَذَبَ

ترجمہ۔ مجھ سے ابراہیم بن منذر نے حدیث بیان کی ان سے محمد بن فلیح نے حدیث بیان کی۔ ان سے ان کے والد نے حدیث بیان کی۔ ان سے بنی عامر بن لوی کے ہلال بن علی نے ان سے عطاء بن یسار نے اوران سے ابو ہریرہؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص یہ دعوی کرتا ہے کہ میں یونس بن متی علیہ الصلوۃ والسلام سے افضل ہوں وہ جھوٹا ہے۔

سورہ ص

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْعَوَّامِ قَالَ سَأَلْتُ مُجَاهِدًا عَنِ السَّجْدَةِ فِي ص قَالَ سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ (أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ) وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَسْجُدُ فِيهَا

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن بشار نے حدیث بیان کی ان سے منذر نے حدیث بیان کی۔ ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی ان سے عوام بن حوشب نے بیان کیا کہ میں نے مجاہد سے سورہ ص میں سجدہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ یہ سوال ابن عباسؓ سے بھی کیا گیا تھا تو آپ نے اس آیت کی تلاوت کی یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی تھی پس آپ بھی انہیں کی ہدایت کی اتباع کیجئے" اور ابن عباسؓ اس میں سجدہ کرتے تھے۔

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الطَّنَافِسِيُّ عَنِ الْعَوَّامِ قَالَ سَأَلْتُ مُجَاهِدًا عَنْ سَجْدَةِ ص فَقَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ مِنْ أَيْنَ سَجَدْتَ فَقَالَ أَوَمَا تَقْرَأُ (وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ) (أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ) فَكَانَ دَاوُدُ مِمَّنْ أُمِرَ نَبِيُّكُمْ صلى الله عليه وسلم أَنْ يَقْتَدِيَ بِهِ ، فَسَجَدَهَا رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم (عُجَابٌ) عَجِيبٌ الْقِطُّ الصَّحِيفَةُ هُوَ هَا هُنَا صَحِيفَةُ الْحَسَنَاتِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ (فِي عِزَّةٍ) مُعَازِّينَ (الْمِلَّةِ الْآخِرَةِ) مِلَّةُ قُرَيْشٍ الِاخْتِلَاقُ الْكَذِبُ الْأَسْبَابُ طُرُقُ السَّمَاءِ فِي أَبْوَابِهَا (جُنْدٌ مَا هُنَالِكَ مَهْزُومٌ) يَعْنِي قُرَيْشًا (أُولَئِكَ الْأَحْزَابُ) الْقُرُونُ الْمَاضِيَةُ (فَوَاقٍ) رُجُوعٍ (قِطَّنَا) عَذَابَنَا (اتَّخَذْنَاهُمْ سُخْرِيًّا) أَحَطْنَا بِهِمْ أَتْرَابٌ أَمْثَالٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْأَيْدُ الْقُوَّةُ فِي الْعِبَادَةِ الْأَبْصَارُ الْبَصَرُ فِي أَمْرِ اللَّهِ ، (حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّي) مِنْ ذِكْرٍ (طَفِقَ مَسْحًا) يَمْسَحُ أَعْرَافَ الْخَيْلِ وَعَرَاقِيبَهَا (الْأَصْفَادِ) الْوَثَاقِ

ترجمہ۔ مجھ سے محمد بن عبداللہ نے حدیث بیان کی ان سے محمد بن عبید الطنافسی نے ان سے عوام نے بیان کیا کہ میں نے مجاہد سے سورہ ص میں سجدہ کے متعلق پوچھا تو آپ نے بیان کیا کہ میں نے ابن عباسؓ سے پوچھا تھا کہ اس سورہ میں آیت سجدہ کے لیے دلیل کیا ہے آپ نے فرمایا کہ کیا تم قرآن مجید میں یہ نہیں پڑھتے کہ" اوران کی نسل سے داؤد اور سلیمان ہیں یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے یہ ہدایت دی تھی سو آپ بھی ان کی ہدایت کی اتباع کیجئے داؤد علیہ السلام بھی ان میں سے تھے جن کی اتباع کا

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم تھا چونکہ داؤد علیہ السلام کے سجدہ کا اس میں ذکر ہے اس لیے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس موقع پر سجدہ کیا عجاب بمعنی عجیب ہے قط بمعنی صحیفہ آیت میں مراد نیکیوں کا صحیفہ ہے مجاہد "الاختلاف" ای الکذب "الاسباب" یعنی آسمان کے اس کے دروازے سے راستے "جند ماھنالک مھزوم" سے مراد قریش ہیں "اولئک الاحزاب" ای القرون الماضیہ "فواق" ای رجوع "قطنا" ای عذابنا "اتخذنھم سخریا" ای احطنابھم "اتراب" ای امثال "الاید" یعنی عبادت میں قوت والا "الابصار" ای البصر فی امر اللہ "حب الخیر عن ذکر ربی" عن ذکر ربی "طفق مسحا" یعنی گھوڑوں کی ٹانگوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنے لگے "الاصفاد" ای الوثاق۔

باب قَوْلِهِ هَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ إِنَّ عِفْرِيتًا مِنَ الْجِنِّ تَفَلَّتَ عَلَيَّ الْبَارِحَةَ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا لِيَقْطَعَ عَلَيَّ الصَّلَاةَ، فَأَمْكَنَنِي اللَّهُ مِنْهُ وَأَرَدْتُ أَنْ أَرْبِطَهُ إِلَى سَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ حَتَّى تُصْبِحُوا وَتَنْظُرُوا إِلَيْهِ كُلُّكُمْ، فَذَكَرْتُ قَوْلَ أَخِي سُلَيْمَانَ رَبِّ هَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي قال روح فرده خاسئا

ترجمہ۔ ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے حدیث بیان کی ان سے روح اور محمد بن جعفر نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے ان سے محمد بن زیاد نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گزشتہ رات ایک سرکش جن اچانک میرے پاس آیا یا اسی طرح کا کلمہ آپ نے فرمایا تاکہ میری نماز خراب کرے لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر قدرت دے دی اور میں نے سوچا کہ اسے مسجد کے کسی کھمبے سے باندھ دوں تاکہ صبح کے وقت تم سب لوگ بھی اسے دیکھ سکو لیکن مجھے اپنے بھائی سلیمان کی دعا یاد آ گئی اے میرے رب مجھے ایسی سلطنت دے کہ میرے بعد کسی کو میسر نہ ہو روح نے بیان کیا چنانچہ آنحضور نے اس جن کو نامراد واپس کر دیا۔

باب قَوْلِهِ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ دَخَلْنَا عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ عَلِمَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ بِهِ، وَمَنْ لَمْ يَعْلَمْ فَلْيَقُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ، فَإِنَّ مِنَ الْعِلْمِ أَنْ يَقُولَ لِمَا لَا يَعْلَمُ اللَّهُ أَعْلَمُ، قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لِنَبِيِّهِ صلی اللہ علیہ وسلم (قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ) وَسَأُحَدِّثُكُمْ عَنِ الدُّخَانِ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم دَعَا قُرَيْشًا إِلَى الْإِسْلَامِ فَأَبْطَئُوا عَلَيْهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوسُفَ، فَأَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ فَحَصَّتْ كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى أَكَلُوا الْمَيْتَةَ وَالْجُلُودَ حَتَّى جَعَلَ الرَّجُلُ يَرَى بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ دُخَانًا مِنَ الْجُوعِ، قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ (فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ * يَغْشَى النَّاسَ هَذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ) قَالَ فَدَعَوْا (رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ * أَنَّى لَهُمُ الذِّكْرَى وَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مُبِينٌ * ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوا مُعَلَّمٌ مَجْنُونٌ * إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيلًا إِنَّكُمْ عَائِدُونَ) أَفَيُكْشَفُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ فَكُشِفَ ثُمَّ عَادُوا فِي كُفْرِهِمْ، فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ يَوْمَ بَدْرٍ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى (يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَى إِنَّا مُنْتَقِمُونَ)

ترجمہ۔ ہم سے قتیبہ بن سعید نے حدیث بیان کی ان سے جریر نے حدیث بیان کی ان سے اعمش نے ان سے ابو الضحیٰ نے ان سے مسروق نے کہا کہ ہم عبداللہ بن مسعودؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے فرمایا اے لوگو! جس شخص کو کسی چیز کا علم ہو تو وہ اسے بیان کرے اور اگر علم نہ ہو تو کہے کہ اللہ ہی کو زیادہ علم ہے (یعنی اپنی لاعلمی ظاہر کر دے) کیونکہ یہ بھی علم ہی ہے کہ جو چیز نہ جانتا ہو اس کے متعلق کہہ دے کہ اللہ ہی زیادہ جاننے والا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کہہ دیا تھا کہ آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس (قرآن یا تبلیغ وحی) پر کوئی معاوضہ نہیں چاہتا ہوں" اور میں "دخان" (دھوئیں) کے بارے میں بتاؤں گا (جس کا ذکر قرآن میں آیا ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے تاخیر کی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں بددعا کی کہ اے اللہ! ان پر یوسف علیہ السلام کے زمانہ کی سی قحط سالی کے ذریعہ میری مدد کیجئے چنانچہ قحط پڑا اور اتنا زبردست کہ ہر چیز ختم ہو گئی اور لوگ مردار اور چمڑے کھانے پر مجبور ہو گئے بھوک کی شدت کی وجہ سے یہ عالم تھا کہ آسمان کی طرف اگر کوئی نظر اٹھاتا تو دھواں ہی دھواں نظر آتا تھا اس کے متعلق اللہ کا ارشاد ہے کہ "پس انتظار کرو اس دن کا جب آسمان کھلا ہوا دھواں لائے گا جو لوگوں پر چھا جائے گا" یہ دردناک عذاب ہے بیان کیا کہ پھر قریش دعا کرنے لگے کہ اے ہمارے رب! اس عذاب کو ہم سے ہٹا لے تو ہم ایمان لائیں گے لیکن وہ نصیحت سننے والے کہاں ہیں ان کے پاس تو رسول صاف معجزات و دلائل کے ساتھ آ چکا ہے اور وہ اس سے اعراض کر چکے ہیں اور وہ کہہ چکے ہیں کہ اسے تو سکھایا جا رہا ہے یہ مجنون ہے بیشک ہم تھوڑے دنوں کے لیے ان سے عذاب ہٹا لیں گے یقیناً تم پھر کفر ہی کی طرف لوٹ جاؤ گے کیا قیامت میں بھی عذاب ہٹایا جائے گا ابن مسعودؓ نے بیان کیا کہ پھر یہ عذاب تو ان سے دور کر دیا گیا لیکن جب وہ دوبارہ کفر میں مبتلا ہو گئے تو بدر کی لڑائی میں اللہ نے انہیں پکڑا۔ اللہ کے اس ارشاد میں اسی طرف اشارہ ہے کہ "جس دن ہم سخت پکڑیں گے بلاشبہ ہم انتقام لینے والے ہیں"۔

سورة الزُّمَرِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ (أَفَمَنْ يَتَّقِي بِوَجْهِهِ) يُجَرُّ عَلَى وَجْهِهِ فِي النَّارِ ، وَهُوَ قَوْلُهُ تَعَالَى (أَفَمَنْ يُلْقَى فِي النَّارِ خَيْرٌ أَمْ مَنْ يَأْتِي آمِنًا) (ذِي عِوَجٍ) لَبْسٍ (وَرَجُلاً سَلَمًا لِرَجُلٍ) مَثَلُ لآلِهَتِهِمِ الْبَاطِلِ ، وَالإِلٰهِ الْحَقِّ (وَيُخَوِّفُونَكَ بِالَّذِينَ مِنْ دُونِهِ) بِالأَوْثَانِ خَوَّلْنَا أَعْطَيْنَا (وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ) الْقُرْآنُ (وَصَدَّقَ بِهِ) الْمُؤْمِنُ يَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُولُ هَذَا الَّذِي أَعْطَيْتَنِي عَمِلْتُ بِمَا فِيهِ (مُتَشَاكِسُونَ) الشَّكِسُ الْعَسِرُ لاَ يَرْضَى بِالإِنْصَافِ وَرَجُلاً سِلْمًا وَيُقَالُ سَالِمًا صَالِحًا (اشْمَأَزَّتْ) نَفَرَتْ (بِمَفَازَتِهِمْ) مِنَ الْفَوْزِ (حَافِّينَ) أَطَافُوا بِهِ مُطِيفِينَ بِحِفَافَيْهِ بِجَوَانِبِهِ (مُتَشَابِهًا) لَيْسَ مِنَ الاشْتِبَاهِ وَلَكِنْ يُشْبِهُ بَعْضُهُ بَعْضًا فِي التَّصْدِيقِ

مجاہد نے فرمایا کہ "افمن يتقي بوجهه" کے معنی چہرے کے بل جہنم میں گھسیٹے جانے کے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد

کی طرح ہے کہ کیا وہ شخص بہتر ہے جسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا یا وہ جو قیامت کے دن سلامتی کے ساتھ آئے گا" ذی عوج" ای لبس "ورجلاً سلما لرجل" میں مشرکین کے معبودان باطل اور معبود حق کی مثال بیان کی گئی ہے۔"ویخو فونک بالذین من دونه" میں مراد بت ہیں"خولنا" ای اعطینا" والذی جاء بالصدق" میں "صدق" سے مراد قرآن ہے"وصدق به" یعنی مومن قیامت کے دن آئے گا اور کہے گا کہ اے رب! یہی وہ (قرآن) ہے جو ہمیں آپ نے دیا اور میں نے اس کے احکام پر عمل کیا "متشاکسون" الرجل الشکس ایسے اکھڑ آدمی کو کہتے ہیں جو انصاف اور حق پر رضامند نہ ہو "ورجلاً سلماً" سالم بمعنی صالح ہے"اشمازت" ای نفرت "بمفازتهم" فوز سے نکلا ہے "حافین" ای اطافوا به مطیفین۔ بحفافیه ای بجوانبه "متشابها" اشتباہ سے نہیں نکلا ہے بلکہ مفہوم یہ ہے کہ وہ (قرآن) تصدیق میں بعض بعض سے مشابہ ہے۔

باب قَوْلِهِ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ

لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ

حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ يَعْلَى إِنَّ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ أَخْبَرَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما أَنَّ نَاسًا مِنْ أَهْلِ الشِّرْكِ كَانُوا قَدْ قَتَلُوا وَأَكْثَرُوا وَزَنَوْا وَأَكْثَرُوا ، فَأَتَوْا مُحَمَّدًا صلی الله علیه وسلم فَقَالُوا إِنَّ الَّذِي تَقُولُ وَتَدْعُو إِلَيْهِ لَحَسَنٌ لَوْ تُخْبِرُنَا أَنَّ لِمَا عَمِلْنَا كَفَّارَةً فَنَزَلَ (وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ) وَنَزَلَ (قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ)

ترجمہ۔ مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے حدیث بیان کی انہیں ہشام بن یوسف نے خبر دی۔ انہیں ابن جریج نے خبر دی ان سے یعلی نے بیان کیا انہیں سعید بن جبیر نے خبر دی اور انہیں ابن عباسؓ نے کہ مشرکین میں بعض نے قتل کا ارتکاب کیا تھا اور کثرت کے ساتھ اسی طرح بہت سے زنا کا ارتکاب کرتے رہے تھے۔ پھر وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ آپ جو کچھ کہتے ہیں اور جس کی طرف دعوت دیتے ہیں (یعنی اسلام) یقیناً وہ بڑی اچھی چیز ہے لیکن ہمیں یہ بتائیے کہ اب تک ہم نے جو گناہ کیے ہیں اس کا کفارہ کیا ہوگا؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی "اور وہ لوگ جو اللہ کے سوا اور کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور کسی بھی جان کو قتل نہیں کرتے جس کا قتل کرنا اللہ نے حرام کیا ہے ہاں مگر حق کے ساتھ" اور یہ آیت نازل ہوئی "آپ کہہ دیجئے کہ اے میرے بندو جو اپنے اوپر زیادتیاں کر چکے ہو اللہ کی رحمت سے مایوس مت ہو بے شک اللہ سارے گناہ معاف کر دے گا بیشک وہ بڑا غفور ہے بڑا رحیم ہے"۔

باب قوله وَمَا قَدَرُ اللَّهُ حَقَّ قَدْرِهِ

حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رضی الله عنه قَالَ جَاءَ حَبْرٌ مِنَ الْأَحْبَارِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ ، إِنَّا نَجِدُ أَنَّ اللَّهَ يَجْعَلُ السَّمَوَاتِ عَلَى إِصْبَعٍ وَالْأَرَضِينَ عَلَى إِصْبَعٍ ، وَالشَّجَرَ عَلَى إِصْبَعٍ ، وَالْمَاءَ وَالثَّرَى عَلَى إِصْبَعٍ ، وَسَائِرَ الْخَلَائِقِ عَلَى إِصْبَعٍ ، فَيَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ فَضَحِكَ النَّبِيُّ

صلی اللہ علیہ وسلم حَتّٰی بَدَتْ نَوَاجِذُهُ تَصْدِيقًا لِقَوْلِ الْحَبْرِ ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم (وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِينِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُونَ)

ترجمہ۔ہم سے آدم نے حدیث بیان کی۔ان سے شیبان نے حدیث بیان کی ان سے منصور نے ان سے ابراہیم نے ان سے عبیدہ نے اور ان سے عبداللہ بن مسعودؓ نے کہ علماء یہود میں سے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! ہم تورات میں پاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کو ایک انگلی پر رکھ لے گا۔اسی طرح زمین کو ایک انگلی پر درختوں کو ایک انگلی پر پانی اور مٹی کو ایک انگلی پر اور تمام دوسری مخلوقات کو ایک انگلی پر اور پھر ارشاد فرمائے گا کہ میں ہی بادشاہ ہوں۔آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اس پر ہنس دیئے اور آپکے سامنے کے دانت دکھائی دینے لگے آپ کا یہ ہنسنا اس یہودی عالم کی تصدیق میں تھا۔پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی"اور ان لوگوں نے اللہ کی عظمت نہ کی جیسی عظمت کرنا چاہیے تھی اور حال یہ ہے کہ ساری زمین اسی کی مٹھی میں ہوگی قیامت کے دن اور آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوں گے وہ پاک ہے اور برتر ہے ان لوگوں کے شرک سے"۔

باب قَوْلِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِينِهِ

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدِ بْنِ مُسَافِرٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ يَقْبِضُ اللّٰهُ الْأَرْضَ ، وَيَطْوِي السَّمٰوٰتِ بِيَمِينِهِ ، ثُمَّ يَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ ، أَيْنَ مُلُوكُ الْأَرْضِ

ترجمہ۔ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا کہا مجھ سے لیث نے حدیث بیان کی ان سے ابن شہاب نے اور ان سے ابوسلمہ اور ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے قیامت کے دن اللہ ساری زمین کو اپنی مٹھی میں لے لے گا اور آسمان کو اپنے داہنے ہاتھ میں لپیٹ لے گا پھر فرمائے گا آج سلطانی میری ہے کہاں ہیں دنیا کے بادشاہ؟

باب قَوْلِهِ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ

فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرٰى فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ

حَدَّثَنِي الْحَسَنُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ خَلِيلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ عَنْ زَكَرِيَّاءَ بْنِ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ إِنِّي أَوَّلُ مَنْ يَرْفَعُ رَأْسَهُ بَعْدَ النَّفْخَةِ الْآخِرَةِ ، فَإِذَا أَنَا بِمُوسٰى مُتَعَلِّقٌ بِالْعَرْشِ فَلَا أَدْرِي أَكَذٰلِكَ كَانَ أَمْ بَعْدَ النَّفْخَةِ

ترجمہ۔مجھ سے حسن نے حدیث بیان کی ان سے اسماعیل بن خلیل نے حدیث بیان کی انہیں عبدالرحیم نے خبر دی انہیں زکریا بن ابی زائدہ نے انہیں عامر نے اور ان سے ابوہریرہؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخری مرتبہ صور پھونکے جانے کے بعد سب سے پہلے اپنا سر اٹھانے والا میں ہوں گا لیکن اس وقت میں موسیٰ علیہ السلام کو دیکھوں گا کہ عرش کے ساتھ لپٹے ہوئے ہیں اب مجھے نہیں معلوم کہ آپ پہلے ہی سے اسی طرح تھے یا دوسرے صور کے بعد (مجھ سے پہلے اٹھ کر عرش الٰہی کو تھام لیا تھا)۔

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ أَرْبَعُونَ قَالُوا يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَرْبَعُونَ يَوْمًا قَالَ أَبَيْتُ قَالَ أَرْبَعُونَ سَنَةً قَالَ أَبَيْتُ قَالَ أَرْبَعُونَ شَهْرًا قَالَ أَبَيْتُ ، وَيَبْلَى كُلُّ شَيْءٍ مِنَ الْإِنْسَانِ إِلَّا عَجْبَ ذَنَبِهِ ، فِيهِ يُرَكَّبُ الْخَلْقُ

ترجمہ۔ ہم سے عمر بن حفص نے حدیث بیان کی ان سے ان کے والد نے حدیث بیان کی ان سے اعمش نے حدیث بیان کی انہوں نے ابو صالح سے سنا اور انہوں نے ابو ہریرہؓ سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دونوں صور کے پھونکے جانے کا درمیانی عرصہ چالیس ہے۔ ابو ہریرہؓ کے شاگردوں نے پوچھا کہ چالیس دن مراد ہیں؟ آپ نے کہا کہ مجھے نہیں معلوم پھر انہوں نے پوچھا چالیس سال۔ اس پر بھی آپ نے انکار کیا پھر انہوں نے پوچھا چالیس مہینے؟ اس کے متعلق بھی آپ نے لاعلمی ظاہر کی اور ہر چیز فنا ہو جائے گی۔ سوا ریڑھ کی ہڈی کے کہ اسی سے ساری مخلوق دوبارہ بنائی جائے گی۔

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُ

قَالَ مُجَاهِدٌ مَجَازُهَا مَجَازُ أَوَائِلِ السُّوَرِ وَيُقَالُ بَلْ هُوَ اسْمٌ لِقَوْلِ شُرَيْحِ بْنِ أَبِي أَوْفَى الْعَبْسِيِّ يُذَكِّرُنِي حَامِيمَ وَالرُّمْحُ شَاجِرٌ فَهَلَّا تَلَا حَامِيمَ قَبْلَ التَّقَدُّمِ الطَّوْلُ التَّفَضُّلُ (دَاخِرِينَ) خَاضِعِينَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ (إِلَى النَّجَاةِ) الْإِيمَانِ (لَيْسَ لَهُ دَعْوَةٌ) يَعْنِي الْوَثَنَ (يُسْجَرُونَ) تُوقَدُ بِهِمِ النَّارُ (تَمْرَحُونَ) تَبْطَرُونَ وَكَانَ الْعَلَاءُ بْنُ زِيَادٍ يُذَكِّرُ النَّارَ فَقَالَ رَجُلٌ لِمَ تُقَنِّطُ النَّاسَ قَالَ وَأَنَا أَقْدِرُ أَنْ أُقَنِّطَ النَّاسَ وَاللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ (يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ) وَيَقُولُ (وَأَنَّ الْمُسْرِفِينَ هُمْ أَصْحَابُ النَّارِ) وَلَكِنَّكُمْ تُحِبُّونَ أَنْ تُبَشَّرُوا بِالْجَنَّةِ عَلَى مَسَاوِئِ أَعْمَالِكُمْ ، وَإِنَّمَا بَعَثَ اللَّهُ مُحَمَّدًا صلى الله عليه وسلم مُبَشِّرًا بِالْجَنَّةِ لِمَنْ أَطَاعَهُ ، وَمُنْذِرًا بِالنَّارِ مَنْ عَصَاهُ

مجاہدؒ نے فرمایا کہ اس آیت میں بھی "حٰم" ایسا ہی ہے جیسے اور بہت سے سورتوں کے شروع میں آیا ہے بعض حضرات نے کہا ہے کہ یہ نام ہے۔ دلیل شریح بن ابی اوفی عبسی کا قول ہے (جنگ جمل کے موقعہ پر) حامیم مجھے اس وقت یاد دلائی ہے جب نیزے ایک دوسرے کیساتھ گتھے ہوئے ہیں" کیوں نہ حامیم لڑائی میں آنے سے پہلے پڑھی گئی "الطول" ای الفضل "داخرین" ای خاضعین۔ مجاہد نے فرمایا کہ "الی النجاۃ" میں ایمان مراد ہے "لیس لہ دعوۃ" میں بت مراد ہیں "یسجرون" یعنی ان کیلئے آگ بھڑکائی جائے گی۔ تمرحون ای تبطرون۔ علاء بن زیادؒ دوزخ سے لوگوں کو ڈرا رہے تھے تو ایک شخص نے کہا کہ آپ لوگوں کو مایوس کیوں کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا میری مجال ہے کہ میں لوگوں کو اللہ کی رحمت سے مایوس کروں اللہ تعالیٰ نے تو خود فرمایا ہے کہ "اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو لیکن اس نے یہ بھی فرمایا ہے کہ "بیشک اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے اہل دوزخ ہیں" اصل میں تو تم لوگوں کی تو یہ خواہش ہے کہ تمہارے برے اعمال پر بھی تمہیں جنت کی بشارت دی جاتی رہے یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان لوگوں کیلئے جنت کی بشارت دیکر بھیجا تھا جو آپکی اطاعت کریں لیکن جو لوگ آپکی نافرمانی کریں انہیں آپ دوزخ سے ڈرانے والے تھے۔

حدثنا علي بن عبد الله حدثنا الوليد بن مسلم حدثنا الأوزاعي قال حدثني يحيى بن أبي كثير قال حدثني محمد بن إبراهيم التيمي قال حدثني عروة بن الزبير قال قلت لعبد الله بن عمرو بن العاص أخبرني بأشد ما صنع المشركون برسول الله صلى الله عليه وسلم قال بينا رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي بفناء الكعبة ، إذ أقبل عقبة بن أبي معيط ، فأخذ بمنكب رسول الله صلى الله عليه وسلم ولوى ثوبه في عنقه فخنقه خنقا شديدا ، فأقبل أبو بكر فأخذ بمنكبه ، ودفع عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال (أتقتلون رجلا أن يقول ربي الله وقد جاء كم بالبينات من ربكم)

ترجمہ۔ہم سے علی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی۔ان سے ولید بن مسلم نے حدیث بیان کی' ان سے اوزاعی نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے یحیی بن ابی کثیر نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے محمد بن ابراہیم تیمی نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے عروہ بن زبیر نے حدیث بیان کی آپ نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے زیادہ سخت معاملہ مشرکین نے کیا کیا تھا؟ بیان کیا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے قریب نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط آیا اس نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شانہ مبارک پکڑ کر آپ کی گردن میں اپنا کپڑا لپیٹ دیا اور اس کپڑے سے آپ کا گلا بڑی سختی کے ساتھ گھونٹنے لگا اتنے میں ابوبکر صدیقؓ بھی آ گئے اور آپ نے اس بدبخت کا مونڈھا پکڑ کر اسے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا کیا اور کہا کہ کیا تم ایک ایسے شخص کو قتل کر دینا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور وہ تمہارے رب کے پاس سے اپنی سچائی کیلئے معجزات بھی لایا ہے۔

سورة حم السجدة

وقال طاوس عن ابن عباس (ائتيا طوعا) أعطيا (قالتا أتينا طائعين) أعطينا وقال المنهال عن سعيد قال قال رجل لابن عباس إني أجد في القرآن أشياء تختلف علي قال (فلا أنساب بينهم يومئذ ولا يتساءلون) (وأقبل بعضهم على بعض يتساءلون) (ولا يكتمون الله حديثا) (ربنا ما كنا مشركين) فقد كتموا في هذه الآية ، وقال (أم السماء بناها) إلى قوله (دحاها) فذكر خلق السماء قبل خلق الأرض ، ثم قال (أئنكم لتكفرون بالذي خلق الأرض في يومين) إلى (طائعين) فذكر في هذه خلق الأرض قبل السماء ، وقال (وكان الله غفورا رحيما) عزيزا حكيما سميعا بصيرا ، فكأنه كان ثم مضى فقال (فلا أنساب بينهم) في النفخة الأولى ثم ينفخ في الصور ، فصعق من في السموات ومن في الأرض إلا من شاء ، فلا أنساب بينهم عند ذلك ولا يتساءلون ، ثم في النفخة الآخرة أقبل بعضهم على بعض يتساءلون ، وأما قوله (ما كنا مشركين) (ولا يكتمون الله) فإن الله يغفر لأهل

الإِخْلاَصِ ذُنُوبَهُمْ وَقَالَ الْمُشْرِكُونَ تَعَالَوْا نَقُولُ لَمْ نَكُنْ مُشْرِكِينَ فَخَتَمَ عَلَى أَفْوَاهِهِمْ فَتَنْطِقُ أَيْدِيهِمْ ، فَعِنْدَ ذَلِكَ عُرِفَ أَنَّ اللَّهَ لاَ يُكْتَمُ حَدِيثًا وَعِنْدَهُ (يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا) الآيَةَ ، وَخَلَقَ الأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ ، ثُمَّ خَلَقَ السَّمَاءَ ، ثُمَّ اسْتَوَى إِلَى السَّمَاءِ ، فَسَوَّاهُنَّ فِي يَوْمَيْنِ آخَرَيْنِ ثُمَّ دَحَا الأَرْضَ ، وَدَحْوُهَا أَنْ أَخْرَجَ مِنْهَا الْمَاءَ وَالْمَرْعَى ، وَخَلَقَ الْجِبَالَ وَالْجِمَالَ وَالآكَامَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي يَوْمَيْنِ آخَرَيْنِ ، فَذَلِكَ قَوْلُهُ (دَحَاهَا) ، وَقَوْلُهُ (خَلَقَ الأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ) فَجُعِلَتِ الأَرْضُ وَمَا فِيهَا مِنْ شَيْءٍ فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ وَخُلِقَتِ السَّمَوَاتُ فِي يَوْمَيْنِ (وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا) سَمَّى نَفْسَهُ ذَلِكَ وَذَلِكَ قَوْلُهُ ، أَيْ لَمْ يَزَلْ كَذَلِكَ ، فَإِنَّ اللَّهَ لَمْ يُرِدْ شَيْئًا إِلاَّ أَصَابَ بِهِ الَّذِي أَرَادَ ، فَلاَ يَخْتَلِفْ عَلَيْكَ الْقُرْآنُ ، فَإِنَّ كُلاًّ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنِي يُوسُفُ بْنُ عَدِيٍّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ عَنِ الْمِنْهَالِ بِهَذَا تحفة 5629 وَقَالَ مُجَاهِدٌ (مَمْنُونٍ) مَحْسُوبٍ (أَقْوَاتَهَا) أَرْزَاقَهَا (فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهَا) مِمَّا أَمَرَ بِهِ (نَحِسَاتٍ) مَشَائِيمَ (وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَاءَ) قَرَنَّاهُمْ بِهِمْ (تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلاَئِكَةُ) عِنْدَ الْمَوْتِ (اهْتَزَّتْ) بِالنَّبَاتِ (وَرَبَتْ) ارْتَفَعَتْ وَقَالَ غَيْرُهُ (مِنْ أَكْمَامِهَا) حِينَ تَطْلُعُ (لَيَقُولَنَّ هَذَا لِي) أَيْ بِعَمَلِي أَنَا مَحْقُوقٌ بِهَذَا (سَوَاءً لِلسَّائِلِينَ) قَدَّرَهَا سَوَاءً (فَهَدَيْنَاهُمْ) دَلَلْنَاهُمْ عَلَى الْخَيْرِ وَالشَّرِّ كَقَوْلِهِ (وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ) وَكَقَوْلِهِ (هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ) وَالْهُدَى الَّذِي هُوَ الإِرْشَادُ بِمَنْزِلَةِ أَصْعَدْنَاهُ مِنْ ذَلِكَ قَوْلُهُ (أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ) (يُوزَعُونَ) يُكَفُّونَ (مِنْ أَكْمَامِهَا) قِشْرُ الْكُفُرَّى هِيَ الْكُمُّ (وَلِيٌّ حَمِيمٌ) الْقَرِيبُ (مِنْ مَحِيصٍ) حَاصَ حَادَ (مِرْيَةٍ) وَمُرْيَةٍ وَاحِدٌ أَيِ امْتِرَاءٌ ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ (اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ) الْوَعِيدُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ) الصَّبْرُ عِنْدَ الْغَضَبِ وَالْعَفْوُ عِنْدَ الإِسَاءَةِ فَإِذَا فَعَلُوهُ عَصَمَهُمُ اللَّهُ ، وَخَضَعَ لَهُمْ عَدُوُّهُمْ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ

طاؤس نے ابن عباسؓ کے حوالہ سے بیان کیا کہ "ائتیا طوعاً" بمعنی اعطیا ہے "قالتا اتینا طائعین" ای اعطینا منہال نے سعید کے واسطہ سے بیان کیا کہ ایک شخص نے ابن عباسؓ سے کہا کہ میں قرآن میں بہت سی آیتیں ایک دوسرے کے خلاف پاتا ہوں مثلاً آیت اس دن (قیامت کے دن) ان کے درمیان کوئی رشتہ ناطہ باقی نہیں رہے گا اور وہ باہم ایک دوسرے سے پوچھیں گے بھی نہیں، (دوسری آیت) اور ان میں بعض بعض کی طرف متوجہ ہو کر ایک دوسرے سے پوچھیں گے (کے خلاف ہے) اسی طرح ایک آیت میں ہے کہ" وہ اللہ سے کوئی بات نہیں چھپائیں گے لیکن دوسری آیت میں ان کا یہ قول نقل ہوا ہے کہ اے ہمارے رب! ہم مشرکین میں سے نہیں تھے اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنا مشرک ہونا چھپائیں گے اسی طرح آیت "ام السماء بناها تا دحاها" میں آسمان کو زمین سے پہلے پیدا کرنے کا ذکر ہے جبکہ " ائنکم لتکفرون بالذی خلق الارض فی یومین" تا "طائعین" میں زمین کو آسمان سے پہلے پیدا کرنے کا ذکر ہے۔ ایک آیت میں ہے کہ "وکان اللہ غفورا رحیما" دوسری جگہ "وکان اللہ عزیزاحکیما" تیسری جگہ ہے "سمیعاً بصیراً" ان آیات سے تو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ میں یہ صفات پہلے تھیں لیکن اب نہیں ہیں ابن عباسؓ نے فرمایا کہ آیت "قیامت کے دن ان کے درمیان کوئی رشتہ ناطہ نہیں رہے گا" نفخہ اولی (پہلی مرتبہ صور پھونکے جانے) کے بعد کا ذکر ہے ارشاد ہے کہ "پھر صور پھونکا جائے گا تو اس سے ان تمام پر بے ہوشی طاری ہو جائے گی جو آسمانوں اور زمینوں میں ہوں گے

سوا ان کے جنہیں اللہ چاہے گا اس وقت ان میں کوئی رشتہ ناطہ نہیں رہے گا اور نہ وہ آپس میں ایک دوسرے سے سوال کریں گے" پھر جب دوسری مرتبہ صور پھونکا جائیگا تو ان میں بعض بعض کی طرف متوجہ ہو کر ایک دوسرے سے پوچھیں گے دوسرا اشکال یعنی ایک طرف یہ آیت کہ وہ اللہ سے کوئی بات نہیں چھپائیں گے اور دوسری طرف مشرکین کا یہ کہنا کہ ہم مشرکین میں سے نہیں تھے۔ اس میں صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اخلاص والوں کے گناہ معاف کر دے گا۔ مشرکین کہیں گے کہ آؤ ہم بھی کہیں کہ "ہم مشرکین میں سے نہیں تھے" (تا کہ ہمارے بھی گناہ معاف ہو جائیں) اللہ اس وقت ان کے منہ پر مہر لگا دے گا اور ان کے ہاتھ پاؤں بول پڑیں گے اور ان کے شرک کی گواہی دیں گے اس وقت معلوم ہو جائے گا کہ اللہ سے کوئی بات نہیں چھپائی جا سکتی اور اس وقت کفار خواہش کریں گے آخر آیت تک زمین و آسمان کے پیدا کرنے کے سلسلہ میں صورت یہ ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے زمین پیدا کی دو دنوں میں پھر آسمان پیدا کیا پھر آسمان کی طرف توجہ فرمائی اور انہیں بھی برابر کیا دوسرے دنوں میں پھر زمین کو برابر کیا اس کا برابر کرنا یہ تھا کہ اس میں پانی اور چراگاہیں پیدا کیں پہاڑ پیدا کیے اور اونٹ اور ٹیلے پیدا کیے اور وہ سب چیزیں پیدا کیں جو آسمانوں اور زمین کے درمیان ہیں یہ بھی دو دن میں ہوا اللہ تعالیٰ کے ارشاد "دحاھا" میں یہی بیان ہوا ہے "وخلق الارض فی یومین" (بھی صحیح ہے) لیکن زمین اور جو کچھ اس کے اندر ہے سب کی پیدائش چار دن میں ہوئی (اس پیدائش میں دو ابتدائی دن لگے اور (دو آخری) اور آسمانوں کو دو دن میں پیدا کیا "وکان اللہ غفوراً رحیما" یا اس جیسی آیتوں کے متعلق جو تم نے کہا ہے تو اللہ تعالیٰ نے خود اپنا نام ان صفات پر رکھا ہے اور یہی اس کا ارشاد ہے یعنی یہ کہ وہ ہمیشہ ان صفات کے ساتھ متصف رہے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ جب بھی کسی پر رحم کرنا چاہے گا تو اس کی رحمت اس شخص تک لازماً پہنچے گی قرآن مجید کے مضامین کو باہم ایک دوسرے کے خلاف نہ بناؤ کیونکہ سب اللہ کی طرف سے ہے مجھ سے یہ حدیث یوسف بن عدی نے بیان کی ان سے عبداللہ بن عمر نے حدیث بیان کی ان سے زید بن ابی انیسہ نے اور ان سے منہال نے اور مجاہد نے کہا کہ "ممنون" بمعنی محسوب ہے "اقواتھا" اے ارزاقھا۔ "فی کل سماء امرھا" یعنی جن کا حکم دیا گیا ہے "نحسات" یعنی نامبارک برے "وقیضنا لھم قرناء" ای قرنا ھم بھم "تتنزل علیھم الملائکۃ" ای عند الموت "اھتزت" ای بالنبات "وربت" بمعنی ارتفعت غیر مجاہد نے کہا کہ "من اکمامھا" جب وہ کھلتا ہے "لیقولن ھذا لی" ای بعملی' مطلب یہ ہے کہ "میں اس کا اپنے عمل اور علم کی بناء پر مستحق ہوں" "سواء للسائلین" ای قدرہا سواء "فھدیناھم" یعنی ہم نے انہیں خیر اور شر کا راستہ بتا دیا' جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "وھدیناہ النجدین" اور ایک دوسرے موقع پر ارشاد ہے "ھدیناہ السبیل" "ہدایت" جو ارشاد کے معنی میں ہے اس کا مفہوم منزل مقصود تک پہنچا دینا ہے اس معنی میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ "اولئک الذین ھداھم اللہ فبھداھم اقتدہ" "یوزعون" ای یکفون "من اکمامھا" مراد خوشہ کے اوپر کا چھلکا ہے اسے "کُم" کہتے ہیں "ولی حمیم" ای القریب۔ من محیص" حاص عنہ سے مشتق ہے بمعنی بھاگا "مریۃ" اور "مریۃ" ایک معنی میں ہیں یعنی شک مجاہد نے فرمایا کہ

" اعملوا ماشئتم" وعید ہے۔ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ "بالتی ہی احسن" کا مفہوم ہے کہ غصہ کے وقت صبر سے کام لینا' ناگواری پیش آئے تو معاف کرنا۔ جب وہ عفو اور صبر سے کام لیں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں محفوظ رکھے گا اور ان کے دشمن کو ان کے سامنے جھکا دے گا اور وہ ایسا ہو جائے گا جیسا ولی دوست ہوا کرتا ہے۔

وقال طاؤس ' عن ابن عباس ائتیا طوعا : اَعْطِیَا' قالتا اَتَیْنَا طَائِعِیْنَ اَعْطَیْنَا

"اتی یاتی" کے معنی آنے کے ہیں اعطاء کے معنی نہیں ہیں۔

پھر ابن عباس رضی اللہ عنہ نے "اَعْطِیَا اور "اَعْطَیْنَا" کے ساتھ تفسیر کیوں کی ہے۔ اس کا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی قرأت میں "اٰیتِیَا" اور "اٰتَیْنَا" مد کے ساتھ ہے اور یہ صیغے مواتاۃ باب مفاعلہ کے ہیں۔ ایتان باب ضرب کے صیغے نہیں ہیں اور مواتاۃ کے معنی موافقت کے ہیں۔ لہٰذا مطلب یہ ہے کہ زمین اور آسمان کو حکم دیا جارہا ہے کہ تم دونوں سے جو مقاصد مطلوب ہیں ان کو ادا کرنے میں ایک دوسرے کی موافقت کرو' آسمان سے سورج اور چاند کی روشنی آئے گی' بارش برسے گی' زمین غلہ اگائے گی' لباس اور دوائیں وغیرہ فراہم کرے گی' یہ نظام دونوں کے اتفاق سے چلے گا۔

وقال المنہال ' عن سعید بن جبیر قال قال رجلٌ لابن عباسٍ انی اجد فی القرآن اشیاء تختلف علیّ......

ایک آدمی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا (حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ یہ آدمی غالباً نافع بن ازرق تھا) اس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے قرآنی آیات کے متعلق چار سوال کیے۔ پہلے تین سوال ان آیات کے متعلق ہیں جن میں بظاہر تعارض نظر آتا ہے۔

پہلا سوال اس نے یہ کیا کہ سورۃ مؤمنون میں ہے "فلا انساب بینھم یومئذ ولا یتسائلون" اور سورۃ صافات کی آیت ہے "واقبل بعضھم علی بعضٍ یتسائلون" پہلی آیت میں ایک دوسرے کے سوال کی نفی اور دوسری آیت میں اس کا اثبات ہے۔ بظاہر دونوں میں تعارض ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ پہلی آیت کا تعلق نفخہ اولیٰ سے ہے کہ جب پہلا صور پھونکا جائے گا اس وقت سب بے ہوش ہو جائیں گے اور ایک دوسرے سے رشتہ ناطہ نہ رہے گا اور نہ ہی ایک دوسرے سے سوال کر سکیں گے جبکہ دوسری آیت کا تعلق نفخہ ثانی سے ہے کہ دوسری مرتبہ صور پھونکے جانے کے بعد لوگ ایک دوسرے سے سوال کریں گے۔ لہٰذا دونوں آیات میں کوئی تعارض نہیں۔

دوسرا سوال یہ تھا کہ سورۃ نساء میں ہے "ولا یکتمون اللہ حدیثا" یعنی قیامت کے دن کافر اور مشرک کوئی بات نہیں چھپا سکیں گے جبکہ سورۃ انعام میں ہے "واللہ ربنا ما کنا مشرکین" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے کفر کو چھپائیں گے بظاہر دونوں آیات میں تعارض ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ جل شانہ اہل اخلاص کو معاف کر دیں گے اور ان کی مغفرت فرما دیں گے تو مشرک کہیں گے آؤ ہم بھی کہہ دیں ہم مشرک نہ تھے تب اللہ جل شانہ ان کی زبانوں پر مہر لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ پاؤں بولنا شروع کر دیں گے۔ اس وقت معلوم ہو جائے گا کہ اللہ جل شانہ سے کوئی بات نہیں چھپائی جا سکتی۔ کتمان شہادۃ جوارح سے پہلے ہے اور عدم کتمان شہادۃ جوارح کے بعد ہے۔ لہٰذا کوئی تعارض نہیں۔

تیسرا سوال اس نے یہ کیا کہ سورۃ نازعات کی آیت "ءَ اَنْتُم اَشَدُّ خلقًا اَمِ السَّمَاءُ بَنٰهَا...... الٰی قوله والارض بعد ذٰلک دحٰهَا" سے معلوم ہوتا ہے کہ آسمان کو زمین سے پہلے پیدا کیا ہے لیکن سورۃ حم سجدۃ کی آیت "اَئِنكم لتكفرون بالذی خلق الارض ...... الٰی قوله طائعین" سے اس کے برعکس یہ معلوم ہوتا ہے کہ زمین آسمان سے پہلے پیدا کی گئی ہے۔ بظاہر دونوں باتوں میں اختلاف ہے۔

اس کا جواب یہ دیا کہ کل چھ دن لگے ہیں جس کی ترتیب یہ ہے کہ سب سے پہلے زمین کو پیدا کیا۔ اس کے بعد آسمان کو پیدا کیا۔ اس کے بعد ہوا، اشجار، جبال، ٹیلوں اور زمین کی دوسری مخلوق کو پیدا کیا اور اس کو پھیلایا تو نفس زمین کی خلقت آسمانوں کی تخلیق سے پہلے ہے جس کا سورۃ حم سجدہ میں ذکر ہے اور زمین کی دوسری مخلوق کی تخلیق، آسمان کی تخلیق کے بعد ہوئی جس کا سورۃ نازعات میں تذکرہ ہے۔ لہٰذا کوئی تعارض نہیں۔

چوتھا سوال اس نے یہ کیا کہ قرآن حکیم میں جگہ جگہ "وكان الله غفورًا رَّحِيمًا، وكان الله عزيزًا حكيمًا" آیا ہے اس میں "کان" زمانہ ماضی کے لیے آتا ہے جس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہ ان صفات کے ساتھ صرف زمانہ ماضی میں موصوف تھا اب نہیں۔ اس کا جواب یہ دیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کا تسمیہ "غفور رحیم" وغیرہ کے ساتھ فرمایا تو یہ نام رکھنا تو ظاہر ہے گزر گیا تاہم وہ صفات اور ان کے ساتھ ذات باری کا اتصاف باقی ہے جس صفت کا کسی سے تعلق ہوتا ہے اس کے اوپر اسی کا اثر مرتب ہوتا ہے۔ اللہ جل شانہ کی صفتِ رحمت کسی سے متعلق ہوگی تو اس پر رحمت کا اثر مرتب ہوگا۔ صفت مغفرت متعلق ہوگی تو اس کا اثر مرتب ہوگا۔

باب وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ

وَلَا جُلُودُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ أَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيرًا مِمَّا تَعْمَلُونَ)

⬅ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ رَوْحِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ (وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ) الآيَةَ كَانَ رَجُلَانِ مِنْ قُرَيْشٍ وَخَتَنٌ لَهُمَا مِنْ ثَقِيفَ ، أَوْ رَجُلَانِ مِنْ ثَقِيفَ وَخَتَنٌ لَهُمَا مِنْ قُرَيْشٍ فِي بَيْتٍ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ أَتُرَوْنَ أَنَّ اللّٰهَ يَسْمَعُ حَدِيثَنَا قَالَ بَعْضُهُمْ يَسْمَعُ بَعْضَهُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَئِنْ كَانَ يَسْمَعُ بَعْضَهُ لَقَدْ يَسْمَعُ كُلَّهُ فَأُنْزِلَتْ (وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ) الآيَةَ (وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمْ) الآيَةَ

ترجمہ۔ ہم سے صلت بن محمد نے حدیث بیان کی ان سے یزید بن زریع نے حدیث بیان کی ان سے روح بن قاسم

نے ان سے مجاہد نے ان سے ابو معمر نے اور ان سے ابن مسعودؓ نے آیت "اور تم اس بات سے اپنے کو چھپا نہیں سکتے تھے کہ تمہارے کان گواہی دیں گے" الخ کے متعلق فرمایا کہ قریش کے دو افراد اور بیوی کی طرف سے ان کا قبیلہ ثقیف کا کوئی رشتہ دار یا ثقیف کے دو افراد تھے اور بیوی کی طرف سے ان کا قریش کا کوئی رشتہ دار بہرحال یہ خانہ کعبہ کے پاس بیٹھے تھے ان میں سے بعض نے کہا کہ کیا تمہارے خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری باتیں سنتا ہوگا ایک نے کہا کہ بعض باتیں سنتا ہے دوسرے نے کہا کہ اگر بعض باتیں سن سکتا ہے تو سب سنتا ہوگا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور تم اس بات سے اپنے کو چھپا ہی نہیں سکتے تھے کہ تمہارے خلاف تمہارے کان اور تماری آنکھیں گواہی دیں گی آخر آیت تک" الخ۔

باب قَوْلِهِ وَذَلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِي ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ أَرْدَاكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ مِنَ الْخَاسِرِينَ

حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رضی اللہ عنہ قَالَ اجْتَمَعَ عِنْدَ الْبَيْتِ قُرَشِيَّانِ وَثَقَفِيٌّ أَوْ ثَقَفِيَّانِ وَقُرَشِيٌّ كَثِيرَةٌ شَحْمُ بُطُونِهِمْ قَلِيلَةٌ فِقْهُ قُلُوبِهِمْ فَقَالَ أَحَدُهُمْ أَتُرَوْنَ أَنَّ اللَّهَ يَسْمَعُ مَا نَقُولُ قَالَ الْآخَرُ يَسْمَعُ إِنْ جَهَرْنَا وَلَا يَسْمَعُ إِنْ أَخْفَيْنَا وَقَالَ الْآخَرُ إِنْ كَانَ يَسْمَعُ إِذَا جَهَرْنَا فَإِنَّهُ يَسْمَعُ إِذَا أَخْفَيْنَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ (وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ) الآيَةَ

ترجمہ۔ ہم سے حمیدی نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی ان سے منصور نے حدیث بیان کی ان سے مجاہد نے ان سے ابو معمر نے اور ان سے عبداللہؓ نے بیان کیا کہ خانہ کعبہ کے پاس دو قریشی اور ایک ثقفی یا ایک قریشی اور دو ثقفی بیٹھے ہوئے تھے ان کے پیٹ بہت بہت پھولے ہوئے تھے لیکن دل سمجھ سے عاری تھے ایک نے ان میں سے کہا تھا تمہارا کیا خیال ہے کیا اللہ ہماری باتوں کو سنتا ہے؟ دوسرے نے کہا اگر ہم زور سے باتیں کریں تو سنتا ہے لیکن آہستہ آہستہ بولیں تو نہیں سنتا تیسرے نے کہا کہ اگر اللہ زور سے بولنے پر سن سکتا ہے تو آہستہ بولنے پر بھی سنتا ہوگا اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ "اور تم اس بات سے اپنے کو چھپا ہی نہیں سکتے تھے کہ تمہارے کان، تمہاری آنکھیں اور تمہاری جلدیں گواہی دیں آخر آیت تک سفیان ہم سے یہ حدیث بیان کرتے تھے اور کہا کہ ہم سے منصور نے یا ابن ابی نجیح نے یا حمید نے ان میں سے کسی ایک نے یہ حدیث بیان کی پھر آپ منصور کا ذکر کرتے تھے اور دوسروں کا ذکر ایک سے زیادہ مرتبہ نہیں کیا۔

تشریح حدیث

وَكَانَ سُفْيَانُ يُحَدِّثُنَا بِهَذَا فَيَقُولُ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ أَوِ ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ أَوْ حُمَيْدٌ أَحَدُهُمْ أَوِ اثْنَانِ مِنْهُمْ، ثُمَّ ثَبَتَ عَلَى مَنْصُورٍ، وَتَرَكَ ذَلِكَ مِرَارًا غَيْرَ وَاحِدَةٍ

یہ قول امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ حمیدی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ سفیان کو شروع میں اپنے شیخ کے متعلق تردد تھا اور وہ تین شیوخ کا نام لیتے تھے اور کہتے تھے "حدثنا منصور' او ابن ابی نجیح' او حمید' احدھم او اثنان منھم" یعنی یہ حدیث ہم سے منصور نے بیان کی یا عبداللہ ابن ابی نجیح نے یا حمید نے ان تینوں میں سے کسی ایک یا دو نے ہمیں یہ حدیث سنائی یعنی سفیان کو اتنی بات تو یقینی یاد تھی کہ ان تینوں میں سے کسی ایک یا دو نے حدیث بیان کی لیکن متعین طور پر کسی ایک پر یقین نہیں تھا لیکن بعد میں ان کا تردد دور ہو گیا اور وہ منصور کا نام لینے لگے۔

باب قَوْلُهُ فَإِنْ يَصْبِرُوا فَالنَّارُ مَثْوًى لَهُمُ الْآيَةَ

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بِنَحْوِهِ

ترجمہ۔ ہم سے عمرو بن علی نے حدیث بیان کی ان سے یحییٰ نے حدیث بیان کی ان سے سفیان ثوری نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے منصور نے حدیث بیان کی ان سے مجاہد نے ان سے ابو معمر نے اور ان سے عبداللہ بن مسعودؓ نے سابقہ حدیث کی طرح۔

سورۃ حٰمٓ عٓسٓقٓ (شوریٰ)

وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (عَقِيمًا) لَا تَلِدُ (رُوحًا مِنْ أَمْرِنَا) الْقُرْآنُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ (يَذْرَؤُكُمْ فِيهِ) نَسْلٌ بَعْدَ نَسْلٍ (لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا) لَا خُصُومَةَ (طَرْفٍ خَفِيٍّ) ذَلِيلٍ وَقَالَ غَيْرُهُ (فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلَى ظَهْرِهِ) يَتَحَرَّكْنَ وَلَا يَجْرِينَ فِي الْبَحْرِ (شَرَعُوا) ابْتَدَعُوا

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے عقیما کے معنی لاتلد منقول ہیں۔ روحا من امرنا سے مراد قرآن ہے۔ مجاہد نے فرمایا یذرأکم فیه یعنی نسل در نسل تمہیں رحم میں پیدا کرتا رہے گا۔ لاحجة بيننا ای لاخصومه طرف خفي ای ذليل غیر مجاہد نے کہا کہ فيظللن رواكد على ظهره یعنی موجوں کے ساتھ حرکت کرتے ہیں۔ سمندر میں بہہ نہیں جاتے۔ شرعوا ای ابتدعوا۔

باب إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ قَالَ سَمِعْتُ طَاوُسًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضى الله عنهما أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ قَوْلِهِ (إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى) فَقَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ قُرْبَى آلِ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَجِلْتَ إِنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم لَمْ يَكُنْ بَطْنٌ مِنْ قُرَيْشٍ إِلَّا كَانَ لَهُ فِيهِمْ قَرَابَةٌ فَقَالَ إِلَّا أَنْ تَصِلُوا مَا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ مِنَ الْقَرَابَةِ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن بشار نے حدیث بیان کی ان سے محمد بن جعفر نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے ان سے عبدالملک بن میسرہ نے بیان کیا کہ میں نے طاؤس سے سنا کہ ابن عباسؓ سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد سوا رشتہ داری کی محبت کے متعلق پوچھا گیا تو سعید بن جبیر نے فرمایا کہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رشتہ داری مراد ہے ابن عباسؓ نے اس پر فرمایا کہ تم نے جلد بازی کی قریش کی کوئی شاخ نہیں تھی جس میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رشتہ داری نہ رہی ہو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ میں تم سے صرف یہ چاہتا ہوں کہ تم اس رشتہ داری کی وجہ سے صلہ رحمی کا معاملہ کرو جو میرے اور تمہارے درمیان میں قائم ہے۔

حدیث الباب کی تشریح

آیت کریمہ میں ارشاد ربانی ہے: "قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربی" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات چونکہ قریش اچھی طرح نہیں سنتے تھے اس لیے اللہ جل شانہ نے فرمایا کہ ان لوگوں سے کہیے کہ میں تم سے کسی اجر کا مطالبہ تو

نہیں کرتا کم از کم رشتہ داری اور قرابت داری کا خیال کر کے تم لوگ میری بات کو توجہ سے سن لیا کرو اور ظلم واذیت رسانی سے باز رہو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے متعلق دریافت کیا گیا تو حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت داری مراد ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم نے جلد بازی کی قریش کی کوئی شاخ ایسی نہیں جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رشتہ داری نہ ہو۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کے کلام سے معلوم ہو رہا تھا کہ "المودة فی القربی" میں قرابت سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی رشتہ دار بنو ہاشم مراد ہیں تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس سے تمام قریش مراد ہیں صرف بنو ہاشم مراد نہیں۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کے جوابوں میں فرق یہ ہے کہ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کے نزدیک آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ میں تم سے تبلیغ پر کوئی اجرت نہیں مانگتا۔ بس اتنا چاہتا ہوں کہ میرے اقارب (بنو المطلب) کے ساتھ تم محبت کرو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس معنی کو تسلیم نہیں کیا کیونکہ اقارب کے ساتھ محبت کی طلب بھی تو اجرت ہے بلکہ صرف بنو ہاشم اور بنو المطلب ہی نہیں سب قریش آپ کے اقارب ہیں اس لیے اس کے معنی ان کے نزدیک یہ ہیں کہ میں تم سے بدلہ نہیں مانگتا لیکن کم از کم ظلم اور اذیت رسانی سے تو باز رہو کیونکہ قرابت کا بہر حال یہ تقاضا ہے۔

سورة حم الزُّخْرُفِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ (عَلَى أُمَّةٍ) عَلَى إِمَامٍ (وَقِيلَهُ يَا رَبِّ) تَفْسِيرُهُ أَيَحْسِبُونَ أَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ ، وَلَا نَسْمَعُ قِيلَهُمْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (وَلَوْلَا أَنْ يَكُونَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً) لَوْلَا أَنْ جَعَلَ النَّاسَ كُلَّهُمْ كُفَّارًا لَجَعَلْتُ لِبُيُوتِ الْكُفَّارِ سَقْفًا مِنْ فِضَّةٍ ، وَمَعَارِجَ مِنْ فِضَّةٍ ، وَهِيَ دَرَجٌ وَسُرُرُ فِضَّةٍ (مُقْرِنِينَ) مُطِيقِينَ (آسَفُونَا) أَسْخَطُونَا (يَعْشُ) يَعْمَى وَقَالَ مُجَاهِدٌ (أَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ) أَيْ تُكَذِّبُونَ بِالْقُرْآنِ ، ثُمَّ لَا تُعَاقَبُونَ عَلَيْهِ (وَمَضَى مَثَلُ الْأَوَّلِينَ) سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ (مُقْرِنِينَ) يَعْنِي الْإِبِلَ وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ (يُنَشَّأُ فِي الْحِلْيَةِ) الْجَوَارِي جَعَلْتُمُوهُنَّ لِلرَّحْمَنِ وَلَدًا فَكَيْفَ تَحْكُمُونَ (لَوْ شَاءَ الرَّحْمَنُ مَا عَبَدْنَاهُمْ) يَعْنُونَ الْأَوْثَانَ يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى (مَا لَهُمْ بِذَلِكَ مِنْ عِلْمٍ) الْأَوْثَانُ إِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ (فِي عَقِبِهِ) وَلَدِهِ ، (مُقْتَرِنِينَ) يَمْشُونَ مَعًا (سَلَفًا) قَوْمُ فِرْعَوْنَ (سَلَفًا) لِكُفَّارِ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم (وَمَثَلًا) عِبْرَةً (يَصِدُّونَ) يَضِجُّونَ (مُبْرِمُونَ) مُجْمِعُونَ أَوَّلُ الْعَابِدِينَ أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ (إِنَّنِي بَرَاءٌ مِمَّا تَعْبُدُونَ) الْعَرَبُ تَقُولُ نَحْنُ مِنْكَ الْبَرَاءُ وَالْخَلَاءُ وَالْوَاحِدُ وَالِاثْنَانِ وَالْجَمِيعُ مِنَ الْمُذَكَّرِ وَالْمُؤَنَّثِ يُقَالُ فِيهِ بَرَاءٌ لِأَنَّهُ مَصْدَرٌ وَلَوْ قَالَ بَرِيءٌ لَقِيلَ فِي الِاثْنَيْنِ بَرِيئَانِ وَفِي الْجَمِيعِ بَرِيئُونَ وَقَرَأَ عَبْدُ اللَّهِ إِنَّنِي بَرِيءٌ بِالْيَاءِ ، وَالزُّخْرُفُ الذَّهَبُ مَلَائِكَةً يَخْلُفُونَ يَخْلُفُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا

مجاہد نے فرمایا کہ علی امة ای علی امام "وقیلہ یارب" کی تفسیر یہ ہے کہ کیا ان کا یہ خیال ہے کہ ہم ان کے رازوں کو اور

ان کی سرگوشیوں کو نہیں سن رہے ہیں اور ہم ان کی باتوں سے غافل ہیں ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ سب لوگ ایک ہی طریقہ کے ہو جائیں گے تو جو لوگ خدائے رحمن سے کفر کرتے ہیں ان کے گھروں کی چھتیں ہم چاندی کی کردیتے اور زینے بھی "یعنی چاندی کے کردیتے "مقرنین" ای مطیقین "آسفونا" ای اسخطونا "یعش" ای یعمی مجاہد نے فرمایا کہ "افنضرب عنکم الذکر" کا مفہوم یہ ہے کہ تم قرآن کو جھٹلاتے رہو اور پھر بھی تمہیں سزا نہ دی جائے " ومضی مثل الاولین" ای سنۃ الاولین "مقرنین" سے اشارہ اونٹ گھوڑے خچر اور گدھوں کی طرف ہے "ینشا فی الحلیۃ" یعنی لڑکیاں جنہیں تم اللہ کی اولاد کہتے ہوئے تمہارا فیصلہ آخر کس بنیاد پر ہے "لوشاء الرحمن ما عبد ناہم" میں مراد بتوں سے ہے کہ اگر اللہ چاہتا تو یہ ان کی عبادت نہ کرتے توجہ اللہ تعالی کے ارشاد "مالھم بذلک من علم" کے مطلب یہ ہے کہ بتوں کو کوئی علم نہیں ہے "فی عقبہ" ای ولدہ "مقرنین" ای یمشون معا "سلفا" سے مراد قوم فرعون ہے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے کفار کے لیے وہ پیشرو اور نمونہ عبرت ہے "یصدون" ای یضجون "مبرمون" ای مجمعون "اول العابدین" ای اول المؤمنین "اننی براء مما تعبدون" عرب یہ محاورہ استعمال کرتے تھے کہتے تھے نحن منک البراء والخلاء واحد تثنیہ جمع مذکر اور مؤنث سب کے لیے "براء" استعمال ہوتا ہے کیونکہ یہ مصدر ہے البتہ اگر "بری" استعمال کریں تو تثنیہ کے لیے "بریان" اور جمع کے لیے "بریون" استعمال کرنا ہوگا عبداللہ بن مسعودؓ نے اس کی قراءت "انی بری" کی ہے۔ یاء کے ساتھ "الزخرف" بمعنی سونا ہے "ملائکۃ یخلفون" یعنی بعض بعض کے پیچھے آئے گا۔

باب وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ الآيَةَ

حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقْرَأُ عَلَى الْمِنْبَرِ (وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ) وَقَالَ قَتَادَةُ مَثَلاً لِلآخِرِينَ عِظَةً وَقَالَ غَيْرُهُ (مُقْرِنِينَ) ضَابِطِينَ يُقَالُ فُلاَنٌ مُقْرِنٌ لِفُلاَنٍ ضَابِطٌ لَهُ وَالأَكْوَابُ الأَبَارِيقُ الَّتِي لاَ خَرَاطِيمَ لَهَا (أَوَّلُ الْعَابِدِينَ) أَيْ مَا كَانَ فَأَنَا أَوَّلُ الآنِفِينَ وَهُمَا لُغَتَانِ رَجُلٌ عَابِدٌ وَعَبِدٌ وَقَرَأَ عَبْدُ اللَّهِ (وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ) وَيُقَالُ أَوَّلُ الْعَابِدِينَ الْجَاحِدِينَ مِنْ عَبِدَ يَعْبَدُ وَقَالَ قَتَادَةُ (فِي أُمِّ الْكِتَابِ) جُمْلَةِ الْكِتَابِ أَصْلِ الْكِتَابِ (أَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا أَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُسْرِفِينَ) مُشْرِكِينَ وَاللَّهِ لَوْ أَنَّ هَذَا الْقُرْآنَ رُفِعَ حَيْثُ رَدَّهُ أَوَائِلُ هَذِهِ الأُمَّةِ لَهَلَكُوا (فَأَهْلَكْنَا أَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَمَضَى مَثَلُ الأَوَّلِينَ) عُقُوبَةُ الأَوَّلِينَ (جُزْءًا) عِدْلاً

ترجمہ۔ ہم سے حجاج بن منہال نے حدیث بیان کی ان سے سفیان بن عیینہ نے حدیث بیان کی ان سے عمرو نے ان سے عطاء نے ان سے صفوان بن یعلی نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر یہ آیت پڑھتے سنا اور یہ لوگ پکاریں گے کہ اے مالک تمہارا پروردگار ہمارا کام ہی تمام کردے اور قتادہ نے فرمایا کہ "مثلا للآخرین" کا مفہوم ہے "نصیحت اپنے بعد والوں کے لیے" غیر قتادہ نے کہا کہ "مقرنین" ای ضابطین۔ فلان مقرن لفلان ای ضابطہ "الاکواب" یعنی بغیر ٹونٹی کے لوٹے قتادہ نے فرمایا کہ "ام الکتاب" سے مراد اصل کتاب ہے "اول العابدین" کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کے کوئی اولاد نہیں اور اس کا انکار کرنے والا سب سے پہلے میں ہوں "رجل عابد وعبد" دو

لغت ہیں اور عبداللہ بن مسعودؓ نے (بجائے وقیل یارب کے) "وقال الرسول یارب" قرات کی ہے بولتے ہیں "اول العابدین" ای الجاحدین عبد یعبد سے " افنضرب عنکم الذکر صفحا ان کنتم قوما مسرفین میں مسرفین سے مراد (جیسا کہ قتادہ نے فرمایا) مشرکین ہیں واللہ اگر یہ قرآن اٹھالیا جاتا جب کہ ابتداء میں قریش نے اسے روک دیا تھا تو سب ہلاک ہوجاتے فاھلکنا اشد منھم بطشا و مضی مثل الاولین سے مراد عقوبۃ الاولین" جزء ا ای عدلاً۔

سورة الدُّخان

وَقَالَ مُجَاهِدٌ (رَهْوًا) طَرِيقًا يَابِسًا (عَلَى الْعَالَمِينَ) عَلَى مَنْ بَيْنَ ظَهْرَيْهِ (فَاعْتُلُوهُ) ادْفَعُوهُ (وَزَوَّجْنَاهُمْ بِحُورٍ) أَنْكَحْنَاهُمْ حُورًا عِينًا يَحَارُ فِيهَا الطَّرْفُ (تَرْجُمُونِ) الْقَتْلُ وَرَهْوًا سَاكِنًا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (كَالْمُهْلِ) أَسْوَدُ كَمُهْلِ الزَّيْتِ وَقَالَ غَيْرُهُ (تُبَّعٍ) مُلُوكُ الْيَمَنِ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ يُسَمَّى تُبَّعًا، لِأَنَّهُ يَتْبَعُ صَاحِبَهُ، وَالظِّلُّ يُسَمَّى تُبَّعًا لِأَنَّهُ يَتْبَعُ الشَّمْسَ

مجاہد نے فرمایا کہ "رھوا" ای طریقا یابسا علی العالمین ای علی من بین ظہریہ فاعتلوہ ای ادفعوہ "وزوجنا ھم بحور" یعنی ہم ان کا نکاح بڑی آنکھوں والی حوروں سے کریں گے جنہیں دیکھ کر آنکھیں حیرت زدہ رہ جاتی ہوں" ترجمون " ای القتل" رھوا" ای ساکنا ابن عباسؓ نے فرمایا کہ " کالمھل "یعنی سیاہ زیتون کے تیل کی تلچھٹ جیسا غیر ابن عباسؓ نے فرمایا کہ " تبع" یمن کے بادشاہوں کو کہتے تھے ہر ایک کو" تبع" کہتے کیونکہ وہ اپنے جانے والے صاحب کے بعد آتا تھا سایہ کو بھی اس مناسبت سے "تبع" کہتے کہ وہ سورج کے تابع ہے۔

باب يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ

قَالَ قَتَادَةُ (فَارْتَقِبْ) فَانْتَظِرْ

حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ مَضَى خَمْسٌ الدُّخَانُ وَالرُّومُ وَالْقَمَرُ وَالْبَطْشَةُ وَاللِّزَامُ

ترجمہ۔ہم سے عبدان نے حدیث بیان کی ان سے ابوحمزہ نے ان سے اعمش نے ان سے مسلم نے ان سے مسروق نے اور ان سے عبداللہ بن مسعودؓ نے کہ (قیامت کی) پانچ علامتیں گزر چکی ہیں " الدخان" دھواں" الروم" (غلبہ روم)" القمر (چاند کا ٹکڑے ہونا)" البطشۃ" پکڑ اور" اللزام" (ہلاکت اور قید)۔

باب يَغْشَى النَّاسَ هَذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ

حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ إِنَّمَا كَانَ هَذَا لِأَنَّ قُرَيْشًا لَمَّا اسْتَعْصَوْا عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم دَعَا عَلَيْهِمْ بِسِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ، فَأَصَابَهُمْ قَحْطٌ وَجَهْدٌ حَتَّى

أَكَلُوا الْعِظَامَ ، فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَنْظُرُ إِلَى السَّمَاءِ فَيَرَى مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ مِنَ الْجَهْدِ ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى (فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ * يَغْشَى النَّاسَ هَذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ) قَالَ فَأُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اسْتَسْقِ اللَّهَ لِمُضَرَ ، فَإِنَّهَا قَدْ هَلَكَتْ قَالَ لِمُضَرَ إِنَّكَ لَجَرِيءٌ فَاسْتَسْقَى فَسُقُوا فَنَزَلَتْ (إِنَّكُمْ عَائِدُونَ) فَلَمَّا أَصَابَتْهُمُ الرَّفَاهِيَةُ عَادُوا إِلَى حَالِهِمْ حِينَ أَصَابَتْهُمُ الرَّفَاهِيَةُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ (يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَى إِنَّا مُنْتَقِمُونَ) قَالَ يَعْنِي يَوْمَ بَدْرٍ

ترجمہ۔ ہم سے یحییٰ نے حدیث بیان کی ان سے ابومعاویہ نے بیان کی ان سے اعمش نے ان سے مسلم نے ان سے مسروق نے اور ان سے عبداللہ بن مسعودؓ نے بیان کیا کہ یہ (قحط) اس لیے پڑا تھا کہ قریش جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو قبول کرنے کی بجائے شرک پر جمے رہے تو آپ نے ان کیلیے ایسے قحط کی بددعا کی جیسا یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں پڑا تھا چنانچہ قحط اور مصیبت کا شدید دور آیا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ لوگ ہڈیاں تک کھانے پر مجبور ہو گئے لوگ آسمان کی طرف نظریں اٹھاتے لیکن بھوک اور فاقہ کی شدت کی وجہ سے دھوئیں کے سوا اور کچھ نظر نہ آتا اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی تو آپ انتظار کیجئے اس روز کا جب آسمان کی طرف ایک نظر آنے والا دھواں پیدا ہو جو لوگوں پر چھا جائے یہ ایک دردناک عذاب ہوگا بیان کیا کہ پھر ایک صاحب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ قبیلہ مضر کیلیے بارش کی دعا کیجئے کہ وہ برباد ہو چکے ہیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مضر کے حق میں دعا کیلیے کہتے ہو تم بڑے جری ہو آخرالامر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کیلیے دعا کی اور بارش ہوئی اس پر آیت "انکم عائدون" نازل ہوئی (یعنی اگرچہ تم نے ایمان کا وعدہ کیا ہے لیکن تم کفر کی طرف پھر لوٹ جاؤ گے) چنانچہ جب پھر ان میں خوشحالی ہوئی تو شرک کی طرف لوٹ گئے اور اپنے ایمان کے وعدہ کو بھلا دیا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی جس روز ہم بڑی سخت پکڑ پکڑیں گے اس روز ہم پورا بدلہ لے لیں گے بیان کیا اس آیت سے مراد بدر کی لڑائی ہے۔

باب رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ

حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ إِنَّ مِنَ الْعِلْمِ أَنْ تَقُولَ لِمَا لَا تَعْلَمُ اللَّهُ أَعْلَمُ ، إِنَّ اللَّهَ قَالَ لِنَبِيِّهِ صلى الله عليه وسلم (قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ) إِنَّ قُرَيْشًا لَمَّا غَلَبُوا النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم وَاسْتَعْصَوْا عَلَيْهِ قَالَ اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوسُفَ فَأَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ أَكَلُوا فِيهَا الْعِظَامَ وَالْمَيْتَةَ مِنَ الْجَهْدِ ، حَتَّى جَعَلَ أَحَدُهُمْ يَرَى مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ مِنَ الْجُوعِ قَالُوا (رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ) فَقِيلَ لَهُ إِنْ كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَادُوا فَدَعَا رَبَّهُ فَكَشَفَ عَنْهُمْ ، فَعَادُوا ، فَانْتَقَمَ اللَّهُ مِنْهُمْ يَوْمَ بَدْرٍ ، فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى (يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ) إِلَى قَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ (إِنَّا مُنْتَقِمُونَ) .

ترجمہ۔ ہم سے یحییٰ نے حدیث بیان کی ان سے وکیع نے حدیث بیان کی ان سے اعمش نے ان سے ابوالضحیٰ نے ان سے مسروق نے بیان کیا کہ میں عبداللہ بن مسعودؓ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا کہ یہ بھی علم ہی ہے کہ تمہیں اگر کوئی بات معلوم نہیں ہے تو (اسکے متعلق اپنی لاعلمی ظاہر کردو) اور کہہ دو کہ اللہ ہی زیادہ جاننے والا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ آپ اپنی قوم سے کہہ دیجئے کہ میں تم سے کسی اجر کا طالب نہیں ہوں اور نہ میں بناوٹی باتیں کرتا ہوں جب قریش حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچانے اور آپکے ساتھ معاندانہ روش میں برابر بڑھتے ہی رہے تو آپ نے ان کے لیے بددعا کی کہ اے اللہ انکے خلاف میری مدد ایسے قحط کے ذریعہ کیجئے جیسا کہ یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں پڑا تھا چنانچہ قحط پڑا اور بھوک اور فاقہ کی شدت کا یہ عالم تھا کہ لوگ ہڈیاں اور مردار کھانے پر مجبور ہوگئے لوگ آسمان کی طرف دیکھتے تھے لیکن فاقہ کی وجہ سے دھوئیں کے سوا اور کچھ نظر نہ آتا تھا آخر انہوں نے کہا کہ اے ہمارے پروردگار ہم سے اس عذاب کو دور کیجئے ہم ضرور ایمان لے آئیں گے لیکن اللہ تعالی نے ان سے کہہ دیا تھا کہ اگر ہم نے یہ عذاب دور کر دیا تو پھر تم اسی اپنی پہلی حالت پر لوٹ آؤ گے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر انکے حق میں دعا کی اور یہ عذاب ان سے ہٹ گیا لیکن وہ پھر بھی کفر و شرک ہی پر جمے رہے اسکا بدلہ اللہ تعالی نے بدر کی لڑائی میں لیا یہی واقعہ آیت جس روز آسمان کی طرف ایک نظر آنے والا دھواں پیدا ہوگا" سے "ہم ضرور انتقام لیں گے۔ تک بیان ہوا ہے۔

باب أَنَّى لَهُمُ الذِّكْرَى وَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مُبِينٌ

الذِّكْرُ وَالذِّكْرَى وَاحِدٌ

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَمَّا دَعَا قُرَيْشًا كَذَّبُوهُ وَاسْتَعْصَوْا عَلَيْهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوسُفَ فَأَصَابَتْهُمْ سَنَةٌ حَصَّتْ يَعْنِي كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى كَانُوا يَأْكُلُونَ الْمَيْتَةَ فَكَانَ يَقُومُ أَحَدُهُمْ فَكَانَ يَرَى بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ مِثْلَ الدُّخَانِ مِنَ الْجَهْدِ وَالْجُوعِ ثُمَّ قَرَأَ (فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ * يَغْشَى النَّاسَ هَذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ) حَتَّى بَلَغَ (إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيلاً إِنَّكُمْ عَائِدُونَ) قَالَ عَبْدُ اللَّهِ أَفَيُكْشَفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ وَالْبَطْشَةُ الْكُبْرَى يَوْمَ بَدْرٍ

ترجمہ۔ ہم سے سلیمان بن حرب نے حدیث بیان کی ان سے جریر بن حازم نے حدیث بیان کی ان سے اعمش نے ان سے ابوالضحی نے اور ان سے مسروق نے بیان کیا کہ میں عبداللہ بن مسعودؓ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے آپ کو جھٹلایا اور آپ کے ساتھ سرکشی کی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے بددعا کی کہ اے اللہ میری ان کے خلاف یوسف علیہ السلام جیسے قحط کے ذریعہ مدد کیجئے۔ قحط پڑا اور ہر چیز فنا ہوگئی لوگ مردار کھانے لگے کوئی شخص کھڑا ہوکر آسمان کی طرف دیکھتا تو بھوک اور فاقہ کی وجہ سے آسمان اور اس کے درمیان دھواں ہی دھواں نظر آتا تھا پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت شروع کی تو آپ انتظار کیجئے اس روز کا جب آسمان کی طرف ایک نظر آنے والا دھواں پیدا ہو جو لوگوں پر چھا جائے یہ ایک دردناک عذاب ہوگا۔۔۔۔ تا ۔۔۔۔ بیشک ہم چندے اس عذاب کو ہٹالیں گے اور تم بھی اپنی پہلی حالت پر لوٹ آؤ گے عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کیا قیامت کے عذاب سے بھی وہ بچ سکیں گے فرمایا کہ "سخت پکڑ" بدر کی لڑائی میں ہوئی تھی۔

باب ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوا مُعَلَّمٌ مَجْنُونٌ

حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ وَمَنْصُورٍ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ وسلم وَقَالَ (قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ) فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَمَّا رَأَى قُرَيْشًا اسْتَعْصَوْا عَلَيْهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوسُفَ فَأَخَذَتْهُمُ السَّنَةُ حَتَّى حَصَّتْ كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى أَكَلُوا الْعِظَامَ وَالْجُلُودَ فَقَالَ أَحَدُهُمْ حَتَّى أَكَلُوا الْجُلُودَ وَالْمَيْتَةَ وَجَعَلَ يَخْرُجُ مِنَ الْأَرْضِ كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ فَأَتَاهُ أَبُو سُفْيَانَ فَقَالَ أَيْ مُحَمَّدُ إِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوا فَادْعُ اللَّهَ أَنْ يَكْشِفَ عَنْهُمْ فَدَعَا ثُمَّ قَالَ تَعُودُوا بَعْدَ هَذَا فِي حَدِيثِ مَنْصُورٍ ثُمَّ قَرَأَ (فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ) إِلَى (عَائِدُونَ) أَيُكْشَفُ عَذَابُ الْآخِرَةِ فَقَدْ مَضَى الدُّخَانُ وَالْبَطْشَةُ وَاللِّزَامُ وَقَالَ أَحَدُهُمُ الْقَمَرُ وَقَالَ الْآخَرُ الرُّومُ

ترجمہ۔ ہم سے بشر بن خالد نے حدیث بیان کی انہیں محمد نے خبر دی انہیں شعبہ نے انہیں سلیمان اور منصور نے انہیں ابوالضحیٰ نے اور ان سے مسروق نے بیان کیا کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا اور آپ سے فرمایا کہ کہہ دیجئے کہ میں تم سے کسی اجر کا طالب نہیں ہوں اور نہ میں بناوٹی باتیں کرنے والوں میں ہوں پھر جب آپ نے دیکھا کہ قریش عناد سے باز نہیں آتے تو آپ نے ان کے لیے بددعا کی کہ اے اللہ ان کے خلاف میری مدد ایسے قحط سے کیجئے جیسا یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں پڑا تھا قحط پڑا اور ہر چیز تباہ ہوگئی لوگ ہڈی اور چمڑے کھانے پر مجبور ہو گئے سلیمان اور منصور راویان حدیث میں سے ایک نے بیان کیا کہ "وہ چمڑے اور مردار کھانے پر مجبور ہو گئے" اور زمین سے دھواں سا نکلنے لگا آخر ابوسفیان آئے اور کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی قوم ہلاک ہو چکی اللہ سے دعا کیجئے کہ قحط ان سے دور کر دے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اور قحط ختم ہو گیا لیکن اس کے بعد پھر وہ کفر کی طرف لوٹ گئے منصور کی روایت میں ہے کہ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی تو آپ اس روز کا انتظار کیجئے جب آسمان کی طرف ایک نظر آنے والا دھواں پیدا ہو عائدون تک کیا آخرت کا عذاب بھی ان سے دور ہو سکے گا؟" "دھواں" اور "سخت پکڑ" اور "ہلاکت" گذر چکے بعض نے "چاند" اور بعض نے "غلبہ روم" کا بھی ذکر کیا کہ یہ بھی گزر چکا۔

باب يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَى إِنَّا مُنْتَقِمُونَ

حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ خَمْسٌ قَدْ مَضَيْنَ اللِّزَامُ وَالرُّومُ وَالْبَطْشَةُ وَالْقَمَرُ وَالدُّخَانُ

ترجمہ۔ ہم سے یحییٰ نے حدیث بیان کی ان سے وکیع نے حدیث بیان کی ان سے اعمش نے ان سے مسلم نے ان سے مسروق نے اور ان سے عبداللہؓ نے بیان کیا کہ پانچ (قرآن مجید کی پیشین گوئیاں) گذر چکی ہیں" لزام" (بدر کی لڑائی کی ہلاکت) "الروم" (غلبہ روم) "البطشہ" (سخت پکڑ) "القمر" (چاند کا ٹکڑے ہونا) اور "الدخان" (دھواں) شدت فاقہ کی وجہ سے۔

سورة حٰم الجَاثِيَةِ

جَاثِيَةٌ مُسْتَوْفِزِينَ عَلَى الرُّكَبِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ (نَسْتَنْسِخُ) نَكْتُبُ (نَنْسَاكُمْ) نَتْرُكُكُمْ

باب قوله وما يهلكنا الا الدهر

← حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يُؤْذِينِي ابْنُ آدَمَ، يَسُبُّ الدَّهْرَ وَأَنَا الدَّهْرُ، بِيَدِي الْأَمْرُ، أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ

ترجمہ۔ ہم سے حمیدی نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی ان سے زہری نے حدیث بیان کی ان سے سعید ابن المسیب نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ابن آدم مجھے تکلیف پہنچاتا ہے وہ زمانہ کو گالی دیتا ہے حالانکہ میں ہی زمانہ ہوں میرے ہی ہاتھ میں سب کچھ ہے اللہ ہی رات اور دن کو الٹتا بدلتا رہتا ہے۔

سورة حٰم الأَحْقَافِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ (تُفِيضُونَ) تَقُولُونَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ أَثَرَةٍ وَأُثْرَةٍ وَأَثَارَةٍ بَقِيَّةُ عِلْمٍ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (بِدْعًا مِنَ الرُّسُلِ) لَسْتُ بِأَوَّلِ الرُّسُلِ وَقَالَ غَيْرُهُ (أَرَأَيْتُمْ) هَذِهِ الْأَلِفُ إِنَّمَا هِيَ تَوَعُّدٌ إِنْ صَحَّ مَا تَدْعُونَ لَا يَسْتَحِقُّ أَنْ يُعْبَدَ، وَلَيْسَ قَوْلُهُ (أَرَأَيْتُمْ) بِرُؤْيَةِ الْعَيْنِ، إِنَّمَا هُوَ أَتَعْلَمُونَ أَبَلَغَكُمْ أَنَّ مَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ خَلَقُوا شَيْئًا

مجاہد نے فرمایا کہ "تفیضون" اے تقولون۔ بعض حضرات نے فرمایا کہ "اثرة" اثرۃ اور اثارۃ بمعنی علم کا باقی ماندہ ہے ابن عباسؓ نے فرمایا کہ "بدعا من الرسل یعنی میں کوئی پہلا رسول نہیں ہوں غیر ابن عباسؓ نے فرمایا کہ "ارایتم" میں ہمزہ استفہام تہدید کے لیے ہے یعنی اگر تمہارا دعویٰ صحیح ہو پھر بھی وہ عبادت کیے جانے کا مستحق نہیں ہے (کیونکہ مخلوق کو عبادت صرف خالق کی کرنی چاہیے) "ارایتم" (بمعنی دیکھنے) سے نہیں ہے بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ کیا تمہیں معلوم ہے کیا تمہیں اس کی اطلاع پہنچی ہے کہ اللہ کے سوا تم جن کی عبادت کرتے ہو انہوں نے بھی کچھ پیدا کیا ہے؟

باب وَالَّذِى قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَّكُمَا أَتَعِدَانِنِي أَنْ أُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُونُ مِنْ قَبْلِي وَهُمَا يَسْتَغِيثَانِ اللَّهَ وَيْلَكَ آمِنْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَيَقُولُ مَا هَذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ

← حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ قَالَ كَانَ مَرْوَانُ عَلَى الْحِجَازِ اسْتَعْمَلَهُ مُعَاوِيَةُ ، فَخَطَبَ فَجَعَلَ يَذْكُرُ يَزِيدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ ، لِكَيْ يُبَايَعَ لَهُ بَعْدَ أَبِيهِ ، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ شَيْئًا ، فَقَالَ خُذُوهُ فَدَخَلَ بَيْتَ عَائِشَةَ فَلَمْ يَقْدِرُوا (عَلَيْهِ) فَقَالَ مَرْوَانُ إِنَّ هَذَا الَّذِي أَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِ (وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَكُمَا أَتَعِدَانِنِي) فَقَالَتْ عَائِشَةُ مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ فِينَا شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ إِلَّا أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ عُذْرِي

ترجمہ۔ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے حدیث بیان کی ان سے ابوعوانہ نے حدیث بیان کی ان سے ابوبشر نے ان سے یوسف بن ماہک نے بیان کیا کہ مروان کو معاویہؓ نے حجاز کا امیر (گورنر) بنایا تھا اس نے ایک موقعہ پر خطبہ دیا اور خطبہ میں یزید بن معاویہ کا بار بار ذکر کیا تا کہ اس کے والد (حضرت معاویہؓ) کے بعد اس سے لوگ بیعت کریں اس پر عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ نے اعتراضاً کچھ فرمایا مروان نے کہا کہ اسے پکڑلو عبدالرحمٰنؓ عائشہؓ کے گھر میں چلے گئے اور مروان نے کہا کہ اسی شخص کے بارے میں قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی تھی کہ ''جس شخص نے اپنے ماں باپ سے کہا کہ تف ہے تم پر کیا تم مجھے خبر دیتے ہو اس پر عائشہؓ نے پردے کے پیچھے فرمایا کہ ہمارے (آل ابی بکرؓ) کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کوئی آیت نازل نہیں کی ہاں (تہمت سے) میری براءت ضرور نازل کی تھی۔

باب فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ قَالُوا هَذَا عَارِضٌ مُمْطِرُنَا بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهِ رِيحٌ فِيهَا عَذَابٌ أَلِيمٌ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (عَارِضٌ) السَّحَابُ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ عارض بمعنی بادل ہے۔

← حَدَّثَنَا أَحْمَدُ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا عَمْرٌو أَنَّ أَبَا النَّضْرِ حَدَّثَهُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها زَوْجِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَتْ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم ضَاحِكًا حَتَّى أَرَى مِنْهُ لَهَوَاتِهِ ، إِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ قَالَتْ وَكَانَ إِذَا رَأَى غَيْمًا أَوْ رِيحًا عُرِفَ فِي وَجْهِهِ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوُا الْغَيْمَ فَرِحُوا ، رَجَاءَ أَنْ يَكُونَ فِيهِ الْمَطَرُ ، وَأَرَاكَ إِذَا رَأَيْتَهُ عُرِفَ فِي وَجْهِكَ الْكَرَاهِيَةُ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ مَا يُؤْمِنِّي أَنْ يَكُونَ فِيهِ عَذَابٌ عُذِّبَ قَوْمٌ بِالرِّيحِ ، وَقَدْ رَأَى قَوْمٌ الْعَذَابَ فَقَالُوا (هَذَا عَارِضٌ مُمْطِرُنَا)

ترجمہ۔ہم سے احمد نے حدیث بیان کی ان سے ابن وہب نے حدیث بیان کی انہیں عمرو نے خبر دی ان سے ابو النضر نے حدیث بیان کی ان سے سلیمان بن یسار نے اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ عائشہؓ نے بیان کیا

کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی اس طرح ہنستے نہیں دیکھا کہ آپ کے حلق کا کوا نظر آ جائے بلکہ آپ تبسم فرمایا کرتے تھے بیان کیا کہ جب بھی آپ بادل یا ہوا دیکھتے تو (گھبراہٹ اور اللہ کا خوف) آپ کے چہرے مبارک سے پہچان لیا جاتا۔ عائشہؓ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ! جب لوگ بادل دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں کہ اس سے بارش برسے گی لیکن اس کے برخلاف آپ کو میں دیکھتی ہوں کہ جب آپ بادل دیکھتے ہیں تو ناگواری کا اثر آپ کے چہرہ پر نمایاں ہو جاتا ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ کیا ضمانت ہے کہ اس میں عذاب نہ ہو ایک قوم (عاد) پر ہوا کا عذاب آیا تھا انہوں نے عذاب دیکھا تو بولے کہ "یہ تو بادل ہے جو ہم پر برسے گا"۔

سورة مُحَمَّد

(أَوْزَارَهَا) آثَامَهَا حَتَّى لَا يَبْقَى إِلَّا مُسْلِمٌ (عَرَّفَهَا) بَيَّنَهَا وَقَالَ مُجَاهِدٌ (مَوْلَى الَّذِينَ آمَنُوا) وَلِيُّهُمْ (عَزَمَ الْأَمْرُ) جَدَّ الْأَمْرُ (فَلَا تَهِنُوا) لَا تَضْعُفُوا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (أَضْغَانَهُمْ) حَسَدَهُمْ (آسِنٍ) مُتَغَيِّرٍ

"اوزارھا" ای آثامھا" یہاں تک کہ مسلمان کے سوا اور کوئی باقی نہ رہے گا" عرفھا" اے بینھا" مجاہد نے فرمایا کہ "مولی الذین امنوا" ای ولیھم "عزم الامر" ای جدالامر" فلاتھنوا" ای لاتضعفوا ابن عباسؓ نے فرمایا "اضغانھم" ای حسدھم "آسن" ای متغیر۔

باب وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ

حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي مُزَرِّدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ خَلَقَ اللَّهُ الْخَلْقَ ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْهُ قَامَتِ الرَّحِمُ فَأَخَذَتْ بِحَقْوِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ لَهَا مَهْ قَالَتْ هَذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيعَةِ قَالَ أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ قَالَتْ بَلَى يَا رَبِّ قَالَ فَذَاكِ لَكِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ اقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ (فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ)

ترجمہ۔ ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا ان سے سلیمان نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے معاویہ بن ابی مزرد نے حدیث بیان کی ان سے سعید بن یسار نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی نے مخلوق پیدا کی جب اس کی پیدائش سے فارغ ہوا تو "رحم" نے کھڑے ہو کر رحم کرنے والے اللہ کے دامن میں پناہ لی اللہ تعالی نے اس سے فرمایا کیا تجھے یہ پسند نہیں کہ جو تجھ کو جوڑے میں بھی اسے جوڑوں اور جو تجھے توڑے میں بھی اسے توڑ دوں رحم نے عرض کی ہاں اے میرے رب اللہ تعالی نے فرمایا پھر ایسا ہی ہوگا ابو ہریرہؓ نے کہا کہ اگر تمہارا جی چاہے تو یہ آیت پڑھ لو اگر تم کنارہ کش رہو تو آیا تم کو یہ احتمال بھی ہے کہ تم لوگ دنیا میں فساد مچا دو گے اور آپس میں قطع قرابت کر لو گے۔

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عَمِّي أَبُو الْحُبَابِ سَعِيدُ بْنُ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ بِهَذَا، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم اقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ (فَهَلْ عَسَيْتُمْ ان توليتم)

ترجمہ۔ہم سے ابراہیم بن حمزہ نے حدیث بیان کی ان سے حاتم نے حدیث بیان کی ان سے معاویہ نے بیان کیا ان سے ان کے چچا ابوالحباب سعید بن یسار نے حدیث بیان کی اور ان سے ابوہریرہؓ نے سابقہ حدیث کی طرح پھر ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمہارا جی چاہے تو آیت اگر تم کنارہ کش رہو پڑھ لو۔

حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي الْمُزَرِّدِ بِهَذَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم وَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ (فَهَلْ عَسَيْتُمْ)

ترجمہ ہم سے بشر بن محمد نے حدیث بیان کی انہیں عبداللہ نے خبر دی انہیں معاویہ بن ابی مزرد نے خبر دی سابقہ حدیث کی طرح (اور یہ کہ ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تمہارا جی چاہے تو آیت اگر تم کنارہ کش رہو پڑھ لو۔

سورة الفتح

وَقَالَ مُجَاهِدٌ (سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ) السَّحْنَةُ وَقَالَ مَنْصُورٌ عَنْ مُجَاهِدٍ التَّوَاضُعُ (شَطْأَهُ) فِرَاخَهُ (فَاسْتَغْلَظَ) غَلُظَ (سُوقِهِ) السَّاقُ حَامِلَةُ الشَّجَرَةِ وَيُقَالُ (دَائِرَةُ السَّوْءِ) كَقَوْلِكَ رَجُلُ السَّوْءِ وَدَائِرَةُ السُّوءِ الْعَذَابُ (تُعَزِّرُوهُ) تَنْصُرُوهُ (شَطْأَهُ) شَطْءُ السُّنْبُلِ، تُنْبِتُ الْحَبَّةُ عَشْرًا أَوْ ثَمَانِيًا وَسَبْعًا، فَيَقْوَى بَعْضُهُ بِبَعْضٍ فَذَاكَ قَوْلُهُ تَعَالَى (فَآزَرَهُ) قَوَّاهُ، وَلَوْ كَانَتْ وَاحِدَةً لَمْ تَقُمْ عَلَى سَاقٍ، وَهُوَ مَثَلٌ ضَرَبَهُ اللَّهُ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم إِذْ خَرَجَ وَحْدَهُ، ثُمَّ قَوَّاهُ بِأَصْحَابِهِ، كَمَا قَوَّى الْحَبَّةَ بِمَا يَنْبُتُ مِنْهَا

اور مجاہد نے بیان کیا "سیما ھم فی وجوھھم" یعنی چہرہ کی ملاحت اور منصور نے مجاہد کے حوالہ سے نقل کیا کہ اس کا مفہوم تواضع ہے "شطاہ" ای فراخہ "فاستغلظ" ای غلظ "سوقہ" میں سوق بمعنی تنا ہے جو پودے کو کھڑا رکھتا ہے "دائرۃ السوء" رجل السوء کی طرح ہے دائرۃ السوء یعنی عذاب "یعزروہ" ای ینصروہ "شطا" یعنی پودے کی سوئی ایک دانہ میں دس آٹھ سات سوئیاں نکلتی ہیں اور ایک دوسرے کو تقویت پہنچاتی ہیں اللہ تعالی کے قول "پھر اس نے اپنی سوئی کو قوی کیا" میں یہی ارشاد ہے اگر وہ ایک ہی ہوتی تو تنے پر کھڑی نہیں ہو سکتی تھی یہ مثال اللہ تعالی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دی ہے کہ آپ پہلے تنہا (دعوت اسلام لے کر) نکلے پھر آپ کو آپ کے صحابہ کے ذریعہ تقویت ملی جیسے دانہ کو ان سوئیوں سے تقویت ملتی ہے جو اس سے اگتے ہیں۔

باب إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم

كَانَ يَسِيرُ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسِيرُ مَعَهُ لَيْلاً ، فَسَأَلَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَنْ شَيْءٍ ، فَلَمْ يُجِبْهُ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ ، ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ ، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ثَكِلَتْكَ أُمُّ عُمَرَ ، نَزَرْتَ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم ثَلاثَ مَرَّاتٍ ، كُلُّ ذَلِكَ لاَ يُجِيبُكَ قَالَ عُمَرُ فَحَرَّكْتُ بَعِيرِي ، ثُمَّ تَقَدَّمْتُ أَمَامَ النَّاسِ ، وَخَشِيتُ أَنْ يُنْزَلَ فِيَّ الْقُرْآنُ ، فَمَا نَشِبْتُ أَنْ سَمِعْتُ صَارِخًا يَصْرُخُ بِي فَقُلْتُ لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ يَكُونَ نَزَلَ فِيَّ قُرْآنٌ فَجِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ لَقَدْ أُنْزِلَتْ عَلَيَّ اللَّيْلَةَ سُورَةٌ لَهِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ ثُمَّ قَرَأَ (إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا)

ترجمہ۔ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے حدیث بیان کی ان سے مالک نے ان سے زید بن اسلم نے ان سے ان کے والد نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں جا رہے تھے عمرؓ آپ کے ساتھ چل رہے تھے رات کا وقت تھا عمر بن خطابؓ نے سوال کیا لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی جواب نہ دیا پھر انہوں نے سوال کیا اور اس مرتبہ بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب نہیں دیا انہوں نے پھر سوال کیا مگر آپ نے جواب نہ دیا عمرؓ نے اس پر کہا عمر کی ماں اسے روئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تم نے تین مرتبہ سوال میں اصرار کیا لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں کسی مرتبہ جواب نہیں دیا عمرؓ نے بیان کیا کہ پھر میں نے اپنے اونٹ کو حرکت دی اور لوگوں سے آگے بڑھ گیا مجھے خوف تھا کہ کہیں میرے بارے میں قرآن مجید کی کوئی آیت نہ نازل ہوا بھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ ایک پکارنے والے کی آواز میں نے سنی جو مجھے ہی پکار رہا ہے میں نے کہا کہ مجھے تو خوف تھا ہی کہ میرے بارے میں کوئی آیت نہ نازل ہو جائے میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کیا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر آج رات ایک سورت نازل ہوئی ہے جو مجھے اس کائنات سے زیادہ عزیز ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے پھر آپ نے آیت "بیشک ہم نے آپ کو کھلی ہوئی فتح دی" کی تلاوت کی۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه (إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا) قَالَ الْحُدَيْبِيَةُ .

ترجمہ۔ہم سے محمد بن بشار نے حدیث بیان کی ان سے غندر نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی انہوں نے قتادہ سے سنا اور ان سے انسؓ نے بیان کیا کہ آیت "بیشک ہم نے آپ کو کھلی ہوئی فتح دی" صلح حدیبیہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ قُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَرَأَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ سُورَةَ الْفَتْحِ فَرَجَّعَ فِيهَا قَالَ مُعَاوِيَةُ لَوْ شِئْتُ أَنْ أَحْكِيَ لَكُمْ قِرَاءَةَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم لَفَعَلْتُ

ترجمہ۔ہم سے مسلم بن ابراہیم نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی ان سے معاویہ بن قرہ نے حدیث بیان کی اور ان سے عبداللہ بن مغفلؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن سورہ فتح خوب خوش الحانی سے پڑھی معاویہ بن قرہ نے کہا کہ اگر میں چاہوں کہ تمہارے سامنے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس موقعہ پر طرز قرات کی نقل کروں تو کر سکتا ہوں۔

باب قوله لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا

یہاں اشکال ہوتا ہے کہ فتح نعمتِ خداوندی ہے اور نعمت پر شکر مرتب ہونا چاہیے لیکن یہاں شکر کے بجائے مغفرت کو مرتب کیا گیا ہے۔

حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شاید شکر اور مغفرت کے درمیان کوئی معنوی مناسبت ہے' اس مناسبت کی وجہ سے ایک کو دوسری کی جگہ پر رکھتے ہیں' نماز کے بعد استغفار کا حکم دیا گیا ہے حالانکہ وہ شکر کا موقع ہے ......

حضرات انبیاء علیہم السلام دنیوی نعمت کے ساتھ ساتھ اخروی نعمت سے بھی سرفراز کیے جاتے ہیں۔ چنانچہ فتح مکہ کا ذکر آیت میں کیا گیا جو ایک دنیوی نعمت ہے تو اس کے ساتھ ساتھ اخروی نعمت کا بھی ذکر کیا گیا کہ ہم نے آپ کو مغفور قرار دیا۔

لیکن یہاں اشکال ہوتا ہے کہ اگر فتح مکہ دنیوی نعمت ہے اور اسی کے ساتھ اخروی نعمت مغفرت کا ذکر کیا ہے تو پھر یہ لام تعلیل کس لیے ہے؟ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا جواب دیا کہ دراصل فتح مکہ حج کا سبب بنی فتح مکہ سے قبل مسلمانوں کے لیے حج کرنا ممکن نہ تھا کہ مشرکین کا وہاں تسلط تھا' فتح مکہ کے بعد حج کا راستہ کھل گیا اور حج سبب ہے مغفرت ذنوب کے لیے' اس لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے "انا فتحنا لک فتحا مبینا" کے بعد "لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک" کا ذکر فرمایا۔

اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "فتح مبین کے اس مغفرت کے لیے سبب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس فتح مبین سے بہت لوگ جوق درجوق اسلام میں داخل ہوں گے اور اسلام کی دعوت کا عام ہو جانا آپ کی زندگی کا مقصد عظیم اور آپ کے ثواب کو بہت بڑھانے والا ہے اور اجر وثواب کی زیادتی سبب ہوتی ہے کفارہ سیئات کی۔"

بعض حضرات نے کہا کہ یہاں درحقیقت عبارت محذوف ہے اور وہ ہے "انا فتحنا لک فتحا مبینا' فاستغفر لذنبک لیغفر لک اللہ"

◄ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا زِيَادٌ أَنَّهُ سَمِعَ الْمُغِيرَةَ يَقُولُ قَامَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم حَتَّى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ فَقِيلَ لَهُ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا

ترجمہ۔ ہم سے صدقہ بن الفضل نے حدیث بیان کی انہیں ابن عیینہ نے خبر دی ان سے زیاد نے حدیث بیان کی اور انہوں نے مغیرہ بن شعبہ سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں رات بھر کھڑے رہے تا آنکہ آپ کے دونوں پاؤں سوج گئے آپ سے عرض کی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اگلی پچھلی تمام خطائیں معاف کر دی ہیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

◄ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا حَيْوَةُ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ سَمِعَ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَقُومُ مِنَ اللَّيْلِ حَتَّى تَتَفَطَّرَ قَدَمَاهُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ لِمَ تَصْنَعُ هَذَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ أَفَلَا أُحِبُّ أَنْ أَكُونَ عَبْدًا شَكُورًا فَلَمَّا

كَثُرَ لَحْمُهُ صَلَّى جَالِسًا فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ قَامَ، فَقَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ

ترجمہ۔ہم سے حسن بن عبدالعزیز نے حدیث بیان کی ان سے عبداللہ بن یحییٰ نے حدیث بیان کی انہیں حیوۃ نے خبر دی انہیں ابوالاسود نے انہوں نے عروہ سے سنا اور انہوں نے عائشہؓ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کی نماز میں اتنا طویل قیام کرتے تھے کہ آپ کے قدم پھٹ جاتے عائشہؓ نے ایک مرتبہ عرض کی کہ یارسول اللہ آپ اتنی زیادہ مشقت کیوں اٹھاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے تو آپ کی اگلی پچھلی تمام خطائیں معاف کردی ہیں آپ نے فرمایا کیا پھر میں شکر گزار بندہ بننا پسند نہ کروں عمر کے آخری حصہ میں (جب طویل قیام دشوار ہوگیا تو) آپ بیٹھ کر رات کی نماز پڑھتے اور جب رکوع کا وقت آتا تو کھڑے ہوجاتے (اور تقریباً تیس یا چالیس آیتیں) مزید پڑھتے پھر رکوع کرتے۔

تشریح حدیث

داؤدی نے اس پر اشکال کیا ہے کہ "کَثُرَ لحمهٗ" صحیح نہیں بلکہ صحیح ہے "فَلَمَّا بَدَّنَ" بدن کے معنی آتے ہیں "اَسَنَّ" جب آپ کی عمر زیادہ ہوگئی۔ راوی نے روایت بالمعنی کرتے ہوئے اپنی طرف سے "بدن" کا ترجمہ "کثر لحمهٗ" سے کیا ہے۔ ابن جوزی نے بھی تقریباً یہی اشکال کیا ہے لیکن حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ راوی پر اس قسم کا گمان کرنا خلاف ظاہر ہے۔ روایت میں "فلما کثر لحمهٗ" کو غلط کہنا اور راوی کی بدفہمی قرار دینا درست نہیں ہے۔ ہاں البتہ اتنی بات ہے کہ آپ کے جسم مبارک میں فربہی ایسی نہیں تھی کہ جس سے آپ کے حسن وجمال میں کمی اور خلل واقع ہو۔

باب إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہما أَنَّ هَذِهِ الْآيَةَ الَّتِي فِي الْقُرْآنِ (يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا) قَالَ فِي التَّوْرَاةِ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَحِرْزًا لِلْأُمِّيِّينَ، أَنْتَ عَبْدِي وَرَسُولِي سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ لَيْسَ بِفَظٍّ وَلَا غَلِيظٍ وَلَا سَخَّابٍ بِالْأَسْوَاقِ وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَةَ بِالسَّيِّئَةِ وَلَكِنْ يَعْفُو وَيَصْفَحُ وَلَنْ يَقْبِضَهُ اللَّهُ حَتَّى يُقِيمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ بِأَنْ يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَيَفْتَحَ بِهَا أَعْيُنًا عُمْيًا وَآذَانًا صُمًّا وَقُلُوبًا غُلْفًا

ترجمہ۔ہم سے عبداللہ نے حدیث بیان کی ان سے عبدالعزیز بن ابی سلمہ نے حدیث بیان کی ان سے ہلال بن ابی ہلال نے ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ نے کہ یہ آیت جو قرآن میں ہے "اے نبی بیشک ہم نے آپ کو گواہ بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے" تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہی اللہ تعالیٰ نے توریت میں بھی فرمایا تھا "اے نبی بیشک ہم نے آپ کو گواہ بشارت دینے والا اور ان پڑھوں (عربوں) کی حفاظت کرنے والا بنا کر بھیجا ہے آپ میرے بندے ہیں اور میرے رسول ہیں میں نے آپ کا نام متوکل رکھا آپ نہ بدخو ہیں اور نہ سخت دل اور نہ بازاروں میں شور کرنے والے اور نہ وہ برائی کا بدلہ برائی سے دیں گے بلکہ معاف اور درگذر سے کام لیں گے اور اللہ ان کی روح اس وقت تک قبض نہیں کرے گا جب تک وہ کج قوم (عرب) کو سیدھا نہ کرلیں گے یعنی جب تک وہ لا الہ الا اللہ کا اقرار نہ کرلیں گے پس اس کلمہ توحید کے ذریعہ وہ اندھی آنکھوں کو اور بہرے کانوں کو اور پردہ پڑے ہوئے دلوں کو کھول دیں گے۔

باب هُوَ الَّذِي أَنزَلَ السَّكِينَةَ

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رضي الله عنه قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم يَقْرَأُ ، وَفَرَسٌ لَهُ مَرْبُوطٌ فِي الدَّارِ ، فَجَعَلَ يَنْفِرُ ، فَخَرَجَ الرَّجُلُ فَنَظَرَ فَلَمْ يَرَ شَيْئًا ، وَجَعَلَ يَنْفِرُ ، فَلَمَّا أَصْبَحَ ذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ تِلْكَ السَّكِينَةُ تَنَزَّلَتْ بِالْقُرْآنِ

ترجمہ۔ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے حدیث بیان کی ان سے اسرائیل نے ان سے ابو اسحٰق نے اور ان سے براءؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی (اسید بن حضیرؓ رات میں سورۂ کہف) پڑھ رہے تھے اور ان کا ایک گھوڑا جو گھر میں بندھا ہوا تھا بدکنے لگا تو وہ صحابی نکلے) یہ دیکھنے کے لیے کہ گھوڑا کس وجہ سے بدک رہا ہے لیکن انہوں نے کوئی خاص چیز نہیں دیکھی وہ گھوڑا بہر حال بدک رہا تھا صبح کے وقت وہ صحابی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رات کے واقعہ کا تذکرہ کیا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ (جس سے گھوڑا بدکا ہے) "سکینت تھی جس کا قرآن مجید میں تذکرہ آیا ہے۔

تشریح حدیث

رجل سے مراد صحابی رسول حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ ہیں۔سکینہ کے متعلق علماء کے مختلف ہیں۔
مشہور قول یہ ہے کہ سکینہ ایک معنوی شئی ہے جو سکون اور اطمینان کی کیفیت لیے ہوئے انسان پر اللہ جل شانہ کی طرف سے نازل ہوتی ہے۔بعض حضرات نے کہا کہ یہ سات فرشتوں کی ایک جماعت کا نام ہے۔
علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ ایک خاص مخلوق ہوتی ہے جس کے اندر طمانیت اور رحمت ہوتی ہے اور اس کے ساتھ ملائکہ کی ایک جماعت بھی ہوتی ہے۔امام راغب نے فرمایا کہ یہ فرشتہ ہوتا ہے جو مؤمن کے دل کو سکون اور اطمینان پہنچاتا ہے۔ایک قول یہ بھی ہے کہ سکینہ دل سے رعب اور خوف ختم ہونے کا نام ہے۔

باب قوله إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ أَلْفًا وَأَرْبَعَمِائَةٍ

ترجمہ۔ہم سے قتیبہ بن سعید نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی ان سے عمرو نے اور ان سے جابرؓ نے بیان کیا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر ہم (مسلمان) ایک ہزار چار سو تھے (لشکر میں)۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ صُهْبَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغَفَّلٍ الْمُزَنِيِّ إِنِّي مِمَّنْ شَهِدَ الشَّجَرَةَ ، نَهَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم عَنِ الْخَذْفِ
وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ صُهْبَانَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الْمُغَفَّلِ الْمُزَنِيَّ فِي الْبَوْلِ فِي الْمُغْتَسَلِ

ترجمہ۔ہم سے علی بن عبد اللہ نے حدیث بیان کی ان سے شبابہ نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی ان سے قتادہ نے بیان کیا انہوں نے عقبہ بن صہبان سے سنا اور انہوں نے عبد اللہ بن مغفل مزنیؓ سے انہوں نے بیان کیا

کہ میں درخت کے نیچے بیعت کے موقعہ پر موجود تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو انگلیوں کے درمیان کنکری لے کر پھینکنے سے منع فرمایا تھا اور عقبہ بن صہبان نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن مغفل مزنی سے غسلخانہ میں پیشاب کرنے کے متعلق سنا (یعنی یہ کہ آپ نے اس سے منع فرمایا)۔

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ رضي الله عنه وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ

ترجمہ۔ مجھ سے محمد بن ولید نے حدیث بیان کی ان سے محمد بن جعفر نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی ان سے خالد نے ان سے ابوقلابہ نے اور ان سے ثابت بن ضحاکؓ نے اور آپ (صلح حدیبیہ کے موقعہ پر) درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں میں سے تھے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ السُّلَمِيُّ حَدَّثَنَا يَعْلَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ سِيَاهٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ قَالَ أَتَيْتُ أَبَا وَائِلٍ أَسْأَلُهُ فَقَالَ كُنَّا بِصِفِّينَ فَقَالَ رَجُلٌ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يُدْعَوْنَ إِلَى كِتَابِ اللَّهِ فَقَالَ عَلِيٌّ نَعَمْ فَقَالَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ اتَّهِمُوا أَنْفُسَكُمْ فَلَقَدْ رَأَيْتُنَا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ يَعْنِي الصُّلْحَ الَّذِي كَانَ بَيْنَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَالْمُشْرِكِينَ وَلَوْ نَرَى قِتَالاً لَقَاتَلْنَا ، فَجَاءَ عُمَرُ فَقَالَ أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَهُمْ عَلَى الْبَاطِلِ أَلَيْسَ قَتْلَانَا فِي الْجَنَّةِ وَقَتْلَاهُمْ فِي النَّارِ قَالَ بَلَى قَالَ فَفِيمَ أُعْطِي الدَّنِيَّةَ فِي دِينِنَا ، وَنَرْجِعُ وَلَمَّا يَحْكُمِ اللَّهُ بَيْنَنَا فَقَالَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ وَلَنْ يُضَيِّعَنِي اللَّهُ أَبَدًا فَرَجَعَ مُتَغَيِّظًا ، فَلَمْ يَصْبِرْ حَتَّى جَاءَ أَبَا بَكْرٍ فَقَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَهُمْ عَلَى الْبَاطِلِ قَالَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ إِنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم وَلَنْ يُضَيِّعَهُ اللَّهُ أَبَدًا فَنَزَلَتْ سُورَةُ الْفَتْحِ

ترجمہ۔ ہم سے احمد بن اسحٰق سلمی نے حدیث بیان کی ان سے یعلی نے حدیث بیان کی ان سے عبدالعزیز بن سیاہ نے ان سے حبیب بن ثابت نے بیان کیا کہ میں ابووائلؓ کی خدمت میں ایک مسئلہ پوچھنے کیلئے حاضر ہوا (خوارج کے متعلق) انہوں نے فرمایا کہ ہم مقام صفین میں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے (جہاں علی اور معاویہؓ کی جنگ ہوئی تھی) ایک شخص نے کہا کہ آپکا کیا خیال ہے اگر کوئی شخص کتاب اللہ کی طرف بلائے صلح کیلئے (پھر آپ کیا کریں گے) علیؓ نے فرمایا ٹھیک ہے (میں اس پر سب سے پہلے عمل کے لیے تیار ہوں لیکن خوارج نے جو معاویہؓ کے خلاف علیؓ کے ساتھ تھے اسکے خلاف آواز اٹھائی اس پر سہل بن حنیفؓ نے فرمایا تم پہلے اپنا جائزہ لو ہم لوگ حدیبیہ کے موقعہ پر موجود تھے آپکی مراد اس صلح سے تھی جو مقام حدیبیہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکین کے درمیان ہوئی تھی اور جنگ کا موقعہ آتا تو ہم اس سے پیچھے ہٹنے والے نہیں تھے (لیکن صلح کی بات چلی تو ہم نے اس میں بھی صبر و ثبات کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا) اتنے میں عمرؓ (آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں) حاضر ہوئے اور عرض کی کیا ہم حق پر نہیں ہیں اور کیا کفار باطل پر نہیں ہیں؟ کیا ہمارے مقتولین جنت میں نہیں جائیں گے اور کیا ان کے مقتولین دوزخ میں نہیں جائیں گے آنحضور نے فرمایا کیوں نہیں عمر نے کہا پھر ہم اپنے دین کے بارے میں ذلت کا مظاہرہ کیوں کریں (یعنی دب کر صلح کیوں کریں) اور کیوں واپس جائیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسکا حکم بھی فرمایا ہے حضور اکرم نے فرمایا اے ابن خطابؓ میں اللہ کا رسول ہوں اور اللہ مجھے کبھی ضائع نہیں کرے گا عمرؓ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے واپس آگئے آپ کو غصہ آرہا تھا صبر نہیں آیا اور ابوبکرؓ کے پاس آئے

اور کہا اے ابوبکرؓ کیا ہم حق پر اور وہ باطل پر نہیں ہیں ابوبکرؓ نے بھی وہی جواب دیا کہ اے ابن خطاب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور اللہ انہیں ہرگز ضائع نہیں کرے گا پھر سورۃ "الفتح" نازل ہوئی۔

سورة الْحُجُرَاتِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ (لاَ تُقَدِّمُوا) لاَ تَفْتَاتُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم حَتَّى يَقْضِيَ اللَّهُ عَلَى لِسَانِهِ (امْتَحَنَ) أَخْلَصَ (تَنَابَزُوا) يُدْعَى بِالْكُفْرِ بَعْدَ الإِسْلاَمِ (يَلِتْكُمْ) يَنْقُصْكُمْ ، أَلَتْنَا نَقَصْنَا

مجاہد نے فرمایا "لاتقدموا" یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (غیر ضروری) مسائل نہ پوچھا کرو کہیں اللہ تعالی اپنے رسول کی زبان سے کوئی فیصلہ نہ کرا دے اور تمہارے لیے بعد میں سخت ہو) " امتحن" ای اخلص۔ "لاتنا بزوا" یعنی اسلام لانے کے بعد کسی شخص کو کفر کی طرف منسوب کر کے نہ پکارا جائے "یلتکم" ای ینقصکم' التنا ای نقصنا۔

باب لاَ تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ الآيَةَ

(تَشْعُرُونَ) تَعْلَمُونَ وَمِنْهُ الشَّاعِرُ

حَدَّثَنَا يَسَرَةُ بْنُ صَفْوَانَ بْنِ جَمِيلٍ اللَّخْمِيُّ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ كَادَ الْخَيِّرَانِ أَنْ يَهْلِكَا أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رضي الله عنهما رَفَعَا أَصْوَاتَهُمَا عِنْدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم حِينَ قَدِمَ عَلَيْهِ رَكْبُ بَنِي تَمِيمٍ ، فَأَشَارَ أَحَدُهُمَا بِالأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ أَخِي بَنِي مُجَاشِعٍ ، وَأَشَارَ الآخَرُ بِرَجُلٍ آخَرَ قَالَ نَافِعٌ لاَ أَحْفَظُ اسْمَهُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لِعُمَرَ مَا أَرَدْتَ إِلاَّ خِلاَفِي قَالَ مَا أَرَدْتُ خِلاَفَكَ فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا فِي ذَلِكَ ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لاَ تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ) الآيَةَ قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ فَمَا كَانَ عُمَرُ يُسْمِعُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم بَعْدَ هَذِهِ الآيَةِ حَتَّى يَسْتَفْهِمَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ ذَلِكَ عَنْ أَبِيهِ ، يَعْنِي أَبَا بَكْرٍ

ترجمہ۔ ہم سے یسرہ بن صفوان بن جمیل لخمی نے حدیث بیان کی ان سے نافع بن عمر نے ان سے ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ قریب تھا کہ دو سب سے بہتر افراد تباہ ہو جائیں یعنی ابوبکرؓ اور عمرؓ ان دونوں حضرات نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی آواز بلند کر دی تھی یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب بنی تمیم کے سوار آئے (اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ ہمارا کوئی امیر بنا دیں) ان میں سے ایک (عمرؓ) نے بنی مجاشع کے اقرع بن حابسؓ کے انتخاب کے لیے کہا تھا اور دوسرے (ابوبکرؓ) نے ایک دوسرے کا نام پیش کیا تھا نافع نے بیان کیا کہ ان صاحب کا نام مجھے یاد نہیں اس پر ابوبکرؓ نے عمرؓ سے کہا کہ آپ کا مقصد مجھ سے اختلاف کرنے کے سوا اور کچھ نہیں۔ عمرؓ نے کہا کہ میرا مقصد صرف آپ سے اختلاف کرنا نہیں ہے اس پر ان دونوں حضرات کی آواز بلند ہو گئی پھر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل کی "اے ایمان والو اپنی آواز کو نبی کی آواز سے بلند نہ کیا کرو الخ "عبداللہ ابن زبیرؓ نے بیان کیا کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد عمرؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم کے سامنے اتنی آہستہ آہستہ بات کرتے کہ آپ صاف سن بھی نہ سکتے تھے اور دوبارہ پوچھنا پڑتا تھا انہوں نے اپنے نانا یعنی ابوبکرؓ کے متعلق اس سلسلے میں کوئی چیز بیان نہیں کی۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ سَعْدٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ قَالَ أَنْبَأَنِي مُوسَى بْنُ أَنَسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ صلی الله علیه وسلم افْتَقَدَ ثَابِتَ بْنَ قَيْسٍ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَنَا أَعْلَمُ لَكَ عِلْمَهُ فَأَتَاهُ فَوَجَدَهُ جَالِسًا فِي بَيْتِهِ مُنَكِّسًا رَأْسَهُ فَقَالَ لَهُ مَا شَأْنُكَ فَقَالَ شَرٌّ كَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ، وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَأَتَى الرَّجُلُ النَّبِيَّ صلی الله علیه وسلم فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ مُوسَى فَرَجَعَ إِلَيْهِ الْمَرَّةَ الْآخِرَةَ بِبِشَارَةٍ عَظِيمَةٍ فَقَالَ اذْهَبْ إِلَيْهِ فَقُلْ لَهُ إِنَّكَ لَسْتَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، وَلٰكِنَّكَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ

ترجمہ۔ ہم سے علی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی ان سے ازہر بن سعد نے حدیث بیان کی۔ انہیں ابن عون نے خبر دی کہا کہ مجھے موسیٰ بن انس نے خبر دی اور انہیں انس بن مالکؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت بن قیسؓ کو نہیں پایا ایک صحابیؓ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کے لیے ان کی خبر لاتا ہوں پھر وہ ثابت بن قیسؓ کے یہاں آئے دیکھا کہ وہ گھر میں سر جھکائے بیٹھے ہیں پوچھا کیا حال ہے کہا کہ برا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز کے مقابلہ میں بلند آواز سے بولا کرتا تھا اب سارا عمل اکارت ہوا اور اہل دوزخ میں سے قرار دے دیا گیا وہ صاحب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے جو کچھ کہا تھا اس کی اطلاع آپ کو دی موسیٰ بن انس نے بیان کیا کہ وہ صاحب اب دوبارہ ان کے لیے ایک عظیم بشارت لے کر ان کے پاس آئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ان کے پاس جاؤ اور کہو کہ تم اہل دوزخ میں سے نہیں ہو بلکہ تم اہل جنت میں سے ہو۔

تشعرون: تعلمون ومنه الشاعر

آیت کریمہ ہے "وانتم لاتشعرون" فرماتے ہیں اس آیت میں "تشعرون" بمعنی "تعلمون" ہے اور اسی سے ہے شاعر بمعنی جاننے والا۔ یہاں پہلی حدیث الباب سے معلوم ہوتا ہے کہ آیت باب حضرات شیخین کے بارے میں نازل ہوئی ہے جبکہ ابن عطیہ کہتے ہیں کہ یہ آیت بنو تمیم کے اعراب کے متعلق نازل ہوئی ہے جب انہوں نے آکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں زور زور سے بولنا شروع کیا اور ابن جریج کی روایت کے مطابق حضرات شیخین کے متعلق "یایها الذین امنوا لاتقدموا بین یدی اللّٰه" نازل ہوئی ہے۔

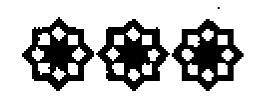
حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دونوں روایات میں کوئی تعارض نہیں ہے۔ اگرچہ شیخین کے بارے میں آیت "یایها الذین امنوا لاتقدموا" نازل ہوئی ہے لیکن اس آیت سے متصل چونکہ آگے آیت "یایها الذین امنوا لاترفعوا اصواتکم" ہے اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اس آیت کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آہستہ بولنے کا اہتمام شروع کیا اور یہ بھی ممکن ہے کہ مذکورہ دونوں واقعات ساتھ ساتھ پیش آئے ہوں۔ نیز حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مکالمہ میں ان کی آواز بلند ہوئی ہو اور دونوں کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہو۔

باب إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُمْ أَنَّهُ قَدِمَ رَكْبٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَمِّرِ الْقَعْقَاعَ بْنَ مَعْبَدٍ وَقَالَ عُمَرُ بَلْ أَمِّرِ الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ مَا أَرَدْتَ إِلَى أَوْ إِلَّا خِلَافِي فَقَالَ عُمَرُ مَا أَرَدْتُ خِلَافَكَ فَتَمَارَيَا حَتَّى ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا ، فَنَزَلَ فِي ذَلِكَ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ) حَتَّى انْقَضَتِ الْآيَةُ

ترجمہ۔ہم سے حسن بن محمد نے حدیث بیان کی ان سے حجاج نے حدیث بیان کی ان سے ابن جریج نے بیان کیا انہیں ابن ابی ملیکہ نے خبر دی اور انہیں عبداللہ بن زبیرؓ نے خبر دی کہ قبیلہ بنی تمیم کے سواروں کا وفد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا ابوبکرؓ نے کہا کہ ان کا امیر آپ قعقاع بن معبد کو بنا دیں اور عمرؓ نے کہا بلکہ آپ اقرع بن حابس کو امیر بنائیں ابوبکرؓ نے اس پر کہا کہ آپ کا مقصد تو صرف میری مخالفت کرنا ہے عمرؓ نے کہا کہ میں نے آپ کے خلاف کرنے کی غرض سے یہ نہیں کہا تھا اس پر دونوں حضرات میں بحث ہوگئی اور آواز بھی بلند ہوگئی اسی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی اے ایمان والو تم اللہ اور اس کے رسول سے پہلے کسی کام میں سبقت مت کیا کرو آخر آیت تک' اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ خود ان کے پاس باہر آجاتے تو ان کے حق میں بہتر ہوتا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں بھی اس آیت کے تحت حضرات شیخین کا واقعہ نقل فرمایا ہے حالانکہ مذکورہ آیت حضرات شیخین کے بارے میں نازل نہیں ہوئی۔ بلکہ یہ جفاۃ اعراف کے متعلق نازل ہوئی تھی جن میں سے کسی نے آکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلانے کے لیے زور سے "یا محمد" کا نعرہ دیہاتی طریقہ سے لگایا تو یہ آیت نازل ہوئی لیکن اس کا جواب وہی ہے کہ حضرات شیخین کے متعلق سورۃ کی ابتدائی آیت نازل ہوئی ہے۔ تاہم یہ آیت بھی اس کے قریب اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادب اور برتاؤ کا معاملہ اس آیت میں بھی ابتدائی آیت کی طرح سکھایا گیا ہے' اس مناسبت سے یہ یہاں ذکر کی گئی ہے۔



سورة ق

(رَجْعٌ بَعِيدٌ) رَدٌّ (فُرُوجٍ) فُتُوقٍ وَاحِدُهَا فَرْجٌ ، وَرِيدُهُ فِي حَلْقِهِ ، الْحَبْلُ حَبْلُ الْعَاتِقِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ (مَا تَنْقُصُ الْأَرْضُ) مِنْ عِظَامِهِمْ ، (تَبْصِرَةً) بَصِيرَةً (حَبَّ الْحَصِيدِ) الْحِنْطَةُ (بَاسِقَاتٍ) الطِّوَالُ (أَفَعَيِينَا) أَفَأَعْيَا عَلَيْنَا (وَقَالَ قَرِينُهُ) الشَّيْطَانُ الَّذِي قُيِّضَ لَهُ (فَنَقَّبُوا) ضَرَبُوا (أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ) لَا يُحَدِّثُ نَفْسَهُ بِغَيْرِهِ حِينَ أَنْشَأَكُمْ وَأَنْشَأَ خَلْقَكُمْ (رَقِيبٌ عَتِيدٌ) رَصَدٌ (سَائِقٌ وَشَهِيدٌ) الْمَلَكَانِ كَاتِبٌ وَشَهِيدٌ (شَهِيدٌ) شَاهِدٌ بِالْقَلْبِ (لُغُوبٍ) النَّصَبُ وَقَالَ غَيْرُهُ (نَضِيدٌ) الْكُفُرَّى مَا دَامَ فِي أَكْمَامِهِ ، وَمَعْنَاهُ مَنْضُودٌ بَعْضُهُ عَلَى بَعْضٍ ، فَإِذَا خَرَجَ مِنْ أَكْمَامِهِ فَلَيْسَ بِنَضِيدٍ فِي أَدْبَارِ النُّجُومِ وَأَدْبَارِ السُّجُودِ ، كَانَ عَاصِمٌ يَفْتَحُ الَّتِي فِي ق وَيَكْسِرُ الَّتِي فِي الطُّورِ ، وَيُكْسَرَانِ جَمِيعًا وَيُنْصَبَانِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَوْمَ الْخُرُوجِ يَخْرُجُونَ مِنَ الْقُبُورِ

"رجع بعید" ای رد "فروج" ای فتوق اس کا واحد فرج ہے "من حبل الورید" یعنی رگ گردن۔ مجاہد نے فرمایا کہ "ماتنقص الارض" سے مراد ان کی ہڈیاں ہیں جنہیں مٹی کم کرتی ہے "تبصرۃ" ای بصیرۃ "حب الحصید" بمعنی گیہوں ہے "باسقات" ای الطوال "افعیینا" یعنی کیا جب ہم نے تمہیں پیدا کیا تو ہم اس سے عاجز تھے "قال قرینہ" میں قرین سے مراد شیطان ہے جو اس کے ساتھ ساتھ رہتا ہے "فنقبوا" ای ضربوا "او القی السمع" یعنی اس کی طرف کان لگائے ہوئے ہیں اس کے سوا کسی چیز کی طرف توجہ نہیں "رقیب عتید" ای رصد "سائق و شهید" دو فرشتے ہیں ایک کاتب ہے اور دوسرا گواہ "شہید" دل سے گواہی دینے والا "لغوب" ای النصب غیر مجاہد نے کہا کہ "نضید" بمعنی شگوفہ جب تک وہ اپنے غلاف میں ہے منضود کے معنی میں ہے یعنی تہ بتہ جب شگوفہ اپنے غلاف سے باہر آ جائے پھر اسے "نضید" نہیں کہیں گے "فی ادبار السجود" (سورہ طور میں) اور "ادبار السجود" (اس سورۃ میں) عاصم سورۃ ق (زیر تفسیر) میں "ادبار" کے ہمزہ پر فتحہ پڑھتے تھے۔ اور سورۃ الطور میں کسرہ پڑھتے تھے دونوں سورتوں میں کسرہ اور فتحہ پڑھ سکتے ہیں ابن عباسؓ نے فرمایا کہ "یوم الخروج" یعنی حشر کے لیے قبروں سے نکلیں گے۔

باب قوله وَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا حَرَمِيٌّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رضى الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ يُلْقَى فِي النَّارِ وَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ حَتَّى يَضَعَ قَدَمَهُ فَتَقُولُ قَطْ قَطْ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن ابی الاسود نے حدیث بیان کی ان سے حرمی نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے حدیث

بیان کی ان سے قتادہ نے اور ان سے انس ؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنم میں (جو اس کے مستحق ہونگے) انہیں ڈالا جائے گا اور وہ کہے گی کہ کچھ اور بھی ہے؟ یہاں تک کہ اللہ رب العزت اپنا قدم اس پر رکھیں گے اور وہ کہے گی کہ بس بس۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا أَبُو سُفْيَانَ الْحِمْيَرِيُّ سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ وَأَكْثَرُ مَا كَانَ يُوقِفُهُ أَبُو سُفْيَانَ يُقَالُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأْتِ وَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ فَيَضَعُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَدَمَهُ عَلَيْهَا فَتَقُولُ قَطِ قَطِ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن موسی قطان نے حدیث بیان کی ان سے ابوسفیان حمیری سعید بن یحییٰ بن مہدی نے حدیث بیان کی ان سے عوف نے ان سے محمد نے اور ان سے ابوہریرہؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے ابوسفیان حمیری اکثر اس حدیث کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ کے بغیر ذکر کرتے تھے کہ جہنم سے پوچھا جائے گا تو بھر بھی گئی؟ اور وہ کہے گی کہ کچھ اور بھی ہے؟ پھر رب تبارک وتعالیٰ اپنا قدم اس پر رکھیں گے اور وہ کہے گی کہ بس بس۔

تشریح حدیث

سند میں محمد سے محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ مراد ہیں وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں: "واکثر ما کان یوقفه ابو سفیان" یہ قول امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ محمد بن موسیٰ القطان کا ہے۔ وہ فرماتے ہیں یہ حدیث مرفوعاً بھی مروی ہے لیکن ہمارے شیخ ابوسفیان اکثر اس کو موقوفاً نقل کرتے تھے۔

فیضع الرّبُّ تبارک و تعالیٰ قدمه علیها

یہاں اللہ تعالیٰ کے لیے قدم ثابت کیا گیا ہے قدم سے کیا مراد ہے؟

اکثر متقدمین حضرات کہتے ہیں کہ قرآن وحدیث میں واقع اس طرح کے مواقع میں تفویض وتسلیم ہی اولیٰ ہے۔ البتہ کئی متاخرین حضرات نے اس قسم کے مواقع میں تاویل کا طریقہ اختیار کیا ہے۔ چنانچہ یہاں بھی "قدم" کی مختلف تاویلیں کی گئی ہیں۔

۱۔ بعض حضرات نے کہا کہ دراصل یہ "اذلال" سے کنایہ ہے کہ دوزخ کا طغیان جب بڑھ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے ذلیل کریں گے۔ اس اذلال کو "وضع قدم" سے تعبیر کیا ہے۔ جیسا کہ محاورہ میں کہتے ہیں "وضعت فلانا تحت قدمی" اور مطلب یہ ہوا کرتا ہے کہ میں نے اس کو ذلیل کیا قدم کے حقیقی معنی اس میں مراد نہیں ہوتے۔

۲۔ بعض حضرات نے کہا کہ قدم ایک خاص مخلوق کا نام ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے جہنم میں بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے۔ جب جہنم "هل من مزيد" کا مطالبہ کرے گی تو اس وقت اس کو جہنم میں داخل کیا جائے گا۔ تب اس کا جوش ختم ہو جائے گا۔

۳۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ قدم سے مراد جہنم میں سب سے آخر میں داخل ہونے والی جماعت ہے کیونکہ قدم انسانی جسم کا آخری عضو ہے۔ اس صورت میں معنی ہوں گے "حتی يضع الله في النار اخر اهلها"

۴۔ داؤدی نے کہا کہ قدم سے یہاں "قدم صدق" مراد ہے اور وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت یعنی مقام محمود کی طرف اشارہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش

سے وہ تمام لوگ جہنم سے نکل جائیں گے جن کے دل میں تھوڑا بہت ایمان تھا اور اس کے ساتھ ساتھ جہنم کی طغیانی بھی ختم ہو جائے گی اور وہ مزید کا مطالبہ ترک کر دے گی۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم تَحَاجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَقَالَتِ النَّارُ أُوثِرْتُ بِالْمُتَكَبِّرِينَ وَالْمُتَجَبِّرِينَ وَقَالَتِ الْجَنَّةُ مَا لِي لاَ يَدْخُلُنِي إِلاَّ ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَسَقَطُهُمْ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لِلْجَنَّةِ أَنْتِ رَحْمَتِي أَرْحَمُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ مِنْ عِبَادِي وَقَالَ لِلنَّارِ إِنَّمَا أَنْتِ عَذَابٌ أُعَذِّبُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ مِنْ عِبَادِي وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا مِلْؤُهَا ، فَأَمَّا النَّارُ فَلاَ تَمْتَلِئُ حَتّٰى يَضَعَ رِجْلَهُ فَتَقُولُ قَطٍ قَطٍ قَطٍ فَهُنَالِكَ تَمْتَلِئُ وَيُزْوٰى بَعْضُهَا إِلٰى بَعْضٍ ، وَلاَ يَظْلِمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ خَلْقِهِ أَحَدًا ، وَأَمَّا الْجَنَّةُ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُنْشِئُ لَهَا خَلْقًا

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن محمد نے حدیث بیان کی ان سے عبدالرزاق نے حدیث بیان کی انہیں معمر نے خبر دی انہیں ہمام نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت اور دوزخ نے بحث کی دوزخ نے کہا میں متکبروں اور ظالموں کے لیے خاص کی گئی ہوں، جنت نے کہا مجھے کیا ہوا کہ میرے اندر صرف کمزور کم رتبہ (دنیوی اعتبار سے) لوگ داخل ہوں گے اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت سے کہا کہ تو میری رحمت ہے تیرے ذریعہ میں اپنے بندوں میں جس پر چاہوں رحم کروں اور دوزخ سے کہا کہ تو عذاب ہے۔ تیرے ذریعہ میں اپنے بندوں میں سے جسے چاہوں عذاب دوں جنت اور دوزخ دونوں بھریں گی دوزخ تو اس وقت تک نہیں بھرے گی جب تک اللہ رب العزت اپنا قدم اس پر نہیں رکھ دیں گے اس وقت وہ بولے گی کہ بس بس اور اس وقت بھر جائے گی اور اس کا بعض حصہ بعض دوسرے حصے پر چڑھ جائے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں کسی پر بھی ظلم نہیں کرے گا اور جنت کے لیے اللہ تعالیٰ ایک مخلوق پیدا کرے گا۔

باب قوله وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ جَرِيرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا لَيْلَةً مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَنَظَرَ إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ أَرْبَعَ عَشْرَةَ فَقَالَ إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا ، لاَ تُضَامُونَ فِي رُؤْيَتِهِ ، فَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لاَ تُغْلَبُوا عَلٰى صَلاَةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا فَافْعَلُوا ثُمَّ قَرَأَ (وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ)

ترجمہ۔ ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے حدیث بیان کی ان سے جریر نے ان سے اسماعیل نے ان سے قیس بن ابی حازم نے اور ان سے جریر بن عبداللہؓ نے بیان کیا کہ ہم ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے چودھویں رات تھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کی طرف دیکھا اور پھر فرمایا کہ یقیناً تم اپنے رب کو اسی طرح دیکھو گے جس طرح اس چاند کو دیکھ رہے ہو اس کی رویت میں تم دھکا پیل نہیں کرو گے بلکہ بڑے اطمینان سے ایک دوسرے کو دھکا دیئے بغیر دیکھو گے اس لیے اگر تمہارے لیے ممکن ہو تو سورج نکلنے اور ڈوبنے سے پہلے نماز نہ چھوڑو پھر آپ نے آیت اور اپنے رب کی حمد و تسبیح کرتے رہیے آفتاب نکلنے سے پہلے اور چھپنے سے پہلے کی تلاوت کی۔

حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَمَرَهُ أَنْ يُسَبِّحَ فِي أَدْبَارِ الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا يَعْنِي قَوْلَهُ (وَأَدْبَارَ السُّجُودِ)

ترجمہ ہم سے آدم نے حدیث بیان کی ان سے ورقاء نے حدیث بیان کی اور ان سے ابن ابی نجیح نے ان سے مجاہد نے بیان کیا کہ ابن عباسؓ نے انہیں تمام نمازوں کے بعد تسبیح پڑھنے کا حکم دیا تھا آپ کا مقصد اللہ تعالی کے ارشاد وادبار السجود کی تشریح کرنا تھا۔

سورة وَالذّٰرِيَاتِ

قَالَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ الرِّيَاحُ وَقَالَ غَيْرُهُ تَذْرُوهُ تُفَرِّقُهُ (وَفِي أَنْفُسِكُمْ) تَأْكُلُ وَتَشْرَبُ فِي مَدْخَلٍ وَاحِدٍ وَيَخْرُجُ مِنْ مَوْضِعَيْنِ (فَرَاغَ) فَرَجَعَ (فَصَكَّتْ) فَجَمَعَتْ أَصَابِعَهَا فَضَرَبَتْ جَبْهَتَهَا وَالرَّمِيمُ نَبَاتُ الْأَرْضِ إِذَا يَبِسَ وَدِيسَ (لَمُوسِعُونَ) أَيْ لَذُو سَعَةٍ، وَكَذٰلِكَ (عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ) يَعْنِي الْقَوِيَّ (زَوْجَيْنِ) الذَّكَرَ وَالْأُنْثَى، وَاخْتِلَافُ الْأَلْوَانِ حُلْوٌ وَحَامِضٌ فَهُمَا زَوْجَانِ (فَفِرُّوا إِلَى اللّٰهِ) مِنَ اللّٰهِ إِلَيْهِ (إِلَّا لِيَعْبُدُونِ) مَا خَلَقْتُ أَهْلَ السَّعَادَةِ مِنْ أَهْلِ الْفَرِيقَيْنِ إِلَّا لِيُوَحِّدُونِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ خَلَقَهُمْ لِيَفْعَلُوا، فَفَعَلَ بَعْضٌ وَتَرَكَ بَعْضٌ، وَلَيْسَ فِيهِ حُجَّةٌ لِأَهْلِ الْقَدَرِ، وَالذَّنُوبُ الدَّلْوُ الْعَظِيمُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ (صَرَّةٍ) صَيْحَةٍ (ذَنُوبًا) سَبِيلًا الْعَقِيمُ الَّتِي لَا تَلِدُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَالْحُبُكُ اسْتِوَاؤُهَا وَحُسْنُهَا (فِي غَمْرَةٍ) فِي ضَلَالَتِهِمْ يَتَمَادَوْنَ وَقَالَ غَيْرُهُ تَوَاصَوْا تَوَاطَئُوا وَقَالَ (مُسَوَّمَةً) مُعَلَّمَةً مِنَ السِّيمَا

علی علیہ السلام نے فرمایا کہ " الذاریات " ہوائیں ہیں ان کے غیر نے کہا کہ "تذروہ" ای تفرقہ " و فی انفسکم افلا تبصرون " یعنی خود تمہاری ذات میں نشانیاں ہیں کیا تم نہیں دیکھتے کہ کھانا پینا ایک راستے سے ہوتا ہے لیکن وہ فضلہ بن کر دوسرے راستے سے نکلتا ہے " فراغ " اے فرجع " فصکت " یعنی مٹھی باندھ کر اپنے ماتھے پر ہاتھ مارا " الرمیم " زمین کی ہریالی جب خشک ہو جاتی ہے اور روندی جائے " لموسعون " ای لذو سعۃ۔ اللہ تعالی کے ارشاد " علی الموسع قدرہ " میں بھی یہی معنی ہیں یعنی قوی " زوجین " یعنی نر و مادہ یہی صورت رنگوں کے اختلاف اور میٹھے اور کھٹے ہونے میں ہے کہ یہ بھی زوج کہے جا سکتے ہیں " ففروا الی اللہ " یعنی اللہ کی معصیت سے اس کی اطاعت کی طرف بھاگ کر آؤ " الا لیعبدون " یعنی جن وانس میں جتنی بھی سعید روحیں ہیں انہیں میں نے صرف اپنی توحید پرستی کیلئے پیدا کیا ہے بعض حضرات نے اس کا مفہوم یہ لیا ہے کہ اللہ تعالی نے پیدا تو سب کو اسی مقصد سے کیا تھا کہ وہ اللہ کی توحید کو مانیں لیکن بعض نے مانا اور بعض نے نہیں مانا معتزلہ کے لیے اس میں کوئی دلیل نہیں ہے " الذنوب " بڑا ڈول مجاہد نے فرمایا کہ " ذنوبا " یعنی راستہ ہے مجاہد نے فرمایا کہ " صرۃ " ای صیحۃ " العقیم " جس کے بچہ نہ پیدا ہو ابن عباسؓ نے فرمایا کہ " الحبک " سے مراد آسمان کا برابر ہونا اور اس کا حسن ہے " فی غمرۃ " یعنی اپنی گمراہی میں بڑھتے جاتے ہیں غیر ابن عباس نے کہا " تواصوا " ای تواطوا غیر ابن عباسؓ نے کہا " مسومۃ " یعنی نشان لگا ہوا سیما سے مشتق ہے۔

قال علی علیه السلام: الذاریات الرِّیاح

ذاریات "ذاریۃ" کی جمع ہے یعنی بکھیرنے والی اُڑانے والی۔

بخاری کے نسخوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام کے ساتھ اس مقام پر "علیہ السلام" لکھا ہے یہ معنی کے لحاظ سے اگرچہ درست ہے لیکن یہ جملہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے استعمال نہیں کیا جاتا بلکہ انبیاء علیہم السلام کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ لہٰذا کسی ایک صحابی کے نام کے ساتھ "علیہ السلام" لگانا اور باقیوں کے نام کے ساتھ "رضی اللہ عنہ" لگانا مناسب نہیں کہ سب صحابہ رضی اللہ عنہم میں مساوات ہونی چاہیے ورنہ تو حضرات شیخین اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس کے زیادہ مستحق ہیں۔

بیروت اور مصر وغیرہ میں جو کتابیں چھپتی ہیں ان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ناموں کے ساتھ رضی اللہ کے بجائے علیہ السلام ہوتا ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ طباعت کے اداروں پر شیعوں کا تسلط ہے اور وہ باقاعدہ منصوبہ بندی سے کام کرتے ہیں لیکن اس مقام پر یہ لفظ بخاری کے قدیم نسخوں میں بھی ہے۔ بہرحال جمہور کا مسلک یہی ہے کہ غیر نبی کے لیے "علیہ السلام" کہنا درست نہیں ہے۔

البتہ حضرت حوا علیہا السلام اور حضرت مریم علیہا السلام اس سے مستثنیٰ ہیں۔

سورة وَالطُّورِ

وَقَالَ قَتَادَةُ (مَسْطُورٍ) مَكْتُوبٍ وَقَالَ مُجَاهِدٌ الطُّورُ الْجَبَلُ بِالسُّرْيَانِيَّةِ (رَقٍّ مَنْشُورٍ) صَحِيفَةٍ (وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوعِ) سَمَاءٌ (الْمَسْجُورِ) الْمُوقَدِ وَقَالَ الْحَسَنُ تُسْجَرُ حَتَّى يَذْهَبَ مَاؤُهَا فَلَا يَبْقَى فِيهَا قَطْرَةٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ (أَلَتْنَاهُمْ) نَقَصْنَا وَقَالَ غَيْرُهُ (تَمُورُ) تَدُورُ (أَحْلَامُهُمْ) الْعُقُولُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (الْبَرُّ) اللَّطِيفُ (كِسْفًا) قِطَعًا الْمَنُونُ الْمَوْتُ وَقَالَ غَيْرُهُ (يَتَنَازَعُونَ) يَتَعَاطَوْنَ

قتادہ نے فرمایا کہ "مسطور" بمعنی مکتوب ہے۔ مجاہد نے فرمایا "الطور" سریانی زبان میں پہاڑ کے معنی میں ہے "رق منشور" یعنی صحیفہ "السقف المرفوع" یعنی آسمان "المسجور" ای الموقد حسن نے فرمایا کہ سمندر میں اتنا جوش اور طغیانی آئے گی کہ اس کا سارا پانی جاتا رہے گا اور اس میں ایک قطرہ بھی باقی نہ رہے گا مجاہد نے فرمایا کہ "التناهم" ای نقصنا غیر مجاہد نے کہا کہ "تمور" ای تدور "احلامهم" ای العقول ابن عباس نے فرمایا کہ "البر" ای اللطیف "کسفا" ای قطعا "المنون" ای الموت ان کے غیر نے کہا یتنازعون ای یتعاطون۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ

أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ شَكَوْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم أَنِّي أَشْتَكِي فَقَالَ طُوفِي مِنْ وَرَاءِ النَّاسِ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ فَطُفْتُ وَرَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يُصَلِّي إِلَى جَنْبِ الْبَيْتِ يَقْرَأُ بِالطُّورِ وَكِتَابٍ مَسْطُورٍ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا انہیں مالک نے خبر دی انہیں محمد بن عبدالرحمٰن بن نوفل نے انہیں عروہ نے انہیں زینب بنت ابی سلمہ نے اور ان سے ام المؤمنین ام سلمہؓ نے بیان کیا کہ (حج کے موقعہ پر) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میں بیمار ہوں آپ نے فرمایا کہ پھر سواری پر بیٹھ کر لوگوں کے پیچھے سے طواف کرلو چنانچہ میں نے طواف کیا اور آنحضور اس وقت خانہ کعبہ کے پہلو میں نماز پڑھ رہے تھے اور سورہ "والطور و کتاب مسطور" کی تلاوت کر رہے تھے۔

حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثُونِي عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ رضي الله عنه قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّورِ فَلَمَّا بَلَغَ هَذِهِ الآيَةَ (أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ * أَمْ خَلَقُوا السَّمَوَاتِ وَالأَرْضَ بَلْ لاَ يُوقِنُونَ * أَمْ عِنْدَهُمْ خَزَائِنُ رَبِّكَ أَمْ هُمُ الْمُسَيْطِرُونَ) كَادَ قَلْبِي أَنْ يَطِيرَ قَالَ سُفْيَانُ فَأَمَّا أَنَا فَإِنَّمَا سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّورِ لَمْ أَسْمَعْهُ زَادَ الَّذِي قَالُوا لِي

ترجمہ۔ ہم سے حمیدی نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے میرے اصحاب نے زہری کے واسطے سے حدیث بیان کی ان سے محمد بن جبیر بن مطعم نے اور ان سے ان کے والد جبیر بن مطعمؓ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ مغرب کی نماز میں سورہ "والطور" پڑھ رہے تھے جب آپ اس آیت پر پہنچے "کیا یہ لوگ بغیر کسی کے پیدا کیے پیدا ہوگئے یا یہ خود (اپنے) خالق ہیں؟ یا انہوں نے آسمان اور زمین کو پیدا کرلیا ہے اصل یہ ہے کہ ان میں یقین ہی نہیں کیا ان لوگوں کے پاس آپ کے پروردگار کے خزانے ہیں یا یہ لوگ حاکم (مجاز) ہیں" تو میرا دل اڑنے لگا سفیان نے بیان کیا لیکن میں نے زہری سے سنا ہے وہ محمد بن جبیر بن مطعم کے حوالہ سے حدیث بیان کرتے تھے ان سے ان کے والد (جبیر بن مطعمؓ) نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مغرب میں سورہ "والطور" پڑھتے سنا (سفیان نے کہا کہ) میرے اصحاب نے اس کے بعد جو اضافہ کیا ہے وہ میں نے براہ راست زہری سے نہیں سنا۔

سورة وَالنَّجْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ (ذُو مِرَّةٍ) ذُو قُوَّةٍ (قَابَ قَوْسَيْنِ) حَيْثُ الْوَتَرُ مِنَ الْقَوْسِ (ضِيزَى) عَوْجَاءُ (وَأَكْدَى) قَطَعَ عَطَاءَهُ (رَبُّ الشِّعْرَى) هُوَ مِرْزَمُ الْجَوْزَاءِ (الَّذِي وَفَّى) وَفَّى مَا فُرِضَ عَلَيْهِ (أَزِفَتِ الآزِفَةُ) اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ (سَامِدُونَ) الْبَرْطَمَةُ وَقَالَ عِكْرِمَةُ يَتَغَنَّوْنَ بِالْحِمْيَرِيَّةِ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ (أَفَتُمَارُونَهُ) أَفَتُجَادِلُونَهُ ، وَمَنْ قَرَأَ أَفَتَمْرُونَهُ يَعْنِي أَفَتَجْحَدُونَهُ (مَا زَاغَ الْبَصَرُ) بَصَرُ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم (وَمَا طَغَى) وَلاَ جَاوَزَ مَا رَأَى (فَتَمَارَوْا) كَذَّبُوا وَقَالَ الْحَسَنُ (إِذَا هَوَى) غَابَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (أَغْنَى وَأَقْنَى) أَعْطَى فَأَرْضَى

مجاہد نے کہا کہ "ذو مرۃ" ای ذو قوۃ "قاب قوسین" یعنی کمان کی تانت جتنا فاصلہ "ضیزی" ای عوجاء "اکدی" یعنی دیا بند کر دیا "رب الشعری" (میں الشعریٰ سے مراد) "مرزم الجوزا" (پرانی ستارا) ہے "الذی وفی" یعنی جوان پر فرض تھا اسے پورا کیا "ازفت الآزفۃ" ای اقتربت الساعۃ "سامدون" سے مراد برطمہ (ایک کھیل) ہے عکرمہ نے فرمایا کہ حمیری زبان میں "گانے" کے معنی میں ہے ابراہیم نے فرمایا "افتمارونہ" ای افتجادلونہ۔ جن حضرات نے اسے "افتمرونہ" پڑھا ہے ان کے یہاں "افتجحدونہ" کے معنی میں ہے "ما زاغ البصر" ای بصر محمد صلی اللہ علیہ وسلم "وما طغی" ای لا جاوز مارای "فتماروا" ای کذبوا حسن نے فرمایا "اذا ھوی" غاب ابن عباسؓ نے فرمایا کہ "اغنیٰ و اقنی" یعنی دیا اور خوش کر دیا۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ رضی اللہ عنها يَا أُمَّتَاهُ هَلْ رَأَى مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم رَبَّهُ فَقَالَتْ لَقَدْ قَفَّ شَعْرِي مِمَّا قُلْتَ ، أَيْنَ أَنْتَ مِنْ ثَلَاثٍ مَنْ حَدَّثَكَهُنَّ فَقَدْ كَذَبَ ، مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ وسلم رَأَى رَبَّهُ فَقَدْ كَذَبَ ثُمَّ قَرَأَتْ (لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ) (وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ) وَمَنْ حَدَّثَكَ أَنَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ فَقَدْ كَذَبَ ثُمَّ قَرَأَتْ (وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا) وَمَنْ حَدَّثَكَ أَنَّهُ كَتَمَ فَقَدْ كَذَبَ ثُمَّ قَرَأَتْ (يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ) الْآيَةَ ، وَلَكِنَّهُ رَأَى جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي صُورَتِهِ مَرَّتَيْنِ

ہم سے یحییٰ نے حدیث بیان کی ان سے وکیع نے حدیث بیان کی ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے ان سے عامر نے اور ان سے مسروق نے بیان کیا کہ میں نے عائشہؓ سے پوچھا ام المومنین کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا تھا؟ عائشہؓ نے فرمایا تم نے ایسی بات کہی کہ میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے کیا تم ان تین باتوں سے بھی بے خبر ہو؟ جو شخص بھی تم سے یہ تین باتیں بیان کرے وہ جھوٹا ہے جو شخص یہ کہتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا وہ جھوٹا ہے پھر آپ نے آیت "لا تدرکہ الابصار۔۔۔تا من وراء حجاب" کی تلاوت کی (فرمایا کہ) کسی انسان کے لیے ممکن نہیں کہ اللہ اس سے بات کرے سوا اس کے کہ وحی کے ذریعہ ہو یا پھر پردے کے پیچھے سے ہو۔ اور جو شخص تم سے کہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم آنے والے کل کی بات جانتے تھے وہ جھوٹا ہے اس کے لیے آپ نے آیت اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کل کیا کرے گا کی تلاوت کی اور جو شخص تم سے کہے کہ آنحضور نے تبلیغ دین میں کوئی بات چھپائی تھی وہ جھوٹا ہے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی "اے رسول پہنچا دیجئے وہ سب کچھ جو آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نازل کیا گیا ہے" ہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام کو ان کی اصلی صورت میں دو مرتبہ دیکھا تھا۔

باب قوله فكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى

حَيْثُ الْوَتَرُ مِنَ الْقَوْسِ

حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ زِرًّا عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ﴿ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى * فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى ﴾ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ مَسْعُودٍ أَنَّهُ رَأَى جِبْرِيلَ لَهُ سِتُّمِائَةِ جَنَاحٍ

ترجمہ۔ ہم سے ابو النعمان نے حدیث بیان کی ان سے عبدالواحد نے حدیث بیان کی ان سے شیبانی نے حدیث بیان کی کہا کہ میں نے زر سے سنا اور انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے آیت ''سو دو کمانوں کا فاصلہ رہ گیا بلکہ اور بھی کم پھر اللہ نے اپنے بندہ پر وحی نازل کی جو کچھ بھی نازل کیا کے متعلق بیان کیا کہ ہم سے ابن مسعودؓ نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام کو (آپ کی اصلی صورت میں) دیکھا آپ کے چھ سو بازو تھے۔

باب قَوْلِهِ فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى

حَدَّثَنَا طَلْقُ بْنُ غَنَّامٍ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ قَالَ سَأَلْتُ زِرًّا عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى * فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى ﴾ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَنَّ مُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ وسلم رَأَى جِبْرِيلَ لَهُ سِتُّمِائَةِ جَنَاحٍ

ترجمہ۔ ہم سے طلق بن غنام نے حدیث بیان کی ان سے زائدہ نے حدیث بیان کی ان سے شیبانی نے بیان کیا کہ میں نے زر سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد ''سو دو کمانوں کا فاصلہ رہ گیا بلکہ اور بھی کم پھر اللہ نے اپنے بندہ پر وحی نازل کی جو کچھ بھی نازل کیا کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ ہمیں عبداللہ بن مسعود نے خبر دی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا تھا آپ کے چھ سو بازو تھے۔

باب قوله لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى

حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رضی اللہ عنہ ﴿ لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى ﴾ قَالَ رَأَى رَفْرَفًا أَخْضَرَ قَدْ سَدَّ الْأُفُقَ

ترجمہ۔ ہم سے قبیصہ نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی ان سے اعمش نے ان سے ابراہیم نے ان سے علقمہ نے اور ان سے عبداللہ بن مسعودؓ نے آیت آپ نے اپنے رب کی عظیم نشانیاں دیکھیں کے متعلق فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رفرف کو دیکھا جو سبز تھا اور افق پر محیط تھا۔

باب قوله أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّى

حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْهَبِ حَدَّثَنَا أَبُو الْجَوْزَاءِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما فِي قَوْلِهِ ﴿ اللَّاتَ وَالْعُزَّى ﴾ كَانَ اللَّاتُ رَجُلًا يَلُتُّ سَوِيقَ الْحَاجِّ

ترجمہ۔ ہم سے مسلم نے حدیث بیان کی ان سے ابو الاشہب نے حدیث بیان کی ان سے ابو الجوزاء نے حدیث بیان کی اور ان سے ابن عباسؓ نے کہ ''لات'' اس شخص کو کہتے تھے جو حاجیوں کے ستو گھولتا تھا۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِي حَلِفِهِ وَاللَّاتِ وَالْعُزَّى

فَلْيَقُلْ لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ تَعَالَ أُقَامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن محمد نے حدیث بیان کی انہیں ہشام بن یوسف نے خبر دی انہیں معمر نے خبر دی انہیں زہری نے انہیں حمید بن عبدالرحمٰن نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قسم کھائے اور کہے کہ قسم ہے لات اور عزیٰ کی تو اسے فوراً (مکافات کے لیے) کہنا چاہیے کہ "اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں (لا الٰہ الا اللہ) اور جو شخص اپنے ساتھی سے یہ کہے کہ آؤ جوا کھیلیں اسے فوراً صدقہ دینا چاہیے۔

باب قوله وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الأُخْرَى

حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ سَمِعْتُ عُرْوَةَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ رضی الله عنها فَقَالَتْ إِنَّمَا كَانَ مَنْ أَهَلَّ بِمَنَاةَ الطَّاغِيَةِ الَّتِي بِالْمُشَلَّلِ لاَ يَطُوفُونَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى (إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ) فَطَافَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم وَالْمُسْلِمُونَ قَالَ سُفْيَانُ مَنَاةُ بِالْمُشَلَّلِ مِنْ قُدَيْدٍ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ نَزَلَتْ فِي الأَنْصَارِ كَانُوا هُمْ وَغَسَّانُ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمُوا يُهِلُّونَ لِمَنَاةَ مِثْلَهُ وَقَالَ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ كَانَ رِجَالٌ مِنَ الأَنْصَارِ مِمَّنْ كَانَ يُهِلُّ لِمَنَاةَ وَمَنَاةُ صَنَمٌ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ قَالُوا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ كُنَّا لاَ نَطُوفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ تَعْظِيمًا لِمَنَاةَ نَحْوَهُ

ترجمہ۔ ہم سے حمیدی نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی۔ ان سے زہری نے حدیث بیان کی انہوں نے عروہ سے سنا انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عائشہؓ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ جو لوگ "منات" بت کے نام پر احرام باندھتے تھے جو مقام مشلل میں تھا وہ صفا اور مروہ کے درمیان (حج وعمرہ میں) آمد ورفت نہیں کرتے تھے اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت نازل کی "بیشک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں" چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا طواف کیا اور مسلمانوں نے بھی سفیان نے فرمایا کہ مناۃ مقام قدید پر مشلل میں تھا اور عبدالرحمٰن بن خالد نے بیان کیا کہ ان سے ابن شہاب نے ان سے عروہ نے بیان کیا اور ان سے عائشہؓ نے فرمایا کہ یہ آیت انصار کے بارے میں نازل ہوئی تھی اسلام سے پہلے انصار اور قبیلہ غسان کے لوگ منات کے نام پر احرام باندھتے تھے سابقہ حدیث کی طرح اور معمر نے زہری کے واسطے سے بیان کیا ان سے عروہ نے ان سے عائشہؓ نے کہ قبیلہ انصار کے کچھ لوگ منات کے نام کا احرام باندھتے تھے منات ایک بت تھا جو مکہ اور مدینہ کے درمیان رکھا ہوا تھا (اسلام کے بعد) ان لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم منات کی تعظیم کی وجہ سے صفا اور مروہ کے درمیان آمد ورفت (سعی) نہیں کیا کرتے تھے۔

باب قوله فَاسْجُدُوا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوا

حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما قَالَ سَجَدَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم بِالنَّجْمِ وَسَجَدَ مَعَهُ الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ وَالْجِنُّ وَالإِنْسُ تَابَعَهُ ابْنُ طَهْمَانَ عَنْ أَيُّوبَ وَلَمْ يَذْكُرِ ابْنُ عُلَيَّةَ ابْنَ عَبَّاسٍ

ترجمہ۔ہم سے ابو معمر نے حدیث بیان کی ان سے عبدالوارث نے حدیث بیان کی ان سے ایوب نے حدیث بیان کی ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ النجم میں سجدہ کیا اور آپ کے ساتھ مسلمانوں نے اور تمام جن وانس نے سجدہ کیا اس روایت کی متابعت ابن طہمان نے ایوب کے واسطہ سے کی تھی ابن علیہ نے (ایوب کے واسطہ سے) ابن عباسؓ کا ذکر روایت میں نہیں کیا۔

← حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ أَخْبَرَنِي أَبُو أَحْمَدَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رضی الله عنه قَالَ أَوَّلُ سُورَةٍ أُنْزِلَتْ فِيهَا سَجْدَةٌ (وَالنَّجْمِ) قَالَ فَسَجَدَ رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم وَسَجَدَ مَنْ خَلْفَهُ، إِلَّا رَجُلًا رَأَيْتُهُ أَخَذَ كَفًّا مِنْ تُرَابٍ فَسَجَدَ عَلَيْهِ، فَرَأَيْتُهُ بَعْدَ ذَلِكَ قُتِلَ كَافِرًا، وَهُوَ أُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ

ترجمہ۔ہم سے نصر بن علی نے حدیث بیان کی انہیں ابو احمد نے خبر دی ان سے اسرائیل نے حدیث بیان کی ان سے ابو اسحاق نے ان سے اسود بن یزید نے اور ان سے عبداللہ بن مسعودؓ نے بیان کیا کہ سب سے پہلے نازل ہونے والی سورۃ سجدہ سورۃ النجم ہے پھر بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس کی تلاوت کے بعد) سجدہ کیا اور جتنے لوگ آپ کے پیچھے تھے سب نے آپ کے ساتھ سجدہ کیا (بلا تخصیص مسلم و کافر کے) سوا ایک شخص کے میں نے دیکھا کہ اس نے اپنی ہتھیلی میں مٹی اٹھائی اور اسی پر سجدہ کیا بعد میں (بدر کی لڑائی میں) میں نے اسے دیکھا کہ کفر کی حالت میں قتل کیا ہوا پڑا ہے وہ شخص امیہ بن خلف تھا۔

سورۃ اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ

قَالَ مُجَاهِدٌ (مُسْتَمِرٌّ) ذَاهِبٌ (مُزْدَجَرٌ) مُتَنَاهٍ (وَازْدُجِرَ) فَاسْتُطِيرَ جُنُونًا (دُسُرٍ) أَضْلَاعُ السَّفِينَةِ، (لِمَنْ كَانَ كُفِرَ) يَقُولُ كُفِرَ لَهُ جَزَاءً مِنَ اللَّهِ (مُحْتَضَرٌ) يَحْضُرُونَ الْمَاءَ وَقَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ (مُهْطِعِينَ) النَّسَلَانُ، الْخَبَبُ السِّرَاعُ وَقَالَ غَيْرُهُ (فَتَعَاطَى) فَعَاطَهَا بِيَدِهِ فَعَقَرَهَا (الْمُحْتَظِرِ) كَحِظَارٍ مِنَ الشَّجَرِ مُحْتَرِقٍ (ازْدُجِرَ) افْتُعِلَ مِنْ زَجَرْتُ (كُفِرَ) فَعَلْنَا بِهِ وَبِهِمْ مَا فَعَلْنَا جَزَاءً لِمَا صُنِعَ بِنُوحٍ وَأَصْحَابِهِ (مُسْتَقِرٌّ) عَذَابٌ حَقٌّ، يُقَالُ الْأَشَرُ الْمَرَحُ وَالتَّجَبُّرُ

مجاہد نے فرمایا کہ "مستمر" ای ذاہب "مزدجر" ای متناہ (فی الزجر) ازدجر ای استطیر جنونا "دسر" یعنی کشتی کی تختیاں "لمن کان کفر یعنی بوجہ اس کے کہ نوح علیہ السلام کا انکار کیا گیا تھا پس اللہ کی طرف سے بدلہ کے طور پر ان کی قوم کو عذاب اور نوح علیہ السلام اور مومنوں کو نجات دی گئی" محتضر "یعنی صالح علیہ السلام کی قوم کے لوگ پانی پر اپنی باری پر حاضر ہوا کریں گے ابن جبیر نے فرمایا کہ" مھطعین "ای النسلان" الخبب "ای السراع غیر ابن جبیر نے کہا کہ" فتعاطی "یعنی اونٹنی پر وار کیا اور اسے ذبح کر دیا" المحتظر "یعنی درختوں کی باڑ جو جل گئی ہو" ازدجر "زجرت سے افتعال کا صیغہ ہے" کفر "یعنی ہم نے نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کے ساتھ جو کچھ کیا وہ بدلہ تھا ان اعمال کا جو ان کی قوم نے ان کے اور ان کے مومن اصحاب کے ساتھ کیا تھا مستقر (ای عذاب حق الاشھر یعنی اترانا اور تکبر کرنا۔

باب قوله وَانْشَقَّ الْقَمَرُ وَإِنْ يَرَوْا آيَةً يُعْرِضُوا

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ وَسُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم فِرْقَتَيْنِ ، فِرْقَةٌ فَوْقَ الْجَبَلِ وَفِرْقَةٌ دُونَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم اشْهَدُوا

ترجمہ۔ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی ان سے یحییٰ نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ اور سفیان نے ان سے اعمش نے ان سے ابراہیم نے ان سے ابو معمر نے اور ان سے ابن مسعودؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں (مکہ میں آپ کے معجزہ کے طور پر) چاند دو ٹکڑے ہو گیا تھا۔ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر تھا اور دوسرا اس کے پیچھے چلا گیا تھا آنحضورؐ نے اسی موقعہ پر ہم سے فرمایا کہ گواہ رہنا۔

حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ وَنَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم فَصَارَ فِرْقَتَيْنِ ، فَقَالَ لَنَا اشْهَدُوا ، اشْهَدُوا

ترجمہ۔ہم سے علی نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی انہیں ابن نجیح نے خبر دی انہیں مجاہد نے انہیں ابو معمر نے اور ان سے عبداللہؓ نے بیان کیا کہ چاند شق ہو گیا اور اس وقت ہم بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے چنانچہ اس کے دو ٹکڑے ہو گئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ گواہ رہنا' گواہ رہنا۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي بَكْرٌ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ فِي زَمَانِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم

ترجمہ۔ہم سے یحییٰ بن بکیر نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے بکر نے حدیث بیان کی ان سے جعفر نے ان سے عراک بن مالک نے ان سے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے کہ ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چاند شق ہو گیا تھا۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رضی الله عنه قَالَ سَأَلَ أَهْلُ مَكَّةَ أَنْ يُرِيَهُمْ آيَةً فَأَرَاهُمُ انْشِقَاقَ الْقَمَرِ

ترجمہ۔ہم سے عبداللہ بن محمد نے حدیث بیان کی ان سے یونس بن محمد نے حدیث بیان کی ان سے شیبان نے حدیث بیان کی ان سے قتادہ نے اور ان سے انسؓ نے بیان کیا کہ مکہ والوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزہ دکھانے کا مطالبہ کیا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں چاند شق ہونے کا معجزہ دکھایا۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ فِرْقَتَيْنِ

ترجمہ۔ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی ان سے یحییٰ نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے ان سے قتادہ نے اور ان سے انسؓ نے بیان کیا کہ چاند دو ٹکڑوں میں شق ہو گیا تھا۔

یہاں انشقاق قمر کی روایتیں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ' حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کی گئی ہیں۔ابن مسعود رضی اللہ عنہ تو انشقاق قمر کا مشاہدہ کرنے والوں میں سے ہیں لیکن ابن عباس رضی اللہ عنہ ابھی پیدا بھی

نہیں ہوئے تھے کیونکہ یہ واقعہ ہجرت سے پانچ سال قبل کا ہے اور ابن عباسؓ اس وقت پیدا بھی نہیں ہوئے تھے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ اس وقت چار، پانچ سال کے بچے تھے اور مدینہ منورہ میں تھے، مکہ مکرمہ میں موجود نہیں تھے۔ غالباً انہوں نے باقی صحابہ سے سن کر یہ واقعہ بیان کیا ہے۔

ابونعیم نے "دلائل النبوة" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ ابوجہل، ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل اور نضر بن الحارث وغیرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے اور کہنے لگے کہ اگر آپ سچے ہیں تو چاند کو دو ٹکڑے کر دیجیے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اور چاند دو ٹکڑے ہوا۔

حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کا ثبوت تواتر سے ہے۔ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو متفق علیہ قرار دیا۔ بعض قدیم علماء کا خیال ہے کہ معجزہ شق القمر ابھی واقع نہیں ہوا یہ قرب قیامت میں واقع ہوگا۔

لیکن جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ انشقاق قمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں واقع ہو چکا ہے۔ جیسا کہ یہاں روایات میں ہے۔ باقی یہ کہنا کہ "شق القمر" اگر واقع ہوا ہوتا تو تاریخوں میں اس کا وجود کیوں نہیں؟ واضح رہے کہ یہ قصہ رات کا ہے، بعض ملکوں میں تو اس وقت اختلاف مطالع کی وجہ سے دن ہوگا اور بعض جگہ آدھی رات ہوگی۔ لوگ عموماً سوتے ہوں گے اور جہاں بیدار ہوں گے اور کھلے آسمان کے نیچے بیٹھے ہوں گے تو عادۃً یہ ضروری نہیں کہ سب آسمان کی طرف تک رہے ہوں۔ پھر یہ تھوڑی دیر کا تو قصہ تھا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بار بار چاند گرہن ہوتا ہے اور خاصی دیر رہتا ہے لیکن لاکھوں انسانوں کو خبر بھی نہیں ہوتی۔ بہرحال تاریخوں میں مذکور نہ ہونے سے اس کی تکذیب نہیں ہو سکتی۔

قدیم فلاسفہ چونکہ آسمان اور سیارات میں خرق والتیام کے قائل نہیں اس لیے وہ اس کا انکار کرتے ہیں۔ چنانچہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "وقد انکر جمهور الفلاسفة انشقاق القمر متمسكين بان الآيات العلوية لايتهيأ فيها الانخراق والالتيام" حضرت ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے زجاج کے حوالے سے ان کا جواب یہ دیا کہ قمر اور دیگر اجرام سماویہ اللہ جل شانہ کی مخلوق ہیں اور اللہ جل شانہ ان کی تخلیق کی طرح ان کے انشقاق اور ان میں انخراق والتیام پر بھی قادر ہیں۔

باب قوله تَجْرِي بِأَعْيُنِنَا جَزَاءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ وَلَقَدْ تَّرَكْنَاهَا آيَةً فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ

قَالَ قَتَادَةُ أَبْقَى اللّٰهُ سَفِينَةَ نُوحٍ حَتَّى أَدْرَكَهَا أَوَائِلُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ

قتادہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کی کشتی کو باقی رکھا اور اس امت (محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام) کے اسلاف نے اسے پایا۔

حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَقْرَأُ (فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ)

ترجمہ۔ ہم سے حفص بن عمر نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی ان سے ابواسحاق نے ان سے اسود نے اور ان سے عبداللہ بن مسعودؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم "فهل من مدكر" پڑھا کرتے تھے۔

باب قوله وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ

قَالَ مُجَاهِدٌ (يَسَّرْنَا) هَوَّنَّا قِرَاءَتَهُ "یسرنا" یعنی ہم نے اس کی قراءت آسان کردی۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رضی الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ (فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ)

ترجمہ۔ ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی ان سے یحییٰ نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے ان سے ابواسحاق نے ان سے اسود نے اوران سے عبداللہ بن مسعودؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فہل من مدکر پڑھا کرتے تھے (سو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟)۔

باب قوله أَعْجَازُ نَخْلٍ مُنْقَعِرٍ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ

حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا سَأَلَ الْأَسْوَدَ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ أَوْ مُذَّكِرٍ فَقَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ يَقْرَؤُهَا (فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ) قَالَ وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی الله علیه وسلم يَقْرَؤُهَا (فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ) دَالًا

ترجمہ۔ ہم سے ابونعیم نے حدیث بیان کی ان سے زہیر نے حدیث بیان کی ان سے ابواسحاق نے انہوں نے ایک شخص کو اسود سے پوچھتے سنا کہ آیت میں "فھل من مدکر" ہے یا "مذکر"؟ انہوں نے فرمایا کہ میں نے ابن مسعودؓ سے سنا آپ "فھل من مدکر" پڑھتے تھے آپ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی "فھل من مدکر" پڑھتے سنا ہے۔

باب قوله فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ

حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رضی الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم قَرَأَ (فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ) الْآيَةَ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ نے حدیث بیان کی انہیں ان کے والد نے خبر دی انہیں شعبہ نے انہیں ابواسحاق نے انہیں اسود نے اور انہیں ابن مسعودؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے "فھل من مدکر" پڑھا۔ الآیۃ

باب قوله وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُسْتَقِرٌّ فَذُوقُوا عَذَابِي وَنُذُرِ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم قَرَأَ (فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ)

ترجمہ۔ ہم سے محمد نے حدیث بیان کی ان سے غندر نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی ان سے ابو اسحاق نے ان سے اسود نے اوران سے عبداللہ بن مسعودؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "فھل من مدکر" پڑھا۔

باب قوله وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا أَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ

حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى

النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم (فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ)

ترجمہ۔ ہم سے یحییٰ نے حدیث بیان کی ان سے وکیع نے حدیث بیان کی ان سے اسرائیل نے ان سے ابو اسحاق نے ان سے اسود بن یزید نے اور ان سے عبداللہ بن مسعودؓ نے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے "فهل من مدکر" پڑھا تو آپ نے فرمایا کہ "فهل من مدکر"۔

باب قَوْلِهِ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَوْشَبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ وُهَيْبٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ وَهُوَ فِي قُبَّةٍ يَوْمَ بَدْرٍ اللَّهُمَّ إِنِّي أَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ ، اللَّهُمَّ إِنْ تَشَأْ لَا تُعْبَدْ بَعْدَ الْيَوْمِ فَأَخَذَ أَبُو بَكْرٍ بِيَدِهِ فَقَالَ حَسْبُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ، أَلْحَحْتَ عَلَى رَبِّكَ وَهُوَ يَثِبُ فِي الدِّرْعِ ، فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُولُ (سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ)

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن عبداللہ بن حوشب نے حدیث بیان کی ان سے عبدالوہاب نے حدیث بیان کی ان سے خالد نے حدیث بیان کی ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباسؓ نے ح۔ اور مجھ سے محمد نے حدیث بیان کی ان سے عفان بن مسلم نے حدیث بیان کی ان سے وہیب نے ان سے خالد نے حدیث بیان کی۔ ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباسؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ آپ بدر کی لڑائی کے موقعہ پر چھوٹے سے خیمے میں تشریف رکھتے تھے یہ دعا کر رہے تھے کہ اے اللہ میں تجھے تیرا عہد اور وعدہ (مدد کا) یاد دلاتا ہوں اے اللہ اگر تو چاہے گا تو آج کے بعد تیری عبادت نہ کی جائے گی پھر ابو بکرؓ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ لیا اور عرض کی بس یا رسول اللہ! آپ نے اپنے رب سے بہت الحاح وزاری سے دعا کر لی اس وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم زرہ بند خوشی اور جوش میں تھے اور آپ نکلے تو زبان مبارک پر یہ آیت تھی "سو عنقریب یہ جماعت شکست کھائے گی اور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔

باب قَوْلِهِ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَى وَأَمَرُّ

يَعْنِي مِنَ الْمَرَارَةِ

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي يُوسُفُ بْنُ مَاهَكَ قَالَ إِنِّي عِنْدَ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ لَقَدْ أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم بِمَكَّةَ ، وَإِنِّي لَجَارِيَةٌ أَلْعَبُ (بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَى وَأَمَرُّ)

ترجمہ۔ ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے حدیث بیان کی ان سے ہشام ابن یوسف نے حدیث بیان کی انہیں ابن جریج نے خبر دی کہا کہ مجھے یوسف بن ماہک نے خبر دی انہوں نے بیان کیا کہ میں عائشہ ام المومنینؓ کی خدمت میں حاضر تھا آپ نے فرمایا کہ جس وقت آیت لیکن ان کا اصل وعدہ تو قیامت کا دن ہے اور قیامت بڑی سخت اور ناگوار چیز ہے محمد صلی اللہ علیہ

وسلم پر مکہ میں نازل ہوئی تو میں بچی تھی اور کھیلا کرتی تھی۔

حَدَّثَنِی إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ وَهُوَ فِی قُبَّةٍ لَهُ يَوْمَ بَدْرٍ أَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ ، اللّٰهُمَّ إِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ بَعْدَ الْيَوْمِ أَبَدًا فَأَخَذَ أَبُو بَكْرٍ بِيَدِهِ وَقَالَ حَسْبُكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَدْ أَلْحَحْتَ عَلَى رَبِّكَ وَهُوَ فِی الدِّرْعِ فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُولُ (سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ ۞ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَى وَأَمَرُّ)

ترجمہ۔ مجھ سے اسحاق نے حدیث بیان کی ان سے خالد بن عبداللہ طحان نے حدیث بیان کی ان سے خالد بن مہران نے حدیث بیان کی ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباسؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ آپ بدر کی لڑائی کے موقعہ پر میدان میں ایک چھوٹے سے خیمے میں تشریف رکھتے تھے یہ دعا کر رہے تھے کہ اے اللہ میں تجھے تیرا عہد اور وعدہ یاد دلاتا ہوں اے اللہ اگر تو چاہے گا تو آج کے بعد پھر کبھی تیری عبادت نہیں کی جائے گی (یعنی مسلمانوں کے فنا ہونے کی صورت میں) اس پر ابوبکرؓ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کر عرض کیا بس یا رسول اللہ آپ اپنے رب سے خوب الحاح وزاری کے ساتھ دعا کر چکے ہیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت زرہ بند تھے آپ باہر تشریف لائے تو آپ کی زبان مبارک پر یہ آیت تھی سو عنقریب یہ جماعت شکست کھائے گی اور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے لیکن ان کا اصل وعدہ تو قیامت کا دن ہے اور قیامت بڑی سخت اور ناگوار چیز ہے۔

سورۃ الرَّحْمٰنِ

(وَأَقِيمُوا الْوَزْنَ) يُرِيدُ لِسَانَ الْمِيزَانِ ، وَالْعَصْفُ بَقْلُ الزَّرْعِ إِذَا قُطِعَ مِنْهُ شَیْءٌ قَبْلَ أَنْ يُدْرِكَ فَذَلِكَ الْعَصْفُ (وَالرَّيْحَانُ) رِزْقُهُ (وَالْحَبُّ) الَّذِی يُؤْكَلُ مِنْهُ ، وَالرَّيْحَانُ فِی كَلَامِ الْعَرَبِ الرِّزْقُ ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ وَالْعَصْفُ يُرِيدُ الْمَأْكُولَ مِنَ الْحَبِّ ، وَالرَّيْحَانُ النَّضِيجُ الَّذِی لَمْ يُؤْكَلْ وَقَالَ غَيْرُهُ الْعَصْفُ وَرَقُ الْحِنْطَةِ وَقَالَ الضَّحَّاكُ الْعَصْفُ التِّبْنُ وَقَالَ أَبُو مَالِكٍ الْعَصْفُ أَوَّلُ مَا يَنْبُتُ تُسَمِّيهِ النَّبَطُ هَبُورًا وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْعَصْفُ وَرَقُ الْحِنْطَةِ وَالرَّيْحَانُ الرِّزْقُ ، وَالْمَارِجُ اللَّهَبُ الْأَصْفَرُ وَالْأَخْضَرُ الَّذِی يَعْلُو النَّارَ إِذَا أُوقِدَتْ وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَنْ مُجَاهِدٍ (رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ) لِلشَّمْسِ فِی الشِّتَاءِ مَشْرِقٌ ، وَمَشْرِقٌ فِی الصَّيْفِ (وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ) مَغْرِبُهَا فِی الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ (لَا يَبْغِيَانِ) لَا يَخْتَلِطَانِ (الْمُنْشَآتُ) مَا رُفِعَ قِلْعُهُ مِنَ السُّفُنِ ، فَأَمَّا مَا لَمْ يُرْفَعْ قِلْعُهُ فَلَيْسَ بِمُنْشَأَةٍ وَقَالَ مُجَاهِدٌ (وَنُحَاسٌ) الصُّفْرُ يُصَبُّ عَلَى رُءُوسِهِمْ ، يُعَذَّبُونَ بِهِ (خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ) يَهُمُّ بِالْمَعْصِيَةِ فَيَذْكُرُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فَيَتْرُكُهَا ، الشُّوَاظُ لَهَبٌ مِنْ نَارٍ (مُدْهَامَّتَانِ) سَوْدَاوَانِ مِنَ الرِّیِّ (صَلْصَالٍ) طِينٌ خُلِطَ بِرَمْلٍ ، فَصَلْصَلَ كَمَا يُصَلْصِلُ الْفَخَّارُ وَيُقَالُ مُنْتِنٌ ، يُرِيدُونَ بِهِ صَلَّ ، يُقَالُ صَلْصَالٌ ، كَمَا يُقَالُ صَرَّ الْبَابُ عِنْدَ الْإِغْلَاقِ ، وَصَرْصَرَ مِثْلُ كَبْكَبْتُهُ يَعْنِی كَبَبْتُهُ (فَاكِهَةٌ وَنَخْلٌ وَرُمَّانٌ) وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَيْسَ الرُّمَّانُ وَالنَّخْلُ بِالْفَاكِهَةِ ، وَأَمَّا الْعَرَبُ فَإِنَّهَا تَعُدُّهَا

فَاكِهَةٌ كَقَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ (حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى) فَأَمَرَهُمْ بِالْمُحَافَظَةِ عَلَى كُلِّ الصَّلَوَاتِ ، ثُمَّ أَعَادَ الْعَصْرَ تَشْدِيدًا لَهَا ، كَمَا أُعِيدَ النَّخْلُ وَالرُّمَّانُ ، وَمِثْلُهَا (أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَسْجُدُ لَهُ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ) ثُمَّ قَالَ (وَكَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ وَكَثِيرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ) وَقَدْ ذَكَرَهُمْ فِي أَوَّلِ قَوْلِهِ (مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ) وَقَالَ غَيْرُهُ (أَفْنَانٍ) أَغْصَانٍ (وَجَنَى الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ) مَا يُجْتَنَى قَرِيبٌ وَقَالَ الْحَسَنُ (فَبِأَيِّ آلَاءِ) نِعَمِهِ وَقَالَ قَتَادَةُ (رَبِّكُمَا) يَعْنِي الْجِنَّ وَالْإِنْسَ وَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ (كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ) يَغْفِرُ ذَنْبًا ، وَيَكْشِفُ كَرْبًا ، وَيَرْفَعُ قَوْمًا ، وَيَضَعُ آخَرِينَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (بَرْزَخٌ) حَاجِزٌ ، الْأَنَامُ الْخَلْقُ (نَضَّاخَتَانِ) فَيَّاضَتَانِ (ذُو الْجَلَالِ) ذُو الْعَظَمَةِ وَقَالَ غَيْرُهُ مَارِجٌ خَالِصٌ مِنَ النَّارِ ، يُقَالُ مَرَجَ الْأَمِيرُ رَعِيَّتَهُ إِذَا خَلَّاهُمْ يَعْدُو بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ مَرَجَ أَمْرُ النَّاسِ (مَرِيجٍ) مُلْتَبِسٌ (مَرَجَ) اخْتَلَطَ الْبَحْرَانِ ، مِنْ مَرَجْتَ دَابَّتَكَ تَرَكْتَهَا (سَنَفْرُغُ لَكُمْ) سَنُحَاسِبُكُمْ ، لَا يَشْغَلُهُ شَيْءٌ عَنْ شَيْءٍ ، وَهُوَ مَعْرُوفٌ فِي كَلَامِ الْعَرَبِ يُقَالُ لَأَتَفَرَّغَنَّ لَكَ وَمَا بِهِ شُغْلٌ يَقُولُ لَآخُذَنَّكَ عَلَى غِرَّتِكَ

مجاہد نے فرمایا"بحسبان" ای کحسبان الرحیٰ۔ ان کے غیر نے کہا کہ"واقیموا الوزن" میں مراد ترازو کی ڈنڈی ہے۔"العصف" کھیت کی گھاس کھیتی پکنے سے پہلے جن پودوں کو کاٹ لیا جاتا ہے انہیں"العصف" کہتے ہیں۔ "الریحان" کلام عرب میں روزی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔"الریحان" یعنی اس کی روزی اور کھیتی سے حاصل شدہ دانے جو کھاتے ہیں بعض حضرات نے کہا کہ"العصف" سے مراد وہ دانہ جو کھانے کے قابل ہو۔اور"الریحان" پختہ دانہ جو کھایا نہ جاتا ہو۔غیر مجاہد نے کہا کہ"العصف" گیہوں کے تنے کے پتے کو کہتے ہیں۔ضحاک نے فرمایا کہ "العصف" سوکھی گھاس کو کہتے ہیں ابو مالک نے فرمایا کہ"العصف" اسے کہتے ہیں جو سب سے پہلے اگتا ہے حبشی زبان میں اسے"ھبور" کہتے ہیں اور مجاہد نے فرمایا کہ"العصف" گیہوں کے پودے کا پتہ اور"الریحان" روزی غذا کے معنی میں ہے"المارج" زرد اور سبز شعلے جو آگ سے اس وقت اٹھتے ہیں جب وہ بھڑکائی جاتی ہے بعض نے مجاہد کے واسطہ سے بیان کیا کہ"رب المشرقین" میں مشرقین سے مراد جاڑے میں سورج کے طلوع ہونے کی جگہ اور گرمی میں سورج کے طلوع ہونے کی جگہ ہے اور رب المغربین سے جاڑے اور گرمی میں سورج کے غروب ہونے کی جگہ مراد ہے"لا یبغیان" ای لا یختلطان"المنشآت وہ جہاز جو سمندروں میں پہاڑوں کی طرح کھڑے ہوں جو جہاز ایسے نہ ہوں انہیں "منشأۃ" نہیں کہیں گے مجاہد نے فرمایا کہ"کالفخار" ای کما یصنع"الفخار""الشواظ" آگ کا شعلہ مجاہد نے فرمایا کہ"نحاس" بمعنی پیتل ہے"خاف مقام ربہ" یعنی وہ شخص جو معصیت کا ارادہ کرتا ہے۔ لیکن اللہ عزوجل یاد آجاتے ہیں اور وہ معصیت کا ارادہ چھوڑ دیتا ہے"مدھامتان" یعنی شادابی کی وجہ سے اتنے گہرے سبز ہیں کہ سیاہی نما ہوگئے ہیں۔"صلصال" یعنی مٹی ریت کے ساتھ مل گئی ہو اور ٹھیکرے کی طرح کھنکھناتی ہو۔ بعض کہتے ہیں"منتن" کے معنی میں ہے یعنی"صل" اور"صلصال" کا ایک ہی مفہوم ہے جیسے دروازہ بند کرتے وقت"صر الباب" بولتے ہیں اور صر صر بھی اس کے لئے استعمال ہوتا ہے(یعنی مضاعف ثلاثی مضاعف رباعی سے ماخوذ ہے) اور جیسے"کبکبتہ" کبتہ کے معنی میں میوے اور خرمے اور انار بعض حضرات نے کہا ہے کہ انار اور خرمے میوہ نہیں ہیں۔ بہر حال عرب تو انہیں میوہ ہی

کہتے ہیں۔ یہاں ایسی ہی ترکیب استعمال کی گئی ہے جیسے دوسری آیت "اور حفاظت کرو تمام نمازوں کی اور بیچ کی نماز کی" میں استعمال ہوئی ہے کہ پہلے تمام نمازوں کی حفاظت کا حکم دیا پھر تاکید کیلئے عصر کی نماز کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا اسی طرح اس آیت میں عام میوہ کے ذکر کے بعد انار اور خرماے کا خاص طور سے ذکر کیا۔ یہ ترکیب ایک اور موقعہ پر بھی استعمال ہوئی ہے" کیا تم نے انہیں دیکھا کہ اللہ کو وہ تمام چیزیں سجدہ کرتی ہیں جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں" پھر فرمایا "اور بہت سے لوگ" (یہاں انسانوں کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا)" اور بہت سے ایسے ہیں جن کے حق میں عذاب کا فیصلہ کر دیا گیا۔ "وہ تمام چیزیں جو آسمان میں ہیں اور جو زمین میں ہیں" میں انسان بھی آ جاتے ہیں لیکن پھر ان کا خصوصیت کے ساتھ بھی ذکر کیا۔ غیر مجاہد نے کہا کہ "افنان" ای اغصان "وجنا الجنتین دان" یعنی دونوں درختوں کے پھل جو توڑے جائیں گے وہ بہت ہی قریب ہوں گے۔ حسن نے فرمایا کہ "فبای آلاء" یعنی اللہ کی نعمتیں قتادہ نے فرمایا کہ "ربکما تکذبان" میں تثنیہ کا صیغہ انس و جن کیلئے استعمال کیا گیا ہے۔ ابوالدرداء نے فرمایا کہ "کل یوم ھو فی شان" یعنی جس میں وہ گناہ معاف کرتا ہے تکلیف دور کرتا ہے بعض قوموں کو بلندی پر پہنچاتا ہے اور بعض کو گراتا ہے۔ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ "برزخ" بمعنی حاجز ہے "الانام" ای الخلق "نضاختان" اے فیاضتان۔ "ذو الجلال" ای ذو العظمۃ۔ غیر ابن عباسؓ نے کہا کہ "مارج" یعنی آگ کا خاص شعلہ (بغیر دھوئیں کے) "مرج الامیر رعیتہ" اس وقت بولتے ہیں جب امیر رعایا کو کھلی چھٹی دیدے کہ رعایا ایک دوسرے پر ظلم کرتی پھرے" مرج امر الناس" ای اختلط۔ مریج ای ملتبس۔ مرج یعنی دو دریا مل گئے۔ مرجت دابتک سے ماخوذ چھوڑنے کے معنی میں "سنفرغ لکم" یعنی ہم تمہارا حساب لیں گے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کو کوئی چیز کسی بھی دوسری چیز سے غافل نہیں کر سکتی۔ یہ استعمال کلام عرب میں جانا پہچانا ہے۔ بولتے ہیں "لاتفرغن لک" حالانکہ کوئی مشغولیت نہیں ہوئی (بلکہ یہ وعید اور تحدید ہے) گویا وہ یہ کہہ رہا ہے کہ تمہاری اس غفلت کا تمہیں مزہ چکھاؤں گا۔"

باب قَوْلِهِ وَمِنْ دُونِهِمَا جَنَّتَانِ

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي الأَسْوَدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْعَمِّيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ جَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا ، وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرُوا إِلَى رَبِّهِمْ إِلاَّ رِدَاءُ الْكِبْرِ عَلَى وَجْهِهِ فِي جَنَّةِ عَدْنٍ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن ابی الاسود نے حدیث بیان کی ان سے عبدالعزیز بن عبدالصمد العمی نے حدیث بیان کی ان سے ابو عمران الجونی نے حدیث بیان کی ان سے ابوبکر بن عبداللہ بن قیس نے اور ان سے ان کے والد (عبداللہ بن قیس ابوموسیٰ اشعریؓ) نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (جنت میں) دو باغ ہونگے جن کے برتن اور تمام دوسری چیزیں چاندی کی ہوں گی اور دو دوسرے باغ ہوں گے جن کے برتن اور تمام دوسری چیزیں سونے کی ہوں گی اور جنت عدن سے جنتیوں کے اپنے رب کے دیدار میں کوئی چیز سوائے رداء کبر کے جو اس کی ذات پر ہوگی حائل نہ ہوگی۔

باب حُورٌ مَقْصُورَاتٌ فِي الْخِيَامِ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (حُورٌ) سُودُ الْحَدَقِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ (مَقْصُورَاتٌ) مَحْبُوسَاتٌ ، قُصِرَ طَرْفُهُنَّ وَأَنْفُسُهُنَّ عَلَى أَزْوَاجِهِنَّ ، قَاصِرَاتٌ لَا يَبْغِينَ غَيْرَ أَزْوَاجِهِنَّ

ابن عباسؓ نے فرمایا کہ" حور" یعنی سیاہ چشم مجاہد نے فرمایا "مقصورات" یعنی محبوسات یعنی ان کی نظریں اوران کی ذات ان کے شوہروں کیلئے محفوظ ہوگی وہ انہیں کیلئے ہوں گی ان کے سوا کسی دوسرے کو نہ چاہیں گی۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ خَيْمَةً مِنْ لُؤْلُؤَةٍ مُجَوَّفَةٍ ، عَرْضُهَا سِتُّونَ مِيلاً فِي كُلِّ زَاوِيَةٍ مِنْهَا أَهْلٌ مَا يَرَوْنَ الآخَرِينَ يَطُوفُ عَلَيْهِمُ الْمُؤْمِنُونَ وَجَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا ، وَجَنَّتَانِ مِنْ كَذَا آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا ، وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرُوا إِلَى رَبِّهِمْ إِلاَّ رِدَاءُ الْكِبْرِ عَلَى وَجْهِهِ فِي جَنَّةِ عَدْنٍ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن مثنیٰ نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے عبدالعزیز ابن عبدالصمد نے حدیث بیان کی ان سے ابوعمران جونی نے حدیث بیان کی ان سے ابوبکر بن عبداللہ بن قیس نے اوران سے ان کے والد نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں کھوکھلے کشادہ موتی کا خیمہ ہوگا اس کی چوڑائی ساٹھ میل ہوگی اوراس کے ہر کنارے پر حور ہوگی۔ ایک کنارے والی دوسرے کنارے والی کو نہ دیکھ سکے گی۔ اور مومن ان کے پاس باری باری جائے گا۔ اور دو باغ ہوں گے جن کے برتن اور تمام دوسری چیزیں چاندی کی ہوں گی اور ایسے بھی دو باغ ہونگے جن کے برتن اور تمام دوسری چیزیں سونے کی ہوں گی۔ جنت عدن میں جنتیوں اوراللہ رب العزت کے دیدار کے درمیان سوائے رداء کبر کے جو اس کے اوپر ہوگی اور کوئی چیز حائل نہ ہوگی۔

سورة الْوَاقِعَةِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ (رُجَّتْ) زُلْزِلَتْ (بُسَّتْ) فُتَّتْ لُتَّتْ كَمَا يُلَتُّ السَّوِيقُ ، الْمَخْضُودُ الْمُوقَرُ حَمْلاً ، وَيُقَالُ أَيْضًا لاَ شَوْكَ لَهُ (مَنْضُودٍ) الْمَوْزُ ، وَالْعُرُبُ الْمُحَبَّبَاتُ إِلَى أَزْوَاجِهِنَّ (ثُلَّةٌ) أُمَّةٌ (يَحْمُومٍ) دُخَانٌ أَسْوَدُ (يُصِرُّونَ) يُدِيمُونَ الْهِيمُ الإِبِلُ الظِّمَاءُ (لَمُغْرَمُونَ) لَمُلْزَمُونَ (رَوْحٌ) جَنَّةٌ وَرَخَاءٌ (وَرَيْحَانٌ) الرِّزْقُ (وَنُنْشِئَكُمْ) فِي أَيِّ خَلْقٍ نَشَاءُ وَقَالَ غَيْرُهُ (تَفَكَّهُونَ) تَعْجَبُونَ (عُرُبًا) مُثَقَّلَةً وَاحِدُهَا عَرُوبٌ مِثْلُ صَبُورٍ وَصُبُرٍ ، يُسَمِّيهَا أَهْلُ مَكَّةَ الْعَرِبَةَ ، وَأَهْلُ الْمَدِينَةِ الْغَنِجَةَ ، وَأَهْلُ الْعِرَاقِ الشَّكِلَةَ وَقَالَ فِي (خَافِضَةٌ) لِقَوْمٍ إِلَى النَّارِ ، وَ (رَافِعَةٌ) إِلَى الْجَنَّةِ (مَوْضُونَةٍ) مَنْسُوجَةٍ ، وَمِنْهُ وَضِينُ النَّاقَةِ ، وَالْكُوبُ لاَ آذَانَ لَهُ وَلاَ عُرْوَةَ ، وَالأَبَارِيقُ ذَوَاتُ الآذَانِ وَالْعُرَى (مَسْكُوبٍ) جَارٍ (وَفُرُشٍ مَرْفُوعَةٍ) بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ (مُتْرَفِينَ) مُتَمَتِّعِينَ (مَا تُمْنُونَ) هِيَ النُّطْفَةُ فِي أَرْحَامِ النِّسَاءِ (لِلْمُقْوِينَ) لِلْمُسَافِرِينَ ، وَالْقِيُّ الْقَفْرُ (بِمَوَاقِعِ النُّجُومِ) بِمُحْكَمِ الْقُرْآنِ ، وَيُقَالُ بِمَسْقِطِ النُّجُومِ إِذَا سَقَطْنَ ،

وَمَوَاقِعُ وَمَوْقِعٌ وَاحِدٌ (مُدْهِنُونَ) مُكَذِّبُونَ مِثْلُ (لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُونَ) (فَسَلَامٌ لَكَ) أَيْ مُسَلَّمٌ لَكَ إِنَّكَ مِنْ أَصْحَابِ الْيَمِينِ، وَأُلْغِيَتْ إِنَّ وَهُوَ مَعْنَاهَا كَمَا تَقُولُ أَنْتَ مُصَدَّقٌ مُسَافِرٌ عَنْ قَلِيلٍ، إِذَا كَانَ قَدْ قَالَ إِنِّي مُسَافِرٌ عَنْ قَلِيلٍ وَقَدْ يَكُونُ كَالدُّعَاءِ لَهُ كَقَوْلِكَ فَسَقْيًا مِنَ الرِّجَالِ إِنْ رَفَعْتَ السَّلَامَ فَهُوَ مِنَ الدُّعَاءِ (تُورُونَ) تَسْتَخْرِجُونَ أَوْرَيْتُ أَوْقَدْتُ (لَغْوًا) بَاطِلًا (تَأْثِيمًا) كَذِبًا

اور مجاہد نے فرمایا کہ " رجت " ای زلزلت " بست " بمعنی فتت ۔ یعنی اس طرح لت پت کردیا جائے جیسے ستو (گھی وغیرہ میں) کیا جاتا ہے ۔ " المخضود " جو بوجھ سے لدا ہوا سے بھی کہتے ہیں جس میں کانٹے نہ ہوں " منضود " بمعنی کیلا " العرب " اپنے شوہروں سے محبت کرنے والیاں ۔ " ثلة " ای امة " یحموم " سیاہ دھواں ۔ " یصرون " ای یدیمون " الھیم " وہ اونٹ جسے پیاس کا مرض لگ گیا ہو ۔ " لمغرمون " ای لملزمون " روح " ای جنة ورخاء اور " الریحان " بمعنی الرزق " ننشئکم " یعنی جس مخلوق میں بھی ہم چاہیں تمہیں پیدا کردیں ۔ غیر مجاہد نے فرمایا کہ " تفکھون " ای تعجبون " عربا " عروبة کا واحد عروب ہے جیسے صبور اور صبر اہل مکہ اسے " العربة " کہتے ہیں اہل مدینہ " الغنجة " کہتے ہیں اور اہل عراق " الشکلة " کہتے ہیں " خافضة " یعنی وہ ایک جماعت کو جہنم کی پستی میں لیجانے والی ہے اور دوسری جماعت کو جنت کی بلندی پر پہنچانے والی ہے ۔ " موضونة " ای منسوجة " الکوب " بے ٹونٹی اور دستے کا لوٹا اور " الاباریق " جن لوٹوں میں ٹونٹی بھی ہو اور دستے بھی " مسکوب " ای جار " وفرش مرفوعة " یعنی بعض بعض کے اوپر ہوں گے " مترفین " ای متنعمین " مدینین " ای محاسبین " ماتمنون " ای النطفة فی ارحام النساء ۔ " للمقوین " ای للمسافرین " القی " بمعنی القفر ۔ " بمواقع النجوم " ای بمحکم القرآن ۔ بسقط النجوم اس وقت بولتے ہیں جب ستارے گرتے ہیں مواقع اور موقع دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے ۔ " مدھنون " ای مکذبون جیسے لو تدھن فیدھنون میں ہے " لک " یعنی تجھ پر سلامتی ہو کہ تو اصحاب یمین میں سے ہے ۔ آیت میں " ان " لفظوں میں مذکور نہیں ہوا اگرچہ معنی موجود ہے ۔ بولتے ہیں " انت مصدق مسافر عن قلیل " (یہاں بھی اصل میں انک مسافر ہے) یہ اس وقت استعمال ہوتا ہے جب کسی سے مخاطب نے یہ کہا ہو کہ " انی مسافر عن قلیل " (اس کا جواب سابقہ جملہ سے دیتے وقت " ان " حذف کردیا جاتا ہے اگرچہ معنی مذکورہ ہوتا ہے) لفظ " سلام " مخاطب کو دعا کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جیسے " فسقیا من الرجال " میں بھی دعا ہی ہے " سلام " کو رفع ہو جبھی دعا کیلئے ہوگا " تورون " ای تستخرجون " اوریت " بمعنی اوقدت سے ماخوذ ہے " لغوا " ای باطلا " تاثیما " ای کذبا ۔

بَاب قَوْلِهِ وَظِلٍّ مَمْدُودٍ

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صلی الله علیه وسلم قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةً يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا، وَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ (وَظِلٍّ مَمْدُودٍ)

ترجمہ ۔ ہم سے علی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی ان سے ابو الزناد نے ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا آپ فرماتے تھے کہ آپ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ آنحضور صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایک درخت ہوگا (اتنا بڑا کہ) سوار اس کے سایہ میں سو سال تک چلے گا اور پھر بھی اسے طے نہ کر سکے گا۔ اگر تمہارا جی چاہے تو آیت "لمبا سایہ ہوگا" کی قرأت کرو۔

سُورةُ الْحَدِيدْ

قَالَ مُجَاهِدٌ (جَعَلَكُمْ مُسْتَخْلَفِينَ) مُعَمَّرِينَ فِيهِ (مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ) مِنَ الضَّلَالَةِ إِلَى الْهُدَى (وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ) جُنَّةٌ وَسِلَاحٌ (مَوْلَاكُمْ) أَوْلَى بِكُمْ (لِئَلَّا يَعْلَمَ أَهْلُ الْكِتَابِ) لِيَعْلَمَ أَهْلُ الْكِتَابِ يُقَالُ الظَّاهِرُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا وَالْبَاطِنُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا (أَنْظِرُونَا) انْتَظِرُونَا

مجاہد نے فرمایا "جعلکم مستخلفین" ای معمرین فیہ "من الظلمات الی النور" یعنی من الضلالة الی الهدی "منافع للناس" ای جنة و سلاح "مولاکم" ای اولیٰ بکم "لئلایعلم اهل الکتاب" ای لیعلم اهل الکتاب ہر چیز کے ظاہر پر بھی علم کا اطلاق ہوتا ہے اور باطن پر بھی "انظرونا" ای انتظرونا۔

سورة المجادلة

وَقَالَ مُجَاهِدٌ (يُحَادُّونَ) يُشَاقُّونَ اللَّهَ (كُبِتُوا) أُخْزِيُوا ، مِنَ الْخِزْيِ (اسْتَحْوَذَ) غَلَبَ

مجاہد نے فرمایا کہ "یحادون" ای یشاقون اللہ "کبتوا" ای اخزوا۔ الخزی سے ماخوذ ہے۔ "استحوذ" ای غلب۔

سورة الْحَشْرِ

(الْجَلَاءَ) (الْإِخْرَاجُ) مِنْ أَرْضٍ إِلَى أَرْضٍ

"الجلاء" ایک سرزمین سے دوسری جگہ نکال دینا (جلا وطنی)۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ سُورَةُ التَّوْبَةِ قَالَ التَّوْبَةُ هِيَ الْفَاضِحَةُ ، مَا زَالَتْ تَنْزِلُ وَمِنْهُمْ وَمِنْهُمْ ، حَتَّى ظَنُّوا أَنَّهَا لَمْ تُبْقِ أَحَدًا مِنْهُمْ إِلَّا ذُكِرَ فِيهَا قَالَ قُلْتُ سُورَةُ الْأَنْفَالِ قَالَ نَزَلَتْ فِي بَدْرٍ قَالَ قُلْتُ سُورَةُ الْحَشْرِ قَالَ نَزَلَتْ فِي بَنِي النَّضِيرِ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن عبد الرحیم نے حدیث بیان کی ان سے سعید بن سلیمان نے حدیث بیان کی ان سے ہشیم نے حدیث بیان کی انہیں ابو بشر نے خبر دی ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ میں نے ابن عباسؓ سے سورة التوبة کے متعلق

پوچھا تو آپ نے فرمایا "التوبة" کے متعلق دریافت کرتے ہو وہ تو لوگوں کے بھید کھولنے والی سورۃ ہے۔ جب تک اس کی آیت "ومنهم و منهم" سے شروع ہوتی رہیں لوگوں نے تو یہ سوچنا شروع کر دیا تھا کہ اب ان میں کوئی بھی ایسا شخص باقی نہ رہے گا جس کا ذکر اسی طرح اس آیت میں نہ آ جائے۔ بیان کیا کہ میں نے سورۃ الانفال کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ غزوہ بدر کے موقعہ پر نازل ہوئی تھی بیان کیا کہ میں نے سورۃ الحشر کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ قبیلہ بنو النضیر کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُدْرِكٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما سُورَةُ الْحَشْرِ قَالَ قُلْ سُورَةُ النَّضِيرِ

ترجمہ۔ ہم سے حسن بن مدرک نے حدیث بیان کی ان سے یحییٰ بن حماد نے حدیث بیان کی انہیں ابوعوانہ نے خبر دی انہیں ابو بشر نے اور ان سے سعید نے بیان کیا کہ میں نے ابن عباسؓ سے سورۃ الحشر کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا بلکہ اسے سورۃ النضیر کہو۔

باب قوله ما قطعتم من لينة

نَخْلَةٍ مَا لَمْ تَكُنْ عَجْوَةً أَوْ بَرْنِيَّةً

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم حَرَّقَ نَخْلَ بَنِي النَّضِيرِ وَقَطَعَ، وَهِيَ الْبُوَيْرَةُ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى (مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَى أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ اللَّهِ وَلِيُخْزِيَ الْفَاسِقِينَ)

ترجمہ۔ ہم سے قتیبہ نے حدیث بیان کی ان سے لیث نے حدیث بیان کی ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نضیر کے کھجور کے درخت جلا دیے تھے اور انہیں کاٹ ڈالا تھا۔ یہ درخت مقام "بویرہ" میں تھے پھر اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے آیت نازل کی کہ "جو کھجوروں کے درخت تم نے کاٹے یا انہیں ان کی جڑوں پر قائم رہنے دیا۔ سو یہ دونوں اللہ ہی کے حکم کے موافق ہیں اور تا کہ اللہ نافرمانوں کو رسوا کرے۔

باب قَوْلُهُ مَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ غَيْرَ مَرَّةٍ عَنْ عَمْرٍو عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ عَنْ عُمَرَ رضی الله عنه قَالَ كَانَتْ أَمْوَالُ بَنِي النَّضِيرِ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ صلى الله عليه وسلم مِمَّا لَمْ يُوجِفِ الْمُسْلِمُونَ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ، فَكَانَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم خَاصَّةً، يُنْفِقُ عَلَى أَهْلِهِ مِنْهَا نَفَقَةَ سَنَتِهِ، ثُمَّ يَجْعَلُ مَا بَقِيَ فِي السِّلَاحِ وَالْكُرَاعِ، عُدَّةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ

ترجمہ۔ ہم سے علی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے کئی مرتبہ عمرو کے واسطہ سے بیان کیا ان سے زہری نے ان سے مالک بن اوس بن حدثان نے اور ان سے عمرؓ نے بیان کیا کہ بنی نضیر کے اموال کو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور فے دیا تھا یعنی اس کیلئے گھوڑے اور اونٹ دوڑائے بغیر ان اموال کا خرچ کرنا خاص طور سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں تھا۔ چنانچہ آپ اسی میں سے ازواج مطہرات کا سالانہ خرچ دیتے تھے اور جو باقی بچتا اس سے سامان جنگ اور گھوڑوں کیلئے خرچ کرتے تا کہ اللہ کے راستہ میں جہاد کے موقعہ پر کام آئیں۔

باب قوله وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَعَنَ اللَّهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُوتَشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللَّهِ فَبَلَغَ ذَلِكَ امْرَأَةً مِنْ بَنِي أَسَدٍ يُقَالُ لَهَا أُمُّ يَعْقُوبَ، فَجَاءَتْ فَقَالَتْ إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّكَ لَعَنْتَ كَيْتَ وَكَيْتَ فَقَالَ وَمَا لِي لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم وَمَنْ هُوَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَقَالَتْ لَقَدْ قَرَأْتُ مَا بَيْنَ اللَّوْحَيْنِ فَمَا وَجَدْتُ فِيهِ مَا تَقُولُ قَالَ لَئِنْ كُنْتِ قَرَأْتِيهِ لَقَدْ وَجَدْتِيهِ، أَمَا قَرَأْتِ (وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا) قَالَتْ بَلَى قَالَ فَإِنَّهُ قَدْ نَهَى عَنْهُ قَالَتْ فَإِنِّي أَرَى أَهْلَكَ يَفْعَلُونَهُ قَالَ فَاذْهَبِي فَانْظُرِي فَذَهَبَتْ فَنَظَرَتْ فَلَمْ تَرَ مِنْ حَاجَتِهَا شَيْئًا، فَقَالَ لَوْ كَانَتْ كَذَلِكَ مَا جَامَعْتُهَا

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن یوسف نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی ان سے منصور نے ان سے ابراہیم نے ان سے علقمہ نے اور ان سے عبداللہ بن مسعودؓ نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے گودنے والیوں اور گودنے والیوں پر لعنت بھیجی ہے چہرے کے بال اکھاڑنے والیوں اور حسن کیلئے آگے کے دانتوں میں کشادگی کرنے والیوں پر لعنت بھیجی ہے کہ یہ اللہ کی پیدا کی ہوئی صورت میں تبدیلی کرتی ہیں۔ ابن مسعودؓ کا یہ کلام قبیلہ بنی اسد کی ایک عورت کو معلوم ہوا جو ام یعقوب کے نام سے معروف تھی۔ وہ آئی اور کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے اس اس طرح کی عورتوں پر لعنت بھیجی ہے ابن مسعود نے فرمایا آخر کیوں نہ میں انہیں لعنت کروں جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے اور جو کتاب اللہ کے حکم کے اعتبار سے ملعون ہے۔ اس عورت نے کہا کہ قرآن مجید تو میں نے بھی پڑھا ہے لیکن آپ جو کچھ کہتے ہیں میں نے تو اس میں کہیں یہ بات دیکھی نہیں آپ نے فرمایا اگر تم نے پڑھا ہوتا تو تمہیں ضرور مل جاتا" کیا تم نے یہ آیت نہیں پڑھی ہے کہ "تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں جو کچھ دیں لے لیا کرو اور جس سے وہ تمہیں روک دیں رک جایا کرو" اس نے کہا کہ پڑھی ہے ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چیزوں سے روکا ہے اس پر اس عورت نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ آپ کے گھر میں بھی ایسا ہی کرتی ہیں آپ نے فرمایا کہ جاؤ اور دیکھ لو وہ عورت گئی اور اس نے دیکھا لیکن اس طرح کی ان کے یہاں کوئی چیز اسے نہیں ملی۔ پھر ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ اگر وہ بھی اس طرح کرتیں تو میں کبھی ان کے قریب نہ جاتا۔

تشریح حدیث

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے لعنت بھیجی ہے "وَاشِمَات" پر...... یہ "واشمۃ" کی جمع ہے۔ اس عورت کو کہتے ہیں جو ہاتھ کلائی یا ہونٹ وغیرہ کو سوئی سے گودے......اور موتشمات پر ...... یہ "موتشمۃ" کی جمع ہے گدوانے والی عورت۔

اور "متنمصات" پر...... یہ "متنمصۃ" کی جمع ہے وہ عورت جو چہرے کے بال اُکھاڑنے والی ہو۔

چہرے پر اگر داڑھی یا مونچھیں نکل آئیں تو عورت کو اس کے بال اُکھاڑنے کی اجازت دی گئی ہے لیکن اس کے علاوہ اطراف وجہ یا پلکوں اور بھنوؤں سے حسن اور زینت کے مقصد سے بال اکھیڑنا جائز نہیں ہے......اور متفلجات پر...... یہ

"متفلجة" کی جمع ہے۔ وہ عورت مراد ہے جو اپنے دانتوں کے درمیان کسی آلہ وغیرہ سے کشادگی پیدا کرے۔

ان تمام عورتوں پر لعنت بھیجی گئی ہے کیونکہ اللہ کی دی ہوئی قدرتی صورت میں یہ تبدیلی کرتی ہیں۔

حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ ذَكَرْتُ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ حَدِيثَ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی الله عنه قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم الْوَاصِلَةَ فَقَالَ سَمِعْتُهُ مِنِ امْرَأَةٍ يُقَالُ لَهَا أُمُّ يَعْقُوبَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ مِثْلَ حَدِيثِ مَنْصُورٍ

ترجمہ۔ ہم سے علی نے حدیث بیان کی ان سے عبدالرحمٰن نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے بیان کیا کہ میں نے عبدالرحمٰن بن عابس سے منصور بن معتمر کی حدیث کا ذکر کیا جو وہ ابراہیم کے واسطہ سے بیان کرتے تھے کہ ان سے علقمہ نے اور ان سے ابن مسعودؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر کے قدرتی بالوں کے ساتھ مصنوعی بال لگانے والیوں پر لعنت بھیجی تھی۔ عبدالرحمٰن بن عابس نے کہا کہ میں نے بھی منصور کی حدیث کی طرح ام یعقوب نامی ایک عورت سے سنا تھا۔ وہ عبداللہ بن مسعودؓ کے واسطہ سے بیان کرتی تھی۔

باب قوله وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ رضی الله عنه أُوصِي الْخَلِيفَةَ بِالْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ أَنْ يَعْرِفَ لَهُمْ حَقَّهُمْ ، وَأُوصِي الْخَلِيفَةَ بِالْأَنْصَارِ الَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُهَاجِرَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم أَنْ يَقْبَلَ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَيَعْفُوَ عَنْ مُسِيئِهِمْ

ترجمہ۔ ہم سے احمد بن یونس نے حدیث بیان کی ان سے ابوبکرؓ نے حدیث بیان کی ان سے حصین نے اور ان سے عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ عمر بن خطابؓ نے (زخمی ہونے کے بعد شہادت سے پہلے) فرمایا میں اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کو مہاجرین اولین کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ وہ ان کا حق پہچانے اور میں بعد ہونے والے خلیفہ کو انصار کے بارے میں وصیت کرتا ہوں جو دار الاسلام اور ایمان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے پہلے سے قرار پکڑے ہوئے ہیں۔ یہ کہ ان میں جو نیکوکار ہیں ان کی پذیرائی کرے اور اگر ان سے غلطی ہو جائے تو اسے درگزر کرے۔

باب قَوْلِهِ وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمُ الْآيَةَ

الْخَصَاصَةُ الْفَاقَةُ (الْمُفْلِحُونَ) الْفَائِزُونَ بِالْخُلُودِ ، الْفَلَاحُ الْبَقَاءُ ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ عَجِّلْ وَقَالَ الْحَسَنُ (حَاجَةً) حَسَدًا

حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ غَزْوَانَ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه قَالَ أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَصَابَنِي الْجَهْدُ فَأَرْسَلَ إِلَى نِسَائِهِ فَلَمْ يَجِدْ عِنْدَهُنَّ شَيْئًا ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم أَلَا رَجُلٌ يُضَيِّفُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ يَرْحَمُهُ اللّٰهُ فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ أَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَذَهَبَ إِلَى أَهْلِهِ فَقَالَ لِامْرَأَتِهِ ضَيْفُ رَسُولِ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم لَا تَدَّخِرِيهِ شَيْئًا قَالَتْ وَاللّٰهِ مَا عِنْدِي إِلَّا قُوتُ الصِّبْيَةِ قَالَ فَإِذَا أَرَادَ الصِّبْيَةُ الْعَشَاءَ فَنَوِّمِيهِمْ ، وَتَعَالَيْ فَأَطْفِئِي السِّرَاجَ وَنَطْوِي بُطُونَنَا اللَّيْلَةَ فَفَعَلَتْ ثُمَّ غَدَا الرَّجُلُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم فَقَالَ لَقَدْ عَجِبَ اللّٰهُ

عَزَّ وَجَلَّ أَوْ ضَحِكَ مِنْ فُلَانٍ وَفُلَانَةَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿ وَيُؤْثِرُوْنَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ﴾

ترجمہ۔ مجھ سے یعقوب بن ابراہیم بن کثیر نے روایت بیان کی' ان سے اسامہ نے حدیث بیان کی ان سے فضیل بن غزوان نے حدیث بیان کی ان سے ابو حازم اشجعی نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک صاحب (ابو ہریرہؓ) حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں فاقہ سے ہوں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ازواج مطہرات کے پاس بھیجا (کہ وہ آپ کی ضیافت کریں) لیکن ان کے پاس کوئی چیز کھانے کی نہیں تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا کوئی شخص ایسا نہیں جو آج رات اس مہمان کی میزبانی کرے؟ اللہ اس پر رحم کریگا اس پر ایک انصاری صحابی کھڑے ہوئے اور عرض کی' یا رسول اللہ! یہ آج میرے مہمان ہیں۔ پھر وہ انہیں اپنے ساتھ لے گئے اور اپنی بیوی سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان ہیں' کوئی چیز ان سے بچا کے نہ رکھنا۔ بیوی نے کہا' اللہ گواہ ہے میرے پاس اس وقت بچوں کے کھانے کے سوا اور کوئی چیز نہیں ہے۔ انصاری صحابی نے کہا کہ اگر بچے کھانا مانگیں تو انہیں سلا دو۔ اور آؤ یہ چراغ بھی بجھا دو۔ آج رات ہم بھوکے ہی رہیں گے (اور جو کچھ کھانا ہے مہمان کو کھلا دیں گے) بیوی نے ایسا ہی کیا۔ پھر وہ انصاری صحابی صبح کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فلاں (انصاری صحابی) اور ان کی بیوی (کے عمل) کو پسند فرمایا۔ یا (آپ نے فرمایا کہ) اللہ مسکرایا (یعنی اللہ ان کے اس عمل سے راضی اور خوش ہوا) پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی "اور اپنے سے مقدم رکھتے ہیں اگرچہ خود فاقہ میں ہی ہوں۔

سُورَةُ الْمُمْتَحِنَةِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿ لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً ﴾ لَا تُعَذِّبْنَا بِأَيْدِيهِمْ فَيَقُولُونَ لَوْ كَانَ هٰؤُلَاءِ عَلَى الْحَقِّ مَا أَصَابَهُمْ هٰذَا ﴿ بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ ﴾ أُمِرَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم بِفِرَاقِ نِسَائِهِمْ ، كُنَّ كَوَافِرَ بِمَكَّةَ

مجاہد نے فرمایا کہ "لا تجعلنا فتنة" یعنی ہمیں ان (کافروں) کے ہاتھوں عذاب میں مبتلا نہ کر کہ وہ کہنے لگیں کہ اگر یہ حق پر ہوتے تو آج ان پر یہ مصیبت نہ آتی "بعصم الکوافر" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو حکم ہو گیا کہ اپنی ان بیویوں کو جدا کر دیں جو مکہ میں کافر ہیں۔

باب لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ

حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي رَافِعٍ كَاتِبَ عَلِيٍّ يَقُولُ سَمِعْتُ عَلِيًّا رضي الله عنه يَقُولُ بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالْمِقْدَادَ فَقَالَ انْطَلِقُوا حَتّٰى تَأْتُوا رَوْضَةَ خَاخٍ فَإِنَّ بِهَا ظَعِينَةً مَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوهُ مِنْهَا فَذَهَبْنَا تَعَادَى بِنَا

خَيْلُنَا حَتَّى أَتَيْنَا الرَّوْضَةَ فَإِذَا نَحْنُ بِالظَّعِينَةِ فَقُلْنَا أَخْرِجِي الْكِتَابَ فَقَالَتْ مَا مَعِي مِنْ كِتَابٍ فَقُلْنَا لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَنُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ فَأَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا فَأَتَيْنَا بِهِ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَإِذَا فِيهِ مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى أُنَاسٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ مِمَّنْ بِمَكَّةَ يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ أَمْرِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مَا هَذَا يَا حَاطِبُ قَالَ لاَ تَعْجَلْ عَلَيَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي كُنْتُ امْرَأً مِنْ قُرَيْشٍ وَلَمْ أَكُنْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَكَانَ مَنْ مَعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ لَهُمْ قَرَابَاتٌ يَحْمُونَ بِهَا أَهْلِيهِمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِمَكَّةَ فَأَحْبَبْتُ إِذْ فَاتَنِي مِنَ النَّسَبِ فِيهِمْ أَنْ أَصْطَنِعَ إِلَيْهِمْ يَدًا يَحْمُونَ قَرَابَتِي وَمَا فَعَلْتُ ذَلِكَ كُفْرًا وَلاَ ارْتِدَادًا عَنْ دِينِي فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِنَّهُ قَدْ صَدَقَكُمْ فَقَالَ عُمَرُ دَعْنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ فَقَالَ إِنَّهُ شَهِدَ بَدْرًا وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ اطَّلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ قَالَ عَمْرٌو وَنَزَلَتْ فِيهِ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لاَ تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ) قَالَ لاَ أَدْرِي الآيَةَ فِي الْحَدِيثِ أَوْ قَوْلُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قِيلَ لِسُفْيَانَ فِي هَذَا فَنَزَلَتْ (لاَ تَتَّخِذُوا عَدُوِّي) قَالَ سُفْيَانُ هَذَا فِي حَدِيثِ النَّاسِ حَفِظْتُهُ مِنْ عَمْرٍو وَمَا تَرَكْتُ مِنْهُ حَرْفًا وَمَا أُرَى أَحَدًا حَفِظَهُ غَيْرِي

ترجمہ۔ ہم سے حمیدی نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی' ان سے عمرو بن دینار نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے حسن بن محمد ابن علی نے حدیث بیان کی' انہوں نے علیؓ کے کاتب عبیداللہ ابن ابی رافع سے سنا' آپ بیان کرتے تھے کہ علیؓ سے میں نے سنا' آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے' زبیرؓ اور مقدادؓ کو روانہ کیا اور فرمایا کہ چلے جاؤ اور جب مقام خاخ کے باغ پر پہنچو جو مکہ معظمہ اور مدینہ کے درمیان تھا) تو وہاں تمہیں ہودج میں ایک عورت ملے گی اس کے ساتھ ایک خط ہوگا۔ وہ خط تم اس سے لے لینا' چنانچہ ہم روانہ ہوئے ہمارے گھوڑے ہمیں صبا رفتاری کے ساتھ لے جارہے تھے۔ آخر جب ہم اس باغ پر پہنچے تو واقعی وہاں ہم نے ہودج میں ایک عورت کو پالیا ہم نے اس سے کہا کہ خط نکالو اس نے کہا میرے پاس کوئی خط نہیں ہے ہم نے اس سے کہا کہ خط نکالو ورنہ ہم تمہارا سارا کپڑا اتار کر تلاشی لے لیں گے۔ آخر اس نے اپنی چوٹی سے خط نکالا۔ یہ حضرات وہ خط لے کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اس خط میں لکھا ہوا تھا کہ حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے مشرکین کے چند افراد کی طرف جو مکہ میں تھے۔ اس خط میں انہوں نے (فتح مکہ کی مہم سے متعلق) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ راز بتائے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا حاطب! یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے معاملہ میں جلدی نہ فرمائیں میں قریش کے ساتھ (زمانہ قیام مکہ میں) رہا کرتا تھا لیکن ان کے قبیلہ وخاندان سے میرا کوئی تعلق نہیں تھا' اس کے برخلاف آپ کے ساتھ جو دوسرے مہاجرین ہیں ان کے قریش میں رشتہ داریاں ہیں اور ان کی رعایت سے قریش مکہ میں رہ جانے والے ان کے اہل وعیال اور مال کی حفاظت کریں گے۔ میں نے چاہا کہ جب کہ ان سے میرا کوئی نسبی تعلق نہیں ہے تو اس موقعہ پر ان پر ایک احسان کردوں اور اس کی وجہ سے وہ میرے رشتہ داروں کی مکہ میں حفاظت کریں۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے یہ عمل کفر یا اپنے دین سے ارتداد کی وجہ سے نہیں کیا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً انہوں نے تم سے سچی بات بتادی ہے۔ عمرؓ بولے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن ماردوں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بدر کی جنگ میں ہمارے ساتھ موجود تھے تمہیں کیا معلوم اللہ تعالیٰ شرکاء

بدر کے تمام حالات سے واقف تھا اور اس کے باوجود ان کے متعلق فرمایا کہ "جو جی چاہے کرو میں نے تمہیں معاف کر دیا" عمرو بن دینار نے فرمایا کہ حاطب بن ابی بلتعہ ہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی کہ "اے ایمان والو! تم اپنے اور میرے دشمن کو دوست نہ بنا لینا" سفیان نے کہا کہ مجھے اس کا علم نہیں کہ یہ آیت بھی حدیث کا ایک ٹکڑا ہے یا یہ عمرو بن دینار کا قول ہے۔

ہم سے علی نے حدیث بیان کی کہ سفیان بن عیینہ سے حاطب بن ابی بلتعہؓ کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا آیت "لاتتخذ واعدوی" انہیں کے بارے میں نازل ہوئی تھی؟ سفیان نے فرمایا کہ لوگوں کی روایت میں تو یونہی ہے لیکن میں نے عمرو کے واسطہ سے جو حدیث یاد کی اس میں سے ایک حرف بھی میں نے چھوڑا اور میرا خیال ہے کہ عمرو سے میرے سوا کسی اور نے یہ حدیث یاد نہیں کی ہوگی۔

باب قوله إذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ

← حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رضی الله عنها زَوْجَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَمْتَحِنُ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ بِهَذِهِ الآيَةِ ، بِقَوْلِ اللَّهِ (يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ) إِلَى قَوْلِهِ (غَفُورٌ رَحِيمٌ) قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَمَنْ أَقَرَّ بِهَذَا الشَّرْطِ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ قَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَدْ بَايَعْتُكِ كَلاَمًا وَلاَ وَاللَّهِ مَا مَسَّتْ يَدُهُ يَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ فِي الْمُبَايَعَةِ ، مَا يُبَايِعُهُنَّ إِلاَّ بِقَوْلِهِ قَدْ بَايَعْتُكِ عَلَى ذَلِكَ تَابَعَهُ يُونُسُ وَمَعْمَرٌ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ إِسْحَاقُ بْنُ رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ

ترجمہ۔ ہم سے اسحاق نے حدیث بیان کی ان سے یعقوب بن ابراہیم نے حدیث بیان کی، ان سے ان کے بھتیجے ابن شہاب نے اپنے چچا محمد بن مسلم کے واسطے سے انہیں عروہ نے خبر دی اور انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ عائشہؓ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے نازل ہونے کے بعد ان مومن عورتوں کا امتحان لیا کرتے تھے جو ہجرت کر کے مدینہ آتی تھیں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تھا کہ "اے نبی! جب آپ سے مسلمان عورتیں بیعت کرنے کیلئے آئیں۔۔ غفور رحیم تک۔ عروہؓ نے بیان کیا کہ عائشہؓ نے فرمایا چنانچہ جو عورت اس شرط (آیت میں مذکور یعنی ایمان وغیرہ) کا اقرار کر لیتی تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سے فرماتے کہ میں نے تمہاری بیعت قبول کر لی (زبانی) اور ہرگز نہیں اللہ گواہ ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ نے کسی عورت کا ہاتھ بیعت لیتے وقت کبھی نہیں چھوا، صرف آپ ان سے زبانی بیعت لیتے تھے کہ ان چیزوں (آیت میں مذکور) پر قائم رہنا اس روایت کی متابعت یونس، معمر اور عبدالرحمٰن بن اسحاق نے زہری کے واسطہ سے کی اور اسحاق بن راشد نے زہری کے واسطہ سے بیان کیا کہ ان سے عروہ اور عمرہ بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا۔

تشریح حدیث

ولا واللّٰه ما مَسَّتْ يَدُه يد امْرَأةٍ قطُّ فِي الْمبايعةِ

"خدا کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ نے کسی عورت کے ہاتھ کو بیعت لینے میں کبھی نہیں چھویا" بظاہر یوں لگتا

ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت کی تردید کرنا چاہتی ہیں جس میں ہے کہ "فَمَدَّ یدہ من خارج البیت' ومددنا ایدینا من داخل البیت ثم قال: اَللّٰھُمَّ اشھد" اسی طرح اگلے باب میں روایت آرہی ہے اس میں ہے "فقبضت امرأۃ یدھا" جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں بیعت کرتے وقت ہاتھ بڑھاتی تھیں۔

بظاہر دونوں روایات میں تعارض ہے۔ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول تو وہی تھا جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے روایت باب میں بیان فرمایا۔ اُم عطیہ رضی اللہ عنہا کی پہلی روایت کی یہ توجیہ کی گئی ہے کہ "مد الایدی" سے بیعت کے وقوع کی طرف اشارہ ہے' مصافحہ مراد نہیں۔ ان کی دوسری روایت میں "قبض ید" سے مراد یہ ہے کہ بیعت کو اس نے مؤخر کردیا۔

بعض نے کہا کہ اصل میں ایک کپڑا ہوتا تھا۔ ایک طرف سے آپ پکڑ لیا کرتے تھے اور دوسری طرف بیعت کرنے والی خواتین پکڑ لیا کرتی تھیں' پھر بیعت لیتے تھے۔ چنانچہ ابوداؤد نے "مراسیل" میں شعبی سے اس مفہوم کی روایت نقل کی ہے۔

ابن اسحاق نے مغازی میں صالح بن ابان سے روایت کی ہے۔ اس میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت اس طرح کی کہ ہاتھ مبارک برتن میں ڈالا اور عورت نے بھی اس میں ہاتھ ڈالا تو اس طرح بیعت فرمایا۔

باب قوله إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ

← حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رضي الله عنها قَالَتْ بَايَعْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقَرَأَ عَلَيْنَا (أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا) وَنَهَانَا عَنِ النِّيَاحَةِ ، فَقَبَضَتِ امْرَأَةٌ يَدَهَا فَقَالَتْ أَسْعَدَتْنِي فُلَانَةُ أُرِيدُ أَنْ أَجْزِيَهَا فَمَا قَالَ لَهَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم شَيْئًا فَانْطَلَقَتْ وَرَجَعَتْ فَبَايَعَهَا

ترجمہ۔ ہم سے ابومعمر نے حدیث بیان کی ان سے عبدالوارث نے حدیث بیان کی' انسے ایوب نے حدیث بیان کی' ان سے حفصہ بنت سیرین نے اور ان سے ام عطیہ ؓ نے بیان کیا کہ ہم نے رسول سے بیعت کی تو آپ نے ہمارے سامنے اس آیت کی تلاوت کی "اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گی" اور ہمیں نوحہ (یعنی میت پر زور زور سے رونا پیٹنا) کرنے سے منع فرمایا' آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ممانعت پر ایک عورت (عطیہ ؓ) نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور عرض کی کہ فلاں عورت نے نوحہ میں میری مدد کی تھی۔ میں چاہتی ہوں کہ اس کا بدلہ چکا آؤں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ چنانچہ وہ گئیں اور پھر دوبارہ آکر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔

تشریح حدیث

حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بیعت کرتے ہوئے نوحہ سے منع کیا تو ایک عورت نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور کہنے لگی "اسعدتنی فلانۃ ارید ان اجزیھا" فلاں عورت نے نوحہ میں میری مدد کی تھی میں چاہتی ہوں کہ اس کا بدلہ دوں...... اسعاد کے معنی ہیں "قیام المرأۃ مع الاخریٰ فی النیاحۃ" چنانچہ وہ گئی اور نوحہ

کر کے واپس آئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو کچھ نہیں کہا اور بیعت کر لیا۔

یہاں اشکال ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُم عطیہ رضی اللہ عنہا کو نوحہ کا بدلہ چکانے کی اجازت کس طرح دی جبکہ نوحہ حرام ہے؟ اس کا سب سے بہتر جواب یہ ہے کہ نوحہ ابتداء میں مباح تھا، پھر مکروہ تنزیہی ہوا اور پھر حرام ہوا۔ مذکورہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب حرمت کا حکم نہیں آیا تھا صرف کراہت تنزیہی کا حکم تھا۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ سَمِعْتُ الزُّبَيْرَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ ﴾ قَالَ إِنَّمَا هُوَ شَرْطٌ شَرَطَهُ اللّٰهُ لِلنِّسَاءِ.

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن محمد نے حدیث بیان کی ان سے وہب بن جریر نے حدیث بیان کی، کہا کہ ہم سے میرے والد نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے زبیر سے سنا، انہوں نے عکرمہ سے، انہوں نے ابن عباسؓ سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد "اور مشروع باتوں میں آپ کی نافرمانی نہ کریں گی" کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ یہ بھی ایک شرط تھی جسے اللہ تعالیٰ نے (آنحضور سے بیعت کے وقت) عورتوں کے لئے ضروری قرار دیا تھا۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنَاهُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو إِدْرِيسَ سَمِعَ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ رضي الله عنه قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ أَتُبَايِعُونِي عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَلَا تَزْنُوا وَلَا تَسْرِقُوا وَقَرَأَ آيَةَ النِّسَاءِ وَأَكْثَرُ لَفْظِ سُفْيَانَ قَرَأَ الْآيَةَ فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَعُوقِبَ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْهَا شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ فَسَتَرَهُ اللّٰهُ فَهُوَ إِلَى اللّٰهِ، إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ ﴾ تَابَعَهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ فِي الْآيَةِ

ترجمہ۔ ہم سے علی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی، کہا کہ ہم سے زہری نے حدیث بیان کی، کہا کہ مجھ سے ابوادریس نے حدیث بیان کی اور انہوں نے عبادہ بن صامتؓ سے سنا آپ نے بیان کیا کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم مجھ سے اس بات پر بیعت کرو گے کہ "اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ گے اور نہ زنا کرو گے اور نہ چوری کرو گے۔" آپ نے سورۃ النساء کی آیتیں پڑھیں۔ سفیان اکثر صرف "الآیۃ" کہا کرتے تھے۔ پھر تم میں سے جو شخص اس عہد کو پورا کرے گا تو اس کا اجر اللہ پر ہے اور جو کوئی ان میں سے کسی عہد کی خلاف ورزی کر بیٹھا اور اس پر اسے سزا بھی مل گئی تو سزا اس کیلئے کفارہ بن جائے گی لیکن کسی نے اپنے عہد کے خلاف کیا اور اللہ نے اسے چھپالیا تو وہ اللہ کے حوالے ہے، اللہ چاہے تو اسے اس پر عذاب دے اور اگر چاہے معاف کر دے۔ اس روایت کی متابعت عبدالرزاق نے معمر کے واسطے سے کی۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ وَأَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ مُسْلِمٍ أَخْبَرَهُ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ شَهِدْتُ الصَّلَاةَ يَوْمَ الْفِطْرِ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَكُلُّهُمْ يُصَلِّيهَا قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ يَخْطُبُ بَعْدُ، فَنَزَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ حِينَ يُجَلِّسُ الرِّجَالَ بِيَدِهِ، ثُمَّ أَقْبَلَ يَشُقُّهُمْ حَتَّى أَتَى النِّسَاءَ مَعَ بِلَالٍ فَقَالَ ﴿ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ

أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ) حَتَّى فَرَغَ مِنَ الْآيَةِ كُلِّهَا ثُمَّ قَالَ حِينَ فَرَغَ أَنْتُنَّ عَلَى ذَلِكَ وَقَالَتِ امْرَأَةٌ وَاحِدَةٌ لَمْ يُجِبْهُ غَيْرُهَا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ ، لَا يَدْرِي الْحَسَنُ مَنْ هِيَ قَالَ فَتَصَدَّقْنَ وَبَسَطَ بِلَالٌ ثَوْبَهُ فَجَعَلْنَ يُلْقِينَ الْفَتَخَ وَالْخَوَاتِيمَ فِي ثَوْبِ بِلَالٍ

ترجمہ۔ہم سے محمد بن عبدالرحیم نے حدیث بیان کی ان سے ہارون بن معروف نے حدیث بیان کی اور ان سے عبداللہ بن وہب نے حدیث بیان کی بیان کیا کہ مجھے ابن جریج نے خبر دی انہیں حسن بن مسلم نے خبر دی۔انہیں طاؤس نے اور ان سے ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر عمر اور عثمانؓ کے ساتھ عید الفطر کی نماز پڑھی ہے تمام حضرات نے نماز خطبہ سے پہلے پڑھی اور خطبہ بعد میں دیا (ایک مرتبہ خطبہ سے فارغ ہونے کے بعد) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اترے گویا اب بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم میری نظروں کے سامنے ہیں جب آپ لوگوں کو اپنے ہاتھ کے اشارے سے بٹھا رہے تھے پھر آپ صف چیرتے ہوئے آگے بڑھے اور وہاں تشریف لائے جہاں عورتیں تھیں بلال آپ کے ساتھ تھے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی "اے نبی جب مسلمان عورتیں آپ کے پاس آئیں کہ آپ سے ان باتوں پر بیعت کریں کہ اللہ کے ساتھ نہ کسی کو شریک کریں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری کریں گی اور نہ اپنے بچوں کو قتل کریں گی اور نہ کوئی بہتان لائیں گی جسے اپنے ہاتھ اور پاؤں کے درمیان گھڑ لیں آپ نے پوری آیت آخر تک پڑھی جب آپ آیت پڑھ چکے تو فرمایا تم ان شرائط پر قائم رہنے کا اقرار کرتی ہو؟ ان میں سے ایک عورت نے جواب دیا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سوا اور کسی عورت نے کوئی بات نہیں کہی حسن کو ان عورت کا نام معلوم نہیں تھا بیان کیا کہ پھر عورتوں نے صدقہ دینا شروع کیا اور بلالؓ نے اپنا کپڑا پھیلایا عورتیں بلالؓ کے کپڑے میں چھلے اور انگوٹھیاں ڈالنے لگیں۔

سورة الصّفّ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ (مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللَّهِ) مَنْ يَتْبَعُنِي إِلَى اللَّهِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (مَرْصُوصٌ) مُلْصَقٌ بَعْضُهُ بِبَعْضٍ وَقَالَ غَيْرُهُ بِالرَّصَاصِ

مجاہد نے فرمایا کہ "من انصاری الی اللہ" یعنی اللہ کے راستہ میں میری کون اتباع کرے گا ابن عباسؓ نے فرمایا کہ "مرصوص" یعنی اس کا بعض حصہ بعض سے جڑا ہوا غیر ابن عباس نے کہا کہ یہ "رصاص" (بمعنی سیسہ) سے ماخوذ ہے۔

باب قَوْلُهُ تَعَالَى يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ إِنَّ لِي أَسْمَاءً ، أَنَا مُحَمَّدٌ ، وَأَنَا أَحْمَدُ ، وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي يَمْحُو اللَّهُ بِيَ الْكُفْرَ ، وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمِي ، وَأَنَا الْعَاقِبُ

ترجمہ۔ہم سے ابوالیمان نے حدیث بیان کی ان کو شعیب نے خبر دی ان سے زہری نے بیان کیا انہیں محمد بن جبیر

بن مطعم نے خبر دی اور ان سے ان کے والد جبیر بن مطعمؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ میرے کئی نام ہیں میں محمد ہوں' میں احمد ہوں' میں ماحی ہوں کہ جس کے ذریعہ اللہ تعالی کفر کو مٹادے گا اور میں حاشر ہوں کہ اللہ تعالی سب کو حشر میں میرے بعد جمع کریگا اور میں عاقب ہوں۔

سورةُ الجُمعةِ

باب قَوْلُهُ وَ آخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ

وَقَرَأَ عُمَرُ فَامْضُوا إِلَى ذِكْرِ اللهِ

← حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلالٍ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضى الله عنه قَالَ كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَأُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْجُمُعَةِ (وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ) قَالَ قُلْتُ مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللهِ فَلَمْ يُرَاجِعْهُ حَتَّى سَأَلَ ثَلاثًا ، وَفِينَا سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ ، وَضَعَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَدَهُ عَلَى سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ لَوْ كَانَ الإِيمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهُ رِجَالٌ أَوْ رَجُلٌ مِنْ هَؤُلاءِ

ترجمہ۔ مجھ سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے سلیمان بن بلال نے حدیث بیان کی ان سے ثور نے ان سے ابوالغیث نے اور ان سے ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ سورۃ الجمعۃ کی یہ آیتیں نازل ہوئیں اور دوسروں کے لیے بھی ان میں سے جو ابھی ان میں شامل نہیں ہوئے ہیں (آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ہادی اور معلم ہیں) بیان کیا کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ! یہ دوسرے کون لوگ ہیں؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی جواب نہیں دیا آخر یہی سوال تین مرتبہ کیا مجلس میں سلمان فارسیؓ بھی تھے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر ہاتھ رکھ کر فرمایا اگر ایمان ثریا پر بھی ہوگا تو ان کی قوم کے کچھ لوگ یا (آنحضور نے فرمایا کہ) ایک شخص اسے پالے گا۔

تشریح حدیث

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ "لو کان الایمان عند الثریا لناله رجال" کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس سے حضرات محدثین مراد ہیں۔ حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس سے عجم میں دین کی خدمت کرنے والے بڑے بڑے علماء مراد ہیں جن میں حضرات فقہاء' محدثین اور خصوصاً ارباب صحاح داخل ہیں لیکن یہ اس صورت میں ہے جب روایت میں جمع کا صیغہ (رجال) ہو مگر بعض روایات میں "رجل" مفرد کا صیغہ وارد ہوا ہے۔ علماء نے کہا کہ اس سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مراد ہیں۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "تبييض الصَّحِيفَة" میں ارشاد فرمایا ہے کہ اس میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے لیے بشارت ہے۔

مولانا وحید الزمان نے اس کا انکار کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تو کابل کے رہنے والے تھے اور کابل ہندوستان کا علاقہ شمار ہوتا ہے۔ حدیث میں تو "فارس" کا لفظ آیا ہے۔

اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ کابل کے بعض علاقے بھی فارس کے ساتھ متصل ہیں جیسے ہرات وغیرہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس علاقہ کے رہنے والے ہیں اس لیے بعض علماء نے آپ کو فارسی قرار دیا ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ أَخْبَرَنِي ثَوْرٌ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم لَنَالَهُ رِجَالٌ مِنْ هٰؤُلَاءِ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن عبدالوہاب نے حدیث بیان کی ان سے عبدالعزیز نے حدیث بیان کی انہیں ابوالغیث نے انہیں ابو ہریرہؓ نے اور انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ان کی قوم کے کچھ لوگ اسے پالیں گے (اس روایت میں اظہار شک کے بغیر "رجال" کا لفظ موجود ہے)۔

باب قوله وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً

حَدَّثَنِي حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ وَعَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضي الله عنهما قَالَ أَقْبَلَتْ عِيرٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَنَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَثَارَ النَّاسُ إِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ (وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا)

ترجمہ۔ مجھ سے حفص بن عمر نے حدیث بیان کی ان سے خالد بن عبداللہ نے حدیث بیان کی ان سے حصین نے حدیث بیان کی ان سے سالم بن ابی الجعد نے اور ابوسفیان نے جابر بن عبداللہؓ کے واسطے سے آپ نے بیان کیا کہ جمعہ کے دن سامان تجارت لیے ہوئے اونٹ آئے ہم اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے انہیں دیکھ کر سوا بارہ افراد کے سب لوگ ادھر ہی دوڑ پڑے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ اور (بعض لوگوں سے) جب کبھی ایک سودے یا تماشہ کی چیز کو دیکھا تو اس کی طرف دوڑتے ہوئے بکھر گئے۔

سورة الْمُنَافِقِين

باب قَوْلِهِ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللّٰهِ إِلَى لَكَاذِبُونَ

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ كُنْتُ فِي غَزَاةٍ فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أُبَيٍّ يَقُولُ لَا تُنْفِقُوا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ حَتَّى يَنْفَضُّوا مِنْ حَوْلِهِ وَلَوْ رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِهِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَمِّي أَوْ لِعُمَرَ فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَدَعَانِي فَحَدَّثْتُهُ فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُبَيٍّ وَأَصْحَابِهِ فَحَلَفُوا مَا قَالُوا فَكَذَّبَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَصَدَّقَهُ فَأَصَابَنِي هَمٌّ لَمْ يُصِبْنِي مِثْلُهُ قَطُّ، فَجَلَسْتُ فِي الْبَيْتِ فَقَالَ لِي عَمِّي مَا أَرَدْتَ إِلَى أَنْ كَذَّبَكَ رَسُولُ اللّٰهِ

صلی اللہ علیہ وسلم ومقتک فأنزل اللہ تعالیٰ (إذا جاء ک المنافقون) فبعث إلیّ النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم فقرأ فقال إن اللہ قد صدقک یا زید

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن رجاء نے حدیث بیان کی ان سے اسرائیل نے حدیث بیان کی ان سے ابواسحاق نے اور ان سے زید بن ارقمؓ نے بیان کیا کہ میں ایک غزوہ میں تھا اور میں نے (منافقوں کے سردار) عبداللہ بن ابی کو کہتے سنا کہ جولوگ رسول کے پاس جمع ہیں ان پر خرچ نہ کرو تا کہ وہ خود ہی منتشر ہو جائیں اس لیے یہ بھی کہا کہ اب اگر ہم مدینہ لوٹ کر جائیں گے تو غلبہ والا وہاں سے مغلوبوں کو نکال باہر کرے گا میں نے اس کا ذکر اپنے چچا (سعد بن عبادہ انصاریؓ) سے کیا یا عمرؓ سے (اس کا ذکر کیا راوی کو شک تھا) انہوں نے اس کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا میں نے تمام تفصیلات آپؐ کو سنادیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو بلا بھیجا انہوں نے قسم کھالی کہ انہوں نے اس طرح کی کوئی بات نہیں کہی تھی اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میری تکذیب فرمادی اور ان کی تصدیق کی مجھے اس واقعہ کا اتنا صدمہ ہوا کہ کبھی نہ ہوا تھا پھر میں گھر میں بیٹھ رہا میرے چچا نے کہا کہ میرا خیال نہیں تھا کہ حضور اکرم تمہاری تکذیب کریں گے اور تم پر ناراض ہوں گے پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی "جب منافق آپ کے پاس آتے ہیں اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلوایا اور اس آیت کی تلاوت کی اور فرمایا زید اللہ تعالیٰ نے تمہاری تصدیق کردی ہے۔

باب قوله اتخذوا أیمانهم جنة یجتنون بها

حدثنا آدم بن أبی إیاس حدثنا إسرائیل عن أبی إسحاق عن زید بن أرقم رضی اللہ عنہ قال کنت مع عمی فسمعت عبد اللہ بن أبیّ ابن سلول یقول لا تنفقوا علی من عند رسول اللہ حتی ینفضوا وقال أیضا لئن رجعنا إلی المدینة لیخرجن الأعز منها الأذل فذکرت ذلک لعمی فذکر عمی لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فأرسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إلی عبد اللہ بن أبیّ وأصحابه ، فحلفوا ما قالوا ، فصدقهم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکذبنی ، فأصابنی همّ لم یصبنی مثله ، فجلست فی بیتی ، فأنزل اللہ عز وجل (إذا جاء ک المنافقون) إلی قوله (هم الذین یقولون لا تنفقوا علی من عند رسول اللہ) إلی قوله (لیخرجن الأعز منها الأذل) فأرسل إلیّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقرأها علیّ ثم قال إن اللہ قد صدقک

ترجمہ۔ ہم سے آدم بن ابی ایاس نے حدیث بیان کی ان سے اسرائیل نے حدیث بیان کی ان سے ابواسحاق نے اور ان سے زید بن ارقمؓ نے بیان کیا کہ میں اپنے چچا کے ساتھ تھا میں نے عبداللہ بن ابی بن سلول کو کہتے سنا کہ جولوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہیں ان پر خرچ مت کرو تا کہ وہ ان کے پاس سے منتشر ہو جائیں یہ بھی کہا کہ اگر اب ہم مدینہ لوٹ کر جائیں گے تو غلبہ والا وہاں سے مغلوبوں کو نکال باہر کرے گا میں نے اس کی یہ بات چچا سے آکر کہی اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو بلوایا انہوں نے قسم کھالی کہ ایسی کوئی بات انہوں نے نہیں کہی تھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کی تصدیق اور میری تکذیب فرما دی مجھے اس حادثہ کا اتنا صدمہ پہنچا کہ ایسا کبھی نہیں پہنچا ہوگا میں گھر کے اندر بیٹھ گیا پھر اللہ نے یہ آیت نازل کی جب منافق

آپ کے پاس آتے ہیں ارشاد "یہی لوگ تو کہتے ہیں کہ جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہیں ان پر خرچ مت کرو اور ارشاد "غلبہ والا وہاں سے مغلوبوں کو نکال باہر کرے گا تک آنحضور نے مجھے بلوایا اور میرے سامنے اس آیت کی تلاوت کی پھر فرمایا اللہ نے تمہاری تصدیق کردی۔

باب قَوْلِهِ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا فَطُبِعَ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ

⬅ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ كَعْبٍ الْقُرَظِيَّ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ رضی الله عنه قَالَ لَمَّا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ لَا تُنْفِقُوا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ وَقَالَ أَيْضًا لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ أَخْبَرْتُ بِهِ النَّبِيَّ صلی الله علیه وسلم فَلَامَنِي الْأَنْصَارُ، وَحَلَفَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ مَا قَالَ ذٰلِكَ، فَرَجَعْتُ إِلَى الْمَنْزِلِ فَنِمْتُ فَدَعَانِي رَسُولُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم فَأَتَيْتُهُ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ صَدَّقَكَ وَنَزَلَ (هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تُنْفِقُوا) الْآيَةَ وَقَالَ ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم

ترجمہ۔ ہم سے آدم نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی ان سے حکم نے بیان کیا انہوں نے محمد بن کعب قرظی سے سنا کہا کہ میں نے زید بن ارقمؓ سے سنا آپ نے بیان کیا کہ جب عبداللہ بن ابی بن سلول نے کہا کہ جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہیں ان پر خرچ نہ کرو یہ بھی کہا کہ اب اگر ہم مدینہ واپس گئے تو ہم میں سے غالب مغلوبوں کو نکال باہر کرے گا تو میں نے یہ خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچائی اس پر انصار نے مجھے ملامت کی اور عبداللہ بن ابی نے قسم کھالی کہ اس نے یہ بات نہیں کہی تھی پھر میں گھر واپس آ گیا اور سو گیا اس کے بعد مجھے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے طلب فرمایا اور میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری تصدیق کردی ہے اور یہ آیت نازل ہوئی ہے کہ "اور یہی وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ نہ خرچ کرو آخر تک۔ اور ابن ابی زائدہ نے اعمش کے واسطہ سے بیان کیا ان سے عمرو نے ان سے ابن ابی لیلیٰ نے اور ان سے زید بن ارقمؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے۔

باب قوله وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ وَإِنْ يَقُولُوا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ كَأَنَّهُمْ خُشُبٌ مُسَنَّدَةٌ يَحْسَبُونَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ أَنّٰى يُؤْفَكُونَ

⬅ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم فِي سَفَرٍ أَصَابَ النَّاسَ فِيهِ شِدَّةٌ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ لِأَصْحَابِهِ لَا تُنْفِقُوا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوا مِنْ حَوْلِهِ وَقَالَ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صلی الله علیه وسلم فَأَخْبَرْتُهُ فَأَرْسَلَ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُبَيٍّ فَسَأَلَهُ، فَاجْتَهَدَ يَمِينَهُ مَا فَعَلَ، فَقَالُوا كَذَبَ زَيْدٌ رَسُولَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم فَوَقَعَ فِي نَفْسِي مِمَّا قَالُوا شِدَّةٌ، حَتّٰى أَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ تَصْدِيقِي فِي (إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ) فَدَعَاهُمُ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم لِيَسْتَغْفِرَ لَهُمْ فَلَوَّوْا رُءُوسَهُمْ وقوله (خشب مسندة) قَالَ كَانُوا رِجَالًا أَجْمَلَ شَيْءٍ

ترجمہ۔ ہم سے عمرو بن خالد نے حدیث بیان کی ان سے زہیر بن معاویہ نے حدیث بیان کی ان سے ابواسحاق نے

حدیث بیان کی کہا کہ میں نے زید بن ارقمؓ سے سنا آپ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر (غزوہ تبوک یا بنی المصطلق) میں تھے جس میں لوگوں پر بڑے تنگ اوقات آئے تھے (زاد سفر کی کمی کی وجہ سے) عبداللہ ابن ابی نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ "جو لوگ رسول کے پاس جمع ہیں ان پر کچھ خرچ مت کرو تا کہ وہ ان کے پاس سے منتشر ہو جائیں" اس نے یہ بھی کہا" کہ اگر ہم اب مدینہ لوٹ کر جائیں گے تو غلبہ والا وہاں سے مغلوبوں کو نکال باہر کرے گا" میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کی اس گفتگو کی اطلاع دی تو آپ نے عبداللہ بن ابی کو بلا کر پوچھا اس نے بڑی قسمیں کھا کر کہا کہ میں نے ایسی کوئی بات نہیں کہی لوگوں نے کہا کہ زید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جھوٹ لگایا لوگوں کی اس طرح کی باتوں سے میں بڑا دل گرفتہ ہوا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میری تصدیق فرمائی اور یہ آیت نازل ہوئی "جب آپ کے پاس منافق آتے ہیں" پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلایا تا کہ ان کے لیے مغفرت کی دعا کریں لیکن انہوں نے اپنے سر پھیر لیے زیدؓ نے بیان کیا کہ۔

اللہ تعالیٰ کے ارشاد خشب مسندۃ (سہارے سے لگائی ہوئی لکڑی ان کے لیے اس لیے کہا گیا کہ) وہ بڑے خوبصورت اور اچھے قد و قامت کے تھے۔

باب قَوْلِهِ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ لَوَّوْا رُءُوسَهُمْ وَرَأَيْتَهُمْ يَصُدُّونَ وَهُمْ مُسْتَكْبِرُونَ

حَرَّكُوا اسْتَهْزَءُوا بِالنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَيُقْرَأُ بِالتَّخْفِيفِ مِنْ لَوَيْتُ

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَمِّي فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أُبَيٍّ ابْنَ سَلُولَ يَقُولُ لَا تُنْفِقُوا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّى يَنْفَضُّوا، وَلَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعَمِّي، فَذَكَرَ عَمِّي لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم (فَدَعَانِي فَحَدَّثْتُهُ، فَأَرْسَلَ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُبَيٍّ وَأَصْحَابِهِ فَحَلَفُوا مَا قَالُوا، وَكَذَّبَنِي النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم) وَصَدَّقَهُمْ، فَأَصَابَنِي غَمٌّ لَمْ يُصِبْنِي مِثْلُهُ قَطُّ، فَجَلَسْتُ فِي بَيْتِي وَقَالَ عَمِّي مَا أَرَدْتَ إِلَى أَنْ كَذَّبَكَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَمَقَتَكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى (إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ) وَأَرْسَلَ إِلَيَّ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَقَرَأَهَا وَقَالَ إِنَّ اللَّهَ قَدْ صَدَّقَكَ

ترجمہ۔ ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ نے حدیث بیان کی ان سے اسرائیل نے حدیث بیان کی ان سے ابواسحاق نے اور ان سے زید بن ارقمؓ نے بیان کیا کہ میں اپنے چچا کے ساتھ تھا میں نے عبداللہ بن ابی بن سلول کو کہتے سنا کہ جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہیں ان پر کچھ خرچ نہ کرو تا کہ وہ منتشر ہو جائیں اور اگر اب ہم مدینہ واپس لوٹیں گے تو ہم میں سے جو غالب ہیں وہ مغلوبوں کو نکال باہر کر دے گا میں نے اس کا ذکر اپنے چچا سے کیا اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا میں نے آپ کو پورا قصہ بتلایا تو آپ نے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو بلایا انہوں نے قسم اٹھا کر کہا کہ ہم نے یہ نہیں کہا اور مجھے جھٹلایا جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کی تصدیق

کر دی تو مجھے اس کا اتنا صدمہ ہوا کہ پہلے کبھی کسی بات پر نہ ہوا ہوگا میں اپنے گھر میں بیٹھ گیا میرے چچا نے کہا کہ تمہارا کیا مقصد تھا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں جھٹلایا اور تم پر ناراض ہوئے؟ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی "جب منافق آپ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ آپ بے شک اللہ کے رسول ہیں" آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلوا کر اس آیت کی تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری تصدیق کر دی ہے۔

باب قَوْلِهِ سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ لاَ يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ

حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رضی الله عنهما قَالَ كُنَّا فِي غَزَاةٍ قَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً فِي جَيْشٍ فَكَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلاً مِنَ الأَنْصَارِ فَقَالَ الأَنْصَارِيُّ يَا لَلأَنْصَارِ وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ يَا لَلْمُهَاجِرِينَ فَسَمِعَ ذَاكَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ مَا بَالُ دَعْوَى جَاهِلِيَّةٍ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ كَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلاً مِنَ الأَنْصَارِ فَقَالَ دَعُوهَا فَإِنَّهَا مُنْتِنَةٌ فَسَمِعَ بِذَلِكَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُبَيٍّ فَقَالَ فَعَلُوهَا، أَمَا وَاللَّهِ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الأَعَزُّ مِنْهَا الأَذَلَّ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَقَامَ عُمَرُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ دَعْنِي أَضْرِبْ عُنُقَ هَذَا الْمُنَافِقِ فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم دَعْهُ لاَ يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ وَكَانَتِ الأَنْصَارُ أَكْثَرَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ حِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ، ثُمَّ إِنَّ الْمُهَاجِرِينَ كَثُرُوا بَعْدُ قَالَ سُفْيَانُ فَحَفِظْتُهُ مِنْ عَمْرٍو قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ جَابِرًا كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم

ترجمہ۔ ہم سے علی نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی ان سے عمرو نے بیان کیا اور انہوں نے جابر بن عبداللہؓ سے سنا آپ نے بیان کیا کہ ہم ایک غزوہ میں تھے سفیان نے ایک مرتبہ (بجائے غزوہ کے) جیش (لشکر) کا لفظ کہا۔ مہاجرین میں سے ایک صاحب نے انصار کے ایک فرد کو ماردیا انصاری نے کہا کہ یاللانصار اور مہاجری نے کہا یاللمہاجرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی آپ سے سنا اور فرمایا کیا قصہ ہے یہ جاہلیت کی پکار کیسی ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مہاجر نے ایک انصاری کو ماردیا ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس طرح جاہلیت کی پکار کو چھوڑ دو کہ ایک نہایت ناگوار اور بری بات ہے عبداللہ بن ابی نے بھی یہ بات سنی تو کہا اچھا اب یہاں تک نوبت پہنچ گئی خدا کی قسم جب ہم مدینہ لوٹیں گے تو ہم میں سے غالب مغلوبوں کو نکال باہر کرے گا اس کی اطلاع آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پہنچ گئی عمرؓ نے کھڑے ہو کر عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت دیں کہ میں اس منافق کی گردن ماردوں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے چھوڑ دو آئندہ لوگ یہ نہ کہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کو قتل کر دیتا تھا جب مہاجرین مدینہ منورہ آئے تو انصار کی تعداد ان سے زیادہ تھی لیکن بعد میں ان (مہاجرین) کی تعداد زیادہ ہوگئی تھی سفیان نے بیان کیا کہ میں نے یہ حدیث عمرو سے یاد کی عمرو نے بیان کیا کہ میں نے جابرؓ سے سنا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔

باب قَوْلِهِ هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تُنْفِقُوا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّى يَنْفَضُّوا

وَيَتَفَرَّقُوا (وَلِلَّهِ خَزَائِنُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَفْقَهُونَ)

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْفَضْلِ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ حَزِنْتُ عَلَى مَنْ أُصِيبَ بِالْحَرَّةِ فَكَتَبَ إِلَيَّ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ وَبَلَغَهُ شِدَّةُ حُزْنِي يَذْكُرُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَلِأَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ وَشَكَّ ابْنُ الْفَضْلِ فِي أَبْنَاءِ أَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ فَسَأَلَ أَنَسًا بَعْضُ مَنْ كَانَ عِنْدَهُ فَقَالَ هُوَ الَّذِي يَقُولُ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم هَذَا الَّذِي أَوْفَى اللَّهُ لَهُ بِأُذُنِهِ

ترجمہ۔ ہم سے اسماعیل بن عبداللہ نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے حدیث بیان کی ان سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا کہ مجھ سے عبداللہ بن فضل نے حدیث بیان کی اور انہوں نے انس بن مالکؓ سے آپ کا بیان کیا کہ حرہ میں جو لوگ شہید کر دیے گئے تھے ان پر مجھے بڑا صدمہ ہوا زید بن ارقم کو میرے شدت غم کی اطلاع پہنچی تو انہوں نے مجھے لکھا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ اے اللہ انصار کی مغفرت فرما اور ان کے بیٹوں کی بھی مغفرت فرما عبداللہ بن فضل کو اس میں شک تھا کہ آپ نے انصار کے بیٹوں کے بیٹوں کا بھی ذکر کیا تھا یا نہیں انسؓ سے آپ کی مجلس کے حاضرین میں سے کسی نے سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ زید بن ارقم ہی وہ ہیں جن کے سننے کی اللہ تعالیٰ نے تصدیق کی تھی۔

باب قَوْلِهِ يَقُولُونَ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ

حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَفِظْنَاهُ مِنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رضی اللہ عنهما يَقُولُ كُنَّا فِي غَزَاةٍ فَكَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ يَا لَلْأَنْصَارِ وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ يَا لَلْمُهَاجِرِينَ فَسَمَّعَهَا اللَّهُ رَسُولَهُ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَا هَذَا فَقَالُوا كَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ يَا لَلْأَنْصَارِ وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ يَا لَلْمُهَاجِرِينَ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم دَعُوهَا فَإِنَّهَا مُنْتِنَةٌ قَالَ جَابِرٌ وَكَانَتِ الْأَنْصَارُ حِينَ قَدِمَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم أَكْثَرَ، ثُمَّ كَثُرَ الْمُهَاجِرُونَ بَعْدُ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُبَيٍّ أَوَقَدْ فَعَلُوا، وَاللَّهِ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ دَعْنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ أَضْرِبْ عُنُقَ هَذَا الْمُنَافِقِ قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم دَعْهُ لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ

ترجمہ۔ ہم سے حمیدی نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی کہا کہ ہم نے یہ حدیث عمرو بن دینار سے یاد کی انہوں نے بیان کیا کہ میں نے جابر بن عبداللہؓ سے سنا آپ بیان کرتے تھے کہ ہم ایک غزوہ میں تھے مہاجرین کے ایک فرد نے انصار کے ایک صاحب کو مار دیا انصار نے کہا یا للانصار اور مہاجر نے کہا یا للمہاجرین۔ اللہ تعالیٰ نے یہ

اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی سنایا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا بات ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ ایک مہاجر نے ایک انصاری کو مار دیا ہے اس پر انصاری نے کہا کہ یاللانصار اور مہاجر نے کہا کہ یاللمہاجرین آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس طرح پکارنا چھوڑ دو کہ یہ نہایت ناگوار عمل ہے۔ جابرؓ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو شروع میں انصار کی تعداد زیادہ تھی لیکن بعد میں مہاجرین زیادہ ہو گئے تھے عبداللہ بن ابی نے کہا اچھا اب نوبت یہاں تک پہنچ گئی۔ خدا کی قسم اگر اب ہم مدینہ لوٹے تو ہم میں جو غالب ہیں وہ مغلوبوں کو نکال باہر کریں گے عمر بن خطابؓ نے فرمایا یا رسول اللہ! مجھے اجازت مرحمت فرمایئے کہ میں اس منافق کی گردن ماردوں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے چھوڑ دو آئندہ لوگ یہ نہ کہیں کہ محمد (روحی وابی وامی فداہ) اپنے ساتھیوں کو قتل کیا کرتا تھا۔

سورۃُ التَّغَابُنِ

وَقَالَ عَلْقَمَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ (وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهُ) هُوَ الَّذِي إِذَا أَصَابَتْهُ مُصِيبَةٌ رَضِيَ، وَعَرَفَ أَنَّهَا مِنَ اللّٰهِ

علقمہ نے فرمایا کہ آیت "اور جو کوئی اللہ پر ایمان رکھتا ہے وہ اسے راہ دکھا دیتا ہے" سے مراد وہ شخص ہے کہ اگر اس پر کوئی مصیبت آ پڑتی ہے تو اس پر راضی رہتا ہے اور سمجھتا ہے کہ یہ اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

سورۃُ الطَّلَاقِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَبَالَ أَمْرِهَا جَزَاءَ أَمْرِهَا

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رضي الله عنهما أَخْبَرَهُ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ، فَذَكَرَ عُمَرُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَتَغَيَّظَ فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم ثُمَّ قَالَ لِيُرَاجِعْهَا ثُمَّ يُمْسِكْهَا حَتَّى تَطْهُرَ، ثُمَّ تَحِيضَ فَتَطْهُرَ، فَإِنْ بَدَا لَهُ أَنْ يُطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا طَاهِرًا قَبْلَ أَنْ يَمَسَّهَا فَتِلْكَ الْعِدَّةُ كَمَا أَمَرَهُ اللّٰهُ

ترجمہ۔ ہم سے یحییٰ بن بکیر نے حدیث بیان کی ان سے لیث نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے عقیل نے حدیث بیان کی ان سے ابن شہاب نے بیان کیا انہیں سالم نے خبر دی اور انہیں عبداللہ بن عمرؓ نے خبر دی کہ آپ نے اپنی بیوی کو جبکہ وہ حائضہ تھیں طلاق دے دی عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکا ذکر کیا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اس پر بہت غصہ ہوئے اور فرمایا کہ وہ ان سے (اپنی بیوی سے) رجعت کرلیں (لوٹالیں) اور اپنے ساتھ (سابق کی طرح نکاح میں) رکھیں یہاں تک کہ ماہواری سے پاک ہو جائیں پھر ماہواری آئے اور پھر وہ اس سے پاک ہوں اب اگر وہ طلاق دینا مناسب سمجھیں تو اس پاکی (طہر) کے زمانہ میں ان سے ہم بستری سے پہلے طلاق دے سکتے ہیں پس یہی وقت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے (مردوں کو) حکم دیا ہے (کہ اس میں یعنی طہر میں طلاق دیں)۔

تشریح حدیث

حالت حیض میں اگر عورت کو طلاق دی جائے تو کیا اس کا اعتبار کیا جائے گا؟

جمہور اور آئمہ اربعہ کا مسلک یہ ہے کہ حیض میں طلاق دینا حرام ہے لیکن طلاق واقع ہو جائے گی۔ حافظ ابن تیمیہ، علامہ ابن قیم، علامہ ابن حزم اور روافض کا مذہب یہ ہے کہ حیض میں طلاق کا اعتبار نہیں، طلاق واقع نہیں ہوگی۔

جمہور کا استدلال بخاری کتاب الطلاق کی اس روایت سے ہے "قال ابو معمر عن ابن عمرؓ قال حسبت علیّ بتطلیقة"

حافظ ابن تیمیہ وغیرہ ابوداؤد کی اس روایت سے استدلال کرتے ہیں جو انہوں نے ابوالزبیر عن ابن عمر کے طریق سے نقل کی ہے۔ "طلق عبدالله بن عمر امرأتهٗ وهی حائض علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم فسأل عمرؓ رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال ان عبدالله بن عمر طلق امرأتهٗ وهی حائضٌ قال عبدالله فردها علیّ ولم یرها شیئاً" جمہور اس استدلال کے مختلف جوابات دیتے ہیں:

۱۔ پہلا جواب یہ ہے کہ "ولم یرها شیئاً" کا یہ اضافہ ابوالزبیر کا تفرد ہے۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ ابوالزبیر کے علاوہ ان الفاظ کو کسی اور نے روایت نہیں کیا۔ ابن عبدالبر نے ان الفاظ کو منکر قرار دیا۔

۲۔ اگر ان الفاظ کو درست اور ثابت مانا جائے تو حافظ ابن عبدالبر نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہوگا "لم یرها شیئاً مستقیماً لکونها لم تقع علی السنة" یعنی حیض کے زمانہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلاق دینے کو صحیح اقدام نہیں سمجھا۔

باب قوله وَأُولاَتُ الأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا وَأُولاَتُ الأَحْمَالِ وَاحِدُهَا ذَاتُ حَمْلٍ

حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبُو هُرَيْرَةَ جَالِسٌ عِنْدَهُ فَقَالَ أَفْتِنِي فِي امْرَأَةٍ وَلَدَتْ بَعْدَ زَوْجِهَا بِأَرْبَعِينَ لَيْلَةً فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ آخِرُ الأَجَلَيْنِ قُلْتُ أَنَا (وَأُولاَتُ الأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ) قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَا مَعَ ابْنِ أَخِي يَعْنِي أَبَا سَلَمَةَ فَأَرْسَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ غُلاَمَهُ كُرَيْبًا إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ يَسْأَلُهَا فَقَالَتْ قُتِلَ زَوْجُ سُبَيْعَةَ الأَسْلَمِيَّةِ وَهْيَ حُبْلَى، فَوَضَعَتْ بَعْدَ مَوْتِهِ بِأَرْبَعِينَ لَيْلَةً فَخُطِبَتْ فَأَنْكَحَهَا رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم وَكَانَ أَبُو السَّنَابِلِ فِيمَنْ خَطَبَهَا وَقَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ كُنْتُ فِي حَلْقَةٍ فِيهَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى وَكَانَ أَصْحَابُهُ يُعَظِّمُونَهُ، فَذَكَرَ آخِرَ الأَجَلَيْنِ فَحَدَّثْتُ بِحَدِيثِ سُبَيْعَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ فَضَمَّزَ لِي بَعْضُ أَصْحَابِهِ قَالَ مُحَمَّدٌ فَفَطِنْتُ لَهُ فَقُلْتُ إِنِّي إِذًا لَجَرِيءٌ إِنْ كَذَبْتُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ وَهْوَ فِي نَاحِيَةِ الْكُوفَةِ فَاسْتَحْيَا وَقَالَ لَكِنْ عَمُّهُ لَمْ يَقُلْ ذَاكَ فَلَقِيتُ أَبَا عَطِيَّةَ مَالِكَ بْنَ عَامِرٍ فَسَأَلْتُهُ فَذَهَبَ يُحَدِّثُنِي حَدِيثَ سُبَيْعَةَ فَقُلْتُ هَلْ سَمِعْتَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ فِيهَا شَيْئًا فَقَالَ كُنَّا عِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ أَتَجْعَلُونَ عَلَيْهَا التَّغْلِيظَ وَلاَ تَجْعَلُونَ عَلَيْهَا الرُّخْصَةَ لَنَزَلَتْ سُورَةُ النِّسَاءِ

الْقُصْرَى بَعْدَ الطُّولَى (وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ)

ترجمہ۔ ہم سے سعد بن حفص نے حدیث بیان کی ان سے شیبان نے حدیث بیان کی ان سے یحییٰ نے بیان کیا انہیں ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی بیان کیا کہ ایک شخص ابن عباسؓ کے پاس آیا ابو ہریرہؓ بھی آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے آنے والے نے پوچھا کہ آپ مجھے اس عورت کے متعلق مسئلہ بتایئے جس نے اپنے شوہر کی وفات کے چالیس دن بعد بچہ جنا ابن عباسؓ نے فرمایا کہ (متوفی عنہا زوجہا کی) عدت کی دو مدتوں میں جو مدت لمبی ہو اس کی رعایت کرے (ابوسلمہ نے بیان کیا کہ) میں نے عرض کی کہ (قرآن مجید میں تو ان کی عدت کا یہ حکم ہے) "حمل والیوں کی میعاد ان کے حمل کا پیدا ہو جانا ہے" ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ میں اپنے بھتیجے کے ساتھ ہی تھا آپ کی مراد ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے تھی کہ ابن عباسؓ نے اپنے غلام کریب کو ام المومنین ام سلمہؓ کی خدمت میں بھیجا یہی مسئلہ پوچھنے کے لیے ام المومنین نے بتایا کہ سبیعہ اسلمیہؓ کے شوہر (سعد بن خولہؓ) شہید کر دیے گئے تھے وہ اس وقت حاملہ تھیں شوہر کی موت کے چالیس دن بعد انہوں نے بچہ جنا۔ پھر ان کے پاس نکاح کا پیغام پہنچا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نکاح کر دیا ابوالسنابل بھی ان کے پاس پیغام نکاح بھیجنے والوں میں تھے اور سلیمان بن حرب اور ابوالنعمان نے بیان کیا کہ ہم سے حماد بن زید نے حدیث بیان کی ان سے ایوب نے اور ان سے محمد بن سیرین نے بیان کیا کہ میں ایک مجلس میں جس میں عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ بھی تھے موجود تھا ان کے شاگرد ان کی عظمت کرتے تھے پھر انہوں نے دو میں سے آخر والی عدت کا ذکر کیا تو میں نے وہاں سبیعہ بنت الحارث کی حدیث عبداللہ بن عتبہ کے واسطے سے بیان کی بیان کیا کہ اس پر ان کے ایک شاگرد نے ہونٹوں سے سیٹی بجا کر مجھے تنبیہ کی محمد بن سیرین نے بیان کیا کہ میں سمجھ گیا اور کہا کہ عبداللہ بن عتبہ کوفہ میں ابھی موجود ہیں اگر میں ان کی طرف بھی جھوٹ منسوب کرتا ہوں تو بڑی دیدہ دلیری کی بات ہو گی مجھے تنبیہ کرنے والے صاحب اس پر شرمندہ ہو گئے اور عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے فرمایا لیکن ان کے چچا تو یہ بات نہیں کہتے تھے (ابن سیرین نے بیان کیا کہ) پھر میں ابوعطیہ مالک بن عامر سے ملا اور ان سے ۔مسئلہ پوچھا وہ بھی سبیعہ والی حدیث بیان کرنے لگے لیکن میں نے ان سے کہا کہ آپ نے عبداللہ بن مسعودؓ سے بھی اس سلسلہ میں کچھ سنا ہے؟ انہوں نے بیان کیا کہ ہم عبداللہؓ کی خدمت میں حاضر تھے تو آپ نے فرمایا کیا تم اس پر (جس کے شوہر کا انتقال ہو گیا اور وہ حاملہ ہو) عدت کی مدت کو طول دے کر) سختی کرنا چاہتے ہو اور رخصت وسہولت دینے کے لیے تیار نہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء القصری (سورۃ الطلاق) الطولی (سورۃ البقرہ) کے بعد نازل کی اور فرمایا اور حمل والیوں کی میعاد ان کے حمل کا پیدا ہو جانا ہے۔

سُورَةُ التَّحْرِيمِ

باب (يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ

آیت باب کے شان نزول میں اختلاف ہے۔

حدیث باب سے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں شہد استعمال فرمایا

تھا۔ بخاری کتاب الطلاق میں ہے کہ آپ نے شہد کا استعمال حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے ہاں استعمال فرمایا تھا جبکہ ایک اور روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہد کا استعمال حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کے ہاں کیا تھا۔

تعدد روایات کی وجہ سے بعض علماء تو متعدد واقعات کے قائل ہوئے ہیں لیکن قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے محققین کی رائے یہ ہے کہ مذکورہ واقعہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں پیش آیا ہے اس لیے کہ بخاری کی ایک روایت میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے متعلق ہے کہ "وھی التی تسامینی" حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ وہی میرا مد مقابل بننے کی صلاحیت رکھتی تھیں۔ ان کی ایک جماعت تھی اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی دوسری جماعت تھی۔ حضرت سودہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنھن' حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی جماعت سے تعلق رکھتی تھیں اس لیے معلوم یہی ہوتا ہے کہ مذکورہ منصوبہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے مل کر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے خلاف بنایا تھا۔ جیسا کہ یہاں روایت باب میں ہے۔

طبرانی اور ابن مردویہ نے روایت نقل کی ہے کہ مذکورہ آیت حضرت ماریہ قبطیہ کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ ہمبستری کی تھی اور کسی طرح حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو اس کا علم ہو گیا تھا جس پر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے ناگواری کا اظہار فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "ھی علیَّ حرامٌ" اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اکثر حضرات کی رائے یہ ہے کہ مذکورہ آیت حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ میں نازل ہوئی۔ لیکن ان کو جمع کیا جا سکتا ہے کہ ان تمام واقعات کے پیش آنے کے بعد آیت باب نازل ہوئی ہو۔

← حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنِ ابْنِ حَكِيمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما قَالَ فِي الْحَرَامِ يُكَفِّرُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ إِسْوَةٌ حَسَنَةٌ)

ترجمہ۔ ہم سے معاذ بن فضالہ نے حدیث بیان کی ان سے ہشام نے حدیث بیان کی ان سے یحییٰ نے ان سے ابن حکیم نے ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس ؓ نے فرمایا کہ اگر کسی نے اپنے اوپر کوئی چیز حلال حرام کر لی تو اس کا کفارہ دینا ہوگا ابن عباس ؓ نے فرمایا کہ "بیشک تمہارے لیے تمہارے رسول کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔

← حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَشْرَبُ عَسَلاً عِنْدَ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ وَيَمْكُثُ عِنْدَهَا فَوَاطَيْتُ أَنَا وَحَفْصَةُ عَنْ أَيَّتُنَا دَخَلَ عَلَيْهَا فَلْتَقُلْ لَهُ أَكَلْتَ مَغَافِيرَ إِنِّي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ مَغَافِيرَ قَالَ لاَ وَلَكِنِّي كُنْتُ أَشْرَبُ عَسَلاً عِنْدَ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ فَلَنْ أَعُودَ لَهُ وَقَدْ حَلَفْتُ لاَ تُخْبِرِي بِذَلِكَ أَحَدًا

ترجمہ۔ ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے حدیث بیان کی انہیں ہشام بن یوسف نے خبر دی انہیں ابن جریج نے انہیں عطاء نے انہیں عبید بن عمیر نے اور ان سے عائشہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ام المومنین) زینب بنت جحش ؓ کے گھر میں شہد پیتے تھے اور وہاں ٹھہرتے تھے پھر میرا اور حفصہ ؓ کا اس پر اتفاق ہوا کہ ہم میں سے جس کے پاس بھی آنحضور (زینب

بنت جحشؓ کے یہاں سے شہد پی کر آنے کے بعد) داخل ہوں تو وہ کہے کہ کیا آپ نے پیاز کھائی ہے؟ آپ کے منہ سے پیاز کی بو آتی ہے (چنانچہ جب آپ تشریف لائے تو پلان کے مطابق کہا گیا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم بدبو کو بہت ناپسند فرماتے تھے) آپ نے فرمایا میں نے پیاز نہیں کھائی ہے۔ البتہ زینب بنت جحش کے یہاں شہد پیا کرتا تھا لیکن اب ہرگز نہیں پیوں گا۔ میں نے اس کی قسم کھالی ہے لیکن تم کسی سے اس کا ذکر نہ کرنا (اس پر مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی)۔

تشریح حدیث

یعنی کوئی آدمی کسی چیز کو اپنے اوپر حرام قرار دے تو اُسے کفارہ یمین ادا کرنا چاہیے۔ تب وہ چیز اس کے لیے حلال ہوگی۔ یہی مسلک احناف اور حنابلہ کا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالکؒ کا مسلک یہ ہے کہ اگر کسی نے حلال چیز کو اپنے اوپر حرام کر دیا تو اس کا یہ کلام لغو ہوگا اور فضول شمار کیا جائے گا کیونکہ اللہ جل شانہ نے جس شئی کو حلال قرار دیا ہے وہ کسی کے حرام کرنے سے حرام نہیں ہو سکتی۔

باب تَبْتَغِي مَرْضَاةَ أَزْوَاجِكَ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما يُحَدِّثُ أَنَّهُ قَالَ مَكَثْتُ سَنَةً أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَنْ آيَةٍ، فَمَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَسْأَلَهُ هَيْبَةً لَهُ، حَتَّى خَرَجَ حَاجًّا فَخَرَجْتُ مَعَهُ فَلَمَّا رَجَعْتُ وَكُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ عَدَلَ إِلَى الْأَرَاكِ لِحَاجَةٍ لَهُ قَالَ فَوَقَفْتُ لَهُ حَتَّى فَرَغَ ثُمَّ سِرْتُ مَعَهُ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَنِ اللَّتَانِ تَظَاهَرَتَا عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْ أَزْوَاجِهِ فَقَالَ تِلْكَ حَفْصَةُ وَعَائِشَةُ قَالَ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ إِنْ كُنْتُ لَأُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنْ هَذَا مُنْذُ سَنَةٍ، فَمَا أَسْتَطِيعُ هَيْبَةً لَكَ قَالَ فَلَا تَفْعَلْ مَا ظَنَنْتَ أَنَّ عِنْدِي مِنْ عِلْمٍ فَاسْأَلْنِي، فَإِنْ كَانَ لِي عِلْمٌ خَبَّرْتُكَ بِهِ قَالَ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ وَاللّٰهِ إِنْ كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مَا نَعُدُّ لِلنِّسَاءِ أَمْرًا، حَتَّى أَنْزَلَ اللّٰهُ فِيهِنَّ مَا أَنْزَلَ وَقَسَمَ لَهُنَّ مَا قَسَمَ قَالَ فَبَيْنَا أَنَا فِي أَمْرٍ أَتَأَمَّرُهُ إِذْ قَالَتِ امْرَأَتِي لَوْ صَنَعْتَ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَقُلْتُ لَهَا مَا لَكِ وَلِمَا هَا هُنَا فِيمَا تَكَلُّفُكِ فِي أَمْرٍ أُرِيدُهُ فَقَالَتْ لِي عَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ مَا تُرِيدُ أَنْ تُرَاجَعَ أَنْتَ، وَإِنَّ ابْنَتَكَ لَتُرَاجِعُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم حَتَّى يَظَلَّ يَوْمَهُ غَضْبَانَ فَقَامَ عُمَرُ فَأَخَذَ رِدَاءَهُ مَكَانَهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى حَفْصَةَ فَقَالَ لَهَا يَا بُنَيَّةُ إِنَّكِ لَتُرَاجِعِينَ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم حَتَّى يَظَلَّ يَوْمَهُ غَضْبَانَ فَقَالَتْ حَفْصَةُ وَاللّٰهِ إِنَّا لَنُرَاجِعُهُ فَقُلْتُ تَعْلَمِينَ أَنِّي أُحَذِّرُكِ عُقُوبَةَ اللّٰهِ وَغَضَبَ رَسُولِهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَا بُنَيَّةُ لَا يَغُرَّنَّكِ هَذِهِ الَّتِي أَعْجَبَهَا حُسْنُهَا حُبُّ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِيَّاهَا يُرِيدُ عَائِشَةَ قَالَ ثُمَّ خَرَجْتُ حَتَّى دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ لِقَرَابَتِي مِنْهَا فَكَلَّمْتُهَا فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ عَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ دَخَلْتَ فِي كُلِّ شَيْءٍ، حَتَّى تَبْتَغِيَ أَنْ تَدْخُلَ بَيْنَ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَأَزْوَاجِهِ فَأَخَذَتْنِي وَاللّٰهِ أَخْذًا كَسَرَتْنِي عَنْ بَعْضِ مَا كُنْتُ أَجِدُ، فَخَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهَا، وَكَانَ لِي صَاحِبٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِذَا غِبْتُ أَتَانِي بِالْخَبَرِ، وَإِذَا غَابَ كُنْتُ أَنَا آتِيهِ بِالْخَبَرِ، وَنَحْنُ نَتَخَوَّفُ مَلِكًا مِنْ مُلُوكِ غَسَّانَ، ذُكِرَ لَنَا أَنَّهُ يُرِيدُ أَنْ يَسِيرَ إِلَيْنَا، فَقَدِ امْتَلَأَتْ صُدُورُنَا مِنْهُ، فَإِذَا صَاحِبِي الْأَنْصَارِيُّ يَدُقُّ الْبَابَ فَقَالَ افْتَحِ افْتَحْ فَقُلْتُ جَاءَ الْغَسَّانِيُّ فَقَالَ بَلْ أَشَدُّ مِنْ

ذٰلِکَ اعْتَزَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم أَزْوَاجَهُ فَقُلْتُ رَغِمَ أَنْفُ حَفْصَةَ وَعَائِشَةَ فَأَخَذْتُ ثَوْبِی فَأَخْرُجُ حَتّٰی جِئْتُ فَإِذَا رَسُولُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم فِی مَشْرُبَةٍ لَهُ يَرْقَى عَلَيْهَا بِعَجَلَةٍ ، وَغُلَامٌ لِرَسُولِ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم أَسْوَدُ عَلٰى رَأْسِ الدَّرَجَةِ فَقُلْتُ لَهُ قُلْ هٰذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَأَذِنَ لِی قَالَ عُمَرُ فَقَصَصْتُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم هٰذَا الْحَدِيثَ ، فَلَمَّا بَلَغْتُ حَدِيثَ أُمِّ سَلَمَةَ تَبَسَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم وَإِنَّهُ لَعَلٰى حَصِيرٍ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ شَیْءٌ ، وَتَحْتَ رَأْسِهِ وِسَادَةٌ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ ، وَإِنَّ عِنْدَ رِجْلَيْهِ قَرَظًا مَصْبُوبًا ، وَعِنْدَ رَأْسِهِ أَهَبٌ مُعَلَّقَةٌ فَرَأَيْتُ أَثَرَ الْحَصِيرِ فِی جَنْبِهِ فَبَكَيْتُ فَقَالَ مَا يُبْكِيكَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ كِسْرٰى وَقَيْصَرَ فِيمَا هُمَا فِيهِ وَأَنْتَ رَسُولُ اللّٰهِ فَقَالَ أَمَا تَرْضٰى أَنْ تَكُونَ لَهُمُ الدُّنْيَا وَلَنَا الْآخِرَةُ

ترجمہ۔ ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے حدیث بیان کی ان سے سلیمان ابن بلال نے حدیث بیان کی ان سے یحییٰ نے ان سے عبید بن حنین نے کہ آپ نے ابن عباسؓ کو حدیث بیان کرتے ہوئے سنا آپ نے فرمایا ایک آیت کے متعلق عمر بن خطابؓ سے پوچھنے کے لیے ایک سال تک میں گومگو میں مبتلا رہا آپ کا اتنا رعب تھا کہ میں آپ سے نہ پوچھ سکا۔ آخر آپ حج کے لیے گئے تو میں بھی آپ کے ساتھ ہولیا واپسی میں جب ہم راستہ میں تھے تو رفع حاجت کے لیے آپ پیلو کے درختوں میں گئے بیان کیا کہ میں آپ کے انتظار میں کھڑا رہا۔ جب آپ فارغ ہو کر آئے تو پھر میں آپ کے ساتھ چلا اس وقت میں نے کہا امیر المؤمنین امہات المؤمنین میں وہ کون سی دو عورتیں تھیں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے منصوبہ بنایا تھا؟ آپ نے فرمایا کہ حفصہ اور عائشہؓ بیان کیا کہ میں نے عرض کی بخدا میں یہ سوال آپ سے کرنے کے لیے ایک سال سے ارادہ کر رہا تھا لیکن آپ کے رعب کی وجہ سے پوچھنے کی ہمت نہیں ہوئی تھی عمرؓ نے فرمایا ایسا نہ کیا کرو جس مسئلہ کے متعلق تمہارا خیال ہو کہ میرے پاس اس سلسلے میں کوئی علم ہے تو پوچھ لیا کرو۔ اگر میرے پاس واقعی اس کا علم ہوا تو تمہیں بتا دیا کروں گا بیان کیا کہ عمرؓ نے فرمایا اللہ گواہ ہے جاہلیت میں ہماری نظر میں عورتوں کی کوئی حیثیت نہیں تھی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں وہ احکام نازل کیے جو نازل کرنے تھے (یعنی ان کے ساتھ حسن معاشرت اور دوسرے حقوق سے متعلق) اور ان کے حقوق مقرر کیے جو مقرر کرنے تھے فرمایا کہ ایک دن میں سوچ رہا تھا کہ میری بیوی نے مجھ سے کہا کہ بہتر ہے اگر تم اس معاملہ کو فلاں فلاں طرح کرو میں نے کہا تمہارا اس میں کیا کام۔ معاملہ مجھ سے متعلق ہے تم اس میں دخل دینے والی کون ہو میری بیوی نے اس پر کہا حیرت ہے تمہارے اس طرز عمل پر۔ ابن خطاب تم اپنی باتوں کا جواب برداشت نہیں کر سکتے۔ تمہاری لڑکی (حفصہؓ) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیتی ہے ایک دن تو اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ کر دیا تھا۔ عمرؓ کھڑے ہو گئے اور اپنی چادر اوڑھ کر حفصہؓ کے یہاں تشریف لے گئے اور فرمایا بیٹی کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کا جواب دیتی ہو یہاں تک کہ تم نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دن بھر ناراض رکھا۔ حفصہؓ نے عرض کی واللہ ہم آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیتے ہیں (عمرؓ نے فرمایا کہ) میں نے کہا جان لو میں تمہیں اللہ کی سزا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضی سے ڈراتا ہوں بیٹی اس کی وجہ سے دھوکا میں نہ آ جانا جس نے حضور اکرم کی محبت حاصل کر لی ہے آپ کا اشارہ عائشہؓ کی طرف تھا فرمایا پھر میں وہاں سے نکل کر ام المؤمنین ام سلمہؓ کے پاس آیا کیونکہ وہ بھی

میری رشتہ دار تھیں میں نے ان سے بھی گفتگو کی انہوں نے کہا حیرت ہے ابن خطاب آپ ہر معاملہ میں دخل اندازی کرتے ہیں اور اب چاہتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی ازواج کے معاملات میں بھی دخل دیں واللہ انہوں نے میری ایسی گرفت کی کہ میرے غصہ کو توڑ کے رکھ دیا میں ان کے گھر سے باہر نکل آیا میرے ایک انصاری ساتھی تھے جب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر نہ ہوتا تو مجلس کی تمام باتیں مجھ سے آ کر بتایا کرتے تھے اور جب وہ حاضر نہ ہوتے تو میں انہیں آ کر بتایا کرتا تھا اس زمانہ میں ہمیں غسان کے بادشاہ کی طرف سے خطرہ تھا اطلاع ملی تھی کہ وہ ہم پر چڑھائی کا ارادہ کر رہا ہے چنانچہ ہمارے دماغ میں ہر وقت یہی خطرہ منڈلاتا رہتا تھا اچانک میری انصاری ساتھی نے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا کھولو کھولو میں نے کہا معلوم ہوتا ہے غسانی آ گئے انہوں نے کہا بلکہ اس سے بھی زیادہ اہم معاملہ درپیش ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج سے علیحدگی اختیار کر لی ہے میں نے کہا حفصہ اور عائشہ کی ناک غبار آلود ہو چنانچہ میں نے اپنا کپڑا پہنا اور باہر نکل آیا میں جب پہنچا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بالا خانہ میں تشریف رکھتے تھے جس پر سیڑھی سے چڑھا جاتا تھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک حبشی غلام سیڑھی کے سرے پر موجود تھا میں نے کہا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرو کہ عمر بن خطاب آیا ہے اور اندر آنے کی اجازت چاہتا ہے پھر میں نے آنحضور کی خدمت میں پہنچ کر اپنا سارا واقعہ سنایا جب میں ام سلمہؓ کی گفتگو پر پہنچا تو آپ نے تبسم فرمایا اس وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کی ایک چٹائی پر تشریف رکھتے تھے آپ کے جسم مبارک اور اس چٹائی کے درمیان کوئی اور چیز نہیں تھی آپ کے سر کے نیچے ایک چمڑے کا تکیہ تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی پاؤں کی طرف سلم کے پتوں کا ڈھیر تھا اور سر کی طرف مشکیزہ لٹک رہا تھا میں نے چٹائی کے نشانات آپ کے پہلو پر دیکھے تو رو پڑا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کس بات پر رونے لگے میں نے عرض کی یا رسول اللہ قیصر و کسریٰ کو دنیا کا ہر طرح کا آرام و راحت حاصل ہے حالانکہ آپ اللہ کے رسول ہیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ ان کے حصہ میں دنیا ہے اور ہمارے حصہ میں آخرت۔

باب وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا

فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِهِ وَأَظْهَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهُ وَأَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهِ قَالَتْ مَنْ أَنْبَأَكَ هَذَا قَالَ نَبَّأَنِيَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ فِيهِ عَائِشَةُ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم

حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ حُنَيْنٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما يَقُولُ أَرَدْتُ أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَنِ الْمَرْأَتَانِ اللَّتَانِ تَظَاهَرَتَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَمَا أَتْمَمْتُ كَلَامِي حَتَّى قَالَ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ

ترجمہ۔ ہم سے ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ جعفی نے حدیث بیان کی کہا کہ ہم سے علی نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی۔ ان سے یحییٰ بن سعید نے حدیث بیان کی کہا کہ میں نے عبید بن حنین سے سنا انہوں نے بیان کیا کہ میں نے ابن عباسؓ سے سنا آپ بیان کرتے تھے کہ میں نے عمرؓ سے ایک مسئلہ پوچھنے کا ارادہ کیا اور عرض کی امیر المومنین وہ کون دو عورتیں تھیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں منصوبہ بنایا تھا؟ ابھی میں نے اپنی بات پوری بھی نہیں کی تھی کہ آپ نے فرمایا عائشہ اور حفصہ نے۔

باب قَوْلِهٖ إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا

صَغَوْتُ وَأَصْغَيْتُ مِلْتُ ، (لِتَصْغَى) لِتَمِيلَ باب قوله (وَإِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيرٌ) عَوْنٌ (تَظَاهَرُونَ) تَعَاوَنُونَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ (قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ) أَوْصُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَأَدِّبُوهُمْ

صغیت اور اصغیت میلان کے معنی میں آتے ہیں۔ لتصغی ای لتمیل۔

"ظہیر بمعنی عون۔ "تظاهرون" ای تعاونون۔ مجاہد نے فرمایا کہ" قوا انفسکم واهلیکم" اپنے آپ کو اور اپنے گھروں کو اللہ سے تقوی اختیار کرنے کی وصیت کرو اور انہیں ادب سکھاؤ۔

← حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ حُنَيْنٍ يَقُولُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ أَرَدْتُ أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ عَنِ الْمَرْأَتَيْنِ اللَّتَيْنِ تَظَاهَرَتَا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَمَكَثْتُ سَنَةً فَلَمْ أَجِدْ لَهُ مَوْضِعًا ، حَتَّى خَرَجْتُ مَعَهُ حَاجًّا ، فَلَمَّا كُنَّا بِظَهْرَانَ ذَهَبَ عُمَرُ لِحَاجَتِهِ فَقَالَ أَدْرِكْنِي بِالْوَضُوءِ فَأَدْرَكْتُهُ بِالْإِدَاوَةِ ، فَجَعَلْتُ أَسْكُبُ عَلَيْهِ وَرَأَيْتُ مَوْضِعًا فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَنِ الْمَرْأَتَانِ اللَّتَانِ تَظَاهَرَتَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَمَا أَتْمَمْتُ كَلَامِي حَتَّى قَالَ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ

ترجمہ۔ ہم سے حمیدی نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی ان سے یحیٰی بن سعید نے حدیث بیان کی کہا کہ میں نے عبید بن حنین سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے ابن عباسؓ سے سنا آپ نے بیان کیا کہ میں نے عمرؓ سے ان دو عورتوں کے متعلق سوال کرنا چاہا جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پلان بنایا تھا ایک سال میں اسی جستجو میں رہا اور مجھے کوئی موقعہ نہیں ملتا تھا آخر آپ کے ساتھ حج کے لیے نکلا (واپسی میں) جب ہم مقام ظہران میں تھے تو عمرؓ رفع حاجت کے لیے گئے پھر فرمایا میرے لیے وضو کا پانی لاؤ میں ایک برتن میں پانی لایا اور آپ کو وضو کرانے لگا مناسب موقعہ دیکھ کر میں نے عرض کی امیر المومنین۔ وہ دو عورتیں کون ہیں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پلان بنایا تھا ابھی میں نے اپنی بات پوری بھی نہ کی تھی کہ آپ نے فرمایا عائشہ اور حفصہ۔

باب قَوْلِهٖ عَسَى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ مُسْلِمَاتٍ

مُؤْمِنَاتٍ قَانِتَاتٍ تَائِبَاتٍ عَابِدَاتٍ سَائِحَاتٍ ثَيِّبَاتٍ وَأَبْكَارًا

← حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ رضي الله عنه اجْتَمَعَ نِسَاءُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِي الْغَيْرَةِ عَلَيْهِ فَقُلْتُ لَهُنَّ عَسَى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ

ترجمہ۔ ہم سے عمرو بن عون نے حدیث بیان کی ان سے ہشیم نے حدیث بیان کی ان سے حمید نے اور ان سے انسؓ نے بیان کیا کہ عمرؓ نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غیرت دلانے کے لئے مجتمع ہو گئیں تو میں نے ان سے کہا اگر نبی تمہیں طلاق دیدیں تو ان کا پروردگار تمہارے عوض انہیں تم سے بہتر بیویاں دے دیگا۔ چنانچہ آیت نازل ہوئی۔

سورۃ المُلْکِ

اَلتَّفَاوُتُ الاِخْتِلَافُ ، وَالتَّفَاوُتُ وَالتَّفَوُّتُ وَاحِدٌ (تَمَيَّزُ) تَقَطَّعُ (مَنَاكِبِهَا) جَوَانِبِهَا (تَدَّعُونَ) وَتَدْعُونَ مِثْلُ تَذَكَّرُونَ وَتَذْكُرُونَ (وَيَقْبِضْنَ) يَضْرِبْنَ بِأَجْنِحَتِهِنَّ وَقَالَ مُجَاهِدٌ (صَافَّاتٍ) بَسْطُ أَجْنِحَتِهِنَّ ، وَنُفُورٍ اَلْكُفُورُ

"التفاوت" بمعنی الاختلاف "التفاوت" اور "التفوت" ہم معنی ہیں "تمیز" "تقطع" مناکبہا" اے جوانبہا "تدعون" اور تدعون ایک ہی ہیں جیسے تذکرون اور تذکرون۔ "ویقبضن" ای یضربن باجنحتھن اور مجاہد نے فرمایا کہ "صافات" سے مراد ان کے بازوؤں کا پھیلانا ہے "نفور" بمعنی الکفور ہے۔

سورۃ نٓ والقلم

وَقَالَ قَتَادَةُ (حَرْدٍ) جِدٌّ فِي أَنْفُسِهِمْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (لَضَالُّونَ) أَضْلَلْنَا مَكَانَ جَنَّتِنَا وَقَالَ غَيْرُهُ (كَالصَّرِيمِ) كَالصُّبْحِ انْصَرَمَ مِنَ اللَّيْلِ ، وَاللَّيْلِ انْصَرَمَ مِنَ النَّهَارِ ، وَهُوَ أَيْضًا كُلُّ رَمْلَةٍ انْصَرَمَتْ مِنْ مُعْظَمِ الرَّمْلِ ، وَالصَّرِيمُ أَيْضًا الْمَصْرُومُ ، مِثْلُ قَتِيلٍ وَمَقْتُولٍ

ابن عباسؓ نے فرمایا کہ "یتخافتون" بمعنی یتجون ہے۔ رازداری اور آہستہ آہستہ بات کرنا قتادہ کہتے ہیں کہ حرد کے معنی ہے پوری کوشش کرنا۔ ابن عباسؓ نے فرمایا "لضالون" یعنی ہم اپنی جنت کی جگہ بھول گئے غیر ابن عباس نے فرمایا "کالصریم" یعنی اس صبح جیسا جو رات سے کٹ جاتی ہے یا اس رات جیسا جو دن سے کٹ جاتی ہے ہر اس ریت پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے جو ریت کے تودہ سے الگ ہو جائے۔ الصریم بمعنی مصروم بھی استعمال ہے جیسے قتیل بمعنی مقتول۔

باب قوله عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِکَ زَنِيمٍ

حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما (عُتُلٍّ بَعْدَ ذَلِكَ زَنِيمٍ) قَالَ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ لَهُ زَنَمَةٌ مِثْلُ زَنَمَةِ الشَّاةِ

ترجمہ۔ ہم سے محمود نے حدیث بیان کی ان سے عبید اللہ نے حدیث بیان کی ان سے اسرائیل نے ان سے ابو حصین نے ان سے مجاہد نے اور ان سے ابن عباسؓ نے آیت "سخت مزاج ہے اس کے علاوہ بدنسب بھی ہے" کے متعلق فرمایا کہ یہ آیت قریش کے ایک شخص کے متعلق نازل ہوئی تھی (اس کی گردن میں) ایک نشانی تھی۔ جیسے بکری میں نشانی ہوتی ہے (کہ بعض بکریوں میں کوئی عضو زائد ہوتا ہے)۔

تشریح حدیث

بکری کے کان کے ساتھ گوشت کا ایک زائد ٹکڑا اٹکا ہوا ہوتا ہے۔ اسی طرح بعض آدمیوں کے کان کے ساتھ بھی ایک ٹکڑا لٹکا ہوا ہوتا ہے اسے زنمہ کہتے ہیں۔

بعض حضرات نے "له زنمة" سے مراد لیا ہے کہ اس کے ہاتھوں کی چھ انگلیاں تھیں۔

بعض نے کہا کہ زنیم اس آدمی کو کہتے ہیں جو کسی قوم کے ساتھ ملحق ہو اور اس کا فرد نہ ہو جیسے گلے یا کان میں زائد ٹکڑا بے مقصد ہوتا ہے۔ اس طرح وہ آدمی بھی اس قوم میں کسی اہمیت کا مالک نہیں ہوتا۔

یہاں زنیم سے کون مراد ہے؟ یحییٰ بن سلام نے اپنی تفسیر میں کہا کہ اس سے ولید بن المغیرہ مراد ہے۔ بعض نے اسود بن عبد یغوث اور بعض نے اخنس بن شریق کا نام بھی ذکر کیا ہے۔ پہلا قول مشہور ہے۔

زنیم کے معنی بعض سلف کے نزدیک ولد الزنا اور حرام زادے کے ہیں جس کافر کی نسبت یہ آیات نازل ہوئیں وہ ایسا ہی تھا۔

حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ الْخُزَاعِيَّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ كُلُّ ضَعِيفٍ مُتَضَعِّفٍ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَأَبَرَّهُ، أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ

ترجمہ۔ ہم سے ابو نعیم نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی۔ ان سے معبد بن خالد نے حدیث بیان کی کہا کہ میں نے حارثہ بن وہب خزاعیؓ سے سنا انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے کیا میں تمہیں اہل جنت کے متعلق نہ بتا دوں وہ دیکھنے میں کمزور و ناتوان پر ہوگا (لیکن اللہ کے یہاں اس کا مرتبہ یہ ہوگا کہ) اگر کسی بات پر اللہ کی قسم کھا لے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور پوری کر دے گا اور کیا میں تمہیں اہل دوزخ کے متعلق نہ بتا دوں۔ ہر بدخو، بوجھل جسم والا اور مغرور۔

باب قوله يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ

حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ يَكْشِفُ رَبُّنَا عَنْ سَاقِهِ فَيَسْجُدُ لَهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ، وَيَبْقَى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ فِي الدُّنْيَا رِيَاءً وَسُمْعَةً، فَيَذْهَبُ لِيَسْجُدَ فَيَعُودُ ظَهْرُهُ طَبَقًا وَاحِدًا

ترجمہ۔ ہم سے آدم نے حدیث بیان کی ان سے لیث نے حدیث بیان کی ان سے خالد بن یزید نے ان سے سعید بن ابی ہلال نے ان سے زید بن اسلم نے ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے ابو سعیدؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ ہمارا رب (قیامت کے دن) اپنی ساق کی تجلی فرمائے گا اس وقت ہر مومن مرد اور ہر مومن عورت اس کے لیے سجدہ میں گر پڑے گی البتہ وہ باقی رہ جائیں گے جو دنیا میں دکھاوے اور شہرت کے لیے سجدہ کرتے تھے اور جب وہ سجدہ کرنا چاہیں گے تو ان کی پیٹھ تختہ ہو جائے گی (اور وہ سجدہ کے لیے مڑ نہ سکیں گے)۔

تشریح حدیث

''جس روز اللہ تعالیٰ کی ساق کی تجلی ظاہر کی جائے گی۔

بعض حضرات نے کہا کہ یہ شدت اور سختی سے کنایہ ہے اور مطلب یہ ہے کہ وہ وقت بہت سخت، کٹھن اور مشکل ہوگا۔

علامہ ابو بکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سے وہ فوائد اور الطاف مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کو بار بار حاصل ہوں گے۔

علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں "اس کا قصہ حدیث شیخین میں اس طرح آیا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ میدان قیامت میں اپنی ساق ظاہر فرمائے گا۔ ساق پنڈلی کو کہتے ہیں اور یہ کوئی خاص صفت یا حقیقت ہے۔ صفات اور حقائق الٰہیہ میں سے جس کو کسی خاص مناسبت سے "ساق" فرمایا ہے جیسے قرآن میں یدٌ وجہ کا لفظ آیا ہے۔ یہ مفہومات متشابہات میں سے کہلاتے ہیں۔ ان پر اسی طرح بلا کیف ایمان رکھنا چاہیے جیسے اللہ کی ذات، وجود، حیات اور سمع و بصر وغیرہ پر ایمان رکھتے ہیں۔

اسی حدیث میں ہے کہ اس تجلی کو دیکھ کر تمام مؤمنین اور مؤمنات سجدہ میں گر پڑیں گے مگر جو شخص ریاء سے سجدہ کرتا تھا۔ اس کی کمر نہیں مڑے گی، تختہ سی ہو کر رہ جائے گی اور جب اہل ریاء و نفاق سجدہ پر قادر نہ ہوں گے تو کفار کا اس پر قادر نہ ہونا تو بطریق اولیٰ معلوم ہو گیا۔ یہ سب کچھ محشر میں اسی لیے کیا جائے گا کہ مؤمن اور کافر مخلص اور منافق صاف طور پر واضح ہو جائیں اور ہر ایک کی اندرونی حالت کا حسی طور پر مشاہدہ ہو جائے۔

سورة الحاقة

(عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ) يُرِيدُ فِيهَا الرِّضَا (الْقَاضِيَةَ) الْمَوْتَةَ الْأُولَى الَّتِي مُتُّهَا لَمْ أُحْيَا بَعْدَهَا (مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ) أَحَدٌ يَكُونُ لِلْجَمْعِ وَلِلْوَاحِدِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (الْوَتِينَ) نِيَاطُ الْقَلْبِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (طَغَى) كَثُرَ ، وَيُقَالُ (بِالطَّاغِيَةِ) بِطُغْيَانِهِمْ ، وَيُقَالُ طَغَتْ عَلَى الْخُزَّانِ كَمَا طَغَى الْمَاءُ عَلَى قَوْمِ نُوحٍ

"عيشة راضية" مرنے کی زندگی "القاضية" یعنی پہلی موت جو مجھے آئی تھی پھر میں اس کے بعد زندہ نہ ہوتا "من احد عنه حاجزين" احد جمع اور واحد دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے ابن عباسؓ نے فرمایا "الوتين" رگ دل کو کہتے ہیں ابن عباسؓ نے فرمایا "طغی" "کثر" "بالطاغية" ان کی سرکشی اور کفر میں زیادتی کی وجہ سے کہا گیا "طغت علی الخزان" یعنی ہوا قابو سے باہر ہو گئی اور قوم ثمود کو ہلاک کر دیا جیسا کہ پانی نوح علیہ السلام کی قوم کے لیے بے قابو ہو گیا تھا۔

سورة سَأَلَ سَائِلٌ الْفَصِيلَةُ أَصْغَرُ آبَائِهِ ، الْقُرْبَى إِلَيْهِ يَنْتَمِي مَنِ انْتَمَى (لِلشَّوَى) الْيَدَانِ وَالرِّجْلَانِ وَالْأَطْرَافُ وَجِلْدَةُ الرَّأْسِ يُقَالُ لَهَا شَوَاةٌ ، وَمَا كَانَ غَيْرَ مَقْتَلٍ فَهُوَ شَوًى ، وَالْعِزُونَ الْجَمَاعَاتُ ، وَوَاحِدُهَا عِزَةٌ

"الفصيلة" یعنی اس کے آباء میں سب سے قریبی جس سے وہ جدا ہوا ہے اور جس کی طرف اس کی نسبت کی جاتی تھی "للشوی" دونوں ہاتھ دونوں پاؤں اطراف بدن اور سر کا چمڑا سب کے لیے "شواۃ" کا لفظ استعمال ہوتا ہے اور جسم انسانی کا ہر وہ حصہ جہاں سے قتل نہ کیا جاتا ہو "شوی" ہے "عزون" یعنی جماعات ہے اس کا واحد عزۃ استعمال ہوتا ہے۔

سورة نوح

(أَطْوَارًا) طَوْرًا كَذَا وَطَوْرًا كَذَا ، يُقَالُ عَدَا طَوْرَهُ أَيْ قَدْرَهُ ، وَالْكُبَّارُ أَشَدُّ مِنَ الْكِبَارِ ، وَكَذَلِكَ جُمَّالٌ وَجَمِيلٌ ، لِأَنَّهَا أَشَدُّ مُبَالَغَةً ، وَكُبَّارٌ الْكَبِيرُ ، وَكُبَارًا أَيْضًا بِالتَّخْفِيفِ ، وَالْعَرَبُ تَقُولُ رَجُلٌ حُسَّانٌ وَجُمَّالٌ وَحُسَانٌ مُخَفَّفٌ وَجُمَالٌ مُخَفَّفٌ (دَيَّارًا) مِنْ دَوْرٍ وَلَكِنَّهُ فَيْعَالٌ مِنَ الدَّوَرَانِ كَمَا قَرَأَ عُمَرُ الْحَيُّ الْقَيَّامُ وَهِيَ مِنْ قُمْتُ وَقَالَ غَيْرُهُ دَيَّارًا أَحَدًا (تَبَارًا) هَلَاكًا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (مِدْرَارًا) يَتْبَعُ بَعْضُهَا بَعْضًا (وَقَارًا) عَظَمَةً

''اطوارا'' یعنی طرح طرح سے بولتے ہیں ''عدا طورہ'' یعنی اپنے مرتبہ سے تجاوز کر گیا ''الکبار'' (بالتشدید) میں ''انکبار'' (بالتخفیف) کے مقابلہ میں شدت پائی جاتی ہے اسی طرح ''جمال'' (بالتشدید) میں ''الکبار'' (بالتخفیف) کے مقابلہ میں شدت پائی جاتی ہے اسی طرح ''جمال'' (بالتشدید) میں جمیل سے زیادہ مبالغہ ہے یہی حال ''کبار'' کا اور کبیر اور کبار (جبکہ تخفیف کے ساتھ ہو) کا بھی ہے عرب بولتے تھے ''رجل حسان و جمال'' اسی طرح تخفیف کے ساتھ ''حسان اور جمال'' بھی ''دیارا'' دور سے مشتق ہے البتہ اگر فیعال کے وزن پر لیا جائے تو یہ دوران سے ہوگا جیسا کہ عمرؓ نے ''الحی القیام'' پڑھا قمت سے ان کے غیر نے کہا کہ ''دیارا'' بمعنی احدا ہے ''تبارا'' ای ھلا کا ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ''مدرارا'' یعنی بعض بعض کے پیچھے ''وقارا'' ای عظمۃ۔

باب وَدًّا وَلاَ سُوَاعًا وَلاَ يَغُوثَ وَيَعُوقَ ونسراً

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَقَالَ عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما صَارَتِ الأَوْثَانُ الَّتِي كَانَتْ فِي قَوْمِ نُوحٍ فِي الْعَرَبِ بَعْدُ ، أَمَّا وُدٌّ كَانَتْ لِكَلْبٍ بِدَوْمَةِ الْجَنْدَلِ ، وَأَمَّا سُوَاعٌ كَانَتْ لِهُذَيْلٍ ، وَأَمَّا يَغُوثُ فَكَانَتْ لِمُرَادٍ ثُمَّ لِبَنِي غُطَيْفٍ بِالْجُرُفِ عِنْدَ سَبَا ، وَأَمَّا يَعُوقُ فَكَانَتْ لِهَمْدَانَ ، وَأَمَّا نَسْرٌ فَكَانَتْ لِحِمْيَرَ ، لآلِ ذِي الْكَلاَعِ أَسْمَاءُ رِجَالٍ صَالِحِينَ مِنْ قَوْمِ نُوحٍ ، فَلَمَّا هَلَكُوا أَوْحَى الشَّيْطَانُ إِلَى قَوْمِهِمْ أَنِ انْصِبُوا إِلَى مَجَالِسِهِمُ الَّتِي كَانُوا يَجْلِسُونَ أَنْصَابًا ، وَسَمُّوهَا بِأَسْمَائِهِمْ فَفَعَلُوا فَلَمْ تُعْبَدْ حَتَّى إِذَا هَلَكَ أُولَئِكَ وَتَنَسَّخَ الْعِلْمُ عُبِدَتْ

ترجمہ۔ ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے حدیث بیان کی انہیں ہشام نے خبر دی انہیں ابن جریج نے اور عطاء نے بیان کیا اور ان سے ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ جو بت نوح علیہ السلام کی قوم میں پوجے جاتے تھے بعد میں وہی عرب میں پوجے جانے لگے تھے ''ود'' دومۃ الجندل میں بنی کلب کا بت تھا ''سواع'' بنی ہذیل کا تھا ''یغوث'' بنی مراد کا تھا۔ اور مراد کی شاخ بنی غطیف کا جو وادی جوف میں قوم سبا کے پاس رہتے تھے ''یعوق'' بنی ہمدان کا بت تھا ''نسر'' حمیر کا بت تھا جو ذوالکلاع کے آل میں تھے یہ پانچوں نوح علیہ السلام کی قوم کے صالح افراد کے نام تھے جب ان کی وفات ہوگئی تو شیطان نے ان کی قوم کے دل میں ڈالا کہ اپنی مجلسوں میں جہاں وہ بیٹھتے تھے بت نصب کر لیں۔ اور ان بتوں کے نام اپنے صالح افراد کے نام پر رکھ لیں چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اس وقت ان بتوں کی عبادت نہیں ہوئی لیکن جب وہ لوگ بھی مر گئے جنہوں نے بت نصب کیے تھے اور صورت حال کا علم لوگوں کو نہ رہا تو ان کی عبادت ہونے لگی۔

سورة قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ

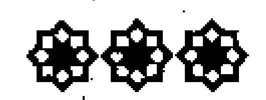
وقال الحسن جدربنا غنا ربنا وقال عكرمه جلال ربنا وقال ابراهيم امرربنا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (لِبَدًا) أَعْوَانًا

حسن نے کہا جد ربنا اور عکرمہ نے کہا جلال ربنا ابراہیم کہتے ہیں کہ امر ربنا ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ''لبدا'' بمعنی اعوانا (مددگار) ہے۔

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ انْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فِي طَائِفَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ عَامِدِينَ إِلَى سُوقِ عُكَاظٍ ، وَقَدْ حِيلَ بَيْنَ الشَّيَاطِينِ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ ،

وَاُرْسِلَتْ عَلَيْهِمُ الشُّهُبُ فَرَجَعَتِ الشَّيَاطِينُ فَقَالُوا مَا لَكُمْ فَقَالُوا حِيلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ وَأُرْسِلَتْ عَلَيْنَا الشُّهُبُ قَالَ مَا حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ إِلَّا مَا حَدَثَ، فَاضْرِبُوا مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا فَانْظُرُوا مَا هَذَا الْأَمْرُ الَّذِي حَدَثَ فَانْطَلَقُوا فَضَرَبُوا مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا يَنْظُرُونَ مَا هَذَا الْأَمْرُ الَّذِي حَالَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ قَالَ فَانْطَلَقَ الَّذِينَ تَوَجَّهُوا نَحْوَ تِهَامَةَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم بِنَخْلَةَ، وَهُوَ عَامِدٌ إِلَى سُوقِ عُكَاظٍ، وَهُوَ يُصَلِّي بِأَصْحَابِهِ صَلَاةَ الْفَجْرِ، فَلَمَّا سَمِعُوا الْقُرْآنَ تَسَمَّعُوا لَهُ فَقَالُوا هَذَا الَّذِي حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ فَهُنَالِكَ رَجَعُوا إِلَى قَوْمِهِمْ فَقَالُوا يَا قَوْمَنَا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ، وَلَنْ نُشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى نَبِيِّهِ صلى الله عليه وسلم (قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِنَ الْجِنِّ) وَإِنَّمَا أُوحِيَ إِلَيْهِ قَوْلُ الْجِنِّ

ترجمہ۔ ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے حدیث بیان کی ان سے ابوعوانہ نے حدیث بیان کی ان سے ابوبشر نے ان سے سعید جبیر نے اوران سے ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے ساتھ سوق عکاظ (مکہ اور طائف کے درمیان ایک وادی جہاں عربوں کا ایک مشہور میلہ لگتا تھا) کا قصد کیا۔ اس زمانہ میں شیاطین تک آسمانوں کی خبروں کے پہنچنے میں رکاوٹ قائم کردی گئی تھی اوران پر شہاب ثاقب چھوڑے جاتے تھے جب شیاطین اپنی قوم کے پاس لوٹ کر آئے تو ان کی قوم نے ان سے پوچھا کہ کیا بات ہوئی؟ انہوں نے بتایا کہ آسمان کی خبروں اور ہمارے درمیان رکاوٹ قائم کردی گئی ہے اور ہم پر شہاب ثاقب چھوڑے گئے ہیں انہوں نے کہا کہ آسمان کی خبروں اور تمہارے درمیان رکاوٹ قائم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ کوئی خاص بات (جیسے نبی کی بعثت) پیش آئی ہے اس لیے روئے زمین کے مشرق و مغرب میں پھیل جاؤ اور پتہ لگاؤ کہ کون سی بات پیش آگئی ہے چنانچہ شیاطین مشرق مغرب میں پھیل گئے تاکہ اس بات کا پتہ لگائیں کہ آسمان کی خبروں کے ان تک پہنچنے میں جو رکاوٹ پیدا کی گئی ہے وہ کس عظیم واقعہ کی بنا پر ہے بیان کیا کہ جو شیاطین اس کھوج میں نکلے تھے ان کا ایک گروہ تہامہ کی طرف بھی آنکلا (جو مکہ معظمہ سے ایک دن کی مسافت پر ہے) جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوق عکاظ کی طرف جاتے ہوئے کھجور کے ایک باغ کے پاس ٹھہرے تھے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت صحابہ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھ رہے تھے جب شیاطین نے قرآن مجید سنا تو اس کی طرف متوجہ ہوگئے پھر انہوں نے کہا کہ یہی ہے وہ جس کی وجہ سے تمہارے اورآسمان کی خبروں کے درمیان رکاوٹ پیدا ہوئی ہے اس کے بعد وہ اپنی قوم کی طرف لوٹ آئے اوران سے کہا (جیسا کہ قرآن نے ان کا قول نقل کیا ہے) ''ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے جو راہ راست بتلاتا ہے سو ہم تو اس پر ایمان لے آئے اور ہم اپنے پروردگار کا شریک کسی کو نہ بنائیں گے'' اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل کی۔ ''آپ کہیے کہ میرے پاس وحی آئی اس بات کی کہ جنات میں سے ایک جماعت نے قرآن سنا''۔ یہی جنوں کا قول (جو اوپر بیان ہوا) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی ہوا تھا۔



سورة الْمُزَّمِّلِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ (وَتَبَتَّلْ) أَخْلِصْ وَقَالَ الْحَسَنُ (أَنْكَالاً) قُيُودًا (مُنْفَطِرٌ بِهِ) مُثْقَلَةٌ بِهِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (كَثِيبًا مَهِيلاً) ، الرَّمْلُ السَّائِلُ (وَبِيلاً) شَدِيدًا

مجاہد نے فرمایا کہ "وتبتل" ای اخلص۔ حسن نے فرمایا "انکالا" ای قیودا "منفطر به" ای مثقلة به۔ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ "کثیبا مهیلا" یعنی ریگ رواں "وبیلا" ای شدیداً۔

سورة الْمُدَّثِّرِ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (عَسِيرٌ) شَدِيدٌ (قَسْوَرَةٍ) رِكْزُ النَّاسِ وَأَصْوَاتُهُمْ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ الْأَسَدُ وَكُلُّ شَدِيدٍ قَسْوَرَةٌ ، (مُسْتَنْفِرَةٌ) نَافِرَةٌ مَذْعُورَةٌ

ابن عباسؓ نے فرمایا کہ "عسیر" ای شدید "قسورة" یعنی لوگوں کا شوروغل۔ ابوہریرہؓ اس کے معنی شیر بتاتے ہیں ہر سخت چیز کو "قسورة" کہہ سکتے ہیں "مستنفرة" ای نافرة مذعورة۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ سَأَلْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَوَّلِ مَا نَزَلَ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ (يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ) قُلْتُ يَقُولُونَ (اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ) فَقَالَ أَبُو سَلَمَةَ سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رضي الله عنهما عَنْ ذَلِكَ وَقُلْتُ لَهُ مِثْلَ الَّذِي قُلْتَ فَقَالَ جَابِرٌ لاَ أُحَدِّثُكَ إِلاَّ مَا حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ جَاوَرْتُ بِحِرَاءٍ ، فَلَمَّا قَضَيْتُ جِوَارِي هَبَطْتُ فَنُودِيتُ فَنَظَرْتُ عَنْ يَمِينِي فَلَمْ أَرَ شَيْئًا ، وَنَظَرْتُ عَنْ شِمَالِي فَلَمْ أَرَ شَيْئًا ، وَنَظَرْتُ أَمَامِي فَلَمْ أَرَ شَيْئًا ، وَنَظَرْتُ خَلْفِي فَلَمْ أَرَ شَيْئًا ، فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَرَأَيْتُ شَيْئًا ، فَأَتَيْتُ خَدِيجَةَ فَقُلْتُ دَثِّرُونِي وَصُبُّوا عَلَيَّ مَاءً بَارِدًا قَالَ فَدَثَّرُونِي وَصَبُّوا عَلَيَّ مَاءً بَارِدًا قَالَ فَنَزَلَتْ (يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ * قُمْ فَأَنْذِرْ * وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ)

ترجمہ۔ ہم سے یحییٰ نے حدیث بیان کی ان سے وکیع نے حدیث بیان کی ان سے علی بن مبارک نے حدیث بیان کی ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے پوچھا کہ قرآن مجید کی کون سی آیت سب سے پہلے نازل ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ "یا ایہا المدثر" میں نے عرض کی کہ لوگ تو کہتے ہیں کہ "اقرا باسم ربک الذی خلق" سب سے پہلے نازل ہوئی تھی۔ ابوسلمہ نے اس پر کہا کہ میں نے جابر بن عبداللہؓ سے اس کے متعلق پوچھا تھا اور جو بات ابھی تم نے مجھ سے کہی وہی میں نے بھی ان سے کہی تھی لیکن جابرؓ نے فرمایا تھا کہ میں تم سے وہی حدیث بیان کرتا ہوں جو ہم سے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی تھی آپ نے فرمایا تھا کہ میں غار حرا میں ایک مدت کے لیے گوشہ نشین تھا جب گوشہ نشینی کے ایام پورے کر کے پہاڑ سے اترا تو مجھے آواز دی گئی۔ میں نے اس آواز پر اپنے دائیں طرف دیکھا لیکن کوئی چیز نہیں دکھائی دی پھر بائیں طرف دیکھا ادھر بھی کوئی چیز نہیں دکھائی دی' سامنے دیکھا ادھر بھی کوئی چیز نہیں دکھائی دی پیچھے کی طرف دیکھا اور ادھر بھی کوئی چیز نہیں دکھائی دی اب میں نے اپنا سر اوپر کی طرف اٹھایا تو مجھے ایک چیز دکھائی دی پھر میں خدیجہؓ کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ مجھے کپڑا اوڑھا دو اور مجھ پر ٹھنڈا (پانی بہاؤ۔ فرمایا کہ پھر انہوں نے مجھے کپڑا اوڑھا دیا اور ٹھنڈا پانی مجھ پر دھارا فرمایا کہ پھر یہ آیت نازل ہوئی اے کپڑے میں لپٹنے والے اٹھیے پھر (کافروں کو) ڈرایئے اور اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کیجئے۔

باب قَوْلُهُ قُمْ فَأَنْذِرْ

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ وَغَيْرُهُ قَالاَ حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ جَاوَرْتُ بِحِرَاءٍ مِثْلَ حَدِيثِ عُثْمَانَ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ

ترجمہ۔ مجھ سے محمد بن بشار نے حدیث بیان کی ان سے عبدالرحمٰن بن مہدی اور ان کے غیر (ابوداؤد طیالسی) نے حدیث بیان کی کہا کہ ہم سے حرب بن شداد نے حدیث بیان کی ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے ان سے ابوسلمہ نے اور ان سے جابر بن عبداللہؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں غار حرا میں گوشہ نشین رہا۔ عثمان بن عمر کی حدیث کی طرح جو انہوں نے علی بن مبارک کے واسطہ سے بیان کی۔

باب قَوْلِهِ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا حَرْبٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ سَأَلْتُ أَبَا سَلَمَةَ أَيُّ الْقُرْآنِ أُنْزِلَ أَوَّلُ فَقَالَ (يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ) فَقُلْتُ أُنْبِئْتُ أَنَّهُ (اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ) فَقَالَ أَبُو سَلَمَةَ سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ أَيُّ الْقُرْآنِ أُنْزِلَ أَوَّلُ فَقَالَ (يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ) فَقُلْتُ أُنْبِئْتُ أَنَّهُ (اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ) فَقَالَ لاَ أُخْبِرُكَ إِلاَّ بِمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم جَاوَرْتُ فِي حِرَاءٍ فَلَمَّا قَضَيْتُ جِوَارِي، هَبَطْتُ فَاسْتَبْطَنْتُ الْوَادِيَ فَنُودِيتُ، فَنَظَرْتُ أَمَامِي وَخَلْفِي وَعَنْ يَمِينِي وَعَنْ شِمَالِي فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ عَلَى عَرْشٍ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، فَأَتَيْتُ خَدِيجَةَ فَقُلْتُ دَثِّرُونِي وَصُبُّوا عَلَيَّ مَاءً بَارِدًا، وَأُنْزِلَ عَلَيَّ (يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ. قُمْ فَأَنْذِرْ. وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ)

ترجمہ۔ ہم سے اسحاق بن منصور نے حدیث بیان کی ان سے عبدالصمد نے حدیث بیان کی' ان سے حرب نے حدیث بیان کی ان سے یحییٰ نے حدیث بیان کی کہا کہ میں نے ابوسلمہ سے پوچھا کہ قرآن مجید کی کون آیت سب سے پہلے نازل ہوئی تھی۔ فرمایا کہ "یا ایھا المدثر" میں نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ "اقرا باسم ربک الذی خلق" سب سے پہلے نازل ہوئی تھی۔ ابوسلمہ نے بیان کیا کہ میں نے جابر بن عبداللہؓ سے پوچھا تھا کہ قرآن مجید کی کون آیت سب سے پہلے نازل ہوئی تھی تو انہوں نے فرمایا کہ "یا ایھا المدثر" (اے کپڑے میں لپٹنے والے) میں نے ان سے یہی کہا تھا کہ مجھے تو معلوم ہوا ہے کہ "اقرا باسم ربک" سب سے پہلے نازل ہوئی تھی تو انہوں نے فرمایا کہ میں تمہیں وہی خبر دے

رہا ہوں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے غار حرا میں گوشہ نشینی اختیار کی۔ جب گوشہ نشینی کی مدت پوری کر چکا اور نیچے اتر کر وادی کے بیچ میں پہنچا تو مجھے آواز دی گئی میں نے اپنے آگے پیچھے دائیں بائیں دیکھا تو مجھے دکھائی دیا کہ فرشتہ آسمان اور زمین کے درمیان کرسی پہ بیٹھا ہے پھر میں خدیجہ کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ مجھے کپڑا اوڑھاوو اور میرے اوپر ٹھنڈا پانی دھارو۔ اور مجھ پر یہ آیت نازل ہوئی "اے کپڑے میں لپٹنے والے اٹھیے۔ پھر کافروں کو ڈرایئے اور اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کیجئے"۔

قرآن حکیم کی سب سے پہلے نازل ہونیوالی آیات کون سی ہیں؟

اس بارے میں اختلاف ہے اور چار مشہور قول ہیں

۱۔ جمہور علماء کا قول یہ ہے کہ سورۃ علق کی ابتدائی پانچ آیات سب سے پہلے نازل ہوئیں۔ جیسا کہ "بدء الوحی" کی روایت میں ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "وھذا ھو الصواب الذی علیه الجماھیر من السلف والخلف"

۲۔ دوسرا قول حدیث باب میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا ہے کہ سب سے پہلے سورۃ مدثر کا نزول ہوا ہے۔

۳۔ تیسرا قول یہ ہے کہ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" سب سے پہلے نازل ہوئی ہے۔ لیکن یہ قول درست نہیں کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے "کان النبی صلی اللہ علیه وسلم لایعرف فصل السورۃ حتی تنزل علیه بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" اس سے معلوم ہوا کہ "بسم اللہ" کا نزول بعد میں ہوا ہے۔

۴۔ چوتھا قول یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ سب سے پہلے نازل ہوئی ہے۔ علامہ زمخشری نے لکھا ہے کہ یہ اکثر مفسرین کا قول ہے لیکن یہ بات درست نہیں ہے بلکہ اکثر تو کیا کثیر بھی اس کے قائل نہیں ہیں۔ صرف ابو میسرہ عمرو بن شرحبیل اس کے قائل ہیں ان کی مرسل روایت علامہ بیہقی نے "دلائل النبوۃ" میں ذکر کی ہے اور پھر علامہ بیہقی نے اس روایت کے متعلق فرمایا "فھذا منقطع"

بہر حال پہلے دو قول مشہور ہیں اور ان میں قول اول جو جمہور کا قول ہے قول ثانی سے راجح ہے۔ وجوہ ترجیح میں ایک تو یہ بات ہے کہ سورۃ علق کی ابتدائی آیات کے نزول کے وقت فرشتہ نے کہا کہ "اقرأ" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ما انا بقاری" اگر مدثر کی آیات کا نزول ہو گیا ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیوں فرماتے "ما انا بقاری" بلکہ آپ فوراً آیات پڑھ دیتے۔

دوسرے اس لیے کہ سورۃ علق میں قرأت کا امر ہے اور سورۃ مدثر میں انذار کا اور انذار کا درجہ قرأت کے بعد کا ہے۔ پہلے قرأت حاصل ہوگی تو پھر اسی کے مطابق انذار ہوگا۔

تیسرے اس لیے کہ آگے "باب وثیابک فطھر" میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے "فرفعت راسی فاذا المَلَکُ الذی جاءنی بحراء جالس علی کرسی بین السماء والارض" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مدثر کے نزول سے پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرشتہ سے ملاقات ہو چکی تھی۔

بعض حضرات نے ان دونوں اقوال کو جمع کیا ہے اور مختلف توجیہات کی ہیں۔

ا۔ اوّل ما نزل علی الاطلاق تو سورۃ علق کی ابتدائی آیات ہیں اور سورۃ مدثر کو اوّل ما نزل کا ملاً کی خصوصیت حاصل ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت باب میں سورۃ مدثر کو اوّل ما نزل اسی حیثیت سے کہا گیا ہے۔

۲۔) دوسری توجیہ یہ کی گئی ہے کہ فترت کے بعد جب دوبارہ وحی کا نزول شروع ہوا تو سورۃ مدثر نازل ہوئی۔ اس اعتبار سے اسے اوّلیت حاصل ہوئی۔

۳۔ تیسری توجیہ یہ ہے کہ انذار کے ساتھ مقید ہو کر سب سے پہلے سورۃ مدثر نازل ہوئی ہے۔

باب قَوْلِهِ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ فَأَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رضی الله عنهما قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی الله علیه وسلم وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ فَقَالَ فِي حَدِيثِهِ فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِي إِذْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جَاءَنِي بِحِرَاءٍ جَالِسٌ عَلَى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ، فَجُئِثْتُ مِنْهُ رُعْبًا فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي فَدَثَّرُونِي فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى (يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ) إِلَى (وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ) قَبْلَ أَنْ تُفْرَضَ الصَّلَاةُ وَهِيَ الْأَوْثَانُ

ترجمہ۔ ہم سے یحیٰی بن بکیر نے حدیث بیان کی ان سے لیث نے حدیث بیان کی ان سے عقیل نے ان سے ابن شہاب نے۔ ح۔ اور مجھ سے عبداللہ بن محمد نے حدیث بیان کی ان سے عبدالرزاق نے حدیث بیان کی انہیں معمر نے خبر دی انہیں زہری نے خبر دی انہیں ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے اور ان سے جابر بن عبداللہؓ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم درمیان میں وحی کا سلسلہ رک جانے کا حال بیان کر رہے تھے آپ نے اپنی حدیث میں فرمایا کہ میں چل رہا تھا کہ میں نے آسمان کی طرف سے ایک آواز سنی میں نے اپنا سر اوپر اٹھایا تو وہی فرشتہ موجود تھا جو میرے پاس غار حرا میں آیا تھا اور آسمان و زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہوا تھا میں اس کے خوف سے گھبرا گیا پھر میں گھر واپس آیا اور (خدیجہؓ سے) کہا کہ مجھے کپڑا اوڑھا دو۔ مجھے کپڑا اوڑھا دو۔ انہوں نے مجھے کپڑا اوڑھا دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آیت "یا ایہا المدثر" سے والرجز فاھجر تک نازل کی۔ یہ نماز فرض کیے جانے سے پہلے نازل ہوئی تھی "الرجز" سے مراد بت ہیں۔

باب قَوْلِهِ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ

يُقَالُ الرِّجْزُ وَالرِّجْسُ الْعَذَابُ

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِي سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ بَصَرِي قِبَلَ السَّمَاءِ ، فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جَاءَنِي بِحِرَاءٍ قَاعِدٌ عَلَى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ، فَجُئِثْتُ مِنْهُ حَتَّى هَوَيْتُ إِلَى الْأَرْضِ ، فَجِئْتُ أَهْلِي فَقُلْتُ زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي فَزَمَّلُونِي فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى (يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ) إِلَى قَوْلِهِ (فَاهْجُرْ) قَالَ أَبُو سَلَمَةَ وَالرِّجْزَ الْأَوْثَانَ ثُمَّ حَمِيَ الْوَحْيُ وَتَتَابَعَ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا ان سے لیث نے حدیث بیان کی ان سے عقیل نے ان سے ابن شہاب نے بیان کیا کہ میں نے ابوسلمہ سے سنا۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے جابر بن عبداللہؓ سے سنا۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے جابر بن عبداللہؓ سے سنا۔ آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم درمیان میں وحی کے سلسلے کے رک جانے سے متعلق حدیث بیان کر رہے تھے کہ میں چل رہا تھا کہ میں نے آسمان کی طرف سے آواز سنی۔ اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھا کر دیکھا تو وہی فرشتہ (جبریل علیہ السلام) نظر آئے جو میرے پاس غار حرا میں آئے تھے وہ کرسی پر آسمان اور زمین کے درمیان میں بیٹھے ہوئے تھے میں انہیں دیکھ کر اتنا گھبرایا کہ زمین پر گر پڑا پھر میں اپنی بیوی کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ مجھے کپڑا اوڑھا دو مجھے کپڑا اوڑھا دو مجھے کپڑا اوڑھا دو پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی "یا ایھا المدثر تا فاھجر" ابوسلمہ نے بیان کیا کہ "الرجز" بمعنی بت ہے پھر برابر وحی آتی رہی اور سلسلہ نہیں ٹوٹا۔

سورة الْقِيَامَةِ

قَوْلُهُ (لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ) وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (سُدًى) هَمَلًا (لِيَفْجُرَ أَمَامَهُ) سَوْفَ أَتُوبُ سَوْفَ أَعْمَلُ (لَا وَزَرَ) لَا حِصْنَ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد "آپ اس کو (یعنی قرآن کو) جلدی جلدی لینے کے لیے اس پر زبان نہ ہلایا کیجئے" ابن عباسؓ نے فرمایا کہ "سدی" ای ھملا۔ "لیفجر امامہ" یعنی انسان یہی کہتا رہتا ہے کہ جلدی ہی توبہ کرلوں گا۔ جلد ہی اچھے اعمال کروں گا (لیکن نہیں کرتا) "لاوزر" ای لاحصن۔

← حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَبِي عَائِشَةَ وَكَانَ ثِقَةً عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضى الله عنهما قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ حَرَّكَ بِهِ لِسَانَهُ وَوَصَفَ سُفْيَانُ يُرِيدُ أَنْ يَحْفَظَهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ (لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ)

ترجمہ۔ ہم سے حمیدی نے حدیث بیان کی۔ ان سے سفیان نے حدیث بیان کی ان سے موسیٰ بن ابی عائشہؓ نے حدیث بیان کی اور موسیٰ ثقہ تھے۔ سعید بن جبیر کے واسطے سے اور ان سے ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تو آپ اس پر اپنی زبان ہلایا کرتے تھے سفیان نے کہا کہ اس ہلانے سے آپ کو مقصد وحی کو یاد کرنا ہوتا تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ "آپ قرآن کو جلدی جلدی لینے کے لیے اس پر زبان نہ ہلایا کیجئے۔"

باب إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ

← حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ أَنَّهُ سَأَلَ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى (لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ) قَالَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَانَ يُحَرِّكُ شَفَتَيْهِ إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ، فَقِيلَ لَهُ (لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ) يَخْشَى أَنْ يَنْفَلِتَ مِنْهُ (إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ) أَنْ نَجْمَعَهُ فِي صَدْرِكَ، وَقُرْآنَهُ أَنْ تَقْرَأَهُ (فَإِذَا قَرَأْنَاهُ) يَقُولُ أُنْزِلَ عَلَيْهِ (فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ) أَنْ نُبَيِّنَهُ عَلَى لِسَانِكَ

ترجمہ۔ ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ نے حدیث بیان کی ان سے اسرائیل نے ان سے موسیٰ بن ابی عائشہ نے کہ انہوں نے سعید بن جبیر سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد آپ قرآن کو لینے کے لیے زبان نہ ہلایا کیجئے'' کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ ابن عباسؓ نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تو آپ ہونٹ ہلاتے تھے اس لیے آپ سے کہا کہ وحی پر اپنی زبان کو نہ ہلایا کیجئے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم بھول جانے کے خوف سے ایسا کرتے تھے ''بلاشبہ ہمارے ذمہ ہے اس کا جمع کر دینا اور اس کا پڑھوانا'' یعنی یہ کہ ہم خود آپ کے دل میں اسے محفوظ کر دیں گے'' اور اسکا پڑھوانا'' یہ ہے کہ آنحضور اسے اپنی زبان سے پڑھ لیں'' تو جب ہم اسے پڑھنے لگیں'' یعنی جب آپ پر وحی نازل ہونے لگے تو آپ اس کے تابع ہو جایا کیجئے'' پھر اسکا بیان کرا دینا ہمارے ذمہ ہے'' یعنی ہم اس وحی کو آپ کے ذریعہ بیان کرا دیں گے۔

باب قَوْلِهِ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (قَرَأْنَاهُ) بَيَّنَّاهُ (فَاتَّبِعْ) اعْمَلْ بِهِ

← حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ (لاَ تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ) قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم إِذَا نَزَلَ جِبْرِيلُ بِالْوَحْيِ ، وَكَانَ مِمَّا يُحَرِّكُ بِهِ لِسَانَهُ وَشَفَتَيْهِ فَيَشْتَدُّ عَلَيْهِ وَكَانَ يُعْرَفُ مِنْهُ ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ الآيَةَ الَّتِي فِي (لاَ أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ) (لاَ تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ * إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ) قَالَ عَلَيْنَا أَنْ نَجْمَعَهُ فِي صَدْرِكَ ، وَقُرْآنَهُ (فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ) فَإِذَا أَنْزَلْنَاهُ فَاسْتَمِعْ (ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ) عَلَيْنَا أَنْ نُبَيِّنَهُ بِلِسَانِكَ قَالَ فَكَانَ إِذَا أَتَاهُ جِبْرِيلُ أَطْرَقَ ، فَإِذَا ذَهَبَ قَرَأَهُ كَمَا وَعَدَهُ اللَّهُ (أَوْلَى لَكَ فَأَوْلَى) تَوَعُّدٌ

ترجمہ۔ ہم سے قتیبہ بن سعید نے حدیث بیان کی ان سے جریر نے حدیث بیان کی ان سے موسیٰ بن ابی عائشہؒ نے ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباسؓ نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد آپ اس کو جلدی جلدی لینے کے لیے اس پر زبان نہ ہلایا کیجئے کے متعلق فرمایا کہ جبریل علیہ السلام وحی آپ پر نازل کرتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان اور ہونٹ ہلایا کرتے تھے (یاد کرنے کے لیے اس کی وجہ سے آپ پر دوہرا بار پڑتا) اور آپ پر بہت سخت گزرتا۔ یہ آپ کے چہرے سے بھی ظاہر ہوتا تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے وہ آیت نازل کی جو سورہ ''لا اقسم بیوم القیامته'' میں ہے آپ اس کو جلدی جلدی لینے کے لیے اس پر زبان نہ ہلایا کیجئے یہ تو ہمارے ذمہ ہے اسکا جمع کر دینا اور اس کا پڑھوانا۔ پھر جب ہم اسے پڑھنے لگیں تو آپ اس کے تابع ہو جایا کیجئے۔ یعنی جب ہم وحی نازل کریں تو آپ غور سے سنیں'' پھر اسکا بیان کرا دینا بھی ہمارے ذمہ ہے'' یعنی یہ بھی ہمارے ذمہ ہے کہ ہم اسے آپ کی زبانی لوگوں کے سامنے بیان کرا دیں۔ بیان کیا کہ چنانچہ اس کے بعد جب جبریل علیہ السلام وحی لے کر آتے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو جاتے اور جب چلے جاتے تو پڑھتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے وعدہ کیا تھا ''اولیٰ لک فاولیٰ'' تہدید ہے۔

ربط آیات

آیات باب کا ماقبل اور مابعد سے کیا ربط ہے کیونکہ ماقبل میں قیامت کا تذکرہ ہے اور مابعد میں بھی قیامت کا

تذکرہ ہے اور درمیان میں یہ آیات ہیں جن میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زبان کو حرکت دینے سے منع فرمایا گیا ہے۔ اس کی مختلف توجیہات کی گئی ہیں۔

۱۔ ربط اور مناسبت انسانوں کے کلام میں تلاش کیا جاتا ہے کیونکہ ان کا دائرہ عقل محدود اور ان کے مقاصد محدود ہوتے ہیں جبکہ حق تعالیٰ شانہ کا علم سارے موجودات و معدومات کو محیط ہے وہاں مناسبت کے تلاش کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ وہاں تو یہ دیکھا جائے گا کہ اس حکیم مطلق نے اپنی حکمت سے جو موقع کے مناسب تھا وہ بیان فرمادیا۔

۲۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ جملہ معترضہ کی طرح ہے اور از قبیل تنبیہ مدرس ہے جیسے مدرس دوران درس طالب علم کی غفلت دیکھتا ہے تو اسے تنبیہ کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے اور وہ تنبیہ کر دیتا ہے، ماقبل میں بھی سبق اور مابعد میں بھی سبق ہوتا ہے اور درمیان میں تنبیہ کا جملہ آ جاتا ہے۔ اب اگر کوئی درس کو ضبط کرتے ہوئے اس درمیان والے جملہ کو بھی لکھ دے تو جس کو سبب معلوم ہے وہ تو اس کو غیر مربوط نہیں سمجھے گا لیکن جس کو سبب کا علم نہیں وہ غیر مربوط سمجھے گا۔ یہاں بھی یہی صورت پیش آئی کہ جب قرآن کریم کی ابتدائی آیات نازل ہونے لگیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یاد کرنے کی نیت سے پڑھنے لگے۔ اسی وقت ان آیات میں تنبیہ کی گئی کہ آپ یاد کرنے کی نیت سے قرآن مجید کو جلدی جلدی یاد نہ کریں، یاد کرانا ہماری ذمہ داری ہے۔

۳۔ علامہ قفال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "لا تحرک به لسانک لتعجل به" سے خطاب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں بلکہ "ینبؤا الانسان یومئذ بما قدم واخر" میں جو "الانسان" ہے اس سے خطاب ہے یعنی اس کے اگلے اور پچھلے اعمال پر اس کو باخبر کیا جائے گا۔ اس کی صورت یہ ہوگی کہ اعمال نامہ اس کو دیا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا "اقرأ کتابک کفی بنفسک الیوم علیک حسیبا" جب وہ اپنا اعمال نامہ شروع کرے گا تو اس کی زبان شدت خوف سے لڑکھڑا جائے گی اور وہ جلدی جلدی پڑھنے لگے گا تو اس وقت حق تعالیٰ شانہ فرمائیں گے "لا تحرک به لسانک لتعجل به" اپنی زبان کو جلدی جلدی حرکت دے کر اعمال نامہ کو ختم نہ کر "انّ علینا جمعه و قرآنه" ہم نے تیرے اعمال کو جمع کیا اور اس نامہ اعمال میں لکھا۔ اب یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اس کو پڑھیں گے یعنی ہر چیز کو تیرے سامنے پیش کریں گے۔ "فاذا قرأناه فاتبع قرآنه" جب ہم اس اعمال نامہ کو تفصیل کے ساتھ پڑھیں تو ہر بات کا جو کچھ تو نے کیا اقرار اور تسلیم کر "ثم انّ علینا بیانه" پھر ہمارے ذمہ ہے کہ ہم اس کی عقوبت و سزا بیان کریں۔

امام قفال رحمۃ اللہ علیہ نے جو مناسبت بیان کی ہے اس صورت میں یہ آیات، ماقبل اور مابعد والی آیات سے بالکل مربوط ہو جاتی ہیں لیکن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ان آیات کی بیان کردہ شان نزول سے کوئی مناسبت نہیں۔

۴۔ علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ ان آیات کے ربط کے بارے میں لکھتے ہیں:

"شروع میں جس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ کی طرف سے قرآن لاتے، ان کے پڑھنے کے ساتھ حضرت بھی دل میں پڑھتے جاتے تھے تا کہ جلدی اسے یاد کرلیں اور سیکھ لیں ...... مگر اس صورت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت

مشقت ہوتی تھی۔ جب تک پہلا لفظ کہیں اگلے سننے میں نہ آتا اور سمجھنے میں بھی ظاہر ہے وقت پیش آتی ہوگی۔ اس پر اللہ رب العزت نے فرمایا اس وقت پڑھنے اور زبان ہلانے کی ضرورت نہیں ہمہ تن ہو کر سننا چاہیے یہ فکر مت کرو کہ یاد نہیں رہے گا..... اس کا تمہارے سینے میں حرف بحرف جمع کرنا اور تمہاری زبان سے پڑھوانا ہمارے ذمہ ہے۔ جبرائیل علیہ السلام جس وقت ہماری طرف سے پڑھیں تو آپ خاموشی سے سنتے رہئے..... اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ پڑھنا ترک کر دیا۔ یہ بھی ایک معجزہ ہوا کہ ساری وحی سنتے رہے اس وقت زبان سے ایک لفظ نہ دہرایا لیکن فرشتے کے جانے کے بعد پوری وحی لفظ بہ لفظ کامل ترتیب کے ساتھ بدوں ایک زبر زیر کی تبدیلی کے فرفر سنا دی اور سمجھا دی۔

یہ اس دنیا میں ایک چھوٹا سا نمونہ ہوا۔ "ینبؤا الانسان یومئذ بما قدم و اخر" کا یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ اپنی وحی فرشتے کے چلے جانے کے بعد پوری ترتیب کے ساتھ حرف بحرف بدوں ادنیٰ فروگذاشت کے اپنے پیغمبر کے سینے میں جمع کر دے کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ بندوں کے اگلے اور پچھلے اعمال جن میں سے بعض کو کرنے والا بھول گیا ہوگا سب جمع کر کے ایک وقت میں سامنے کر دے اور ان کو خوب طرح یاد دلا دے اور اسی طرح ہڈیوں کے منتشر ذرات کو سب جگہ سے اکٹھا کر کے ٹھیک پہلی ترتیب پر انسان کو از سر نو وجود عطا فرما دے بے شک وہ اس پر اور اس سے کہیں زیادہ پر قادر ہے۔

سورة هَلْ أَتَى عَلَى الإِنْسَان

يُقَالُ مَعْنَاهُ أَتَى عَلَى الإِنْسَانِ، وَهَلْ تَكُونُ جَحْدًا وَتَكُونُ خَبَرًا، وَهَذَا مِنَ الْخَبَرِ، يَقُولُ كَانَ شَيْئًا فَلَمْ يَكُنْ مَذْكُورًا، وَذَلِكَ مِنْ حِينِ خَلَقَهُ مِنْ طِينٍ إِلَى أَنْ يُنْفَخَ فِيهِ الرُّوحُ، (أَمْشَاجٍ) الأَخْلاَطُ مَاءُ الْمَرْأَةِ، وَمَاءُ الرَّجُلِ الدَّمُ وَالْعَلَقَةُ، وَيُقَالُ إِذَا خُلِطَ مَشِيجٌ كَقَوْلِكَ خَلِيطٌ وَمَمْشُوجٌ مِثْلُ مَخْلُوطٍ، وَيُقَالُ (سَلاَسِلاً وَأَغْلاَلاً) وَلَمْ يُجِزْهُ بَعْضُهُمْ (مُسْتَطِيرًا) مُمْتَدًّا، الْبَلاَءُ وَالْقَمْطَرِيرُ الشَّدِيدُ، يُقَالُ يَوْمٌ قَمْطَرِيرٌ وَيَوْمٌ قُمَاطِرٌ، وَالْعَبُوسُ وَالْقَمْطَرِيرُ وَالْقُمَاطِرُ وَالْعَصِيبُ أَشَدُّ مَا يَكُونُ مِنَ الأَيَّامِ فِي الْبَلاَءِ، وَقَالَ مَعْمَرٌ (أَسْرَهُمْ) شِدَّةُ الْخَلْقِ، وَكُلُّ شَىْءٍ شَدَدْتَهُ مِنْ قَتَبٍ فَهُوَ مَأْسُورٌ

کہا گیا ہے کہ اس کا مفہوم "اتی علی الانسان" ہے ہل نفی کے لیے بھی آتا ہے اور خبر کے لیے بھی۔ آیت میں خبر ہی کے لیے ہے۔ ارشاد ہے کہ انسان بھی ایک چیز تھا لیکن قابل ذکر نہیں تھا۔ یہ مٹی سے اس کی پیدائش کے بعد روح پھونکے جانے تک کی مدت کا ذکر ہے "امشاج" ای اخلاط اس سے مراد عورت کا پانی اور مرد کا پانی ہے کہ پھر وہ خون ہوتا ہے اس کے بعد علقہ (خون بستہ) ہوتا ہے۔ جب کوئی چیز کسی چیز میں مل جائے تو اس کے لیے "مشیج" کا لفظ استعمال کرتے ہیں اسے "خلیط" بھی کہہ سکتے ہیں اور " ممشوج" بمثل مخلوط کے ہے "سلاسلا و اغلالا" پڑھا گیا ہے۔ لیکن بعض حضرات اسے جائز نہیں سمجھتے "مستطیرا" ای ممتدا "الشر" بمعنی البلاء ہے۔ "القمطریر" ای الشدید بولتے ہیں "یوم قمطریر" اور "یوم قماطر" "العبوس" اور "القمطریر" اور "القماطر" اور "العصیب" مصیبت کے انتہائی سخت و تلخ دنوں کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ معمر نے فرمایا کہ "اسرھم" ای شدۃ الخلق اور ہر چیز جو کجاوہ سے باندھی جائے اسے "ماسور" کہتے ہیں۔

سورة وَالْمُرْسَلاَتِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ (جِمَالاَتٌ) حِبَالٌ (ارْكَعُوا) صَلُّوا (لاَ يَرْكَعُونَ) لاَ يُصَلُّونَ وَسُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ (لاَ يَنْطِقُونَ) (وَاللَّهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ) (الْيَوْمَ نَخْتِمُ) فَقَالَ إِنَّهُ ذُو أَلْوَانٍ مَرَّةً يَنْطِقُونَ ، وَمَرَّةً يُخْتَمُ عَلَيْهِمْ

اور مجاہد نے فرمایا کہ "الجمالات" ای الحبال' ارکعوا "۔ ای صلوا "لا یرکعون" ای لا یصلون۔ ابن عباسؓ سے اللہ تعالی کے ارشادات "لا ینطقون" واللہ ربنا ما کنا مشرکین" اور "الیوم نختم علی افواھھم" کے متعلق پوچھا گیا (کہ ان میں تطبیق کی کیا صورت ہے؟) تو آپ نے فرمایا کہ یہ مختلف امور مختلف حالات میں ظاہر ہوں گے ایک مرتبہ تو وہ بولیں گے (اور اپنے ہی خلاف شہادت دیں گے) اور دوسرے حالت یہ پیش آئے گی کہ "ان پر مہر لگائی جائے گی" اور وہ کوئی بات زبان سے نہ نکال سکیں گے)۔

حَدَّثَنِي مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رضی الله عنه قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم وَأُنْزِلَتْ عَلَيْهِ وَالْمُرْسَلاَتِ ، وَإِنَّا لَنَتَلَقَّاهَا مِنْ فِيهِ فَخَرَجَتْ حَيَّةٌ ، فَابْتَدَرْنَاهَا فَسَبَقَتْنَا فَدَخَلَتْ جُحْرَهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم وُقِيَتْ شَرَّكُمْ ، كَمَا وُقِيتُمْ شَرَّهَا

ترجمہ۔ ہم سے محمود نے حدیث بیان کی' ان سے عبیداللہ نے حدیث بیان کی۔ ان سے اسرائیل نے ان سے منصور نے۔ ان سے ابراہیم نے ان سے علقمہ نے اوران سے عبداللہ بن مسعودؓ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور آپ پر سورۂ "والمرسلات" نازل ہوئی تھی اور ہم اس کو آپ حضور کے منہ سے حاصل کر رہے تھے کہ اتنے میں ایک سانپ نکل آیا۔ ہم لوگ اس کی طرف بڑھے لیکن وہ بچ نکلا اور اپنے سوراخ میں گھس گیا اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تمہارے شر سے محفوظ ہو گیا اور تم اس کے شر سے محفوظ رہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ مَنْصُورٍ بِهَذَا وَعَنْ إِسْرَائِيلَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ مِثْلَهُ وَتَابَعَهُ أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ إِسْرَائِيلَ وَقَالَ حَفْصٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ وَسُلَيْمَانُ بْنُ قَرْمٍ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الأَسْوَدِ قال يحيىٰ بن حماد اخبرنا .... الخ

ترجمہ۔ ہم سے عبدہ بن عبداللہ نے حدیث بیان کی۔ انہیں یحییٰ بن آدم نے خبر دی انہیں اسرائیل نے اور انہیں منصور نے اسی حدیث کی اور (سند سابق کے ساتھ) اسرائیل سے روایت ہے بواسطہ اعمش' ابراہیم بواسطہ علقمہ بواسطہ عبداللہ بن مسعودؓ سابق حدیث کی طرح اور اس کی متابعت اسود بن عامر نے اسرائیل کے واسطہ سے کی اور حفص ابو معاویہ' سلیمان بن قرم نے اعمش کے واسطہ سے بیان کیا ان سے ابراہیم نے ان سے اسود نے اور یحییٰ بن حماد نے بیان کیا۔ انہیں ابوعوانہ نے خبر دی انہیں مغیرہ نے انہیں ابراہیم نے انہیں علقمہ نے اور انہیں عبداللہ بن مسعودؓ نے اور ابن اسحاق نے بیان کیا ان سے عبدالرحمن بن اسود نے' انہوں نے اپنے باپ سے اور ان سے عبداللہؓ نے۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بَيْنَا نَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فِي غَارٍ إِذْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ وَالْمُرْسَلَاتِ فَتَلَقَّيْنَاهَا مِنْ فِيهِ وَإِنَّ فَاهُ لَرَطْبٌ بِهَا إِذْ خَرَجَتْ حَيَّةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم عَلَيْكُمُ اقْتُلُوهَا قَالَ فَابْتَدَرْنَاهَا فَسَبَقَتْنَا قَالَ فَقَالَ وُقِيَتْ شَرَّكُمْ، كَمَا وُقِيتُمْ شَرَّهَا

ترجمہ۔ ہم سے قتیبہ نے حدیث بیان کی ان سے جریر نے حدیث بیان کی۔ ان سے اعمش نے ان سے ابراہیم نے ان سے اسود نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن مسعودؓ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غار میں تھے کہ آپ پر سورۂ المرسلات نازل ہوئی۔ ہم نے آیت آپ کے منہ سے حاصل کی۔ اس وحی سے آپ کے دہن مبارک کی تازگی ابھی ختم نہیں ہوئی تھی (یعنی آیت کے نازل ہوتے ہی آپ سے آیت سنی اور یاد کی) اتنے میں ایک سانپ نکل پڑا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے زندہ نہ چھوڑو بیان کیا کہ ہم اس کی طرف بڑھے لیکن وہ نکل گیا۔ اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس کے شر سے محفوظ رہے اور وہ تمہارے شر سے محفوظ رہا۔

باب قَوْلِهِ إِنَّهَا تَرْمِي بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَابِسٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ إِنَّهَا تَرْمِي بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ قَالَ كُنَّا نَرْفَعُ الْخَشَبَ بِقَصَرٍ ثَلَاثَةَ أَذْرُعٍ أَوْ أَقَلَّ، فَنَرْفَعُهُ لِلشِّتَاءِ فَنُسَمِّيهِ الْقَصَرَ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن کثیر نے حدیث بیان کی انہیں سفیان نے خبر دی۔ ان سے عبدالرحمٰن بن عابس نے حدیث بیان کی کہا کہ میں نے ابن عباسؓ سے آیت "وہ انگارے برسائے گا جیسے بڑے محل" کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ ہم تین ہاتھ کی لکڑیاں اٹھا کر رکھتے تھے۔ ایسا ہم جاڑوں کے لیے کرتے تھے (تاکہ جلانے کے کام آئے) اور اس کا نام ہم "قصر" رکھتے تھے۔

تشریح حدیث

انها ترمی بشرر کالقصر

اس میں دو قراءتیں ہیں۔ ایک "القصْر" بسکون الصاد اور دوسری قراءت ہے "القصَر بفتح الصاد" پہلی صورت میں معنی محل کے ہوں گے اور مطلب یہ ہوگا کہ جہنم اتنی بڑی بڑی چنگاریاں پھینکے گی جیسے بڑے بڑے محل ہوتے ہیں اور دوسری صورت میں معنی ہوں گے جہنم تین ہاتھ کے بقدر چنگاریاں پھینکے گی جیسا کہ یہاں روایت میں ہے۔

كُنَّا نرفع الخشب بِقصَرٍ ثلاثة اذْرُعٍ او اقلَّ

یہاں دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ ایک صورت یہ ہے کہ "بِقصَرٍ" مکسرہ اور تنوین کے ساتھ پڑھا جائے اور "ثلاثة اذرع" منصوب پڑھا جائے۔ مطلب یہ ہوگا کہ ہم سردی کیلئے تین ہاتھ کے برابر لکڑیاں اٹھا کر رکھ دیا کرتے تھے اور وہ اونٹوں کی گردنوں کے برابر ہوتی تھیں ان کا نام ہم قصر رکھتے تھے۔ قصر اعناق الابل کو بھی کہا جاتا ہے اصول الشجر کو بھی کہتے ہیں اور کھجور کے تنے کو بھی کہا جاتا ہے۔

اور دوسری صورت یہ ہے کہ "بِقصَرِ ثلاثةِ اذْرُعٍ" مضاف بنا کر اسے پڑھا جائے۔ یعنی تین تین ذراع کے بقدر، حافظ عینی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔

بہرحال امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں "قصْر" بسکون الصاد کی تفسیر نقل نہیں کی بلکہ "قصَر" بفتح الصاد کی تفسیر نقل کی ہے۔

باب قَوْلِهِ كَأَنَّهُ جِمَالَاتٌ صُفْرٌ

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَابِسٍ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما (تَرْمِي بِشَرَرٍ) كُنَّا نَعْمِدُ إِلَى الْخَشَبَةِ ثَلَاثَةَ أَذْرُعٍ وَفَوْقَ ذَلِكَ ، فَنَرْفَعُهُ لِلشِّتَاءِ فَنُسَمِّيهِ الْقَصَرَ (كَأَنَّهُ جِمَالَاتٌ صُفْرٌ) حِبَالُ السُّفُنِ تُجْمَعُ حَتَّى تَكُونَ كَأَوْسَاطِ الرِّجَالِ

ترجمہ۔ ہم سے عمرو بن علی نے حدیث بیان کی ان سے یحییٰ نے حدیث بیان کی انہیں سفیان نے خبر دی ان سے عبدالرحمٰن بن عابس نے حدیث بیان کی اور انہوں نے ابن عباسؓ سے سنا۔ آیت "ترمی بشرر کالقصر" کے متعلق آپ نے فرمایا کہ ہم تین ہاتھ یا اس سے بھی لمبی لکڑیاں اٹھا کر جاڑوں کے لیے رکھ لیتے تھے۔ ایسی لکڑیوں کو ہم "قصر" کہتے تھے۔ "کانہ جمالات صفر" سے مراد کشتی کی رسیاں ہیں جنہیں ایک دوسرے سے باندھ دیتے تھے تاکہ مضبوط ہو جائے۔

باب قَوْلِهِ هَذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُونَ

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِي غَارٍ إِذْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ وَالْمُرْسَلَاتِ ، فَإِنَّهُ لَيَتْلُوهَا وَإِنِّي لَأَتَلَقَّاهَا مِنْ فِيهِ وَإِنَّ فَاهُ لَرَطْبٌ بِهَا ، إِذْ وَثَبَتْ عَلَيْنَا حَيَّةٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم اقْتُلُوهَا فَابْتَدَرْنَاهَا فَذَهَبَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وُقِيَتْ شَرَّكُمْ ، كَمَا وُقِيتُمْ شَرَّهَا قَالَ عُمَرُ حَفِظْتُهُ مِنْ أَبِي فِي غَارٍ بِمِنًى

ترجمہ۔ ہم سے عمر بن حفص نے حدیث بیان کی۔ ان سے ان کے والد نے حدیث بیان کی' ان سے اعمش نے حدیث بیان کی' ان سے ابراہیم نے حدیث بیان کی ان سے اسود نے اور ان سے عبداللہ بن مسعودؓ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غار میں تھے کہ آنحضور پر والمرسلات نازل ہوئی پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تلاوت کی اور میں نے اسے آپ ہی کے منہ سے حاصل کیا وحی سے آپ کے منہ کی تازگی اس وقت بھی باقی تھی کہ اتنے میں ہماری طرف ایک سانپ اچھلا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے مار ڈالو ہم اس کی طرف بڑھے لیکن وہ بھاگ گیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا کہ وہ بھی تمہارے شر سے اسی طرح بچ نکلا جیسا کہ تم اس کے شر سے بچ گئے عمر نے بیان کیا کہ یہ حدیث میں نے اپنے والد سے اس طرح یاد کی کہ "منیٰ کے ایک غار میں"۔

سورة عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ

قَالَ مُجَاهِدٌ (لَا يَرْجُونَ حِسَابًا) لَا يَخَافُونَهُ (لَا يَمْلِكُونَ مِنْهُ خِطَابًا) لَا يُكَلِّمُونَهُ إِلَّا أَنْ يَأْذَنَ لَهُمْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (وَهَّاجًا) مُضِيئًا (عَطَاءً حِسَابًا) جَزَاءً كَافِيًا ، أَعْطَانِي مَا أَحْسَبَنِي أَيْ كَفَانِي

مجاہد نے فرمایا کہ " لا یرجون حسابا " کا مفہوم یہ ہے کہ یہ لوگ حساب قیامت کا خوف ہی نہیں رکھتے تھے" لا یملکون منہ خطابا " یعنی اللہ سے کوئی شخص بات نہ کر سکے گا بجز ان کے جنہیں اللہ اجازت دے۔ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ " وھاجا " ای مضیئا "عطاء حسابا " ای جزاء کافیا بولتے ہیں "اعطانی ما احسبنی" بمعنی کفانی۔

باب يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَتَأْتُونَ أَفْوَاجًا زُمَرًا

حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم مَا بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ أَرْبَعُونَ قَالَ أَرْبَعُونَ يَوْمًا قَالَ أَبَيْتُ قَالَ أَرْبَعُونَ شَهْرًا قَالَ أَبَيْتُ قَالَ أَرْبَعُونَ سَنَةً قَالَ أَبَيْتُ قَالَ ثُمَّ يُنْزِلُ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَيَنْبُتُونَ كَمَا يَنْبُتُ الْبَقْلُ لَيْسَ مِنَ الْإِنْسَانِ شَيْءٌ إِلَّا يَبْلَى إِلَّا عَظْمًا وَاحِدًا وَهُوَ عَجْبُ الذَّنَبِ، وَمِنْهُ يُرَكَّبُ الْخَلْقُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

ترجمہ۔ ہم سے محمد نے حدیث بیان کی انہیں ابو معاویہ نے خبر دی۔ انہیں اعمش نے انہیں ابو صالح نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو صور پھونکے جانے کے درمیان چالیس کا وقفہ ہوگا۔ ابو ہریرہؓ کے شاگردوں نے پوچھا کیا چالیس دن مراد ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں۔ فرمایا پھر شاگردوں نے پوچھا کیا چالیس مہینے مراد ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں۔ شاگردوں نے پوچھا کیا چالیس سال مراد ہیں؟ فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں۔ فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی برسائے گا' جس کی وجہ سے تمام مردے جی اٹھیں گے جیسے سبزیاں پانی سے اگ آتی ہیں اس وقت انسان کا ہر حصہ گل چکا ہوگا' سوا ریڑھ کی ہڈی کے اور اس سے قیامت کے دن تمام مخلوق دوبارہ بنائی جائے گی۔

سورۃ وَالنّٰزِعَاتِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ (الْآيَةَ الْكُبْرَى) عَصَاهُ وَيَدُهُ، يُقَالُ النَّاخِرَةُ وَالنَّخِرَةُ، سَوَاءٌ مِثْلُ الطَّامِعِ وَالطَّمِعِ وَالْبَاخِلِ وَالْبَخِيلِ، وَقَالَ بَعْضُهُمُ النَّخِرَةُ الْبَالِيَةُ، وَالنَّاخِرَةُ الْعَظْمُ الْمُجَوَّفُ الَّذِي تَمُرُّ فِيهِ الرِّيحُ فَيَنْخَرُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (الْحَافِرَةِ) الَّتِي أَمْرُنَا الْأَوَّلُ إِلَى الْحَيَاةِ وَقَالَ غَيْرُهُ (أَيَّانَ مُرْسَاهَا) مَتَى مُنْتَهَاهَا، وَمُرْسَى السَّفِينَةِ حَيْثُ تَنْتَهِي

مجاہد نے فرمایا کہ الایۃ الکبری سے مراد آپ کا عصا اور آپ کا ہاتھ ہے الناخرۃ۔ النخرۃ' ایک معنی میں استعمال ہوتا ہے جیسے الطامع اور الطمع اور الباخل اور البخیل ایک ہی معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔ بعض حضرات نے کہا النخرۃ بمعنی بوسیدہ ہے اور الناخرۃ اس مجوف ہڈی کو کہتے ہیں جس سے اگر ہوا گزرے تو آواز پیدا ہو ابن عباسؓ نے فرمایا کہ الحافرۃ سے مراد ہماری پہلی زندگی ہے' ان کے غیر نے کہا کہ ایان مرساھا ای متی منتھاھا مرسی السفینۃ جہاں کشتی لنگر انداز ہوتی ہے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ رضي الله عنه قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ بِإِصْبَعَيْهِ هَكَذَا بِالْوُسْطَى وَالَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ بُعِثْتُ وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ

ترجمہ۔ ہم سے احمد بن مقدام نے حدیث بیان کی' ان سے فضیل بن سلیمان نے حدیث بیان کی' ان سے ابو حازم نے حدیث بیان کی اور ان سے سہل بن سعدؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنی بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کے قریب والی انگلی کے اشارے سے فرما رہے تھے کہ میری بعثت اس طرح ہوئی کہ میرے اور قیامت کے درمیان صرف اتنا فاصلہ ہے۔

سورة عَبَسَ

(عَبَسَ) كَلَحَ وَأَعْرَضَ ، وَقَالَ غَيْرُهُ (مُطَهَّرَةٍ) لَا يَمَسُّهَا إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ وَهُمُ الْمَلَائِكَةُ ، وَهٰذَا مِثْلُ قَوْلِهِ (فَالْمُدَبِّرَاتِ أَمْرًا) جَعَلَ الْمَلَائِكَةَ وَالصُّحُفَ مُطَهَّرَةً ، لِأَنَّ الصُّحُفَ يَقَعُ عَلَيْهَا التَّطْهِيرُ ، فَجُعِلَ التَّطْهِيرُ لِمَنْ حَمَلَهَا أَيْضًا (سَفَرَةٍ) الْمَلَائِكَةُ وَاحِدُهُمْ سَافِرٌ ، سَفَرْتُ أَصْلَحْتُ بَيْنَهُمْ ، وَجُعِلَتِ الْمَلَائِكَةُ إِذَا نَزَلَتْ بِوَحْيِ اللّٰهِ وَتَأْدِيَتِهِ كَالسَّفِيرِ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ الْقَوْمِ وَقَالَ غَيْرُهُ (تَصَدّٰى) تَغَافَلَ عَنْهُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ (لَمَّا يَقْضِ) لَا يَقْضِي أَحَدٌ مَا أُمِرَ بِهِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (تَرْهَقُهَا) تَغْشَاهَا شِدَّةٌ (مُسْفِرَةٌ) مُشْرِقَةٌ (بِأَيْدِي سَفَرَةٍ) وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَتَبَةٍ (أَسْفَارًا) كُتُبًا (تَلَهّٰى) تَشَاغَلَ ، يُقَالُ وَاحِدُ الْأَسْفَارِ سِفْرٌ

عبس ای کلح واعرض مطہرہ یعنی اسے سوائے پاکوں کے اورکوئی نہیں چھوتا۔ مراد فرشتے ہیں۔ یہ مثل اللہ تعالیٰ کے ارشاد فالمدبرات امرا جیسی ہے۔ فرشتوں اور صحیفوں دونوں کو مطہرۃ۔ کہا حالانکہ اصلاً تطہیر کا تعلق صرف صحیفوں سے تھا۔ لیکن اس کے حاملین پر بھی اس کا اطلاق کیا سفرۃ سے مراد فرشتے ہیں اس کا واحد سافر ہے۔ سفرت بین القوم یعنی میں نے ان میں صلح کرادی۔ وحی نازل کرتے اور اس کو انبیاء تک پہنچانے میں فرشتوں کو مثل سفیر کے قرار دیا گیا جو قوموں میں صلح کراتا ہے' ان کے غیر نے کہا کہ تصدی ای تغافل عنہ مجاہد نے فرمایا الما یقض اے لایقضی احد ما امر بہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ترھقہا ای تغشاہا شدۃ۔ سفرۃ ای مشرقۃ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ بایدی سفرۃ ای کتبۃ من المالکۃ اسفارا ای کتبا تلہی ای تشاغل کہتے ہیں کہ اسفار کا واحد سفر ہے۔

حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ زُرَارَةَ بْنَ أَوْفٰى يُحَدِّثُ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ مَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَهُوَ حَافِظٌ لَهُ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ ، وَمَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَهُوَ يَتَعَاهَدُهُ وَهُوَ عَلَيْهِ شَدِيدٌ ، فَلَهُ أَجْرَانِ

ترجمہ۔ ہم سے آدم نے حدیث بیان کی' ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی' ان سے قتادہ نے حدیث بیان کی' کہا کہ میں نے زرارہ بن اوفی سے سنا' وہ سعد بن ہشام کے واسطے سے حدیث بیان کرتے تھے اور ان سے عائشہؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس شخص کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے اور وہ اس کا حافظ بھی ہے۔ مکرم اور نیک لکھنے والے (فرشتوں) جیسی ہے اور جو شخص قرآن مجید کو باربار پڑھتا ہے اور وہ اس کے لئے دشوار ہے تو اسے دہرا اجر ملے گا۔

سورة إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ

(انْكَدَرَتْ) انْتَثَرَتْ وَقَالَ الْحَسَنُ (سُجِّرَتْ) ذَهَبَ مَاؤُهَا فَلَا يَبْقٰى قَطْرَةٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْمَسْجُورُ الْمَمْلُوءُ وَقَالَ غَيْرُهُ سُجِرَتْ أَفْضٰى بَعْضُهَا إِلٰى بَعْضٍ ، فَصَارَتْ بَحْرًا وَاحِدًا ، وَالْخُنَّسُ تَخْنِسُ فِي مُجْرَاهَا تَرْجِعُ وَتَكْنِسُ تَسْتَتِرُ كَمَا تَكْنِسُ الظِّبَاءُ (تَنَفَّسَ) ارْتَفَعَ النَّهَارُ وَالظَّنِينُ الْمُتَّهَمُ وَالضَّنِينُ يَضَنُّ بِهِ وَقَالَ عُمَرُ (النُّفُوسُ زُوِّجَتْ) يُزَوَّجُ نَظِيرَهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ، ثُمَّ قَرَأَ (احْشُرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا وَأَزْوَاجَهُمْ) (عَسْعَسَ) أَدْبَرَ

انکدرت انتثرت۔ حسن نے فرمایا کہ سجرت یعنی اس کا پانی جاتا رہا اور اس میں ایک قطرہ بھی باقی نہیں رہا مجاہد نے

فرمایا کہ (المسجور) ای المملوء ان کے غیر نے کہا کہ سجرت کا مفہوم یہ ہے کہ ایک دوسرے میں ملکر بڑا دریا بن گیا یا الخنس یعنی جو پیچھے اپنی جگہ پر لوٹ آتا ہے کہ معنی چھپنے کے معنی میں ہے جیسے الظباء (پانچویں مشہور ستارے زحل مشتری وغیرہ) چھپ جاتے ہیں۔ تنفس ای ارتفع النہار الظنین۔ ای المتہم ضنین بمعنی بخیل ہے عمرؓ نے فرمایا کہ النفوس زوجت یعنی اہل جنت و اہل دوزخ اپنے اپنے جیسے لوگوں کے ساتھ جمع کر دیے جائیں گے۔ پھر عمرؓ نے دلیل کے طور پر یہ آیت پڑھی احشروا الذین ظلموا وازواجہم عسعس ای ادبر۔

سورة إِذَا السَّمَاءُ انفطرت

وَقَالَ الرَّبِيعُ بْنُ خُثَيْمٍ (فُجِّرَتْ) فَاضَتْ وَقَرَأَ الأَعْمَشُ وَعَاصِمٌ (فَعَدَلَكَ) بِالتَّخْفِيفِ، وَقَرَأَهُ أَهْلُ الْحِجَازِ بِالتَّشْدِيدِ، وَأَرَادَ مُعْتَدِلَ الْخَلْقِ وَمَنْ خَفَّفَ، يَعْنِي فِي أَيِّ صُورَةٍ شَاءَ، إِمَّا حَسَنٌ وَإِمَّا قَبِيحٌ وَطَوِيلٌ وَقَصِيرٌ

ربیع بن خثیم نے فرمایا کہ فجرت ای فاضت اعمش اور عاصم نے فعدلک۔ بالتخفیف قراءت کی ہے۔ لیکن اہل حجاز اسکی قراءت تشدید کے ساتھ کرتے ہیں۔ اور معتدل الخلق مراد لیتے ہیں جو حضرات تخفیف کے ساتھ پڑھتے ہیں وہ اس سے مراد لیتے ہیں کہ اللہ نے جس صورت میں چاہا پیدا کیا اچھی بری لمبی ٹھگنی۔

سورة وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ (رَانَ) ثَبْتُ الْخَطَايَا (ثُوِّبَ) جُوزِيَ، وَقَالَ غَيْرُهُ الْمُطَفِّفُ لاَ يُوَفِّي غَيْرَهُ

مجاہد نے فرمایا کہ ران ای ثبت الخطایا ثوب ای جوزی غیر مجاہد نے فرمایا۔ المطفف جو پورا تول کر نہ دے۔

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما أَنَّ النَّبِيَّ صلی الله علیه وسلم قَالَ (يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ) حَتَّى يَغِيبَ أَحَدُهُمْ فِي رَشْحِهِ إِلَى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ

ترجمہ۔ ہم سے ابراہیم بن منذر نے حدیث بیان کی ان سے معن نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے مالک نے حدیث بیان کی ان سے عبداللہ بن عمرؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس دن لوگ دونوں جہان کے پالنے والے کے سامنے حساب دینے کے لئے کھڑے ہوں گے تو کانوں کی لو تک پسینہ میں ڈوب جائیں گے۔

سورة إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ

قَالَ مُجَاهِدٌ (كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ) يَأْخُذُ كِتَابَهُ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِهِ (وَسَقَ) جَمَعَ مِنْ دَابَّةٍ (ظَنَّ أَنْ لَنْ يَحُورَ) لاَ يَرْجِعَ إِلَيْنَا

مجاہد نے فرمایا کہ کتاب بشمالہ کا مفہوم یہ ہے کہ وہ اپنا نامہ عمل اپنی پیٹھ پیچھے سے لے گا۔ وسق۔ ای جمع من دابة ظن ان لن یحور ای لا یرجع الینا۔

باب فسوف يحاسب حسابا يسيرا

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الأَسْوَدِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ

رضی اللہ عنہا قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم (ح) حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ أَیُّوبَ عَنِ ابْنِ أَبِی مُلَیْکَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ یَحْیَی عَنْ أَبِی یُونُسَ حَاتِمِ بْنِ أَبِی صَغِیرَةَ عَنِ ابْنِ أَبِی مُلَیْکَةَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَیْسَ أَحَدٌ یُحَاسَبُ إِلَّا هَلَکَ قَالَتْ قُلْتُ یَا رَسُولَ اللّٰهِ جَعَلَنِی اللّٰهُ فِدَاءَکَ ، أَلَیْسَ یَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (فَأَمَّا مَنْ أُوتِیَ کِتَابَهُ بِیَمِینِهِ *فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَسِیرًا) قَالَ ذَاکَ الْعَرْضُ یُعْرَضُونَ ، وَمَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ هَلَکَ

ترجمہ۔ ہم سے عمرو بن علی نے حدیث بیان کی ان سے یحیی نے حدیث بیان کی ان سے عثمان بن اسود نے بیان کیا انہوں نے ابن ابی ملیکہ سے سنا اور انہوں نے عائشہؓ سے سنا۔ آپ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ ہم سے سلیمان بن حرب نے حدیث بیان کی ان سے حماد بن زید نے حدیث بیان کی ان سے ایوب نے ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے عائشہؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے۔ ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی ان سے یحیی نے ان سے ابو یونس حاتم بن ابی صغیرہ نے ان سے ابن ابی ملیکہ نے ان سے قاسم نے اور ان سے عائشہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی کا بھی قیامت کے دن حساب لے لیا گیا تو وہ ہلاک ہو جائے گا۔ عائشہؓ نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ مجھے آپ پر قربان کرے کیا اللہ تعالی نے یہ ارشاد نہیں فرمایا ہے۔ کہ تو جس کسی کا نامہ عمل اسکے داہنے ہاتھ میں ملے گا سو اس سے آسان حساب لیا جائے گا۔ کہ آیت میں تو حساب پر بھی چھوٹ جانے کا ذکر ہے) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آیت میں جس طرح کا ذکر ہے وہ تو صرف پیشی ہو گی وہ پیش کئے جائیں گی (اور چھوٹ جائیں گے) لیکن جس سے پوری طرح حساب لے لیا گیا اور وہ ہلاک ہو گا۔

باب لَتَرْکَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ

حَدَّثَنَا سَعِیدُ بْنُ النَّضْرِ أَخْبَرَنَا هُشَیْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ جَعْفَرُ بْنُ إِیَاسٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (لَتَرْکَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ) حَالًا بَعْدَ حَالٍ ، قَالَ هَذَا نَبِیُّکُمْ صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ۔ ہم سے سعید بن نضر نے حدیث بیان کی انہیں ہشیم نے خبر دی انہیں ابو بشر جعفر بن ایاس نے خبر دی ان سے مجاہد نے بیان کیا کہ ابن عباسؓ نے فرمایا لترکبن طبقا عن طبق یعنی تم کو ضرور ایک حالت کے بعد دوسری حالت پر پہنچنا ہے بیان کیا کہ مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں (کہ کامیابی آہستہ آہستہ ہوگی)۔

سورۃ البُرُوج

وَقَالَ مُجَاهِدٌ (الْأُخْدُودِ) شَقٌّ فِی الْأَرْضِ (فَتَنُوا) عَذَّبُوا

سورۃ الطَّارِق

وَقَالَ مُجَاهِدٌ (ذَاتِ الرَّجْعِ) سَحَابٌ یَرْجِعُ بِالْمَطَرِ (ذَاتِ الصَّدْعِ) تَتَصَدَّعُ بِالنَّبَاتِ

مجاہد نے فرمایا کہ ذات الرجع یعنی بادل جو بارش لاتا ہے ذات الصدع (زمین) جو سبزہ اگانے کے لئے پھٹ جاتی ہے۔

سورة سَبّحِ اسْمَ رَبّکَ الأَعْلَى

حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رضی الله عنه قَالَ أَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ فَجَعَلَا يُقْرِئَانِنَا الْقُرْآنَ، ثُمَّ جَاءَ عَمَّارٌ وَبِلَالٌ وَسَعْدٌ ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي عِشْرِينَ ثُمَّ جَاءَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم فَمَا رَأَيْتُ أَهْلَ الْمَدِينَةِ فَرِحُوا بِشَيْءٍ فَرَحَهُمْ بِهِ، حَتَّى رَأَيْتُ الْوَلَائِدَ وَالصِّبْيَانَ يَقُولُونَ هَذَا رَسُولُ اللَّهِ قَدْ جَاءَ فَمَا جَاءَ حَتَّى قَرَأْتُ (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى) فِي سُوَرٍ مِثْلِهَا

ترجمہ۔ ہم سے عبدان نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھے میرے والد نے خبر دی انہیں شعبہ نے انہیں ابو اسحاق نے اور ان سے براء بن عازبؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے (مہاجر) صحابہ میں سب سے پہلے ہمارے پاس (مدینہ منورہ) آنے والے مصعب بن عمیر اور ابن ام مکتومؓ تھے۔ مدینہ پہنچ کر ان حضرات نے ہمیں قرآن مجید پڑھانا شروع کر دیا۔ پھر عمار بلال اور سعدؓ آئے پھر عمر بن خطابؓ بیس اصحاب کو ساتھ لے کر آئے اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ میں نے کبھی مدینہ والوں کو اتنا خوش و مسرور نہیں دیکھا تھا جتنا وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر ہوئے تھے۔ بچیاں اور بچے بھی کہنے لگے تھے کہ آپ اللہ کے رسول ہے۔ ہمارے یہاں تشریف لائے ہیں۔ میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ تشریف آوری سے پہلے ہی سبح اسم ربک الاعلی اور اس جیسی اور سورتیں پڑھ لی تھیں۔

سورة هَلْ أَتَاکَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (عَامِلَةٌ نَاصِبَةٌ) النَّصَارَى وَقَالَ مُجَاهِدٌ (عَيْنٍ آنِيَةٍ) بَلَغَ إِنَاهَا وَحَانَ شُرْبُهَا (حَمِيمِ آنٍ) بَلَغَ إِنَاهُ (لَا تَسْمَعُ فِيهَا لَاغِيَةً) شَتْمًا الضَّرِيعُ نَبْتٌ يُقَالُ لَهُ الشِّبْرِقُ، يُسَمِّيهِ أَهْلُ الْحِجَازِ الضَّرِيعَ إِذَا يَبِسَ، وَهُوَ سُمٌّ (بِمُسَيْطِرٍ) بِمُسَلَّطٍ، وَيُقْرَأُ بِالصَّادِ وَالسِّينِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (إِيَابَهُمْ) مَرْجِعَهُمْ

ابن عباسؓ نے فرمایا کہ عاملة ناصبة سے مراد نصاری ہیں۔ مجاہد نے فرمایا کہ عین انیہ یعنی اس کا برتن انتہائی گرم اور کھولتا ہوگا اور اس سے انہیں پانی پلایا جائے گا۔ حميم آن۔ اس وقت بولتے ہیں جب برتن بہت گرم ہو جائے لا يسمع فيها لا غية۔ یعنی جنت میں گالم گلوچ نہیں سنی جائے گی ضریع ایک قسم کی گھاس ہے جسے شبرق کہا جاتا ہے اور اہل حجاز اسے الضریع اس وقت کہتے ہیں جب وہ خشک ہو جاتی ہے وہ زہریلی ہوتی ہے بمسیطر ای بمسلط یہ صاد اور سین دونوں سے ہو سکتا ہے ابن عباسؓ نے فرمایا ایابھم یعنی مرجعهم۔

سورة وَالْفَجْرِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْوَتْرُ اللَّهُ (إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ) الْقَدِيمَةِ وَالْعِمَادُ أَهْلُ عَمُودٍ لَا يُقِيمُونَ (سَوْطَ عَذَابٍ) الَّذِي عُذِّبُوا بِهِ (أَكْلًا لَمًّا) السَّفُّ وَ (جَمًّا) الْكَثِيرُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ كُلُّ شَيْءٍ خَلَقَهُ فَهُوَ شَفْعٌ، السَّمَاءُ شَفْعٌ وَالْوَتْرُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَقَالَ غَيْرُهُ (سَوْطَ عَذَابٍ) كَلِمَةٌ تَقُولُهَا الْعَرَبُ لِكُلِّ نَوْعٍ مِنَ الْعَذَابِ يَدْخُلُ فِيهِ السَّوْطُ (

لَبِالْمِرْصَادِ) إِلَيْهِ الْمَصِيرُ (تَحَاضُّونَ) تُحَافِظُونَ ، وَيَحُضُّونَ يَأْمُرُونَ بِإِطْعَامِهِ (الْمُطْمَئِنَّةُ) الْمُصَدِّقَةُ بِالثَّوَابِ وَقَالَ الْحَسَنُ (يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ) إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ قَبْضَهَا اطْمَأَنَّتْ إِلَى اللّٰهِ ، وَاطْمَأَنَّ اللّٰهُ إِلَيْهَا ، وَرَضِيَتْ عَنِ اللّٰهِ ، وَرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ، فَأَمَرَ بِقَبْضِ رُوحِهَا ، وَأَدْخَلَهَا اللّٰهُ الْجَنَّةَ ، وَجَعَلَهُ مِنْ عِبَادِهِ الصَّالِحِينَ وَقَالَ غَيْرُهُ (جَابُوا) نَقَبُوا مِنْ جِيبِ الْقَمِيصِ قُطِعَ لَهُ جَيْبٌ يَجُوبُ الْفَلَاةَ يَقْطَعُهَا (لَمًّا) لَمَمْتُهُ أَجْمَعَ أَتَيْتُ عَلَى آخِرِهِ

مجاہد نے فرمایا کہ الوتر سے مراد اللہ ہے ارم ذات العماد ای القدیمۃ العماد یعنی خیموں والوں خانہ بدوش جو ایک جگہ قیام نہیں کرتے۔ سوط عذاب یعنی جس سے انہیں عذاب دیا جائے گا۔ اکلا لما ای السف جما ای الکثیر مجاہد نے فرمایا کہ ہر چیز جو اللہ نے پیدا کی اس کا جوڑا بھی بنایا چنانچہ آسمان کا جوڑا (زمین ہے) اور الوتر (اکیلا ویکتا اللہ تبارک تعالیٰ کی ذات ہے سوط عذاب کے متعلق غیر مجاہد نے کہا کہ اس کلمہ کا استعمال اہل عرب ہر طرح کے عذاب کے لئے کرتے تھے۔ جس میں کوڑے کے ذریعہ عذاب بھی شامل تھا۔ لبا المرصاد ای الیہ المصیر' تحاضون' ای تحافظون تحضون ای یا مرون باطعامہ المطمئنۃ۔ ای المصدقۃ بجواب۔ حسن نے یا ایھتا النفس المطمئنۃ کے متعلق فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ ایسی روح کو قبض کرنا چاہے گا تو وہ اللہ کی طرف سے مطمئن ہوگی اور اللہ کو اس کی طرف سے اطمینان وہ اللہ سے راضی وخوش ہوگی اور اللہ اس سے راضی وخوش ہوگا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اس روح کے قبض کیے جانے کا حکم دے گا اور اسے جنت میں داخل کرے گا اور اپنے صالح بندوں میں سے بنائے گا۔ غیر حسن نے کہا جابوا ای نقبوا جیب القمیص سے مشتق ہے بمعنی قمیص کے لئے جیب کاٹا۔ بولتے ہیں یجوب الفلاۃ۔ یعنی چٹیل میدان طے کرلیا۔

سورۃ لَا أُقْسِمُ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ (بِهَذَا الْبَلَدِ) مَكَّةَ لَيْسَ عَلَيْكَ مَا عَلَى النَّاسِ فِيهِ مِنَ الإِثْمِ (وَوَالِدٍ) آدَمَ (وَمَا وَلَدَ) (لُبَدًا) كَثِيرًا وَ (النَّجْدَيْنِ) الْخَيْرَ وَالشَّرَّ (مَسْغَبَةٍ) مَجَاعَةٍ (مَتْرَبَةٍ) السَّاقِطُ فِي التُّرَابِ يُقَالُ (فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ) فَلَمْ يَقْتَحِمِ الْعَقَبَةَ فِي الدُّنْيَا ، ثُمَّ فَسَّرَ الْعَقَبَةَ فَقَالَ (وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْعَقَبَةُ ° فَكُّ رَقَبَةٍ ° أَوْ إِطْعَامٌ فِي يَوْمٍ ذِي مَسْغَبَةٍ)

مجاہد نے فرمایا کہ بہذا البلد سے مکہ معظمہ مراد ہے یعنی آنحضور پر تھوڑے سے وقفہ کے لئے اللہ کے حکم سے حلال کر لینے میں گناہ نہیں ہے جیسا کہ دوسروں کے لیے اس میں گناہ ہے والد یعنی آدم ما ولد (یعنی اولیاء اور آپ کی ذریت کے دوسرے صلحاء) لبدا ای کثیر والنجدین ای الخیر والشر مسغبۃ ای مجاعۃ متربۃ ای الساقط کی فی التراب بولتے ہیں فلا اقتحم العقبۃ فلاں شخص گھاٹی سے گزرا یعنی دنیا کی گھاٹی سے ابھی نہیں گزرا ہے پھر عقبہ کی تفسیر کی 'کہ آپ کو معلوم ہے گھاٹی کیا ہے۔ وہ گردن کا چھڑانا ہے یا کھانا کھانا ہے فاقہ کے دن میں۔

سورۃ وَالشَّمْسِ

وَضُحَاهَا وَقَالَ مُجَاهِدٌ (بِطَغْوَاهَا) بِمَعَاصِيهَا (وَلَا يَخَافُ عُقْبَاهَا) عُقْبَى أَحَدٍ

مجاہد نے فرمایا کہ بطغوا ھا ای بمعا صیھا و لا یخاف عقبھا یعنی اس کے آخر نتیجہ سے اسے کوئی اندیشہ پیدا نہیں ہوا۔

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَمْعَةَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَخْطُبُ وَذَكَرَ النَّاقَةَ وَالَّذِي عَقَرَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم (إِذِ انْبَعَثَ أَشْقَاهَا) انْبَعَثَ لَهَا رَجُلٌ عَزِيزٌ عَارِمٌ، مَنِيعٌ فِي رَهْطِهِ، مِثْلُ أَبِي زَمْعَةَ وَذَكَرَ النِّسَاءَ فَقَالَ يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ يَجْلِدُ امْرَأَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ، فَلَعَلَّهُ يُضَاجِعُهَا مِنْ آخِرِ يَوْمِهِ ثُمَّ وَعَظَهُمْ فِي ضَحِكِهِمْ مِنَ الضَّرْطَةِ وَقَالَ لِمَ يَضْحَكُ أَحَدُكُمْ مِمَّا يَفْعَلُ وَقَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَمْعَةَ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مِثْلُ أَبِي زَمْعَةَ عَمِّ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ

ترجمہ۔ ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے حدیث بیان کی ان سے وہیب نے حدیث بیان کی ان سے ہشام نے حدیث بیان کی ان سے ان کے والد نے اور انہیں عبداللہ بن زمعہؓ نے خبر دی کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک خطبہ میں صالح کی اونٹنی کا ذکر فرمایا اور اس شخص کا بھی ذکر فرمایا جس نے اس کی کونچیں کاٹ ڈالی تھیں۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا اذا انبعث اشقاھا یعنی اس اونٹنی کو مار ڈالنے کے لیے ایک مفسد بدبخت جو اپنی قوم میں ابو زمعہ کی طرح غالب اور طاقت ور تھا اٹھا آنحضور نے عورتوں کا بھی ذکر فرمایا (یعنی ان کے حق وغیرہ کا) اور فرمایا کہ تم میں سے بعض اپنی بیوی کو غلاموں کی طرح کوڑے مارتے ہیں حالانکہ اسی دن کے ختم ہونے پر وہ اس سے ہم بستری بھی کرتے ہیں (یعنی عورتوں کے ساتھ اس طرح کا معاملہ درست نہیں ہے) پھر آپ نے انہیں ریاح خارج ہونے پر ہنسنے سے منع فرمایا۔ اور فرمایا کہ ایک کام جو تم سے ہر شخص کرتا ہے اسی پر تم دوسروں پر کس طرح ہنستے ہو؟ اور ابو معاویہ نے حدیث بیان کی ان سے ہشام نے حدیث بیان کی ان سے ان کے والد نے ان سے عبداللہ بن زمعہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ فرمائے کہ ابوزمعہ کی طرف جو زبیر بن عوام کا چچا تھا۔

سورة وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (بِالْحُسْنَى) بِالْخَلَفِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ (تَرَدَّى) مَاتَ وَ (تَلَظَّى) تَوَهَّجُ وَقَرَأَ عُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ تَتَلَظَّى

ابن عباسؓ نے فرمایا بالحسنی ای بالخلف مجاہد نے فرمایا کہ تردی ای مات تلظی ای توہج عبید بن عمیر نے اسے تتلظی پڑھا تھا۔

باب وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى

حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ دَخَلْتُ فِي نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ عَبْدِ اللَّهِ الشَّأْمَ فَسَمِعَ بِنَا أَبُو الدَّرْدَاءِ فَأَتَانَا فَقَالَ أَفِيكُمْ مَنْ يَقْرَأُ فَقُلْنَا نَعَمْ قَالَ فَأَيُّكُمْ أَقْرَأُ فَأَشَارُوا إِلَيَّ فَقَالَ اقْرَأْ فَقَرَأْتُ (وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى * وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى * وَالذَّكَرِ وَالأُنْثَى) قَالَ أَنْتَ سَمِعْتَهَا مِنْ فِي صَاحِبِكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ وَأَنَا سَمِعْتُهَا مِنْ فِي النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَهَؤُلاَءِ يَأْبَوْنَ عَلَيْنَا

ترجمہ۔ ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی ان سے اعمش نے ان سے ابراہیم نے اور ان سے علقمہ نے بیان کیا کہ عبداللہ بن مسعود کے چند شاگردوں کے ساتھ میں شام پہنچا۔ ہمارے متعلق ابو الدرداءؓ نے سنا تو ہم سے ملنے تشریف لائے اور دریافت فرمایا تم میں سے کوئی قرآن مجید کا قاری بھی ہے۔ ہم نے کہا جی

ہاں۔ دریافت فرمایا کہ سب سے اچھا قاری کون ہے؟ لوگوں نے میری طرف اشارہ کیا آپ نے فرمایا کہ پھر کوئی آیت تلاوت کرو۔ میں نے واللیل اذا یغشی و النھار اذا تجلی والذکر والانثی کی تلاوت کی۔ ابوالدرداءؓ نے پوچھا کیا تم نے خود یہ آیت اپنے صاحب (عبداللہ بن مسعودؓ) کی زبانی اس طرح سنی ہے؟ میں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے اس پر فرمایا کہ میں نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی یہ آیت اسی طرح سنی ہے لیکن شام والے ہماری نہیں مانتے (اس کے بجائے یہ مشہور قرات ما خلق الذکر و الانثی پڑھتے ہیں)۔

باب وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَى

← حَدَّثَنَا عُمَرُ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قَدِمَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللَّهِ عَلَى أَبِي الدَّرْدَاءِ فَطَلَبَهُمْ فَوَجَدَهُمْ فَقَالَ أَيُّكُمْ يَقْرَأُ عَلَى قِرَاءَةِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُلُّنَا قَالَ فَأَيُّكُمْ يَحْفَظُ وَأَشَارُوا إِلَى عَلْقَمَةَ قَالَ كَيْفَ سَمِعْتَهُ يَقْرَأُ (وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى) قَالَ عَلْقَمَةُ (وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى) قَالَ أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقْرَأُ هَكَذَا، وَهَؤُلَاءِ يُرِيدُونِي عَلَى أَنْ أَقْرَأَ (وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَى) وَاللَّهِ لَا أُتَابِعُهُمْ

ترجمہ۔ ہم سے عمر نے حدیث بیان کی ان سے ان کے والد نے حدیث بیان کی ان سے اعمش نے حدیث بیان کی ان سے ابراہیم نے بیان کیا کہ عبداللہ بن مسعودؓ کے شاگرد (اصحاب) ابوالدرداءؓ کے یہاں (شام) آئے آپ نے انہیں تلاش کیا اور پالیا پھر ان سے دریافت فرمایا کہ تم میں کون عبداللہ بن مسعودؓ کی قرات کے مطابق قرات کرسکتا ہے؟ شاگردوں نے کہا کہ ہم سب کرسکتے ہیں۔ دریافت فرمایا کہ کسے ان کی قرات زیادہ محفوظ ہے۔ سب نے علقمہؒ کی طرف اشارہ کیا آپ نے دریافت فرمایا کہ انہیں واللیل اذا یغشی کی قرات کرتے کس طرح سنا ہے۔ علقمہ نے کہا 'والذکر و الانثی' (بغیر ما خلق کے) فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح قرات کرتے سنا ہے لیکن یہ لوگ (اہل شام) چاہتے ہیں کہ میں 'ما خلق الذکر والانثی' پڑھوں واللہ! میں ان کی پیروی نہیں کروں گا۔

باب قَوْلُهُ فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى

← حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِي بَقِيعِ الْغَرْقَدِ فِي جَنَازَةٍ فَقَالَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَمَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا نَتَّكِلُ فَقَالَ اعْمَلُوا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ ثُمَّ قَرَأَ (فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى ° وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى) إِلَى قَوْلِهِ (لِلْعُسْرَى)

ترجمہ۔ ہم سے ابونعیم نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی ان سے اعمش نے ان سے سعد بن عبیدہ نے ان سے ابوعبدالرحمن سلمی نے اور ان سے علیؓ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ 'بقیع الغرقد' (مدینہ منورہ کا مقبرہ) میں ایک جنازہ کی سلسلہ میں تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقعہ پر فرمایا تم میں کوئی ایسا نہیں جس کا ٹھکانا جنت یا جہنم میں نہ لکھا جا چکا ہو۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ پھر کیوں نہ ہم اپنی اس تقدیر پر اعتماد کرلیں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمل کرتے رہو کہ ہر شخص کو اسی عمل کی سہولت ملتی رہتی ہے (جسکے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے) پھر آپ نے آیت سو جس نے دیا اور اللہ سے ڈرا اور اچھی بات کو سچا سمجھا تا للعسری کی تلاوت کی۔

باب قوله وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنَّا قُعُودًا عِنْدَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَذَكَرَ الْحَدِيثَ

ترجمہ۔ ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی ان سے اعمش نے حدیث بیان کی ان سے سعد بن عبیدہ نے ان سے ابوعبد الرحمٰن نے اور ان سے علیؓ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر سابق حدیث بیان کی۔

باب فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَى

حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّهُ كَانَ فِي جَنَازَةٍ فَأَخَذَ عُودًا يَنْكُتُ فِي الْأَرْضِ فَقَالَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ أَوْ مِنَ الْجَنَّةِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا نَتَّكِلُ قَالَ اعْمَلُوا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ (فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى) الْآيَةَ قَالَ شُعْبَةُ وَحَدَّثَنِي بِهِ مَنْصُورٌ فَلَمْ أُنْكِرْهُ مِنْ حَدِيثِ سُلَيْمَانَ

ترجمہ۔ ہم سے بشر بن خالد نے حدیث بیان کی انہیں محمد بن جعفر نے خبر دی ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی ان سے سلیمان نے ان سے سعد بن عبیدہ نے ان سے ابوعبدالرحمٰن سلمی نے اور ان سے علیؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازہ میں تھے۔ آپ نے ایک لکڑی اٹھائی اور اس سے زمین پر نشان بناتے ہوئے فرمایا کہ تمہیں سے کوئی شخص ایسا نہیں جس کا جنت یا جہنم ٹھکانا لکھا نہ جاچکا ہو۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا پھر ہم اسی پر بھروسہ نہ کر لیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمل کرتے رہو کہ ہر شخص کو سہولت دی گئی ہے (انہیں اعمال کی جن کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے) سو جس نے دیا اور اللہ سے ڈرا اور اچھی بات کو سچا سمجھا آخر آیت تک۔ شعبہ نے بیان کیا کہ مجھ سے سابق حدیث منصور نے بیان کیا اور انہوں نے بھی سلیمان اعمش کی حدیث کی موافقت کی۔

باب قَوْلِهِ وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَى

حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَمَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا نَتَّكِلُ قَالَ لَا، اعْمَلُوا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ ثُمَّ قَرَأَ (فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى * وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى * فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَى) إِلَى قَوْلِهِ (فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَى)

ترجمہ۔ ہم سے یحییٰ نے حدیث بیان کی ان سے وکیع نے حدیث بیان کی ان سے اعمش نے ان سے سعد بن عبیدہ نے ان سے ابوعبدالرحمٰن نے اور ان سے علیؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ تم

میں کوئی ایسا نہیں جس کا جہنم کا ٹھکانا اور جنت کا ٹھکانا نالکھا جا چکا ہو۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! پھر ہم اسی پر بھروسہ کیوں نہ کر لیں۔ فرمایا نہیں عمل کرتے رہو۔ کیونکہ ہر شخص کو آسانی دی گئی ہے۔ اس کے بعد آپ نے اس آیت کی تلاوت کی۔ سو جس نے دیا اور اللہ سے ڈرا اور اچھی بات کو سچا سمجھا سو ہم اس کے لئے راحت کی چیز آسان کر دیں گے۔ فسنیسرہ للعسری۔

باب قَوْلِهِ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَى

← حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه قَالَ كُنَّا فِي جَنَازَةٍ فِي بَقِيعِ الْغَرْقَدِ، فَأَتَانَا رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقَعَدَ وَقَعَدْنَا حَوْلَهُ، وَمَعَهُ مِخْصَرَةٌ فَنَكَّسَ، فَجَعَلَ يَنْكُتُ بِمِخْصَرَتِهِ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ وَمَا مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوسَةٍ إِلَّا كُتِبَ مَكَانُهَا مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، وَإِلَّا قَدْ كُتِبَتْ شَقِيَّةً أَوْ سَعِيدَةً قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَفَلَا نَتَّكِلُ عَلَى كِتَابِنَا وَنَدَعُ الْعَمَلَ فَمَنْ كَانَ مِنَّا مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ فَسَيَصِيرُ إِلَى أَهْلِ السَّعَادَةِ، وَمَنْ كَانَ مِنَّا مِنْ أَهْلِ الشَّقَاءِ فَسَيَصِيرُ إِلَى عَمَلِ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ قَالَ أَمَّا أَهْلُ السَّعَادَةِ فَيُيَسَّرُونَ لِعَمَلِ أَهْلِ السَّعَادَةِ وَأَمَّا أَهْلُ الشَّقَاوَةِ فَيُيَسَّرُونَ لِعَمَلِ أَهْلِ الشَّقَاءِ ثُمَّ قَرَأَ ﴿ فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى ۝ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى ﴾ الآيَةَ

ترجمہ۔ ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے حدیث بیان کی ان سے جریر نے حدیث بیان کی ان سے منصور نے حدیث بیان کی ان سے سعد بن عبیدہ نے ان سے ابوعبدالرحمٰن سلمی نے اور ان سے علیؓ نے بیان کیا کہ ہم بقیع الغرقد میں ایک جنازہ کے ساتھ تھے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لائے۔ آپ بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ کے چاروں طرف بیٹھ گئے آپ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی۔ آپ نے سر جھکا لیا۔ پھر چھڑی سے زمین پر نشان بنانے لگے۔ پھر فرمایا کہ تم میں کوئی شخص ایسا نہیں کوئی پیدا ہونے والی جان ایسی نہیں جس کا جنت اور جہنم کا ٹھکانہ لکھا نہ جا چکا ہو۔ یہ لکھا جا چکا ہے کہ کون سعید ہے اور کون بدبخت ایک صاحب نے عرض کی یا رسول اللہ! پھر کیا حرج ہے اگر ہم اپنی اسی تقدیر پر بھروسہ کر لیں اور عمل چھوڑ دیں۔ جو ہم میں شخص سعید و نیک ہوگا وہ نیکوں کے ساتھ جا ملے گا اور جو بدبخت ہوگا اس کے بدبختیوں کے سے اعمال ہو جائیں گے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا کہ جو لوگ سعید ہوتے ہیں انہیں سعیدوں ہی کے عمل کی توفیق اور سہولت حاصل ہوتی ہے اور جو بدبخت ہوں گے انہیں بدبختوں ہی جیسے عمل کی توفیق و سہولت ہوتی ہے۔ پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی سو جس نے دیا اور اللہ سے ڈرا اور اچھی بات کو سچا سمجھا سو ہم اس کے لئے راحت کی چیز آسان کر دیں گے۔

باب قوله فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَى

← حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فِي جَنَازَةٍ فَأَخَذَ شَيْئًا فَجَعَلَ يَنْكُتُ بِهِ الْأَرْضَ فَقَالَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ وَمَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَفَلَا نَتَّكِلُ عَلَى كِتَابِنَا وَنَدَعُ الْعَمَلَ قَالَ اعْمَلُوا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ، أَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ فَيُيَسَّرُ لِعَمَلِ أَهْلِ السَّعَادَةِ، وَأَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ

الشقاء فییسر لعمل اھل الشقاوۃ ثم قرأ (فاما من اعطی واتقی * وصدق بالحسنی) الآیۃ۔

ترجمہ۔ ہم سے آدم نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی ان سے اعمش نے بیان کیا انہوں نے سعد بن عبیدہ سے سنا ان سے ابوعبدالرحمٰن سلمی حدیث بیان کرتے تھے کہ علیؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازے کے ساتھ تھے۔ پھر آپ نے ایک چیز لی اور اس سے زمین پر نشان بنانے لگے اور فرمایا تم میں سے کوئی ایسا شخص نہیں جس کا جہنم کا ٹھکانا یا جنت کا ٹھکانا لکھا نہ جا چکا ہو۔ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو پھر ہم کیوں نہ اپنی تقدیر پر بھروسہ کرلیں اور عمل چھوڑ دیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمل کرو کہ ہر شخص کو ان اعمال کی لئے سہولت و توفیق دی جاتی ہے جن کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے جو شخص نیک اور سعید ہوگا اسے نیکیوں کے عمل کی توفیق ملی ہوتی ہے اور جو بدبخت ہوتا ہے اسے بدبختیوں کے عمل کی توفیق حاصل ہے۔ پھر آپ نے آیت سو جس نے دیا اور اللہ سے ڈرا اور اچھی بات کو سچا سمجھا' سو ہم اس کے لئے راحت کی چیز آسان کردیں گے' آخر تک تلاوت کی۔

سورۃ والضحی

وقال مجاھد (اذا سجی) استوی وقال غیرہ اظلم وسکن (عائلاً) ذو عیال

مجاہد نے فرمایا کہ 'اذا سجی' ای استوی۔ ان کے غیر نے اس کے معنی اظلم وسکن' کیے ہیں۔ 'عائلا' ذوعیال۔

باب: ما ودعک ربک وما قلی

حدثنا احمد بن یونس حدثنا زھیر حدثنا الاسود بن قیس قال سمعت جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ قال اشتکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلم یقم لیلتین او ثلاثا، فجاءت امرأۃ فقالت یا محمد انی لارجو ان یکون شیطانک قد ترکک، لم ارہ قربک منذ لیلتین او ثلاثا فانزل اللہ عز وجل (والضحی * واللیل اذا سجی * ما ودعک ربک وما قلی)

ترجمہ۔ ہم سے احمد بن یونس نے حدیث بیان کی ان سے زہیر نے حدیث بیان کی ان سے اسود بن قیس نے حدیث بیان کی کہا کہ میں نے جندب ابن سفیانؓ سے سنا آپ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار پڑ گئے اور دو یا تین راتوں کو (تہجد کے لئے) نہیں اٹھ سکے پھر ایک عورت (ابولہب کی بیوی عورا) آئی اور کہنے لگی اے محمد! میرا خیال ہے کہ تمہارے شیطان نے تمہیں چھوڑ دیا ہے۔ دو یا تین راتوں سے میں دیکھ رہی ہوں کہ تمہارے پاس نہیں آیا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی قسم ہے دن کی روشنی کی اور رات کی جب وہ قرار پکڑے کہ آپ کے پروردگار نے نہ آپ کو چھوڑا ہے اور نہ آپ سے بیزار ہوا ہے۔

قولہ ما ودعک ربک وما قلی

تقرأ بالتشدید والتخفیف بمعنی واحد ما ترکک ربک وقال ابن عباس ما ترکک وما ابغضک

ما ودعک ربک و ما قلی۔ تشدید اور تخفیف دونوں طرح پڑھا جاسکتا ہے اور معنی ایک ہی رہیں گے یعنی آپ

کو چھوڑا نہیں ہے۔ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ مفہوم یہ ہے ماترکک وماابغضک۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدَبًا الْبَجَلِيَّ قَالَتِ امْرَأَةٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا أُرَى صَاحِبَكَ إِلَّا أَبْطَأَكَ فَنَزَلَتْ (مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى)

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن بشار نے حدیث بیان کی ان سے محمد بن جعفر غندر نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی ان سے اسود بن قیس نے بیان کیا کہ میں نے جندب بجلی رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ایک عورت (ام المومنین خدیجہؓ) نے کہا یارسول اللہ! میں دیکھتی ہوں کہ آپ کے صاحب (جبرئیل علیہ السلام) آپ کے پاس آنے میں دیر کرتے ہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ آپ کے پروردگار نے نہ آپ کو چھوڑا ہے اور نہ آپ سے بیزار ہے۔

سورۃ أَلَمْ نَشْرَحْ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ (وِزْرَكَ) فِي الْجَاهِلِيَّةِ (أَنْقَضَ) أَثْقَلَ (مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا) قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ أَيْ مَعَ ذٰلِكَ الْعُسْرِ يُسْرًا آخَرَ كَقَوْلِهِ (هَلْ تَرَبَّصُونَ بِنَا إِلَّا إِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ) وَلَنْ يَغْلِبَ عُسْرٌ يُسْرَيْنِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ (فَانْصَبْ) فِي حَاجَتِكَ إِلَى رَبِّكَ وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (أَلَمْ نَشْرَحْ) شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ

مجاہد نے فرمایا کہ وزرک سے نبوت سے پہلے کے کام ہیں انقض ای اثقل۔ مع العسر یسرا کے متعلق ابن عباس نے فرمایا کہ مطلب یہ ہے کہ اس تنگی کے ساتھ دوسری آسانی جیسے اللہ تعالیٰ کے ارشاد میں (مومنین کے لئے تعدد حسنیٰ کا ذکر ہے کہ) هل تربصون بنا الا احدی الحسنیین اور (جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ) ایک تنگی دو آسانیوں پر غالب نہیں آسکتی مجاہد نے فرمایا کہ فانصب ای فی حاجتک الی ربک ابن عباسؓ سے الم نشرح لک صدرک کا مفہوم نقل کیا جاتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دل اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لئے کھول دیا تھا۔

سورۃ وَالتِّينِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ هُوَ التِّينُ وَالزَّيْتُونُ الَّذِي يَأْكُلُ النَّاسُ يُقَالُ (فَمَا يُكَذِّبُكَ) فَمَا الَّذِي يُكَذِّبُكَ بِأَنَّ النَّاسَ يُدَانُونَ بِأَعْمَالِهِمْ ، كَأَنَّهُ قَالَ وَمَنْ يَقْدِرُ عَلَى تَكْذِيبِكَ بِالثَّوَابِ وَالْعِقَابِ

مجاہد نے فرمایا کہ آیت میں وہی تین (انجیر) اور زیتون ذکر ہوئے ہیں جنہیں لوگ کھاتے ہیں۔ فما یکذبک یعنی کون سی چیز آپ سے اس بات کی تکذیب کرا رہی ہے کہ لوگوں کو ان کے اعمال کا بدلہ ملے گا۔ گویا مقصد کہنے کا یہ ہے کہ ثواب اور عقاب کے متعلق کون شخص آپ کی تکذیب پر قدرت رکھتا ہے۔

باب

حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَدِيٌّ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رضی الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ صلی الله علیه وسلم كَانَ فِي سَفَرٍ فَقَرَأَ فِي الْعِشَاءِ فِي إِحْدَى الرَّكْعَتَيْنِ بِالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ (تَقْوِيمٍ) الْخَلْقِ

ترجمہ۔ ہم سے حجاج بن منہال نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھے عدی نے خبر دی کہا کہ میں نے براءؓ سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے اور عشاء کی ایک رکعت میں سورۂ والتین کی تلاوت کی۔

سورۃ اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِی خَلَقَ

وَقَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَتِيقٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ اكْتُبْ فِي الْمُصْحَفِ فِي أَوَّلِ الْإِمَامِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ، وَاجْعَلْ بَيْنَ السُّورَتَيْنِ خَطًّا وَقَالَ مُجَاهِدٌ (نَادِيَهُ) عَشِيرَتَهُ (الزَّبَانِيَةَ) الْمَلَائِكَةَ وَقَالَ مَعْمَرٌ (الرُّجْعَى) الْمَرْجِعُ (لَنَسْفَعَنْ) قَالَ لَنَأْخُذَنْ وَلَنَسْفَعَنْ بِالنُّونِ وَهِيَ الْخَفِيفَةُ ، سَفَعْتُ بِيَدِهِ أَخَذْتُ

اور قتیبہ نے بیان کیا کہ ہم سے حماد نے حدیث بیان کی ان سے یحیی بن عتیق نے کہ حسن بصری نے فرمایا کہ مصحف (قرآن مجید) میں سورۂ فاتحہ کے شروع میں شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔

لکھو اور دو سورتوں کے درمیان (امتیاز کے لئے صرف) ایک خط کھینچ لیا کرو۔ مجاہد نے فرمایا کہ نادیہ ای عشیرتہ الزبانیہ ای الملائکۃ معمر نے کہا کہ الرجعی المرجع 'لنسفعن' ای لنا خذن لنسفعن نون خفیفہ کیساتھ ہے سفعت بیدہ ای اخذت۔

← حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ مَرْوَانَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رِزْمَةَ أَخْبَرَنَا أَبُو صَالِحٍ سَلْمَوَيْهِ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَتْ كَانَ أَوَّلَ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ فِي النَّوْمِ ، فَكَانَ لَا يَرَى رُؤْيَا إِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ ، ثُمَّ حُبِّبَ إِلَيْهِ الْخَلَاءُ فَكَانَ يَلْحَقُ بِغَارِ حِرَاءٍ فَيَتَحَنَّثُ فِيهِ قَالَ وَالتَّحَنُّثُ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِيَ ذَوَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى أَهْلِهِ ، وَيَتَزَوَّدُ لِذَلِكَ ، ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى خَدِيجَةَ فَيَتَزَوَّدُ بِمِثْلِهَا ، حَتَّى فَجِئَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِي غَارِ حِرَاءٍ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ اقْرَأْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم مَا أَنَا بِقَارِئٍ قَالَ فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدُ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ قُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي الثَّانِيَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدُ ، ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ قُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي الثَّالِثَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدُ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ (اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ *خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ *اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ *الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ) الْآيَاتِ إِلَى قَوْلِهِ (عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ) فَرَجَعَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم تَرْجُفُ بَوَادِرُهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى خَدِيجَةَ فَقَالَ زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي فَزَمَّلُوهُ حَتَّى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ قَالَ لِخَدِيجَةَ أَيْ خَدِيجَةُ مَا لِي . لَقَدْ خَشِيتُ عَلَى نَفْسِي فَأَخْبَرَهَا الْخَبَرَ قَالَتْ خَدِيجَةُ كَلَّا أَبْشِرْ ، فَوَاللَّهِ لَا يُخْزِيكَ اللَّهُ أَبَدًا ، فَوَاللَّهِ إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ ، وَتَصْدُقُ الْحَدِيثَ ، وَتَحْمِلُ الْكَلَّ ، وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ ، وَتَقْرِي الضَّيْفَ ، وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَانْطَلَقَتْ بِهِ خَدِيجَةُ حَتَّى أَتَتْ بِهِ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلٍ وَهُوَ ابْنُ عَمِّ خَدِيجَةَ أَخِي أَبِيهَا ، وَكَانَ امْرَأً تَنَصَّرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ ، وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتَابَ الْعَرَبِيَّ وَيَكْتُبُ مِنَ الْإِنْجِيلِ بِالْعَرَبِيَّةِ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَكْتُبَ ، وَكَانَ شَيْخًا كَبِيرًا قَدْ عَمِيَ فَقَالَتْ خَدِيجَةُ يَا ابْنَ عَمِّ اسْمَعْ مِنِ ابْنِ أَخِيكَ قَالَ وَرَقَةُ يَا ابْنَ أَخِي مَاذَا تَرَى فَأَخْبَرَهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم خَبَرَ مَا رَأَى فَقَالَ وَرَقَةُ هَذَا النَّامُوسُ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَى مُوسَى ، لَيْتَنِي فِيهَا جَذَعًا ، لَيْتَنِي أَكُونُ حَيًّا ذَكَرَ حَرْفًا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم أَوَمُخْرِجِيَّ هُمْ قَالَ وَرَقَةُ نَعَمْ لَمْ يَأْتِ رَجُلٌ بِمَا جِئْتَ بِهِ إِلَّا أُوذِيَ ، وَإِنْ يُدْرِكْنِي يَوْمُكَ حَيًّا أَنْصُرْكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا ثُمَّ لَمْ يَنْشَبْ وَرَقَةُ أَنْ تُوُفِّيَ ، وَفَتَرَ الْوَحْيُ ، فَتْرَةً حَتَّى حَزِنَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم

قال محمد بن شعیب......... ثم تتابع الوحی

ترجمہ۔ ہم سے یحیٰ نے حدیث بیان کی' ان سے لیث نے حدیث بیان کی ان سے عقیل نے' ان سے ابن شہاب نے (مصنف نے کہا) اور مجھ سے سعید بن مروان نے حدیث بیان کی ان سے محمد بن عبدالعزیز بن ابی رزمہ نے حدیث بیان کی' انہیں ابوصالح سلمویہ نے خبر دی کہا کہ مجھ سے عبداللہ نے حدیث بیان کی' ان سے یونس بن یزید نے بیان کیا' کہا کہ مجھے ابن شہاب نے خبر دی' انہیں عروہ بن زبیر نے خبر دی اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ عائشہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے پہلے سچے خواب دکھائے جاتے تھے۔ چنانچہ اس دور میں آپ جو خواب بھی دیکھ لیتے۔ وہ چیز سفیدہ صبح کی طرح ظاہر ہو جاتی۔ پھر آپ کے دل میں خلوت گزینی کی محبت ڈال دی گئی۔ اس دور میں آپ غار حرا میں تشریف لے جاتے اور آپ وہاں تحنث کرتے عروہ نے کہا کہ تحنث سے مراد ہے چند گنے چنے دنوں میں عبادت گزاری۔ آپ اس کے لئے اپنے گھر سے توشہ لے جایا کرتے تھے (جتنے دن عبادت کے لئے آپ کو غار حراء کی تنہائی میں رہنا ہوتا) آپ خدیجہؓ کے یہاں دوبارہ تشریف لاتے اور اسی طرح توشہ لے جاتے۔ بالآخر جب آپ غار حراء میں تھے کہ حق اچانک آپ کے پاس آ گیا۔ چنانچہ فرشتہ (جبریل علیہ السلام) آپ کے پاس آئے اور کہا کہ پڑھیئے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں' بیان کیا کہ پھر مجھے فرشتہ نے پکڑ لیا اور اتنا بھینچا کہ میں ہلکان ہو گیا۔ پھر انہوں نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا کہ پڑھیئے میں نے اس مرتبہ بھی یہی کہا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں انہوں نے پھر دوسرہ مرتبہ مجھے پکڑ کر اس طرح بھینچا کہ میں ہلکان ہو گیا اور چھوڑنے کے بعد کہا کہ پڑھیئے۔ ان سے میں نے اس مرتبہ بھی یہی کہا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ انہوں نے تیسری مرتبہ پھر اسی طرح مجھے پکڑ کے بھینچا کہ میں ہلکان ہو گیا اور کہا کہ آپ پڑھیئے اپنے پروردگار کے نام کے ساتھ جس نے سب کو پیدا کیا ہے' جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا ہے۔ آپ قرآن پڑھا کیجئے اور آپ کا رب بڑا کریم ہے' جس نے قلم کے ذریعہ سے تعلیم دی ہے۔ سے علم الانسان مالم یعلم تک پھر حضور اکرم ان پانچ آیات کو لے کر واپس تشریف لائے اور (خوف وگھبراہٹ کی وجہ سے) آپ کا شانہ مبارک تھرتھرا رہا تھا۔ آپ نے خدیجہؓ کے پاس پہنچ کر فرمایا کہ مجھے چادر اوڑھا دو۔ مجھے چادر اوڑھا دو۔ چنانچہ انہوں نے آپ کو چادر اوڑھا دی۔ جب خوف وگھبراہٹ آپ سے دور ہوئی تو آپ نے خدیجہؓ سے کہا اب کیا ہوگا' مجھے تو اپنی جان کا خطرہ ہے۔ پھر آپ نے سارا واقعہ انہیں سنایا۔ خدیجہؓ نے کہا ہرگز نہیں' آپ کو بشارت ہو' خدا کی قسم! اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا' خدا گواہ ہے آپ صلہ رحمی کرتے ہیں' ہمیشہ سچ بولتے ہیں' کمزور ناتواں کا بار اٹھاتے ہیں' جنہیں کہیں سے نہ ملتا وہ آپ کے یہاں سے پا لیتے ہیں' مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق کے راستے میں پیش آنے والی مصیبتوں پر لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔ پھر خدیجہؓ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر ورقہ بن نوفل کے پاس آئیں' وہ خدیجہؓ کے چچا اور آپ کے والد کے بھائی تھے۔ وہ زمانہ جاہلیت میں ہی نصرانی ہو گئے تھے اور عربی لکھ لیتے تھے جس طرح اللہ نے چاہا' انہوں نے انجیل بھی عربی میں لکھی تھی' وہ بہت بوڑھے تھے اور نابینا ہو گئے تھے۔ خدیجہؓ نے ان سے کہا' چچا اپنے بھتیجے کا حال سنیئے۔ ورقہ نے کہا بیٹے! تم نے کیا دیکھا ہے؟ حضور

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سارا واقعہ سنایا جو کچھ بھی آپ نے دیکھا تھا اس پر ورقہ نے کہا یہی وہ ناموس (جبریل علیہ السلام) ہیں جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے تھے کاش میں تمہاری نبوت کے زمانہ میں جوان و توانا ہوتا کاش میں اس وقت تک زندہ رہ جاؤں پھر ورقہ نے ﷺ اور کہا (کہ جب آپ کی قوم آپ کو مکہ سے نکالے گی) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا واقعی یہ لوگ مجھے یہاں سے نکال دیں گے؟ ورقہ نے کہا کہ ہاں جو دعوت آپ لے کر آئے ہیں اسے جو بھی لے کر آیا تو اسے ضرور تکلیف دی گئی۔ اگر میں آپکی نبوت کے زمانہ میں زندہ رہ گیا تو میں ضرور آپ کی مدد کروں گا۔ بھرپور طریقہ پر۔ اس کے بعد ورقہ کا انتقال ہو گیا۔ اور کچھ دنوں کے لئے وحی کا آنا بھی بند ہو گیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وحی کے بند ہو جانے کی وجہ سے غمگین رہنے لگے۔ محمد بن شہاب نے حدیث بیان کی انہیں ابوسلمہ نے خبر دی اور ان سے جابر بن عبداللہ انصاریؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آپ وحی کے کچھ دنوں کے لئے رک جانے کا ذکر فرما رہے تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں چل رہا تھا کہ میں نے آسمان کی طرف سے ایک آواز سنی۔ میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو وہی فرشتہ (جبریل علیہ السلام) جو میرے پاس غار حرا میں آئے تھے آسمان اور زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں ان سے بہت ڈرا اور گھر واپس آ کر میں نے کہا کہ مجھے چادر اوڑھا دو مجھے چادر اوڑھا دو چنانچہ گھر والوں نے مجھے چادر اوڑھا دی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ اے کپڑے میں لپٹنے والے اٹھیئے (پھر کافروں کو) ڈرایئے اور اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کیجئے اور اپنے کپڑے کو پاک رکھیئے اور بتوں سے الگ رہیئے ابوسلمہ نے فرمایا "الرجز" جاہلیت کے بت تھے جن کی وہ پرستش کرتے تھے۔ بیان کیا کہ پھر وحی کا سلسلہ جاری ہو گیا۔

باب قَوْلِهٖ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ

← حَدَّثَنَا ابْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ (اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ * خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ * اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ)

ترجمہ۔ ہم سے ابن بکیر نے حدیث بیان کی ان سے لیث نے حدیث بیان کی ان سے عقیل نے حدیث بیان کی ان سے ابن شہاب نے ان سے عروہ نے اور ان سے عائشہؓ نے بیان کیا کہ شروع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچے خواب دکھائے جانے لگے تھے۔ پھر آپ کے پاس فرشتہ آیا اور کہا کہ آپ پڑھیئے اپنے پروردگار کے نام کے ساتھ جس نے سب کو) پیدا کیا ہے جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا ہے آپ (قرآن) پڑھا کیجئے اور آپ کا پروردگار بڑا کریم ہے۔

باب قَوْلِهٖ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ

← حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ قَالَ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ جَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ (اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ)

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن محمد نے حدیث بیان کی' ان سے عبدالرزاق نے حدیث بیان کی' انہیں معمر نے خبر دی' انہیں زہری نے۔ ح۔ اور لیث نے بیان کیا کہ ان سے عقیل نے حدیث بیان کی' ان سے محمد نے بیان کیا انہیں عروہ نے خبر دی اور انہیں عائشہؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتدا سچے خوابوں کے ذریعہ کی گئی۔ پھر فرشتہ آیا اور کہا کہ آپ پڑھیے اپنے پروردگار کے نام کے ساتھ جس نے سب کو پیدا کیا ہے۔ جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا ہے۔ آپ (قرآن) پڑھا کیجئے۔ اور آپ کا پروردگار بڑا کریم ہے۔ جس نے قلم کے ذریعہ تعلیم دی۔

باب قوله الَّذِی عَلَّمَ بِالْقَلَمِ

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ رضی الله عنها فَرَجَعَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم إِلَى خَدِيجَةَ فَقَالَ زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي فذكر الحديث

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی' ان سے لیث نے حدیث بیان کی' ان سے عقیل نے ان سے ابن شہاب نے بیان کیا انہوں نے عروہ سے سنا۔ آپ سے عائشہؓ نے بیان کیا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہؓ کے پاس واپس تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھے چادر اوڑھادو' مجھے چادر اوڑھادو پھر آپ نے پوری حدیث بیان کی۔

باب كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعَنْ بِالنَّاصِيَةِ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ

حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ أَبُو جَهْلٍ لَئِنْ رَأَيْتُ مُحَمَّدًا يُصَلِّي عِنْدَ الْكَعْبَةِ لَأَطَأَنَّ عَلَى عُنُقِهِ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صلی الله علیه وسلم فَقَالَ لَوْ فَعَلَهُ لَأَخَذَتْهُ الْمَلَائِكَةُ تَابَعَهُ عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ

ترجمہ۔ ہم سے یحییٰ نے حدیث بیان کی' ان سے عبدالرزاق نے حدیث بیان کی ان سے معمر نے' ان سے عبدالکریم جزری نے' ان سے عکرمہ نے بیان کیا اور ان سے ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ ابو جہل نے کہا تھا کہ اگر میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم ابی وامی فداہ) کو کعبہ کے پاس نماز پڑھتے دیکھ لیا تو اس کی گردن مروڑ دوں گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ بات پہنچی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر اس نے ایسا کیا تو اسے فرشتے پکڑ لیں گے۔ اس روایت کی متابعت عمرو بن خالد نے کی ان سے عبیداللہ نے' ان سے عبدالکریم نے بیان کیا۔

سورة الْقَدْرِ

يُقَالُ الْمَطْلَعُ هُوَ الطُّلُوعُ ، وَالْمَطْلِعُ الْمَوْضِعُ الَّذِي يُطْلَعُ مِنْهُ (أَنْزَلْنَاهُ) الْهَاءُ كِنَايَةٌ عَنِ الْقُرْآنِ أَنْزَلْنَاهُ مَخْرَجَ الْجَمِيعِ وَالْمُنْزِلُ هُوَ اللّٰهُ وَالْعَرَبُ تُوَكِّدُ فِعْلَ الْوَاحِدِ فَتَجْعَلُهُ بِلَفْظِ الْجَمِيعِ ، لِيَكُونَ أَثْبَتَ وَأَوْكَدَ

کہتے ہیں کہ 'المطلع' بمعنی طلوع ہے۔ مطلع اصل میں اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں سے طلوع ہوتا ہے 'انزلناہ' میں 'ہ' کی ضمیر سے اشارہ قرآن مجید کی طرف ہے۔ صیغہ جمع کا استعمال کیا۔ حالانکہ نازل کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ کیونکہ عرب تاکید کیلئے ایک فرد کے کام کو جمع کے صیغہ کے ساتھ بیان کرتے تھے۔ ایسا کلام میں زور اور تاکید پیدا کرنے کیلئے کرتے تھے۔

سورۃ لَمْ یَکُنْ

(مُنْفَکِّیْنَ) زَائِلِیْنَ (قَیِّمَةٌ) اَلْقَائِمَةُ دِیْنُ الْقَیِّمَةِ، أَضَافَ الدِّیْنَ إِلَی الْمُؤَنَّثِ

'منفکین' ای زائلین قیمۃ ای قائمۃ 'دین القیمۃ' میں دین کی اضافت مونث کی طرف کی۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رضی الله عنه قَالَ النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم لِأُبَیٍّ إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِی أَنْ أَقْرَأَ عَلَیْکَ (لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ کَفَرُوا) قَالَ وَسَمَّانِی قَالَ نَعَمْ فَبَکٰی

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن بشار نے حدیث بیان کی ان سے غندر نے حدیث بیان کی اُن سے شعبہ نے حدیث بیان کی ان نے قتادہ سے سنا اور انہوں نے انس بن مالکؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعبؓ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمہیں 'لم یکن الذین کفروا' پڑھ کر سناؤں۔ ابی نے عرض کی کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام بھی لیا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں۔ اس پر وہ رونے لگے۔

حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رضی الله عنه قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم لِأُبَیٍّ إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِی أَنْ أَقْرَأَ عَلَیْکَ الْقُرْآنَ قَالَ أُبَیٌّ آللّٰهُ سَمَّانِی لَکَ قَالَ اللّٰهُ سَمَّاکَ لِی فَجَعَلَ أُبَیٌّ یَبْکِی قَالَ قَتَادَةُ فَأُنْبِئْتُ أَنَّهُ قَرَأَ عَلَیْهِ (لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ کَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْکِتَابِ)

ترجمہ۔ ہم سے حسان بن ابی حسان نے حدیث بیان کی اُن سے ہمام نے حدیث بیان کی اُن سے قتادہ نے اور ان سے انسؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعبؓ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمہیں قرآن (سورہ لم یکن) پڑھ کر سناؤں ابیؓ نے عرض کی۔ کیا آپ سے اللہ تعالیٰ نے میرا نام بھی لیا ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں! اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام بھی مجھ سے لیا تھا۔ ابیؓ یہ سن کر رونے لگے۔ قتادہ نے بیان کیا کہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں لم یکن الذین کفروا من اہل کتاب پڑھ کر سنائی تھی۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِی دَاوُدَ أَبُو جَعْفَرٍ الْمُنَادِی حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ أَبِی عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِکٍ أَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم قَالَ لِأُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِی أَنْ أُقْرِئَکَ الْقُرْآنَ قَالَ آللّٰهُ سَمَّانِی لَکَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَقَدْ ذُکِرْتُ عِنْدَ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ قَالَ نَعَمْ فَذَرَفَتْ عَیْنَاهُ

ترجمہ۔ ہم سے احمد بن داؤد ابو جعفر منادی نے حدیث بیان کی اُن سے روح نے حدیث بیان کی ان سے سعید بن ابی عروبہ نے اُن سے قتادہ نے اور ان سے انس بن مالکؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعبؓ سے فرمایا۔ اللہ

تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمہیں قرآن (کی آیت لم یکن) پڑھ کر سناؤں انہوں نے پوچھا کیا اللہ نے آپ سے میرا نام بھی لیا تھا؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں ابی بن کعب بولے۔ دونوں جہان کے پالنے والے کی بارگاہ میں میرا ذکر ہوا؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں۔ اس پر ان کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔

سورة إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا

يُقَالُ أَوْحَى لَهَا أَوْحَى إِلَيْهَا، وَوَحَى لَهَا وَوَحَى إِلَيْهَا وَاحِدٌ (اوحی الیہا اور وحی لہا اور وحی الیہا ہم معنی ہیں)

باب قَوْلِهِ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ الْخَيْلُ لِثَلَاثَةٍ، لِرَجُلٍ أَجْرٌ، وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ، وَعَلَى رَجُلٍ وِزْرٌ، فَأَمَّا الَّذِي لَهُ أَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَأَطَالَ لَهَا فِي مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ، فَمَا أَصَابَتْ فِي طِيَلِهَا ذَلِكَ فِي الْمَرْجِ وَالرَّوْضَةِ، كَانَ لَهُ حَسَنَاتٍ، وَلَوْ أَنَّهَا قَطَعَتْ طِيَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ آثَارُهَا وَأَرْوَاثُهَا حَسَنَاتٍ لَهُ، وَلَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهَرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ يُرِدْ أَنْ يَسْقِيَ بِهِ كَانَ ذَلِكَ حَسَنَاتٍ لَهُ فَهِيَ لِذَلِكَ الرَّجُلِ أَجْرٌ، وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغَنِّيًا وَتَعَفُّفًا وَلَمْ يَنْسَ حَقَّ اللَّهِ فِي رِقَابِهَا وَلَا ظُهُورِهَا فَهِيَ لَهُ سِتْرٌ، وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَرِئَاءً وَنِوَاءً فَهِيَ عَلَى ذَلِكَ وِزْرٌ فَسُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم عَنِ الْحُمُرِ قَالَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيَّ فِيهَا إِلَّا هَذِهِ الْآيَةَ الْفَاذَّةَ الْجَامِعَةَ (فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ * وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ)

ترجمہ۔ ہم سے اسماعیل بن عبداللہ نے حدیث بیان کی ان سے مالک نے حدیث بیان کی ان سے زید بن اسلم نے ان سے ابوصالح سمان نے اور ان سے ابوہریرہؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ گھوڑا تین طرح کے لوگوں کے لئے تین قسم کے نتائج کا حامل ہوتا ہے۔ ایک شخص کے لئے اجر ہے دوسرے کے لئے وہ پردہ ہے تیسرے کے لئے وبال ہے جس کے لئے اجر وثواب کا باعث ہے شخص ہے جو اسے اللہ کے راستے میں جہاد کی غرض سے پالتا ہے چراگاہ یا (اس کی بجائے راوی نے یہ کہا) باغ میں اس کی رسی کو دراز کر دیتا ہے (تا کہ خوب گھاس کھائے) چنانچہ وہ گھوڑا چراگاہ یا باغ میں اپنی رسی کے حدود میں جو کچھ بھی کھاتا پیتا ہے وہ بھی اس کے مالک کے لئے آخرت میں اجر وثواب بن جاتا ہے۔ اور اگر اس گھوڑے نے اپنی رسی تڑائی اور ایک دو کوڑ ھے (پھینکنے کی دوری) تک اپنے حدود سے آگے بڑھ گیا تو اس کے نشانات قدم اور اس کی لید بھی مالک کے لئے اجر وثواب بن جاتی ہے۔ اور اگر کسی نہر سے گزرتے ہوئے اس میں سے مالک کے قصد وارادہ کے بغیر خود ہی پانی پی لیا تو یہ بھی مالک کے لئے اجر وثواب بن جاتا ہے۔ دوسرا شخص جس کیلئے گھوڑا اس کا پردہ ہے۔ یہ وہ شخص ہے جس نے لوگوں سے بے نیاز رہنے اور (لوگوں کے سامنے غربت کے اظہار سے) بچنے کے لئے اسے پالا ہے اور اس گھوڑے کی گردن پر جو اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور اسکی پیٹھ کا جو حق ہے اسے بھی نہیں بھولا ہے تو گھوڑا اس کے لئے پردہ ہے۔ اور جو شخص گھوڑا اپنے دروازے پر فخر اور نمائش اور (اسلام اور مسلمانوں کی) دشمنی کی غرض سے باندھتا ہے وہ اس کے

لئے وبال ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے گدھوں کے متعلق پوچھا گیا (کہ کیا یہ بھی گھوڑے کے حکم میں ہیں) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق مجھ پر کوئی خاص آیت سوا اس بے مثال اور جامع آیت کے نازل نہیں کی۔ یعنی سو جو کوئی ذرہ بھر نیکی کرے گا اسے دیکھ لے گا۔

باب قوله وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه سُئِلَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم عَنِ الْحُمُرِ فَقَالَ لَمْ يُنْزَلْ عَلَيَّ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا هَذِهِ الْآيَةُ الْجَامِعَةُ الْفَاذَّةُ (فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ * وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ)

ترجمہ۔ ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے ابن وہب نے حدیث بیان کی انہیں مالک نے خبر دی انہیں زید بن اسلم نے انہیں ابوصالح نے اور انہیں ابوہریرہؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گدھوں کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس جامع اور بے مثال آیت کے سوا مجھ پر اس کے بارے میں اور کوئی خاص حکم نازل نہیں ہوا ہے یعنی سو جو کوئی ذرہ بھر نیکی کرے گا اسے دیکھ لے گا۔ اور جو کوئی ذرہ بھر برائی کرے گا وہ اسے دیکھ لے گا۔

سورة وَالْعَادِيَاتِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْكَنُودُ الْكَفُورُ، يُقَالُ (فَأَثَرْنَ بِهِ نَقْعًا) رَفَعْنَ بِهِ غُبَارًا (لِحُبِّ الْخَيْرِ) مِنْ أَجْلِ حُبِّ الْخَيْرِ (لَشَدِيدٌ) لَبَخِيلٌ وَيُقَالُ لِلْبَخِيلِ شَدِيدٌ (حُصِّلَ) مُيِّزَ

مجاہد نے فرمایا کہ 'الکنود' ای الکفور بولتے ہیں 'فاثرن به نقعا' ای رفعن به غبار الحب الخیر ای من اجل حب الخیر۔ 'لشدید' ای البخیل۔ اسی طرح بخیل کے لئے بھی شدید استعمال کرتے ہیں۔ حصل اے میز۔

سورة الْقَارِعَةِ

(كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ) كَغَوْغَاءِ الْجَرَادِ يَرْكَبُ بَعْضُهُ بَعْضًا، كَذَلِكَ النَّاسُ يَجُولُ بَعْضُهُمْ فِي بَعْضٍ (كَالْعِهْنِ) كَأَلْوَانِ الْعِهْنِ وَقَرَأَ عَبْدُ اللَّهِ كَالصُّوفِ

کالفراش المبثوث۔ یعنی پریشان ٹڈیوں کی طرح کہ جیسے وہ ایسی حالت میں ایک دوسرے پر چڑھ جاتی ہیں۔ یہی حال (قیامت کے دن) انسانوں کا ہوگا۔ ایک دوسرے پر گر رہے ہوں گے 'کالعهن' ای کالوان العهن۔ عبداللہ بن مسعودؓ اس کی قراءت کالصوف کرتے تھے۔

سورة أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (التَّكَاثُرُ) مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ

ابن عباسؓ نے فرمایا کہ التکاثر یعنی مال و اولاد کا زیادہ ہونا۔

سورة وَالْعَصْرِ

وَقَالَ يَحْيَى الدَّهْرُ أَقْسَمَ بِهِ یحییٰ نے فرمایا کہ 'العصر' سے مراد زمانہ ہے اس کی قسم کھائی گئی ہے۔

سورة وَيْلٌ لِكُلِّ هُمَزَةٍ لُمَزَةٍ

(الْحُطَمَةُ) اسْمُ النَّارِ، مِثْلُ سَقَرَ وَلَظَى الحطمة۔دوزخ کا نام ہے جیسے سقر اور لظی بھی اسکے ناموں میں ہیں۔

سورة أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فعل ربک

قَالَ مُجَاهِدٌ (أَبَابِيلَ) مُتَتَابِعَةً مُجْتَمِعَةً وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (مِنْ سِجِّيلٍ) هِيَ سَنْكِ وَكِلْ

مجاہد نے فرمایا کہ الم تر ای الم تعلم مجاہد نے فرمایا کہ ابابیل یعنی لگا تار جھنڈ کے جھنڈ پرندے۔ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ من سجیل میں پتھر اور مٹی مراد ہے۔

سورة لِإِيلَافِ قُرَيْشٍ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ (لِإِيلَافِ) أَلِفُوا ذَلِكَ، فَلَا يَشُقُّ عَلَيْهِمْ فِي الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ (وَآمَنَهُمْ) مِنْ كُلِّ عَدُوِّهِمْ فِي حَرَمِهِمْ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ (لِإِيلَافِ) لِنِعْمَتِي عَلَى قُرَيْشٍ

مجاہد نے فرمایا کہ 'لایلاف' یعنی وہ اسکے خوگر ہو گئے ہیں۔اس لئے جاڑوں میں (یمن کا سفر) اور گرمیوں میں (شام کے) ان پر گراں نہیں گزرتا۔ 'آمنہم' یعنی انہیں ہر طرح کے دشمن سے حدود حرم میں امن دیا۔

سورة أَرَأَيْتَ الذى يكذب بالدين

وَقَالَ مُجَاهِدٌ (يَدُعُّ) يَدْفَعُ عَنْ حَقِّهِ، يُقَالُ هُوَ مِنْ دَعَعْتُ (يُدَعُّونَ) يُدْفَعُونَ (سَاهُونَ) لَاهُونَ وَ (الْمَاعُونَ) الْمَعْرُوفَ كُلَّهُ وَقَالَ بَعْضُ الْعَرَبِ الْمَاعُونُ الْمَاءُ وَقَالَ عِكْرِمَةُ أَعْلَاهَا الزَّكَاةُ الْمَفْرُوضَةُ، وَأَدْنَاهَا عَارِيَّةُ الْمَتَاعِ

مجاہد نے فرمایا کہ 'یدع' یعنی اس کے حق سے اس کو دھکے دیتا ہے' کہتے ہیں کہ یہ 'دعت یدعون' سے نکلا ہے بمعنی یدفعون' ساھون' ای لاھون' الماعون سے مراد نفع بخش اچھی چیز ہے۔ بعض اہل عرب نے اس کے معنی پانی بتائے ہیں۔عکرمہ نے فرمایا کہ اس کا سب سے بلند درجہ فرض زکوۃ کی ادائیگی ہے اور سب سے کم تر درجہ کسی سامان کو عاریت پر دینا ہے۔

سورة إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (شَانِئَكَ) عَدُوَّكَ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ 'شانئک' ای عدوک۔

← حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رضی الله عنه قَالَ لَمَّا عُرِجَ بِالنَّبِيِّ صلى الله عليه

إِلَى السَّمَاءِ قَالَ أَتَيْتُ عَلَى نَهَرٍ حَافَتَاهُ قِبَابُ اللُّؤْلُؤِ مُجَوَّفًا فَقُلْتُ مَا هَذَا يَا جِبْرِيلُ قَالَ هَذَا الْكَوْثَرُ

ترجمہ۔ ہم سے آدم نے حدیث بیان کی ان سے شیبان نے حدیث بیان کی ان سے قتادہ نے حدیث بیان کی ان سے انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی تو اس کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ایک نہر کے کنارے پر پہنچا جس کے دونوں کنارے موتیوں کے کھوکھلے گنبد کے تھی۔ میں نے پوچھا اے جبریل! یہ کیا ہے انہوں نے بتایا کہ یہ کوثر ہے۔

← حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ الْكَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَ سَأَلْتُهَا عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى (إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ) قَالَتْ نَهَرٌ أُعْطِيَهُ نَبِيُّكُمْ صلى الله عليه وسلم شَاطِئَاهُ عَلَيْهِ دُرٌّ مُجَوَّفٌ آنِيَتُهُ كَعَدَدِ النُّجُومِ رَوَاهُ زَكَرِيَّاءُ وَأَبُو الْأَحْوَصِ وَمُطَرِّفٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ

ترجمہ۔ ہم سے خالد بن یزید کاہلی نے حدیث بیان کی ان سے اسرائیل نے حدیث بیان کی ان سے ابواسحاق نے ان سے ابوعبیدہ نے کہ میں نے عائشہؓ سے اللہ تعالی کے ارشاد میں نے آپ کو کوثر عطا کیا ہے۔ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ (کوثر) ایک نہر ہے جو تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی ہے۔ اس کے دو کنارے ہیں جن پر کھوکھلے موتی ہی ہیں۔ اس کے برتن ستاروں کی طرح ان گنت ہیں۔ اس حدیث کی روایت زکریا ابوالاحوص اور مطرف نے ابواسحاق کے واسطے سے کی۔

← حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما أَنَّهُ قَالَ فِي الْكَوْثَرِ هُوَ الْخَيْرُ الَّذِي أَعْطَاهُ اللَّهُ إِيَّاهُ قَالَ أَبُو بِشْرٍ قُلْتُ لِسَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ فَإِنَّ النَّاسَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُ نَهَرٌ فِي الْجَنَّةِ فَقَالَ سَعِيدٌ النَّهَرُ الَّذِي فِي الْجَنَّةِ مِنَ الْخَيْرِ الَّذِي أَعْطَاهُ اللَّهُ إِيَّاهُ

ترجمہ۔ ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے حدیث بیان کی ان سے ہشیم نے حدیث بیان کی ان سے ابو بشر نے حدیث بیان کی ان سے سعید ابن جبیر نے حدیث بیان کی اور ان سے ابن عباسؓ نے کوثر کے متعلق فرمایا کہ وہ 'خیر کثیر' ہے جو اللہ تعالی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دی ہے۔ ابو بشر نے بیان کیا کہ میں نے سعید بن جبیر سے عرض لوگوں کا تو خیال ہے کہ اس سے جنت کی ایک نہر مراد ہے۔ سعیدؒ نے فرمایا کہ جنت کی نہر بھی اس 'خیر کثیر' میں سے ایک ہے جو اللہ تعالی نے حضور کو دی ہے۔

کوثر سے کیا مراد ہے؟

پہلی اور دوسری حدیث الباب سے معلوم ہوتا ہے کہ کوثر سے مراد ایک نہر ہے جو کہ جنت میں ہے اور مسلم کی روایت میں بھی اسی طرح ہے۔ تیسری حدیث الباب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کوثر کی تفسیر "خیر" سے کی ہے۔ علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی تفسیر کو ترجیح دی ہے۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نہر کی تفسیر حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منصوص ہے اسی لیے اسے راجح قرار دیا جائے گا۔ کوثر کی تفسیر میں علماء کے بہت سے اقوال ہیں۔ توحید اسلام قرآن نبوت وغیرہ۔ لیکن راجح یہ ہے کہ اس لفظ کے تحت ہر قسم کی دنیوی اور دینی دولتیں اور حسی و معنوی نعمتیں داخل ہیں جو آپ کو یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل امت مرحومہ کو ملنے والی تھیں ان

نعمتوں میں سے ایک نعمت حوض کوثر بھی ہے جس کے پانی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت کو محشر میں سیراب فرمائیں گے۔

بعض روایات میں اس کا محشر میں ہونا اور اکثر روایات سے جنت میں ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اکثر علماء نے یوں تطبیق دی ہے کہ اصل نہر جنت میں ہوگی اور اسی کا پانی میدانِ محشر میں لاکر کسی حوض میں جمع کر دیا جائے گا' دونوں کو''کوثر'' ہی کہتے ہوں گے۔

باب سورة قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ

يُقَالُ (لَكُمْ دِينُكُمْ) الْكُفْرُ (وَلِيَ دِينِ) الْإِسْلَامُ وَلَمْ يَقُلْ دِينِي ، لِأَنَّ الْآيَاتِ بِالنُّونِ فَحُذِفَتِ الْيَاءُ كَمَا قَالَ يَهْدِينِ وَيَشْفِينِ وَقَالَ غَيْرُهُ (لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ) الْآنَ ، وَلَا أُجِيبُكُمْ فِيمَا بَقِيَ مِنْ عُمْرِي (وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ) وَهُمُ الَّذِينَ قَالَ (وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ طُغْيَانًا وَكُفْرًا)

بیان کیا گیا ہے کہ 'لکم ودینکم' سے مراد کفر ہے اور 'لی دین' سے مراد اسلام ہے۔ 'دینی' نہیں کہا۔ کیونکہ اس سے پہلے کی آیات کا ختم نون پر ہوتا ہے' اس لئے (فواصل کی رعایت کرتے ہوئے) یہاں بھی 'یاء' کو حذف کر دیا جیسے بولتے ہیں یہدین' یشفین ان کے غیر نے کہا کہ آیت 'تو تو میں تمہارے معبودوں کی پرستش کروں گا' یعنی جن معبودوں کی تم اس وقت پرستش کرتے ہو۔ اور نہ میں تمہاری یہ لغویت اپنی باقی زندگی میں قبول کروں گا۔ اور نہ تم میرے معبود کی پرستش کرو گے۔ اس سے مراد وہ کفار ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اور جو وحی تمہارے رب کی طرف سے نازل کی جاتی ہے' ان میں سے بہتوں کو سرکشی اور کفر میں اور بڑھا دیتی ہے۔

سورة إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ

← حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ مَا صَلَّى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم صَلَاةً بَعْدَ أَنْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ (إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ) إِلَّا يَقُولُ فِيهَا سُبْحَانَكَ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي

ہم سے حسن بن ربیع نے حدیث بیان کی' ان سے ابوالاحوص نے حدیث بیان کی' ان سے اعمش نے' ان سے ابو الضحیٰ نے' ان سے مسروق نے اور ان سے عائشہؓ نے بیان کیا کہ آیت' جب اللہ کی مدد اور فتح آ پہنچی' جب سے نازل ہوئی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی نماز ایسی نہیں پڑھی جس میں آپ یہ دعا نہ کرتے پاک ہے تیری ذات اے ہمارے رب اور تیرے ہی لئے حمد ہے۔ اے اللہ! میری مغفرت فرما دے۔

← حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي يَتَأَوَّلُ الْقُرْآنَ

ترجمہ۔ ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے حدیث بیان کی' ان سے جریر نے حدیث بیان کی' ان سے منصور نے' ان سے ابوالضحیٰ نے' ان سے مسروق نے اور ان سے عائشہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (سورۂ فتح کے نازل ہونے کے بعد) اپنے

رکوع اور سجدوں میں بکثرت یہ دعا پڑھتے تھے۔ پاک ہے تیری ذات اے ہمارے رب! اور تیرے ہی لئے حمد ہے اے اللہ! میری مغفرت فرمادے۔ قرآن مجید کے حکم پر اس طرح آپ عمل کرتے تھے (سورۂ فتح میں آپ کو حمد واستغفار کا حکم ہوا تھا)۔

باب وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ عُمَرَ رضی الله عنه سَأَلَهُمْ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى (إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ) قَالُوا فَتْحُ الْمَدَائِنِ وَالْقُصُورِ قَالَ مَا تَقُولُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ أَجَلٌ أَوْ مَثَلٌ ضُرِبَ لِمُحَمَّدٍ صلی الله علیه وسلم نُعِيَتْ لَهُ نَفْسُهُ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن ابی شیبہ نے حدیث بیان کی ان سے عبدالرحمٰن نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے ان سے حبیب بن ابی ثابت نے ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباسؓ نے کہ عمرؓ نے شیوخ بدر سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد "جب اللہ کی مدد اور فتح آ پہنچی" کے متعلق پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ اس سے اشارہ شہروں اور محلات کی فتح کی طرف ہے۔ عمرؓ نے فرمایا ابن عباس! تمہارا کیا خیال ہے ابن عباسؓ نے جواب دیا کہ اس میں وفات کی یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان کی گئی ہے۔ آپ کی وفات کی آپ کو خبر دی گئی ہے۔

باب فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا

تَوَّابٌ عَلَى الْعِبَادِ ، وَالتَّوَّابُ مِنَ النَّاسِ التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ

التواب من الناس۔ وہ شخص ہے جو خطاؤں سے توبہ کرتا رہے۔

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ عُمَرُ يُدْخِلُنِي مَعَ أَشْيَاخِ بَدْرٍ ، فَكَأَنَّ بَعْضَهُمْ وَجَدَ فِي نَفْسِهِ فَقَالَ لِمَ تُدْخِلُ هَذَا مَعَنَا وَلَنَا أَبْنَاءٌ مِثْلُهُ فَقَالَ عُمَرُ إِنَّهُ مِنْ حَيْثُ عَلِمْتُمْ فَدَعَا ذَاتَ يَوْمٍ فَأَدْخَلَهُ مَعَهُمْ فَمَا رُئِيتُ أَنَّهُ دَعَانِي يَوْمَئِذٍ إِلَّا لِيُرِيَهُمْ قَالَ مَا تَقُولُونَ فِي قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى (إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ) فَقَالَ بَعْضُهُمْ أُمِرْنَا نَحْمَدُ اللَّهَ وَنَسْتَغْفِرُهُ ، إِذَا نُصِرْنَا وَفُتِحَ عَلَيْنَا وَسَكَتَ بَعْضُهُمْ فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا فَقَالَ لِي أَكَذَاكَ تَقُولُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ لَا قَالَ فَمَا تَقُولُ قُلْتُ هُوَ أَجَلُ رَسُولِ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم أَعْلَمَهُ لَهُ ، قَالَ (إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ) وَذَلِكَ عَلَامَةُ أَجَلِكَ (فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا) فَقَالَ عُمَرُ مَا أَعْلَمُ مِنْهَا إِلَّا مَا تَقُولُ

ترجمہ۔ ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے حدیث بیان کی ان سے ابوعوانہ نے حدیث بیان کی ان سے ابوبشر نے ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ عمر بن خطابؓ مجھے شیوخ بدر کے ساتھ مجلس میں بٹھاتے تھے۔ بعض (عبدالرحمٰن ابن عوفؓ) کو اس پر اعتراض تھا۔ انہوں نے عمرؓ سے کہا کہ اسے آپ مجلس میں ہمارے ساتھ بٹھاتے رہیں اس کے جیسے تو ہمارے بچے ہیں۔ عمرؓ نے فرمایا کہ اس کی وجہ تمہیں معلوم ہے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت اور خود ان کی ذکاوت وذہانت) پھر انہوں نے ایک دن ابن عباسؓ کو بلایا اور انہیں شیوخ بدر کے ساتھ بٹھایا (ابن عباسؓ نے فرمایا) میں سمجھ گیا آپ نے آج مجھے انہیں دکھانے کے لئے بلایا ہے پھر ان سے پوچھا اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد

کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے جب اللہ کی مدد اور فتح آ پہنچے۔ بعض حضرات نے کہا کہ جب ہمیں مدد اور فتح حاصل ہو تو اللہ کی حمد اور اس سے استغفار کا ہمیں آیت میں حکم دیا گیا ہے' کچھ لوگ خاموش رہے اور کوئی جواب نہیں دیا' پھر اللہ نے مجھ سے پوچھا ابن عباس! کیا تمہارا بھی یہی خیال ہے۔ میں نے عرض کی کہ نہیں۔ پوچھا' پھر تمہاری کیا رائے ہے میں نے عرض کی کہ اس میں رسول اللہ کی وفات کی طرف اشارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہی چیز بتائی ہے اور فرمایا ہے کہ جب اللہ کی مدد اور فتح آ پہنچی یعنی پھر یہ آپ کی وفات کی علامت ہے۔ اس لئے آپ نے پروردگار کی تسبیح و تحمید کیجئے اور اس سے استغفار کیجئے بے شک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔ عمرؓ نے اس پر فرمایا کہ میں بھی وہی جانتا ہوں جو تم نے کہا۔

سورة تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ

تَبَابٌ خُسْرَانٌ تَتْبِيبٌ تَدْمِيرٌ

حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ (وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ) وَرَهْطَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ، خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم حَتَّى صَعِدَ الصَّفَا فَهَتَفَ يَا صَبَاحَاهُ فَقَالُوا مَنْ هَذَا ، فَاجْتَمَعُوا إِلَيْهِ فَقَالَ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ خَيْلاً تَخْرُجُ مِنْ سَفْحِ هَذَا الْجَبَلِ أَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ قَالُوا مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ كَذِبًا قَالَ فَإِنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ قَالَ أَبُو لَهَبٍ تَبًّا لَكَ مَا جَمَعْتَنَا إِلَّا لِهَذَا ثُمَّ قَامَ فَنَزَلَتْ (تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ) وَقَدْ تَبَّ هَكَذَا قَرَأَهَا الْأَعْمَشُ يَوْمَئِذٍ

ترجمہ۔ ہم سے یوسف بن موسیٰ نے حدیث بیان کی' ان سے ابو اسامہ نے حدیث بیان کی' ان سے اعمش نے حدیث بیان کی' ان سے عمرو بن مرہ نے حدیث بیان کی' ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرایئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفا پہاڑی پر چڑھ گئے اور پکارا یا صباحاہ قریش نے کہا یہ کون ہے؟ پھر وہاں سب آ کر جمع ہو گئے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تمہارا کیا خیال ہے اگر میں تمہیں بتاؤں کہ ایک لشکر اس پہاڑ کے پیچھے سے نکلنے والا ہے' تو کیا تم مجھے سچا سمجھو گے؟ انہوں نے کہا کہ ہمیں جھوٹ کا آپ سے تجربہ نہیں ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر میں تمہیں شدید عذاب سے ڈراتا ہوں جو تمہارے سامنے ہے اس پر ابولہب بولا تو تباہ ہو گیا تو نے ہمیں اسی لئے جمع کیا تھا پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے چلے آئے اور آپ پر یہ آیت نازل ہوئی۔ دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے ابولہب کے۔ اور وہ برباد ہو گیا' نہ اس کا مال اس کے کام آیا اور نہ اس کی کمائی ہی۔"

باب قَوْلِهِ وَتَبَّ مَا أَغْنَى عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم خَرَجَ إِلَى الْبَطْحَاءِ فَصَعِدَ إِلَى الْجَبَلِ فَنَادَى يَا صَبَاحَاهُ فَاجْتَمَعَتْ إِلَيْهِ قُرَيْشٌ - فَقَالَ أَرَأَيْتُمْ إِنْ حَدَّثْتُكُمْ أَنَّ الْعَدُوَّ مُصَبِّحُكُمْ أَوْ مُمَسِّيكُمْ ، أَكُنْتُمْ تُصَدِّقُونِي قَالُوا نَعَمْ قَالَ فَإِنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ فَقَالَ أَبُو لَهَبٍ أَلِهَذَا جَمَعْتَنَا تَبًّا لَكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ (تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ) إِلَى آخِرِهَا

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن سلام نے حدیث بیان کی انہیں ابو معاویہ نے خبر دی ان سے اعمش نے حدیث بیان کی ان سے عمرو بن مرہ نے بیان کیا ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بطحا کی طرف تشریف لے گئے اور پہاڑی پر چڑھ گئے اور پکارا یا صباحاہ قریش اس آواز پر آپ کے پاس جمع ہو گئے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا تمہارا کیا خیال ہے اگر میں تمہیں بتاؤں کہ دشمن تم پر صبح کے وقت یا شام کے وقت حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم میری تصدیق کرو گے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو میں تمہیں شدید عذاب سے ڈراتا ہوں جو تمہارے سامنے ہے ابولہب بولا تم تباہ ہو جاؤ۔ کیا تم نے ہمیں اسی لیے جمع کیا تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت نازل کی۔ تبت یدا ابی لہب آخر تک۔

باب قَوْلِهِ سَيَصْلَى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ

← حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنهما قَالَ أَبُو لَهَبٍ تَبًّا لَكَ أَلِهَذَا جَمَعْتَنَا فَنَزَلَتْ (تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ)

ترجمہ۔ ہم سے عمر بن حفص نے حدیث بیان کی ان سے آپ کے والد نے حدیث بیان کی ان سے اعمش نے حدیث بیان کی ان سے عمرو بن مرہ نے حدیث بیان کی ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ ابو لہب نے کہا تھا کہ تباہ ہو گیا تو نے ہمیں اسی لئے جمع کیا تھا اس پر آیت تبت یدا ابی لہب نازل ہوئی۔

باب قوله وَامْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ (حَمَّالَةَ الْحَطَبِ) تَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ (فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِنْ مَسَدٍ) يُقَالُ مِنْ مَسَدٍ لِيفِ الْمُقْلِ، وَهِيَ السِّلْسِلَةُ الَّتِي فِي النَّارِ

مجاہد نے فرمایا کہ لکڑیاں لاد کر لانے والی سے مراد یہ ہے کہ وہ چغل خوری کرتی تھی (اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکین کے درمیان دشمنی کی آگ بھڑکاتی تھی) اس کی گردن میں رسی پڑی ہو گی خوب بٹی ہوئی۔ کہتے ہیں کہ اس سے مراد مونگل کی رسی ہے۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ اس سے مراد وہ زنجیر ہے جو دوزخ میں اس کے گلے میں پڑی ہو گی۔

قَوْلُهُ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ

يُقَالُ لاَ يُنَوَّنُ أَحَدٌ، أَيْ وَاحِدٌ

← حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ قَالَ اللَّهُ كَذَّبَنِي ابْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَلِكَ، وَشَتَمَنِي وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَلِكَ، فَأَمَّا تَكْذِيبُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ لَنْ يُعِيدَنِي كَمَا بَدَأَنِي، وَلَيْسَ أَوَّلُ الْخَلْقِ بِأَهْوَنَ عَلَيَّ مِنْ إِعَادَتِهِ، وَأَمَّا شَتْمُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا، وَأَنَا الأَحَدُ الصَّمَدُ لَمْ أَلِدْ وَلَمْ أُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لِي كُفُوًا أَحَدٌ

ترجمہ۔ ہم سے ابوالیمان نے حدیث بیان کی اُن سے شعیب نے حدیث بیان کی اُن سے ابوالزناد نے حدیث بیان کی ان سے اعرج نے اور ان سے ابوہریرۃؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ مجھے ابن آدم (انسان) نے جھٹلایا' حالانکہ اس کے لئے یہ مناسب نہیں تھا' مجھے اس نے گالی دی' حالانکہ اس کے لئے یہ بھی مناسب نہیں تھا' جھٹلانا یہ ہے کہ کہتا ہے کہ اللہ نے جس طرح مجھے پہلی مرتبہ پیدا کیا ہے دوبارہ نہیں زندہ کرے گا' حالانکہ میرے لئے دوبارہ زندہ کرنے سے پہلی مرتبہ پیدا کرنا آسان نہیں ہے۔ اس کا مجھے گالی دینا یہ ہے کہ کہتا ہے اللہ نے اپنا بیٹا بنایا ہے' حالانکہ میں ایک ہوں' بے نیاز ہوں نہ میرے کوئی اولاد ہے اور نہ میں کسی کی اولاد ہوں اور نہ کوئی میرے برابر کا ہے۔

باب قَوْلِهِ اللّٰهُ الصَّمَدُ

وَالْعَرَبُ تُسَمِّي أَشْرَافَهَا الصَّمَدَ قَالَ أَبُو وَائِلٍ هُوَ السَّيِّدُ الَّذِي انْتَهَى سُودَدُهُ

عرب اپنے سرداروں کو صمد کہتے تھے۔ ابووائل نے فرمایا کہ صمد اس سردار کو کہتے ہیں جس پر سرداری ختم ہو۔

← حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اللّٰهُ كَذَّبَنِي ابْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذٰلِكَ ، وَشَتَمَنِي وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذٰلِكَ ، أَمَّا تَكْذِيبُهُ إِيَّايَ أَنْ يَقُولَ إِنِّي لَنْ أُعِيدَهُ كَمَا بَدَأْتُهُ ، وَأَمَّا شَتْمُهُ إِيَّايَ أَنْ يَقُولَ اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ، وَأَنَا الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ أَلِدْ وَلَمْ أُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لِي كُفُوًا أَحَدٌ (لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ * وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ) كُفُوًا وَكَفِيئًا وَكِفَاءً وَاحِدٌ

ترجمہ۔ ہم سے اسحاق بن منصور نے حدیث بیان کی کہا کہ ہم سے عبدالرزاق نے حدیث بیان کی انہیں معمر نے خبر دی انہیں ہمام نے' ان سے ابوہریرۃؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ابن آدم نے مجھے جھٹلایا۔ حالانکہ اس کے لئے مناسب نہیں تھا۔ اس نے مجھے گالی دی' حالانکہ اسے اس کا حق نہیں تھا۔ مجھے جھٹلانا یہ ہے کہ کہتا ہے کہ میں اسے دوبارہ زندہ نہیں کرسکتا۔ جیسا کہ میں نے اسے پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا۔ اس کا گالی دینا یہ ہے کہ کہتا ہے اللہ نے بیٹا بنالیا ہے۔ حالانکہ میں بے نیاز ہوں۔ میرے نہ کوئی اولاد ہے اور نہ میں کسی کی اولاد ہوں اور نہ کوئی میرے برابر ہے۔ کفوا اور کفیا اور کفاء ہم معنی ہیں۔

سورة قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ (غَاسِقٍ) اللَّيْلُ (إِذَا وَقَبَ) غُرُوبُ الشَّمْسِ يُقَالُ أَبْيَنُ مِنْ فَرَقِ وَفَلَقِ الصُّبْحِ (وَقَبَ) إِذَا دَخَلَ فِي كُلِّ شَيْءٍ وَأَظْلَمَ

مجاہد نے فرمایا کہ غاسق' بمعنی رات ہے۔ اذا وقب' سورج کا ڈوب جانا مراد ہے۔ بولتے ہیں' ابین من فرق الصبح و فلق الصبح' وقت یعنی جب تاریکی ہوجائے اور سورج غائب ہوجائے۔

← حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ وَعَبْدَةَ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ قَالَ سَأَلْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ عَنِ الْمُعَوِّذَتَيْنِ فَقَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ قِيلَ لِي فَقُلْتُ فَنَحْنُ نَقُولُ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ۔ ہم سے قتیبہ بن سعید نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی ان سے عاصم اور عبدہ نے ان سے زر بن حبیش نے بیان کیا۔ انہوں نے ابی بن کعبؓ سے معوذتین قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس) کے بارے میں پوچھا تو آپ نے بیان کیا کہ میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھ سے کہا گیا۔ جبریل علیہ السلام کی زبانی) ورنہ میں نے اسی طرح کہا چنانچہ ہم بھی وہی کہتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا۔

سورة قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ

وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (الْوَسْوَاسِ) إِذَا وُلِدَ خَنَسَهُ الشَّيْطَانُ، فَإِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ذَهَبَ، وَإِذَا لَمْ يُذْكَرِ اللّٰهُ ثَبَتَ عَلَى قَلْبِهِ

ابن عباسؓ نے 'الوسواس' کے متعلق فرمایا کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو شیطان اس کے کوکھ میں مارتا ہے۔ پھر جب وہاں اللہ کا نام لیا جاتا ہے تو وہ بھاگ جاتا ہے اور اگر اللہ کا نام نہ لیا گیا تو اس کے دل پر جم جاتا ہے۔

← حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ أَبِي لُبَابَةَ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ وَحَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ زِرٍّ قَالَ سَأَلْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ قُلْتُ يَا أَبَا الْمُنْذِرِ إِنَّ أَخَاكَ ابْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ أُبَيٌّ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ لِي قِيلَ لِي فَقُلْتُ، قَالَ فَنَحْنُ نَقُولُ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

ترجمہ۔ ہم سے علی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی ان سے سفان نے حدیث بیان کی ان سے عبدہ بن ابی لباب نے حدیث بیان کی ان سے زر بن حبیش نے اور ان سے سفیان نے کہا) اور ہم سے عاصم نے (بھی) حدیث بیان کی ان سے زر نے بیان کیا کہ میں نے ابی بن کعبؓ سے پوچھا یا ابا المنذر آپ کے بھائی (وہی) تو یہ یہ کہتے ہیں (سورۂ معوذتین کے متعلق) ابیؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ (جبریل علیہ السلام کی زبانی) مجھ سے کہا گیا اور میں نے کہا ابیؓ نے فرمایا کہ ہم بھی وہی کہتے ہیں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا۔

تشریح حدیث

معوذتین کے کلام اللہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے اور سب کا اس پر اجماع اور اتفاق ہے۔ یہ اجماع دور صحابہ سے لے کر آج تک تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔ البتہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں مختلف آراء ہیں کہ وہ اس کو قرآن کا جز مانتے ہیں یا نہیں؟

ا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ معوذتین کو قرآن میں شامل نہیں مانتے تھے وہ فرماتے تھے کہ ان کے نازل کرنے کا مقصد رقیہ اور علاج تھا۔ معلوم نہیں یہ تلاوت کی غرض سے اتاری گئی ہیں یا نہیں؟ اس لیے ان کو مصحف میں درج کرنا اور قرآن میں شامل کرنا خلاف احتیاط ہے اور ظاہر ہے کہ ان کی یہ رائے شخصی اور انفرادی تھی صحابہ میں سے کسی نے بھی ان سے اتفاق نہیں کیا۔ بعض علماء نے ان کا رجوع لکھا ہے۔

۲۔ ابوبکر باقلانی اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان کے قرآن میں شامل ہونے کا انکار نہیں کرتے تھے۔ البتہ مصحف میں لکھنے کے منکر تھے کیونکہ ان کی رائے یہ تھی کہ مصحف میں قرآن حکیم کا

کوئی بھی حصہ اسی وقت لکھا جائے گا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے لکھنے کی اجازت دیں اور معوذتین کے متعلق مصحف میں لکھنے کی اجازت شاید ان کو معلوم نہیں ہوئی اس لیے وہ معوذتین کو مصحف میں نہیں لکھتے تھے۔

۳۔امام نووی، ابن حزم اور امام فخر الدین رازی وغیرہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف اس قول کی نسبت کو باطل قرار دیا اور اس کے غلط ہونے کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ عاصم، حمزہ اور کسائی کی روایت قرأت کے سلسلہ کی سند حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تک پہنچتی ہے اور اس میں معوذتین موجود ہے۔

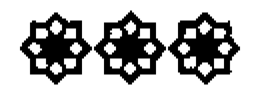
اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں ہر سال ماہِ رمضان میں صلاۃ تراویح پڑھتے تھے اور امام اس میں معوذتین پڑھتے تھے لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے اعتراض نہیں کیا۔ اس لیے ان کی طرف مذکورہ قول کی نسبت کرنا کہ وہ اس کو قرآن میں شامل نہیں سمجھتے تھے درست نہیں ہے۔

لیکن حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ روایات صحیحہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا مذکورہ قول ثابت ہے اور ان روایات پر بغیر کسی مستند دلیل کے طعن کرنا لائق قبول نہیں ہے۔

علامہ عبدالعلی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے مسلم الثبوت کی شرح ''فواتح الرحموت'' میں ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ پر رد کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف اس قول کی نسبت سراسر غلط ہے۔

بہر حال محقق علماء کی اکثریت نے ان روایتوں کو ضعیف یا کم از کم ناقابل قبول بتایا ہے جو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف یہ مذہب منسوب کرتی ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اگرچہ تصریح کی ہے کہ ان روایتوں کے تمام راوی ثقہ ہیں لیکن صرف راویوں کا ثقہ ہونا ہی کسی روایت کے صحیح ہونے کے لیے کافی نہیں ہے بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ اس میں کوئی علت یا شذوذ نہ پایا جائے۔ چنانچہ محدثین کرام نے حدیث صحیح کی تعریف میں یہ بات لکھی ہے کہ وہ روایت ہر قسم کی علت اور شذوذ سے خالی ہو۔ اگر روایت میں علت یا شذوذ پایا جاتا ہو تو راویوں کے ثقہ ہونے کے باوجود اس کو صحیح قرار نہیں دیا جاتا۔ اس لیے ان روایات کو راویوں کے ثقہ ہونے کے باوجود کئی علماء نے ناقابل قبول قرار دیا ہے۔



کتاب فضائل القرآن

فضائل قرآن کی مناسبت سے یہاں ایک بحث یہ کی جاتی ہے کہ قرآن کریم کا بعض حصہ اس کے دوسرے حصہ سے افضل ہے کہ نہیں؟ اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔

معتزلہ کے نزدیک کلام اللہ چونکہ مخلوق ہے اور مخلوق میں باہمی تفاضل کا انکار نہیں کیا جاسکتا اس لیے قرآن کے بعض حصے کا اس کے دوسرے بعض سے افضل ہونا ان کے نزدیک باعث اشکال نہیں۔ البتہ اہلسنت کے نزدیک اس میں دو مذہب بن گئے۔

ا۔ امام ابوالحسن اشعری' قاضی ابوبکر باقلانی' احمد بن کلاب اور متاخرین شافعیہ کا مذہب یہ ہے کہ قرآن حکیم میں تفاضل نہیں یعنی یہ کہنا کہ اس کا بعض حصہ اس کے دوسرے بعض حصہ سے افضل ہے' یہ درست نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر ایک حصہ کو دوسرے حصہ سے افضل قرار دیا جائے تو مفضل علیہ کے ناقص ہونے کا ایہام ہوتا ہے اور قرآن مجید ہر قسم کے نقص سے پاک ہے۔

۲۔ دوسرا مسلک جمہور اُمت کا ہے بشمول آئمہ اربعہ کہ قرآن حکیم کا بعض' بعض سے افضل ہے۔ ان حضرات کا استدلال ان نصوص سے ہے جن میں مختلف آیات وسورتوں کی فضیلت وعظمت اور خاص اہمیت بیان کی گئی ہے۔

رہی یہ بات کہ بعض کو اگر بعض سے افضل قرار دیا جائے گا تو مفضل علیہ کے نقص کا ایہام لازم آتا ہے' یہ کوئی وزنی دلیل نہیں' ایک چیز دوسری چیز کے مقابلہ میں اگر افضل قرار دی جائے تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ دوسری چیز ناقص ہے۔ بعض انبیاء علیہم السلام دوسرے بعض انبیاء علیہم السلام سے افضل ہیں لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ مفضل علیہ میں نقص یا کمی وکوتاہی پائی جاتی ہے۔

باب كَيْفَ نُزُولُ الْوَحْيِ وَأَوَّلُ مَا نَزَلَ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْمُهَيْمِنُ الْأَمِينُ ، الْقُرْآنُ أَمِينٌ عَلَى كُلِّ كِتَابٍ قَبْلَهُ

ابن عباسؓ نے فرمایا کہ 'المھیمن' امین کے معنی میں ہے۔ قرآن اپنے سے پہلے کی ہر کتاب سماوی کا امین ہے۔

صحیح بخاری کے اکثر نسخوں میں "نزول الوحی" کا لفظ ہے۔ 'نزول مصدر ہے' لیکن ابوذر کے نسخہ میں "نزل الوحی" کے الفاظ ہیں یعنی مصدر کی بجائے "نَزَلَ" ماضی کا صیغہ ہے۔

وقال ابن عباس: المهيمن الامين القرآن امينٌ علىٰ كل كتاب قبله

سورۃ مائدہ میں ہے "وانزلنا اليك الكتاب بالحق مُصَدِّقًا لِمَا بين يديه من الكتاب وَمهيمنا عليه"

یعنی ہم نے آپ پر ایسی سچی کتاب اُتاری جو سابقہ کتابوں کی تصدیق کرنے والی اور ان کے مضامین کی نگہبان ہے۔

علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: مہیمن کے کئی معنی بیان کیے گئے ہیں۔ امین، غالب، حاکم، نگہبان ومحافظ اور ہر معنی کے اعتبار سے قرآن کریم کا کتب سابقہ کے لیے مہیمن ہونا صحیح ہے۔

← حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ شَيْبَانَ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ أَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ وَابْنُ عَبَّاسٍ رضی الله عنهم قَالَا لَبِثَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِينَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرًا

ترجمہ۔ ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے حدیث بیان کی' ان سے شیبان نے ان سے یحییٰ نے' ان سے ابوسلمہ نے بیان کیا اور انہیں عائشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم نے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر مکہ میں دس سال تک قرآن نازل ہوتا رہا اور مدینہ میں بھی دس سال تک آپ پر قرآن نازل ہوتا رہا۔

← حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ أُنْبِئْتُ أَنَّ جِبْرِيلَ أَتَى النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم وَعِنْدَهُ أُمُّ سَلَمَةَ فَجَعَلَ يَتَحَدَّثُ فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم لِأُمِّ سَلَمَةَ مَنْ هَذَا أَوْ كَمَا قَالَ قَالَتْ هَذَا دِحْيَةُ فَلَمَّا قَامَ قَالَتْ وَاللهِ مَا حَسِبْتُهُ إِلَّا إِيَّاهُ حَتَّى سَمِعْتُ خُطْبَةَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم يُخْبِرُ خَبَرَ جِبْرِيلَ أَوْ كَمَا قَالَ ، قَالَ أَبِي قُلْتُ لِأَبِي عُثْمَانَ مِمَّنْ سَمِعْتَ هَذَا قَالَ مِنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ

ترجمہ۔ ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے حدیث بیان کی' ان سے معتمر نے حدیث بیان کی' کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا' ان سے ابوعثمان نے بیان کیا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ جبریل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے بات کرنے لگے۔ اس وقت ام المومنین ام سلمہؓ آپ کے پاس موجود تھیں۔ حضور اکرم نے ان سے پوچھا کہ یہ کون ہیں یا اسی طرح کے الفاظ آپ نے فرمائے۔ ام المومنین نے کہا کہ دحیۃ الکلبیؓ۔ جب آپ کھڑے ہوئے۔ ام سلمہؓ نے بیان کیا' خدا گواہ ہے اس وقت بھی میں انہیں دحیۃ الکلبی ہی سمجھتی رہی۔ بالآخر جب میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ سنا جس میں آپ نے جبریل علیہ السلام کی خبر سنائی (تب مجھے حقیقت حال معلوم ہوئی) یا اسی طرح کے الفاظ بیان کیے (معتمر نے بیان کیا کہ) میرے والد (سلیمان) نے کہا میں نے ابوعثمان سے کہا کہ آپ نے یہ حدیث کس سے سنی تھی؟ انہوں نے بتایا کہ اسامہ بن زیدؓ سے۔

تشریح حدیث

حدیث میں مذکور خطبہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کون سی بات اور قصہ بیان فرمایا؟

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس سلسلہ میں کوئی روایت ایسی نہیں مل سکی جس سے وہ قصہ معلوم ہو۔ البتہ بہت ممکن ہے کہ اس سے بنوقریظہ کی طرف جانے کا جو حکم دیا تھا وہ مراد ہو کیوں کہ "دلائل بیہقی" میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اسی طرح کی روایت منقول ہے کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سواری کی حالت میں ایک آدمی سے باتیں کرتے دیکھا' باتوں سے فراغت کے بعد جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس داخل ہوئے تو وہ پوچھنے لگی "یہ کون تھے؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کس کی طرح تھے تب آپ نے فرمایا یہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے جنھوں

نے مجھے بنو قریظہ کی طرف جانے کا حکم دیا۔ اس روایت سے یہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ بخاری کی مذکورہ حدیث باب میں "یخبر خبر جبرائیل" سے یہی قصہ اور واقعہ مراد ہے۔

قال ابی: قلت لابی عثمان مِمَّن سمعت هٰذا

معتمر فرماتے ہیں کہ میرے والد (سلیمان) نے کہا کہ میں نے (اپنے شیخ) ابوعثمان سے پوچھا کہ آپ نے یہ حدیث کس سے سنی ہے؟ تو ابوعثمان نے فرمایا کہ میں نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے سنی ہے۔

اوپر سند میں ابوعثمان نے حدیث مرسل بیان کی تھی اس لیے ان کے شاگرد معتمر کے والد سلیمان نے ان سے دریافت کیا کہ آپ نے کن سے سنی ہے؟ تو انہوں نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا نام بتایا۔

← حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا سَعِيدُ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم مَا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ نَبِيٌّ إِلَّا أُعْطِيَ مَا مِثْلُهُ آمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ ، وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِي أُوتِيتُ وَحْيًا أَوْحَاهُ اللّٰهُ إِلَيَّ فَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی اُن سے لیث نے حدیث بیان کی اُن سے سعید المقبری نے حدیث بیان کی اُن سے ان کے والد نے اور ان سے ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کو ایسے ہی معجزات عطا کیے گئے جو ان کے زمانہ کے مطابق ہوں کہ (انہیں دیکھ کر) لوگ ان پر ایمان لائیں۔ اور مجھے جو معجزہ دیا گیا ہے۔ وہ وحی (قرآن) ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نازل کیا ہے۔ اس لئے مجھے امید ہے کہ میں تمام انبیاء میں اپنے متبعین کی حیثیت سے سب سے بڑھ کر رہوں گا۔

تشریح حدیث

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام میں کوئی بھی ایسا نبی نہیں گزرا جسے ایک ایسا معجزہ نہ عطا کیا گیا ہو کہ اس جیسے معجزہ کی وجہ سے لوگ ایمان لے آتے ہیں یعنی ہر نبی کو کوئی نہ کوئی معجزہ ضرور عطا کیا جاتا ہے جس کا مشاہدہ کر کے لوگ ایمان لانے پر مجبور ہو جاتے ہیں لیکن اس سلسلہ میں جو چیز مجھے عطا کی گئی ہے وہ وحی الٰہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نازل فرمائی۔ اس لیے مجھے اُمید ہے کہ قیامت کے دن میرے متبعین کی تعداد سب سے زیادہ ہو گی۔

علامہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ حدیث کا مطلب بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ "آمن علیہ البشر" سے دوسرے انبیاء کے معجزات کا ظاہر و باہر بتانا مقصود ہے کہ وہ معجزات ایسے تھے کہ ان کا مشاہدہ کر کے دل خود بخود ایمان لانے پر مجبور ہو جاتا تھا جیسے مُردوں کو زندہ کرنا، پتھر سے اونٹنی کا نکلنا وغیرہ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزۂ قرآن کا ادراک کمال عقل کے بغیر نہیں کیا جاسکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معجزۂ قرآن کا عطاء کیا جانا اس بات پر دلیل ہے کہ اُمت محمدیہ کی خلقت کی بنیاد کمالِ عقل پر رکھی گئی ہے اور کمالِ عقل کا وصف انہیں عطا کیا گیا ہے اس لیے اس اُمت سے اُمید یہی ہے کہ اس کی اکثریت ایمان لائے گی کیونکہ کمالِ عقل کا یہی تقاضا ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کے تین مطلب بیان کیے ہیں۔

ا۔ ہر نبی کو جو معجزہ عطاء کیا گیا اس جیسا معجزہ ان سے پہلے کے انبیاء کو بھی عطا کیا جاتا رہا لیکن میرا عظیم معجزہ قرآن کریم ہے اور یہ ایک ایسا معجزہ ہے جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دیا گیا۔ اس لیے قیامت کے دن میری اُمت کی تعداد سب سے زیادہ ہوگی۔

۲۔ دوسرے انبیاء کو جو معجزات عطاء کیے گئے ان میں سحر اور جادو کے لیے گمان کا راستہ کھلا ہے کہ لوگ انہیں جادو اور سحر کی قبیل سے سمجھنے لگے لیکن جو معجزہ مجھے عطا کیا گیا اس میں اس طرح کا گمان نہیں کیا جا سکتا۔

۳۔ دوسرے انبیاء کے معجزات ان کے جانے کے ساتھ ختم ہو گئے۔ ان کا مشاہدہ صرف وہی لوگ کر سکتے تھے جو ان کے زمانہ میں اس وقت حاضر تھے لیکن قرآن حکیم ایک ایسا معجزہ ہے جس کا مشاہدہ قیامت تک ہر شخص کر سکتا ہے۔

ان تینوں مطالب میں کوئی تضاد نہیں سب مراد ہو سکتے ہیں۔

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى تَابَعَ عَلَى رَسُولِهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَبْلَ وَفَاتِهِ حَتَّى تَوَفَّاهُ أَكْثَرَ مَا كَانَ الْوَحْيُ ، ثُمَّ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم بَعْدُ

ترجمہ۔ ہم سے عمرو بن محمد نے حدیث بیان کی ان سے یعقوب بن ابراہیم نے حدیث بیان کی ان سے ان کے والد نے ان سے صالح بن کیسان نے ان سے ابن شہاب نے بیان کیا انہیں انس بن مالک نے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر متواتر وحی نازل کرتا رہا۔ اور آپ کی وفات کے قریبی زمانہ میں تو وحی کا سلسلہ اور بڑھ گیا تھا۔ پھر اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی۔

حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدَبًا يَقُولُ اشْتَكَى النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَلَمْ يَقُمْ لَيْلَةً أَوْ لَيْلَتَيْنِ فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ يَا مُحَمَّدُ مَا أُرَى شَيْطَانَكَ إِلَّا قَدْ تَرَكَكَ ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ (وَالضُّحَى * وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَى * مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى)

ترجمہ۔ ہم سے ابو نعیم نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی ان سے اسود بن قیس نے کہا کہ میں نے جندب سے سنا۔ آپ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار پڑے اور ایک یا دو راتوں میں (تہجد کے لئے) نہ اٹھ سکے تو ایک عورت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہنے لگی۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میرا خیال ہے کہ تمہارے شیطان نے تمہیں چھوڑ دیا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ قسم ہے دن کی روشنی کی جب وہ قرار پکڑے کہ آپ کے پروردگار نے نہ آپ کو چھوڑا ہے اور نہ آپ سے بیزار ہے۔

باب نَزَلَ الْقُرْآنُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ وَالْعَرَبِ قُرْآنًا عَرَبِيًّا بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ

اس باب سے یہ بتانا مقصود ہے کہ قرآن پاک لغت قریش میں نازل ہوا تھا صرف آسانی کے لیے چھ دوسری لغتوں میں بھی پڑھنے کی اجازت دے دی گئی تھی۔ بعد میں جب باقی چھ لغات کی ضرورت نہ رہی تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشاورت کر کے صرف لغتِ قریش میں قرآن کو جمع کرا کے مصاحف تیار کرائے۔ان کے علاوہ باقی سب صحیفوں کو جلا دینے کا حکم دیا۔

محدث کبیر حضرت اقدس مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری اس ترجمۃ الباب سے ایک اختلافی مسئلہ کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں کہ آیا قرآن حکیم میں غیر عربی الفاظ واقع ہوئے ہیں یا نہیں؟ اس مسئلہ میں دو مذاہب ہیں۔

۱۔امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ابن جریر طبری ابوعبیدہ معمر بن مثنی رحمہم اللہ اور مشہور امام لغت ابن فارس کی رائے یہ ہے کہ قرآن حکیم میں کوئی غیر عربی لفظ استعمال نہیں ہوا۔

کیونکہ قرآن میں ہے "اِنّا انزلناہ قرآناً عربیاً" ایک اور جگہ فرمایا "بلسانٍ عربیٍ مبین"

باقی قرآن کریم میں جو غیر عربی نام ہیں جیسے ابراہیم موسیٰ وغیرہ یا اس کے علاوہ دوسرے وہ الفاظ جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ حبشی زبان یا سریانی زبان وغیرہ کے الفاظ ہیں۔یہ حضرات اس کے بارے میں مختلف تاویلات کرتے ہیں۔

بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اگر چہ وہ اصلاً عربی زبان میں داخل نہ تھے لیکن دوسری زبانوں کے ساتھ مخلوط معاشرت کی وجہ سے وہ عربی میں اس طرح داخل ہو گئے کہ وہ عربی الفاظ بن گئے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پوری لغت عرب کا احاطہ کرنا نبی کے علاوہ کسی کے لیے ممکن نہیں اس لیے جن کلمات کو غیر عربی کہا گیا وہ ناواقفیت کی بنیاد پر کہا گیا۔قرآن کریم نے انہیں عربی ہونے کی حیثیت سے استعمال کیا ہے۔

۲۔دوسرے بہت سے علماء کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں غیر عربی الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔باقی جن آیات میں "قرآناً عَرَبِیًّا" وغیرہ کے الفاظ آئے ہیں وہ اپنی جگہ درست ہیں چونکہ چند غیر عربی کلمات کے استعمال سے قرآن عربی ہونے سے نہیں نکلے گا۔اگر کسی فارسی قصیدہ میں کوئی عربی لفظ استعمال ہو تو کوئی یہ نہیں کہتا کہ یہ فارسی قصیدہ نہیں۔ٹھیک اسی طرح بعض غیر عربی کلمات کے استعمال سے قرآن کی عربیت پر کوئی حرف نہیں آئے گا۔علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی قول کو اختیار کیا ہے۔وہ فرماتے ہیں کہ حافظ ابن جریر طبری نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابومیسرہ تابعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت نقل فرمائی ہے کہ انہوں نے فرمایا "فی القرآن من کل لسانٍ" قرآن حکیم میں کتنے الفاظ غیر عربی ہیں؟

علامہ تاج الدین سبکی نے ستائیس الفاظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اکیاون الفاظ اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً ایک سو گیارہ الفاظ شمار کیے ہیں۔بہرحال امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ترجمہ قائم کر کے اور قرآن کی آیات ذکر کر کے ان حضرات کی تائید فرمائی ہے جو کہتے ہیں کہ قرآن میں کوئی غیر عربی لفظ نہیں۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَأَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ فَأَمَرَ عُثْمَانُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَسَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَنْ يَنْسَخُوهَا فِي الْمَصَاحِفِ وَقَالَ لَهُمْ إِذَا اخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِي عَرَبِيَّةٍ مِنْ عَرَبِيَّةِ الْقُرْآنِ فَاكْتُبُوهَا بِلِسَانِ قُرَيْشٍ ، فَإِنَّ الْقُرْآنَ أُنْزِلَ بِلِسَانِهِمْ فَفَعَلُوا

ترجمہ۔ہم سے ابوالیمان نے حدیث بیان کی ان سے شعیب نے حدیث بیان کی ان سے زہری نے اور انہیں انس بن

مالکؓ نے خبر دی آپ نے بیان کیا کہ چنانچہ عثمانؓ نے زید بن ثابت سعید بن عاص عبداللہ بن زبیر عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام کو حکم دیا کہ قرآن مجید کو مصحفوں میں لکھیں اور فرمایا کہ اگر قرآن مجید کے کسی لفظ کے سلسلہ میں تمہارا زید بن ثابتؓ سے اختلاف ہو تو اس لفظ کو قریش کی زبان کے مطابق لکھو کیونکہ قرآن انہی کی زبان پر نازل ہوا ہے چنانچہ ان حضرات نے ایسا ہی کیا۔

← حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا عَطَاءٌ وَقَالَ مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ قَالَ أَخْبَرَنِي صَفْوَانُ بْنُ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ أَنَّ يَعْلَى كَانَ يَقُولُ لَيْتَنِي أَرَى رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم حِينَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ، فَلَمَّا كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِالْجِعْرَانَةِ وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ قَدْ أُظِلَّ عَلَيْهِ وَمَعَهُ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ مُتَضَمِّخٌ بِطِيبٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ تَرَى فِي رَجُلٍ أَحْرَمَ فِي جُبَّةٍ بَعْدَ مَا تَضَمَّخَ بِطِيبٍ فَنَظَرَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم سَاعَةً فَجَاءَهُ الْوَحْيُ فَأَشَارَ عُمَرُ إِلَى يَعْلَى أَنْ تَعَالَ، فَجَاءَ يَعْلَى فَأَدْخَلَ رَأْسَهُ فَإِذَا هُوَ مُحْمَرُّ الْوَجْهِ يَغِطُّ كَذَلِكَ سَاعَةً ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَقَالَ أَيْنَ الَّذِي يَسْأَلُنِي عَنِ الْعُمْرَةِ آنِفًا فَالْتُمِسَ الرَّجُلُ فَجِيءَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ أَمَّا الطِّيبُ الَّذِي بِكَ فَاغْسِلْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَأَمَّا الْجُبَّةُ فَانْزِعْهَا ثُمَّ اصْنَعْ فِي عُمْرَتِكَ كَمَا تَصْنَعُ فِي حَجِّكَ

ترجمہ۔ ہم سے ابونعیم نے حدیث بیان کی ان سے ہمام نے حدیث بیان کی ان سے عطاء نے حدیث بیان کی۔

ح۔ اور مسدد نے بیان کیا کہ ہم سے یحیٰی نے حدیث بیان کی ان سے ابن جریج نے بیان کیا انہیں عطاء نے خبر دی کہا کہ مجھے صفوان بن یعلی بن امیہ نے خبر دی کہ یعلیؓ کہا کرتے تھے کہ کاش! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت دیکھتا جب آپ پر وحی نازل ہوتی ہے۔ چنانچہ جب حضور اکرم مقام جعرانہ میں قیام پذیر تھے آپ کے اوپر کپڑے سے سایہ کر دیا گیا تھا اور آپ کے ساتھ آپ کے چند صحابہ موجود تھے کہ ایک شخص جو خوشبو میں بسا ہوا تھا آیا اور عرض کی یا رسول اللہ! ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے جس نے خوشبو میں بسا ہوا جبہ پہن کر احرام باندھا ہو۔ تھوڑی دیر کے لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا اور پھر آپ پر وحی آنا شروع ہوگئی۔ عمرؓ نے یعلیؓ کو اشارہ سے بلایا۔ یعلیؓ آئے اور اپنا سر (اس کپڑے کے جس سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سایہ کیا گیا تھا) اندر کر لیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ اس وقت سرخ ہو رہا تھا اور آپ تیزی سے سانس لے رہے تھے (ثقل وحی کی وجہ سے) تھوڑی دیر تک یہی کیفیت رہی۔ پھر یہ کیفیت دور ہوگئی اور آپ نے دریافت فرمایا کہ جس نے ابھی مجھ سے عمرہ کے متعلق مسئلہ پوچھا تھا وہ کہاں ہے؟ اس شخص کو تلاش کر کے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا۔ آپ نے ان صاحب سے فرمایا جو خوشبو تمہارے بدن یا کپڑے پر لگی ہوئی ہے اسے تین مرتبہ دھو لو۔ اور جبہ کو اتار دو۔ پھر عمرہ میں بھی اسی طرح کرو جس طرح حج میں کرتے ہو۔

باب جمع القرآن

← حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رضي الله عنه قَالَ أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ مَقْتَلَ أَهْلِ الْيَمَامَةِ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عِنْدَهُ قَالَ أَبُو بَكْرٍ رضي الله عنه إِنَّ عُمَرَ أَتَانِي فَقَالَ إِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِقُرَّاءِ الْقُرْآنِ وَإِنِّي أَخْشَى أَنْ يَسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَّاءِ بِالْمَوَاطِنِ، فَيَذْهَبَ كَثِيرٌ مِنَ الْقُرْآنِ وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَأْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْآنِ قُلْتُ لِعُمَرَ كَيْفَ تَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله

عليه وسلم قَالَ عُمَرُ هٰذَا وَاللّٰهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِي حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِي لِذٰلِكَ ، وَرَأَيْتُ فِي ذٰلِكَ الَّذِي رَأٰى عُمَرُ قَالَ زَيْدٌ قَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ لَا نَتَّهِمُكَ ، وَقَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَتَتَبَّعِ الْقُرْآنَ فَاجْمَعْهُ فَوَاللّٰهِ لَوْ كَلَّفُونِي نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ أَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا أَمَرَنِي مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ قُلْتُ كَيْفَ تَفْعَلُونَ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ هُوَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ أَبُو بَكْرٍ يُرَاجِعُنِي حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ لَهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رضي الله عنهما فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْآنَ أَجْمَعُهُ مِنَ الْعُسُبِ وَاللِّخَافِ وَصُدُورِ الرِّجَالِ حَتّٰى وَجَدْتُ آخِرَ سُورَةِ التَّوْبَةِ مَعَ أَبِي خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ لَمْ أَجِدْهَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهِ (لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ) حَتّٰى خَاتِمَةِ بَرَاءَةَ ، فَكَانَتِ الصُّحُفُ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَيَاتَهُ ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ رضي الله عنه

ترجمہ۔ ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے حدیث بیان کی ان سے ابراہیم بن سعد نے حدیث بیان کی ان سے ابن شہاب نے حدیث بیان کی ان سے عبید بن سباق نے اور ان سے زید بن ثابتؓ نے بیان کیا کہ جنگ یمامہ میں (صحابہ کی بہت بڑی تعداد کے) شہید ہو جانے کے بعد ابو بکرؓ نے مجھے بلا بھیجا اس وقت عمرؓ بھی آپ کے پاس ہی موجود تھے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عمر میرے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ یمامہ کی جنگ میں بہت بڑی تعداد میں قرآن کے قاریوں کی شہادت ہو گئی ہے اور مجھے ڈر ہے کہ اسی طرح کفار کے ساتھ دوسری جنگوں میں بھی قراء قرآن بڑی تعداد میں قتل ہو جائیں گے اور یوں قرآن کے جاننے والوں کی بہت بڑی تعداد ختم ہو جائے گی۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ آپ قرآن مجید کو (باقاعدہ صحیفوں میں) جمع کرنے کا حکم دیں۔ میں نے عمرؓ سے کہا کہ آپ ایک ایسا کام کس طرح کریں گے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنی زندگی) نہیں کیا۔ عمرؓ نے اس کا یہ جواب دیا کہ اللہ گواہ ہے یہ تو ایک کار خیر ہے۔ عمرؓ یہ بات مجھ سے مسلسل کہتے رہے اور آخر اللہ تعالیٰ نے اس مسئلہ میں مجھے بھی شرح صدر عطا فرمایا اور اب میری بھی وہی رائے ہو گئی جو عمرؓ کی ہے زیدؓ نے بیان کیا کہ ابو بکرؓ نے فرمایا کہ آپ (زیدؓ) جوان اور عقلمند ہیں۔ آپ کو معاملہ میں متہم بھی نہیں کیا جا سکتا اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی بھی لکھتے تھے۔ اس لئے آپ قرآن مجید کو پوری تلاش اور عرق ریزی کے ساتھ ایک جگہ جمع کر دیجئے اللہ گواہ ہے اگر لوگ مجھے کسی پہاڑ کو بھی اس کی جگہ سے دوسری جگہ ہٹانے کے لئے کہتے تو میرے لئے یہ کام اتنا اہم نہیں تھا جتنا کہ ان کا یہ حکم کہ میں قرآن مجید کو جمع کر دوں۔ میں نے اس پر کہا کہ آپ لوگ ایک ایسے کام کو کرنے کی ہمت کیسے کرتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود نہیں کیا تھا ابو بکرؓ نے فرمایا اللہ گواہ ہے۔ یہ ایک عمل خیر ہے۔ ابو بکرؓ یہ جملہ برابر دہراتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی ان کی اور عمرؓ کی طرح شرح صدر عنایت فرمایا۔ چنانچہ میں نے قرآن مجید (جو مختلف چیزوں پر لکھا ہوا موجود تھا) کی تلاش شروع کی اور قرآن مجید کو کھجور کی چھلی ہوئی شاخوں، پتلے پتھروں سے (جن پر اس زمانہ میں لکھا جاتا اور جن پر قرآن مجید بھی لکھا گیا تھا) اور لوگوں کے سینوں (قرآن کے حافظوں کے حافظہ) کی مدد سے جمع کرنے لگا۔ سورہ توبہ کی آخری آیتیں مجھے ابو خزیمہ انصاریؓ کے پاس لکھی ہوئی ملیں۔ یہ چند آیات مکتوب شکل میں ان کے سوا اور کسی کے پاس نہیں تھیں۔ وہ آیتیں لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیه ماعنتم سے سورہ براۃ (توبہ) کے خاتمہ تک۔ جمع کے بعد قرآن مجید کے صحیفے ابو بکرؓ کے پاس محفوظ

تھے۔ پھر ان کی وفات کے بعد عمرؓ نے جب تک وہ زندہ رہے اپنے ساتھ رکھا پھر وہ ام المومنین حفصہ بنت عمرؓ کے پاس محفوظ رہے۔

← حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُ أَنَّ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ قَدِمَ عَلَى عُثْمَانَ وَكَانَ يُغَازِي أَهْلَ الشَّأْمِ فِي فَتْحِ إِرْمِينِيَةَ وَأَذْرَبِيجَانَ مَعَ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَأَفْزَعَ حُذَيْفَةَ اخْتِلَافُهُمْ فِي الْقِرَاءَةِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ لِعُثْمَانَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَدْرِكْ هَذِهِ الْأُمَّةَ قَبْلَ أَنْ يَخْتَلِفُوا فِي الْكِتَابِ اخْتِلَافَ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى فَأَرْسَلَ عُثْمَانُ إِلَى حَفْصَةَ أَنْ أَرْسِلِي إِلَيْنَا بِالصُّحُفِ نَنْسَخُهَا فِي الْمَصَاحِفِ ثُمَّ نَرُدُّهَا إِلَيْكِ فَأَرْسَلَتْ بِهَا حَفْصَةُ إِلَى عُثْمَانَ فَأَمَرَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَنَسَخُوهَا فِي الْمَصَاحِفِ وَقَالَ عُثْمَانُ لِلرَّهْطِ الْقُرَشِيِّينَ الثَّلَاثَةِ إِذَا اخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِي شَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ فَاكْتُبُوهُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ فَإِنَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ فَفَعَلُوا حَتَّى إِذَا نَسَخُوا الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ رَدَّ عُثْمَانُ الصُّحُفَ إِلَى حَفْصَةَ وَأَرْسَلَ إِلَى كُلِّ أُفُقٍ بِمُصْحَفٍ مِمَّا نَسَخُوا وَأَمَرَ بِمَا سِوَاهُ مِنَ الْقُرْآنِ فِي كُلِّ صَحِيفَةٍ أَوْ مُصْحَفٍ أَنْ يُحْرَقَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَأَخْبَرَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ فَقَدْتُ آيَةً مِنَ الْأَحْزَابِ حِينَ نَسَخْنَا الْمُصْحَفَ قَدْ كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَقْرَأُ بِهَا فَالْتَمَسْنَاهَا فَوَجَدْنَاهَا مَعَ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ ﴿ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ ﴾ فَأَلْحَقْنَاهَا فِي سُورَتِهَا فِي الْمُصْحَفِ

ترجمہ۔ ہم سے موسیٰ نے حدیث بیان کی اُن سے ابراہیم نے حدیث بیان کی اُن سے ابن شہاب نے حدیث بیان کی اور ان سے انس بن مالکؓ نے حدیث بیان کی کہ حذیفہ بن الیمانؓ امیر المومنین عثمانؓ کے پاس آئے۔ اس وقت عثمانؓ آرمینیہ اور آذربائی جان کی فتح کی سلسلہ میں شام کے غازیوں کے لئے جنگ کی تیاریوں میں مصروف تھے تاکہ وہ اہل عراق کو ساتھ لے کر جنگ کریں۔ حذیفہؓ قرآن مجید کی قرات کے اختلاف کی وجہ سے بہت پریشان تھے۔ آپ نے عثمانؓ سے کہا کہ امیر المومنین! اس سے پہلے کہ یہ امت (مسلمہ) بھی یہودیوں اور نصرانیوں کی طرح کتاب اللہ میں اختلاف کرنے لگے آپ اس کی خبر لیجئے۔ چنانچہ عثمانؓ نے حفصہؓ کے یہاں کہلایا کہ صحیفے (جنہیں زیدؓ نے ابوبکرؓ کے حکم سے جمع کیا تھا اور جن پر مکمل قرآن مجید لکھا ہوا تھا) ہمیں دے دیں تاکہ ہم انہیں مصحفوں میں (کتابی شکل میں) نقل کروالیں۔ پھر اصل ہم آپ کو لوٹا دیں گے۔ حفصہؓ نے وہ صحیفے عثمانؓ کے پاس بھیج دیئے۔ اور آپ نے زید بن ثابتؓ عبداللہ بن زبیرؓ سعید بن العاصؓ عبد الرحمٰن بن حارث بن ہشامؓ کو حکم دیا کہ وہ ان صحیفوں کو مصحفوں میں نقل کریں۔ عثمانؓ نے اس جماعت کے تین قریشی اصحاب سے فرمایا کہ اگر آپ حضرات کا قرآن مجید کے کسی لفظ کے سلسلہ میں زیدؓ سے اختلاف ہوتو اسے قریش کی زبان کے مطابق لکھ لیں۔ کیونکہ قرآن مجید نازل بھی قریش ہی کی زبان میں ہوا تھا چنانچہ ان حضرات نے ایسا ہی کیا اور جب تمام صحیفے مختلف مصاحف میں نقل کر لئے گئے تو عثمانؓ نے ان صحیفوں کو حفصہؓ کو واپس لوٹا دیا اور اپنی سلطنت کے ہر علاقہ میں نقل شدہ مصحف کا ایک ایک نسخہ بھجوا دیا اور حکم دیا کہ اس کے سوا کوئی چیز اگر قرآن کی طرف منسوب کی جاتی ہو خواہ وہ کسی صحیفہ یا مصحف میں ہو تو اسے جلا دیا جائے۔ ابن شہاب نے بیان کیا کہ مجھے خارجہ بن زید بن ثابت نے خبر دی انہوں نے زید بن ثابتؓ سے سنا آپ نے بیان کیا کہ جب ہم (عثمانؓ کے زمانہ میں) مصحف کی صورت میں قرآن مجید کی نقل کر رہے تھے تو مجھے سورۂ احزاب کی ایک آیت نہیں ملی حالانکہ میں اس آیت کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کرتا تھا اور آپ اس کی تلاوت کیا

کرتے تھے۔ پھر ہم نے اسے تلاش کیا تو وہ خزیمہ بن ثابت انصاریؓ کے پاس ملی۔ وہ آیت یہ تھی۔ من المومنین رجال صدقوا ما عاھدو االله علیه۔ چنانچہ ہم نے یہ آیت اس کی سورت میں مصحف میں لکھ دی۔

تشریح حدیث

قرآن مجید اللہ جل شانہ کی آخری کتاب ہے' اپنی اس آخری کتاب کی حفاظت کے لیے اللہ جل شانہ نے مکمل انتظام فرمایا۔ چنانچہ قرآن کریم کو انسانوں کے سینوں میں محفوظ کرنے کا انتظام کیا گیا اور اس کے نزول کے لیے ایسی قوم کو منتخب کیا گیا جو قوتِ حافظہ میں اپنی مثال نہیں رکھتی تھی۔ اس لیے قرآن مجید جوں جوں نازل ہوتا گیا حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بڑے شوق وذوق اور دلچسپی کے ساتھ اُسے یاد کرتے رہے۔ پھر جس طرح قرآن حکیم کو سینوں میں ابتداء ہی سے محفوظ کرنے کا انتظام کیا گیا ٹھیک اسی طرح تحریری صورت میں بھی اس کے محفوظ رکھنے کا اہتمام کیا گیا۔ چنانچہ مستدرک حاکم میں صحیح سند کے ساتھ روایت ہے کہ قرآن کریم تحریری صورت میں تین بار جمع ہوا۔ عہد نبویؐ میں' عہد صدیقیؓ میں' عہد عثمانیؓ میں۔

عہد نبوی میں جمع قرآن

قرآن حکیم کا جب کوئی حصہ نازل ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کاتب صحابی کو بلا کر اسے لکھوا دیتے لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہ جمع قرآن باقاعدہ کسی مصحف کی شکل میں نہیں تھا بلکہ سفید چمڑے پر یا سفید پتھروں کی تراشی ہوئی تختیوں پر یا لکڑی کی تختیوں پر لکھ دیا جاتا تھا۔

کسی ایک مصحف میں اس لیے جمع نہیں کیا گیا کہ نزول قرآن کے زمانے میں نسخ کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ کسی ایک مصحف میں جمع کرنے کی صورت میں اگر منسوخ التلاوت کو نکالتے اور ناسخ آیات کو درج کرتے تو اس صورت میں کانٹ چھانٹ کی نوبت آتی اور یہ دونوں صورتیں مناسب نہ تھیں اس لیے کسی ایک مصحف میں جمع نہیں کیا گیا۔

عہدِ صدیقی میں جمع قرآن

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عہد میں حالات بدل گئے چونکہ قرآن کا نزول مکمل ہو چکا تھا اس لیے اب حالات اس کے متقاضی ہوئے کہ قرآن حکیم کو ایک مصحف میں جمع کیا جائے۔ چنانچہ یہاں باب کی پہلی روایت میں عہد صدیقی میں جمع قرآن کی تفصیل بیان کی گئی ہے کہ جب جنگ یمامہ میں ستر قراء شہید ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے توجہ دلانے پر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو ایک مصحف تیار کرنے کا حکم دیا گیا۔ یہ مصحف حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس رہا۔ آپ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس رہا اور پھر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس منتقل ہوا۔

اس نسخہ میں آیات قرآنیہ تو مرتب تھیں لیکن سورتیں مرتب نہ تھیں۔ ہر سورت الگ الگ لکھی ہوئی تھی اس میں ساتوں حروف جمع تھے۔ اس میں صرف غیر منسوخ التلاوۃ آیات جمع کی گئی تھیں۔

عہدِ عثمانی میں جمع قرآن

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں تیسری بار قرآن کریم جمع کیا گیا۔ کثرت فتوح اور انتشار مسلمین کی وجہ سے اور دنیا کے مختلف حصوں میں اسلام پہنچ جانے کی وجہ سے اداءِ حروف اور قرأت کی وجوہ اور انواع میں اور لغات میں اختلاف واقع ہو گیا حتیٰ کہ بعض نے یہاں تک کہنا شروع کر دیا کہ میرا قرآن تیرے قرآن سے بہتر ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا کہ صرف لغت قریش میں قرآن جمع کر دیا جائے کیونکہ باقی چھ لغات کی اب ضرورت نہ رہی تھی۔ چنانچہ اسی کا حکم دے دیا کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، حضرت سعید بن العاص اور حضرت عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام رضی اللہ عنہم صرف لغت قریش پر قرآن پاک کو جمع کریں اور اُن مصحف کو سامنے رکھیں جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں تیار کیے گئے تھے اور اس وقت حضرت حفصہؓ کے پاس تھے۔ اس لکھنے کے کام میں ان سب حضرات کا سردار حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا۔ چنانچہ ان حضرات نے چھ مصحف مرتب کیے اور ان کے سوا باقی سب صحیفوں کو جلا دینے کا حکم دیا اور سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان چھ کو قبول کرنے پر متفق ہو گئے اور مختلف اطراف میں یہ چھ نسخے روانہ کر دیئے۔ ہر ایک نسخہ کے ساتھ ایک ایک ماہر حافظ و قاری کو بھی بھیجا۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اہل مدینہ کو مدنی مصحف پڑھائیں جو مدینہ منورہ میں رکھا گیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن السائب کو مصحف کے ساتھ اہل مکہ کو پڑھانے کے لیے بھیجا۔ حضرت مغیرہ بن ابی شہاب کو مصحف کے ساتھ اہل شام کو پڑھانے کے لیے بھیجا۔ حضرت ابوعبدالرحمٰن السلمی کو مصحف کے ساتھ اہل کوفہ کو پڑھانے کے لیے بھیجا۔ حضرت عامر بن عبدقیس کو مصحف کے ساتھ اہل بصرہ کو پڑھانے کے لیے بھیجا اور چھٹے مصحف کو اپنے پاس رکھا جو مصحف امام کہلانے لگا۔ باقی مصاحف مدنی مصحف، مکی مصحف، شامی مصحف، کوفی مصحف اور بصری مصحف کے نام سے مشہور ہوئے۔ پھر ان نسخوں سے بے شمار نسخے مسلمانوں نے نقل کیے۔

عہد عثمانی میں جو مصاحف تیار کیے گئے ان کی خصوصیات درج ذیل تھیں۔

۱۔ پہلے سورتیں مرتب نہ تھیں بلکہ ہر سورت الگ الگ لکھی ہوئی تھی۔ اب سورتیں مرتب کر دی گئیں۔

۲۔ مصحف میں وہ چیز درج کی گئی جس کے قرآن ہونے کا قطعی یقین ہوا۔

۳۔ جسکی صحت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوئی اور اسکے غیر منسوخ التلاوت ہونے کا یقین ہوا تو اسے درج کیا گیا۔

قرآنِ حکیم کے بوسیدہ اوراق کا حکم

۱۔ مذکورہ مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ اوراق قرآنیہ اگر بوسیدہ اور ناقابل قرأت ہو جائیں تو انہیں جلانے کی گنجائش ہے۔

۲۔ بعض روایات میں ہے کہ انہیں پھاڑ دیا جائے۔

۳۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان مصاحف کو پہلے پانی کے ساتھ دھویا گیا تھا پھر انہیں جلایا گیا تھا۔
۴۔ حضرات احناف کے نزدیک قرآن کریم کے بوسیدہ اوراق کو جلانے اور دھونے کی بجائے کسی پاک جگہ دفن کرنا چاہیے۔ ان کے نزدیک جلانا مکروہ ہے۔

باب كَاتِبِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب

یہاں "کاتب" مفرد ہے۔ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے "کُتّاب" جمع کا صیغہ نقل کیا ہے اور پھر اشکال کیا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ میں تو "کُتّابُ" جمع کا صیغہ استعمال کیا ہے اور اس کے تحت روایت میں صرف ایک کاتب حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا نام لیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے علاوہ اور کسی صحابی کے بارے میں کوئی روایت اپنی شرط کے مطابق نہیں ملی۔

لیکن حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بخاری کے تمام نسخوں میں مجھے "کاتب" مفرد کیساتھ ملا جمع کیساتھ کہیں بھی نہیں ملا۔

البتہ وحی لکھنے والے کئی صحابہ تھے، صرف حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نہیں تھے۔ حضرات خلفائے اربعہ، ابی بن کعب، عبداللہ بن سعد بن ابی سرح اور حضرت زبیر بن العوام وغیرہ کے نام بھی وحی کے کاتبوں میں شامل تھے۔

← حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ ابْنَ السَّبَّاقِ قَالَ إِنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ رضى الله عنه قَالَ إِنَّكَ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَاتَّبِعِ الْقُرْآنَ فَتَتَبَّعْتُ حَتَّى وَجَدْتُ آخِرَ سُورَةِ التَّوْبَةِ آيَتَيْنِ مَعَ أَبِي خُزَيْمَةَ الأَنْصَارِيِّ لَمْ أَجِدْهُمَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهِ (لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ) إِلَى آخِرِهِ

ترجمہ۔ ہم سے یحییٰ بن بکیر نے حدیث بیان کی ان سے لیث نے حدیث بیان کی ان سے یونس نے ان سے ابن شہاب نے ان سے ابن سباق نے بیان کیا اور ان سے زید بن ثابتؓ نے بیان کیا کہ ابوبکرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں مجھے بلایا اور فرمایا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی لکھتے تھے اس لئے قرآن (جمع کرنے کے لئے) تلاش کیجئے۔ سورۂ توبہ کی آخری دو آیتیں مجھے ابوخزیمہ انصاریؓ کے پاس لکھی ہوئی ملیں۔ اس کے سوا اور کہیں یہ دو آیتیں نہیں مل رہی تھیں۔ وہ آیتیں یہ تھیں۔ لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیہ ماعنتم۔ آخر تک۔

← حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ (لاَ يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ) قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم ادْعُ لِي زَيْدًا وَلْيَجِئْ بِاللَّوْحِ وَالدَّوَاةِ وَالْكَتِفِ أَوِ الْكَتِفِ وَالدَّوَاةِ ثُمَّ قَالَ اكْتُبْ لاَ يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ وَخَلْفَ ظَهْرِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم عَمْرُو بْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ الأَعْمَى قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَمَا تَأْمُرُنِي فَإِنِّي رَجُلٌ ضَرِيرُ الْبَصَرِ فَنَزَلَتْ مَكَانَهَا (لاَ يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ) فِي سَبِيلِ اللَّهِ (غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ) .

ترجمہ۔ ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے حدیث بیان کی' ان سے اسرائیل نے ان سے ابواسحاق نے اور ان سے براءؓ نے بیان کی کہ جب آیت لا یستوی القاعدون من المومنین و المجاهدون فی سبیل الله' نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زید کو میرے پاس بلاؤ اور ان سے کہو کہ تختی' دوات اور ہڈی (لکھنے کا سامان لے کر آئیں یا (راوی نے اس کے بجائے ہڈی اور دوات (کہا) پھر (جب وہ آ گئے) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لکھو لایستوی القاعدون الخ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے عمرو بن ام مکتوم تھے جو نابینا تھے' انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! پھر آپ کا میرے بارے میں کیا حکم ہے' میں تو نابینا ہوں۔ چنانچہ پہلی آیت کی جگہ لا یستوی القاعدون من المومنین فی سبیل الله غیر اولی الضرر' نازل ہوئی۔

باب أُنْزِلَ الْقُرْآنُ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ

قرآن مجید سات طریقوں سے نازل ہوا

''سبعة احرف'' کی تفسیر میں علماء کا بڑا اختلاف ہے' ابن حبان نے فرمایا کہ اس میں علماء کے ۳۵ اقوال ہیں۔ یہاں تک کہ محمد بن سعدان نحوی نے اس کو متشابہات میں سے قرار دیا ہے اور فرمایا کہ یہ حدیث معلوم المعنی نہیں لیکن اکثر علماء اس کو معلوم المعنی قرار دیتے ہیں اور اس کی تفسیر اور معنی میں مختلف اقوال نقل کیے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

۱۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ ''سبعة احرف'' سے سات مشہور قاریوں کی قرائتیں مراد ہیں لیکن یہ خیال غلط اور باطل ہے کیونکہ قرآن مجید کی متواتر قراءتیں ان سات مشہور قاریوں کی قراءتوں میں منحصر نہیں بلکہ ان کے علاوہ بھی متواتر قراءتیں ثابت ہیں۔

۲۔ بعض حضرات نے فرمایا کہ حدیث میں ''سبعة احرف'' سے تمام مشہور قراءتیں مراد ہیں اور ''سبعة'' کے لفظ سے مخصوص عدد مراد نہیں بلکہ اس سے مراد کثرت ہے جس طرح دہائیوں میں کثرت کے لیے ''سبعین'' کا لفظ آتا ہے اسی طرح آحاد میں ''سبعة'' کا لفظ کثرت کے لیے آتا ہے۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا رجحان اسی قول کی طرف ہے۔

۳۔ تیسرا قول امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو اختیار کیا ہے اور اس کو اکثر علماء کی طرف منسوب کیا ہے کہ ''اَحْرُف'' سے مراد معنی کو مترادف لفظ کے ساتھ ادا کرنا ہے۔ یہ حضرات فرماتے ہیں کہ قرآن کا نزول تو صرف لغتِ قریش پر ہوا تھا لیکن ابتدائے اسلام میں دوسرے قبائل کو یہ اجازت دی گئی تھی کہ وہ اپنی علاقائی زبان کے مطابق مترادف الفاظ کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کر سکتے ہیں اور یہ مترادف الفاظ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعین فرمائے تھے۔ جیسے تعال کی جگہ ''هَلُمَّ'' اور اقبل کی جگہ اُدن' پھر جب قرآن کی لغت سے دوسرے قبائل رفتہ رفتہ مانوس ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ اپنے آخری دور قرآن میں یہ اجازت ختم کر دی اور صرف وہی طریقہ باقی رکھا گیا جس پر قرآن نازل ہوا تھا۔ اس قول کے مطابق ''سبعة احرف'' والی حدیث ابتدائے زمانہ سے متعلق ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری دور میں یہ اجازت ختم کر دی گئی تھی۔ قرآن

کریم کے سات حروف پر نازل ہونے کا مطلب ان حضرات کے نزدیک یہ ہے کہ وہ اس وسعت کے ساتھ نازل ہوا ہے کہ ایک مخصوص زمانے تک اس کو سات حروف پر پڑھا جاسکے گا اور سات حروف سے یہ مراد نہیں کہ ہر کلمہ میں سات مرادفات کی اجازت ہے بلکہ مقصد یہ تھا کہ زیادہ سے زیادہ کسی لفظ کے معنی کے لیے جتنے مرادفات استعمال کیے جاسکتے ہیں ان کی تعداد سات ہے اور یہ مرادفات بھی خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم متعین فرمایا کرتے تھے لوگوں کی مرضی پر ان کا دارومدار نہیں تھا۔

اس قول کی تائید حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے ہوتی ہے جو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے مسند احمد میں نقل فرمائی ہے۔اس روایت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سبعۃ احرف سے الفاظ مترادفہ کے ذریعہ معنی کی ادائیگی مراد ہے۔

۴۔علامہ ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے متبعین نے "سبعة احرف" سے قبائل عرب کی سات لغات مراد لی ہیں۔ پھر ان قبائل کی تعیین میں دو قول مشہور ہیں۔ایک قول یہ ہے کہ اس سے (۱) قریش (۲) ھذیل (۳) ثقیف (۴) ھوازن (۵) کنانہ (۶) تمیم (۷) یمن مراد ہیں اور دوسرا قول یہ ہے کہ (۱) قریش (۲) ھذیل (۳) تیم رباب (۴) ازد (۵) ربیعہ (۶) ھوازن (۷) اور سعد بن بکر مراد ہیں۔

"سبعة احرف" کے سلسلہ میں علامہ ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ کا اختیار کردہ یہ قول سب سے زیادہ مشہور ہے اور اکثر متاخرین نے اسی کو اختیار کیا ہے۔مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے "امداد الاحکام" میں اسی قول کو اختیار کیا ہے۔

۵۔"سبعة احرف" کے سلسلہ میں محققین علماء نے جس قول کو اختیار کیا ہے وہ یہ ہے کہ اس سے اختلاف قراءت کی سات نوعیتیں مراد ہیں۔قرأتیں اگرچہ سات سے زائد ہیں لیکن ان قراءتوں میں جو اختلافات پائے جاتے ہیں وہ سات قسموں میں منحصر ہیں۔امام مالک، ابن قتیبہ، امام ابوالفضل رازی، قاضی ابوبکر باقلانی، علامہ جزری اور مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمہم اللہ نے اسی قول کو اختیار کیا ہے۔

اختلاف قرأت کی سات نوعیتوں کی تعیین مختلف علماء نے کی ہے امام ابوالفضل رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اسکی تفصیل یوں بیان فرمائی ہے

۱۔اسماء کا اختلاف! مفرد، تثنیہ، جمع اور تذکیر و تانیث کے اعتبار سے (جیسے "تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ" اور "تَمَّتْ كَلِمَاتُ رَبِّكَ")

۲۔افعال کا اختلاف! ماضی، مضارع اور امر کے اعتبار سے (جیسے "رَبَّنَا بَاعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا" اور "بَعَّدَ بَيْنَ اَسْفَارِنَا")

۳۔وجوہ اعراب کا اختلاف (جیسے "وَلَا يُضَارَّ كَاتِبٌ" راء کے نصب اور رفع کی قراءت میں ہے)

۴۔الفاظ کی کمی بیشی کا اختلاف (جیسے "وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى" اور "وَالذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى" دوسری قراءت میں "مَا خَلَقَ" نہیں ہے۔)

۵۔تقدیم و تاخیر کا اختلاف! جیسے "وجاءت سكرة الموت بالحق اور وجاءت سكرة الحق بالموت")

۶۔ابدال! یعنی ایک قرأت میں ایک لفظ ہے اور دوسری قرأت میں دوسرا لفظ ہے (جیسے "نُنْشِزُهَا اور نُنْشِرُهَا")

۷۔لہجوں اور لغات کا اختلاف! ادغام، اظہار، ترقیق، تفخیم اور امالہ وغیرہ کے اعتبار سے جیسے موسیٰ اور موسی امالہ اور بغیر امالہ کے۔

اس قول کو کئی محققین علماء نے اختیار کیا ہے۔اس قول کے مطابق "سبعة احرف" ختم نہیں ہوئے اور نہ ہی منسوخ

ہوئے ہیں بلکہ قرآن مجید کی تلاوت میں جو مختلف قرأتیں مشہور ہیں وہ سبعۃ احرف کا مصداق ہیں۔

← حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ أَقْرَأَنِي جِبْرِيلُ عَلَى حَرْفٍ فَرَاجَعْتُهُ ، فَلَمْ أَزَلْ أَسْتَزِيدُهُ وَيَزِيدُنِي حَتَّى انْتَهَى إِلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ

ترجمہ۔ ہم سے سعید بن عفیر نے حدیث بیان کی کہا مجھ سے لیث نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے عبیداللہ بن عبداللہ نے حدیث بیان کیا اور ان سے ابن عباسؓ نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبریل علیہ السلام نے وحی کی مجھے ایک طریقہ کے مطابق تعلیم دی لیکن میں ان کی طرف رجوع کرتا رہا اور مسلسل ان سے اس میں اضافہ کے لئے کہتا رہا (امت کی سہولت کے لئے اور وہ اس میں اضافہ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ انہوں نے سات طریقوں کے مطابق مجھے پڑھایا۔

← حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَبْدٍ الْقَارِيَّ حَدَّثَاهُ أَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيمٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَاءَتِهِ فَإِذَا هُوَ يَقْرَأُ عَلَى حُرُوفٍ كَثِيرَةٍ لَمْ يُقْرِئْنِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَكِدْتُ أُسَاوِرُهُ فِي الصَّلَاةِ فَتَصَبَّرْتُ حَتَّى سَلَّمَ فَلَبَّبْتُهُ بِرِدَائِهِ فَقُلْتُ مَنْ أَقْرَأَكَ هَذِهِ السُّورَةَ الَّتِي سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ قَالَ أَقْرَأَنِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَقُلْتُ كَذَبْتَ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَدْ أَقْرَأَنِيهَا عَلَى غَيْرِ مَا قَرَأْتَ ، فَانْطَلَقْتُ بِهِ أَقُودُهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَقُلْتُ إِنِّي سَمِعْتُ هَذَا يَقْرَأُ بِسُورَةِ الْفُرْقَانِ عَلَى حُرُوفٍ لَمْ تُقْرِئْنِيهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم أَرْسِلْهُ اقْرَأْ يَا هِشَامُ فَقَرَأَ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُهُ يَقْرَأُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم كَذَلِكَ أُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ اقْرَأْ يَا عُمَرُ فَقَرَأْتُ الْقِرَاءَةَ الَّتِي أَقْرَأَنِي ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم كَذَلِكَ أُنْزِلَتْ ، إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ

ترجمہ۔ ہم سے سعید بن عفیر نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے لیث نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے عقیل نے حدیث بیان کی اور ان سے ابن شہاب نے بیان کیا ان سے عروہ بن زبیر نے حدیث بیان کی ان سے مسور بن مخرمہ اور عبد الرحمٰن بن عبدالقاری نے حدیث بیان کی انہوں نے عمر بن خطابؓ سے سنا۔ آپ بیان کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں میں نے ہشام بن حکیم کی سورۃ فرقان نماز میں پڑھتے سنا۔ میں نے ان کی قرات کو غور سے سنا تو معلوم ہوا کہ وہ سورت دوسرے طریقہ سے پڑھ رہے ہیں۔ حالانکہ مجھے اس طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں پڑھایا تھا۔ قریب تھا کہ میں ان کا سر نماز ہی میں پکڑ لیتا۔ لیکن میں نے بڑی مشکل سے صبر کیا اور جب انہوں نے سلام پھیرا تو میں نے ان کی چادر سے ان کی گردن باندھ کر پوچھا یہ سورہ جو میں نے ابھی تمہیں پڑھتے ہوئے سنی ہے تمہیں کس نے اس طرح پڑھائی ہے؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اسی طرح پڑھائی ہے میں نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو۔ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس سے مختلف دوسرے طریقہ سے پڑھائی جس طرح تم پڑھ رہے تھے بالآخر میں انہیں کھینچتا ہوا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں نے اس شخص سے سورۃ فرقان ایسے

طریقوں سے پڑھتے سنی جن کی آپ نے مجھے تعلیم نہیں دی ہے۔ حضور اکرم نے فرمایا پہلے انہیں چھوڑ دو۔ ہشام! پڑھ کر سناؤ۔ انہوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھی اسی طرح پڑھا جس طرح میں نے انہیں نماز میں پڑھتے سنا تھا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا کہ یہ سورت اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ پھر فرمایا عمر! اب تم پڑھ کر سناؤ۔ میں نے اس طرح پڑھا جس طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تعلیم دی تھی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بھی سن کر فرمایا کہ اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ یہ قرآن سات طریقوں سے نازل ہوا ہے پس تمہیں جس طرح آسان ہو پڑھو۔

باب تَأْلِيفِ الْقُرْآنِ

قرآن مجید کی ترتیب وتدوین

ماقبل کے ایک باب "باب جمع القرآن" میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن کی آیات اور سورتوں کا مطلقاً مصحف میں جمع ہونا بیان فرمایا ہے اور اس ترجمہ میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سورتوں کی ترتیب کو بیان کرنا چاہتے ہیں اور یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ترتیب وار سورتوں کو مصحف میں جمع کیا گیا ہے اس لیے دونوں ترجموں میں کوئی تکرار نہیں۔

کیا سورتوں کی ترتیب توقیفی ہے؟

اس بات پر تو اتفاق ہے کہ قرآن مجید کی آیات کی ترتیب توقیفی ہے۔ اس میں اجتہاد کا کوئی دخل نہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر آیات نازل ہوا کرتی تھیں، کاتب وحی کو آپ بلا کر بتلایا کرتے تھے کہ ان آیات کو فلاں اور فلاں جگہ درج کریں۔

البتہ اس میں اختلاف ہے کہ سورتوں کی ترتیب توقیفی ہے یا یہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجتہادی عمل ہے۔

اس میں علماء کے چار قول ہیں:

۱۔ جمہور علماء کی رائے یہ ہے کہ قرآن مجید کی سورتوں کی ترتیب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجتہاد سے قائم ہوئی ہے۔ امام مالک اور قاضی ابوبکر رحمہم اللہ کی یہی رائے ہے۔

دلیل اس کی یہ دی جاتی ہے کہ صحابہ کرام کے مصاحف میں ترتیب کا اختلاف تھا۔ اگر سورتوں کی ترتیب توقیفی ہوتی تو پھر ان کے مصاحف میں کوئی اختلاف واقع نہ ہوتا۔

۲۔ ابن الانباری اور علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ جس طرح آیتوں کی ترتیب توقیفی ہے اسی طرح قرآن حکیم کی سورتوں کی ترتیب بھی توقیفی ہے، اس میں اجتہاد کا دخل نہیں ہے۔

۳۔ تیسرا قول ابن عطیہ کا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ بہت ساری سورتوں کی ترتیب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں معلوم ہوگئی تھی جیسے سبع طوال، حوامیم اور مفصل کی سورتیں ہیں۔ ان کے علاوہ باقی سورتوں کی ترتیب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے حوالہ کی گئی۔

۴۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک چوتھا قول اختیار کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں قرآن مجید کی تمام آیات اور تمام سورتیں مرتب ہوگئی تھیں' صرف سورۃ انفال اور سورۃ براءت کی ترتیب باقی رہ گئی تھی۔ یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قائم فرمائی ہے۔

← حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ وَأَخْبَرَنِي يُوسُفُ بْنُ مَاهَكَ قَالَ إِنِّي عِنْدَ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رضي الله عنها إِذْ جَاءَهَا عِرَاقِيٌّ فَقَالَ أَيُّ الْكَفَنِ خَيْرٌ قَالَتْ وَيْحَكَ وَمَا يَضُرُّكَ قَالَ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَرِينِي مُصْحَفَكِ قَالَتْ لِمَ قَالَ لَعَلِّي أُوَلِّفُ الْقُرْآنَ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ يُقْرَأُ غَيْرَ مُؤَلَّفٍ قَالَتْ وَمَا يَضُرُّكَ أَيَّهُ قَرَأْتَ قَبْلُ، إِنَّمَا نَزَلَ أَوَّلَ مَا نَزَلَ مِنْهُ سُورَةٌ مِنَ الْمُفَصَّلِ فِيهَا ذِكْرُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ حَتَّى إِذَا ثَابَ النَّاسُ إِلَى الْإِسْلَامِ نَزَلَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ، وَلَوْ نَزَلَ أَوَّلَ شَيْءٍ لَا تَشْرَبُوا الْخَمْرَ لَقَالُوا لَا نَدَعُ الْخَمْرَ أَبَدًا وَلَوْ نَزَلَ لَا تَزْنُوا لَقَالُوا لَا نَدَعُ الزِّنَا أَبَدًا لَقَدْ نَزَلَ بِمَكَّةَ عَلَى مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم وَإِنِّي لَجَارِيَةٌ أَلْعَبُ (بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَى وَأَمَرُّ) وَمَا نَزَلَتْ سُورَةُ الْبَقَرَةِ وَالنِّسَاءِ إِلَّا وَأَنَا عِنْدَهُ قَالَ فَأَخْرَجَتْ لَهُ الْمُصْحَفَ فَأَمْلَتْ عَلَيْهِ آيَ السُّوَرِ

ترجمہ۔ ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے حدیث بیان کی' انہیں ہشام بن یوسف نے خبر دی' انہیں ابن جریج نے خبر دی' بیان کیا کہ مجھے یوسف بن مالک نے خبر دی' انہوں نے بیان کیا کہ میں ام المومنین عائشہؓ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک عراقی ان کے پاس آیا اور پوچھا کہ کس طرح کا کفن افضل ہے؟ ام المومنینؓ نے فرمایا افسوس تمہیں (یہ مسئلہ جانے بغیر) کیا نقصان ہے۔ پھر اس شخص نے کہا ام المومنین مجھے اپنا مصحف دکھا دیجئے۔ آپ نے فرمایا کیوں؟ اس نے کہا کہ میں بھی قرآن مجید اسی ترتیب کے مطابق پڑھوں' کیونکہ لوگ بغیر ترتب کے پڑھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم جو آیت بھی (دوسری سورت پڑھنے سے پہلے) پڑھو' تمہیں کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ مفصلات میں سب سے پہلے وہ سورت نازل ہوئی جس میں جنت اور دوزخ کا ذکر ہے۔ پھر جب لوگوں کا اسلام کی طرف رجوع شروع ہوا تو حلال وحرام کے مسائل نازل ہوئے۔ اگر پہلے ہی یہ حکم نازل ہو جاتا کہ شراب مت پیو تو وہ کہتے کہ تم شراب کبھی نہیں چھوڑ سکتے۔ اور اگر پہلے ہی یہ حکم نازل ہو جاتا کہ زنا مت کرو تو وہ کہتے کہ زنا ہم کبھی نہیں چھوڑیں گی اس کے بجائے مکہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اس وقت جب میں بچی تھی اور کھیلا کرتی تھی۔ یہ آیت نازل ہوئی بل الساعۃ موعدہم والساعۃ ادہی وامر' لیکن سورۂ بقرہ اور سورۂ نساء (جن میں احکام ہیں' اس وقت نازل ہوئی جب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی۔ بیان کیا کہ پھر آپ نے اس عراقی کے لئے مصحف نکالا اور ہر سورت کی آیات کی تفصیل لکھوائی۔

← حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ يَزِيدَ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ وَالْكَهْفِ وَمَرْيَمَ وَطه وَالْأَنْبِيَاءِ إِنَّهُنَّ مِنَ الْعِتَاقِ الْأُوَلِ وَهُنَّ مِنْ تِلَادِي

ترجمہ۔ ہم سے آدم نے حدیث بیان کی' ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی' ان سے ابو اسحاق نے بیان کیا' انہوں نے عبدالرحمٰن بن یزیدؓ سے سنا اور انہوں نے ابن مسعودؓ سے سنا۔ آپ نے سورہ بنی اسرائیل' سورہ کہف' سورہ مریم' سورہ طٰہٰ اور سورۂ انبیاء کے متعلق فرمایا کہ پانچوں سورتیں سب سے عمدہ ہیں جو ابتداء میں نازل ہوئی تھیں' اور ان کا نزول ابتداء ہی میں ہوا تھا (لیکن اس

کے باوجود ترتیب کے اعتبار سے یہ موخر ہیں)۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَنْبَأَنَا أَبُو إِسْحَاقَ سَمِعَ الْبَرَاءَ رضی الله عنه قَالَ تَعَلَّمْتُ (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ) قَبْلَ أَنْ يَقْدَمَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم

ترجمہ۔ ہم سے ابوالولید نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی انہیں ابو اسحاق نے خبر دی انہوں نے براء بن عازبؓ سے سنا آپ نے بیان کیا کہ میں نے سورۂ سبح اسم ربک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ آنے سے پہلے ہی سیکھ لی تھی۔

حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ قَدْ عَلِمْتُ النَّظَائِرَ الَّتِي كَانَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم يَقْرَؤُهُنَّ اثْنَيْنِ اثْنَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ فَقَامَ عَبْدُ اللَّهِ وَدَخَلَ مَعَهُ عَلْقَمَةُ وَخَرَجَ عَلْقَمَةُ فَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ عِشْرُونَ سُورَةً مِنْ أَوَّلِ الْمُفَصَّلِ عَلَى تَأْلِيفِ ابْنِ مَسْعُودٍ آخِرُهُنَّ الْحَوَامِيمُ حم الدُّخَانُ وَعَمَّ يَتَسَاءَلُونَ

ترجمہ۔ ہم سے عبدان نے حدیث بیان کی ان سے ابوحمزہ نے ان سے اعمش نے ان سے شقیق نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن مسعودؓ نے فرمایا میں ان مماثل سورتوں کو جانتا ہوں جنہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر رکعت میں دو دو پڑھتے تھے۔ پھر عبد اللہ بن مسعودؓ کھڑے ہو گئے (مجلس سے اور اپنے گھر میں) چلے گئے۔ علقمہ بھی آپ کے ساتھ اندر گئے جب علقمہ رحمۃ اللہ علیہ باہر نکلے تو ہم نے ان سے پوچھا (انہیں سورتوں کے متعلق) آپ نے بیان کیا کہ مفصلات کی ابتدائی بیس سورتیں ہیں اور ان میں آخر کی حم والی سورتیں اور سورہ عم یتساء لون۔

تشریح حدیث

نظائر سے وہ سورتیں مراد ہیں جو مضمون اور طوالت واختصار کے اعتبار سے ایک دوسرے کی نظیر اور مشابہ ہوں۔ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مصحف میں مفصل کی ابتدائی بیس سورتیں ہیں جن کے آخر میں حم یعنی الدخان اور عم یتساء لون ہیں۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مصحف کی ترتیب مصحف عثمانی کی ترتیب کے خلاف تھی۔ اس لیے کہ اس میں مفصل کی جو ترتیب بیان کی ہے اس میں حم الدخان اور عم یتساء لون کو آخر میں بیان کیا ہے۔ مصحف عثمانی میں حم الدخان اور عم یتساء لون متصل نہیں ہیں۔

سورۃ دخان کو مجازاً مفصل میں شمار کیا ہے کیونکہ مفصل سورتوں کی ابتداء سورۃ حجرات سے ہوتی ہے۔ سورۃ حجرات سے آخر تک سورتوں کو مفصل اس لیے کہتے ہیں کہ ان میں بسم اللہ کے ذریعہ فصل بکثرت پایا جاتا ہے۔

باب كَانَ جِبْرِيلُ يَعْرِضُ الْقُرْآنَ عَلَى النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم

جبریل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن مجید کا دور کرتے تھے

وَقَالَ مَسْرُوقٌ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ أَسَرَّ إِلَيَّ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم أَنَّ جِبْرِيلَ كَانَ يُعَارِضُنِي بِالْقُرْآنِ كُلَّ سَنَةٍ، وَإِنَّهُ عَارَضَنِي الْعَامَ مَرَّتَيْنِ، وَلَا أُرَاهُ إِلَّا حَضَرَ أَجَلِي

اور مسروق نے بیان کیا اوران سے عائشہؓ نے بیان کیا کہ فاطمہ نے بیان کیا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

چپکے سے بتایا کہ جبریل علیہ السلام مجھ سے ہر سال قرآن مجید کا دور کرتے ہیں اور اس سال انہوں نے مجھ سے دو مرتبہ دور کیا ہے میرا خیال ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ میری مدت حیات پوری ہوگئی ہے۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضى الله عنهما قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ ، وَأَجْوَدُ مَا يَكُونُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ لأَنَّ جِبْرِيلَ كَانَ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ حَتَّى يَنْسَلِخَ يَعْرِضُ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم الْقُرْآنَ ، فَإِذَا لَقِيَهُ جِبْرِيلُ كَانَ أَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ

ترجمہ۔ ہم سے یحییٰ بن قزعہ نے حدیث بیان کی ان سے ابراہیم بن سعد نے حدیث بیان کی ان سے زہری نے ان سے عبیداللہ بن عبداللہ نے اور ان سے ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خیر کے معاملہ میں سب سے زیادہ سخی تھے اور رمضان میں آپ کی سخاوت کی تو کوئی حد و انتہا ہی نہیں تھی کیونکہ رمضان کے مہینوں میں جبریل علیہ السلام آپ سے آ کر ہر رات ملتے تھے یہاں تک کہ رمضان کا مہینہ ختم ہو جاتا آپ ان راتوں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرآن مجید کا دور کیا کرتے تھے۔ جب جبریل علیہ السلام آپ سے ملتے تو اس زمانہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تیز ہوا سے بھی بڑھ کر سخی ہو جاتے تھے۔

حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ يَعْرِضُ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم الْقُرْآنَ كُلَّ عَامٍ مَرَّةً ، فَعَرَضَ عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ فِي الْعَامِ الَّذِي قُبِضَ ، وَكَانَ يَعْتَكِفُ كُلَّ عَامٍ عَشْرًا فَاعْتَكَفَ عِشْرِينَ فِي الْعَامِ الَّذِي قُبِضَ (فِيهِ)

ترجمہ۔ ہم سے خالد بن یزید نے حدیث بیان کی ان سے ابوبکرؓ نے حدیث بیان کی ان سے ابوحصین نے ان سے ابوصالح نے اور ان سے ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ جبریل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہر سال ایک مرتبہ قرآن مجید کا دور کیا کرتے تھے لیکن جس سال آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تھی اس میں آپ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ دو مرتبہ دور کیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال دس دن کا اعتکاف کرتے تھے لیکن جس سال آپ کی وفات ہوئی اس سال آپ نے بیس دن اعتکاف کیا۔

الْقُرَّاءِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ صحابہ جو قرآن مجید کی قرات میں امتیاز رکھتے تھے

حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوقٍ ذَكَرَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ فَقَالَ لاَ أَزَالُ أُحِبُّهُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ خُذُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَسَالِمٍ وَمُعَاذٍ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ

ترجمہ۔ ہم سے حفص بن عمر نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی ان سے عمرو نے ان سے ابراہیم نے ان سے مسروق نے کہ عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے عبداللہ بن مسعودؓ کا ذکر کیا اور فرمایا کہ اس وقت سے ان کی محبت

میرے دل میں گھر کر گئی ہے جب سے میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا کہ قرآن مجید کو چار اصحاب سے حاصل کرو۔ عبداللہ بن مسعودؓ سالمؓ معاذؓ اور ابی بن کعبؓ۔

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا شَقِيقُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ خَطَبَنَا عَبْدُ اللَّهِ فَقَالَ وَاللَّهِ لَقَدْ أَخَذْتُ مِنْ فِي رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم بِضْعًا وَسَبْعِينَ سُورَةً ، وَاللَّهِ لَقَدْ عَلِمَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أَنِّي مِنْ أَعْلَمِهِمْ بِكِتَابِ اللَّهِ وَمَا أَنَا بِخَيْرِهِمْ قَالَ شَقِيقٌ فَجَلَسْتُ فِي الْحِلَقِ أَسْمَعُ مَا يَقُولُونَ فَمَا سَمِعْتُ رَادًّا يَقُولُ غَيْرَ ذَلِكَ

ترجمہ۔ ہم سے عمر بن حفص نے حدیث بیان کی ان سے ان کے والد نے حدیث بیان کی ان سے اعمش نے حدیث بیان کی ان سے شقیق بن سلمہ نے بیان کیا کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا کہ اللہ گواہ ہے۔ میں نے تقریباً ستر سورتیں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے سن کر حاصل کی ہیں۔ اللہ گواہ ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ میں ان سب سے زیادہ قران مجید کا جاننے والا ہوں۔ حالانکہ میں ان سے افضل و بہتر نہیں ہوں۔ شقیق نے بیان کیا کہ پھر میں مجلس میں بیٹھا تاکہ صحابہ کی رائے سن سکوں کہ وہ اس کے متعلق کیا کہتے ہیں لیکن میں نے کسی سے اس کی تردید نہیں سنی۔

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ كُنَّا بِحِمْصَ فَقَرَأَ ابْنُ مَسْعُودٍ سُورَةَ يُوسُفَ ، فَقَالَ رَجُلٌ مَا هَكَذَا أُنْزِلَتْ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ أَحْسَنْتَ وَوَجَدَ مِنْهُ رِيحَ الْخَمْرِ فَقَالَ أَتَجْمَعُ أَنْ تُكَذِّبَ بِكِتَابِ اللَّهِ وَتَشْرَبَ الْخَمْرَ فَضَرَبَهُ الْحَدَّ

ترجمہ۔ مجھ سے محمد بن کثیر نے حدیث بیان کی انہیں سفیان نے خبر دی انہیں اعمش نے خبر دی انہیں ابراہیم نے ان سے علقمہ نے بیان کیا کہ ہم حمص میں تھے۔ ابن مسعودؓ نے سورۃ یوسف پڑھی تو ایک شخص بولا کہ اس طرح نہیں نازل ہوئی تھی۔ ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس سورت کی تلاوت کی تھی اور آپ نے میری قرات کی تحسین فرمائی تھی۔ آپ نے محسوس کیا کہ اس کے منہ سے شراب کی بو آ رہی تھی تو فرمایا کہ اللہ کی کتاب کے متعلق کذب بیانی اور شراب نوشی جیسے گناہ ایک ساتھ کرتا ہے پھر آپ نے اس پر حد جاری کروائی۔

تشریح حدیث

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حدیث الباب میں ایک شخص کو تکذیب کتاب کرتے ہوئے پایا لیکن اس کی تکفیر نہیں کی اور اس کی گردن مارنے کا فیصلہ نہیں فرمایا۔ اس کی وجہ یا تو یہ ہو سکتی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جہالت کی وجہ سے اسے معذور قرار دیا ہو۔

یا یہ کہا جائے کہ وہ شخص چونکہ نشہ کی حالت میں تھا اور اس کے حواس درست نہ تھے اس لیے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اسے غیر مکلف سمجھا ہو ان کی رائے یہ ہو کہ مدہوشی اور سکر کی حالت میں اگر کوئی آدمی اس قسم کی بات کرتا ہے تو اس کا اعتبار نہیں ہوتا۔

حدیث الباب کا دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بو محسوس کرتے ہوئے اس پر حد جاری

فرمائی تو کیا ریح خمر اگر کسی شخص سے آ رہی ہو تو اس پر حد جاری کرنا جائز ہے؟

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ جواز کے قائل ہیں۔ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ایسی صورت میں حد کے جواز کے قائل نہیں۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے جواز اور عدم جواز دونوں طرح کی روایتیں ہیں۔ حدیث الباب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مستدل ہے۔ یہاں اشکال ہوتا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے خود سے حد کیسے جاری کر دی۔ اجراء حد کا اختیار تو امام کو ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا مسلک یہ ہو کہ حد کوئی بھی جاری کر سکتا ہے امام کی شرط نہیں۔

اور یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس شہر کے امیر ہوں یا امیر کے نائب ہوں اس لیے انہوں نے حد جاری فرمائی اور بعض نے کہا ہے کہ حد امام نے جاری کی تھی لیکن چونکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی گواہی سے جاری کی تھی اس لیے نسبت ان کی طرف کر دی۔

← حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ رضی اللہ عنہ وَاللَّهِ الَّذِي لاَ إِلَهَ غَيْرُهُ مَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ إِلاَّ أَنَا أَعْلَمُ أَيْنَ أُنْزِلَتْ وَلاَ أُنْزِلَتْ آيَةٌ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ إِلاَّ أَنَا أَعْلَمُ فِيمَ أُنْزِلَتْ ، وَلَوْ أَعْلَمُ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنِّي بِكِتَابِ اللَّهِ تُبَلِّغُهُ الإِبِلُ لَرَكِبْتُ إِلَيْهِ

ترجمہ۔ ہم سے عمر بن حفص نے حدیث بیان کی ان سے ان کے والد نے حدیث بیان کی ان سے اعمش نے حدیث بیان کی ان سے مسلم نے حدیث بیان کی ان سے مسروق نے بیان کیا کہ ابن مسعودؓ نے فرمایا اس اللہ کی قسم جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں کتاب اللہ کی جو سورت بھی نازل ہوئی اس کے متعلق میں جانتا ہوں کہ کہاں نازل ہوئی۔ اور کتاب اللہ کی جو آیت بھی نازل ہوئی اس کے متعلق مجھے معلوم ہے کہ کس کے بارے میں نازل ہوئی اور اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ کوئی شخص مجھ سے زیادہ کتاب اللہ کا علم رکھتا ہے اور اونٹ ہی مجھے اس کے پاس پہنچا سکتے ہیں (یعنی دور کی مسافت ہے) تب بھی اسکے پاس پہنچوں گا اور اس سے علم حاصل کروں گا)۔

← حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ مَنْ جَمَعَ الْقُرْآنَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ أَرْبَعَةٌ كُلُّهُمْ مِنَ الأَنْصَارِ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ ، وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ ، وَأَبُو زَيْدٍ تَابَعَهُ الْفَضْلُ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسٍ

ترجمہ۔ ہم سے حفص بن عمر نے حدیث بیان کی ان سے ہمام نے حدیث بیان کی ان سے قتادہ نے حدیث بیان کی کہا کہ میں نے انس بن مالکؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قرآن مجید کو کن حضرات نے جمع کیا تھا؟ آپ نے فرمایا کہ چار اصحاب نے اور چاروں انصار کے قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے ابی بن کعب معاذ بن جبل زید بن ثابت اور ابو زید رضوان اللہ علیہم۔ اس روایت کی متابعت فضل بن حسین بن واقع کے واسطے سے کی۔ ان سے ثمامہ نے اور ان سے انسؓ نے۔

تشریح حدیث

مذکورہ روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قرآن کریم کو جمع کیا تھا'

اس جمع سے ''جمع فی الصدور'' مراد ہے یعنی حفظ کرنا اور حفظ کرنے والے صحابہ بھی صرف چار میں منحصر نہیں تھے بلکہ ان کی بڑی تعداد تھی۔ روایتِ باب میں جو چار کا ذکر کیا گیا ہے اس کی مختلف وجوہ بیان کی گئی ہیں۔

(۱) یہ عدد ہے اور عدد کے مفہوم کا اعتبار نہیں ہوتا' چار کے تذکرے سے باقی کی نفی نہیں ہوتی۔

(۲) وجوہ قراءت کے جامع یہ چار حضرات تھے اس لیے ان کا ذکر کیا گیا۔

(۳) ان چاروں حضرات کو ناسخ و منسوخ دونوں طرح کی آیات حفظ تھیں اس لیے ان کا ذکر کیا گیا۔

(۴) ان چاروں کا ذکر اس لیے کیا گیا کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے براہِ راست قرآن مجید سن کر یاد کیا تھا۔ ان کے علاوہ دوسرے حضرات نے کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر یاد کیا تھا اور کچھ دوسرے ذرائع سے یاد کیا تھا۔

(۵) مذکورہ چار حضرات چونکہ قرآن کریم کی تعلیم وتعلم میں شہرت رکھتے تھے' ان کا انہماک اور قرآن کریم کے ساتھ ان کا شغف نسبتاً زیادہ تھا اس لیے ان چار کا ذکر کیا گیا۔

← حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنِي ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ وَثُمَامَةُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَاتَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَلَمْ يَجْمَعِ الْقُرْآنَ غَيْرُ أَرْبَعَةٍ أَبُو الدَّرْدَاءِ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَأَبُو زَيْدٍ قَالَ وَنَحْنُ وَرِثْنَاهُ

ترجمہ۔ ہم سے معلی بن اسد نے حدیث بیان کی' ان سے عبداللہ بن مثنیٰ نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے ثابت بنانی اور ثمامہ نے حدیث بیان کی' اور ان سے انسؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک قرآن مجید کو چار اصحاب کے سوا اور کسی نے جمع نہیں کیا تھا۔ ابو درداء' معاذ بن جبل' زید بن ثابت اور ابو زید' انسؓ نے فرمایا کہ ابو زیدؓ کے وارث ہم ہوئے ہیں۔

تشریح حدیث

اس روایت میں حضرت ابی بن کعب کے بجائے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا نام آ گیا ہے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ وہم ہے صحیح ابی بن کعب ہے۔

''قال: ونحن ورثنا'' حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ابو زید کے وارث ہم ہوئے کیونکہ وہ ان کے چچا لگتے تھے اور ان کی اپنی کوئی اولاد نہ تھی۔

← حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ أُبَيٌّ أَقْرَؤُنَا وَإِنَّا لَنَدَعُ مِنْ لَحْنِ أُبَيٍّ ، وَأُبَيٌّ يَقُولُ أَخَذْتُهُ مِنْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَلَا أَتْرُكُهُ لِشَيْءٍ ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى (مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلِهَا)

ترجمہ۔ ہم سے صدقہ بن فضل نے حدیث بیان کی' انہیں یحییٰ نے خبر دی' انہیں سفیان نے' انہیں حبیب بن ابی ثابت نے' انہیں سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ عمرؓ نے فرمایا علیؓ ہم میں سب سے اچھے قاضی ہیں اور ابی بن کعب ہم میں سب سے اچھے قاری ہیں۔ اس کے باوجود ہم ابی کی قرات (اگر کسی آیت کی تلاوت منسوخ ہو گئی ہے) چھوڑ دیتے ہیں۔ حالانکہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک سے حاصل کیا ہے میں اسے کسی

اور وجہ سے نہیں چھوڑتا (بلکہ چھوڑنے کی وجہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا ارشاد ہوتا ہے کہ آیت منسوخ ہوگئی) اللہ تعالی نے خود فرمایا ہے۔ ہم جب کسی آیت کو منسوخ کرتے ہیں یا اسے بھلا دیتے ہیں تو اس سے بہتر لاتے ہیں یا اسی کی مثل"۔

باب فَضْلِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ

سورۂ فاتحہ کی فضیلت

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِي خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي سَعِيدِ بْنِ الْمُعَلَّى قَالَ كُنْتُ أُصَلِّي فَدَعَانِي النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَلَمْ أُجِبْهُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي كُنْتُ أُصَلِّي قَالَ أَلَمْ يَقُلِ اللَّهُ (اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ) ثُمَّ قَالَ أَلاَ أُعَلِّمُكَ أَعْظَمَ سُورَةٍ فِي الْقُرْآنِ قَبْلَ أَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَأَخَذَ بِيَدِي فَلَمَّا أَرَدْنَا أَنْ نَخْرُجَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ قُلْتَ لأُعَلِّمَنَّكَ أَعْظَمَ سُورَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ (الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ) هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ الَّذِي أُوتِيتُهُ

ترجمہ۔ ہم سے علی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی ان سے یحییٰ بن سعید نے حدیث بیان کی۔ ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے خبیب بن عبدالرحمن نے حدیث بیان کی ان سے حفص بن عاصم نے اور ان سے ابوسعید ابن معلیٰ نے بیان کیا کہ میں نماز پڑھ رہا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا میں نماز پڑھ رہا تھا اس لیے میں نے کوئی جواب نہیں دیا (پھر میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر) عرض کی: یا رسول اللہ! میں نماز پڑھ رہا تھا۔ اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اللہ تعالی نے تمہیں حکم نہیں دیا ہے کہ "اللہ اور اس کے رسول جب بھی تمہیں پکاریں تو ان کی پکار پر لبیک کہو" پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسجد سے نکلنے سے پہلے قرآن کی سب سے عظیم سورت میں تمہیں کیوں نہ بتا دوں! پھر آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور جب ہم مسجد سے باہر نکلنے لگے تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ نے ابھی فرمایا تھا کہ مسجد سے باہر نکلنے سے پہلے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے قرآن کی سب سے عظیم سورت بتائیں گے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا کہ وہ سورت "الحمد للہ رب العالمین" ہے۔ یہی "سبع مثانی" ہے اور یہی وہ "قرآن عظیم" ہے جو مجھے دیا گیا ہے۔

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا وَهْبٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ مَعْبَدٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كُنَّا فِي مَسِيرٍ لَنَا فَنَزَلْنَا فَجَاءَتْ جَارِيَةٌ فَقَالَتْ إِنَّ سَيِّدَ الْحَيِّ سَلِيمٌ، وَإِنَّ نَفَرَنَا غُيَّبٌ فَهَلْ مِنْكُمْ رَاقٍ فَقَامَ مَعَهَا رَجُلٌ مَا كُنَّا نَأْبُنُهُ بِرُقْيَةٍ فَرَقَاهُ فَبَرَأَ فَأَمَرَ لَهُ بِثَلاَثِينَ شَاةً وَسَقَانَا لَبَنًا فَلَمَّا رَجَعَ قُلْنَا لَهُ أَكُنْتَ تُحْسِنُ رُقْيَةً أَوْ كُنْتَ تَرْقِي قَالَ لاَ مَا رَقَيْتُ إِلاَّ بِأُمِّ الْكِتَابِ قُلْنَا لاَ تُحْدِثُوا شَيْئًا حَتَّى نَأْتِيَ أَوْ نَسْأَلَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ ذَكَرْنَاهُ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ وَمَا كَانَ يُدْرِيهِ أَنَّهَا رُقْيَةٌ اقْسِمُوا وَاضْرِبُوا لِي بِسَهْمٍ وَقَالَ أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ حَدَّثَنِي مَعْبَدُ بْنُ سِيرِينَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ بِهَذَا

ترجمہ۔ مجھ سے محمد بن مثنیٰ نے حدیث بیان کی۔ ان سے وہب نے حدیث بیان کی ان سے ہشام نے حدیث بیان کی۔ ان سے محمد نے ان سے معبد نے اور ان سے ابوسعید خدریؓ نے بیان کیا کہ ہم ایک سفر میں تھے۔ (رات میں) ہم نے ایک قبیلہ کے پڑوس میں پڑاؤ کیا پھر ایک لونڈی آئی اور کہا کہ (قبیلہ کے سردار کو بچھو نے ڈس لیا ہے اور ہمارے قبیلہ کے

لوگ موجود نہیں ہیں۔ کیا تم میں کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا بھی ہے ایک صاحب اس کے ساتھ کھڑے ہوگئے۔ ہم جانتے تھے کہ وہ جھاڑ پھونک نہیں جانتے لیکن انہوں نے قبیلہ کے سردار کو جھاڑا تو اسے صحت ہوگئی اس نے اس کے بدلہ میں تیس بکریاں دینے کا حکم دیا اور ہمیں دودھ پلایا جب وہ جھاڑ پھونک کر واپس آئے تو ہم نے ان سے کہا' کیا واقعی کوئی منتر جانتے ہو انہوں نے کہا کہ نہیں میں نے تو صرف سورۃ فاتحہ پڑھ کر اس پر دم کر دی تھی ہم نے کہا کہ اچھا جب تک ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق پوچھ لیں ان بکریوں کا کوئی چرچا نہ ہو۔ چنانچہ ہم نے مدینہ پہنچ کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ انہوں نے اسے کوئی منتر سمجھ کر تھوڑا ہی کیا تھا۔ اسے تقسیم کر لو اور اس میں میرا بھی حصہ لگانا اور معمر نے بیان کیا۔ ہم سے عبدالوارث نے حدیث بیان کی۔ ان سے ہشام نے حدیث بیان کی۔ ان سے محمد بن سیرین نے حدیث بیان کی ان سے معبد بن سیرین نے حدیث بیان کی اور ان سے ابوسعید خدریؓ نے یہی حدیث بیان کی۔

باب فَضْلُ الْبَقَرَةِ

سورۂ بقرہ کی فضیلت

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ مَنْ قَرَأَ بِالآيَتَيْنِ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رضى الله عنه قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مَنْ قَرَأَ بِالآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ وَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضى الله عنه قَالَ وَكَّلَنِي رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم بِحِفْظِ زَكَاةِ رَمَضَانَ فَأَتَانِي آتٍ فَجَعَلَ يَحْثُو مِنَ الطَّعَامِ فَأَخَذْتُهُ فَقُلْتُ لأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَقَصَّ الْحَدِيثَ فَقَالَ إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ لَنْ يَزَالَ مَعَكَ مِنَ اللَّهِ حَافِظٌ وَلاَ يَقْرَبُكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تُصْبِحَ وَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوبٌ ذَاكَ شَيْطَانٌ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن کثیر نے حدیث بیان کی' انہیں شعبہ نے خبر دی' انہیں سلیمان نے انہیں ابراہیم نے انہیں عبدالرحمٰن نے اور انہیں ابومسعودؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے بھی دو آیتیں پڑھیں۔ اور ہم سے ابونعیم نے حدیث بیان کی۔ ان سے سفیان نے حدیث بیان کی۔ ان سے منصور نے۔ ان سے ابراہیم نے۔ ان سے عبدالرحمٰن بن یزید نے اور ان سے ابومسعودؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے سورۂ بقرہ کی دو آیتیں رات میں پڑھ لیں وہ اس کے لئے کافی ہو جائیں گی۔ اور عثمان بن الہیثم نے بیان کی ان سے عوف نے حدیث بیان کی۔ ان سے محمد بن سیرین نے۔ اور ان سے ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے صدقہ فطر کی حفاظت پر مامور فرمایا پھر ایک شخص آیا اور دونوں ہاتھوں سے غلہ اٹھانے لگا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کروں گا۔ پھر انہوں نے حدیث بیان کی (جیسا کہ اس سے پہلے کتاب الوکالۃ میں تفصیل کے ساتھ گزر چکی ہے) اس نے کہا (جو صدقہ فطر چرانے آیا تھا) کہ جب تم اپنے بستر پر سونے کے لئے لیٹو تو آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرو۔ پھر صبح

تک کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہاری ایک حفاظت کرنے والا مقرر ہو جائے گا اور شیطان تمہارے قریب بھی نہ آ سکے گا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ سن کر فرمایا اس نے تمہیں صحیح بات بتائی اگر چہ وہ سب سے بڑا جھوٹا ہے۔ وہ شیطان تھا۔

باب فَضْلُ الْكَهْفِ

سورۂ کہف کی فضیلت

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يَقْرَأُ سُورَةَ الْكَهْفِ وَإِلَى جَانِبِهِ حِصَانٌ مَرْبُوطٌ بِشَطَنَيْنِ فَتَغَشَّتْهُ سَحَابَةٌ فَجَعَلَتْ تَدْنُو وَتَدْنُو وَجَعَلَ فَرَسُهُ يَنْفِرُ فَلَمَّا أَصْبَحَ أَتَى النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ تِلْكَ السَّكِينَةُ تَنَزَّلَتْ بِالْقُرْآنِ

ترجمہ۔ ہم سے عمرو بن خالد نے حدیث بیان کی ان سے زہیر نے حدیث بیان کی۔ ان سے ابو اسحاق نے حدیث بیان کی۔ اور ان سے براء بن عازبؓ نے بیان کیا کہ ایک صحابی سورۂ کہف پڑھ رہے تھے۔ ان کے ایک طرف ایک گھوڑا رسی سے بندھا ہوا تھا اس وقت بادل کا ایک ٹکڑا ان پر سایہ فگن ہوا اور قریب سے قریب تر ہونے لگا ان کا گھوڑا اس کی وجہ سے بدکنے لگا۔ پھر صبح کے وقت وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے اس کا ذکر کیا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ (بادل کا ٹکڑا) سکینت تھی جو قرآن کے ساتھ نازل ہوئی تھی۔

باب فَضْلُ سُورَةِ الْفَتْحِ

سورۂ فتح کی فضیلت

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَسِيرُ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسِيرُ مَعَهُ لَيْلاً فَسَأَلَهُ عُمَرُ عَنْ شَيْءٍ فَلَمْ يُجِبْهُ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ، فَقَالَ عُمَرُ ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ نَزَرْتَ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم ثَلاَثَ مَرَّاتٍ كُلَّ ذَلِكَ لاَ يُجِيبُكَ، قَالَ عُمَرُ فَحَرَّكْتُ بَعِيرِي حَتَّى كُنْتُ أَمَامَ النَّاسِ وَخَشِيتُ أَنْ يَنْزِلَ فِيَّ قُرْآنٌ فَمَا نَشِبْتُ أَنْ سَمِعْتُ صَارِخًا يَصْرُخُ قَالَ فَقُلْتُ لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ يَكُونَ نَزَلَ فِيَّ قُرْآنٌ قَالَ فَجِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ لَقَدْ أُنْزِلَتْ عَلَيَّ اللَّيْلَةَ سُورَةٌ لَهِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ ثُمَّ قَرَأَ (إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا)

ترجمہ۔ ہم سے اسماعیل نے حدیث بیان کی۔ کہا کہ مجھ سے مالک نے حدیث بیان کی۔ ان سے زید بن اسلم نے اور ان سے ان کے والد نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں چل رہے تھے۔ عمر بن خطابؓ بھی آپ کے ساتھ چل رہے تھے۔ رات کا وقت تھا۔ عمرؓ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ پوچھا لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ عمرؓ نے پھر پوچھا آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ تیسری مرتبہ پوچھا اور جب اس مرتبہ بھی کوئی جواب نہیں دیا تو عمرؓ نے کہا (اپنے آپ کو) تیری ماں تجھے روئے تو نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تین مرتبہ اصرار کیا۔ اور آنحضور صلی

اللہ علیہ وسلم نے کسی مرتبہ بھی جواب نہیں دیا۔ عمرؓ نے بیان کیا کہ پھر میں نے اپنی اونٹنی کو موڑا اور لوگوں سے آگے ہو گیا۔ مجھے خوف تھا کہ کہیں میرے بارے میں کوئی آیت نہ نازل ہو جائے۔ ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ میں نے ایک پکارنے والے کو سنا جو پکار رہا تھا۔ بیان کیا کہ میں نے سوچا مجھے تو خوف تھا ہی کہ میرے بارے میں وحی نازل ہوگی۔ چنانچہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو سلام کیا (سلام کے جواب کے بعد) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج رات مجھ پر ایسی آیت نازل ہوئی ہے جو مجھے پوری اس کائنات سے زیادہ عزیز ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے۔ پھر آپ نے آیت "انا فتحنالک فتحاً مبیناً" کی تلاوت کی۔

باب فَضْلِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ

فیه عمرة عن عائشة عن النبیؐ

سورۃ قل ھو اللہ احد کی فضیلت

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَجُلاً سَمِعَ رَجُلاً يَقْرَأُ (قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ) يُرَدِّدُهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ وَكَأَنَّ الرَّجُلَ يَتَقَالُّهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ وَزَادَ أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَخْبَرَنِي أَخِي قَتَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ أَنَّ رَجُلاً قَامَ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم يَقْرَأُ مِنَ السَّحَرِ (قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ) لَا يَزِيدُ عَلَيْهَا ، فَلَمَّا أَصْبَحْنَا أَتَى الرَّجُلُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم نحوه

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی۔ انہیں مالک نے خبر دی انہیں عبدالرحمن نے انہیں عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی صعصعہ نے انہیں ان کے والد نے اور انہیں ابوسعید خدریؓ نے ایک صاحب (خود ابوسعیدؓ) نے ایک دوسرے صاحب (قتادہ بن نعمانؓ) کو دیکھا کہ وہ سورۃ "قل ھو اللہ" بار بار دہرا رہے ہیں۔ صبح ہوئی تو وہ صاحب (ابوسعیدؓ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا کیونکہ وہ صاحب اسے معمولی عمل سمجھتے تھے (کہ ایک چھوٹی سی سورت کو بار بار دہرایا جائے) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے یہ سورۃ قرآن مجید کی ایک تہائی کے برابر ہے اور ابو معمر نے اضافہ کے ساتھ روایت کی۔ ان سے اسماعیل بن جعفر نے حدیث بیان کی۔ ان سے مالک ابن انس نے۔ ان سے عبدالرحمن بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی صعصعہ نے ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابوسعید خدریؓ نے کہ مجھے میرے بھائی قتادہ بن نعمانؓ نے خبر دی کہ ایک صاحب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سحر کے وقت سے کھڑے "قل ھو اللہ احد" پڑھتے رہے۔ اس کے سوا اور کچھ نہیں پڑھتے تھے۔ پھر جب صبح ہوئی تو دوسرے صاحب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے (باقی حصہ) سابقہ حدیث کی طرح:

سورۃ اخلاص کس طرح ثلث قرآن ہے؟

سورۃ اخلاص کو ثلث قرآن کے مساوی قرار دینے کی علماء نے مختلف وجوہ لکھی ہیں:

۱۔ابوالعباس بن سریج نے فرمایا کہ قرآن کریم کی تین قسمیں ہیں: (۱) ایک ثلث تو اس میں احکام کا ہے۔ (۲) دوسرا ثلث وعدوعید کا ہے۔ (۳) تیسرا ثلث اسماء اور صفات پر مشتمل ہے اور سورۃ اخلاص اس تیسری قسم پر مشتمل ہے اس لیے اس کو ثلث قرآن کے مساوی قرار دیا۔علامہ ابن تیمیہ نے اس توجیہ کو احسن قرار دیا ہے۔

۲۔علامہ ابن جوزی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت تین طرح کی ہے۔(۱) اللہ تعالیٰ کی ذات کی معرفت (۲) اللہ تعالیٰ کی صفات اور اسماء کی معرفت (۳) اللہ تعالیٰ کے افعال کی معرفت' سورۃ اخلاص اللہ تعالیٰ کی ذات کی معرفت پر مشتمل ہے اس لیے اس کو ثلث قرآن قرار دیا۔

۳۔امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قرآن کریم' اللہ کی معرفت' آخرت کی معرفت اور صراط مستقیم کی معرفت پر مشتمل ہے۔اصل معارف بھی تین ہیں' باقی توابع ہیں اور سورۃ اخلاص ان میں سے ایک یعنی اللہ کی معرفت پر مشتمل ہے اس لیے اس کو ثلث قرآن قرار دیا۔

۴۔امام مازری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قرآن کریم تین مضامین پر مشتمل ہے۔(۱) قصص (۲) احکام (۳) اللہ تعالیٰ کے اوصاف۔سورۃ اخلاص میں تیسرا مضمون ہے اس لیے اس کو ثلث قرآن قرار دیا گیا ہے۔

سورۃ اخلاص کو ثلث قرآن کے مساوی قرار دینے کا مطلب یہ ہے کہ اسکا ثواب ثلث قرآن کی تلاوت کے ثواب کے برابر ہوتا ہے۔

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ وَالضَّحَّاكُ الْمَشْرِقِيُّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم لِأَصْحَابِهِ أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَقْرَأَ ثُلُثَ الْقُرْآنِ فِي لَيْلَةٍ فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ وَقَالُوا أَيُّنَا يُطِيقُ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ اللَّهُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ ثُلُثُ الْقُرْآنِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ مُرْسَلٌ وَعَنِ الضَّحَّاكِ الْمَشْرِقِيِّ مُسْنَدٌ

ترجمہ۔ہم سے عمر بن حفص نے حدیث بیان کی۔ان سے ان کے والد نے حدیث بیان کی۔ان سے اعمش نے حدیث بیان کی۔ان سے ابراہیم اور ضحاک مشرقی نے حدیث بیان کی اور ان سے ابوسعید خدریؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا: کیا تمہارے یہ ممکن نہیں کہ قرآن کا ایک تہائی حصہ ایک رات میں پڑھا کرو۔صحابہ کو یہ عمل بڑا مشکل معلوم ہوا' اور انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ہم میں کون اس کی طاقت رکھتا ہوگا۔آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا کہ "قل ھو اللہ احد اللہ الصمد" قرآن مجید کا ایک تہائی ہے۔فربری نے بیان کیا کہ میں نے ابوعبداللہ کے کاتب ابوجعفر محمد بن ابی حاتم سے سنا۔انہوں نے ابراہیم نخعی سے مرسلا اور ضحاک مشرقی سے مسند آ سنا۔

تشریح حدیث

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ مُرْسَلٌ وَعَنِ الضَّحَّاكِ الْمَشْرِقِيِّ مُسْنَدٌ

اس عبارت سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد یہ ہے کہ اعمش ابراہیم سے بھی اس روایت کو نقل کرتے ہیں اور ضحاک سے بھی اس کو نقل کرتے ہیں لیکن اعمش کی روایت جو ابراہیم نخعی سے ہے وہ مرسل ہے اور جو ضحاک سے منقول ہے وہ

مسند ہے۔ ابراہیم نخعی کے طریق میں ابوسعید خدری کا ذکر نہیں اس لیے وہ مرسل ہے اور ضحاک مشرقی کے طریق میں عن ابی سعید الخدری کا اضافہ موجود ہے تو وہ مسند ہے۔

باب فَضْلِ الْمُعَوِّذَاتِ

معوذات کی فضیلت

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ إِذَا اشْتَكَى يَقْرَأُ عَلَى نَفْسِهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَيَنْفُثُ، فَلَمَّا اشْتَدَّ وَجَعُهُ كُنْتُ أَقْرَأُ عَلَيْهِ وَأَمْسَحُ بِيَدِهِ رَجَاءَ بَرَكَتِهَا

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی انہیں مالک نے خبر دی انہیں ابن شہاب نے انہیں عروہ نے اور انہیں عائشہؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار پڑتے تو معوذات کی سورتیں پڑھ کر اپنے اوپر دم کرتے۔ پھر جب (مرض الوفات میں) آپ کی تکلیف بڑھ گئی تو میں ان سورتوں کو پڑھ کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد مبارک پر پھیرتی برکت کی امید میں:

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ ثُمَّ نَفَثَ فِيهِمَا فَقَرَأَ فِيهِمَا (قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ) وَ (قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ) وَ (قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ) ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهِ يَبْدَأُ بِهِمَا عَلَى رَأْسِهِ وَوَجْهِهِ وَمَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهِ يَفْعَلُ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

ترجمہ۔ ہم سے قتیبہ بن سعید نے حدیث بیان کی ان سے مفضل نے حدیث بیان کی ان سے عقیل نے ان سے ابن شہاب نے ان سے عروہ نے اور ان سے عائشہؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر رات جب بستر پر آرام کے لئے لیٹتے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو ایک ساتھ کر کے "قل ہو اللہ احد (سورۂ اخلاص) قل اعوذ برب الفلق (سورۂ الفلق) اور قل اعوذ برب الناس (سورۃ الناس) پڑھ کر ان پر پھونکتے تھے۔ اور پھر دونوں ہتھیلیوں کو جہاں تک ممکن ہوتا اسے اپنے جسم پر پھیرتے تھے سر اور چہرہ اور جسم کے آگے کے حصے سے شروع کرتے۔ یہ عمل آپ تین مرتبہ کرتے تھے:

باب نُزُولِ السَّكِينَةِ وَالْمَلَائِكَةِ عِنْدَ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ

قرآن کی تلاوت کے وقت سکینت اور فرشتوں کا نزول

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ قَالَ بَيْنَمَا هُوَ يَقْرَأُ مِنَ اللَّيْلِ سُورَةَ الْبَقَرَةِ وَفَرَسُهُ مَرْبُوطٌ عِنْدَهُ إِذْ جَالَتِ الْفَرَسُ فَسَكَتَ فَسَكَتَتْ فَقَرَأَ فَجَالَتِ الْفَرَسُ، فَسَكَتَ وَسَكَتَتِ الْفَرَسُ ثُمَّ قَرَأَ فَجَالَتِ الْفَرَسُ، فَانْصَرَفَ وَكَانَ ابْنُهُ يَحْيَى قَرِيبًا مِنْهَا فَأَشْفَقَ أَنْ تُصِيبَهُ فَلَمَّا اجْتَرَّهُ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ حَتَّى مَا يَرَاهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ حَدَّثَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ اقْرَأْ يَا ابْنَ حُضَيْرٍ اقْرَأْ يَا ابْنَ حُضَيْرٍ قَالَ فَأَشْفَقْتُ يَا

رَسُولَ اللّٰہِ أَنْ تَطَأَ یَحْیٰی وَکَانَ مِنْهَا قَرِیْبًا فَرَفَعْتُ رَأْسِی فَانْصَرَفْتُ إِلَیْهِ فَرَفَعْتُ رَأْسِی إِلَی السَّمَاءِ فَإِذَا مِثْلُ الظُّلَّةِ فِیْهَا أَمْثَالُ الْمَصَابِیْحِ فَخَرَجْتُ حَتّٰی لَا أَرَاهَا قَالَ وَتَدْرِی مَا ذَاکَ قَالَ لَا قَالَ تِلْکَ الْمَلَائِکَةُ دَنَتْ لِصَوْتِکَ وَلَوْ قَرَأْتَ لَأَصْبَحَتْ یَنْظُرُ النَّاسُ إِلَیْهَا لَا تَتَوَارٰی مِنْهُمْ قَالَ ابْنُ الْهَادِ وَحَدَّثَنِی هٰذَا الْحَدِیْثَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ خَبَّابٍ عَنْ أَبِی سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ عَنْ أُسَیْدِ بْنِ حُضَیْرٍ

اور لیث نے بیان کیا کہ مجھ سے یزید بن الہاد نے حدیث بیان کی' ان سے محمد بن ابراہیم نے کہ اسید بن حضیرؓ نے بیان کیا کہ رات کے وقت آپ سورۂ بقرہ کی تلاوت کر رہے تھے۔ اور آپ کا گھوڑا آپ کے پاس ہی بندھا ہوا تھا۔ اتنے میں گھوڑا بدکنے لگا تو آپ نے تلاوت بند کر دی۔ اور گھوڑا بھی رک گیا۔ پھر آپ نے تلاوت شروع کی تو گھوڑا پھر بدکنے لگا۔ اس مرتبہ بھی جب آپ نے تلاوت بند کی تو پھر گھوڑا بھی خاموش ہو گیا۔ تیسری مرتبہ آپ نے جب تلاوت شروع کی تو گھوڑا بدکا۔ آپ کے صاحبزادے یحییٰ چونکہ گھوڑے کے قریب ہی تھے اس لئے اس ڈر سے کہ کہیں انہیں کوئی تکلیف نہ پہنچ جائے آپ نے تلاوت بند کر دی اور صاحبزادے کو وہاں سے ہٹا دیا۔ پھر اوپر نظر اٹھائی تو کچھ نہ دکھائی دیا۔ صبح کے وقت یہ واقعہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابن حضیر! تم پڑھتے رہتے ہوتے' تم نے تلاوت بند نہ کی ہوتی۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! مجھے ڈر لگا کہ کہیں گھوڑا یحییٰ کو نہ کچل دے۔ وہ اس سے بہت قریب تھا۔ میں نے سر اوپر اٹھایا اور پھر یحییٰ کی طرف گیا۔ پھر میں نے آسمان کی طرف سر اٹھایا تو ایک چھتری سی دکھائی دی جس میں چراغ کی طرح کی چیزیں تھیں۔ پھر جب میں دوبارہ باہر آیا تو وہ چیز مجھے نہیں دکھائی دی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا تمہیں معلوم بھی ہے وہ کیا چیز تھی؟ اسیدؓ نے عرض کی کہ نہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ فرشتے تھے۔ تمہاری آواز کے قریب ہو رہے تھے اگر تم پڑھتے رہتے تو صبح تک اور لوگ بھی انہیں دیکھتے وہ لوگوں سے چھپتے نہیں اور ابن الہاد نے بیان کیا کہ مجھ سے یہ حدیث عبداللہ بن خباب نے بیان کی۔ ان سے ابوسعید خدریؓ نے اور ان سے اسید بن حضیرؓ نے:

باب مَنْ قَالَ لَمْ یَتْرُکِ النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم إِلَّا مَا بَیْنَ الدَّفَّتَیْنِ

امت کا یہ دعویٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو قرآن چھوڑا' وہ سب بلا استثناء دو لوحوں کے درمیان صحیفہ میں محفوظ ہے

← حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِیْزِ بْنِ رُفَیْعٍ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَشَدَّادُ بْنُ مَعْقِلٍ عَلَی ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما فَقَالَ لَهُ شَدَّادُ بْنُ مَعْقِلٍ أَتَرَکَ النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم مِنْ شَیْءٍ قَالَ مَا تَرَکَ إِلَّا مَا بَیْنَ الدَّفَّتَیْنِ قَالَ وَدَخَلْنَا عَلٰی مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِیَّةِ فَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ مَا تَرَکَ إِلَّا مَا بَیْنَ الدَّفَّتَیْنِ

ترجمہ۔ ہم سے قتیبہ بن سعید نے حدیث بیان کی' ان سے سفیان نے حدیث بیان کی۔ ان سے عبدالعزیز بن رفیع نے بیان کیا کہ میں اور شداد بن معقل ابن عباسؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے شداد بن معقل نے آپ سے پوچھا۔ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کے سوا کوئی اور چیز بھی چھوڑی تھی؟ (جو قرآن کی جزء ہے لیکن اس کے ساتھ محفوظ نہ رکھا گیا ہو) ابن عباسؓ نے

فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (وحی متلو) جو کچھ بھی چھوڑا تھا وہ سب بلا استثناء دولوحوں کے درمیان صحیفہ میں محفوظ ہے۔
عبدالعزیز ابن رفیع بیان کرتے ہیں کہ ہم محمد بن حنفیہ کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے اور آپ سے بھی پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بھی وحی متلو چھوڑی وہ سب دولوحوں کے درمیان (قرآن مجید کی صورت میں) محفوظ ہے۔

باب فَضْلِ الْقُرْآنِ عَلَى سَائِرِ الْكَلَامِ

قرآن مجید کی فضیلت دوسرے تمام کلاموں پر

حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ أَبُو خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسٌ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ مَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالْأُتْرُجَّةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَرِيحُهَا طَيِّبٌ وَالَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالتَّمْرَةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَلَا رِيحَ لَهَا، وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الرَّيْحَانَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ، وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ طَعْمُهَا مُرٌّ وَلَا رِيحَ لَهَا

ترجمہ۔ ہم سے ابو خالد ہدبہ بن خالد نے حدیث بیان کی ان سے ہمام نے حدیث بیان کی ان سے قتادہ نے حدیث بیان کی ان سے انس بن مالکؓ نے حدیث بیان کی اور ان سے ابو موسیٰ اشعریؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکی (مومن کی) مثال جو قرآن کی تلاوت کرتا ہے سنترے کی ہے جس کا مزا بھی لذت بخش ہوتا ہے اور جسکی خوشبو بھی نشاط افروز ہوتی ہے۔ اور جو قرآن کی تلاوت نہیں کرتا اسکی مثال کھجور کی سی ہے جس کا مزا تو عمدہ ہوتا ہے لیکن اس میں خوشبو نہیں ہوتی اور اس فاجر (منافق) کی مثال جو قرآن کی تلاوت کرتا ہے ریحانہ کے پھول کی سی ہے کہ اسکی خوشبو نشاط بخش ہوتی ہے لیکن مزا کڑوا ہوتا ہے۔ اور اس فاجر کی مثال جو قرآن کی تلاوت بھی نہیں کرتا اندرائن کی سی ہے جسکا مزا بھی کڑوا ہوتا ہے اور اس میں کوئی خوشبو بھی نہیں ہوتی۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رضي الله عنهما عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ إِنَّمَا أَجَلُكُمْ فِي أَجَلِ مَنْ خَلَا مِنَ الْأُمَمِ كَمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ وَمَغْرِبِ الشَّمْسِ، وَمَثَلُكُمْ وَمَثَلُ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَعْمَلَ عُمَّالًا، فَقَالَ مَنْ يَعْمَلُ لِي إِلَى نِصْفِ النَّهَارِ عَلَى قِيرَاطٍ فَعَمِلَتِ الْيَهُودُ فَقَالَ مَنْ يَعْمَلُ لِي مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ إِلَى الْعَصْرِ فَعَمِلَتِ النَّصَارَى، ثُمَّ أَنْتُمْ تَعْمَلُونَ مِنَ الْعَصْرِ إِلَى الْمَغْرِبِ بِقِيرَاطَيْنِ قِيرَاطَيْنِ، قَالُوا نَحْنُ أَكْثَرُ عَمَلًا وَأَقَلُّ عَطَاءً، قَالَ هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ حَقِّكُمْ قَالُوا لَا قَالَ فَذَاكَ فَضْلِي أُوتِيهِ مَنْ شِئْتُ

ترجمہ۔ ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی ان سے یحییٰ نے حدیث بیان کی۔ ان سے سفیان نے ان سے عبداللہ بن دینار نے حدیث بیان کی کہا کہ میں نے ابن عمرؓ سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ گذشتہ امتوں کی عمر کے مقابلہ میں تمہاری (امت محمدیہ کی) عمر ایسی ہے جیسے عصر سے سورج ڈوبنے تک کا وقت اور تمہاری اور یہود و نصاریٰ کی مثال ایسی ہے کہ کسی شخص نے کچھ مزدور کام پر لگانے چاہے اور ان سے کہا کہ قیراط مزدوری پر میرا کام آدھے دن تک کون کرے گا؟ یہ کام یہودیوں نے کیا۔ پھر اس نے کہا کہ اب میرا کام آدھے دن سے عصر تک (ایک ہی قیراط کی مزدوری پر) کون کرے گا! یہ کام نصاریٰ نے کیا۔ پھر تم نے عصر سے مغرب تک دو دو قیراط مزدوری پر کام کیا۔ پچھلے لوگوں نے کہا تمہارا کچھ حق مارا گیا ہے انہوں نے کہا کہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پھر یہ میرا فضل ہے۔ میں جسے چاہوں دوں۔

باب الْوَصَاةِ بِكِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ

کتاب اللہ پر عمل کی وصیت

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ حَدَّثَنَا طَلْحَةُ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى أَوْصَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ لَا فَقُلْتُ كَيْفَ كُتِبَ عَلَى النَّاسِ الْوَصِيَّةُ ، أُمِرُوا بِهَا وَلَمْ يُوصِ قَالَ أَوْصَى بِكِتَابِ اللَّهِ

ترجمہ۔ہم سے محمد بن یوسف نے حدیث بیان کی ان سے مالک بن مغول نے حدیث بیان کی ان سے طلحہ نے حدیث بیان کی۔کہا کہ میں نے عبداللہ ابن ابی اوفیؓ سے سوال کیا' کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی وصیت فرمائی تھی؟ انہوں نے فرمایا کہ نہیں۔میں نے عرض کی۔پھر لوگوں پر وصیت کیسے فرض کی گئی کہ مسلمانوں کو تو وصیت کا حکم ہے۔اور خود آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی وصیت نہیں کی؟ انہوں نے فرمایا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھنے کی وصیت کی تھی۔

باب مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ

جو قرآن مجید کو گا کر نہیں پڑھتا

وَقَوْلُهُ تَعَالَى (أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلَى عَلَيْهِمْ)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد" کیا ان کے لیے کافی نہیں ہے کہ ہم نے تم پر کتاب نازل کی' جو ان پر پڑھی جاتی ہے۔"

"تغنی بالقرآن" کی تفسیر و تشریح میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ا۔تغنی سے استغناء مراد ہے۔

استغناء بالقرآن کے مطلب میں دو قول ہیں۔امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے وکیع بن جراح سے نقل کیا ہے کہ اس سے مراد "استغناء عن اخبار الامم الماضیۃ" اور مطلب یہ ہے کہ جو آدمی تلاوت قرآن کرتا ہے اسے گزری ہوئی اُمتوں کے حالات و واقعات کی تحقیق اور جستجو میں مشغول نہیں ہونا چاہیے۔قرآن مجید کو ہی اُسے کافی سمجھنا چاہیے۔اگر وہ یہود و نصاریٰ کی کتابیں پڑھتا ہے ان کے صحف کا مطالعہ کرتا ہے اور قرآن مجید کے بیان کردہ واقعات پر قناعت نہیں کرتا تو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمۃ الباب میں "او لم یکفهم انا انزلنا علیک الکتاب یُتلی علیهم" کو ذکر کر کے تغنی بالقرآن کے متعلق وکیع بن جراح کی مذکورہ تفسیر کے راجح ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔

دوسرا قول سفیان بن عیینہ کا ہے۔جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب کے آخر میں لکھا ہے کہ "استغناء بالقرآن" سے مراد استغناء عن اکثار الدنیا ہے اور مطلب یہ ہے کہ جو شخص قرآن مجید کو سیکھنے کے بعد دُنیا سے استغناء اختیار نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

امام شافعیؒ ابن جریر طبری اور ابو عاصم نبیل رحمہم اللہ نے سفیان بن عیینہ کے قول کو رد کیا ہے۔۲۔اس سے تشاغل مراد ہے۔مطلب یہ ہے کہ جو قرآن کے ساتھ شوق اور اس کا شغل نہ رکھے وہ ہمارے طریقہ پر نہیں' ہم سے اس کا تعلق نہیں۔

۳۔اس سے درد اور حزن کے ساتھ قرآن کریم پڑھنا مراد ہے۔ یہ قول امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

۴۔اس سے مراد تلذذ اور حلاوت کا احساس ہے اور مطلب یہ ہے کہ جو آدمی قرآن مجید کی تلاوت کی لذت اور حلاوت محسوس نہیں کرتا وہ ہم سے متعلق نہیں۔ابن الانباری نے یہ تفسیر نقل کی ہے۔

۵۔تغنی سے مراد قرآن مجید کا ہر وقت گنگناتا ہے۔عربوں کی عادت تھی کہ سواری کی حالت میں اور گھر بیٹھے عموماً کچھ نہ کچھ گنگناتے رہتے تھے۔قرآن مجید کے نزول کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواہش ہوئی کہ مسلمان اشعار وغیرہ کے بجائے قرآن کریم کی آیات گنگنایا کریں۔ابن عربی نے یہ تفسیر نقل کی ہے۔

۶۔اس سے تحسین صوت اور خوش الحانی مراد ہے۔یعنی قرآن کریم کی تلاوت خوبصورت آواز اور لفظوں کی درست ادائیگی سے کرنا۔ابن ابی ملیکہ اور عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے اسی قول کو اختیار کیا ہے۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَمْ يَأْذَنِ اللَّهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ وَقَالَ صَاحِبٌ لَهُ يُرِيدُ يَجْهَرُ بِهِ

ترجمہ۔ہم سے یحییٰ ابن بکیر نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے لیث نے حدیث بیان کی ان سے عقیل نے ان سے ابن شہاب نے بیان کیا' کہا کہ مجھے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی اور ان سے ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے کوئی چیز اتنی توجہ سے نہیں سنی جتنی توجہ سے اس نے نبی کو قرآن خوش الحانی سے پڑھتے سنا ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کے (ایک شاگرد کہتے تھے کہ (یتغنی بہ) کا مفہوم یہ ہے کہ با آواز پڑھتے۔

تشریح حدیث

وقال صاحب له یرید یجهر به

"لہ" میں ضمیر ابوسلمہ کی طرف راجع ہے جو ابن شہاب زہری کے شیخ ہیں اور صاحب سے عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بن زید مراد ہیں اور مطلب یہ ہے کہ ابوسلمہ کے ساتھی عبدالحمید نے کہا کہ "یتغنی بالقرآن" سے با آواز بلند قرآن کریم پڑھنا مراد ہے۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَا أَذِنَ اللَّهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِلنَّبِيِّ أَنْ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ قَالَ سُفْيَانُ تَفْسِيرُهُ يَسْتَغْنِي بِهِ

ترجمہ۔ہم سے علی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی' ان سے زہری نے' ان سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے اور ان سے ابوہریرہؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز اتنی توجہ سے نہیں سنی جتنی توجہ سے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن پڑھتے سنا' سفیان نے فرمایا کہ 'یتغنی بہ'' کا مفہوم ہے' یستغنی بہ''

بَاب اغْتِبَاطِ صَاحِبِ الْقُرْآنِ

صاحب قرآن پر رشک

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رضی

الله عنهما قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم يَقُوْلُ لَا حَسَدَ إِلَّا عَلَى اثْنَتَيْنِ ، رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْكِتَابَ وَقَامَ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ ، وَرَجُلٌ أَعْطَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يَتَصَدَّقُ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ

ترجمہ۔ ہم سے ابوالیمان نے حدیث بیان کی انہیں شعیب نے خبر دی ان سے زہری نے بیان کیا ان سے سالم بن عبداللہ نے حدیث بیان کی اور ان سے عبداللہ بن عمرؓ نے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا رشک تو بس دو ہی پر ہونا چاہیے ایک تو وہ جسے اللہ نے قرآن مجید (کا علم) دیا اور وہ اس کے ساتھ رات کی گھڑیوں میں کھڑا رہا اور دوسرا وہ جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور وہ اسے محتاجوں پر رات دن صدقہ کرتا رہا۔

تشریح حدیث

لاحسد الاعلی اثنین

مذکورہ جملہ کا ایک مطلب یہ ہے کہ اگر حسد جائز اور مستحب ہوتا تو ان دو آدمیوں کے ساتھ کرنا چاہیے تھا (لیکن حسد جائز نہیں) اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ یہاں حسد مجازاً غبطہ اور رشک کے معنی میں ہے۔ اس مطلب کی تائید باب کی حدیث نمبر ۲ سے ہوتی ہے۔ اس میں ہے "لَيْتَنِيْ أُوْتِيْتُ مِثْلَ مَا أُوْتِيَ فلانٌ فعملتُ مثل ما يعملُ" معلوم ہوا حسد رشک اور غبطہ کے معنی میں ہے۔ (تفصیلی گفتگو کتاب العلم میں گزر چکی ہے۔)

← حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ سَمِعْتُ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم قَالَ لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ عَلَّمَهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَتْلُوْهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ فَسَمِعَهُ جَارٌ لَهُ فَقَالَ لَيْتَنِي أُوتِيتُ مِثْلَ مَا أُوتِيَ فُلَانٌ فَعَمِلْتُ مِثْلَ مَا يَعْمَلُ ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يُهْلِكُهُ فِي الْحَقِّ فَقَالَ رَجُلٌ لَيْتَنِي أُوتِيتُ مِثْلَ مَا أُوتِيَ فُلَانٌ فَعَمِلْتُ مِثْلَ مَا يَعْمَلُ

ترجمہ۔ ہم سے علی بن ابراہیم نے حدیث بیان کی ان سے روح نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی ان سلیمان نے انہوں نے ذکوان سے سنا اور انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رشک تو بس دو ہی پر ہونا چاہیے ایک وہ جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن کا علم دیا اور وہ رات دن اس کی تلاوت کرتا رہتا ہے کہ اس کا پڑوسی سن کر کہہ اٹھے کہ کاش مجھے بھی اس جیسا علم ہوتا اور میں بھی اس کی طرح عمل کرتا اور دوسرا وہ جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور وہ اسے حق کے لئے لٹا رہا ہے (اسے دیکھ کر) دوسرا شخص کہہ اٹھتا ہے کہ کاش مجھے بھی اس کے جتنا مال حاصل ہوتا اور میں بھی اسی کی طرح عمل کرتا۔

باب خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ

تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے

← حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَلْقَمَةُ بْنُ مَرْثَدٍ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عُثْمَانَ رضی الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم قَالَ خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ

قَالَ وَأَقْرَأَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فِي إِمْرَةِ عُثْمَانَ حَتّٰى كَانَ الْحَجَّاجُ ، قَالَ وَذَاكَ الَّذِي أَقْعَدَنِي مَقْعَدِي هٰذَا

ترجمہ۔ ہم سے حجاج بن منہال نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی۔ کہا مجھے علقمہ بن مرثد نے خبر دی انہوں نے سعد بن عبیدہ سے سنا انہوں نے ابوعبدالرحمٰن سلمی سے اور انہوں نے عثمان بن عفانؓ سے آپ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سب سے بہتر ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔ سعد بن عبیدہ نے بیان کیا کہ ابوعبدالرحمٰن سلمی نے لوگوں کو عثمانؓ کے زمانہ خلافت سے حجاج بن یوسف کے عراق کے گورنر ہونے تک قرآن مجید کی تعلیم دی آپ فرمایا کرتے تھے کہ یہی حدیث ہے جس نے مجھے اس جگہ (قرآن مجید کی تعلیم کے لئے) بٹھا رکھا ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم إِنَّ أَفْضَلَكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ

ترجمہ۔ ہم سے ابونعیم نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی ان سے علقمہ بن مرثد نے ان سے ابوعبدالرحمٰن سلمی نے ان سے عثمان بن عفانؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ أَتَتِ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم امْرَأَةٌ فَقَالَتْ إِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلّٰهِ وَلِرَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ مَا لِي فِي النِّسَاءِ مِنْ حَاجَةٍ فَقَالَ رَجُلٌ زَوِّجْنِيهَا قَالَ أَعْطِهَا ثَوْبًا قَالَ لَا أَجِدُ قَالَ أَعْطِهَا وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ فَاعْتَلَّ لَهُ فَقَالَ مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَقَدْ زَوَّجْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ

ترجمہ۔ ہم سے عمرو بن عون نے حدیث بیان کی ان سے حماد نے حدیث بیان کی ان سے ابوحازم نے حدیث بیان کی ان سے سہل بن سعدؓ نے بیان کیا کہ ایک خاتون نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا کہ انہوں نے اپنے آپ کو اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہبہ کر دیا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے عورتوں میں کوئی حاجت نہیں ہے۔ ایک صاحب نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! ان کا نکاح مجھ سے کر دیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر انہیں (مہر میں) ایک کپڑا لا کے دو انہوں نے عرض کی کہ مجھے تو یہ میسر نہیں ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر انہیں کچھ دو۔ ایک لوہے کی انگوٹھی ہی سہی وہ اس پر بہت پریشان ہوئے (کیونکہ ان کے پاس یہ بھی نہیں تھی) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا تمہارے پاس قرآن کتنا محفوظ ہے؟ انہوں نے عرض کی فلاں فلاں سورتیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر میں نے تمہارا ان سے اس قرآن کی وجہ سے نکاح کیا جو تمہارے پاس محفوظ ہے۔

باب الْقِرَاءَةِ عَنْ ظَهْرِ الْقَلْبِ

تلاوت قرآن حافظہ کی مدد سے

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ جِئْتُ لِأَهَبَ لَكَ نَفْسِي فَنَظَرَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَصَعَّدَ النَّظَرَ إِلَيْهَا وَصَوَّبَهُ ثُمَّ طَأْطَأَ رَأْسَهُ ، فَلَمَّا رَأَتِ الْمَرْأَةُ أَنَّهُ لَمْ يَقْضِ فِيهَا شَيْئًا جَلَسَتْ ، فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ

أَصْحَابِهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ فَزَوِّجْنِيهَا فَقَالَ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ. فَقَالَ لاَ وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ اذْهَبْ إِلَى أَهْلِكَ فَانْظُرْ هَلْ تَجِدُ شَيْئًا فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لاَ وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا قَالَ انْظُرْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لاَ وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَلاَ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ وَلَكِنْ هَذَا إِزَارِي قَالَ سَهْلٌ مَا لَهُ رِدَاءٌ فَلَهَا نِصْفُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم مَا تَصْنَعُ بِإِزَارِكَ إِنْ لَبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ وَإِنْ لَبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ شَيْءٌ فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتَّى طَالَ مَجْلِسُهُ ثُمَّ قَامَ فَرَآهُ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم مُوَلِّيًا فَأَمَرَ بِهِ فَدُعِيَ فَلَمَّا جَاءَ قَالَ مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ مَعِي سُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ كَذَا عَدَّدَهَا قَالَ أَتَقْرَؤُهُنَّ عَنْ ظَهْرِ قَلْبِكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ اذْهَبْ فَقَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ.

ترجمہ۔ ہم سے قتیبہ بن سعید نے حدیث بیان کی۔ ان سے یعقوب بن عبدالرحمٰن نے حدیث بیان کی۔ ان سے ابوحازم نے ان سے سہل بن سعدؓ نے کہ ایک خاتون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! میں آپ کی خدمت میں اپنے آپ کو ہبہ کرنے کے لئے حاضر ہوئی ہوں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا اور پھر نظر نیچی کر لی اور سر جھکا لیا۔ جب ان خاتون نے دیکھا کہ ان کے بارے میں کوئی فیصلہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا تو وہ بیٹھ گئیں۔ پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک صاحب اٹھے اور عرض کی یا رسول اللہ! اگر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی ضرورت نہیں ہے تو میرے ساتھ ان کا نکاح کر دیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا تمہارے پاس کچھ (مہر کے لئے) بھی ہے؟ انہوں نے عرض کی نہیں یا رسول اللہ! اللہ گواہ ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے گھر جاؤ اور دیکھو شاید کوئی چیز میسر ہو۔ وہ صاحب گئے اور واپس آ گئے اور عرض کی نہیں اللہ گواہ ہے یا رسول اللہ! مجھے کوئی چیز میسر نہ ہوئی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر دیکھ لو ایک لوہے کی انگوٹھی ہی سہی۔ وہ صاحب گئے اور پھر واپس آ گئے اور عرض کی نہیں، اللہ گواہ ہے یا رسول اللہ! لوہے کی ایک انگوٹھی بھی مجھے میسر نہیں البتہ یہ ایک تہبند میرے پاس ہے' سہل فرماتے ہیں کہ ان کے پاس کوئی چادر بھی (اوڑھنے کے لئے) نہیں تھی۔ ان صحابی نے کہا کہ خاتون کو اس میں سے آدھا دے دیجیے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے اس تہبند کا وہ کیا کرے گی اگر تم اسے پہنتے ہو تو اس کے قابل نہیں رہتا اور اگر وہ پہنتی ہے تو تمہارے قابل نہیں۔ پھر وہ صاحب بیٹھ گئے۔ کافی دیر تک بیٹھے رہنے کے بعد اٹھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جاتے ہوئے دیکھا تو بلوایا۔ جب وہ حاضر ہوئے تو آپ نے دریافت فرمایا کہ تمہیں قرآن مجید کتنا یاد ہے؟ انہوں نے عرض کی کہ فلاں فلاں سورتیں مجھے یاد ہیں۔ انہوں نے ان کے نام گنائے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا تم انہیں زبانی پڑھ لیتے ہو؟ عرض کی جی ہاں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ میں نے تمہارے نکاح میں انہیں اس وجہ سے دیا کہ تمہیں قرآن کی سورتیں یاد ہیں۔

باب اسْتِذْكَارِ الْقُرْآنِ وَتَعَاهُدِهِ

قرآن مجید کی ہمیشہ تلاوت کرتے رہنا اور اس سے غافل نہ ہونا

ترجمۃ الباب کا مقصد

اس ترجمہ سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد یہ ہے کہ قرآن مجید کے حفظ کے بعد اس کی تلاوت کا اہتمام رہنا چاہیے اور اس کی حفاظت کی سعی اور کوشش جاری رہنی چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ حفظ کرنے کے بعد اسے بھلا دیا جائے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ إِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْآنِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْإِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ إِنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا أَمْسَكَهَا وَإِنْ أَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی انہیں مالک نے خبر دی انہیں نافع نے اور انہیں عبداللہ بن عمرؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ صاحب قرآن (حافظ قرآن) کی مثال رسی سے بندھے ہوئے اونٹ کے مالک جیسی ہے اور اس کی نگرانی رکھے گا تو روک سکے گا۔ ورنہ وہ بھاگ جائے گا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم بِئْسَ مَا لِأَحَدِهِمْ أَنْ يَقُولَ نَسِيتُ آيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ بَلْ نُسِّيَ ، وَاسْتَذْكِرُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ أَشَدُّ تَفَصِّيًا مِنْ صُدُورِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن عرعرہ نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی ان سے منصور نے ان سے ابووائل نے اور ان سے عبداللہ ابن مسعودؓ نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بدترین ہے کسی شخص کا یہ کہنا کہ میں فلاں فلاں آیت بھول گیا بلکہ (کہنا چاہیے) مجھے بھلا دیا گیا اور قرآن مجید کا مذاکرہ ومحافظہ جاری رکھو کیونکہ انسانوں کے دلوں سے دور ہو جانے میں وہ اونٹ سے بھی بڑھ کر ہے

تشریح حدیث

بئس مالا حدھم ان یقول: نسیت آیۃ کیت کیت بل نسی

اس جملہ کی تشریح میں متعدد اقوال ہیں:

۱...... یہ قول آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متعلق فرمایا ہے کہ جو شخص میرے بارے میں یہ کہے کہ میں فلاں فلاں آیت بھول گیا' اس کا یہ کہنا برا ہے بلکہ وہ کہے کہ وہ آیت مجھ سے بھلا دی گئی ہے۔ نسخ کی ایک صورت یہ بھی ہوتی تھی کہ منسوخ آیت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھلا دی جاتی۔ قرآن کریم میں ہے "ما ننسخ من ایۃ او ننسھا نأت بخیر منھا" اس صورت میں "نسیت" کا فاعل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

۲...... "نسیت" "ترکت" کے معنی میں ہے مطلب یہ کہ کسی شخص کا یہ کہنا برا ہے کہ میں نے فلاں آیت چھوڑ دی ہے' ترک کر دی ہے جس طرح قرآن کریم کی آیت "نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ" میں نسیان ترک کے معنی میں

ہے۔ ابوعبید قاسم بن سلام نے یہ قول اختیار کیا ہے۔

۳..... حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قرآن کریم کو بھلانا ایک مصیبت ہے اس مصیبت کے ارتکاب کے بعد اس کے اعلان کو مذموم قرار دیا گیا ہے کیونکہ گناہ کے اعلان میں ایک گونہ جرأت اور جسارت کا شائبہ ہوتا ہے۔ لہٰذا ادب کا تقاضا یہ ہے کہ اپنی طرف نسیان کی نسبت نہ کی جائے۔

۴..... ایسے اسباب اختیار نہ کیے جائیں جن کی وجہ سے نسیان کی نسبت اپنی طرف کرنی پڑے۔ مثلاً تلاوت نہیں کرتا، غفلت کرتا ہے جس کے نتیجہ میں اسے "نسیت آیۃ کیت و کیت" کہنا پڑے تو یہ مذموم ہے بلکہ اسے مسلسل قرآن کی تلاوت جاری رکھنی چاہیے۔

← حَدَّثَنَا عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ مِثْلَهُ تَابَعَهُ بِشْرٌ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ شُعْبَةَ وَتَابَعَهُ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدَةَ عَنْ شَقِيقٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ۔ ہم سے عثمان نے حدیث بیان کی اور ان سے جریر نے حدیث بیان کی اور ان سے منصور نے سابقہ حدیث کی طرح۔ اس روایت کی متابعت بشر نے کی ان سے ابن المبارک نے بیان کیا اور ان سے شعبہ نے اور اس کی متابعت ابن جریج نے کی۔ ان سے عبدہ نے ان سے شقیق نے انہوں نے عبداللہ بن مسعود سے سنا اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا:

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ تَعَاهَدُوا الْقُرْآنَ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَهُوَ أَشَدُّ تَفَصِّيًا مِنَ الْإِبِلِ فِي عُقُلِهَا

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن علاء نے حدیث بیان کی ان سے ابواسامہ نے حدیث بیان کی ان سے برید نے ان سے ابو بردہ نے ان سے ابوموسیٰؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قرآن مجید کی تلاوت کو لازم پکڑو اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے وہ اونٹ کے اپنی رسی تڑا کر بھاگ جانے سے زیادہ تیزی سے بھاگتا ہے۔

بابُ الْقِرَاءَةِ عَلَى الدَّابَّةِ (سواری پر تلاوت)

← حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو إِيَاسٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مُغَفَّلٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَهُوَ يَقْرَأُ عَلَى رَاحِلَتِهِ سُورَةَ الْفَتْحِ

ترجمہ۔ ہم سے حجاج بن منہال نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی، کہا کہ مجھے ابوایاس نے خبر دی کہا کہ میں نے عبداللہ بن مغفل سے سنا انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح مکہ کے دن دیکھا کہ آپ سواری پر سورۃ الفتح کی تلاوت کر رہے تھے:

باب تَعْلِيمِ الصِّبْيَانِ الْقُرْآنَ (چھوٹے بچے اور تعلیم قرآن)

جمہور کا مسلک یہ ہے کہ چھوٹے بچوں کو قرآن مجید کی تعلیم دینی چاہیے جبکہ سعید بن جبیر اور ابراہیم نخعی سے منقول ہے کہ چھوٹے بچوں کو تعلیم نہیں دینی چاہیے۔ اس لیے کہ وہ قرآن مجید کا ادب نہیں کر پاتے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس باب سے سعید بن جبیر اور ابراہیم نخعی کا رد کر رہے ہیں اور جمہور کی تائید فرمائی ہے۔ رہی یہ بات کہ بچے تو واقعی قرآن پاک کا ادب نہیں کر پاتے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ اس کے مکلف بھی نہیں۔ اساتذہ کو چاہیے کہ وہ بچوں کو قرآن مجید کے آداب بتائیں اور سکھائیں۔

حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ إِنَّ الَّذِي تَدْعُونَهُ الْمُفَصَّلَ هُوَ الْمُحْكَمُ، قَالَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم وَأَنَا ابْنُ عَشْرِ سِنِينَ وَقَدْ قَرَأْتُ الْمُحْكَمَ

ترجمہ۔ مجھ سے موسیٰ بن اسماعیل نے حدیث بیان کی ان سے ابوعوانہ نے حدیث بیان کی، ان سے ابوبشر نے ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ جو سورتوں کو تم "مفصل" کہتے ہو وہ سب محکم ہیں آپ نے بیان کیا کہ ابن عباسؓ نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو میری عمر دس سال کی تھی اور میں نے محکم سورتیں پڑھ لی تھیں۔

تشریح حدیث

حضرت سعید بن جبیر نے فرمایا کہ تم جسے مفصل کہتے ہو وہی محکم ہے یعنی مفصل کا دوسرا نام محکم بھی ہے۔ مفصل اسے اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس کی سورتیں علیحدہ علیحدہ ہیں اور محکم متشابہ کی ضد نہیں بلکہ منسوخ کی ضد ہے اور مطلب یہ ہے کہ یہ تمام کی تمام سورتیں منسوخ نہیں ہیں۔ ان کی تلاوت اور ان کے احکام باقی ہیں۔

وقال ابن عباس توفي رسول الله صلى الله عليه وسلّم وانا ابن عشر سنين

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے وقت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی عمر کتنی تھی؟ اس میں متعدد اقوال ہیں:

(۱) دس سال جیسا کہ روایت باب میں ہے۔ (۲) بارہ سال (۳) تیرہ سال (۴) چودہ سال (۵) پندرہ سال (۶) سولہ سال۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت سے اشکال ہوتا ہے جس میں انہوں نے فرمایا ہے کہ وہ حجۃ الوداع کے موقع پر قریب البلوغ تھے۔ پھر ان کی عمر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت دس سال کیسے ہوسکتی ہے۔ اس لیے بعض حضرات نے روایت باب کو وہم قرار دیا ہے۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ ممکن ہے کہ "عشر سنین" کو حفظ قرآن سے متعلق کیا جائے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے اس کو نہ جوڑا جائے۔ اس صورت میں تقدیری عبارت ہوگی۔ "توفي النبي صلى الله عليه وسلّم وقد جمعتُ المحكم وانا ابن عشر سنين" یعنی حفظ قرآن میں نے دس سال کی عمر میں کیا ہے۔

مشہور یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی عمر تیرہ سال تھی۔

حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما جَمَعْتُ الْمُحْكَمَ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَقُلْتُ لَهُ وَمَا الْمُحْكَمُ قَالَ الْمُفَصَّلُ

ترجمہ۔ ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے حدیث بیان کی ان سے ہشیم نے حدیث بیان کی انہیں سعید ابن جبیر نے اور انہیں ابن عباسؓ نے کہ میں نے محکم سورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یاد کرلی تھیں۔ میں نے پوچھا کہ محکم سورتیں کونسی ہیں؟ فرمایا کہ "مفصل"۔

بَابُ نِسْيَانِ الْقُرْآنِ وَهَلْ يَقُوْلُ نَسِيْتُ آيَةَ كَذَا وَكَذَا

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى إِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ

قرآن مجید کو بھولنا اور کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ میں فلاں فلاں آیتیں بھول گیا؟ اور اللہ کا ارشاد ہم آپ کو قرآن پڑھا دیں گے پھر آپ اسے نہ بھولیں گے سوا ان کے جنہیں اللہ چاہے گا۔

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا اس باب سے مقصد یہ ہے کہ نسیان کے لفظ کو اپنی طرف منسوب کر کے استعمال کرنے میں کوئی کراہت نہیں، کراہت اور ممانعت قرآن کریم سے غفلت برتنے اور اہتمام نہ کرنے کے بارے میں ہے۔ نسیان قرآن کبائر میں شامل ہے یا نہیں؟

احناف، حنابلہ، امام ابوالقاسم، رافعیؒ اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کا نسیان کبائر میں شامل ہے۔

لیکن علامہ جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نسیان قرآن اس وقت کبائر میں شامل ہوگا جبکہ تساہل سے کام لیا ہو۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نسیان قرآن کا مطلب یہ ہے کہ نہ زبانی پڑھ سکے اور نہ دیکھ کر پڑھ سکے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کو یاد کرنے کے بعد بھلا دینا مکروہ ہے۔

◄ حَدَّثَنَا رَبِيعُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا زَائِدَةُ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضى الله عنها قَالَتْ سَمِعَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم رَجُلًا يَقْرَأُ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَرْحَمُهُ اللّٰهُ لَقَدْ أَذْكَرَنِي كَذَا وَكَذَا آيَةً مِنْ سُوْرَةِ كَذَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُوْنٍ حَدَّثَنَا عِيْسٰى عَنْ هِشَامٍ وَقَالَ أَسْقَطْتُهُنَّ مِنْ سُوْرَةِ كَذَا تَابَعَهُ عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ وَعَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ

ترجمہ۔ ہم سے ربیع بن یحییٰ نے حدیث بیان کی ان سے زائدہ نے حدیث بیان کی ان سے ہشام نے ان سے عروہ نے اور ان سے عائشہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو مسجد میں پڑھتے سنا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ اس پر رحم کرے اس نے مجھے فلاں سورۃ کی فلاں فلاں آیتیں یاد دلا دیں۔ ہم سے محمد بن عبید بن میمون نے حدیث بیان کی ان سے عیسیٰ نے حدیث بیان کی ان سے ہشام نے (اضافہ کے ساتھ) بیان کیا کہ میں نے فلاں سورۃ کی (فلاں فلاں آیتیں) ساقط کر دی تھیں اس روایت کی متابعت علی بن مسہر اور عبدہ نے ہشام کے واسطہ سے کی۔

◄ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي رَجَاءٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم رَجُلًا يَقْرَأُ فِي سُوْرَةٍ بِاللَّيْلِ فَقَالَ يَرْحَمُهُ اللّٰهُ لَقَدْ أَذْكَرَنِي كَذَا وَكَذَا آيَةً كُنْتُ أُنْسِيْتُهَا مِنْ سُوْرَةِ كَذَا وَكَذَا

ترجمہ۔ ہم سے احمد بن ابی رجاء نے حدیث بیان کی ان سے ابو اسامہ نے حدیث بیان کی ان سے ہشام بن عروہ نے ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاحب کو رات کے وقت ایک سورت پڑھتے سنا تو فرمایا کہ اللہ اس پر رحم کرے اس نے مجھے فلاں فلاں آیتیں یاد دلا دیں جو مجھے فلاں فلاں سورتوں میں سے بھلا دی گئی تھیں:

◄ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم

مَا لأَحَدِهِمْ يَقُولُ نَسِيتُ آيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ بَلْ هُوَ نُسِّيَ

ترجمہ۔ ہم سے ابونعیمؒ نے حدیث بیان کی' ان سے سفیانؒ نے حدیث بیان کی' ان سے منصور نے' ان سے ابووائل نے اور ان سے عبداللہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی کے لئے یہ مناسب نہیں کہ یہ کہے کہ میں فلاں فلاں آیتیں بھول گیا بلکہ اسے بھلا دیا گیا۔

باب مَنْ لَمْ يَرَ بَأْسًا أَنْ يَقُولَ سُورَةُ الْبَقَرَةِ وَسُورَةُ كَذَا وَكَذَا

جن کے نزدیک سورۂ بقرہ یا فلاں فلاں سورۃ (نام کے ساتھ) کہنے میں کوئی حرج نہیں۔

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنْ عَلْقَمَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم الآيَتَانِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ مَنْ قَرَأَ بِهِمَا فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ

ترجمہ۔ ہم سے عمر بن حفص نے حدیث بیان کی۔ ان سے ان کے والد نے حدیث بیان کی' ان سے اعمش نے حدیث بیان کی۔ کہا کہ مجھ سے ابراہیم نے حدیث بیان کی' ان سے علقمہ اور عبدالرحمٰن بن یزید نے اور ان سے ابومسعود انصاریؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتوں کو جو شخص رات میں پڑھ لے گا۔ وہ اس کے لئے کافی ہوں گی۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ حَدِيثِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ أَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَاءَتِهِ فَإِذَا هُوَ يَقْرَؤُهَا عَلَى حُرُوفٍ كَثِيرَةٍ لَمْ يُقْرِئْنِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَكِدْتُ أُسَاوِرُهُ فِي الصَّلاَةِ فَانْتَظَرْتُهُ حَتَّى سَلَّمَ فَلَبَّبْتُهُ فَقُلْتُ مَنْ أَقْرَأَكَ هَذِهِ السُّورَةَ الَّتِي سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ قَالَ أَقْرَأَنِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَقُلْتُ لَهُ كَذَبْتَ فَوَاللَّهِ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم لَهُوَ أَقْرَأَنِي هَذِهِ السُّورَةَ الَّتِي سَمِعْتُكَ ، فَانْطَلَقْتُ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم أَقُودُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي سَمِعْتُ هَذَا يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ عَلَى حُرُوفٍ لَمْ تُقْرِئْنِيهَا وَإِنَّكَ أَقْرَأْتَنِي سُورَةَ الْفُرْقَانِ فَقَالَ يَا هِشَامُ اقْرَأْهَا فَقَرَأَهَا الْقِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم هَكَذَا أُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ اقْرَأْ يَا عُمَرُ فَقَرَأْتُهَا الَّتِي أَقْرَأَنِيهَا ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم هَكَذَا أُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم إِنَّ الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ

ترجمہ۔ ہم سے ابوالیمان نے حدیث بیان کی' انہیں شعیب نے خبر دی۔ ان سے زہری نے بیان کیا۔ انہیں عروہ نے مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن عبدالقاری کی حدیث کی خبر دی کہ ان دونوں حضرات نے عمر ابن خطابؓ سے سنا آپ نے فرمایا کہ میں نے ہشام بن حکیم بن حزام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں سورۂ فرقان پڑھتے سنا۔ میں ان کی تلاوت کو غور سے سننے لگا تو معلوم ہوا کہ وہ ایسے بہت سے طریقوں سے تلاوت کر رہے تھے جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سکھایا تھا' ممکن تھا کہ میں نماز ہی میں ان کا سر پکڑ لیتا۔ لیکن میں نے ان کا انتظار کیا اور جب انہوں نے سلام پھیرا تو میں نے ان کے گلے میں چادر لپیٹ دی اور پوچھا' یہ سورتیں جنہیں ابھی ابھی تمہیں پڑھتے ہوئے میں نے سنا'

تمہیں کس نے سکھائی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مجھے اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا ہے۔ میں نے کہا تم جھوٹ بول رہے ہو، خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بھی یہ سورتیں پڑھائی ہیں جو میں نے تم سے سنیں۔ میں انہیں کھینچتے ہوئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! میں نے خود سنا کہ یہ شخص سورۂ فرقان ایسی قرأت سے پڑھ رہا تھا جس کی تعلیم ہمیں آپ نے نہیں دی ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بھی سورۂ فرقان پڑھا چکے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہشام! پڑھ کے سناؤ۔ انہوں نے اسی طرح اس کی قرأت کی جس طرح میں ان سے سن چکا تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی طرح یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ پھر آپ نے فرمایا عمر! اب تم پڑھو۔ میں نے اسی طرح قرأت کی جس طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سکھایا تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی طرح یہ آیت نازل ہوئی تھی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ قرآن مجید سات طریقوں سے نازل ہوا ہے۔ پس تمہارے لیے جو آسان ہو اس کے مطابق پڑھو:

حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ آدَمَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ سَمِعَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم قَارِئًا يَقْرَأُ مِنَ اللَّيْلِ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَرْحَمُهُ اللَّهُ لَقَدْ أَذْكَرَنِي كَذَا وَكَذَا آيَةً، أَسْقَطْتُهَا مِنْ سُورَةِ كَذَا وَكَذَا

ترجمہ۔ ہم سے بشر بن آدم نے حدیث بیان کی انہیں علی بن مسہر نے خبر دی ہے انہیں ان کے والد نے اور ان سے عائشہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قاری کو رات کے وقت مسجد میں قرآن مجید کی تلاوت کرتے سنا تو فرمایا کہ اللہ اس پر رحم کرے اس نے مجھے فلاں فلاں آیتیں یاد دلا دیں۔ جنہیں میں نے فلاں فلاں سورتوں سے چھوڑ رکھا تھا۔

باب التَّرْتِيلِ فِي الْقِرَاءَةِ

قرآن مجید کی تلاوت ادائیگی مخارج کے ساتھ

وَقَوْلِهِ تَعَالَى (وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلاً) وَقَوْلِهِ (وَقُرْآنًا فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ عَلَى مُكْثٍ) وَمَا يُكْرَهُ أَنْ يُهَذَّ كَهَذِّ الشِّعْرِ (يُفْرَقُ) يُفَصَّلُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (فَرَقْنَاهُ) فَصَّلْنَاهُ

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اور قرآن مجید کی تلاوت ادائیگی مخارج کے ساتھ صاف صاف کیجیے" اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اور قرآن تو ہم نے اسے جدا جدا رکھا ہے تا کہ آپ اسے لوگوں کے سامنے ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں" اور یہ کہ قرآن مجید کو شعر کی طرح جلدی جلدی پڑھنا مکروہ ہے۔ "یفرق" بمعنی یفصل ہے۔ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ "فرقناہ" بمعنی فصلناہ۔

ترتیل کا مطلب یہ ہے کہ حروف کو ٹھہر ٹھہر کر واضح طور پر ادا کیا جائے، ادائیگی میں جلد بازی نہ کی جائے تا کہ معانی کے سمجھنے میں آسانی ہو۔ قرآن مجید میں ہے "ورتل القرآن ترتیلا" اور سورۃ بنی اسرائیل میں ہے "وقرآنا فرقناہ لتقراہ علی الناس علی مکث" یعنی قرآن کریم کو ہم نے الگ الگ کیا ہے۔ (سورتیں اور آیتیں جدا جدا رکھی ہیں) تا کہ آپ لوگوں کے سامنے اس کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں۔

وَمَا يُكْرَهُ أَنْ يُهَذَّ كَهَذِّ الشِّعْرِ

قرآن کریم کو شعر کی طرح اس انداز سے تیز پڑھنا کہ ادائیگی درست نہ ہو مکروہ ہے "هَذَّ يَهُذُّ هَذًا" کا معنی ہے تیزی کے ساتھ پڑھنا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ شعر تو عموماً ترنم سے اور آہستہ پڑھا جاتا ہے۔ اس کا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ مجلس میں تو واقعی شعر ترنم سے اور آہستہ پڑھا جاتا ہے لیکن جب آدمی اپنے محفوظ کردہ شعروں کو دُہراتا ہے تو پھر وہ تیز رفتاری سے دُہراتا ہے۔

قرآن کریم کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا افضل ہے یا تیزی کے ساتھ؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ میں تین دن میں قرآن مجید ختم کر لیتا ہوں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ پورے قرآن کریم کو (بے سوچے سمجھے) پڑھنے سے میں یہ بہتر سمجھتا ہوں کہ صرف سورۃ بقرہ ترتیل اور غور وفکر سے پڑھ لوں۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ آہستہ پڑھنے اور تیز پڑھنے دونوں میں سے ہر ایک کے لیے فضیلت کا ایک پہلو ہے۔ ایسے آدمیوں کے حق میں ٹھہر کر پڑھنا افضل ہوگا جو قرآن کریم کے معانی سے واقفیت رکھتے ہوں اور جنہیں ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے میں حلاوت محسوس ہوتی ہو اور تلاوت میں خوب دل لگتا ہو لیکن کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ انہیں عجلت کے ساتھ پڑھنے میں تو استحضار ہوتا ہے ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے میں وہ اٹکتے ہیں تو ایسے لوگوں کے لیے عجلت سے پڑھنا افضل ہوگا۔ بشرطیکہ مخارج کی رعایت ملحوظ ہو اور ایک حرف دوسرے حرف کی وجہ سے مخفی اور پوشیدہ نہ ہو۔

← حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا وَاصِلٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ غَدَوْنَا عَلَى عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ رَجُلٌ قَرَأْتُ الْمُفَصَّلَ الْبَارِحَةَ فَقَالَ هَذًّا كَهَذِّ الشِّعْرِ، إِنَّا قَدْ سَمِعْنَا الْقِرَاءَةَ وَإِنِّي لَأَحْفَظُ الْقُرَنَاءَ الَّتِي كَانَ يَقْرَأُ بِهِنَّ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم ثَمَانِيَ عَشْرَةَ سُورَةً مِنَ الْمُفَصَّلِ وَسُورَتَيْنِ مِنْ آلِ حم

ترجمہ۔ ہم سے ابوالنعمان نے حدیث بیان کی' ان سے مہدی بن میمون نے حدیث بیان کی۔ ان سے واصل نے حدیث بیان کی۔ ان سے ابووائل نے عبداللہ بن مسعودؓ کے واسطہ سے بیان کیا ہم عبداللہ بن مسعودؓ کی خدمت میں چاشت کے وقت حاضر ہوئے' ایک صاحب نے کہا کہ رات میں نے (تمام مفصل سورتیں پڑھ ڈالیں۔) اس پر ابن مسعودؓ نے فرمایا' جیسے اشعار جلدی پڑھتے ہیں ویسے پڑھ لی ہوں گی۔ ہم نے قرأت سنی ہے اور مجھے (طویل اور مختصر سورتوں کی) وہ نظائر یاد ہیں جن کی تلاوت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے اٹھارہ سورتیں مفصل کی ہوتیں اور دو ان سورتوں کی جن کے شروع میں حم ہے۔

← حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما فِي قَوْلِهِ (لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ) قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم إِذَا نَزَلَ جِبْرِيلُ بِالْوَحْيِ وَكَانَ مِمَّا يُحَرِّكُ بِهِ لِسَانَهُ وَشَفَتَيْهِ فَيَشْتَدُّ عَلَيْهِ وَكَانَ يُعْرَفُ مِنْهُ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ الْآيَةَ الَّتِي فِي (لَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ) (لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ * إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ * فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ) فَإِذَا أَنْزَلْنَاهُ فَاسْتَمِعْ (ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ) قَالَ إِنَّ عَلَيْنَا أَنْ نُبَيِّنَهُ بِلِسَانِكَ قَالَ وَكَانَ إِذَا أَتَاهُ جِبْرِيلُ أَطْرَقَ، فَإِذَا ذَهَبَ قَرَأَهُ كَمَا وَعَدَهُ اللَّهُ

ترجمہ۔ ہم سے قتیبہ بن سعید نے حدیث بیان کی ان سے جریر نے حدیث بیان کی ان سے موسیٰ بن ابی عائشہ نے ا ن سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباسؓ نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد "آپ قرآن کو جلدی جلدی لینے کے لئے اس پر زبان نہ ہلایا کیجئے۔ بیان کیا کہ جب جبرائیل وحی لے کر نازل ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان اور ہونٹ ہلایا کرتے تھے اس کی وجہ سے آپ کے لئے وحی لینے میں بہت بار پڑتا تھا اور یہ آپ کے چہرے سے بھی محسوس ہوتا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت جو سورہ "لا اقسم بیوم القیامۃ" میں ہے نازل کی کہ "آپ قرآن کو جلدی جلدی لینے کے لئے اس پر زبان نہ ہلایا کیجئے یہ تو ہمارے ذمہ ہے اس کا جمع کرنا اور اس کا پڑھوانا تو جب ہم اسے پڑھنے لگیں تو آپ اس کے تابع ہو جایا کیجئے۔ پھر آپ کی زبان سے اس کا بیان کر دینا بھی ہمارے ذمہ ہے" بیان کیا کہ پھر جب جبریلؑ آتے تو آپ سر جھکا لیتے اور جب چلے جاتے تو پڑھتے جیسا کہ اللہ نے وعدہ کیا تھا۔

باب مَدِّ الْقِرَاءَةِ

قرآن مجید پڑھنے میں مد کرنا

← حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ الْأَزْدِيُّ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنْ قِرَاءَةِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ كَانَ يَمُدُّ مَدًّا

ترجمہ۔ ہم سے مسلم بن ابراہیم نے حدیث بیان کی ان سے جریر بن حازم نے حدیث بیان کی ان سے قتادہ نے حدیث بیان کی کہ میں نے انس بن مالکؓ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت قرآن مجید کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ان الفاظ میں مد کیا کرتے (کھینچ کر پڑھتے) جن میں مد ہوتا۔

← حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سُئِلَ أَنَسٌ كَيْفَ كَانَتْ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ كَانَتْ مَدًّا ثُمَّ قَرَأَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ، يَمُدُّ بِبِسْمِ اللَّهِ ، وَيَمُدُّ بِالرَّحْمَٰنِ ، وَيَمُدُّ بِالرَّحِيمِ

ترجمہ۔ ہم سے عمرو بن عاصم نے حدیث بیان کی ان سے ہمام نے حدیث بیان کی ان سے قتادہ نے کہ انسؓ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کیسی تھی؟ آپ نے بیان کیا کہ مد کے ساتھ پھر آپ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھا اور کہا کہ بسم اللہ میں اللہ کی لام کو) مد کے ساتھ پڑھتے الرحمٰن (میں میم) کو مد کے ساتھ پڑھتے اور الرحیم (میں ح کو) مد کے ساتھ پڑھتے:

تشریح حدیث

یہاں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ قراءت میں مد کی رعایت کرنا بہت ضروری ہے۔ یہاں مد سے مد اصلی مراد ہے یعنی وہ حرف جس کے بعد الف' واؤ یا یاء ہو۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم "بسم اللّٰہ" "الرّحمٰن" اور "الرّحیم" میں مد فرمایا کرتے تھے یعنی "بسم اللّٰہ" اور "الرّحمٰن" کا الف اور "الرّحیم" کی یاء واضح کر کے پڑھتے تھے۔

باب التَّرْجِيعِ

قرأت کے وقت حلق میں آواز کو گھمانا

حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو إِيَاسٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُغَفَّلٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقْرَأُ وَهُوَ عَلَى نَاقَتِهِ أَوْ جَمَلِهِ وَهِيَ تَسِيرُ بِهِ وَهُوَ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفَتْحِ أَوْ مِنْ سُورَةِ الْفَتْحِ قِرَاءَةً لَيِّنَةً يَقْرَأُ وَهُوَ يُرَجِّعُ

ترجمہ۔ ہم سے آدم بن ابی ایاس نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی ان سے ابوایاس نے حدیث بیان کی کہا کہ میں نے عبداللہ بن مغفل سے سنا آپ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنی اونٹنی یا اونٹ پر سوار تلاوت کر رہے تھے سواری چل رہی تھی اور آپ سورہ فتح پڑھ رہے تھے۔ یا (راوی نے یہ بیان کیا کہ) سورہ فتح میں سے پڑھ رہے تھے نرمی اور آہستگی کے ساتھ قرأت کر رہے تھے آواز کو حلق میں گھماتے تھے۔

باب حُسْنِ الصَّوْتِ بِالْقِرَاءَةِ

خوش الحانی کے ساتھ تلاوت

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلَفٍ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى الْحِمَّانِيُّ حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ لَهُ يَا أَبَا مُوسَى لَقَدْ أُوتِيتَ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن خلف ابوبکر نے حدیث بیان کی انس سے ابویحییٰ حمانی نے حدیث بیان کی ان سے بریدہ بن عبداللہ بن ابی بردہ نے ان سے ان کے دادا ابو بردہ نے اور ان سے ابوموسیٰ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوموسیٰ! مجھے داؤد جیسی خوش الحانی عطا کی گئی ہے۔

باب مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَسْمَعَ الْقُرْآنَ مِنْ غَيْرِهِ

جس نے قرآن مجید کو دوسرے سے سننا پسند کیا

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضي الله عنه قَالَ قَالَ لِي النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم اقْرَأْ عَلَيَّ الْقُرْآنَ قُلْتُ آقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ قَالَ إِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي

ترجمہ۔ ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے حدیث بیان کی ان سے ان کے والد نے ان سے اعمش نے بیان کیا ان سے ابراہیم نے حدیث بیان کی ان سے عبیدہ نے اور ان سے عبداللہ بن مسعودؓ نے بیان کیا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے قرآن مجید پڑھ کے سناؤ میں نے عرض کی میں آپ کو قرآن سناؤں آپ پر تو قرآن نازل ہوتا ہے آنحضور نے فرمایا کہ میں دوسرے سے سننا پسند کرتا ہوں۔

بَاب قَوْلِ المقری للقاری حَسْبُکَ

قرآن مجید پڑھوانے والے یا پڑھنے والے سے کہنا کہ بس کرو

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِیمَ عَنْ عَبِیدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ لِي النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم اقْرَأْ عَلَيَّ قُلْتُ یَا رَسُولَ اللّٰهِ آقْرَأُ عَلَیْکَ وَعَلَیْکَ أُنْزِلَ قَالَ نَعَمْ فَقَرَأْتُ سُورَةَ النِّسَاءِ حَتّٰی أَتَیْتُ إِلَی هٰذِهِ الْآیَةِ (فَکَیْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِیدٍ وَجِئْنَا بِکَ عَلٰی هٰؤُلَاءِ شَهِیدًا) قَالَ حَسْبُکَ الْآنَ فَالْتَفَتُّ إِلَیْهِ فَإِذَا عَیْنَاهُ تَذْرِفَانِ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن یوسف نے حدیث بیان کی اُن سے سفیان نے حدیث بیان کی اُن سے اعمش نے اُن سے ابراہیم نے اُن سے عبیدہ نے اور ان سے عبداللہ بن مسعودؓ نے بیان کیا کہ مجھ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے قرآن مجید پڑھ کر سناؤ۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! میں آپ کو پڑھ کر سناؤں آپ پر تو قرآن مجید نازل ہوتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں سناؤ۔ چنانچہ میں نے سورۃ النساء پڑھی۔ جب میں آیت "فکیف اذا جئنا من کل امة بشهید و جئنابک علی هولاء شهیدا" پر پہنچا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب بس کرو۔ میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

بَاب فِي کَمْ یُقْرَأُ الْقُرْآنُ (کتنی مدت میں قرآن مجید ختم کیا جانا چاہیے؟)

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰی (فَاقْرَءُوا مَا تَیَسَّرَ مِنْهُ)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ پس پڑھو جو کچھ کہ اس میں سے آسان ہو

قرآن مجید کتنی مدت میں ختم کرنا چاہیے؟

ا۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور ابوعبید قاسم بن سلام فرماتے ہیں کہ تین دن سے کم میں قرآن کریم ختم نہیں کرنا چاہیے۔ ان کا استدلال حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہے جس کو ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کیا ہے۔

"لم یفقه القرآن من قرأ القرآن في اقل من ثلاث"

بعض اہل ظاہر نے اس روایت کے پیش نظر تین دن سے کم میں قرآن کریم ختم کرنے کو حرام کہا ہے۔

۲۔ جمہور علماء کی رائے یہ ہے کہ اس میں شریعت کی کوئی تحدید اور تعیین نہیں ہے۔ اس کا مدار تلاوت کرنے والے کی قوت اس کے نشاط اور تازگی پر ہے۔ اگر کوئی آدمی تین دن سے کم میں قرآن کریم کا ختم کرسکتا ہے اور وہ حروف کی ادائیگی تجوید کے اُصولوں کے مطابق کرتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

اسلاف میں کئی حضرات ایسے گزرے ہیں کہ وہ دن رات میں ایک ختم کرتے تھے۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کا بھی رمضان میں دن رات میں ایک ختم کا معمول رہا۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جو آدمی سال میں دو مرتبہ قرآن مجید ختم کرے تو وہ قرآن مجید کا حق ادا کرنے والا ہے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات کے سال حضرت جبرائیل علیہ السلام سے دو مرتبہ قرآن مجید کا دور کیا تھا۔

اسحاق بن راہویہ اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ سے نقل کیا گیا ہے کہ آدمی کم سے کم چالیس دن میں ایک قرآن مجید ختم کرے یعنی روزانہ پون پارہ پڑھے۔

← حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ لِي ابْنُ شُبْرُمَةَ نَظَرْتُ كَمْ يَكْفِي الرَّجُلَ مِنَ الْقُرْآنِ فَلَمْ أَجِدْ سُورَةً أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثِ آيَاتٍ ، فَقُلْتُ لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَقْرَأَ أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثِ آيَاتٍ قَالَ عَلِيٌّ قَالَ سُفْيَانُ أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ أَخْبَرَهُ عَلْقَمَةُ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ وَلَقِيتُهُ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ فَذَكَرَ قَوْلَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّ مَنْ قَرَأَ بِالْآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ

ترجمہ۔ ہم سے علی المدینی نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی۔ ان سے ابن شبرمہ نے حدیث بیان کی کہ میں نے غور کیا کہ کتنا قرآن پڑھنا کافی ہوسکتا ہے پھر میں نے دیکھا کہ ایک سورت میں تین آیتوں سے کم نہیں ہیں۔ اس لئے میں نے یہ رائے قائم کی کہ کسی کے لیے تین آیتوں سے کم پڑھنا مناسب نہیں۔ علی المدینی نے (بیان کیا) کہ ہم سے سفیان نے حدیث بیان کی انہیں منصور نے خبر دی انہیں ابراہیم نے۔ انہیں عبدالرحمٰن بن یزید نے انہیں علقمہ نے خبر دی اور انہیں ابو مسعودؓ نے (علقمہ نے) بیان کیا کہ میں نے آپ سے ملاقات کی تو آپ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے۔ آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر فرمایا (کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا) کہ جس نے سورہ بقرہ کے آخری دو آیتیں پڑھ لیں رات میں۔ وہ اس کیلئے کافی ہیں۔

← حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ أَنْكَحَنِي أَبِي امْرَأَةً ذَاتَ حَسَبٍ فَكَانَ يَتَعَاهَدُ كَنَّتَهُ فَيَسْأَلُهَا عَنْ بَعْلِهَا فَتَقُولُ نِعْمَ الرَّجُلُ مِنْ رَجُلٍ لَمْ يَطَأْ لَنَا فِرَاشًا وَلَمْ يُفَتِّشْ لَنَا كَنَفًا مُذْ أَتَيْنَاهُ فَلَمَّا طَالَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ ذَكَرَ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ الْقَنِي بِهِ فَلَقِيتُهُ بَعْدُ فَقَالَ كَيْفَ تَصُومُ قَالَ كُلَّ يَوْمٍ قَالَ وَكَيْفَ تَخْتِمُ قَالَ كُلَّ لَيْلَةٍ قَالَ صُمْ فِي كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةً وَاقْرَإِ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ شَهْرٍ قَالَ قُلْتُ أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فِي الْجُمُعَةِ قُلْتُ أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ أَفْطِرْ يَوْمَيْنِ وَصُمْ يَوْمًا قَالَ قُلْتُ أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ صُمْ أَفْضَلَ الصَّوْمِ صَوْمَ دَاوُدَ صِيَامَ يَوْمٍ وَإِفْطَارَ يَوْمٍ وَاقْرَأْ فِي كُلِّ سَبْعِ لَيَالٍ مَرَّةً فَلَيْتَنِي قَبِلْتُ رُخْصَةَ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَذَاكَ أَنِّي كَبِرْتُ وَضَعُفْتُ فَكَانَ يَقْرَأُ عَلَى بَعْضِ أَهْلِهِ السُّبُعَ مِنَ الْقُرْآنِ بِالنَّهَارِ وَالَّذِي يَقْرَؤُهُ يَعْرِضُهُ مِنَ النَّهَارِ لِيَكُونَ أَخَفَّ عَلَيْهِ بِاللَّيْلِ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَتَقَوّٰى أَفْطَرَ أَيَّامًا وَأَحْصٰى وَصَامَ مِثْلَهُنَّ كَرَاهِيَةَ أَنْ يَتْرُكَ شَيْئًا فَارَقَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَيْهِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ فِي ثَلَاثٍ وَفِي خَمْسٍ وَأَكْثَرُهُمْ عَلٰى سَبْعٍ

ترجمہ۔ ہم سے موسیٰ نے حدیث بیان کی ان سے ابوعوانہ نے حدیث بیان کی ان سے مغیرہ نے ان سے مجاہد نے اور ان سے عبداللہ بن عمروؓ نے بیان کیا کہ میرے والد عمرو بن العاصؓ نے میرا نکاح ایک شریف خاندان کی عورت سے کر دیا تھا۔ پھر وہ میری بیوی سے بار بار اس کے شوہر (یعنی خود آپ) کے متعلق پوچھتے تھے۔ میری بیوی کہتی کہ بہت اچھا مرد ہے۔

البتہ جب سے ہم یہاں آئے انہوں نے اب تک ہمارے بستر پر قدم بھی نہیں رکھا ہے اور نہ ہمارا حال معلوم کیا۔ جب بہت دن اسی طرح ہو گئے تو والد نے اس کا تذکرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ آنحضور نے فرمایا کہ مجھ سے اس کی ملاقات کراؤ۔ چنانچہ میں اس کے بعد آنحضرت سے ملا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ روزہ کس طرح رکھتے ہو؟ میں نے عرض کی کہ روزانہ دریافت فرمایا کہ قرآن مجید کس طرح ختم کرتے ہو؟ میں نے عرض کی ہر رات۔ اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مہینے میں تین دن روزے رکھو اور قرآن ایک مہینے میں ختم کرو۔ (بیان کیا) کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! مجھے اس سے زیادہ کی ہمت ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر دو دن بلا روزے کے رہو اور ایک دن روزے سے۔ میں نے عرض کی مجھے اس سے بھی زیادہ کی ہمت ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر وہ روزہ رکھو جو سب سے افضل ہے یعنی داؤد کا روزہ' ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن بلا روزے کے رہو اور قرآن مجید سات دن میں ختم کرو (آپ فرماتے) کاش میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رخصت قبول کر لی ہوتی۔ کیونکہ اب میں بوڑھا اور کمزور ہو گیا ہوں۔ چنانچہ اب اپنے گھر کے کسی فرد کو قرآن مجید کا ساتواں حصہ دن میں سنا دیتے تھے۔ جتنا قرآن مجید آپ رات کے وقت پڑھتے اسے پہلے دن میں سن لیتے تھے تاکہ رات کے وقت آسانی سے پڑھ سکیں اور جب' قوت ختم ہو جاتی اور نڈھال ہو جاتے) قوت حاصل کرنی چاہتے تو کئی کئی دن روزہ نہ رکھتے اور ان دنوں کو شمار کرتے اور پھر اتنے ہی دن ایک ساتھ روزہ رکھتے کیونکہ آپ کو یہ پسند نہیں تھا کہ جس چیز کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے عہد کر لیا ہے اس میں سے کچھ بھی چھوڑیں۔ امام بخاری کہتے ہیں بعض راویوں نے تین دن میں (ختم قرآن کا ذکر کیا ہے) اور بعض نے پانچ دن میں' لیکن اکثر نے سات دن میں ختم کی روایت کی ہے:

حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ لِي النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فِي كَمْ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ شَيْبَانَ عَنْ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَوْلَى بَنِي زُهْرَةَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ وَأَحْسِبُنِي قَالَ سَمِعْتُ أَنَا مِنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم اقْرَإِ الْقُرْآنَ فِي شَهْرٍ قُلْتُ إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً حَتَّى قَالَ فَاقْرَأْهُ فِي سَبْعٍ وَلَا تَزِدْ عَلَى ذٰلِكَ

ترجمہ۔ ہم سے سعد بن حفص نے حدیث بیان کی' ان سے شیبان نے حدیث بیان کی' ان سے یحییٰ نے' ان سے محمد بن عبدالرحمٰن نے' ان سے ابوسلمہ نے اور ان سے عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا۔ قرآن مجید تم کتنے دن میں ختم کر لیتے ہو؟ مجھ سے اسحاق نے حدیث بیان کی' انہیں عبداللہ نے خبر دی' انہیں شیبان نے' انہیں یحییٰ نے' انہیں بنی زہرہ کے مولیٰ محمد ابن عبدالرحمٰن نے' انہیں ابوسلمہ نے بیان کیا میرا خیال ہے کہ محمد بن عبدالرحمٰن نے کہا میں نے ابوسلمہ سے سنا اور ان سے عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن مجید ایک مہینے میں ختم کرو میں نے عرض کی کہ مجھ میں (اس سے زیادہ کی) طاقت ہے۔ فرمایا کہ پھر سات دن میں ختم کیا کرو اور اس سے زیادہ بلند پروازی نہ کرو:

بَابُ الْبُكَاءِ عِنْدَ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ

قرآن مجید کی تلاوت کے وقت رونا

← حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ يَحْيَى بَعْضُ الْحَدِيثِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ لِي النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ الْأَعْمَشُ وَبَعْضُ الْحَدِيثِ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ وَعَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم اقْرَأْ عَلَيَّ قَالَ قُلْتُ أَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ قَالَ إِنِّي أَشْتَهِي أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي قَالَ فَقَرَأْتُ النِّسَاءَ حَتَّى إِذَا بَلَغْتُ (فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا) قَالَ لِي كُفَّ أَوْ أَمْسِكْ فَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ تَذْرِفَانِ

ترجمہ۔ ہم سے صدقہ نے حدیث بیان کی انہیں یحییٰ نے خبر دی انہیں سفیان نے انہیں سلیمان نے انہیں ابراہیم نے انہیں عبیدہ نے اور انہیں عبداللہ بن مسعودؓ نے۔ یحییٰ نے حدیث کا بعض حصہ عمرو بن مرہ کے واسطہ سے روایت کیا (ابن مسعودؓ نے بیان کیا کہ) مجھ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی ان سے یحییٰ نے ان سے سفیان نے ان سے اعمش نے ان سے ابراہیم نے ان سے عبیدہ نے اور ان سے عبداللہ بن مسعودؓ نے۔ اعمش نے بیان کیا کہ حدیث کے بعض حصے مجھ سے عمرو بن مرہ نے بیان کیے ان سے ابراہیم نے ان سے ان کے والد نے ان سے ابوالضحیٰ نے اور ان سے عبداللہ بن مسعودؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے سامنے قرآن مجید کی تلاوت کرو۔ میں نے عرض کی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے میں کیا تلاوت کروں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر تو قرآن مجید نازل ہوتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ دوسرے سے سنوں بیان کیا کہ پھر میں نے سورۃ النساء پڑھی اور جب آیت '' فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علی ہولاء شہیدا '' پر پہنچا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ٹھہر جاؤ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کف فرمایا ''یا امسک'' (راوی کو شک ہے) میں نے دیکھا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

← حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ السَّلْمَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ لِي النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم اقْرَأْ عَلَيَّ قُلْتُ أَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ قَالَ إِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي

ترجمہ۔ ہم سے قیس بن حفص نے حدیث بیان کی ان سے عبدالواحد نے حدیث بیان کی ان سے اعمش نے حدیث بیان کی ان سے ابراہیم نے ان سے عبیدہ سلمانی نے اور ان سے عبداللہ بن مسعودؓ نے بیان کیا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا مجھے قرآن مجید پڑھ کر سناؤ۔ میں نے عرض کی میں سناؤں؟ آنحضور پر تو قرآن مجید نازل ہوتا ہے۔ آنحضور نے فرمایا کہ میں دوسرے سے سننا پسند کرتا ہوں۔

بَابُ اِثْمِ مَنْ رَايَا بِقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ أَوْ تَأَكَّلَ بِهِ أَوْ فَخَرَ بِهِ

جس نے دکھاوے، طلب دنیا یا فخر کے لئے قرآن مجید پڑھا

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ عَلِيٌّ رضي الله عنه سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ يَأْتِي فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ حُدَثَاءُ الْأَسْنَانِ، سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ، يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ، يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، لَا يُجَاوِزُ إِيمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ، فَأَيْنَمَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ، فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن کثیر نے حدیث بیان کی۔ انہیں سفیان نے خبر دی ان سے اعمش نے حدیث بیان کی ان سے خیثمہ نے ان سے سوید ابن غفلہ نے اور ان سے علیؓ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آنحضور نے فرمایا کہ آخری زمانہ میں ایک جماعت پیدا ہوگی تو جوانوں اور کم عقلوں کی۔ یہ لوگ نہایت عمدہ اور چیدہ باتیں کیا کریں گے لیکن اسلام سے وہ اس طرح نکل چکے ہونگے جیسے تیر شکار کو پار کر کے نکل جاتا ہے ان کا ایمان ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ تم انہیں جہاں بھی پاؤ قتل کرو۔ کیونکہ ان کا قتل قیامت میں اس شخص کے لئے باعث ثواب ہوگا جو انہیں قتل کرے گا۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ يَخْرُجُ فِيكُمْ قَوْمٌ تَحْقِرُونَ صَلَاتَكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ، وَصِيَامَكُمْ مَعَ صِيَامِهِمْ، وَعَمَلَكُمْ مَعَ عَمَلِهِمْ، وَيَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، يَنْظُرُ فِي النَّصْلِ فَلَا يَرَى شَيْئًا، وَيَنْظُرُ فِي الْقِدْحِ فَلَا يَرَى شَيْئًا، وَيَنْظُرُ فِي الرِّيشِ فَلَا يَرَى شَيْئًا، وَيَتَمَارَى فِي الْفُوقِ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی۔ انہیں مالک نے خبر دی انہیں یحییٰ بن سعید نے انہیں محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی نے انہیں ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے اور ان سے ابوسعید خدریؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آنحضور نے فرمایا کہ تم میں ایک جماعت پیدا ہوگی تم اپنی نماز کو ان کی نماز کے مقابلہ میں کم تر سمجھو گے ان کے روزوں کے مقابلہ میں تمہیں اپنے روزے اور ان کے عمل کے مقابلہ میں تمہیں اپنے عمل حقیر اور معمولی نظر آئیں گے اور وہ قرآن مجید کی تلاوت بھی کریں گے لیکن قرآن مجید ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا اسلام سے وہ اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کو پار کرتے ہوئے نکل جاتا ہے (اور وہ بھی اتنی صفائی کے ساتھ کہ تیر انداز) تیر کے

پھل میں دیکھتا ہے تو اس میں بھی (شکار کے خون وغیرہ کا) کوئی اثر نظر نہیں آتا' اس سے اوپر دیکھتا ہے وہاں بھی کچھ نظر نہیں آتا' تیر کے پر پر دیکھتا ہے اور وہاں بھی کچھ نظر نہیں آتا۔ پس سوفار میں کچھ شبہ گذرتا ہے۔

تشریح حدیث

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں ایک قوم نکلے گی جن کے مقابلہ میں تم اپنی نماز' روزے اور دیگر اعمال کو حقیر سمجھو گے' وہ قرآن پڑھے گی جو ان کے حلق اور گلے سے نیچے نہیں اُترے گا' دین سے وہ ایسے نکل جائے گی جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے کہ شکاری کو نہ پیکان میں کچھ معلوم ہو اور نہ ڈنڈی میں کچھ لگا ہوا محسوس ہو اور نہ ہی پر پر کچھ اثر ہو۔ البتہ سوفار (تیر کا منہ) پر کچھ شبہ سا ہو۔

"نَصل": حدید السھم یعنی پیکان۔ "قِدْح": تیر' پیکان اور ریش کے درمیان کا ڈنڈا۔ "یَتَمارٰی": شک کرنا۔

"فُوْق": سوفار' تیر کا منہ مطلب یہ ہے کہ جس طرح وہ تیر شکار سے صاف نکل جاتا ہے اسی طرح ان لوگوں پر بھی اسلام کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔ حدیث میں جس قوم کا ذکر ہے اس سے خوارج مراد ہیں۔

← حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ الْمُؤْمِنُ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَعْمَلُ بِهِ كَالْأُتْرُجَّةِ ، طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَرِيحُهَا طَيِّبٌ ، وَالْمُؤْمِنُ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَعْمَلُ بِهِ كَالتَّمْرَةِ ، طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَلَا رِيحَ لَهَا ، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالرَّيْحَانَةِ ، رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ ، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالْحَنْظَلَةِ ، طَعْمُهَا مُرٌّ أَوْ خَبِيثٌ وَرِيحُهَا مُرٌّ

ترجمہ۔ ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی' ان سے یحییٰ نے حدیث بیان کی۔ ان سے شعبہ نے' ان سے قتادہ نے' ان سے انس بن مالکؓ نے اور ان سے ابوموسیٰ اشعریؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس مومن کی مثال جو قرآن مجید پڑھتا ہے اور اس پر عمل بھی کرتا ہے' سنگترے کی ہے جس کا مزہ بھی لذیذ ہوگا اور خوشبو بھی فرحت انگیز اور وہ مومن جو قرآن پڑھتا تو نہیں لیکن اس پر عمل کرتا ہے اس کی مثال کھجور کی ہے جس کا مزہ تو عمدہ ہے لیکن خوشبو کے بغیر اور اس منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے ناز بو پھول کی ہے جس کی خوشبو تو اچھی ہوتی ہے لیکن مزا کڑوا ہوتا ہے اور اس منافق کی مثال جو قرآن بھی نہیں پڑھتا اندرائن کی ہے جس کا مزہ بھی کڑوا ہوتا ہے (راوی کو شک ہے کہ لفظ "مر" ہے یا "خبیث") اور اس کی بو بھی خراب ہوتی ہے۔

بَاب اقْرَءُوا الْقُرْآنَ مَا ائْتَلَفَتْ قُلُوبُكُمْ

قرآن مجید اس وقت تک پڑھو جب تک دل لگے

حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ جُنْدَبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم قَالَ اقْرَءُوا الْقُرْآنَ مَا ائْتَلَفَتْ قُلُوبُكُمْ، فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُومُوا عَنْهُ

ترجمہ۔ ہم سے ابوالنعمان نے حدیث بیان کی ان سے حماد نے حدیث بیان کی ان سے ابوعمران جونی نے اور ان سے جندب بن عبداللہؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قرآن مجید اس وقت تک پڑھو جب تک اس میں دل لگے۔ جب جی اچاٹ ہونے لگے تو پڑھنا بند کردو:

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سَلَّامُ بْنُ أَبِي مُطِيعٍ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ جُنْدَبٍ قَالَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم اقْرَءُوا الْقُرْآنَ مَا ائْتَلَفَتْ عَلَيْهِ قُلُوبُكُمْ فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُومُوا عَنْهُ تَابَعَهُ الْحَارِثُ بْنُ عُبَيْدٍ وَسَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ وَلَمْ يَرْفَعْهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ وَأَبَانُ وَقَالَ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ سَمِعْتُ جُنْدَبًا قَوْلَهُ وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ عُمَرَ قَوْلَهُ، وَجُنْدَبٌ أَصَحُّ وَأَكْثَرُ

ترجمہ۔ ہم سے عمرو بن علی نے حدیث بیان کی ان سے عبدالرحمٰن بن مہدی نے حدیث بیان کی۔ ان سے سلام بن ابی مطیع نے حدیث بیان کی۔ ان سے ابوعمران جونی نے اور ان سے جندبؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قرآن مجید اس وقت تک پڑھو جب تک اس میں دل لگے جب جی اچاٹ ہونے لگے تو پڑھنا بند کردو۔ اس روایت کی متابعت حارث بن عبید اور سعید بن زید نے ابوعمران کے حوالہ سے کی اور حماد بن سلمہ اور ابان نے اپنی روایت میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حوالہ نہیں دیا اور غندر نے بیان کیا ان سے شعبہ نے ان سے ابوعمران نے کہ میں نے جندبؓ سے ان کا قول سنا (انہوں نے اس روایت میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حوالہ نہیں دیا) اور ابن عون نے بیان کیا ان سے ابوعمران نے ان سے عبداللہ بن صامت نے اور ان سے عمر بن خطابؓ نے ان کا قول (اس روایت میں بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حوالہ نہیں ہے) اور جندبؓ کی روایت اسناداً زیادہ صحیح ہے اور کثرت طرق میں بھی بڑھی ہوئی ہے۔

حدیث الباب کے مطالب

ا۔ ایک معنی یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب تک دل لگے اس وقت تک تم قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہو اور جب دل اُچاٹ ہو جائے تو تلاوت کے سلسلے کو موقوف کردو۔ اس لیے کہ بے دلی کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت کرنا پسندیدہ عمل نہیں۔

۲۔ دوسرا یہ مطلب ہے کہ اگر ایک جماعت تلاوت میں مشغول ہے یا قرآن مجید کے معانی اور علوم میں غور وفکر کرنے میں لگی ہوئی ہے تو اس کو اپنی وہ تلاوت اور مذاکرہ اس وقت تک جاری رکھنا چاہیے جب تک آپس میں اختلاف اور ایک دوسرے کے ساتھ

متشابہات وغیرہ میں نزاع اور تردید کا سلسلہ شروع نہ ہو۔ اگر اختلاف کی نوبت آجائے تو پھر اس کو موقوف کر دینا چاہیے۔

۳۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ حدیث اختلاف قراءت سے متعلق ہو۔ قرآن کریم کو مختلف لغات میں پڑھنے کا جواز تھا اور ایک لغت پر پڑھنے والے کا دوسری لغت پر پڑھنے والے کے ساتھ اختلاف کا اندیشہ تھا۔ چنانچہ بعد میں یہ اختلاف بڑھ گیا تھا اس صورت میں حدیث پاک کا مطلب یہ ہوگا کہ قرآن کریم کی تلاوت اپنی قراءت کے مطابق اس وقت تک جاری رکھو جب تک کوئی اختلاف پیش نہ آئے لیکن اگر کوئی تمہاری قراءت پر نکیر کرے اور اختلاف کی صورت پیدا ہو تو تلاوت روک لینی چاہیے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب کے آخر میں اختلاف قراءت کے متعلق حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ذکر کر کے اسی مطلب کی طرف غالباً اشارہ کیا ہے۔

تابعه الحارث بن عبيد ' وسعيد بن زيد

عن ابی عمران ولم يرفعه حماد بن سلمة و ابان

یعنی سلام بن ابی مطیع کی متابعت حارث بن عبید اور سعید بن زید نے بھی کی ہے۔ جس طرح سلام نے یہ حدیث مرفوعاً نقل کی ہے ان دونوں نے بھی مرفوعاً نقل کی ہے۔

حماد بن سلمہ اور ابان بن یزید عطار نے اس حدیث کو مرفوعاً نقل نہیں کیا بلکہ موقوفاً نقل کیا ہے۔

وقال غندر عن شعبه ' عن ابی عمران : سمعتُ جُندبًا قوله

یعنی غندر نے بھی اس روایت کو موقوفاً نقل کیا ہے "سمعتُ جندباً قوله" یعنی اس حدیث کو جندب کے قول پر ستا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس کی نسبت اس طریق میں نہیں کی گئی۔

وقال ابن عونٍ ' عن ابی عمران' عن عبدالله بن صامتٍ عن عمرٍ' قوله

یعنی عبداللہ بن عونؒ نے بھی اس روایت کو موقوفاً نقل کیا ہے لیکن جندب کے بجائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس کو موقوفاً نقل کیا ہے۔ آگے فرماتے ہیں "وجندب اصح واكثر" یعنی جندب کی روایت سند کے لحاظ سے اصح اور طرق کے لحاظ سے کثیر ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ مذکورہ روایت میں اختلاف ہے کہ یہ موقوف ہے یا مرفوع ہے۔ اگر مرفوع ہے تو جندب رضی اللہ عنہ کی مسندات میں سے شمار کی جائے گی۔ اگر موقوف ہے تو پھر دو قول ہیں: (۱) موقوف علی جندبؓ (۲) موقوف علی عمرؓ' امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ترجیحاً موقوف علی جندبؓ ہے۔

← حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنِ النَّزَّالِ بْنِ سَبْرَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلاً يَقْرَأُ آيَةً، سَمِعَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم خِلاَفَهَا، فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ فَانْطَلَقْتُ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه

وسلم فَقَالَ كِلَاكُمَا مُحْسِنٌ فَاقْرَآ أَكْبَرُ عِلْمِي قَالَ فَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ اخْتَلَفُوا فَأَهْلَكَهُمْ

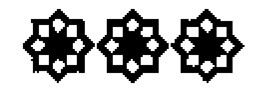
ترجمہ۔ ہم سے سلیمان بن حرب نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی ان سے عبدالملک بن میسرہ نے حدیث بیان کی ان سے نزال ابن سبرہ نے کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے ایک صاحب کو ایک آیت پڑھتے سنا۔ وہی آیت انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے خلاف سنی تھی (ابن مسعودؓ نے بیان کیا کہ) پھر میں نے ان کا ہاتھ پکڑا اور انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دونوں صحیح ہو (اس لیے اپنے اپنے طریقوں کے مطابق) پڑھو (شعبہ کہتے ہیں کہ) میرا غالب گمان یہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اختلاف ونزاع نہ کیا کرو) کہ تم سے پہلے کی امتوں نے اختلاف کیا اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کر دیا۔

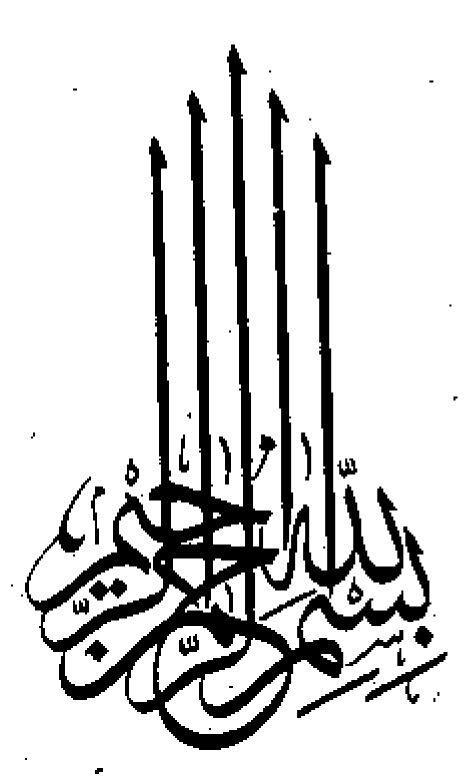
تشریح حدیث

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ممکن ہے رجل سے حضرت ابی بن کعبؓ مراد ہیں۔

اکبر علمی قال

یہ شعبہ کا قول ہے وہ فرماتے ہیں کہ میرا ظن غالب یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: "فَإِنَّ مَنْ كَانَ قبلكم اختلفوا فاهلكوا" باقی حدیث کے بارے میں تو انہیں یقین ہے لیکن اس جملہ کے متعلق انہیں یقین نہیں بلکہ ظن غالب ہے۔





کتاب النکاح

کِتَابُ النِّکَاحِ

باب الترغیب فی النکاح

نکاح کے لفظی معنی "عقد" کے بھی ہیں اور "وطی" کے بھی۔

علامہ سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ ابوالحسن ابن الفارس رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ قرآن کریم میں جہاں بھی یہ لفظ آیا ہے وہ عقد اور تزویج ہی کے معنی میں آیا ہے۔ سوائے اس ایک آیت کے "وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ" کہ یہاں نکاح سے "حُلُم" یعنی بلوغ مراد ہے۔

نکاح کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

حضرات حنفیہ اور حنابلہ کے یہاں نکاح عبادات میں شامل ہے جبکہ حضرات شافعیہ اس کا انکار کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ نکاح مباحات میں شامل ہے۔ حنفیہ کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ نکاح میں خطبہ اور ولیمہ مسنون ہیں۔ نکاح گواہوں کے بغیر درست نہیں ہوتا۔ اس کا فسخ ناپسندیدہ ہے اس کے بعد عدت واجب ہوتی ہے تین طلاقوں کے بعد بغیر حلالہ کے تجدید نکاح کی اجازت نہیں ہوتی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح دوسرے معاملات کی طرح محض ایک معاملہ نہیں ہے بلکہ یہ عبادت بھی ہے۔

نکاح سنت ہے یا واجب؟

اس پر تو اتفاق ہے کہ غلبہ شہوت کی صورت میں نکاح کرنا واجب ہے۔ چنانچہ ایسا شخص مہر اور نفقہ پر قدرت رکھنے اور حقوق زوجیت ادا کرنے پر قادر ہونے کے باوجود اگر نکاح نہ کرے گا تو گنہگار ہوگا۔ لیکن اگر غلبہ شہوت کی صورت نہ ہو تو نکاح کی شرعی حیثیت میں اختلاف ہے۔ داؤد ظاہری علامہ ابن حزم اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول یہ ہے کہ نکاح کرنا واجب ہے بشرطیکہ وہ حقوق زوجیت ادا کرنے پر قادر ہو۔

ان حضرات کا استدلال اُن آیات و احادیث سے ہے جن میں نکاح کے لیے امر کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔ جیسے "فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ" اور "وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ" اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "تزوجوا فانی مکاثر بکم الامم"

جمہور کے نزدیک ایسی صورت میں نکاح واجب نہیں جس کی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نکاح کو چھوڑ رکھا تھا۔ پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن پر کوئی نکیر نہیں فرمائی۔

پھر جمہور میں سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نکاح محض مباح ہے اور نفلی عبادت کے لیے خود کو فارغ کر لینا اشتغال بالنکاح کے مقابلہ میں افضل ہے۔

انکا استدلال آیت قرآنی "وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا" سے ہے کہ "تبتُّل" کے معنی "انقطاع عن النساء" ہے اور ترک نکاح کے ہیں۔

ان کا دوسرا استدلال "سَيِّدًا وَحَصُوْرًا" سے بھی ہے کہ قرآن کریم نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی منقبت ذکر کرتے ہوئے ان کی صفت "حَصُوْر" بیان کی ہے جس کے معنی ہیں "الذی لا یاتی النساء" اگر نکاح افضل ہوتا تو "حصور" کو بطور صفتِ مدح ذکر نہ کیا جاتا۔

حنفیہ کے نزدیک نکاح مسنون ہے اور قدرت کے باوجود ترک نکاح خلاف اولیٰ ہے۔ نیز اشتغال بالنکاح تخلی للعبادۃ کے مقابلہ میں افضل ہے، حنفیہ کے دلائل درج ذیل ہیں۔

۱۔ آیت قرآنی ہے "وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً" اس سے واضح ہے کہ انبیاء کرام کی اکثریت نکاح پر عمل کرتی آئی ہے۔ اگر ترک نکاح اولیٰ ہوتا تو یہ حضرات اسے نہ چھوڑتے۔

۲۔ ترمذی میں حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے "قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم اربع من سنن المرسلین: الحیاء والتعطر والسّواک والنکاح"

۳۔ سنن ابن ماجہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں: "قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم النکاح من سنتی فمن لم یعمل بسُنتی فلیس منی وتزوجوا فانی مکاثر بکم الامم ومن کان ذا طول فلینکح......الخ"

جہاں تک "وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا" سے شوافع کا استدلال ہے تو اس کا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ اس سے مراد رہبانیت نہیں بلکہ زُہد ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ دل میں اللہ کی محبت غالب ہو اور دنیوی تعلقات اس میں رُکاوٹ نہ بن سکیں۔ اگر اس میں ترک نکاح کا حکم ہوتا تو اس کے پہلے مخاطب تو خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوتے جس کا تقاضا یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی نکاح نہ فرماتے حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد نکاح کیے جو اس بات کی دلیل ہے کہ اس آیت سے ترک نکاح مراد نہیں۔

اور "وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا" سے استدلال کا جواب یہ ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی شریعت میں ممکن ہے کہ ترکِ نکاح افضل ہو تو وہ مندرجہ بالا دلائل کی روشنی میں شریعت محمدیہ کے لیے حجت نہیں۔

باقی جمہور کی طرف سے اہل ظواہر کو یہ جواب دیا جاتا ہے کہ تمہاری مستدل آیات میں "فانکحوا" امر کا صیغہ ہے لیکن امر ہر جگہ وجوب کے لیے نہیں آتا۔ آیت کا سیاق وسباق بھی اس پر دلالت کرتا ہے کہ نکاح واجب نہیں۔ اسی طرح

"تزوجوا فانی مکاثر بکم الامم" میں امر کا صیغہ تو ہے لیکن آگے "فانی مکاثر بکم الامم" سے جو علت بیان فرمائی ہے اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وجوب کو بیان کرنا مقصود نہیں۔

خود امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے طرز سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ نکاح کے مطلقاً وجوب کے قائل نہیں کیونکہ "فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ ......" کی آیت کو انہوں نے "باب الترغيب في النكاح" کے تحت ذکر کیا۔ اسی بات کی طرف اشارہ کرنے کے لیے کہ یہ وجوب پر وال نہیں صرف ترغیب کے لیے ہے۔

← حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ أَبِي حُمَيْدٍ الطَّوِيلُ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رضي الله عنه يَقُولُ جَاءَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ إِلَى بُيُوتِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم يَسْأَلُونَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَلَمَّا أُخْبِرُوا كَأَنَّهُمْ تَقَالُّوهَا فَقَالُوا وَأَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ أَحَدُهُمْ أَمَّا أَنَا فَإِنِّي أُصَلِّي اللَّيْلَ أَبَدًا وَقَالَ آخَرُ أَنَا أَصُومُ الدَّهْرَ وَلَا أُفْطِرُ وَقَالَ آخَرُ أَنَا أَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلَا أَتَزَوَّجُ أَبَدًا فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ أَنْتُمُ الَّذِينَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا أَمَا وَاللَّهِ إِنِّي لَأَخْشَاكُمْ لِلَّهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهُ، لَكِنِّي أَصُومُ وَأُفْطِرُ، وَأُصَلِّي وَأَرْقُدُ وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي

ترجمہ۔ ہم سے سعید بن ابی مریم نے حدیث بیان کی انہیں محمد بن جعفر نے خبر دی انہیں حمید بن ابی حمید طویل نے خبر دی انہوں نے انس بن مالکؓ سے سنا آپ نے بیان کیا کہ تین حضرات (علی بن ابی طالب، عبداللہ بن عمرو بن العاص اور عثمان بن مظعونؓ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات کے گھروں کی طرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبادت کے متعلق پوچھنے آئے۔ جب انہیں حضور اکرم کا معمول بتایا گیا تو جیسے انہوں نے اسے کم سمجھا اور کہا کہ ہمارا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا مقابلہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تو تمام اگلی پچھلی لغزشیں معاف کر دی گئی ہیں۔ ایک صاحب نے کہا کہ آج سے میں ہمیشہ رات بھر نماز پڑھا کروں گا دوسرے صاحب نے کہا کہ میں ہمیشہ روزے سے رہوں گا اور کبھی ناغہ نہیں ہونے دوں گا۔ تیسرے صاحب نے کہا کہ میں عورتوں سے کنارہ کشی اختیار کر لوں گا اور کبھی نکاح نہیں کروں گا پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور ان سے پوچھا کیا تم نے ہی یہ باتیں کہی ہیں؟ ہاں اللہ گواہ ہے اللہ سے میں تم سے زیادہ ڈرنے والا ہوں۔ اس کیلئے تم سے زیادہ میرے اندر تقویٰ ہے لیکن میں اگر روزے رکھتا ہوں تو بلا روزے کے بھی رہتا ہوں نماز بھی پڑھتا ہوں (رات میں) اور سوتا بھی ہوں۔ اور عورتوں سے نکاح کرتا ہوں۔ میرے طریقے سے جس نے اعراض کیا وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔

← حَدَّثَنَا عَلِيٌّ سَمِعَ حَسَّانَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿ وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ فَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ذَلِكَ أَدْنَى أَنْ لَا تَعُولُوا ﴾ قَالَتْ يَا ابْنَ أُخْتِي، الْيَتِيمَةُ تَكُونُ فِي حَجْرِ وَلِيِّهَا، فَيَرْغَبُ فِي مَالِهَا وَجَمَالِهَا، يُرِيدُ أَنْ يَتَزَوَّجَهَا بِأَدْنَى مِنْ سُنَّةِ صَدَاقِهَا، فَنُهُوا أَنْ يَنْكِحُوهُنَّ إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا لَهُنَّ فَيُكْمِلُوا الصَّدَاقَ، وَأُمِرُوا بِنِكَاحِ مَنْ سِوَاهُنَّ مِنَ النِّسَاءِ

ترجمہ۔ ہم سے علی نے حدیث بیان کی انہوں نے حسان بن ابراہیم سے سنا انہوں نے یونس بن یزید سے ان سے زہری

نے بیان کیا انہیں عروہ نے خبر دی اور انہوں نے عائشہؓ سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے متعلق پوچھا۔ ''اور اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم یتیموں کے باب میں انصاف نہ کر سکو گے تو جو عورتیں تمہیں پسند ہوں ان سے نکاح کر لو۔ دو دو سے خواہ تین تین سے خواہ چار چار سے لیکن اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم انصاف نہیں کر سکو گے پھر ایک ہی پر بس کرو۔ یا جو کنیز تمہارے ملک میں ہو اس صورت میں زیادتی نہ ہونے کی توقع قریب تر ہے''۔ عائشہؓ نے فرمایا بیٹے آیت میں ایسی یتیم لڑکی کا ذکر ہے جو اپنے ولی کی زیر پرورش ہو وہ لڑکی کے مال اور اس کے حسن کی وجہ سے اس کی طرف مائل ہو اور اس سے معمولی مہر پر شادی کرنا چاہتا ہو تو ایسے شخص کو اس آیت میں ایسی لڑکی سے نکاح کرنے سے منع کیا گیا ہے ہاں اگر اس کے ساتھ انصاف کر سکتا ہو اور پورا مہر ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو اجازت ہے ورنہ ایسے لوگوں سے کہا گیا ہے کہ اپنی زیر پرورش یتیم لڑکیوں کے سوا دوسری لڑکیوں سے شادی کریں۔

باب قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد کہ تم میں جو شخص نکاح کی استطاعت رکھتا ہو اسے نکاح کر لینا چاہیے

لِأَنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَهَلْ يَتَزَوَّجُ مَنْ لَا أَرَبَ لَهُ فِي النِّكَاحِ

کیونکہ یہ نظر کو نیچی رکھنے والا اور شرمگاہ کو محفوظ رکھنے والا ہے۔ اور کیا ایسا شخص بھی نکاح کر سکتا ہے جسے اس کی ضرورت نہ ہو؟

ترجمۃ الباب کا مقصد

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس ترجمۃ الباب سے تنبیہ کرنا چاہتے ہیں کہ جس شخص کو نکاح پر قدرت حاصل ہو اسے نکاح کر لینا چاہیے۔ اس لیے کہ اس میں دو فائدے ہیں۔ ایک فائدہ تو یہ ہے کہ نگاہ نیچی رہتی ہے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ شرمگاہ کے گناہ سے محفوظ رہتا ہے۔ اس کے بعد فرمایا ''وهل يتزوج من لا أرب له في النكاح'' کیا وہ آدمی نکاح کرے جس کو نکاح کی حاجت نہ ہو۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ غالباً ایک اختلافی مسئلہ کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں اور وہ یہ کہ کسی آدمی کو نکاح کا شدید تقاضا نہ ہو تو اس کے لیے نکاح کرنا مندوب ہے یا نہیں؟ جمہور علماء کے یہاں سنت ہے اور شوافع کے یہاں مباح ہے۔

← حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ فَلَقِيَهُ عُثْمَانُ بِمِنًى فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِنَّ لِي إِلَيْكَ حَاجَةً فَخَلَوَا فَقَالَ عُثْمَانُ هَلْ لَكَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فِي أَنْ نُزَوِّجَكَ بِكْرًا، تُذَكِّرُكَ مَا كُنْتَ تَعْهَدُ، فَلَمَّا رَأَى عَبْدُ اللَّهِ أَنْ لَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ إِلَى هٰذَا أَشَارَ إِلَيَّ فَقَالَ يَا عَلْقَمَةُ، فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ أَمَا لَئِنْ قُلْتَ ذٰلِكَ لَقَدْ قَالَ لَنَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ

ترجمہ۔ ہم سے عمر بن حفص نے حدیث بیان کی ان سے ان کے والد نے حدیث بیان کی ان سے اعمش نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے ابراہیم نے حدیث بیان کی ان سے علقمہ نے بیان کیا کہ میں عبداللہ بن مسعودؓ کے ساتھ تھا ان سے عثمانؓ نے منیٰ میں ملاقات کی۔ اور فرمایا ابو عبدالرحمٰن! مجھے آپ سے ایک کام ہے۔ پھر دونوں حضرات تنہائی میں چلے

گئے۔ عثمانؓ نے ان سے فرمایا ابو عبدالرحمٰن کیا آپ منظور کریں گے کہ ہم آپ کا نکاح کسی کنواری لڑکی سے کر دیں۔ جو آپ کو گذرے ہوئے ایام (کے نشاط و شباب) کی یاد دلا دے۔ چونکہ عبداللہؓ اس کی ضرورت محسوس نہیں کرتے تھے اس لیے آپ نے مجھے اشارہ کیا اور فرمایا علقمہ! جب میں ان کی خدمت میں پہنچا تو وہ فرما رہے تھے کہ اگر آپ کا یہ مشورہ ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے فرمایا تھا اے نوجوانو! تم میں جو بھی نکاح کی استطاعت رکھتا ہو اسے نکاح کر لینا چاہیے جو استطاعت نہ رکھتا ہو اسے روزہ رکھنا چاہیے کیونکہ یہ خواہش نفسانی میں کمی کا باعث ہے۔

باب مَنْ لَمْ يَسْتَطِعِ الْبَاءَةَ فَلْيَصُمْ

جو نکاح کی استطاعت نہ رکھتا ہو اسے روزہ رکھنا چاہیے

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَارَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ عَلَى عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم شَبَابًا لَا نَجِدُ شَيْئًا فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ، وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ، فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ

ترجمہ۔ ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے حدیث بیان کی۔ ان سے ان کے والد نے حدیث بیان کی۔ ان سے اعمش نے حدیث بیان کی۔ کہا کہ مجھ سے عمارہ نے حدیث بیان کی ان سے عبدالرحمٰن بن یزید نے حدیث بیان کی کہا کہ میں علقمہ اور اسود (رحمہما اللہ) کے ساتھ عبداللہ بن مسعودؓ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے ہم سے فرمایا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں جوان تھے اور ہمیں کوئی چیز میسر نہیں تھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے فرمایا نوجوانوں کی جماعت! تم میں جسے بھی نکاح کی استطاعت ہو اسے نکاح کر لینا چاہیے کیونکہ یہ نظر کو نیچی رکھنے والا اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا ہے اور جو کوئی نکاح کی استطاعت نہ رکھتا ہو اسے چاہیے کہ روزے رکھے کیونکہ یہ اس کے لئے خواہشات نفسانی میں کمی کا باعث ہوگا۔

باب كَثْرَةِ النِّسَاءِ (کئی بیویاں رکھنے کے سلسلے میں)

اس ترجمۃ الباب سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ نکاح کی کثرت کی طرف ترغیب دینا مقصود ہے۔ اس لیے کہ حدیث میں آتا ہے "فانی مکاثر بکم الامم" اور ظاہر ہے نکاح کی کثرت سے اولاد میں کثرت ہوگی۔ اور دوسرا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ امام بخاری اس سے ایک سے زائد نکاح کے جواز کو ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی عدل بین الازواج پر قادر ہے وہ ایک سے زائد نکاح کر سکتا ہے اور اس کے لیے کثرت نساء جائز ہے۔

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ قَالَ حَضَرْنَا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ جَنَازَةَ مَيْمُونَةَ بِسَرِفَ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هٰذِهِ زَوْجَةُ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَإِذَا رَفَعْتُمْ نَعْشَهَا فَلَا تُزَعْزِعُوهَا وَلَا تُزَلْزِلُوهَا وَارْفُقُوا، فَإِنَّهُ كَانَ عِنْدَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم تِسْعٌ، كَانَ يَقْسِمُ لِثَمَانٍ وَلَا يَقْسِمُ لِوَاحِدَةٍ

ترجمہ۔ ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے حدیث بیان کی انہیں ہشام بن یوسف نے خبر دی انہیں ابن جریج نے خبر دی کہا کہ مجھے عطاء نے خبر دی کہا کہ ہم ابن عباسؓ کے ساتھ ام المومنین میمونہؓ کے جنازہ میں شریک تھے۔ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ہیں۔ جب تم ان کی میت اٹھاؤ۔ تو زور زور سے حرکت نہ دینا بلکہ آہستہ آہستہ نرمی کے ساتھ جنازہ کو لے کر چلنا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں نو بیویاں تھیں' آٹھ کے لیے تو آپ نے باری مقرر کر رکھی تھے لیکن ایک کی باری نہیں تھی۔

تشریح حدیث

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں عجیب بات یہ ہے کہ ان کا نکاح بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مقام سرف میں ہوا۔ پھر ان کے ساتھ بنا اور زفاف بھی مقام سرف میں ہوا۔ انتقال بھی سرف میں ہوا اور آپ کی قبر بھی مقام سرف میں ہے۔ مدینہ منورہ جاتے ہوئے مکہ مکرمہ کے قریب ان کی قبر اب بھی نظر آتی ہے۔

ولا یقسم لواحدہ

واحدہ سے حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا مراد ہیں۔ انہوں نے اپنی باری حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دیدی تھی۔

بوقتِ وصال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نو بیویاں تھیں۔ جن کے نام یہ ہیں:

(۱) حضرت سودہؓ (۲) حضرت عائشہؓ (۳) حضرت حفصہؓ (۴) حضرت اُم سلمہؓ (۵) حضرت زینب بنت جحشؓ (۶) حضرت اُم حبیبہؓ (۷) حضرت جویریہؓ (۸) حضرت صفیہؓ (۹) حضرت میمونہؓ

چار سے زیادہ عورتوں سے نکاح صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تھی اور اس میں کئی مصالح اور حکمتیں پوشیدہ تھیں۔

متعدد ازواج کی حکمتیں ومصالح

ایک حکمت یہ تھی کہ احکام اسلام جس طرح مردوں سے متعلق ہیں ٹھیک اسی طرح عورتوں سے بھی متعلق ہیں۔ مرد سے متعلق عورت کی نجی زندگی کے احکام وتعلیمات کی وضاحت اور ان کی اشاعت کے لیے تعدد ازواج کا ہونا ضروری تھا تا کہ متعدد عورتیں زندگی کے اس شعبہ کے احکام اور تعلیمات کے بیان کا ذریعہ بنیں۔ اس لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خصوصی اجازت دی گئی۔

تعدد ازواج میں ایک حکمت یہ بھی تھی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اعداء اسلام نے پروپیگنڈہ کیا تھا کہ معاذ اللہ آپ کاہن اور ساحر ہیں۔ مختلف قبائل کی مختلف عورتوں سے نکاح کرنے میں اس پروپیگنڈہ کا توڑ بھی آ گیا کہ ایک بیوی ہی شوہر کی حالت کو اچھی طرح جان سکتی ہے۔ مختلف قبائل اور گھرانوں کی ان عورتوں نے جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نجی زندگی کا مشاہدہ کیا اور آپ کو قریب سے دیکھا تو وہ پروپیگنڈہ دم توڑنے لگا جو اعداء اسلام نے مشہور کیا تھا اور یہ بات کھل کر سامنے آ گئی کہ کہانت یا سحر کا یہاں کوئی تصور درست نہیں۔

اس کے ساتھ تعدد ازدواج میں اسلام کی نشر واشاعت کی حکمت بھی پوشیدہ تھی۔ مختلف قبائل کی عورتوں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کی۔ اس سے فطری طور پر ان قبائل کا رجحان اسلام اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہونے لگا اور یہ شادیاں اسلام کی اشاعت میں معاون ثابت ہوئیں۔ یہ رشتہ کی خصوصیت ہوتی ہے کہ اس کی وجہ سے انسان کا میلان ہونے لگتا ہے۔

← حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ فِي لَيْلَةٍ وَاحِدَةٍ ، وَلَهُ تِسْعُ نِسْوَةٍ وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم

ترجمہ۔ ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی ان سے یزید بن زریع نے حدیث بیان کی ان سے سعید نے حدیث بیان کی ان سے قتادہ نے ان سے انسؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مرتبہ ایک ہی رات میں اپنی تمام بیویوں کے پاس گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نو بیویاں تھیں اور مجھ سے خلیفہ نے بیان کیا ان سے یزید بن زریع نے حدیث بیان کی ان سے سعید نے حدیث بیان کی ان سے قتادہ نے اور ان سے انسؓ نے حدیث بیان کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالہ سے:

← حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَكَمِ الأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ رَقَبَةَ عَنْ طَلْحَةَ الْيَامِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ هَلْ تَزَوَّجْتَ قُلْتُ لاَ قَالَ فَتَزَوَّجْ فَإِنَّ خَيْرَ هَذِهِ الأُمَّةِ أَكْثَرُهَا نِسَاءً

ترجمہ۔ ہم سے علی بن حکم انصاری نے حدیث بیان کی ان سے ابو عوانہ نے حدیث بیان کی ان سے رقبہ نے ان سے طلحہ الیامی نے ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ مجھ سے ابن عباسؓ نے دریافت فرمایا کیا تم نے شادی کر لی ہے؟ میں نے عرض کی کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا شادی کر لو کیونکہ اس امت میں بہتر وہ شخص ہے جس کی بیویاں زیادہ ہوں۔

باب مَنْ هَاجَرَ أَوْ عَمِلَ خَيْرًا لِتَزْوِيجِ امْرَأَةٍ فَلَهُ مَا نَوَى

جس نے کسی عورت سے شادی کی نیت سے ہجرت کی یا کوئی نیک کام کیا تو اسے اس کی نیت کے مطابق بدلہ ملے گا

← حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضي الله عنه قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم الْعَمَلُ بِالنِّيَّةِ ، وَإِنَّمَا لاِمْرِئٍ مَا نَوَى ، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ صلى الله عليه وسلم وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا ، فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ

ترجمہ۔ ہم سے یحییٰ بن قزعہ نے حدیث بیان کی ان سے مالک نے حدیث بیان کی ان سے یحییٰ بن سعید نے ان سے محمد بن ابراہیم بن حارث نے ان سے علقمہ بن وقاص نے اور ان سے عمر بن خطابؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عمل کا دارومدار نیت پر ہوتا ہے اور ہر شخص کو وہی ملتا ہے جس کی وہ نیت کرتا ہے اس لیے جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے ہوگی اسے اللہ اور اسکے رسول کی خوشنودی حاصل ہوگی لیکن جس کی ہجرت دنیا حاصل کرنے کی نیت سے یا کسی عورت سے شادی کرنے کے ارادہ سے ہوگی اس کی ہجرت اسی کیلئے ہے جس کے لئے اس نے ہجرت کی۔

باب تَزْوِيجِ الْمُعْسِرِ الَّذِي مَعَهُ الْقُرْآنُ وَالإِسْلَامُ

ایسے تنگدست کی شادی کرانا جس کے پاس صرف قرآن مجید اور اسلام ہے

فِيهِ سَهْلٌ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم

اس باب میں سہلؓ کی بھی ایک حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطہ سے ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي قَيْسٌ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنَّا نَغْزُو مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَلَيْسَ لَنَا نِسَاءٌ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا نَسْتَخْصِي فَنَهَانَا عَنْ ذَلِكَ

ترجمہ۔ ہم سے محمد ابن مثنیٰ نے حدیث بیان کی ان سے یحییٰ نے حدیث بیان کی ان سے اسماعیل نے حدیث بیان کی ان سے قیس نے حدیث بیان کی اور ان سے ابن مسعودؓ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غزوے کرتے تھے اور ہمارے ساتھ بیویاں نہیں تھیں' اس لیے ہم نے کہا کہ یا رسول اللہ! ہم اپنے آپ کو خصی کیوں نہ کر لیں آنحضور نے ہمیں اس سے منع فرمایا!

باب قَوْلِ الرَّجُلِ لِأَخِيهِ انْظُرْ

کسی شخص کا اپنے بھائی سے یہ کہنا کہ تم پسند کرلو

أَيَّ زَوْجَتَيَّ شِئْتَ حَتَّى أَنْزِلَ لَكَ عَنْهَا رَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ

تم میری جس بیوی کو بھی چاہو گے میں اسے تمہارے لیے طلاق دے دوں گا۔ اس کی روایت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے بھی ہے۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس باب سے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اگر ایک آدمی کی دو بیویاں ہیں اور وہ اپنے کسی دوست کے لیے ایثار کرنا چاہتا ہے اور کہتا ہے کہ تم میری دونوں بیویوں کو دیکھ لو اور جسے پسند کرو میں اس کو طلاق دے دیتا ہوں تم اس سے نکاح کر لینا۔ ایسی صورت میں اس آدمی کے نکاح کی خاطر عورتوں کو دیکھ لینا درست ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بیوی کے باب میں اس طرح کے ایثار کے جواز کی طرف بھی اشارہ کرنا چاہتے ہیں چاہے بیویاں دو ہوں یا ایک' دو ہوں تو بات بالکل واضح ہے اور اگر ایک ہو تو بھی جائز ہے۔ مثلاً کسی آدمی کی عمر ساٹھ سے اوپر ہے جبکہ اس کی بیوی بیس پچیس سال کی عمر کی ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ میں تو ویسے بھی عنقریب رخصت ہونے والا ہوں اس لیے وہ اگر کسی کو اس طرح کی پیشکش کردے تو یہ جائز ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَدِمَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ فَآخَى النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيِّ وَعِنْدَ الْأَنْصَارِيِّ امْرَأَتَانِ ، فَعَرَضَ عَلَيْهِ أَنْ يُنَاصِفَهُ أَهْلَهُ وَمَالَهُ فَقَالَ بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ دُلُّونِي عَلَى السُّوقِ ، فَأَتَى السُّوقَ فَرَبِحَ شَيْئًا مِنْ أَقِطٍ وَشَيْئًا مِنْ سَمْنٍ فَرَآهُ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم بَعْدَ أَيَّامٍ وَعَلَيْهِ وَضَرٌ مِنْ صُفْرَةٍ فَقَالَ مَهْيَمْ يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ

فَقَالَ تَزَوَّجْتُ اَنْصَارِيَّةً قَالَ فَمَا سُقْتَ قَالَ وَزْنَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن کثیر نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے ان سے حمید طویل نے بیان کیا کہ میں نے انس بن مالکؓ سے سنا بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن عوفؓ (ہجرت کر کے مدینہ) آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے اور سعد انصاریؓ کے ساتھ دو بیویاں تھیں انہوں نے عبدالرحمٰنؓ سے کہا کہ وہ ان کے اہل (بیوی) اور مال میں سے آدھا لے لیں۔ اس پر عبدالرحمٰنؓ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اہل اور آپ کے مال میں برکت دے مجھے تو بازار کا راستہ بتا دو۔ چنانچہ آپ بازار آئے اور یہاں آپ نے کچھ پنیر اور کچھ گھی کا نفع کمایا۔ چند دنوں کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر زرد رنگ کی چکناہٹ کا اثر دیکھ کر دریافت فرمایا کہ عبدالرحمٰن یہ کیا ہے! انہوں نے عرض کی کہ میں نے ایک انصاری خاتون سے شادی کر لی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ انہیں مہر کیا دیا؟ عرض کی کہ ایک گٹھلی برابر سونا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر ولیمہ کرو خواہ ایک بکری ہی کا ہو۔

تشریح کلماتِ حدیث

"اقِط" پنیر کو کہتے ہیں۔ "وَضَر": ایک خاص قسم کی خوشبو مراد ہے جو زرد رنگ کی ہوتی تھی اور عموماً شادی کے موقع پر استعمال کی جاتی تھی۔ "مَهْيَم: ای ماحالک و ماشانک؟" "فَمَا سُقْتَ": کھینچنا کھینچ کر لے جانا۔ "فما سقت الیھا" یعنی تو نے اس عورت کو کیا دیا۔ "وزن نواة من ذهب: وهو اسم لخمسة دراهم ای مقدار خمسة دراهم وزنا من الذهب"

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّبَتُّلِ وَالْخِصَاءِ

عبادت کے لیے نکاح سے گریز اور اپنے آپ کو خصی بنانا پسندیدہ نہیں ہے

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُولُ رَدَّ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم عَلَى عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ التَّبَتُّلَ، وَلَوْ أَذِنَ لَهُ لَاخْتَصَيْنَا. حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُولُ لَقَدْ رَدَّ ذَلِكَ يَعْنِي النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم عَلَى عُثْمَانَ، وَلَوْ أَجَازَ لَهُ التَّبَتُّلَ لَاخْتَصَيْنَا

ترجمہ۔ ہم سے احمد بن یونس نے حدیث بیان کی ان سے ابراہیم بن سعد نے حدیث بیان کی انہیں ابن شہاب نے خبر دی ان سے سعید بن مسیب نے سنا۔ بیان کیا کہ میں نے سعد بن ابی وقاصؓ سے سنا۔ آپ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبتل (عبادت کے لئے نکاح نہ کرنا) کی زندگی سے منع فرمایا تھا۔ اگر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں اجازت دے دیتے تو ہم بھی اپنی شہوانی خواہشات کو دبا دیتے۔ ہم سے ابوالیمان نے حدیث بیان کی۔ انہیں شعیب نے خبر دی ان سے زہری نے بیان کیا انہیں سعید بن مسیب نے خبر دی اور انہوں نے سعد بن ابی وقاصؓ سے سنا آپ نے بیان کیا کہ آپ نے تبتل کی اجازت نہیں دی تھی۔ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عثمانؓ کو اس کی اجازت نہیں دی تھے۔ اگر آنحضور

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں تبتل کی اجازت دیتے تو ہم بھی اپنی شہوانی خواہشات کو دبا دیتے:

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ كُنَّا نَغْزُو مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم وَلَيْسَ لَنَا شَيْءٌ فَقُلْنَا أَلاَ نَسْتَخْصِي فَنَهَانَا عَنْ ذَلِكَ ثُمَّ رَخَّصَ لَنَا أَنْ نَنْكِحَ الْمَرْأَةَ بِالثَّوْبِ، ثُمَّ قَرَأَ عَلَيْنَا (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لاَ تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ وَلاَ تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لاَ يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ)

ترجمہ۔ ہم سے قتیبہ بن سعید نے حدیث بیان کی ان سے جریر نے حدیث بیان کی ان سے اسماعیل نے ان سے قیس نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ ابن مسعودؓ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غزوے کیا کرتے تھے اور ہمارے پاس کچھ بھی نہیں تھا اس لئے ہم نے عرض کی۔ ہم اپنے آپ کو خصی کیوں نہ کرالیں۔ لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں اس سے منع فرمایا پھر ہمیں اس کی اجازت دیدی کہ ہم کسی عورت سے ایک کپڑے پر (ایک مدت تک کے لئے) نکاح کرلیں۔ آپ نے ہمیں قرآن مجید کی ایک آیت پڑھ کر سنائی کہ "ایمان لانے والو! وہ پاکیزہ چیزیں مت حرام کرو جو تمہارے لیے اللہ نے حلال کی ہیں اور حد سے تجاوز نہ کرو بلاشبہ اللہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا"۔

وَقَالَ أَصْبَغُ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضى الله عنه قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي رَجُلٌ شَابٌّ وَأَنَا أَخَافُ عَلَى نَفْسِي الْعَنَتَ وَلاَ أَجِدُ مَا أَتَزَوَّجُ بِهِ النِّسَاءَ، فَسَكَتَ عَنِّي، ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذَلِكَ، فَسَكَتَ عَنِّي ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذَلِكَ، فَسَكَتَ عَنِّي ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذَلِكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَا أَبَا هُرَيْرَةَ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا أَنْتَ لاَقٍ، فَاخْتَصِ عَلَى ذَلِكَ أَوْ ذَرْ

ترجمہ:۔ اور اصبغ نے کہا کہ مجھے ابن وہب نے خبر دی انہیں یونس بن یزید نے انہی ابن شہاب نے انہیں ابوسلمہ نے اور ان سے ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ! میں نوجوان ہوں اور مجھے اپنے پر زنا کا خوف رہتا ہے۔ میرے پاس کوئی چیز ایسی بھی نہیں جس پر میں کسی عورت سے شادی کرلوں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری یہ بات سنکر خاموش رہے۔ دوبارہ میں نے اپنی یہی بات دہرائی۔ لیکن آپ اس مرتبہ بھی خاموش رہے۔ سہ بارہ میں نے عرض کی آپ پھر بھی خاموش رہے۔ میں نے چوتھی مرتبہ عرض کی تو آپ نے ارشاد فرمایا اے ابوہریرہ! جو کچھ تم کروگے اسے (لوح محفوظ میں) لکھ کر قلم خشک ہو چکا ہے۔ خواہ تم خصی ہو جاؤ یا باز رہو۔

بَاب نِكَاحِ الأَبْكَارِ (کنواریوں کا نکاح)

وَقَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِعَائِشَةَ لَمْ يَنْكِحِ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِكْرًا غَيْرَكِ

ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ ابن عباسؓ نے عائشہؓ سے فرمایا آپکے سوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کنواری لڑکی سے شادی نہیں کی:

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضى الله عنها قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ لَوْ نَزَلْتَ وَادِيًا وَفِيهِ شَجَرَةٌ قَدْ أُكِلَ مِنْهَا، وَوَجَدْتَ شَجَرًا لَمْ يُؤْكَلْ مِنْهَا، فِي أَيِّهَا

کُنْتَ تُرْتِعُ بَعِيرَكَ قَالَ فِي الَّذِي لَمْ يُرْتَعْ مِنْهَا تَعْنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم لَمْ يَتَزَوَّجْ بِكْرًا غَيْرَهَا

ترجمہ۔ ہم سے اسماعیل بن عبداللہ نے حدیث بیان کی۔ کہا کہ مجھ سے میرے بھائی نے حدیث بیان کی' ان سے سلیمان نے' ان سے ہشام بن عروہ نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہؓ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ کا کیا خیال ہے اگر آپ کسی وادی میں اتریں اور اس میں ایک درخت ایسا ہو جس میں سے کھایا جا چکا ہو اور ایک درخت ایسا ہو جس میں سے کچھ بھی نہ کھایا گیا ہو تو آپ اپنا اونٹ ان درختوں میں سے کس درخت میں چرائیں گے؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس درخت میں جس میں سے ابھی چرایا نہیں گیا ہوگا۔ آپ کا اشارہ اس طرف تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے سوا کسی کنواری لڑکی سے شادی نہیں کی۔

← حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم أُرِيتُكِ فِي الْمَنَامِ مَرَّتَيْنِ ، إِذَا رَجُلٌ يَحْمِلُكِ فِي سَرَقَةِ حَرِيرٍ فَيَقُولُ هَذِهِ امْرَأَتُكَ ، فَأَكْشِفُهَا فَإِذَا هِيَ أَنْتِ ، فَأَقُولُ إِنْ يَكُنْ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ يُمْضِهِ

ترجمہ۔ ہم سے عبید بن اسماعیل نے حدیث بیان کی۔ ان سے اسامہ نے حدیث بیان کی' ان سے ہشام نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے خواب میں دو مرتبہ تم دکھائی گئیں' ایک شخص تمہاری صورت ریشمی کپڑے میں اٹھائے ہوئے ہے اور کہتا ہے کہ یہ آپ کی بیوی ہے۔ میں نے ریشمی کپڑے کو کھولا تو اس میں تم تھیں۔ میں نے خیال کیا کہ اگر یہ خواب اللہ کی طرف سے ہے تو وہ ایسا ہی کرے گا۔

باب الثَّيِّبَاتِ (بیاہی عورتیں)

وَقَالَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ قَالَ لِي النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم لاَ تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلاَ أَخَوَاتِكُنَّ

ام المومنین ام حبیبہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (اپنی ازواج کو مخاطب کرکے) فرمایا۔ اپنی بیٹیاں اور بہنیں مجھ سے نکاح کے لئے مت پیش کرو۔

← حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَفَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم مِنْ غَزْوَةٍ فَتَعَجَّلْتُ عَلَى بَعِيرٍ لِي قَطُوفٍ ، فَلَحِقَنِي رَاكِبٌ مِنْ خَلْفِي ، فَنَخَسَ بَعِيرِي بِعَنَزَةٍ كَانَتْ مَعَهُ ، فَانْطَلَقَ بَعِيرِي كَأَجْوَدِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنَ الإِبِلِ ، فَإِذَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ مَا يُعْجِلُكَ قُلْتُ كُنْتُ حَدِيثَ عَهْدٍ بِعُرْسٍ قَالَ بِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا قُلْتُ ثَيِّبٌ قَالَ فَهَلاَّ جَارِيَةً تُلاَعِبُهَا وَتُلاَعِبُكَ قَالَ فَلَمَّا ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ قَالَ أَمْهِلُوا حَتَّى تَدْخُلُوا لَيْلاً أَيْ عِشَاءً لِكَيْ تَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ وَتَسْتَحِدَّ الْمُغِيبَةُ

ترجمہ۔ ہم سے ابوالنعمان نے حدیث بیان کی ان سے ہشیم نے حدیث بیان کی' ان سے سیار نے حدیث بیان کی' ان سے شعبی نے اور ان سے جابر بن عبداللہؓ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک غزوے سے واپس ہو رہے تھے۔ میں اپنے اونٹ کو جو سست تھا' تیز چلانے کی کوشش کر رہا تھا' اتنے میں میرے پیچھے سے ایک سوار مجھ سے آملا اور اپنا نیزہ میرے اونٹ کو چبھو دیا۔ اس کی وجہ سے میرا اونٹ چل پڑا' جیسا کہ کسی عمدہ قسم کے اونٹ کی چال تم نے

دیکھی ہوگی۔ اچانک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مل گئے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا جلدی کیوں کر رہے ہو؟ میں نے عرض کی ابھی میری شادی نئی ہوئی ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کنواری سے یا شادی شدہ سے؟ میں نے عرض کی کہ شادی شدہ سے۔ آنحضور نے اس پر فرمایا کہ کسی کنواری سے کیوں نہ کی تم اس کے ساتھ کھیل کود کرتے اور وہ تمہارے ساتھ کرتی۔ (جابرؓ بھی کنوارے تھے) بیان کیا کہ پھر جب ہم مدینہ میں داخل ہونے والے تھے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تھوڑی دیر ٹھہر جاؤ اور رات ہو جائے تب داخل ہو۔ تا کہ پریشان بالوں والی کنگھا کر لے اور جن کے شوہر موجود نہیں تھے وہ اپنے بال صاف کر لیں۔

← حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَارِبٌ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رضی الله عنهما يَقُولُ تَزَوَّجْتُ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مَا تَزَوَّجْتَ فَقُلْتُ تَزَوَّجْتُ ثَيِّبًا فَقَالَ مَا لَكَ وَلِلْعَذَارَى وَلِعَابِهَا فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعَمْرِو بْنِ دِينَارٍ فَقَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم هَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ

ترجمہ۔ ہم سے آدم نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی۔ ان سے محارب نے حدیث بیان کی کہا کہ میں نے جابر بن عبداللہؓ سے سنا۔ آپ نے بیان کیا کہ میں نے شادی کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ کس سے شادی کی ہے؟ میں نے عرض کی کہ ایک شادی شدہ عورت سے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کنواری سے اور اس کے ساتھ کھیل کود سے تو نے کیوں پرہیز کیا۔ محارب نے بیان کیا کہ پھر میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد عمرو بن دینار سے بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے جابر بن عبداللہؓ سے سنا ہے مجھ سے انہوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد اس طرح بیان کیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا "تم نے کسی کنواری سے شادی کیوں نہ کی تم بھی اس کے ساتھ کھیل کود کرتے اور وہ بھی تمہارے ساتھ کھیلتی۔

باب تَزْوِيجِ الصِّغَارِ مِنَ الْكِبَارِ (کم عمر کی زیادہ عمر والے کے ساتھ شادی)

← حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ عَنْ عِرَاكٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم خَطَبَ عَائِشَةَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ إِنَّمَا أَنَا أَخُوكَ، فَقَالَ أَنْتَ أَخِي فِي دِينِ اللّٰهِ وَكِتَابِهِ وَهِيَ لِي حَلَالٌ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی ان سے لیث نے حدیث بیان کی ان سے یزید نے ان سے عراک نے اور ان سے عروہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عائشہؓ کے رشتہ کے لئے ابو بکرؓ سے کہا۔ ابو بکرؓ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ میں آپ کا بھائی ہوں آنحضور نے فرمایا کہ اللہ کے دین اور اس کی کتاب کے مطابق تم میرے بھائی ہو اور عائشہ (رضی اللہ عنہا) میرے لئے حلال ہے۔

باب إِلَى مَنْ يَنْكِحُ (کس سے نکاح کیا جائے؟)

وَأَيُّ النِّسَاءِ خَيْرٌ، وَمَا يُسْتَحَبُّ أَنْ يَتَخَيَّرَ لِنُطَفِهِ مِنْ غَيْرِ إِيجَابٍ

اور کون عورت بہتر ہے اور مرد کے لئے کس عورت کو اپنی نسل کے لئے اپنی رفیقہ حیات بنانا مستحب ہے

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں ترجمۃ الباب میں تین احکام ذکر فرمائے ہیں۔

۱۔ پہلا مسئلہ ہے "الی من ینکح" کس عورت کے ساتھ نکاح کرے۔

۲۔ دوسرا مسئلہ ہے "ایّ النساء خیر" کون سی عورت بہتر ہے۔

۳۔ تیسرا مسئلہ ہے "ما یستحب ان یتخیر لنطفہ" جو مستحب ہے اپنی نسل کے لیے اس کو اختیار کیا جائے یعنی اپنی نسل کے لیے عمدہ قسم کی عورتوں کو منتخب کرے۔

"الی من ینکح" سے پہلے عبارت محذوف ہے۔ "ای اذا اراد ان یتزوج ینتھی امرہ الی من ینکح" یعنی جو شخص شادی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا انتہائے امر یہ ہوتا ہے کہ وہ کون سی عورت کے ساتھ نکاح کرے۔

"من غیر ایجاب" یعنی ترجمۃ الباب میں جو تین مسائل کا بیان ہے یہ استحباب کے درجہ میں ہیں واجب نہیں۔

یہاں حدیث الباب میں قریش کی عورتوں کو خیر نساء کہا گیا جبکہ خیر نساء حضرت مریم علیہا السلام کو بھی کہا گیا ہے تو بظاہر دونوں میں تعارض ہے۔ اس کا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ قریشی عورتوں کو اپنے زمانہ کے اعتبار سے خیر نساء کہا گیا ہے۔ مطلقاً خیر نساء نہیں کہا گیا۔ لہٰذا اس سے حضرت مریم علیہا السلام پر قریشی عورتوں کی فضیلت لازم نہیں آتی۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم قَالَ خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الْإِبِلَ صَالِحُو نِسَاءِ قُرَيْشٍ، أَحْنَاهُ عَلَى وَلَدٍ فِي صِغَرِهِ وَأَرْعَاهُ عَلَى زَوْجٍ فِي ذَاتِ يَدِهِ

ترجمہ۔ ہم سے ابوالیمان نے حدیث بیان کی انہیں شعیب نے خبر دی ان سے ابوالزناد نے حدیث بیان کی ان سے اعرج نے اور ان سے ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اونٹ پر سوار ہونے والی (عرب) عورتوں میں بہترین عورت قریش کی صالح عورت ہے اپنے بچے سے بہت زیادہ محبت کرنے والی اور اپنے شوہر کے مال میں اس کی بہت عمدہ نگہبان و نگران۔

بَاب اتِّخَاذِ السَّرَارِيِّ (باندیوں کو ہم بستری کے لئے منتخب کرنا)

وَمَنْ أَعْتَقَ جَارِيَتَهُ ثُمَّ تَزَوَّجَهَا اور اس شخص کا ثواب جس نے اپنی باندی کو آزاد کیا اور پھر اس سے شادی کر لی:

"اَلسَّرَارِیُّ" یہ "سُرِیَّۃ" (سین کے ضمہ را مشددہ مکسورہ کے ساتھ) کی جمع ہے۔ اس کی اصل سر اور سر جماع کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ "سر" راز کو اور اس چیز کو بھی کہتے ہیں جس کو چھپایا جائے چونکہ باندی کے ساتھ عام طور سے جماع بیوی سے چھپ کر کیا جاتا تھا اسی مناسبت سے باندی کو "سُرِیَّہ" کہا جاتا تھا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس ترجمۃ الباب سے جماع کے لیے اپنے پاس باندیاں رکھنے کے جواز کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں۔

"ومن اعتق جاریتہ ثم تزوجھا"

یہ ترجمۃ الباب میں دوسرا مسئلہ بیان فرمایا کہ کوئی شخص باندی کو آزاد کر کے پھر اس کے ساتھ شادی کر لے یہ نہ صرف جائز ہے بلکہ بہتر ہے۔ چنانچہ حدیث میں اس کی فضیلت آئی ہے۔ بعض حضرات صحابہ وتابعین کو یہ حدیث معلوم نہ تھی اس لیے انہوں نے ابتداء اس کو مکروہ سمجھا۔

یہاں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کراہت کی تردید کرنا چاہتے ہیں اور روایت سے یہ ثابت کر رہے ہیں کہ باندی کو آزاد کر کے اس کے ساتھ نکاح میں نہ صرف یہ کہ کوئی حرج نہیں بلکہ اس میں تو دُہرا ثواب ہے۔

← حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ صَالِحٍ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا الشَّعْبِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم أَيُّمَا رَجُلٍ كَانَتْ عِنْدَهُ وَلِيدَةٌ فَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا، وَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا، ثُمَّ أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ، وَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِنَبِيِّهِ وَآمَنَ بِي فَلَهُ أَجْرَانِ، وَأَيُّمَا مَمْلُوكٍ أَدَّى حَقَّ مَوَالِيهِ وَحَقَّ رَبِّهِ فَلَهُ أَجْرَانِ قَالَ الشَّعْبِيُّ خُذْهَا بِغَيْرِ شَيْءٍ قَدْ كَانَ الرَّجُلُ يَرْحَلُ فِيمَا دُونَهُ إِلَى الْمَدِينَةِ وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أَعْتَقَهَا ثُمَّ أَصْدَقَهَا

ترجمہ۔ ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے حدیث بیان کی ان سے عبدالواحد نے حدیث بیان کی ان سے صالح بن صالح ہمدانی نے حدیث بیان کی ان سے شعبی نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے ابوہریرہ نے حدیث بیان کی۔ بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص کے پاس بھی کوئی باندی ہو وہ اسے تعلیم دے اور خوب اچھی طرح دے اسے ادب سکھائے اور پوری نرمی اور لگن کے ساتھ سکھائے اور اس کے بعد اسے آزاد کر کے اس سے شادی کر لے تو اسے دُہرا ثواب ملتا ہے اور اہل کتاب میں سے جو شخص بھی اپنے نبی پر ایمان رکھتا ہو اور پھر مجھ پر بھی ایمان لائے تو اسے دہرا ثواب ملتا ہے اور جو غلام اپنے آقا کے حقوق بھی ادا کرتا ہے اور اپنے رب کے حقوق بھی ادا کرتا ہے اسے دُہرا ثواب ملتا ہے۔ شعبی نے (اپنے شاگرد سے اس حدیث کو سنانے کے بعد) فرمایا کہ بغیر کسی مشقت اور محنت کے اسے سیکھ لو۔ اس سے پہلے طالبعلموں کو اس سے کم کے لئے مدینہ تک کا سفر کرنا پڑتا تھا اور ابوبکر نے بیان کیا ان سے ابوحصین نے ان سے ابوبردہ نے ان سے ان کے والد نے اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ "اس شخص نے باندی کو آزاد کیا (نکاح کرنے کے لئے) اور یہی آزادی اس کا مہر رکھا:

قال الشعبي خذها بغير شيىءٍ قد كان الرجل يرحل فيما دونها الى المدينةِ

عامر شعبی جو صالح بن صالح کے شیخ ہیں۔ یہ ان کا قول ہے۔ انہوں نے یہ حدیث بیان کی اور پھر فرمایا کہ یہ روایت مفت میں لے لو یعنی بغیر کسی دنیاوی عوض کے لے لو۔ حالانکہ آدمی اس سے کم درجہ کی حدیثوں کے لیے مدینہ منورہ تک کا سفر کیا کرتا تھا۔

یہاں ظاہر عبارت سے یہ غلط فہمی ہو جاتی ہے کہ حضرت عامر شعبی نے یہ بات اپنے شاگرد صالح بن صالح سے کہی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ بات آپ نے ایک خراسانی شخص سے کہی ہے' خراسانی نے حضرت شعبی سے کہا تھا کہ اگر کوئی آدمی اپنی باندی آزاد کر کے اس کے ساتھ شادی کر لے تو ہمارے ہاں لوگ اسے اچھا نہیں سمجھتے تو اس کے اس سوال پر حضرت شعبی نے یہ روایت سنائی اور اسے کہا کہ یہ قیمتی روایت بغیر عوض کے لے لو۔

وقال ابوبکر، عن ابی حصین، عن ابی بردہ عن ابیہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اعتقها ثم اصدقها

یہ تعلیق ہے۔ ابوداؤد طیالسی نے اپنی مسند میں اس تعلیق کوموصولاً نقل کیا ہے۔

اوپر موسیٰ بن اسماعیل کی جو روایت گزری ہے اس میں "ثم اعتقها وتزوجها" کے الفاظ ہیں اور ابوبکر کی روایت میں "اعتقها ثم اصدقها" کے الفاظ ہیں۔ یعنی اس کو آزاد کردے اور پھر اس کو مہر ادا کرے۔ اس روایت میں مہر ادا کرنے کی تصریح ہے۔ پہلی روایت میں یہ مفہوم ظاہر ہورہا ہے کہ آزادی اور عتق ہی کو مہر قرار دیا گیا لیکن اس روایت میں تصریح کردی گئی کہ عتق کے ساتھ ساتھ اس کو مہر بھی دے دے تو اس کے لیے دُہرا اجر ہے۔ عتق مہر بن سکتا ہے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں علماء اور آئمہ کا اختلاف اگلے باب میں آرہا ہے۔

← حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ تَلِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ (قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم) لَمْ يَكْذِبْ إِبْرَاهِيمُ إِلَّا ثَلَاثَ كَذَبَاتٍ بَيْنَمَا إِبْرَاهِيمُ مَرَّ بِجَبَّارٍ وَمَعَهُ سَارَةُ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ فَأَعْطَاهَا هَاجَرَ قَالَتْ كَفَّ اللّٰهُ يَدَ الْكَافِرِ وَأَخْدَمَنِي آجَرَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَتِلْكَ أُمُّكُمْ يَا بَنِي مَاءِ السَّمَاءِ

ترجمہ۔ ہم سے سعید بن تلید نے حدیث بیان کی، کہا کہ مجھے ابن وہب نے خبر دی، کہا کہ مجھے جریر بن حازم نے خبر دی، انہیں ایوب نے، انہیں محمد نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہم سے سلیمان نے حدیث بیان کی ان سے حماد بن زید نے ان سے ایوب نے، ان سے محمد نے، اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کی زبان سے تین مرتبہ کے سوا کبھی ذومعنی بات نہیں نکلی، ایک مرتبہ آپ ایک ظالم بادشاہ کی سلطنت سے گذرے آپ کے ساتھ آپ کی بیوی سارہ تھیں۔ پھر پوری حدیث بیان کی (کہ بادشاہ سے آپ نے سارہؓ کو اپنی بہن یعنی دینی بہن کہا) اس بادشاہ نے پھر سارہؓ کو ہاجر (ہاجرہؓ) کو دیا۔ سارہؓ نے (ابراہیمؑ سے) کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کافر کے ہاتھ کو روک دیا اور آجر (ہاجرہؓ) کو میری خدمت کے لئے دلوایا۔ ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ یہی (ہاجرہؓ) تمہاری ماں ہیں۔ اے آسمان کے پانی کے بیٹو! (یعنی اہل عرب)

تشریح حدیث

فتلک امکم یابنی ماء السماء

یہ جملہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ہاجرہ کے متعلق اہل عرب سے خطاب کرکے فرمایا کیونکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام حضرت ہاجرہ کے بطن سے تھے اور عرب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ یعنی "انکم تتعاظمون فی انفسکم وتلک امکم" مطلب یہ ہے کہ تم اپنے آپ کو بہت عظیم سمجھتے ہو جبکہ تمہاری والدہ ایک باندی تھی۔ "بنو

ماء السماء" اس لیے کہا کہ حضرت اسماعیل کا نسب بہت طاہر اور پاک تھا تو جس طرح آسمان کا پانی ہر قسم کی آلودگی سے پاک ہوتا ہے اسی طرح ان اہل عرب کا نسب بھی پاک طاہر اور شکوک وشبہات کی آلائش سے صاف تھا۔

بعض نے اس کی ایک اور وجہ بھی لکھی ہے کہ عرب دراصل پانی کی تلاش اور جستجو میں رہتے تھے جہاں بارش ہوتی اور پانی جمع ہوتا وہیں پڑاؤ ڈال دیتے۔ اس مناسبت سے انہیں "بنو ماء السماء" کہا۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رضی الله عنه قَالَ أَقَامَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بَيْنَ خَيْبَرَ وَالْمَدِينَةِ ثَلاَثًا يُبْنَى عَلَيْهِ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِينَ إِلَى وَلِيمَتِهِ فَمَا كَانَ فِيهَا مِنْ خُبْزٍ وَلاَ لَحْمٍ، أُمِرَ بِالأَنْطَاعِ فَأَلْقَى فِيهَا مِنَ التَّمْرِ وَالأَقِطِ وَالسَّمْنِ فَكَانَتْ وَلِيمَتَهُ، فَقَالَ الْمُسْلِمُونَ إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ أَوْ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينُهُ، فَقَالُوا إِنْ حَجَبَهَا فَهِيَ مِنْ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ، وَإِنْ لَمْ يَحْجُبْهَا فَهِيَ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينُهُ، فَلَمَّا ارْتَحَلَ وَطَّى لَهَا خَلْفَهُ وَمَدَّ الْحِجَابَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ النَّاسِ

ترجمہ۔ ہم سے قتیبہ نے حدیث بیان کی ان سے اسماعیل بن جعفر نے حدیث بیان کی ان سے حمید نے اور ان سے انسؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر اور مدینہ کے درمیان تین دن تک قیام کیا اور یہیں ام المومنین صفیہ بنت حییؓ کے ساتھ خلوت کی۔ پھر میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ولیمہ کی مسلمانوں کو دعوت دی اس دعوت ولیمہ میں نہ روٹی تھی اور نہ گوشت تھا۔ دستر خوان بچھانے کا حکم ہوا اور اس پر کھجور، پنیر اور گھی رکھ دیا گیا اور یہی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ولیمہ تھا۔ بعض مسلمانوں نے پوچھا کہ صفیہ امہات المومنین میں سے ہیں (یعنی آنحضور نے ان سے نکاح کیا ہے) یا باندی کی حیثیت سے آپ نے ان کے ساتھ خلوت کی ہے؟ اس پر کچھ لوگوں نے کہا کہ اگر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے لئے پردہ کا انتظام کریں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ امہات المومنین میں سے ہیں اور اگر پردہ کا اہتمام نہ کریں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ باندی کی حیثیت سے آپ کے ساتھ ہیں۔ پھر جب کوچ کا وقت ہوا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے اپنی سواری پر بیٹھنے کے لئے جگہ بنائی اور آپ کے لئے پردہ ڈالا تا کہ لوگوں کو نظر نہ آئیں۔

باب مَنْ جَعَلَ عِتْقَ الأَمَةِ صَدَاقَهَا

جس نے باندی کی آزادی کو اس کا مہر قرار دیا..... کیا عتق کو مہر بنایا جا سکتا ہے؟

اس میں اختلاف ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عتق کو مہر بنایا جا سکتا ہے۔ وہ حدیث باب سے استدلال کر سکتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی اور امام مالک رحمہم اللہ کے نزدیک عتق کو مہر بنانا جائز نہیں۔

جمہور حدیث باب کے مختلف جواب دیتے ہیں:

۱۔ ایک جواب یہ دیا گیا ہے کہ "وجعل عتقها وصداقها" حضرت انس کا اپنا قول ہے۔ انہوں نے اپنی رائے کے مطابق یہ جملہ کہا۔

لیکن یہ جواب ضعیف ہے کیونکہ طبرانی کی روایت میں خود حضرت صفیہ کا قول ہے......

"عتقنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وجعل عتقی صداقی"

۲۔امام مزنی رحمۃ اللہ علیہ نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے یحییٰ بن اکثم سے نقل کیا ہے کہ عتق کو مہر بنانا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں داخل ہے۔امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں شمار کیا ہے۔لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ کسی کے لیے جائز نہیں۔

۳۔حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ عتاق علیٰ شرط التزویج تھا یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شرط کے ساتھ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے شادی کریں گے اور جب اس طرح نکاح ہوتا ہے تو باندی کی قیمت مہر شمار ہوا کرتی ہے۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی قیمت کو ان کا مہر قرار دیا اور چونکہ قیمت معلوم تھی اس لیے اسے مہر بنانے میں کوئی مضائقہ نہیں تھا۔

← حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ وَشُعَيْبِ بْنِ الْحَبْحَابِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَعْتَقَ صَفِيَّةَ ، وَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا

ترجمہ۔ہم سے قتیبہ بن سعید نے حدیث بیان کی اُن سے حماد نے حدیث بیان کی ان سے ثابت اور شعیب بن حجاب نے اور ان سے انس بن مالکؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صفیہؓ کو آزاد کیا اور ان کی آزادی کو ان کا مہر قرار دیا۔

باب تَزْوِيجِ الْمُعْسِرِ لِقَوْلِهِ تَعَالَى إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ

تنگ دست کا نکاح کرانا

اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی روشنی میں کہ" اگر وہ تنگ دست ہیں تو اپنے فضل سے اللہ انہیں مالدار کر دیگا

اس سے پہلے ایک ترجمہ گزرا ہے "باب تزویج المعسر الذی معه القرآن والاسلام" دونوں ترجموں میں فرق ظاہر ہے کہ ماقبل والا ترجمہ خاص ہے کیونکہ اس میں "الذی معه القرآن والاسلام" کی قید ہے اور مذکورہ ترجمہ عام ہے۔امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد یہ ہے کہ تنگدست آدمی سے اگر کوئی نکاح کردے تو یہ جائز ہے۔استدلال میں سورۃ نور کی آیت پیش فرمائی "وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ ۚ إِن يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ"

← حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ جِئْتُ أَهَبُ لَكَ نَفْسِي قَالَ فَنَظَرَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَصَعَّدَ النَّظَرَ فِيهَا وَصَوَّبَهُ ثُمَّ طَأْطَأَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم رَأْسَهُ فَلَمَّا رَأَتِ الْمَرْأَةُ أَنَّهُ لَمْ يَقْضِ فِيهَا شَيْئًا جَلَسَتْ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ فَزَوِّجْنِيهَا فَقَالَ وَهَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ لاَ وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ اذْهَبْ إِلَى أَهْلِكَ فَانْظُرْ هَلْ تَجِدُ شَيْئًا فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لاَ وَاللَّهِ مَا

وَجَدْتُ شَيْئًا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم اُنْظُرْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَلَا خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ وَلٰكِنْ هٰذَا إِزَارِي قَالَ سَهْلٌ مَا لَهُ رِدَاءٌ فَلَهَا نِصْفُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم مَا تَصْنَعُ بِإِزَارِكَ إِنْ لَبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ وَإِنْ لَبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ شَيْءٌ فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتّٰى إِذَا طَالَ مَجْلِسُهُ قَامَ فَرَآهُ رَسُولُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم مُوَلِّيًا فَأَمَرَ بِهِ فَدُعِيَ فَلَمَّا جَاءَ قَالَ مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ مَعِي سُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ كَذَا عَدَّدَهَا فَقَالَ تَقْرَؤُهُنَّ عَنْ ظَهْرِ قَلْبِكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ اذْهَبْ فَقَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ

ترجمہ۔ہم سے قتیبہ نے حدیث بیان کی ان سے عبدالعزیز بن ابی حازم نے حدیث بیان کی ان سے ان کے والد نے اوران سے سہل بن سعد ساعدیؓ نے بیان کیا کہ ایک خاتون نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی کہ یارسول اللہ! میں آپ کی خدمت میں اپنے آپ کو آپ کے لئے وقف کرنے حاضر ہوئی ہوں۔ بیان کیا کہ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نظر اٹھا کر انہیں دیکھا۔ پھر آپ نے نظر کو نیچا کیا اور پھر اپنا سر جھکا لیا۔ جب ان خاتون نے دیکھا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے کوئی فیصلہ نہیں کیا تو بیٹھ گئیں اس کے بعد آپ کے ایک صحابی کھڑے ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر آپ کو ان کی ضرورت نہیں تو ان سے میرا نکاح کر دیجئے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دریافت فرمایا تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ انہوں نے عرض کی کہ نہیں اللہ گواہ ہے یا رسول اللہ! آنحضور نے ان سے فرمایا کہ اپنے گھر جاؤ اور دیکھو۔ ممکن ہے تمہیں کوئی چیز مل جائے وہ گئے اور واپس آگئے اور عرض کی اللہ گواہ ہے میں نے کچھ نہیں پایا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دیکھ لو اگر لوہے کی ایک انگوٹھی بھی مل جائے۔ وہ گئے اور واپس آگئے اور عرض کی اللہ گواہ ہے یارسول اللہ! میرے پاس لوہے کی ایک انگوٹھی بھی نہیں ہے البتہ میرے پاس یہ ایک تہبند ہے انہیں (خاتون کو) اس میں سے آدھا دے دیجئے۔ سہلؓ نے بیان کی کہ ان کے پاس چادر بھی نہیں تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ تمہارے اس تہبند کا کیا کریں گی اگر تم اسے پہنو گے تو ان کے لئے اس میں سے کچھ نہیں بچے گا اور اگر وہ پہن لیں تو تمہارے لئے کچھ نہیں رہے گا اس کے بعد وہ صحابی بیٹھ گئے۔ کافی دیر تک بیٹھے رہنے کے بعد جب وہ کھڑے ہوئے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دیکھا کہ وہ واپس جا رہے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بلوایا۔ جب وہ آئے تو آپ نے دریافت فرمایا کہ تمہیں قرآن مجید کتنا یاد ہے؟ انہوں نے عرض کی کہ فلاں فلاں سورتیں یاد ہیں انہوں نے گن کر بتائیں۔ آنحضور نے پوچھا کیا تم انہیں حافظہ سے پڑھ سکتے ہو؟ انہوں نے عرض کی جی ہاں! آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر جاؤ میں نے انہیں تمہارے نکاح میں دیا اس قرآن کی وجہ سے جو تمہیں یاد ہے۔

جائت امرأة

تشریح حدیث

ابن قصاع نے اس عورت کا نام لکھا ہے کہ مذکورہ عورت خولہ بنت حکیم یا ام شریک تھی اور حدیث پاک میں جس رجل کا ذکر ہے وہ کوئی انصاری صحابی تھا۔

انظر ولو خاتما من حديد

اس جملہ سے بعض حضرات استدلال کرتے ہیں کہ لوہے کی انگوٹھی پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مسلک ہے۔

حنفیہ اور جمہور علماء لوہے کی انگوٹھی کو مکروہ تحریمی کہتے ہیں' ان کا استدلال ابوداؤد کی روایت سے ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو لوہے کی انگوٹھی پہنے ہوئے دیکھا تو فرمایا "مالی اری علیک حلیة اهل النار" اس نے پوچھا کون سی انگوٹھی پہنوں؟ آپ نے فرمایا چاندی کی انگوٹھی پہنو۔

جمہور حدیث باب کا یہ جواب دیتے ہیں کہ لوہے کی انگوٹھی کے ذکر سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے استعمال کرنے کی اجازت دے رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ تھا کہ کوئی معمولی قیمت کی چیز بھی اگر میسر ہو تو وہ لے آؤ۔

قال اذهب فقد مَلَّكْتُكَهَا بما معک من القرآن

حدیث پاک کے اس جملہ سے شافعیہ استدلال کرتے ہیں کہ تعلیم القرآن کو حق مہر بنانا جائز ہے۔

حنفیہ اور جمہور کے نزدیک تعلیم القرآن کو مہر بنانا جائز نہیں' جمہور کا استدلال قرآن کریم کی اس آیت سے ہے "وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ" اس میں ابتغاء بالمال کا حکم دیا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ مہر کے لیے مال متقوم کا ہونا ضروری ہے اور جو مال نہ ہو وہ مہر نہیں بن سکتا اور تعلیم القرآن بھی مال نہیں اس لیے اس کو مہر بنانا جائز نہیں۔

باقی حدیث الباب کے مختلف جواب دیئے گئے ہیں۔

ا۔ تعلیم القرآن کو مہر بنانا متعلقہ صحابی کی خصوصیت تھی۔ چنانچہ اس خصوصیت کی بعض روایات میں تصریح ہے: "ان رسول الله صلى الله عليه وسلم زوّج رجلاً على سورة من القرآن ثم قال: لاتكون لاحد بعدک مهرًا"

۲۔ "بما معک من القرآن" میں باء عوض کی نہیں بلکہ باء سببیت کے لیے ہے اور مطلب یہ ہے کہ "ملکتکها لانک من اهل القرآن" یعنی اہل قرآن ہونے کی وجہ سے تم پر مہر معجل واجب قرار نہیں دیا جاتا۔ البتہ مہر مؤجل قواعد کے مطابق واجب ہوگا۔

باب الأَكْفَاء فِي الدِّين (نکاح میں کفو دین کے اعتبار سے)

وَقَوْلِهِ (وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد؟ اور وہی ہے جس نے انسان کو پانی سے پیدا کیا پھر اسے ددھیال اور سسرال میں تقسیم کیا:

اس ترجمۃ الباب سے یہ بتانا مقصود ہے کہ نکاح کے سلسلہ میں دین کے اندر مشارکت اور مماثلت ضروری ہے۔

اس پر سب کا اتفاق ہے کہ دین میں کفاءت ضروری ہے۔ مسلمان عورت کا کسی کافر مرد سے اور مسلمان مرد کا کسی کافرہ عورت سے نکاح جائز نہیں۔ البتہ اہل کتاب عورتیں اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔

کیا دین کے علاوہ بھی کسی اور چیز میں کفاءت مطلوب ہے؟ اس میں اختلاف ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صرف دین میں ہی کفاءت ضروری ہے۔ اس کے علاوہ کسی اور چیز میں کفاءت ضروری نہیں۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ایک روایت اسی طرح منقول ہے۔ جمہور علماء فرماتے ہیں کہ چار چیزیں ایسی ہیں کہ ان میں کفاءت کی رعایت کی جائے گی۔ (۱) دین (۲) نسب (۳) حرفت وصنعت (۴) حریت

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ چونکہ کفاءت فی النسب کے قائل نہیں اس لیے انہوں نے قرآن مجید کی جو آیت منتخب کی "وَهُوَ الَّذِىْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا" اس سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مطلقاً بشر کے متعلق فرمایا "فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا" کہ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جن سے نسب کا تعلق ہوتا ہے۔ ان سے نکاح حلال نہیں اور بعضوں سے صہر کا تعلق قائم کیا جا سکتا ہے۔ یعنی ان سے نکاح حلال ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر بشر دوسرے کے لیے کفو ہے، دین کے بعد کسی دوسری چیز میں کفاءت کی ضرورت نہیں اور حقیقت بھی یہی ہے کہ کفاءت فی الانساب کے بارے میں جتنی بھی روایات پیش کی جاتی ہیں ان میں ایک بھی ایسی نہیں جو کلام سے خالی ہو۔

کون کس کا کفو ہے؟

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قریش ایک دوسرے کے لیے کفو ہیں۔ قریش کے علاوہ عام عرب ایک دوسرے کے لیے کفو ہیں اور کوئی عجمی عربی کا کفو نہیں۔ شوافع سے بھی ایک روایت یہی منقول ہے لیکن ان کا صحیح قول یہ ہے کہ بنو ہاشم اور بنو المطلب دوسرے لوگوں پر مقدم ہیں اور ان کے علاوہ باقی بعض بعض کے لیے کفو ہیں۔

کفاءت حق اللہ ہے یا حق المرأة؟

جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ کفاءت حق اللہ نہیں یہ حق المرأة والاولیاء ہے۔ اس لیے جمہور علماء اور آئمہ ثلاثہ فرماتے ہیں کہ کفاءت صحت نکاح کے لیے شرط نہیں، عورت اور اولیاء کی رضامندی سے غیر کفو میں اگر نکاح ہو جائے تو درست ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی بھی ایک روایت اسی طرح ہے اور ان کی دوسری روایت یہ ہے کہ کفاءت صحت نکاح کے لیے شرط ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ چونکہ صرف دین میں کفاءت اختیار کرتے ہیں نسب وحریت وغیرہ میں کفاءت کا اعتبار ان کے نزدیک درست نہیں اس لیے اس باب میں انہوں نے اپنے مذہب کو ثابت کرنے کے لیے ایسی روایات پیش کی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ خاندانی لحاظ سے اونچے درجے کی عورت کا غیر کفو میں نکاح ہوا ہے۔ مثلاً پہلی حدیث میں ہے کہ ہند بنت الولید بن عتبہ بن ربیعہ کا نکاح حضرت سالم سے ہوا جو ایک انصاری خاتون کے آزاد کردہ غلام تھے اور ہند بنت الولید قریشیہ تھیں۔ اسی طرح باب کی دوسری روایت میں ہے کہ ضباعہ بنت الزبیر حضرت مقداد بن الاسود کے نکاح میں تھیں۔ حضرت مقداد غیر قریشی تھے اور حضرت ضباعہ قریشیہ تھیں۔

← حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّ أَبَا حُذَيْفَةَ بْنَ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ ، وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم تَبَنَّى سَالِمًا ،

وَأَنْكَحَهُ بِنْتَ أَخِيهِ هِنْدَ بِنْتَ الْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ وَهُوَ مَوْلًى لِامْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، كَمَا تَبَنَّى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم زَيْدًا، وَكَانَ مَنْ تَبَنَّى رَجُلًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ دَعَاهُ النَّاسُ إِلَيْهِ وَوَرِثَ مِنْ مِيرَاثِهِ حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ (ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ) إِلَى قَوْلِهِ (وَمَوَالِيكُمْ) فَرُدُّوا إِلَى آبَائِهِمْ، فَمَنْ لَمْ يُعْلَمْ لَهُ أَبٌ كَانَ مَوْلًى وَأَخًا فِي الدِّينِ، فَجَاءَتْ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو الْقُرَشِيِّ ثُمَّ الْعَامِرِيِّ وَهِيَ امْرَأَةُ أَبِي حُذَيْفَةَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا كُنَّا نَرَى سَالِمًا وَلَدًا وَقَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِ مَا قَدْ عَلِمْتَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ

ترجمہ۔ ہم سے ابوالیمان نے حدیث بیان کیا' انہیں شعیب نے خبر دی۔ ان سے زہری نے بیان کی' انہیں عروہ بن زبیر نے خبر دی اور انہیں عائشہؓ نے کہ ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبدشمسؓ نے' جوان صحابہ میں سے تھے جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غزوہ بدر میں شرکت کی تھی۔ سالمؓ کو لے پالک بنایا۔ اور پھر ان کا نکاح اپنے بھائی کی لڑکی ہند بنت الولید بن عتبہ بن ربیعہؓ سے کر دیا۔ سالمؓ ایک انصاری خاتون کے آزاد کردہ غلام تھے۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زیدؓ کو (جو آپ ہی کے آزاد کردہ غلام تھے) اپنا لے پالک بنایا تھا جاہلیت کے زمانہ میں یہ دستور تھا کہ اگر کوئی شخص کسی کو اپنا لے پالک بنا لیتا تو لوگ اسے اسی کی طرف نسبت کر کے بلاتے تھے اور لے پالک اس کی میراث میں سے بھی حصہ پاتا۔ آخر جب یہ آیت اتری کہ ''انہیں ان کے آباء کی طرف منسوب کر کے بلاؤ'' اللہ تعالیٰ کے ارشاد ''وموالیکم'' تک تو لوگ انہیں ان کے آباء کی طرف منسوب کرنے لگے۔ جس کے باپ کا علم نہ ہوتا تو اسے ''مولا'' اور ''دینی بھائی'' کہا جاتا۔ پھر سہلہ بنت سہیل بن عمرو القرشی ثم العامریؓ جو ابوحذیفہؓ کی بیوی ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! ہم تو سالم کو اپنا بیٹا سمجھتے تھے اور جیسا کہ آپ کو علم ہے اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی ہے پھر ابوالیمان نے پوری حدیث بیان کی:

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم عَلَى ضُبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَيْرِ فَقَالَ لَهَا لَعَلَّكِ أَرَدْتِ الْحَجَّ قَالَتْ وَاللَّهِ لَا أَجِدُنِي إِلَّا وَجِعَةً فَقَالَ لَهَا حُجِّي وَاشْتَرِطِي، قُولِي اللَّهُمَّ مَحِلِّي حَيْثُ حَبَسْتَنِي وَكَانَتْ تَحْتَ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ

ترجمہ۔ ہم سے عبید بن اسماعیل نے حدیث بیان کی' ان سے ابواسامہ نے حدیث بیان کی' ان سے ہشام نے' ان سے (ان کے والد نے اور ان سے عائشہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضباعہ بنت زبیرؓ کے پاس گئے اور ان سے فرمایا' شاید تمہارا ارادہ حج کا ہے؟ انہوں نے عرض کی اللہ گواہ ہے میرا مرض شدید ہے' آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ پھر بھی حج کر سکتی ہو' البتہ شرط لگا لینا (کہ جب مناسک حج کی ادائیگی دشوار ہو جائے گی تو حلال ہو جائیں گی) یہ کہہ لینا کہ اے اللہ! میں اس وقت حلال ہو جاؤں گی جب آپ مجھے (مرض کی وجہ سے) روک لیں گے۔ ضباعہؓ مقداد بن اسودؓ کے نکاح میں تھیں:

تشریح حدیث

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ضباعہ بنت الزبیر بن عبدالمطلب کے پاس آ کر ان سے دریافت کیا کہ شاید تم نے حج کا ارادہ کیا ہے؟ تو وہ کہنے لگی میں اپنے جسم میں درد محسوس کرتی ہوں

(یعنی میں بیمار ہوں جس میں درد اور تکلیف رہتی ہے) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تم حج کرنے چلی جاؤ اور شرط کرلو یہ کہہ کر "اے اللہ! میرے احرام سے حلال ہونے کی جگہ وہ ہے جہاں تو مجھ کو (میری بیماری کی وجہ سے) روک دے گا۔ (یعنی جس مقام پر مجھے کوئی مرض یا عذر پیش آ جائے تو وہاں احرام سے نکلنے کا مجھے اختیار ہوگا۔)"

ضباعہ بنت الزبیر بن عبدالمطلب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چچازاد بہن تھیں۔

"حُجِّي وَاشْتَرِطِي" احرام کے وقت آدمی اس طرح کی شرط لگا سکتا ہے یا نہیں؟ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام مالکؒ اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایسی کسی شرط کا اعتبار نہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول جدید بھی یہی ہے۔

حنابلہ اور شافعیہ کے قول قدیم میں اس طرح کی شرط کا اعتبار نہیں۔ حدیث باب کی وجہ سے ہوگا اور جہاں کوئی عذر پیش آ جائے گا وہاں محرم بغیر دم کے حلال ہو جائے گا۔ حضرات حنفیہ حدیث باب کا یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ حضرت ضباعہ بنت الزبیر کی خصوصیت تھی۔

⬅ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَجَمَالِهَا وَلِدِينِهَا ، فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّينِ تَرِبَتْ يَدَاكَ

ترجمہ۔ ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی ان سے یحییٰ نے حدیث بیان کی' ان سے عبیداللہ نے بیان کیا' ان سے سعید بن ابی سعید نے حدیث بیان کی' ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ عورت سے نکاح چار چیزوں کی وجہ سے کیا جاتا ہے۔ اس کے مال کی وجہ سے اور اس کے خاندانی شرف کی وجہ سے اور اس کے خوبصورتی کی وجہ سے اور۔ اس کے دین کی وجہ سے۔ اور تم دیندار عورت سے نکاح کرو' تمہارے ہاتھ مٹی میں ملیں:

⬅ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلٍ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ مَا تَقُولُونَ فِي هَذَا قَالُوا حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ يُنْكَحَ ، وَإِنْ شَفَعَ أَنْ يُشَفَّعَ ، وَإِنْ قَالَ أَنْ يُسْتَمَعَ قَالَ ثُمَّ سَكَتَ فَمَرَّ رَجُلٌ مِنْ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ مَا تَقُولُونَ فِي هَذَا قَالُوا حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ لَا يُنْكَحَ وَإِنْ شَفَعَ أَنْ لَا يُشَفَّعَ ، وَإِنْ قَالَ أَنْ لَا يُسْتَمَعَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم هَذَا خَيْرٌ مِنْ مِلْءِ الْأَرْضِ مِثْلَ هَذَا

ترجمہ۔ ہم سے ابراہیم بن حمزہ نے حدیث بیان کی' ان سے ابن ابی حازم نے حدیث بیان کی ان سے ان کے والد نے' ان سے سہل بن سعدؓ نے بیان کیا کہ ایک صاحب (جو صاحب مال و وجاہت تھے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے گذرے' آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پاس موجود صحابہ سے دریافت فرمایا کہ ان کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ صحابہ نے عرض کی کہ یہ اس لائق ہیں کہ اگر یہ نکاح کا پیغام بھیجیں تو ان سے نکاح کیا جائے۔ اگر کسی کی سفارش کریں تو ان کی سفارش قبول کی جائے اور اگر کوئی بات کہیں تو غور سے سنی جائے۔ بیان کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر خاموش رہے' پھر ایک دوسرے صاحب گذرے جو مسلمانوں کے فقیر اور غریب لوگوں میں شمار کیے جاتے تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ ان کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟ صحابہ نے عرض کی کہ یہ اس قابل ہے کہ اگر کسی کے ہاں نکاح کا پیغام بھیجے تو اس سے نکاح نہ کیا جائے اور اگر کسی کی سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول نہ کی جائے۔ اگر کوئی بات کہے تو اس کی بات نہ سنی جائے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر فرمایا یہ شخص (فقیر محتاج) دنیا بھر کے اُس جیسوں سے بہتر ہے۔

بَابُ الْأَكْفَاءِ فِي الْمَالِ، وَتَزْوِيجِ الْمُقِلِّ الْمُثْرِيَةَ

مال میں کفو اور غریب کا مال دار عورت سے نکاح کرنا

"اَلْمُقِلُّ": فقیر......... "اَلْمُثْرِيَةُ" (میم کے ضمہ، ثاء کے سکون، راء کے کسرہ اور یاء کے فتحہ کے ساتھ) سے مراد ہے مالدار عورت، کفاءت فی المال کے سلسلہ میں حضرات آئمہ کا اختلاف ہے۔

حضرات احناف اور حنابلہ کفاءت فی المال کا اعتبار کرتے ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور مذہب یہی ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ کفاءت فی المال غیر معتبر ہے، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا صحیح مسلک بھی یہی ہے۔

یہاں کفاءت فی المال کا مطلب یہ ہے کہ آدمی نفقہ اور مہر دونوں پر قادر ہو تو مال دار عورت سے نکاح کر سکتا ہے۔ بعض کے نزدیک کفاءت فی المال سے آدمی کا نفقہ پر قادر ہونا مراد ہے چاہے مہر پر قادر ہو یا نہ ہو، ایسا آدمی اگر مالدار عورت سے نکاح کرے تو یہ صورت کفاءت فی المال میں شمار ہوگی۔

اور ایک ہے کفاءت فی الیسار والغنیٰ اس کا مطلب یہ ہے کہ مال داری اور غناء میں مساوات ہو۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا بھی اعتبار کیا ہے۔ یہ حضرات فرماتے ہیں کہ اگر بیوی مال دار ہو اور مرد اس کے مقابلہ میں کم مالدار ہو تو عورت کے لیے یہ بات عموماً عار کا سبب بنتی ہے اور پھر وہ تفوق کا اظہار کرتی ہے جس کی وجہ سے زوجین کے درمیان ناگواری پیدا ہوتی ہے اور ازدواجی زندگی کامیاب نہیں ہوتی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کفاءت فی المال کا اعتبار نہیں کرتے، ان کے ہاں صرف کفاءت فی الدین معتبر ہے۔

حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رضي الله عنها (وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لاَ تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى) قَالَتْ يَا ابْنَ أُخْتِي هَذِهِ الْيَتِيمَةُ تَكُونُ فِي حَجْرِ وَلِيِّهَا فَيَرْغَبُ فِي جَمَالِهَا وَمَالِهَا، وَيُرِيدُ أَنْ يَنْتَقِصَ صَدَاقَهَا، فَنُهُوا عَنْ نِكَاحِهِنَّ إِلاَّ أَنْ يُقْسِطُوا فِي إِكْمَالِ الصَّدَاقِ، وَأُمِرُوا بِنِكَاحِ مَنْ سِوَاهُنَّ، قَالَتْ وَاسْتَفْتَى النَّاسُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم بَعْدَ ذَلِكَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ (وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ) إِلَى (وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ) فَأَنْزَلَ اللَّهُ لَهُمْ أَنَّ الْيَتِيمَةَ إِذَا كَانَتْ ذَاتَ جَمَالٍ وَمَالٍ رَغِبُوا فِي نِكَاحِهَا وَنَسَبِهَا فِي إِكْمَالِ الصَّدَاقِ، وَإِذَا كَانَتْ مَرْغُوبَةً عَنْهَا فِي قِلَّةِ الْمَالِ وَالْجَمَالِ تَرَكُوهَا وَأَخَذُوا غَيْرَهَا مِنَ النِّسَاءِ، قَالَتْ فَكَمَا يَتْرُكُونَهَا حِينَ يَرْغَبُونَ عَنْهَا فَلَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَنْكِحُوهَا إِذَا رَغِبُوا فِيهَا إِلاَّ أَنْ يُقْسِطُوا لَهَا وَيُعْطُوهَا حَقَّهَا الأَوْفَى فِي الصَّدَاقِ

ترجمہ۔ ہم سے یحییٰ بن بکیر نے حدیث بیان کی، ان سے لیث نے حدیث بیان کی، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہیں عروہ نے خبر دی کہ انہوں نے عائشہؓ سے آیت "اور اگر تمہیں خوف ہو کہ یتیم لڑکیوں کے بارے میں تم انصاف نہیں کر سکو گے" کے متعلق سوال کیا۔ عائشہؓ نے فرمایا بیٹے! اس آیت میں اس یتیم لڑکی کا حکم بیان ہوا ہے۔ جو اپنے ولی کی پرورش میں ہو اور اس کا ولی اس کی خوبصورتی اور سامان کی وجہ سے اس کی طرف متوجہ ہو (اور اس سے نکاح کرنا چاہتا ہو) لیکن اس کے مہر میں کمی کرنے کا بھی ارادہ ہو، ایسے ولی کو اپنی زیر پرورش یتیم لڑکی سے نکاح کرنے سے منع کیا گیا ہے،

البتہ اس صورت میں انہیں نکاح کی اجازت ہے۔ جب وہ ان کا مہر پورا ادا کرنے کے سلسلے میں انصاف سے کام لیں۔ آیت میں ایسے ولیوں کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنی زیر پرورش یتیم لڑکی کے سوا کسی اور سے نکاح کریں۔ عائشہؓ نے بیان کیا کہ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کے بعد سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے آیت "وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ" سے "وَتَرْغَبُوْنَ أَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ" تک نازل کی۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل کیا کہ یتیم لڑکیاں اگر خوبصورت اور صاحب مال ہوں تو ان کے ولی بھی ان کے ساتھ نکاح میں اور ان کے نسب میں رغبت رکھتے ہیں اور مہر پورا ادا کر کے۔ لیکن ان میں حسن کی کمی ہو اور مال بھی نہ ہو تو پھر ان کی طرف رغبت نہیں ہوتی اور وہ انہیں چھوڑ کر دوسری عورتوں سے نکاح کر لیتے ہیں۔ عائشہؓ نے فرمایا کہ جس طرح یتیم لڑکیوں کے ولی انہیں اس وقت چھوڑ دیتے ہیں جبکہ ان کی طرف کوئی میلان خاطر نہ ہو اسی طرح انہیں اس کی بھی اجازت نہیں ہے کہ اگر ان کی طرف میلان خاطر ہو تو ان سے نکاح کر لیں، سوا اس کے کہ وہ ان یتیم لڑکیوں کے ساتھ انصاف کریں اور مہر کے سلسلے میں بھی ان کا پورا پورا حق انہیں دیں:

باب مَا يُتَّقَى مِنْ شُؤْمِ الْمَرْأَةِ (عورت کی نحوست سے پرہیز کے متعلق)

وَقَوْلِهِ تَعَالَى (إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ "بلاشبہ تمہاری بیویوں اور تمہارے بچوں میں بعض تمہارے دشمن ہیں"۔

← حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حَمْزَةَ وَسَالِمٍ ابْنَيْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ الشُّؤْمُ فِي الْمَرْأَةِ وَالدَّارِ وَالْفَرَسِ

ترجمہ۔ ہم سے اسماعیل نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے مالک نے حدیث بیان کی ان سے ابن شہاب نے ان سے عبداللہ بن عمرؓ کے صاحبزادے حمزہ اور سالم نے اور ان سے عبداللہ بن عمرؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نحوست عورت میں، گھر میں اور گھوڑے میں ہو سکتی ہے۔

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَسْقَلَانِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ذَكَرُوا الشُّؤْمَ عِنْدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِنْ كَانَ الشُّؤْمُ فِي شَيْءٍ فَفِي الدَّارِ وَالْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن منہال نے حدیث بیان کی ان سے یزید بن زریع نے حدیث بیان کی۔ ان سے عمر بن محمد عسقلانی نے حدیث بیان کی ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے نحوست کا ذکر کیا گیا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر نحوست کسی چیز میں ہوتی تو گھر، عورت اور گھوڑے میں ہوتی۔

← حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ إِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ فَفِي الْفَرَسِ وَالْمَرْأَةِ وَالْمَسْكَنِ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی انہیں مالک نے خبر دی انہیں ابوحازم نے اور انہیں سہل بن سعد ساعدیؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر (نحوست) کسی چیز میں ہوتی تو گھوڑے، عورت اور گھر میں ہوتی۔

← حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ النَّهْدِيَّ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضی الله عنهما عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ مَا تَرَكْتُ بَعْدِي فِتْنَةً أَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ

ترجمہ۔ ہم سے آدم نے حدیث بیان کی، ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی ان سے سلیمان تیمی نے بیان کیا انہوں نے ابوعثمان نہدی سے سنا اور انہوں نے ابواسامہ بن زیدؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے اپنے بعد مردوں کے لئے عورتوں کے فتنہ سے بڑھ کر نقصان دہ اور کوئی فتنہ نہیں چھوڑا۔

باب الْحُرَّةِ تَحْتَ الْعَبْدِ (آزاد عورت غلام کے نکاح میں)

اس باب سے یہ بتانا مقصود ہے کہ آزاد عورت کا نکاح غلام سے جائز ہے۔ دلیل میں انہوں نے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کی حدیث پیش فرمائی ہے کہ اس کے شوہر مغیث غلام تھے اور بریرہ رضی اللہ عنہا باندی تھیں۔ بعد میں حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو آزادی ملی اور خیار عتق بھی ملا۔ یہ اختیار ملنا اس بات کی دلیل ہے کہ آزاد عورت غلام کے نکاح میں رہ سکتی ہے۔

← حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ كَانَ لِي بَرِيرَةَ ثَلَاثُ سُنَنٍ عَتَقَتْ فَخُيِّرَتْ ، وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ وَدَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَبُرْمَةٌ عَلَى النَّارِ ، فَقُرِّبَ إِلَيْهِ خُبْزٌ وَأُدْمٌ مِنْ أُدْمِ الْبَيْتِ فَقَالَ لَمْ أَرَ الْبُرْمَةَ فَقِيلَ لَحْمٌ تُصُدِّقَ عَلَى بَرِيرَةَ ، وَأَنْتَ لَا تَأْكُلُ الصَّدَقَةَ قَالَ هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ ، وَلَنَا هَدِيَّةٌ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی انہیں مالک نے خبر دی انہیں ربیعہ بن ابوعبدالرحمن نے انہیں قاسم بن محمد نے اور ان سے عائشہؓ نے بیان کیا کہ بریرہؓ کے ساتھ شریعت کے تین مسائل وابستہ ہیں انہیں آزاد کیا اور پھر اختیار دیا گیا (کہ اگر چاہیں تو اپنے شوہر سے جن کے نکاح میں وہ غلامی کے زمانہ میں تھیں اپنا نکاح فسخ کر سکتی ہیں) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (بریرہؓ کے بارہ میں) کہ "ولاء" آزاد کرنے والے کے ساتھ قائم ہوتی ہے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر میں داخل ہوئے تو ایک ہانڈی (گوشت کی) چولھے پر تھی۔ پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے روٹی اور گھر کا سالن لایا گیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر دریافت فرمایا (چولھے پر) ہانڈی (گوشت کی) بھی تو میں نے دیکھی تھی۔ عرض کی گئی کہ وہ ہانڈی اس گوشت کی تھی جو بریرہ کو صدقہ میں ملا تھا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صدقہ نہیں کھاتے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ ان کیلئے صدقہ تھا اور اب ہمارے لئے ہدیہ ہے۔

حدیث الباب کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ میں تین شرعی مسئلے ہیں۔ پہلا مسئلہ ہے "الولاء لمن اعتق" یعنی حق ولاء آزاد کرنے والے کا حق ہے۔

دوسرا مسئلہ ہے خیار عتق یعنی آزادی کے بعد بریرہ رضی اللہ عنہا کو اختیار دیا گیا تھا چاہیں تو مغیث کے ساتھ رہیں یا نہ رہیں۔

تیسرا مسئلہ ہے "هو عليها صدقة ولنا هدية" کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہوئے ہانڈی آگ پر رکھی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس روٹی اور گھر کا سالن لایا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ دستر خوان پر ہانڈی کا سالن نظر نہیں آیا تو جواب دیا گیا کہ اس میں بریرہ رضی اللہ عنہا کو دیے جانے والے صدقہ کا گوشت ہے اور آپ صدقہ کی چیز استعمال نہیں کرتے تو اس پر آپ نے فرمایا کہ وہ اس کے لیے صدقہ ہے ہمارے لیے ہدیہ ہے۔

مسئلہ خیارِ عتق

شادی شدہ باندی اگر آزاد کردی جائے اور اس کا شوہر غلام ہو تو بالاتفاق ایسی باندی کو خیارِ عتق حاصل ہوگا۔ یعنی اپنے غلام شوہر کے پاس رہنے یا نہ رہنے کا اسے اختیار ہوگا لیکن اگر اس کا شوہر آزاد ہے تو اس کو خیارِ عتق حاصل ہوگا یا نہیں اس میں اختلاف ہے۔

آئمہ ثلاثہ کے نزدیک اس کو خیارِ عتق حاصل نہیں ہوگا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی مسلک ہے۔

حضرات حنفیہ کے نزدیک اس کو خیارِ عتق حاصل ہوگا۔

دونوں فریقوں کا استدلال حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ سے ہے۔ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو آزادی کے بعد بالاتفاق خیارِ عتق ملا تھا اور انہوں نے اپنے سابق شوہر کے پاس نہ رہنے کا فیصلہ کیا تھا۔ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کی آزادی کے وقت ان کے شوہر حضرت مغیث رضی اللہ عنہ کے بارے میں دو قسم کی روایات ہیں۔ بعض روایات میں ہے کہ اس وقت مغیث رضی اللہ عنہ آزاد تھے۔ یہی روایات حنفیہ کا مستدل ہیں اور بعض میں ہے کہ وہ اس وقت غلام تھے۔ آئمہ ثلاثہ نے اس دوسری قسم کی روایات کو ترجیح دی ہے۔

حضرت مغیث کے اس وقت غلام ہونے یا نہ ہونے کے متعلق اہم روایات حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایات میں کوئی اختلاف نہیں ان میں حضرت مغیث رضی اللہ عنہ زوج بریرہؓ کے غلام ہونے کی تصریح ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایات میں اختلاف ہے۔ ان سے تین حضرات یہ روایات نقل کرتے ہیں، عروہ، قاسم بن محمد، اسود۔ ان تین میں سے عروہ اور قاسم دونوں کی روایات میں تعارض ہے۔ بعض میں حضرت مغیث رضی اللہ عنہ کے آزاد ہونے اور بعض میں غلام ہونے کی تصریح ہے۔ البتہ اسود عن عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں کوئی اختلاف نہیں۔ اس میں حضرت مغیث رضی اللہ عنہ کے آزاد ہونے کی تصریح ہے۔

آئمہ ثلاثہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایات اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ان روایات کو ترجیح دی ہے جن میں "و کان عبداً" کی صراحت ہے۔

حضرات حنفیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اسود والی روایت کو ترجیح دی ہے جس میں "و کان حرا" ہے۔ حنفیہ فرماتے ہیں کہ عروہ عن عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور قاسم عن عائشہؓ کی روایات تعارض کی وجہ سے ساقط ہوگئی ہیں۔ لہٰذا اسود عن عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کا اعتبار ہوگا کیونکہ وہ غیر مختلف فیہا ہے۔

اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت پر ترجیح دی جائے گی کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کرنے والی ہیں جبکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس وقت کم عمر بھی تھے اور یہ قصہ براہِ راست ان سے متعلق بھی نہیں۔

نیز اسود عن عائشہ رضی اللہ عنہا والی روایت تسلیم کرنے کی صورت میں دونوں قسم کی روایات میں جمع اور تطبیق ممکن ہے کہ

جن روایات میں انہیں "عبد" کہا وہ ماضی کے اعتبار سے کہا کیونکہ حضرت مغیث رضی اللہ عنہ پہلے غلام تھے پھر آزاد کیے گئے اور جن روایات میں انہیں "وکان حرا" کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کی آزادی کے وقت وہ حر تھے۔

باب لا یَتَزَوَّجُ أَکْثَرَ مِنْ أَرْبَعٍ

چار سے زیادہ عورتیں نکاح میں نہیں رکھی جاسکتیں

لِقَوْلِهِ تَعَالَى (مَثْنَى وَثُلاَثَ وَرُبَاعَ) وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلاَمُ يَعْنِي مَثْنَى أَوْ ثُلاَثَ أَوْ رُبَاعَ وَقَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ (أُولِي أَجْنِحَةٍ مَثْنَى وَثُلاَثَ وَرُبَاعَ) يَعْنِي مَثْنَى أَوْ ثُلاَثَ أَوْ رُبَاعَ

بوجہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد "دو دو اور تین تین اور چار چار" اور علی بن حسین نے فرمایا کہ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ "دو دو تین تین یا چار چار" اللہ تعالیٰ کے ارشاد "أولي اجنحة مثنى وثلاث ورباع" میں بھی مثنى او ثلاث او رباع (واو بمعنی او) ہے۔

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ (وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لاَ تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى) قَالَتِ الْيَتِيمَةُ تَكُونُ عِنْدَ الرَّجُلِ وَهْوَ وَلِيُّهَا ، فَيَتَزَوَّجُهَا عَلَى مَالِهَا ، وَيُسِيءُ صُحْبَتَهَا ، وَلاَ يَعْدِلُ فِي مَالِهَا ، فَلْيَتَزَوَّجْ مَا طَابَ لَهُ مِنَ النِّسَاءِ سِوَاهَا مَثْنَى وَثُلاَثَ وَرُبَاعَ

ترجمہ۔ ہم سے محمد نے حدیث بیان کی انہیں عبدہ نے خبر دی۔ انہیں ہشام نے انہیں ان کے والد نے اور انہیں عائشہؓ نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد "اور اگر تمہیں خوف ہو کہ تم یتیموں کے بارے میں انصاف نہیں کر سکو گے" کے بارے میں فرمایا کہ اس سے مراد یتیم لڑکی ہے جو اپنے ولی کی پرورش میں ہو۔ ولی اس کے مال کی وجہ سے شادی کرنا چاہے لیکن اس کے حقوق کی ادائیگی اور حسن معاملت نہ کرنا چاہتا ہو اور نہ اس کے مال کے بارے میں انصاف کا ارادہ رکھتا ہو تو اسے چاہیے کہ اسکے سوا ان عورتوں سے شادی کرے جو اسے پسند ہوں۔ دو دو تین تین یا چار چار سے۔

باب وَأُمَّهَاتُكُمُ اللاَّتِي أَرْضَعْنَكُمْ

"اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہے"

وَيَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ

اور رضاعت سے وہ تمام چیزیں حرام ہو جاتی ہیں جو نسب کی وجہ سے حرام ہوتی ہیں۔

← حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أَخْبَرَتْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ عِنْدَهَا ، وَأَنَّهَا سَمِعَتْ صَوْتَ رَجُلٍ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِ حَفْصَةَ ، قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا رَجُلٌ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أُرَاهُ فُلاَنًا لِعَمِّ حَفْصَةَ مِنَ الرَّضَاعَةِ قَالَتْ عَائِشَةُ لَوْ كَانَ فُلاَنٌ حَيًّا ، لِعَمِّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ دَخَلَ عَلَيَّ فَقَالَ نَعَمْ الرَّضَاعَةُ تُحَرِّمُ مَا تُحَرِّمُ الْوِلاَدَةُ

ترجمہ۔ ہم سے اسماعیل نے حدیث بیان کی۔ کہا کہ مجھ سے مالک نے حدیث بیان کی' ان سے عبداللہ بن ابوبکر نے ان سے عمرہ بنت عبدالرحمن نے اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ مطہرہ عائشہؓ نے بیان کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے یہاں تشریف رکھتے تھے اور آپ نے سنا کہ کوئی صاحب ام المومنین حفصہؓ کے گھر میں اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں' بیان کیا کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ شخص آپ کے گھر میں آنے کی اجازت چاہتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرا خیال ہے کہ یہ فلاں شخص ہے آپ نے حفصہؓ کے ایک رضاعی چچا کا نام لیا اس پر عائشہؓ نے پوچھا' کیا فلاں جو آپ کے رضاعی چچا تھے۔ اگر زندہ ہوتے تو میرے یہاں آ جا سکتے تھے۔ آنحضور نے فرمایا کہ ہاں رضاعت ان تمام چیزوں کو حرام کر دیتی ہے جنہیں نسب حرام کرتا ہے۔

← حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قِيلَ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أَلَا تَزَوَّجُ ابْنَةَ حَمْزَةَ قَالَ إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ وَقَالَ بِشْرُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ قَتَادَةَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ زَيْدٍ مِثْلَهُ

ترجمہ۔ ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی۔ ان سے یحییٰ نے حدیث بیان کی' ان سے شعبہ نے' ان سے قتادہ نے۔ ان سے جابر بن زید نے اور ان سے ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا گیا کہ آنحضور حمزہؓ کی صاحبزادی سے نکاح کیوں نہیں کر لیتے؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ میرے رضاعی بھائی کی لڑکی ہے اور بشر بن عمر نے بیان کیا۔ ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے قتادہ سے سنا اور انہوں نے اسی طرح جابر بن زید سے سنا:

← حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ زَيْنَبَ ابْنَةَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ أَبِي سُفْيَانَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ انْكِحْ أُخْتِي بِنْتَ أَبِي سُفْيَانَ فَقَالَ أَوَتُحِبِّينَ ذَلِكِ فَقُلْتُ نَعَمْ ، لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ ، وَأَحَبُّ مَنْ شَارَكَنِي فِي خَيْرٍ أُخْتِي . فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِنَّ ذَلِكِ لَا يَحِلُّ لِي قُلْتُ فَإِنَّا نُحَدَّثُ أَنَّكَ تُرِيدُ أَنْ تَنْكِحَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ قُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ لَوْ أَنَّهَا لَمْ تَكُنْ رَبِيبَتِي فِي حَجْرِي مَا حَلَّتْ لِي إِنَّهَا لَابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ ، أَرْضَعَتْنِي وَأَبَا سَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ قَالَ عُرْوَةُ وَثُوَيْبَةُ مَوْلَاةٌ لِأَبِي لَهَبٍ كَانَ أَبُو لَهَبٍ أَعْتَقَهَا فَأَرْضَعَتِ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَلَمَّا مَاتَ أَبُو لَهَبٍ أُرِيَهُ بَعْضُ أَهْلِهِ بِشَرِّ حِيبَةٍ قَالَ لَهُ مَاذَا لَقِيتَ قَالَ أَبُو لَهَبٍ لَمْ أَلْقَ بَعْدَكُمْ غَيْرَ أَنِّي سُقِيتُ فِي هَذِهِ بِعَتَاقَتِي ثُوَيْبَةَ

ترجمہ۔ ہم سے حکم بن نافع نے حدیث بیان کی' انہیں شعیب نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا' انہیں عروہ بن زبیر نے خبر دی' انہیں زینب بنت ابی سلمہ نے خبر دی اور انہیں ام المومنین ام حبیبہ بنت ابی سفیان نے خبر دی کہ انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! میری بہن ابوسفیان کی لڑکی سے نکاح کر لیجئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تم اسے پسند کرو گی (کہ تمہاری سوکن تمہاری بہن بنے) میں نے عرض کی' تنہا آپ کے نکاح میں تو میں اب بھی نہیں ہوں اور سب سے زیادہ عزیز مجھے وہ شخص ہے جو بھلائی میں میرے ساتھ میری بہن کو بھی شریک رکھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے لیے یہ جائز نہیں ہے (یعنی دو بہنوں کو ایک ساتھ نکاح میں رکھنا) میں نے عرض کی سنا گیا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوسلمہ کی صاحبزادی سے نکاح کرنا چاہتے ہیں؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تمہارا

اشارہ ام المومنین ام سلمہؓ کی لڑکی کی طرف ہے۔ میں نے عرض کی کہ جی ہاں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ میری پرورش میں نہ ہوتی جب بھی وہ میرے لئے حلال نہیں ہوسکتی تھی۔ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔ مجھے اور ابوسلمہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا تھا۔ تم لوگ میرے لئے اپنی لڑکیوں اور اپنی بہنوں کو مت پیش کیا کرو۔ عروہ نے بیان کیا کہ ثویبہ ابولہب کی کنیز تھی' ابولہب نے انہیں آزاد کردیا تھا اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلایا تھا' ابولہب کی موت کے بعد اسے ایک رشتہ دار (عباسؓ) نے خواب میں دیکھا کہ برے حال میں ہے اور خواب ہی میں اس سے پوچھا کہ کیسی گزری؟ ابولہب نے کہا تم لوگوں سے جدا ہونے کے بعد میں نے کوئی خیر نہیں دیکھی صرف اس انگلی کے ذریعہ سیراب کردیا جاتا ہے۔ کیونکہ میں نے اس کے اشارہ سے ثویبہ کو آزاد کردیا تھا۔

باب مَنْ قَالَ لاَ رَضَاعَ بَعْدَ حَوْلَيْنِ

جنہوں نے کہا کہ دوسال کے بعد رضاعت کا اعتبار نہیں ہوتا

لِقَوْلِهِ تَعَالَى (حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ) وَمَا يُحَرِّمُ مِنْ قَلِيلِ الرَّضَاعِ وَكَثِيرِهِ

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے" دو پورے سال اس شخص کے لئے جو چاہتا ہو کہ رضاعت پوری کرے" اور رضاعت کم ہو جب بھی حرمت ثابت ہوتی ہے اور زیادہ ہو جب بھی۔

اس باب کے دو مسائل

اس باب میں دو مسئلے بیان کیے گئے ہیں۔ پہلا مسئلہ ہے مدت رضاعت کا۔

جمہور علماء کے نزدیک مدت رضاعت دوسال ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ' امام مالکؒ' امام احمد بن حنبلؒ' امام ابو یوسفؒ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک یہی ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مدت رضاعت اڑھائی سال ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جمہور علماء کی تائید فرما رہے ہیں۔ دلیل میں انہوں نے قرآن کریم کی آیت پیش کی ہے "وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ" آیت کریمہ میں مدت رضاعت دوسال بتائی گئی ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال قرآن کریم کی ایک دوسری آیت سے ہے جس میں ہے "وَحَمْلُهُ وَفِصٰلُهُ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا" اس آیت میں مدت حمل اور مدت رضاعت دونوں کے لیے تیس ماہ یعنی اڑھائی سال کی مدت کا ذکر ہے۔

علامہ نسفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آیت کریمہ میں حمل سے حمل فی البطن مراد نہیں بلکہ حمل فی الایدی مراد ہے تو اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ اڑھائی سال کی مدت میں بچے کو گود میں لیا جاتا ہے ہاتھوں میں اٹھایا جاتا ہے اور اس کا دودھ بھی چھڑایا جاتا ہے۔

بہرحال اس مسئلہ میں جمہور کا مذہب راجح اور ان کے دلائل قوی ہیں۔ حنفیہ کے ہاں بھی فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے اور مدت رضاعت دوسال ہی ہے لیکن اگر کسی بچے نے دوسال کے بعد اور اڑھائی سال کی مدت کے اندر دودھ پیا تو احتیاطاً حرمت رضاعت وہاں تسلیم کی جائے گی۔

وما يُحَرِّمُ من قليلِ الرِّضاعِ و كثيره

ترجمۃ الباب کے اس جز میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ دوسرا مسئلہ بیان فرمارہے ہیں اور وہ یہ ہے کہ کتنی مقدار میں دودھ پینے سے حرمت رضاعت ثابت ہوگی۔ اس سلسلہ میں چار مذہب مشہور ہیں:

۱۔ پہلا مذہب یہ ہے کہ رضاعت چاہے قلیل ہو یا کثیر اس سے حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔ حنفیہ مالکیہ کا یہی مسلک ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور روایت بھی اس کے مطابق ہے۔

۲۔ دوسرا مذہب یہ ہے کہ حرمت رضاعت کم از کم تین رضعات سے ثابت ہوتی ہے اس سے کم میں نہیں ہوتی۔ داؤد ظاہری اسحاق بن راہویہ کا یہی مذہب ہے۔

۳۔ تیسرا مذہب یہ ہے کہ پانچ رضعات سے حرمتِ رضاعت ثابت ہوگی۔ اس سے اقل میں ثابت نہیں ہوگی۔ یہ پانچ رضعات بھی متفرق اوقات میں ہونی چاہئیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مسلک ہے۔

۴۔ چوتھا مسلک یہ ہے کہ دس رضعات سے کم میں حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوگی۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا یہی مسلک ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی یہی مروی ہے۔

دوسرے مذہب والے صحیح مسلم کی روایت سے استدلال کرتے ہیں "لاتحرم المصة ولاالمصتان ولا الا ملاجة ولا الاملاجتان" تیسرے مذہب والے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے استدلال کرتے ہیں جس میں ہے "انزل فی القرآن "عشر رضعات معلومات" فنسخ من ذلک خمس و صار الی خمس" رضعات معلومات" فتوفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والامر علی ذلک"

جمہور کا استدلال قرآن کریم کی آیت "وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ" سے ہے کہ اس میں مطلق رضاعت کو سبب تحریم قرار دیا گیا ہے۔ قلیل و کثیر کی کوئی قید نہیں اور کتاب اللہ پر خبر واحد سے تقیید و تخصیص کے ذریعے کوئی زیادتی نہیں کی جاسکتی۔

اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب" اس میں بھی مطلق رضاعت کو محرم قرار دیا گیا ہے بلکہ ایک روایت میں قلیلہ و کثیرہ کی تصریح بھی وارد ہے۔ جہاں تک ان روایات کا تعلق ہے جن سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ حضرات استدلال کرتے ہیں۔ جمہور علماء فرماتے ہیں کہ وہ منسوخ ہیں۔

← حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَشْعَثِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا رَجُلٌ ، فَكَأَنَّهُ تَغَيَّرَ وَجْهُهُ ، كَأَنَّهُ كَرِهَ ذٰلِكَ فَقَالَتْ إِنَّهُ أَخِي فَقَالَ انْظُرْنَ مَا إِخْوَانُكُنَّ ، فَإِنَّمَا الرَّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ

ترجمہ۔ ہم سے ابوالولید نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی ان سے اشعث نے ان سے ان کے والد نے ان سے مسروق نے ان سے عائشہؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے تو ان کے یہاں

ایک مرد بیٹھے ہوئے تھے آپ کے چہرہ مبارک کا رنگ بدل گیا اور ایسا محسوس ہوا کہ آپ نے بات کو پسند نہیں فرمایا اور عائشہؓ نے عرض کی یہ میرے (رضاعی) بھائی ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنے بھائیوں کے معاملہ میں احتیاط سے کام لیا کرو کہ رضاعت اس وقت ثابت ہوتی ہے جب دودھ ہی غذا ہو۔

باب لَبَنِ الْفَحْلِ (رضاعت کا تعلق شوہر سے)

فحل مذکر کو کہتے ہیں اور لبن سے مراد وہ دودھ ہے جو کسی آدمی کی وطی سے عورت کی چھاتیوں میں پیدا ہوتا ہے، وہ لبن اس فحل کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ یہ مسئلہ تو متفق علیہ ہے کہ رضاعت کی وجہ سے مرضعہ، رضیع کے لیے حرام ہو جاتی ہے اور رضیع مرضعہ کے لیے۔ لیکن اس میں اختلاف ہے کہ مرضعہ کا شوہر بھی رضیع کے لیے حرام ہوگا یا نہیں؟

حضرت سعید بن المسیب، ابراہیم نخعی اور داؤد ظاہری فرماتے ہیں کہ رضیع کے لیے مرضعہ کا شوہر حرام نہیں ہوتا۔ لیکن آئمہ اربعہ اور جمہور علماء فرماتے ہیں کہ جس طرح رضیع کے لیے مرضعہ حرام ہوتی ہے اسی طرح اس کا شوہر بھی حرام ہو جاتا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "لبن الفحل" کا ترجمہ قائم کر کے جمہور علماء کی تائید کی اور دلیل میں حدیث باب کو پیش فرمایا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی چچا جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آنے لگے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے انہیں آنے کی اجازت نہیں دی اور اس کی اطلاع حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی جس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ رضیع کے لیے مرضعہ کا شوہر بھی حرام ہے کیونکہ یہاں حدیث میں شوہر کے بھائی کو حرمت رضاعت کی وجہ سے داخلے کی اجازت دی گئی ہے تو مرضعہ کا شوہر جو کہ رضاعی باپ ہے اس کی حرمت بطریق اولیٰ ثابت ہو جاتی ہے۔

← حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَفْلَحَ أَخَا أَبِي الْقُعَيْسِ جَاءَ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهَا وَهُوَ عَمُّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ بَعْدَ أَنْ نَزَلَ الْحِجَابُ ، فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ ، فَلَمَّا جَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي صَنَعْتُ ، فَأَمَرَنِي أَنْ آذَنَ لَهُ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی انہیں مالک نے خبر دی انہیں ابن شہاب نے، انہیں عروہ بن زبیر نے اور ان سے عائشہؓ نے بیان کیا کہ ابوالقعیس کے بھائی افلح نے ان کے یہاں اندر آنے کی اجازت چاہی وہ عائشہؓ کے رضاعی چچا تھے۔ واقعہ پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد کا ہے (عائشہؓ نے بیان کیا کہ) میں نے انہیں اندر آنے کی اجازت نہیں دی۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے ساتھ اپنے طرز عمل کے متعلق بتایا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں انہیں اندر آنے کی اجازت دوں۔

باب شَهَادَةِ الْمُرْضِعَةِ (دودھ پلانے والی کی شہادت)

← حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ وَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنْ عُقْبَةَ لَكِنِّي لِحَدِيثِ عُبَيْدٍ أَحْفَظُ قَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً ،

فَجَاءَ تْنَا امْرَأَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ أَرْضَعْتُكُمَا فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَقُلْتُ تَزَوَّجْتُ فُلَانَةَ بِنْتَ فُلَانٍ فَجَاءَ تْنَا امْرَأَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ لِي إِنِّي قَدْ أَرْضَعْتُكُمَا وَهِيَ كَاذِبَةٌ فَأَعْرَضَ ، فَأَتَيْتُهُ مِنْ قِبَلِ وَجْهِهِ ، قُلْتُ إِنَّهَا كَاذِبَةٌ . قَالَ كَيْفَ بِهَا وَقَدْ زَعَمَتْ أَنَّهَا قَدْ أَرْضَعَتْكُمَا ، دَعْهَا عَنْكَ وَأَشَارَ إِسْمَاعِيلُ بِإِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى يَحْكِي أَيُّوبَ

ترجمہ۔ ہم سے علی بن عبداللہ نے حدیث کی اُن سے اسمٰعیل بن ابراہیم نے حدیث بیان کی انہیں ایوب نے خبر دی۔ انہیں عبداللہ بن ابی ملیکہ نے کہا کہ مجھ سے عبید بن ابی مریم نے حدیث بیان کی۔ ان سے عقبہ بن حارثؓ نے (عبداللہ بن ابی ملیکہ نے) بیان کی۔ کہ میں نے یہ حدیث عقبہ سے بھی سنی ہے لیکن مجھے عبید کی حدیث زیادہ یاد ہے عقبہ ابن حارثؓ نے بیان کیا کہ میں نے ایک عورت سے نکاح کیا پھر ایک حبشی عورت آئی اور کہنے لگی کہ میں نے تم دونوں (میاں بیوی) کو دودھ پلایا ہے۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں نے فلانی بنت فلاں سے نکاح کیا ہے اس کے بعد ہمارے ہاں ایک عورت آئی اور مجھ سے کہنے لگی کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ حالانکہ وہ جھوٹی ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر چہرہ مبارک پھیر لیا۔ پھر میں آپ کے سامنے آیا اور عرض کی وہ عورت جھوٹی ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس (تمہاری بیوی) سے کیسے معاملہ بنے گا۔ جبکہ یہ (حبشن) دعویٰ کرتی ہے کہ اس نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ اپنی بیوی کو اپنے سے الگ کر دو (حدیث کے راوی) اسماعیل نے اپنی شہادت اور بیچ کی انگلی سے اشارہ کر کے بتایا کہ ایوب نے اس طرح اشارہ کر کے (اس موقعہ پر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اشارہ کو) بتایا تھا۔

بَابُ مَا يَحِلُّ مِنَ النِّسَاءِ وَمَا يَحْرُمُ

جو عورتیں حلال ہیں اور جو حرام ہیں

وَقَوْلِهِ تَعَالَى (حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ) إِلَى آخِرِ الْآيَتَيْنِ إِلَى قَوْلِهِ (إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا) وَقَالَ أَنَسٌ (وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ) ذَوَاتُ الْأَزْوَاجِ الْحَرَائِرُ حَرَامٌ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ لَا يَرَى بَأْسًا أَنْ يَنْزِعَ الرَّجُلُ جَارِيَتَهُ مِنْ عَبْدِهِ وَقَالَ (وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتَّى يُؤْمِنَّ) وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَا زَادَ عَلَى أَرْبَعٍ فَهُوَ حَرَامٌ ، كَأُمِّهِ وَابْنَتِهِ وَأُخْتِهِ وَقَالَ لَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِي حَبِيبٌ عَنْ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ حَرُمَ مِنَ النَّسَبِ سَبْعٌ ، وَمِنَ الصِّهْرِ سَبْعٌ ثُمَّ قَرَأَ (حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ) الْآيَةَ وَجَمَعَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ بَيْنَ ابْنَةِ عَلِيٍّ وَامْرَأَةِ عَلِيٍّ وَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ لَا بَأْسَ بِهِ وَكَرِهَهُ الْحَسَنُ مَرَّةً ثُمَّ قَالَ لَا بَأْسَ بِهِ وَجَمَعَ الْحَسَنُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بَيْنَ ابْنَتَيْ عَمٍّ فِي لَيْلَةٍ ، وَكَرِهَهُ جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ لِلْقَطِيعَةِ ، وَلَيْسَ فِيهِ تَحْرِيمٌ لِقَوْلِهِ تَعَالَى (وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكُمْ) وَقَالَ عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ إِذَا زَنَى بِأُخْتِ امْرَأَتِهِ لَمْ تَحْرُمْ عَلَيْهِ امْرَأَتُهُ وَيُرْوَى عَنْ يَحْيَى الْكِنْدِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ وَأَبِي جَعْفَرٍ ، فِيمَنْ يَلْعَبُ بِالصَّبِيِّ إِنْ أَدْخَلَهُ فِيهِ ، فَلَا يَتَزَوَّجَنَّ أُمَّهُ ، وَيَحْيَى هَذَا غَيْرُ مَعْرُوفٍ ، لَمْ يُتَابَعْ عَلَيْهِ وَقَالَ عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ إِذَا زَنَى بِهَا لَمْ تَحْرُمْ عَلَيْهِ امْرَأَتُهُ وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِي نَصْرٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ حَرَّمَهُ وَأَبُو نَصْرٍ هَذَا لَمْ يُعْرَفْ بِسَمَاعِهِ مِنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَيُرْوَى عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَجَابِرِ بْنِ زَيْدٍ وَالْحَسَنِ وَبَعْضِ أَهْلِ الْعِرَاقِ تَحْرُمُ عَلَيْهِ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ لَا تَحْرُمُ حَتَّى يُلْزِقَ بِالْأَرْضِ يَعْنِي

يُجَامِعُ وَجَوَّزَهُ ابْنُ الْمُسَيَّبِ وَعُرْوَةُ وَالزُّهْرِيُّ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ قَالَ عَلِيٌّ لَا تَحْرُمُ وَهٰذَا مُرْسَلٌ

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے تم پر حرام کی گئی ہیں تمہاری مائیں اور تمہاری لڑکیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور تمہاری بھائی کی لڑکیاں اور تمہاری بہن کی لڑکیاں'' آخر آیت تک اللہ کا ارشاد' بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑا جاننے والا بڑا حکمت والا ہے''۔ اور انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ'' وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ'' سے مراد شوہروں والی عورتیں'' ہیں' جو آزاد ہوں' حرام ہیں (ان سے نکاح) سوا اس صورت کے کہ ان کے شوہران کو طلاق دیدیں یا مر جائیں اور ان کی عدت گزر چکی ہو) البتہ کنیزوں کا اس سے استثناء ہے (انسؓ جمہور کے خلاف) اسے جائز سمجھتے تھے کہ کوئی شخص اپنی کنیز کو جو اس کے غلام کے نکاح میں' اس سے جدا کروے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ'' اور مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو' یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں'' اور ابن عباسؓ نے فرمایا کہ چار بیویوں سے زیادہ حرام ہے۔ جیسے اس کی ماں' اس کی بیٹی اور اس کی بہن (اس پر حرام ہیں) اور ہم سے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ ان سے یحییٰ بن سعید نے حدیث بیان کی' ان سے سفیان نے' ان سے حبیب نے حدیث بیان کی' ان سے سعید نے اور ان سے ابن عباسؓ نے کہ نسب کے رشتہ سے صاف طرح کی عورتیں حرام ہیں اور سسرال کے رشتہ سے بھی سات طرح کی عورتیں حرام ہیں۔ پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی'' تم پر حرام کی گئیں ہیں تمہاری مائیں'' آخر آیت تک۔ اور عبداللہ بن جعفر نے علیؓ کی صاحبزادی اور آپ کی بیوی کو (آپ کے انتقال کے بعد) ایک ساتھ اپنے نکاح میں رکھا تھا (صاحبزادی دوسری بیوی سے تھیں) ابن سیرین نے فرمایا کہ ایسی صورت میں کوئی مضائقہ نہیں اور حسن بن حسن بن علی نے دو چچا زاد بہنوں کو ایک رات اپنے نکاح میں جمع کیا تھا لیکن جابر بن عبداللہ نے اس صورت کو ناپسند فرمایا ہے۔ کیونکہ ایسی صورتوں میں قطع صلہ رحمی کا اندیشہ ہے' گو یہ صورتیں حرام نہیں ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے'' اس کے (آیت میں مذکورہ محرمات کے) سوا تمہارے لیے حلال کی گئی ہیں''۔ عکرمہ نے ابن عباسؓ کے حوالہ سے بیان کیا کہ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کی بہن سے زنا کیا تو اس کی بیوی اس پر حرام نہیں ہوگی۔ اور یحییٰ کندی سے روایت ہے کہ شعبی اور ابو جعفر نے فرمایا کہ کوئی شخص اگر کسی لڑکے کے ساتھ اغلام کر لے تو اس کی ماں سے ہرگز نکاح نہ کرے۔ یہ یحییٰ روایت کے راوی) غیر معروف (بحیثیت عدالت) ہیں اور ان کی روایت کی کوئی روایت متابعت بھی نہیں کرتی' اور عکرمہ' ابن عباسؓ کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ اگر کسی نے اپنی بیوی کی ماں سے زنا کر لیا تو اس کی بیوی اس پر حرام نہیں ہوئی لیکن ابو نصر کے واسطہ سے بیان کیا جاتا ہے کہ ابن عباسؓ نے ایسی صورت میں بیوی کو اس شخص پر حرام قرار دیا تھا۔ ان ابو نصر کا ابن عباسؓ سے سماع غیر معروف ہے۔ اور عمران بن حصین' جابر بن زید' حسن بصری اور بعض اہل عراق سے مروی ہے کہ ان حضرات نے فرمایا کہ (مذکورہ بالا صورت میں یعنی جب کسی شخص نے اپنی بیوی کی ماں سے زنا کر لیا تو اس کی بیوی کا نکاح) اس پر حرام ہو جاتا ہے۔ اور ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ ایسے شخص کی بیوی اس پر اس وقت تک حرام نہیں ہوگی۔ جب تک وہ اس کی ماں سے واقع ہم بستری نہ کرے۔ ابن المسیب۔ عروہ اور زہری نے (صورت مذکورہ میں) اپنی بیوی کے ساتھ تعلق باقی رکھنے کو جائز قرار دیا ہے۔ زہری نے بیان کیا کہ علیؓ نے فرمایا اس کی بیوی کا اس کے ساتھ رہنا حرام نہیں ہوگا۔ یہ حدیث مرسل ہے:

وقال انس والمحصنات من النساء ذوات الازواج ...... من عبده

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ آزاد منکوحہ عورتیں جن کا شوہر ابھی تک موجود ہے وہ حرام ہیں سوائے تمہاری لونڈیوں کے۔ اسی طرح اگر کسی کے پاس کوئی باندی تھی اور اپنے غلام کے ساتھ اس نے اس باندی کا نکاح کرا دیا تو حضرت انسؓ کا موقف یہ ہے کہ اس صورت میں مولا کو حق حاصل ہے کہ وہ اس باندی کو غلام سے نکاح کرانے کے باوجود واپس لے لے اور خود وطی کے لیے استعمال کرے۔ چونکہ وہ "مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ" میں داخل ہے اور قرآن اسے حلال قرار دے رہا ہے۔ اسی طرح حضرت انس رضی اللہ عنہا کا خیال یہ ہے کہ اگر کسی نے کوئی شادی شدہ باندی خرید لی تو یہ بیع ہی اس باندی کے لیے بمنزلہ طلاق کے ہو جائے گی اور وہ پھر اس باندی سے ہمبستری کر سکتا ہے۔

لیکن جمہور اس کو جائز نہیں سمجھتے۔ وہ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کی آیت میں "اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ" سے وہ عورتیں مراد ہیں جو جہاد کرتے ہوئے قبضہ میں آ جائیں تو وہ مسلمانوں کے لیے حلال ہیں اور ان کے کافر شوہروں کے نکاح کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

عن ابن عباسؓ: حرم من النسب سبع ومن الصهر سبع

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نسب سے سات قسم کی عورتیں حرام ہیں اور صہر سے سات قسم کی عورتیں حرام ہیں۔

نسب سے درج ذیل سات قسم کی عورتیں حرام ہیں: (۱) اُمہات (۲) بنات (۳) اخوات (۴) عمات (۵) خالات (۶) بنات الاخ (۷) بنات الاخت۔ صہر سے درج ذیل سات قسم کی عورتیں حرام ہیں: (۱) اُمہات رضاعیہ (۲) اخوات رضاعیہ (۳) اُمہات نساء (۴) ربائب یعنی ان بیویوں کی بیٹیاں جن سے ہمبستری کی ہو یا ان کے ساتھ خلوت صحیحہ ہوئی ہو۔ (۵) بیٹیوں کی بیویاں (۶) دو بہنوں کو جمع کرنا (۷) سوتیلی مائیں۔

"صہر" سسرالی رشتے کو کہتے ہیں رضاعی رشتوں پر صہر کا اطلاق مجازاً کیا گیا ہے۔

وقال عكرمه عن ابن عباسؓ اذا زنٰى بها لاتحرم عليه امرأته

حضرت عکرمہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر کسی نے اپنی ساس سے زنا کر لیا تو بیوی حرام نہیں ہوگی۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی کے قائل ہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بیوی حرام ہو جائے گی۔ مالکیہ کا بھی راجح قول حرمت کا ہی ہے۔

ويُذكر عن ابى نصر ان ابن عباس حرّمه

یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت ہے کہ ساس کے ساتھ زنا کرنے سے بیوی حرام ہو جائے گی۔

لیکن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تحریم والی یہ روایت ثابت نہیں ہے اس لیے اس کو بصیغہ مجہول ذکر کیا ہے۔ چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "و ابو نصر هذا لم يعرف بسماعه عن ابن عباسؓ" یعنی ابو نصر کا سماع

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے معروف نہیں۔

آگے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "عمران بن حصین، جابر بن زید، حسن بصری اور بعض اہل عراق کا قول بھی حرمت کا ہے۔" مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں "بعض اھل عراق" سے مراد حنفیہ ہیں۔

وقال ابوهريرةؓ لاتحرم حتٰى يُلزِق بالارض......الخ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے اس قول کا مقصد یہ ہے کہ محض ساس کے لمس کی وجہ سے بیوی کی حرمت ثابت نہیں ہوگی۔ اگر ساس کے ساتھ جماع کیا تب حرمت ثابت ہوگی۔

حضرات حنفیہ کے نزدیک محض لمس کی وجہ سے بھی حرمت ثابت ہو جائے گی۔ اور ابن المسیب، عروہ اور زہری فرماتے ہیں کہ ساس کے ساتھ جماع کرنے سے بیوی حرام نہیں ہوگی۔ جیسا کہ پہلے حضرت عکرمہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک بیان ہوا ہے۔ زہری نے بیان کیا کہ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کی بیوی کا اس کے ساتھ رہنا حرام نہیں ہوگا۔ آخر میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مرسل ہے۔ مرسل سے یہاں منقطع مراد ہے، مرسل اصطلاحی مراد نہیں۔

باب وَرَبَائِبُكُمُ اللاَّتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللاَّتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ

"اور تمہاری بیویوں کی بیٹیاں جو تمہاری پرورش میں رہی ہیں اور جو تمہاری ان بیویوں سے ہوں جن سے تم نے صحبت کی ہے"

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الدُّخُولُ وَالْمَسِيسُ وَاللِّمَاسُ هُوَ الْجِمَاعُ وَمَنْ قَالَ بَنَاتُ وَلَدِهَا مِنْ بَنَاتِهِ فِي التَّحْرِيمِ، لِقَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم لأُمِّ حَبِيبَةَ لاَ تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَكَذَلِكَ حَلاَئِلُ وَلَدِ الأَبْنَاءِ هُنَّ حَلاَئِلُ الأَبْنَاءِ، وَهَلْ تُسَمَّى الرَّبِيبَةَ، وَإِنْ لَمْ تَكُنْ فِي حَجْرِهِ، وَدَفَعَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم رَبِيبَةً لَهُ إِلَى مَنْ يَكْفُلُهَا، وَسَمَّى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم ابْنَ ابْنَتِهِ ابْنًا

ابن عباسؓ نے فرمایا کہ "دخول، مسیس، اور مساس" سے مراد جماع ہے اور جنہوں نے کہا ہے کہ بیوی کے لڑکے کی لڑکیاں بھی حرام ہونے میں شوہر کے لڑکیوں کی طرح ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام حبیبہؓ سے فرمایا تھا کہ تم لوگ میرے لئے اپنی بیٹیوں اور بہنوں کو نہ پیش کرو۔ اسی طرح پوتوں کی بیویاں بیٹوں کی بیویوں کی طرح ہیں۔ اور کیا ایسی لڑکیوں کو بھی "ربیبۃ" کہا جا سکتا ہے جو اپنی ماں کے شوہر کی پرورش میں نہ ہو؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ایک ربیبہ (زینب بنت ام سلمہ) کو کفالت کے لئے ایک صاحب کے حوالہ کیا تھا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے نواسے (حسن بن علیؓ) کو بیٹا کہا تھا۔

وقال ابن عباس: الدُّخولُ والمَسيسُ واللِّماسُ هو الجماع

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دخول، مسیس اور لماس سے مراد جماع ہے۔

ربیبہ کی حرمت کیلئے آیت کریمہ میں دو قیدیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ تمہاری گود میں ہو اور دوسری یہ کہ اس کی ماں تمہاری مدخول بہا ہو۔

مدخول بہا کی قید تو اتفاقی ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ البتہ دخول کی تفسیر میں اختلاف ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے دو قول ہیں۔ اصح قول یہ ہے کہ دخول سے مراد جماع ہے جبکہ آئمہ ثلاثہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد خلوت صحیحہ ہے۔

پہلی قید یعنی ربیبہ کا گود اور پرورش میں ہونا' اس میں اختلاف ہے۔ جمہور علماء' آئمہ اربعہ اور فقہائے مدینہ کے نزدیک یہ قید' قید اتفاقی ہے' قید احترازی نہیں۔ چونکہ عموماً ربیبہ زوج ہی کی پرورش میں ہوتی ہے اس لیے یہ قید لگادی۔

لیکن داؤد ظاہری فرماتے ہیں کہ یہ قید احترازی ہے۔ علامہ ابن حزم نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔ اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جو امام عبدالرزاق نے مالک بن اوس سے نقل کی ہے۔ اس میں ہے: ''کانت عندی امراۃ قد ولدت لی' فماتت فوجدت علیھا' فلقیت علی ابن ابی طالب' فقال لی مالک؟ فاخبرتہ' فقال انھا ابنۃ؟ یعنی من غیرک' قلت نعم' قال کانت فی حجرک؟ قلت لا' ھی فی الطائف' قال فانکحھا' قلت فاین قولہ تعالیٰ ''وربائبکم'' قال انھا لم تکن فی حجرک'' اس روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے صراحتاً منقول ہے کہ ''فی حجورکم'' کی قید احترازی ہے' اتفاقی نہیں۔

ومن قال: بنات ولدھا من بناتہ فی التحریم لقول النّبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم لاتعرضنّ علیّ بناتکن

مطلب یہ ہے کہ بیوی کی پوتیاں حرمت میں اس کی بیٹیوں کی طرح ہیں کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا سے کہا تھا ''لاتعرضنّ علیّ بناتکن ولا اخواتکن'' اسی طرح پوتے کی بیوی کا حکم بیٹے کی بیوی کی طرح ہے۔

وھل تُسمّی الربیبۃ وان لم تکن فی حجرہ ودفع النّبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم ربیبۃ لہ الٰی من یکفلہ

اگر ربیبہ پرورش اور گود میں نہ ہو تو اس پر ربیبہ کا اطلاق ہوگا یا نہیں اور آدمی کے لیے وہ حلال ہوگی یا نہیں؟

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ''ودفع النّبی'' استدلال کرتے ہوئے بتانا چاہتے ہیں کہ ربیبہ کا گود اور پرورش میں ہونا شرط نہیں۔ یہ محض قید اتفاقی ہے کیونکہ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک ربیبہ کفالت کرنے والے ایک رشتہ دار کے حوالہ کی تھی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ربیبہ کا پرورش میں ہونا کوئی ضروری نہیں۔ ربیبہ اگر گود اور پرورش میں نہ ہو تب بھی اس پر ربیبہ کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جس ربیبہ کا یہاں ذکر کیا ہے وہ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی زینب تھی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوفل اشجعی کے حوالہ کی تھی۔

← حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلْ لَكَ فِي بِنْتِ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ فَأَفْعَلُ مَاذَا قُلْتُ تَنْكِحُ قَالَ أَتُحِبِّينَ قُلْتُ لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ، وَأَحَبُّ مَنْ شَرِكَنِي

بِکَ أُخْتِی قَالَ إِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِی قُلْتُ بَلَغَنِی أَنَّکَ تَخْطُبُ قَالَ ابْنَةَ أُمِّ سَلَمَةَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ لَوْ لَمْ تَکُنْ رَبِیْبَتِی مَا حَلَّتْ لِی، أَرْضَعَتْنِی وَأَبَاهَا ثُوَیْبَةُ، فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَیَّ بَنَاتِکُنَّ وَلَا أَخَوَاتِکُنَّ وَقَالَ اللَّیْثُ حَدَّثَنَا هِشَامٌ دُرَّةُ بِنْتُ أَبِی سَلَمَةَ

ترجمہ۔ ہم سے حمیدی نے بیان کیا ان سے سفیان نے حدیث بیان کی ان سے ہشام نے حدیث بیان کی۔ ان سے ان کے والد نے۔ ان سے زینبؓ اور ان سے ام حبیبہؓ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ابوسفیان کی صاحبزادی کی طرف آپ کا کچھ میلان ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر میں اس کے ساتھ کیا کروں گا۔ میں نے عرض کی اس سے آپ نکاح کر لیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم اسے پسند کرو گی؟ میں نے عرض کی میں کوئی تنہا تو ہوں نہیں (بلکہ میری دوسری سوکنیں ہیں) اور میں اپنی بہن کے لئے یہ پسند کرتی ہوں کہ وہ بھی میرے ساتھ آپ کے تعلق میں شریک ہو جائے۔ اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ میرے لئے حلال نہیں ہیں (کیونکہ دو بہنوں کو ایک ساتھ نکاح میں نہیں رکھا جا سکتا) میں نے عرض کی کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے نکاح کا پیغام بھیجا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ام سلمہؓ کی لڑکی کے پاس؟ میں نے عرض کی کہ جی ہاں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اگر وہ میری ربیبہ (بیوی کی سابق شوہر سے لڑکی) نہ ہوتی جب بھی میرے لئے حلال نہ ہوتی۔ مجھے اور اس کے والد کو ثویبہ نے دودھ پلایا تھا: تم لوگ میرے لئے اپنی لڑکیوں اور بہنوں کو نہ پیش کیا کرو۔ اور لیث نے بیان کیا ان سے ہشام نے حدیث بیان کی کہ ان (ام سلمہ کی صاحبزادی) کا نام درہ بنت ابی سلمہ تھا:

باب وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ

(اور تم پر حرام ہے کہ) "تم دو بہنوں کو ایک ساتھ (نکاح میں) جمع کرو۔ سوا اس کے جو گزر چکا" (کہ وہ معاف ہے)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّ زَيْنَبَ ابْنَةَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ انْكِحْ أُخْتِي بِنْتَ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ وَتُحِبِّينَ قُلْتُ نَعَمْ، لَسْتُ بِمُخْلِيَةٍ، وَأَحَبُّ مَنْ شَارَكَنِي فِي خَيْرٍ أُخْتِي فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِنَّ ذَلِكِ لَا يَحِلُّ لِي قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَوَاللَّهِ إِنَّا لَنَتَحَدَّثُ أَنَّكَ تُرِيدُ أَنْ تَنْكِحَ دُرَّةَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَوَاللَّهِ لَوْ لَمْ تَكُنْ فِي حَجْرِي مَا حَلَّتْ لِي إِنَّهَا لَابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ، أَرْضَعَتْنِي وَأَبَا سَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی ان سے لیث نے حدیث بیان کی ان سے عقیل نے ان سے ابن شہاب نے انہیں عروہ بن زبیر نے خبر دی اور انہیں زینب بنت ابی سلمہؓ نے خبر دی کہ ام حبیبہؓ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! میری بہن (عزہ) بنت ابی سفیان سے آپ نکاح کر لیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اور تمہیں بھی پسند ہے؟ میں نے عرض کی جی ہاں کوئی میں تنہا تو ہوں نہیں۔ اور میری خواہش ہے کہ آپ کی بھلائی میں میرے ساتھ میری بہن بھی شریک ہو جائے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ میرے لئے حلال نہیں ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! اللہ گواہ ہے اس طرح کی باتیں سننے میں آتی ہیں کہ آپ ابوسلمہؓ کی صاحبزادی درہ سے نکاح کرنا

چاہتے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا ام سلمہ کی لڑکی سے؟ میں نے عرض کی کہ جی ہاں! فرمایا اللہ گواہ ہے۔ اگر وہ میری پرورش میں نہ ہوتی جب بھی میرے لئے حلال نہیں تھی کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی لڑکی ہے۔ مجھے اور ابوسلمہ کو ثوبیہ نے دودھ پلایا تھا تم لوگ میرے لئے اپنی لڑکیوں اور بہنوں کو نہ پیش کیا کرو۔

باب لا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا

پھوپھی کے نکاح میں ہوتے ہوئے کسی عورت سے نکاح نہیں کیا جا سکتا

← حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ سَمِعَ جَابِرًا رضی الله عنه قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا أَوْ خَالَتِهَا وَقَالَ دَاوُدُ وَابْنُ عَوْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

ترجمہ۔ ہم سے عبدان نے حدیث بیان کی انہیں عبداللہ نے خبر دی انہیں عاصم نے خبر دی انہیں شعبی نے اور انہوں نے جابرؓ سے سنا۔ آپ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی ایسی عورت سے نکاح کرنے سے منع کیا تھا جس کی پھوپھی یا خالہ اس کے نکاح میں ہو۔ اور داؤد اور ابن عون نے شعبی کے واسطہ سے بیان کیا اور ان سے ابوہریرہؓ نے:

← حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم قَالَ لَا يُجْمَعُ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا، وَلَا بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَخَالَتِهَا

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی' انہیں مالک نے خبر دی انہیں ابوالزناد نے' انہیں اعرج نے اور ان سے ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کسی عورت کو اس کی پھوپھی یا اس کی خالہ کے ساتھ نکاح میں جمع نہ کیا جائے۔

← حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي قَبِيصَةُ بْنُ ذُؤَيْبٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ نَهَى النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا وَالْمَرْأَةُ وَخَالَتُهَا فَنُرَى خَالَةَ أَبِيهَا بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ لِأَنَّ عُرْوَةَ حَدَّثَنِي عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ حَرِّمُوا مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ

ترجمہ۔ ہم سے عبدان نے حدیث بیان کی انہیں عبداللہ نے خبر دی کہا کہ مجھے یونس نے خبر دی انہیں زہری نے' کہا کہ مجھ سے قبیصہ بن ذویب نے حدیث بیان کی اور انہوں نے ابوہریرہؓ سے سنا آپ بیان کر رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے کہ کسی عورت کو اس کی پھوپھی یا اس کی خالہ کے ساتھ نکاح میں جمع کیا جائے (زہری نے کہا کہ) ہم سمجھتے ہیں کہ عورت کے باپ کی خالہ بھی (حرام ہونے میں) اسی درجہ میں ہے کیونکہ عروہ نے مجھ سے حدیث بیان کی ان سے عائشہؓ نے بیان کیا کہ رضاعت سے بھی ان تمام رشتوں کو حرام کرو جو نسب کی وجہ سے حرام ہیں:

باب الشِّغَارِ (نکاح شغار)

نکاح شغار یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے سے کہے کہ میں تجھ سے اپنی بہن یا اپنی بیٹی کا نکاح اس شرط پر کرتا ہوں کہ تو مجھ سے اپنی بہن یا اپنی بیٹی کا نکاح کردے اور احد المتعقدین دوسرے کا عوض ہو جائے' اس کے علاوہ کوئی اور مہر نہ ہو۔

ایسے نکاح کے ناجائز ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔ لیکن اگر اس طرح کا نکاح کرلیا جائے تو کیا وہ منعقد ہوگا یا نہیں؟ جمہور کہتے ہیں کہ منعقد نہیں ہوگا جبکہ حضرات حنفیہ کے نزدیک منعقد ہو جائے گا۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی بھی ایک روایت یہی ہے اور مہر مثل لازم ہوگا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جمہور کی تائید کرتے ہوئے بطور دلیل کے حدیث الباب پیش کی ہے۔

حضرات حنفیہ حدیث باب کا یہ جواب دیتے ہیں کہ اس میں شغار جاہلیت کی ممانعت وارد ہوئی ہے جس میں مہر مثل لازم نہیں ہوتا' وہ تو ہمارے نزدیک بھی ناجائز ہے' ہم نے جواز کا جو قول اختیار کیا ہے وہ مہر مثل کے ساتھ ہے اس لیے یہ شغار ممنوع کے زمرے میں نہیں آتا۔ دوسرا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ نہی کراہت پر محمول ہے' حرمت پر نہیں۔

شغار کی ایک صورت یہ بھی ہوتی ہے کہ کوئی شخص اپنے لڑکے کا نکاح دوسرے کی لڑکی سے اس شرط پر کرے کہ وہ دوسرا اپنے لڑکے کا نکاح اس کی لڑکی سے کردے اور احد العقدین دوسرے کا عوض ہو' اس صورت میں بھی مہر مثل واجب ہوگا۔ البتہ اگر احد العقدین کو دوسرے کا عوض نہیں بنایا گیا تو پھر مذکورہ صورت شغار کے تحت نہیں آئے گی۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم نَهَى عَنِ الشِّغَارِ ، وَالشِّغَارُ أَنْ يُزَوِّجَ الرَّجُلُ ابْنَتَهُ عَلَى أَنْ يُزَوِّجَهُ الآخَرُ ابْنَتَهُ ، لَيْسَ بَيْنَهُمَا صَدَاقٌ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی انہیں مالک نے خبر دی انہیں نافع نے اور انہیں ابن عمرؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ''نکاح شغار سے منع فرمایا ہے۔ شغار یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی لڑکی کا نکاح اس شرط کے ساتھ کرے کہ دوسرا شخص اس سے اپنی لڑکی کا نکاح کردے گا اور دونوں کے درمیان مہر کا بھی کوئی معاملہ نہ ہو۔

باب هَلْ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَهَبَ نَفْسَهَا لأَحَدٍ

کیا کوئی عورت کسی کے لئے اپنے آپ کو ہبہ کرسکتی ہے؟

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلاَمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَتْ خَوْلَةُ بِنْتُ حَكِيمٍ مِنَ اللاَّئِي وَهَبْنَ أَنْفُسَهُنَّ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَتْ عَائِشَةُ أَمَا تَسْتَحِي الْمَرْأَةُ أَنْ تَهَبَ نَفْسَهَا لِلرَّجُلِ فَلَمَّا نَزَلَتْ (تُرْجِئُ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ) قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا أَرَى رَبَّكَ إِلاَّ يُسَارِعُ فِي هَوَاكَ رَوَاهُ أَبُو سَعِيدٍ الْمُؤَدِّبُ وَمُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ وَعَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ يَزِيدُ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن سلام نے حدیث بیان کی ان سے ابن فضیل نے حدیث بیان کی ان سے ہشام نے حدیث بیان کی ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ خولہ بنت حکیمؓ ان عورتوں میں سے تھیں جنہوں نے اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہبہ کیا تھا۔ اس پر عائشہؓ نے کہا کہ ایک عورت اپنے آپ کو کسی مرد کے لئے ہبہ کرتے شرماتی نہیں۔ پھر جب آیت ''تُرْجِيُ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ'' نازل ہوئی تو میں نے کہا یا رسول اللہ! میں تو دیکھتی ہوں کہ آپ کا رب آپ کی رضا کے معاملے میں جلدی کرتا ہے۔ اس کی روایت ابوسعید مودب اور محمد بن بشر اور عبدہ نے ہشام سے کی انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے عائشہؓ سے۔ بعض نے اپنی روایت میں دوسرے کی روایت کے مقابلہ میں اضافہ کے ساتھ بیان کیا۔

تشریح حدیث

اگر کوئی عورت کسی کے لیے اپنے آپ کو ہبہ کرے تو کیا یہ جائز ہے؟

اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ ایک صورت یہ ہے کہ صرف لفظ ہبہ ذکر کرے اور مہر وغیرہ کا ذکر نہ ہو۔ جمہور کے نزدیک یہ نکاح باطل ہے جبکہ احناف اور امام اوزاعی کے نزدیک جائز ہے۔ ایسی صورت میں مہر مثل واجب ہوگا۔

جمہور قرآن کریم کی آیت "خَالِصَةً لَّکَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ" سے استدلال کرتے ہیں کہ بغیر ذکر مہر کے لفظ ہبہ سے نکاح، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تھی۔ حضرات حنفیہ فرماتے ہیں کہ اس سے واہبہ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہونا مراد ہے، مطلق ہبہ کا نکاح کے لیے آپ کے ساتھ خاص ہونا مراد نہیں۔

دوسری صورت یہ ہے کہ عقد نکاح لفظ ہبہ کے ساتھ منعقد ہوگا کہ نہیں، عند الشوافع منعقد نہیں ہوگا۔ ان کے نزدیک عقد نکاح صرف دو لفظوں کے ساتھ منعقد ہوگا، ایک لفظ نکاح اور دوسرا تزویج۔

لیکن حضرات حنفیہ اور اکثر علماء کی رائے یہ ہے کہ عقد نکاح ان تمام الفاظ سے منعقد ہو جاتا ہے جو الفاظ ملک مؤبد پر دلالت کرتے ہیں جیسے ملک، صدقہ، ہبہ وغیرہ کے الفاظ ہیں۔

باب نِكَاحِ الْمُحْرِمِ (حالت احرام میں نکاح)

← حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ أَخْبَرَنَا عَمْرٌو حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ أَنْبَأَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ مُحْرِمٌ

ترجمہ۔ ہم سے مالک بن اسماعیل نے حدیث بیان کی انہیں ابن عیینہ نے خبر دی، انہیں عمرو نے خبر دی اور ان سے جابر بن زید نے حدیث بیان کی اور انہیں ابن عباسؓ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح کیا اور اس وقت آپ احرام باندھے ہوئے تھے۔

حالت احرام میں نکاح کرنا جائز ہے

آئمہ ثلاثہ کے نزدیک حالت احرام میں نکاح ناجائز اور باطل ہے اسی طرح انکاح بھی جائز نہیں۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اصحاب کا مسلک یہ ہے کہ حالت احرام نکاح بھی جائز ہے اور انکاح بھی البتہ جماع اور دواعی جماع حلال ہونے کے وقت تک جائز نہیں۔

آئمہ ثلاثہ کا استدلال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے جو ترمذی شریف میں ہے "ان المحرم لاینکح ولا ینکح"

ان کا دوسرا استدلال حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہے۔ وہ فرماتے ہیں: "تزوج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میمونۃ وھو حلال و بنی بھا وھو حلال"

ان کا تیسرا استدلال یزید بن الاصم کی روایت سے بھی ہے جو حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں "قالت

تزوّجني رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو حلال"

حنفیہ کا استدلال حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث باب سے ہے۔ یہی حدیث بخاری کتاب الحج اور کتاب المغازی میں ان الفاظ سے مروی ہے "تزوج النبي صلى الله عليه وسلم ميمونة وهو محرم و بنى بها وهو حلال"

جہاں تک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی قولی حدیث "ان المحرم لاينكح ولا ينكح" کا تعلق ہے سو حنفیہ کی جانب سے اس کا جواب یہ ہے کہ وہ کراہت پر محمول ہے اور یہ کراہت بھی اس شخص کے لیے ہوگی جو نکاح کے بعد اپنے آپ پر قابو نہ پاسکے اور وطی میں مبتلا ہو جائے۔ اب اختلاف کا اصل مدار حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے بارے میں رہ جاتا ہے۔ آئمہ ثلاثہ نے ان روایات کو ترجیح دی ہے جن میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حلال ہونے کی حالت میں ہوا تھا۔ اس کے برخلاف حضرات احناف نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کو ترجیح دی ہے۔ جس میں بحالت احرام نکاح کا ذکر ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کو کئی وجوہات سے ترجیح حاصل ہے جن میں سے چند یہ ہیں:

۱......یہ روایت اصح مافی الباب ہے اور اس موضوع کی کوئی روایت سنداً اس کے ہم پلہ نہیں۔

۲......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت تواتر کے ساتھ مروی ہے۔ چنانچہ بیس سے زیادہ فقہاء تابعین اس کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

۳......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کے متعدد شواہد موجود ہیں۔ چنانچہ طحاوی اور مسند بزار وغیرہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی یہی مروی ہے کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے آپ کا نکاح بحالت احرام ہوا تھا۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں اس روایت کی صحت کا اعتراف کیا ہے۔

۴۔اصحاب سیر وتواریخ کی تصریحات سے بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث کی تائید ہوتی ہے کیونکہ ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ محمد بن اسحاقؒ اور ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے یہ واقعہ جس طرح بیان کیا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرۃ القضاء کے سفر میں سرف کے مقام پر پہنچ کر حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم محرم تھے پھر عمرہ سے واپس آتے ہوئے مقام سرف پر ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بناء فرمائی جبکہ آپ حلال ہو چکے تھے۔

۵۔یزید بن الاصم رضی اللہ عنہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حالت حلت میں روایت کرتے ہیں لیکن انہی کی ایک روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے موافق بھی ہے۔

باب نَهْيِ رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَنْ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ آخِرًا

آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح متعہ سے منع کر دیا تھا

حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ أَنَّهُ سَمِعَ الزُّهْرِيَّ يَقُولُ أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ

عَلِيٍّ وَأَخُوهُ عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ أَبِيهِمَا أَنَّ عَلِيًّا رضی الله عنه قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ النَّبِيَّ صلی الله علیه وسلم نَهَى عَنِ الْمُتْعَةِ وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ زَمَنَ خَيْبَرَ

ترجمہ۔ ہم سے مالک بن اسماعیل نے حدیث بیان کی' ان سے ابن عیینہ نے حدیث بیان کی انہوں نے زہری سے سنا۔ وہ بیان کرتے تھے کہ مجھے حسن ابن محمد بن علی اور ان کے بھائی عبداللہ نے اپنے والد (محمد بن الحنفیہ) کے واسطہ سے خبر دی کہ علیؓ نے ابن عباسؓ سے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متعہ اور پالتو گدھے کے گوشت سے جنگ خیبر کے زمانہ میں منع فرمایا تھا:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ سُئِلَ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ فَرَخَّصَ فَقَالَ لَهُ مَوْلًى لَهُ إِنَّمَا ذٰلِكَ فِي الْحَالِ الشَّدِيدِ وَفِي النِّسَاءِ قِلَّةٌ أَوْ نَحْوَهُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَعَمْ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن بشار نے حدیث بیان کی ان سے غندر نے حدیث بیان کی۔ ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی' ان سے ابوحمزہ نے بیان کیا' کہ انہوں نے ابن عباسؓ سے سنا' آپ سے عورتوں کے ساتھ نکاح متعہ کرنے کے متعلق سوال کیا گیا تھا تو آپ نے اس کی اجازت دی پھر آپ کے ایک مولا نے آپ سے پوچھا کہ اس کی اجازت سخت مجبوری یا عورتوں کی کمی یا اسی جیسی صورتوں میں ہوگی تو ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ہاں:

حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَسَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَا كُنَّا فِي جَيْشٍ فَأَتَانَا رَسُولُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم فَقَالَ إِنَّهُ قَدْ أُذِنَ لَكُمْ أَنْ تَسْتَمْتِعُوا فَاسْتَمْتِعُوا وَقَالَ ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ حَدَّثَنِي إِيَاسُ بْنُ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم أَيُّمَا رَجُلٍ وَامْرَأَةٍ تَوَافَقَا فَعِشْرَةُ مَا بَيْنَهُمَا ثَلَاثُ لَيَالٍ فَإِنْ أَحَبَّا أَنْ يَتَزَايَدَا أَوْ يَتَتَارَكَا تَتَارَكَا فَمَا أَدْرِي أَشَيْءٌ كَانَ لَنَا خَاصَّةً أَمْ لِلنَّاسِ عَامَّةً قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ وَبَيَّنَهُ عَلِيٌّ عَنِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم أَنَّهُ مَنْسُوخٌ

ترجمہ۔ ہم سے علی نے حدیث بیان کی' ان سے سفیان نے حدیث بیان کی ان سے عمرو نے بیان کیا' ان سے حسن بن محمد نے اور ان سے جابر بن عبداللہ اور سلمہ بن الاکوعؓ نے بیان کیا کہ ہم ایک لشکر میں تھے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ تمہیں متعہ کرنے کی اجازت دی گئی ہے اس لئے تم نکاح متعہ کر سکتے ہو اور ابن ابی ذئب نے بیان کیا کہ مجھ سے ایاس بن سلمہ بن الاکوع نے حدیث بیان کی اور ان سے ان کے والد نے اور ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو مرد اور عورت متفق ہو جائیں (ایک ساتھ رہنے پر) اور کوئی مدت متعین نہ کریں تو اسے تین دن تک ساتھ رہنے پر محمول کیا جائے گا۔ پھر اگر وہ تین دن سے زیادہ اس اتفاق کو رکھنا چاہیں یا ختم کرنا چاہیں' تو انہیں اس کی اجازت ہے سلمہ بن الاکوعؓ فرماتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں یہ حکم صرف ہمارے (صحابہ) ہی کے لئے تھا یا تمام لوگوں کے لئے ابوعبداللہ (امام بخاریؒ) کہتے ہیں کہ اس کا حکم علیؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالہ سے بیان کر دیا کہ یہ منسوخ ہو چکا ہے:

باب عَرْضِ الْمَرْأَةِ نَفْسَهَا عَلَى الرَّجُلِ الصَّالِحِ

عورت کا اپنے آپ کو کسی صالح مرد کے لئے پیش کرنا

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا مَرْحُومٌ قَالَ سَمِعْتُ ثَابِتًا الْبُنَانِيَّ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ أَنَسٍ وَعِنْدَهُ ابْنَةٌ لَهُ، قَالَ أَنَسٌ

جاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم تَعْرِضُ عَلَيْهِ نَفْسَهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَكَ بِي حَاجَةٌ ، فَقَالَتْ بِنْتُ أَنَسٍ مَا أَقَلَّ حَيَاءَهَا وَاسَوْأَتَاهُ وَاسَوْأَتَاهُ قَالَ هِيَ خَيْرٌ مِنْكِ رَغِبَتْ فِي النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَعَرَضَتْ عَلَيْهِ نَفْسَهَا

ترجمہ۔ ہم سے علی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی ان سے مرحوم نے حدیث بیان کی کہا کہ میں نے ثابت بنانی سے سنا انہوں نے بیان کیا کہ میں انسؓ کے پاس تھا اور ان کے پاس ان کی صاحبزادی بھی تھیں انسؓ نے بیان کیا کہ ایک خاتون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اپنے آپ کو آنحضور کے لئے پیش کرنے کی غرض سے حاضر ہوئیں اور عرض کی یا رسول اللہ! کیا آپ کو میری ضرورت ہے؟ اس پر انسؓ کی صاحبزادی بولیں کہ وہ کیسی بے حیا عورت تھی ہائے بے شرمی! ہائے بے شرمی! انسؓ نے ان سے فرمایا وہ تم سے بہتر تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف انہیں توجہ تھی اس لئے انہوں نے اپنے آپ کو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے پیش کیا۔

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ أَنَّ امْرَأَةً عَرَضَتْ نَفْسَهَا عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ زَوِّجْنِيهَا فَقَالَ مَا عِنْدَكَ قَالَ مَا عِنْدِي شَيْءٌ قَالَ اذْهَبْ فَالْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لاَ وَاللَّهِ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا ، وَلاَ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ ، وَلَكِنْ هَذَا إِزَارِي وَلَهَا نِصْفُهُ قَالَ سَهْلٌ وَمَا لَهُ رِدَاءٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَمَا تَصْنَعُ بِإِزَارِكَ إِنْ لَبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ ، وَإِنْ لَبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ مِنْهُ شَيْءٌ فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتَّى إِذَا طَالَ مَجْلِسُهُ قَامَ فَرَآهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَدَعَاهُ أَوْ دُعِيَ لَهُ فَقَالَ مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ فَقَالَ مَعِي سُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ كَذَا لِسُوَرٍ يُعَدِّدُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَمْلَكْنَاكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ

ترجمہ۔ ہم سے سعید بن ابی مریم نے حدیث بیان کی ان سے ابوغسان نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے ابوحازم نے حدیث بیان کی ان سے سہل بن سعدؓ نے کہ ایک خاتون نے اپنے آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے پیش کیا۔ پھر ایک صاحب نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ یا رسول اللہ! ان کا نکاح مجھ سے کر دیجئے' آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا تمہارے پاس (مہر کے لئے) کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں' آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جاؤ اور تلاش کرو خواہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہی مل جائے۔ وہ گئے اور واپس آ گئے۔ اور عرض کی اللہ گواہ ہے میں نے کوئی چیز نہیں پائی مجھے لوہے کی ایک انگوٹھی بھی نہیں ملی البتہ یہ میرا تہبند میرے پاس ہے اس کا آدھا انہیں دے دیجئے سہلؓ نے بیان کیا کہ ان کے پاس چادر بھی (کرتے کی جگہ اوڑھنے کے لئے) نہیں تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تمہارے اس تہبند کا کیا کرے گی' اگر یہ اسے پہن لے گی تو تمہارے لئے اس میں سے کچھ باقی نہیں بچے گا اور اگر تم پہنو گے تو اس کے لئے کچھ نہیں رہے گا پھر وہ صاحب بیٹھ گئے' دیر تک بیٹھے رہنے کے بعد اٹھے (اور جانے لگے) تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دیکھا اور بلایا' یا انہیں بلایا گیا (راوی کو ان الفاظ میں شک تھا) پھر آپ نے ان سے پوچھا کہ تمہارے پاس قرآن کتنا محفوظ ہے انہوں نے عرض کی کہ مجھے فلاں فلاں سورتیں یاد ہیں۔ چند سورتیں انہوں نے گنائیں' آنحضور نے فرمایا کہ ہم نے تمہارے نکاح میں انہیں قرآن کی وجہ سے دیا جو تمہیں یاد ہے۔

بَاب عَرْضِ الْإِنْسَانِ ابْنَتَهُ أَوْ أُخْتَهُ عَلَى أَهْلِ الْخَيْرِ

کسی انسان کا اپنی بیٹی یا بہن کو اہل خیر کے لئے پیش کرنا

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رضی الله عنهما يُحَدِّثُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حِينَ تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنْ خُنَيْسِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَتُوُفِّيَ بِالْمَدِينَةِ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَتَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَفْصَةَ فَقَالَ سَأَنْظُرُ فِي أَمْرِي فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ لَقِيَنِي فَقَالَ قَدْ بَدَا لِي أَنْ لَا أَتَزَوَّجَ يَوْمِي هَذَا قَالَ عُمَرُ فَلَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ فَقُلْتُ إِنْ شِئْتَ زَوَّجْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ فَصَمَتَ أَبُو بَكْرٍ فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا، وَكُنْتُ أَوْجَدَ عَلَيْهِ مِنِّي عَلَى عُثْمَانَ، فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ خَطَبَهَا رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَأَنْكَحْتُهَا إِيَّاهُ، فَلَقِيَنِي أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ لَعَلَّكَ وَجَدْتَ عَلَيَّ حِينَ عَرَضْتَ عَلَيَّ حَفْصَةَ فَلَمْ أَرْجِعْ إِلَيْكَ شَيْئًا قَالَ عُمَرُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ أَبُو بَكْرٍ فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَرْجِعَ إِلَيْكَ فِيمَا عَرَضْتَ عَلَيَّ إِلَّا أَنِّي كُنْتُ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَدْ ذَكَرَهَا، فَلَمْ أَكُنْ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم وَلَوْ تَرَكَهَا رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَبِلْتُهَا

ترجمہ۔ ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے حدیث بیان کی اُن سے ابراہیم ابن سعد نے حدیث بیان کی اُن سے صالح بن کیسان نے اُن سے ابن شہاب نے بیان کیا کہ مجھے سالم بن عبداللہ نے خبر دی انہوں نے عبداللہ ابن عمرؓ سے عمر بن خطابؓ کے متعلق سنا کہ جب (آپ کی صاحبزادی) حفصہ بنت عمرؓ (اپنے شوہر) خنیس بن حذافہ سہمی کی وفات کی وجہ سے بیوہ ہو گئیں اور خنیسؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے اور آپ کی وفات مدینہ منورہ میں ہوئی تھی۔ عمر بن خطابؓ نے بیان کیا کہ میں عثمان بن عفانؓ کے پاس آیا اور آپ کے لئے حفصہؓ کو پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں اس معاملہ میں غور کروں گا۔ میں نے کچھ دنوں تک انتظار کیا پھر مجھ سے انہوں نے ملاقات کی اور کہا کہ میں اس فیصلہ پر پہنچا ہوں کہ آج کل نکاح نہ کروں عمرؓ نے بیان کیا کہ پھر میں ابوبکر صدیقؓ سے ملا اور کہا کہ اگر آپ پسند کریں تو میں آپ کی شادی حفصہ سے کر دوں۔ ابوبکرؓ خاموش رہے۔ اور مجھے کوئی جواب نہیں دیا۔ ان کے اس طرز عمل پر مجھے عثمانؓ کے معاملہ سے بھی زیادہ رنج ہوا' کچھ دنوں تک میں خاموش رہا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود حفصہ سے نکاح کا پیغام بھیجا اور میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کی شادی کر دی۔ اس کے بعد ابوبکرؓ مجھ سے ملے اور کہا کہ جب تم نے حفصہؓ کا معاملہ میرے سامنے پیش کیا تھا تو اس پر میرے طرز عمل سے تمہیں تکلیف ہوئی ہوگی کہ میں نے تمہیں اس کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ عمرؓ نے بیان کیا کہ میں نے کہا کہ ہوئی تھی۔ ابوبکرؓ نے فرمایا کہ تم نے جو کچھ میرے سامنے رکھا تھا اس کا جواب میں نے صرف اس لئے نہیں دیا تھا کہ میرے علم میں تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حفصہؓ کا ذکر کیا تھا اور میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راز کو افشا نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اگر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چھوڑ دیتے تو میں حفصہ کو قبول کر لیتا:

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ زَيْنَبَ ابْنَةَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ

اَنَّ اُمَّ حَبِيبَةَ قَالَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم إِنَّا قَدْ تَحَدَّثْنَا اَنَّكَ نَاكِحٌ دُرَّةَ بِنْتَ اَبِي سَلَمَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَعَلَى اُمِّ سَلَمَةَ لَوْ لَمْ اَنْكِحْ اُمَّ سَلَمَةَ مَا حَلَّتْ لِي، إِنَّ اَبَاهَا اَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ

ترجمہ۔ ہم سے قتیبہ نے حدیث کی' ان سے لیث نے حدیث بیان کی ان سے یزید بن ابی حبیب نے۔ ان سے عراک بن مالک نے اور انہیں زینب بنت ابی سلمہ نے خبر دی کہ ام حبیبہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درہ بنت ابی سلمہ سے نکاح کرنے والے ہیں؟ آنحضور نے فرمایا کہ میں اس سے اس کے باوجود نکاح کر سکتا ہوں کہ ام سلمہ میرے نکاح میں پہلے ہی سے ہیں اور اگر میں نے ام سلمہ سے نکاح نہ کیا ہوتا جب بھی وہ میرے لیے حلال نہیں تھی اس کے والد (ابو سلمہؓ) میرے رضاعی بھائی ہیں۔

بَاب قَوْلِ اللّٰهِ جَلَّ وَعَزَّ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِي اَنْفُسِكُمْ عَلِمَ اللّٰهُ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد" اور تم پر کوئی گناہ اس میں نہیں کہ تم ان (زیر عدت) عورتوں کے پیغام نکاح کے بارے میں کوئی بات اشارۃً کہو یا (یہ ارادہ) اپنے دلوں میں ہی پوشیدہ رکھو' اللہ کو تو علم ہے

الْآيَةَ إِلَى قَوْلِهِ (غَفُورٌ حَلِيمٌ) (أَكْنَنْتُمْ) أَضْمَرْتُمْ، وَكُلُّ شَيْءٍ صُنْتَهُ فَهُوَ مَكْنُونٌ

"اللہ تعالیٰ کے ارشاد" غَفُورٌ حَلِيمٌ" تک" اَكْنَنْتُمْ" بمعنی "اَضْمَرْتُمْ" ہے۔ ہر وہ چیز جس کی حفاظت کرو اور چھپاؤ وہ "مکنون" کہلاتی ہے۔ آیت باب میں چار حکم بیان کیے گئے ہیں:

۱۔ ایک ہے تعریض یعنی ایسا کلام جس میں نکاح کی صراحت تو نہ ہو لیکن یہ معلوم ہو جائے کہ نکاح کا ارادہ ہے۔

۲۔ دوسرا حکم اکنان کا ہے کہ دل ہی دل میں یہ سوچا کہ عدت گزرنے کے بعد اس عورت سے نکاح کروں گا اور کسی کو اپنے اس خیال سے آگاہ نہیں کیا۔ ۳۔ تیسرا حکم ہے "لَا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا" یعنی چپکے چپکے ان سے وعدہ نہ کرو کیونکہ دوران عدت چپکے سے عورت کے ساتھ نکاح کا وعدہ کرنا جائز نہیں۔ ۴۔ چوتھا حکم ہے "وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ" یعنی مدت عدت میں عقد نکاح کا ارادہ بھی ممنوع ہے۔ آگے طلق بن غنام' قاسم اور عطاء بن ابی رباح سے تعریض کے الفاظ نقل کیے گئے ہیں کہ آدمی کن الفاظ کے ساتھ نکاح کے لیے تعریض کی تعبیر کو اختیار کرے گا۔

آخر میں حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ آیت میں "سرا" سے مراد زنا ہے۔ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس تفسیر میں تامل ہے کیوں کہ زنا کا وعدہ سرا ٹھیک ہے اور نہ جہراً درست ہے۔ واضح مطلب وہی ہے جو اوپر تیسرے حکم میں جمہور نے اختیار کیا ہے۔

← وَقَالَ لِي طَلْقٌ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (فِيمَا عَرَّضْتُمْ) يَقُولُ إِنِّي أُرِيدُ التَّزْوِيجَ، وَلَوَدِدْتُ اَنَّهُ تَيَسَّرَ لِي امْرَاَةٌ صَالِحَةٌ وَقَالَ الْقَاسِمُ يَقُولُ إِنَّكِ عَلَيَّ كَرِيمَةٌ، وَإِنِّي فِيكِ لَرَاغِبٌ، وَإِنَّ اللّٰهَ لَسَائِقٌ إِلَيْكِ خَيْرًا أَوْ نَحْوَ هَذَا وَقَالَ عَطَاءٌ يُعَرِّضُ وَلَا يَبُوحُ يَقُولُ إِنَّ لِي حَاجَةً وَاَبْشِرِي، وَاَنْتِ بِحَمْدِ اللّٰهِ نَافِقَةٌ

وَتَقُولُ هِيَ قَدْ أَسْمَعُ مَا تَقُولُ وَلَا تَعِدُ شَيْئًا وَلَا يُوَاعِدُ وَلِيُّهَا بِغَيْرِ عِلْمِهَا ، وَإِنْ وَاعَدَتْ رَجُلًا فِي عِدَّتِهَا ثُمَّ نَكَحَهَا بَعْدُ لَمْ يُفَرَّقْ بَيْنَهُمَا وَقَالَ الْحَسَنُ (لَا تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا) الزِّنَا وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (الْكِتَابُ أَجَلَهُ) تَنْقَضِي الْعِدَّةُ

ترجمہ۔ مجھ سے طلق نے بیان کیا' ان سے زائدہ نے حدیث بیان کی' ان سے منصور نے' ان سے مجاہد نے کہ ابن عباسؓ نے آیت "فیما عرضتم" (کی تفسیر میں فرمایا کہ کوئی شخص کسی ایسی عورت سے جو عدت میں ہو) کہے کہ میرا ارادہ نکاح کا ہے اور میری خواہش ہے کہ مجھے کوئی صالح عورت میسر آجائے۔ اور قاسم نے فرمایا کہ (تعریض یہ ہے کہ) معدہ عورت سے کہے کہ تم میری نظر میں شریف ہو اور میرا میلان تمہاری طرف ہے اور اللہ تمہیں بھلائی پہنچائے گا یا اسی طرح کے جملے۔ عطاء نے فرمایا کہ تعریض وکنایہ سے کہے صاف صاف نہ کہے (مثلاً) کہے کہ مجھے ضرورت ہے۔ اور تمہیں بشارت ہو اور تم اللہ تعالیٰ کے فضل سے کھری ہو اور عورت اس کے جواب میں کہے کہ تمہاری بات میں نے سن لی ہے (بصراحت) کوئی وعدہ نہ کرے۔ ایسی عورت کا ولی بھی اس کے علم کے بغیر کوئی وعدہ نہ کرے اور اگر عورت نے زمانہ عدت میں کسی مرد سے نکاح کا وعدہ کر لیا اور پھر بعد میں اس سے نکاح کیا تو دونوں میں تفریق نہیں کرائی جائے گی (بلکہ نکاح صحیح ہوگا) حسن نے فرمایا کہ "لَا تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا" سے مراد زنا ہے۔ ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ "الْكِتَابُ أَجَلَهُ" سے مراد عدت کا پورا ہونا ہے۔

باب النَّظَرِ إِلَى الْمَرْأَةِ قَبْلَ التَّزْوِيجِ (شادی سے پہلے عورت کو دیکھنا)

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم رَأَيْتُكِ فِي الْمَنَامِ يَجِيءُ بِكِ الْمَلَكُ فِي سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيرٍ فَقَالَ لِي هَذِهِ امْرَأَتُكَ فَكَشَفْتُ عَنْ وَجْهِكِ الثَّوْبَ ، فَإِذَا أَنْتِ هِيَ فَقُلْتُ إِنْ يَكُ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ يُمْضِهِ

ترجمہ۔ ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی ان سے حماد بن زید نے حدیث بیان کی' ان سے ہشام نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہؓ نے بیان کیا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ (نکاح سے پہلے) میں نے تمہیں خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ (جبریل علیہ السلام) ریشم کے ایک ٹکڑے میں تمہیں لئے آیا اور مجھ سے کہا کہ یہ تمہاری بیوی ہے۔ میں نے اس کے چہرے سے کپڑا اٹھایا تو تم تھیں۔ میں نے کہا کہ اگر یہ خواب اللہ کی طرف سے ہے تو وہ اسے خود ہی پورا کرے گا۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ جِئْتُ لِأَهَبَ لَكَ نَفْسِي فَنَظَرَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَصَعَّدَ النَّظَرَ إِلَيْهَا وَصَوَّبَهُ ، ثُمَّ طَأْطَأَ رَأْسَهُ ، فَلَمَّا رَأَتِ الْمَرْأَةُ أَنَّهُ لَمْ يَقْضِ فِيهَا شَيْئًا جَلَسَتْ ، فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ أَيْ رَسُولَ اللَّهِ إِنْ لَمْ تَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ فَزَوِّجْنِيهَا فَقَالَ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ اذْهَبْ إِلَى أَهْلِكَ فَانْظُرْ هَلْ تَجِدُ شَيْئًا فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا قَالَ انْظُرْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ ، وَلَكِنْ هَذَا إِزَارِي قَالَ سَهْلٌ مَا لَهُ رِدَاءٌ فَلَهَا نِصْفُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم مَا تَصْنَعُ بِإِزَارِكَ إِنْ لَبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ ، وَإِنْ لَبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ شَيْءٌ فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتَّى طَالَ مَجْلِسُهُ ثُمَّ قَامَ فَرَآهُ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم مُوَلِّيًا فَأَمَرَ بِهِ

فَدَعِيَ فَلَمَّا جَاءَ قَالَ مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ مَعِي سُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ كَذَا عَدَّدَهَا قَالَ أَتَقْرَؤُهُنَّ عَنْ ظَهْرِ قَلْبِكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ اذْهَبْ فَقَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ

ترجمہ۔ہم سے قتیبہ نے حدیث بیان کی ان سے یعقوب نے حدیث بیان کی ان سے ابوحازم نے ان سے سہل بن سعدؓ نے کہ ایک خاتون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی کہ یارسول اللہ! میں آپ کی خدمت میں اپنے آپ کو ہبہ کرنے آئی ہوں۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی طرف دیکھا اور نظر اٹھا کر دیکھا پھر نظر نیچی کرلی اور سر کو جھکالیا۔جب خاتون نے دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں فرمایا تو بیٹھ گئیں۔اس کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک صاحب کھڑے ہوئے اور عرض کی کہ یارسول اللہ! اگر آپ کو ان کی ضرورت نہیں تو ان کا نکاح مجھ سے کردیجئے۔آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا تمہارے پاس کوئی چیز ہے انہوں نے عرض کی کہ نہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ گواہ ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے گھر جاؤ اور دیکھو شاید کوئی چیز مل جائے وہ گئے اور واپس آکر عرض کی کہ نہیں یارسول اللہ میں نے کوئی چیز نہیں پائی۔آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اور دیکھ لو اگر ایک لوہے کی انگوٹھی بھی مل جائے۔وہ گئے اور واپس آکر عرض کی کہ یارسول اللہ! مجھے لوہے کی ایک انگوٹھی بھی نہیں ملی۔البتہ یہ میرا تہبند ہے۔سہلؓ نے بیان کیا کہ ان کے پاس چادر بھی نہیں تھی (ان صحابی نے کہا کہ) ان خاتون کو اس تہبند میں سے آدھا عنایت فرمادیجئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ تمہارے تہبند کا کیا کرے گی' اگر تم اسے پہنو گے تو اس کے لئے اس میں سے کچھ باقی نہیں رہے گا اور اگر یہ پہن لے گی تو تمہارے لئے کچھ باقی نہ رہے گا' اس کے بعد وہ صاحب بیٹھ گئے اور دیر تک بیٹھے رہے۔پھر کھڑے ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں واپس جاتے ہوئے دیکھا اور انہیں بلانے کے لئے فرمایا' انہیں بلایا گیا۔جب وہ آئے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا کہ تمہارے پاس قرآن مجید کتنا ہے۔انہوں نے عرض کی کہ فلاں فلاں فلاں سورتیں۔انہوں نے ان سورتوں کو گنایا۔آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تم ان سورتوں کو زبانی پڑھ لیتے ہو؟ انہوں نے اثبات میں جواب دیا' آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا کہ جاؤ میں نے اس خاتون کو تمہارے نکاح میں اس قرآن کی وجہ سے دیا جو تمہارے پاس ہے۔

نکاح سے قبل عورت کو دیکھا جاسکتا ہے یا نہیں؟

بعض حضرات کے نزدیک خاطب کے لیے مخطوبہ کو دیکھنا جائز نہیں۔نکاح سے قبل اس میں اور اجنبیہ میں کوئی فرق نہیں۔"کما فی شرح معانی الآثار" امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی ایک روایت یہی ہے جبکہ ان کی دوسری روایت یہ ہے کہ مخطوبہ کی اجازت سے اس کو دیکھنا جائز ہے۔

جبکہ جمہور یعنی امام ابوحنیفہ' امام شافعی' امام احمد' امام اوزاعی' امام اسحاق اور سفیان ثوری رحمہم اللہ کا مسلک یہ ہے کہ مخطوبہ کو دیکھنا مطلقاً جائز ہے۔اسکی اجازت کیساتھ بھی اور بغیر اجازت کے بھی۔وہ کہتے ہیں کہ مخطوبہ کو دیکھنے کا صرف جواز ہی نہیں بلکہ استحباب بھی ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس مسئلہ میں جمہور کے ساتھ ہیں۔ اس مسئلہ میں صحیح ترین حدیث مسلم شریف میں ہے "قال رجلٌ انّه تزوج امرأة من الانصار فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلّم انظرت الیها؟ قال لا' قال فاذهب فانظر الیها فان فی اعین الانصار شیئًا" اس روایت میں تزوج سے مراد ارادہ تزوج مراد ہے۔

جو حضرات اجازت نہیں دیتے وہ امام ترمذی کی اس روایت سے استدلال کرتے ہیں جس میں ہے "یاعلی لاتتبع النظرة النظر فان لک الاُولٰی ولیست لک الاخرة" لیکن اس کا جواب ظاہر ہے کہ یہ تو اس نظر کے متعلق ہے جو ارادہ نکاح کے بغیر ہو۔ مخطوبہ کے کتنے حصے کو دیکھا جا سکتا ہے؟ جمہور کا اس پر اتفاق ہے کہ وجہ اور کفین کو دیکھا جا سکتا ہے۔

بَاب مَنْ قَالَ لاَ نِكَاحَ إِلاَّ بِوَلِيٍّ

جن حضرات نے کہا کہ عورت کا نکاح ولی کے بغیر صحیح نہیں

لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی (فَلاَ تَعْضُلُوهُنَّ) فَدَخَلَ فِيهِ الثَّيِّبُ وَكَذٰلِكَ الْبِكْرُ وَقَالَ (وَلاَ تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوا) وَقَالَ (وَأَنْكِحُوا الأَيَامٰى مِنْكُمْ)

بوجہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے "پس انہیں روکے مت رہو" اس آیت میں بیاہی اور کنواری دونوں طرح کی عورتیں داخل ہیں' اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اور عورتوں کا نکاح مشرکین سے مت کرو یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں اور ارشاد ہے کہ "اور اپنے میں سے رانڈوں اور بیواؤں کا نکاح کراؤ۔

حکم النکاح بعبارة النساء

جمہور کے نزدیک عبارت نساء سے نکاح منعقد نہیں ہوتا یعنی عورت ولی کی اجازت کے بغیر اپنا نکاح کرے تو وہ نکاح منعقد نہیں ہوگا چاہے عورت صغیرہ ہو یا کبیرہ' باکرہ ہو یا ثیبہ۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عبارت نساء سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ عورت آزاد اور عاقلہ بالغہ ہو۔ البتہ ولی کا ہونا مندوب و مستحب ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہر الروایۃ یہی ہے' ان سے دوسری روایت حسن بن زیاد نے نقل کی ہے کہ اگر کفو میں نکاح کرے گی تو منعقد ہو جائے گا اور غیر کفو میں درست نہیں۔ اس مسئلہ میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے تین روایتیں منقول ہیں۔ (۱) جمہور کے مطابق یعنی بلا ولی مطلقاً عدم جواز (۲) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری روایت کے مطابق یعنی عدم جواز فی غیر الکفو (۳) آخر میں انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی روایت کی طرف رجوع کر لیا تھا۔ یعنی مطلقاً جواز۔ اس مسئلہ میں امام محمدؒ کی دو روایتیں ہیں:

۱۔ "نکاح بعبارة النساء" ولی کی اجازت پر موقوف ہے خواہ وہ کفو میں ہو یا غیر کفو میں۔

۲۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی روایت کے مطابق یعنی مطلقاً جواز۔

خلاصہ یہ کہ بغیر ولی نکاح بعبارۃ النساء منعقد ہو جاتا ہے خواہ کفو میں ہو یا غیر کفو میں۔ یہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہر الروایہ ہے اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی روایت کی طرف رجوع منقول ہے۔

جمہور کا استدلال حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی حدیث "لا نکاح الا بولی" سے ہے اور ان کا دوسرا استدلال حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ایما امرأۃ نکحت بغیر اذن ولیھا فنکاحھا باطل باطل باطل"

جمہور کے دلائل کے مقابلہ میں حنفیہ کے پاس دلائل کا ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے جن کا خلاصہ درج ذیل ہے:

۱۔ قرآن مجید میں اولیاء کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد ہے "وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ" حضرات حنفیہ اس آیت کریمہ سے دو طرح استدلال کرتے ہیں، ایک تو یہ کہ اس آیت میں اولیاء کو کہا گیا کہ وہ عورتوں کو نکاح سے نہ روکیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ "ان ینکحن" میں نکاح کی نسبت عورتوں کی طرف کی گئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کی عبارت سے بھی نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ پہلا استدلال عبارۃ النص سے اور دوسرا استدلال اشارۃ النص سے ہے۔

اس مسئلہ میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک چونکہ جمہور کے مطابق ہے اس لیے انہوں نے اس آیت کریمہ سے اپنے مذہب پر استدلال کیا ہے کیونکہ اس آیت میں خطاب اولیاء کو ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح کرنے کا حق صرف اولیاء کو حاصل ہے۔

۲۔ "فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ" اس کا مطلب یہ ہے کہ عدت گزرنے کے بعد عورتیں نکاح کے معاملہ میں مکمل مختار ہیں اور "فعلن فی انفسھن" کے الفاظ صراحتہ بتارہے ہیں کہ نکاح عورت کا فعل ہے اور اس کی عبارت سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔

۳۔ "فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ" اس آیت میں بھی نکاح کی نسبت عورت کی طرف کی گئی ہے جو اشارۃ النص کے طور پر عبارت نساء سے نکاح کے منعقد ہونے کی دلیل ہے۔

۴۔ صحاح کی معروف روایت ہے "عن ابن عباسؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الایم احق بنفسھا من ولیھا والبکر تستاذن فی نفسھا واذنھا صماتھا" "ایم" کے معنی بے شوہر عورت کے ہیں یہ لفظ باکرہ اور ثیبہ دونوں کو شامل ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری آیت ذکر فرمائی ہے "وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا" اور تیسری آیت ذکر کی ہے "وانکحوا الایامی منکم" ان دونوں آیات میں خطاب مردوں کو ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح بعبارۃ النساء درست نہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں جتنی آیات واحادیث پیش کی ہیں۔ ان کے متعلق اجمالی طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ ان میں معاملہ نکاح میں ولی کا وقوع وثبوت واستحباب تو معلوم ہوتا ہے تاہم ولی کا اشتراط اس سے ثابت نہیں ہوتا۔

جہاں تک حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی روایت کا تعلق ہے حنفیہ نے اس کے مختلف جوابات دیے ہیں۔

ایک جواب یہ دیا گیا ہے کہ اس حدیث میں رفعاً ووقفاً اضطراب ہے۔ چنانچہ امام ترمذی فرماتے ہیں "وحدیث ابی موسیٰ فیہ اختلاف" اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "فانّہ ضعیف مضطرب فی اسنادہ وفی وصلہ

وانقطاعه وارساله" لیکن کئی حضرات نے اس حدیث کی تصحیح بھی کی ہے اس لیے اس کو بالکلیہ رد نہیں کیا جا سکتا۔

بعض حضرات نے یہ جواب دیا ہے کہ "لا نکاح الا بولی" والی روایت میں نفی کمال کے لیے ہے اور مطلب یہ ہے کہ بغیر ولی کے نکاح تو ہو جاتا ہے لیکن کمال تب آتا ہے جب ولی بھی شریک ہو۔

جمہور کی دوسری مستدل روایت جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے اس کے متعلق احناف کہتے ہیں کہ وہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ وہ "ابن جریج عن سلیمان بن موسی عن الزهری" کے طریق سے مروی ہے اور خود ابن جریج فرماتے ہیں "ثم لقیت الزهری فسألته فانکره کما نقل الترمذی"

بعض حضرات نے "فنکاحها باطل" کا مطلب یہ بتایا کہ ایسا نکاح فائدہ مند نہیں ہوتا اور "باطل" غیر مفید کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم کی آیت "ربنا ماخلقت هذا باطلا" میں "باطل" اسی معنی میں مستعمل ہے یا باطل بمعنی ناپائیدار اور وقتی کے ہے یعنی ایسا نکاح پائیدار نہیں ہوتا۔

قَالَ يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النِّكَاحَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ كَانَ عَلَى أَرْبَعَةِ أَنْحَاءٍ فَنِكَاحٌ مِنْهَا نِكَاحُ النَّاسِ الْيَوْمَ ، يَخْطُبُ الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ وَلِيَّتَهُ أَوِ ابْنَتَهُ ، فَيُصْدِقُهَا ثُمَّ يَنْكِحُهَا ، وَنِكَاحٌ آخَرُ كَانَ الرَّجُلُ يَقُولُ لِامْرَأَتِهِ إِذَا طَهُرَتْ مِنْ طَمْثِهَا أَرْسِلِي إِلَى فُلَانٍ فَاسْتَبْضِعِي مِنْهُ وَيَعْتَزِلُهَا زَوْجُهَا ، وَلَا يَمَسُّهَا أَبَدًا ، حَتَّى يَتَبَيَّنَ حَمْلُهَا مِنْ ذَلِكَ الرَّجُلِ الَّذِي تَسْتَبْضِعُ مِنْهُ ، فَإِذَا تَبَيَّنَ حَمْلُهَا أَصَابَهَا زَوْجُهَا إِذَا أَحَبَّ ، وَإِنَّمَا يَفْعَلُ ذَلِكَ رَغْبَةً فِي نَجَابَةِ الْوَلَدِ ، فَكَانَ هَذَا النِّكَاحُ نِكَاحَ الِاسْتِبْضَاعِ ، وَنِكَاحٌ آخَرُ يَجْتَمِعُ الرَّهْطُ مَا دُونَ الْعَشَرَةِ فَيَدْخُلُونَ عَلَى الْمَرْأَةِ كُلُّهُمْ يُصِيبُهَا فَإِذَا حَمَلَتْ وَوَضَعَتْ ، وَمَرَّ عَلَيْهَا لَيَالِيَ بَعْدَ أَنْ تَضَعَ حَمْلَهَا ، أَرْسَلَتْ إِلَيْهِمْ فَلَمْ يَسْتَطِعْ رَجُلٌ مِنْهُمْ أَنْ يَمْتَنِعَ حَتَّى يَجْتَمِعُوا عِنْدَهَا تَقُولُ لَهُمْ قَدْ عَرَفْتُمُ الَّذِي كَانَ مِنْ أَمْرِكُمْ ، وَقَدْ وَلَدْتُ فَهُوَ ابْنُكَ يَا فُلَانُ تُسَمِّي مَنْ أَحَبَّتْ بِاسْمِهِ ، فَيَلْحَقُ بِهِ وَلَدُهَا ، لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَمْتَنِعَ بِهِ الرَّجُلُ وَنِكَاحُ الرَّابِعِ يَجْتَمِعُ النَّاسُ الْكَثِيرُ فَيَدْخُلُونَ عَلَى الْمَرْأَةِ لَا تَمْتَنِعُ مِمَّنْ جَاءَهَا وَهُنَّ الْبَغَايَا كُنَّ يَنْصِبْنَ عَلَى أَبْوَابِهِنَّ رَايَاتٍ تَكُونُ عَلَمًا فَمَنْ أَرَادَهُنَّ دَخَلَ عَلَيْهِنَّ ، فَإِذَا حَمَلَتْ إِحْدَاهُنَّ وَوَضَعَتْ حَمْلَهَا جُمِعُوا لَهَا وَدَعَوْا لَهُمُ الْقَافَةَ ثُمَّ أَلْحَقُوا وَلَدَهَا بِالَّذِي يَرَوْنَ فَالْتَاطَ بِهِ ، وَدُعِيَ ابْنَهُ لَا يَمْتَنِعُ مِنْ ذَلِكَ ، فَلَمَّا بُعِثَ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وسلم بِالْحَقِّ هَدَمَ نِكَاحَ الْجَاهِلِيَّةِ كُلَّهُ ، إِلَّا نِكَاحَ النَّاسِ الْيَوْمَ

ترجمہ۔ ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے حدیث بیان کی ان سے ابن وہب نے حدیث بیان کی ان سے یونس نے ح ہم سے احمد بن صالح نے حدیث بیان کی ان سے عنبسہ نے حدیث بیان کی ان سے یونس نے حدیث بیان کی ابن شہاب نے ان سے کہا کہ مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی اور انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ مطہرہ عائشہؓ نے خبر دی کہ زمانہ جاہلیت میں نکاح چار طرح ہوتے تھے۔ ایک صورت تو یہی تھی جیسے آج کل لوگ کرتے ہیں۔ ایک شخص دوسرے شخص کے پاس اس کی زیر پرورش لڑکی یا اس کی بیٹی کے نکاح کا پیغام بھیجتا اور اس کا مہر دے کر اس سے نکاح کرتا دوسرا نکاح یہ تھا کہ کوئی شوہر اپنی بیوی سے جب وہ حیض سے پاک ہو جاتی تو کہتا کہ فلاں شخص کے پاس (جو اشراف میں سے ہوتا) چلی جاؤ

اور اس سے صحبت رکھو۔ اس مدت میں شوہر اس سے جدا رہتا اور اسے چھوتا بھی نہیں۔ پھر جب دوسرے مرد سے اس کا حمل ظاہر ہو جاتا جس سے وہ عام طور پر صحبت کرتی رہتی تو حمل کے ظاہر ہونے کے بعد اس کا شوہر اگر چاہتا تو اس سے صحبت کرتا' ایسا اس لئے کرتے تھے تاکہ ان کا لڑکا اچھی نسل سے پیدا ہو یہ نکاح ''نکاح استبضاع'' کہلاتا تھا۔ نکاح کی ایک قسم یہ تھی کہ چند افراد جن کی تعداد دس سے کم ہوتی کسی ایک عورت کے پاس آنا جانا رکھتے اور اس سے صحبت رکھتے پھر جب وہ عورت حاملہ ہوتی اور بچہ جنتی' تو وضع حمل پر چند دن گزرنے کے بعد اپنے تمام آشناؤں کو بلاتی۔ اس موقعہ پر ان میں سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا تھا' سب اس کے پاس جمع ہوتے اور وہ ان سے کہتی کہ جو تمہارا معاملہ تھا وہ تمہیں معلوم ہے اور اب میں نے بچہ جنا ہے' اے فلاں! یہ بچہ تمہارا ہے۔ وہ جس کا چاہتی نام لے دیتی اور اس کا لڑکا اسی کا سمجھا جاتا۔ وہ شخص اس سے انکار کی جرات نہیں کر سکتا تھا۔ چوتھا نکاح یہ تھا کہ بہت سے لوگ کسی عورت کے پاس آیا جایا کرتے تھے۔ عورت اپنے پاس کسی بھی آنے والے کو روکتی نہیں تھی۔ یہ کسبیاں ہوتی تھیں۔ اس طرح کی عورتیں اپنے دروازوں پر جھنڈے لگائے رہتی تھی جو نشانی سمجھے جاتے تھے جو بھی چاہتا ان کے پاس جاتا اس طرح کی عورت جب حاملہ ہوتی اور بچہ جنتی تو اس کے پاس آنے جانے والے جمع ہوتے اور کسی قیافہ شناس کو بلاتے اور بچے کا ناک نقشہ جس سے ملتا جلتا ہوتا۔ اس عورت کے لڑکے کو اسی کے ساتھ منسوب کر دیتے اور وہ بچہ اسی کا ہو جاتا اور اس کا بیٹا کہا جاتا' اس سے کوئی انکار نہیں کرتا تھا پھر جب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حق کے ساتھ مبعوث ہوئے تو آپ نے جاہلیت کے تمام نکاح کو باطل قرار دیا۔ صرف اس نکاح کو باقی رکھا جس کے مطابق آج کل لوگوں کا عمل ہے:

⬅ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ (وَمَا يُتْلَى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ فِي يَتَامَى النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا تُؤْتُونَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ) قَالَتْ هَذَا فِي الْيَتِيمَةِ الَّتِي تَكُونُ عِنْدَ الرَّجُلِ ، لَعَلَّهَا أَنْ تَكُونَ شَرِيكَتَهُ فِي مَالِهِ ، وَهُوَ أَوْلَى بِهَا ، فَيَرْغَبُ أَنْ يَنْكِحَهَا ، فَيَعْضُلَهَا لِمَالِهَا ، وَلَا يُنْكِحَهَا غَيْرَهُ ، كَرَاهِيَةَ أَنْ يَشْرَكَهُ أَحَدٌ فِي مَالِهَا

ترجمہ:۔ ہم سے یحییٰ نے حدیث بیان کی۔ ان سے وکیع نے حدیث بیان کی' ان سے ہشام بن عروہ نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہؓ نے بیان کیا کہ آیت ''وہ (آیات بھی) جو تمہیں کتاب کے اندر ان یتیم لڑکیوں کے باب میں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں جنہیں تم وہ نہیں دیتے ہو جو ان کے لئے مقرر ہو چکا ہے اور اس سے بیزار ہو کر ان سے نکاح کرو''۔ ایسی یتیم لڑکی کے بارے میں نازل ہوئی تھی جو کسی شخص کی پرورش میں ہو' ممکن ہے کہ ان کے مال و جائداد میں بھی شریک ہو' وہی لڑکی کا زیادہ حقدار ہے لیکن وہ اس سے نکاح نہیں کرنا چاہتا البتہ اس کے مال کی وجہ سے اس کو روکے رکھتا ہے اور کسی دوسرے سے اس کی شادی نہیں ہونے دیتا کیونکہ وہ نہیں چاہتا کہ کوئی دوسرا اس کے مال میں شریک بنے (لڑکی کے واسطہ سے)

⬅ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ حِينَ تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنِ ابْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ تُوُفِّيَ بِالْمَدِينَةِ فَقَالَ عُمَرُ لَقِيتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ فَقَالَ سَأَنْظُرُ فِي أَمْرِي فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ لَقِيَنِي فَقَالَ بَدَا لِي أَنْ لَا أَتَزَوَّجَ يَوْمِي هَذَا قَالَ عُمَرُ فَلَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن محمد نے حدیث بیان کی اُن سے ہشام نے حدیث بیان کی انہیں معمر نے خبر دی ان سے زہری نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھے سالم نے خبر دی انہیں ابن عمرؓ نے خبر دی کہ جب حفصہ بنت عمرؓ ابن حذافہ سہمیؓ سے بیوہ ہوئیں ابن حذافہؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے اور بدر کی جنگ میں شریک تھے۔ آپ کی وفات مدینہ منورہ میں ہوئی تھی تو عمرؓ نے بیان کیا کہ میں عثمان بن عفانؓ سے ملا اور انہیں پیش کش کی اور کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں حفصہ کا نکاح آپ سے کر دوں انہوں نے جواب دیا کہ میں اس معاملہ میں غور کروں گا۔ چند دن میں نے انتظار کیا اس کے بعد وہ مجھ سے ملے اور کہا کہ میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ابھی نکاح نہ کروں۔ عمرؓ نے بیان کیا کہ پھر میں ابوبکرؓ سے ملا اور ان سے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں حفصہ کا نکاح آپ سے کر دوں۔

← حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنْ يُونُسَ عَنِ الْحَسَنِ ﴿فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ﴾ قَالَ حَدَّثَنِي مَعْقِلُ بْنُ يَسَارٍ أَنَّهَا نَزَلَتْ فِيهِ قَالَ زَوَّجْتُ أُخْتًا لِي مِنْ رَجُلٍ فَطَلَّقَهَا، حَتَّى إِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا جَاءَ يَخْطُبُهَا، فَقُلْتُ لَهُ زَوَّجْتُكَ وَفَرَشْتُكَ وَأَكْرَمْتُكَ، فَطَلَّقْتَهَا، ثُمَّ جِئْتَ تَخْطُبُهَا، لَا وَاللَّهِ لَا تَعُودُ إِلَيْكَ أَبَدًا، وَكَانَ رَجُلًا لَا بَأْسَ بِهِ وَكَانَتِ الْمَرْأَةُ تُرِيدُ أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ هَذِهِ الْآيَةَ ﴿فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ﴾ فَقُلْتُ الْآنَ أَفْعَلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَزَوَّجَهَا إِيَّاهُ

ترجمہ۔ ہم سے احمد بن ابی عمرو نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے میرے والد نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے ابراہیم نے حدیث بیان کی اُن سے یونس اُن سے حسن نے آیت "فلا تعضلوھن" کی تفسیر کے سلسلہ میں بیان کیا کہ مجھ سے معقل بن یسارؓ نے بیان کیا کہ یہ آیت میرے ہی بارے میں نازل ہوئی تھی۔ میں نے اپنی ایک بہن کا نکاح ایک شخص سے کر دیا تھا۔ اس نے اسے طلاق دے دی۔ لیکن جب عدت پوری ہوئی تو وہ شخص میری بہن سے پھر نکاح کا پیغام لے کر آیا۔ میں نے اس سے کہا کہ میں نے تم سے (اپنی بہن کا) نکاح کیا۔ اسے تمہاری بیوی بنایا اور تمہیں عزت دی۔ لیکن تم نے اسے طلاق دے دی اور اب پھر تم اس سے نکاح کا پیغام لے کر آئے ہو۔ ہرگز نہیں اللہ تعالیٰ کی قسم! اب میں تمہیں کبھی اسے نہیں دوں گا۔ وہ شخص بذات خود بھی مناسب تھا اور عورت بھی اس کے یہاں واپس جانا چاہتی تھی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ "تم عورتوں کو روکو مت" میں نے عرض کی کہ یارسول اللہ اب میں کر دوں گا۔ بیان کیا کہ پھر انہوں نے اپنی بہن کی شادی اسی شخص سے کر دی۔

باب إِذَا كَانَ الْوَلِيُّ هُوَ الْخَاطِبَ (جب ولی خود لڑکی سے نکاح کرنا چاہے)

وَخَطَبَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ امْرَأَةً هُوَ أَوْلَى النَّاسِ بِهَا فَأَمَرَ رَجُلًا فَزَوَّجَهُ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ لِأُمِّ حَكِيمٍ بِنْتِ قَارِظٍ أَتَجْعَلِينَ أَمْرَكِ إِلَيَّ قَالَتْ نَعَمْ فَقَالَ قَدْ تَزَوَّجْتُكِ وَقَالَ عَطَاءٌ لِيُشْهِدْ أَنِّي قَدْ نَكَحْتُكِ أَوْ لِيَأْمُرْ رَجُلًا مِنْ عَشِيرَتِهَا وَقَالَ سَهْلٌ قَالَتِ امْرَأَةٌ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أَهَبُ لَكَ نَفْسِي فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ لَمْ تَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ فَزَوِّجْنِيهَا

مغیرہ بن شعبہؓ نے ایک عورت کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا آپ ان خاتون کے زیادہ حقدار تھے۔ چنانچہ آپ نے ایک صاحب سے کہا اور انہوں نے آپ کا نکاح پڑھایا۔ اور عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے ام حکیم بنت قارظ سے کہا کیا تم اپنا معاملہ میرے حوالہ کرتی ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ عبدالرحمٰنؓ نے فرمایا کہ پھر میں نے تم سے نکاح کیا۔ عطاء نے فرمایا کہ

(ایسی صورت میں) کسی کو گواہ بنالینا چاہیے کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا یا اس کے خاندان کے کسی فرد سے کہنا چاہیے (کہ وہ نکاح کرادے) سہلؓ نے بیان کیا کہ ایک خاتون نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ میں اپنے آپ کو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہبہ کرتی ہوں۔ پھر ایک صحابی نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! اگر آپ کو ان کی ضرورت نہیں تو ان کا نکاح مجھ سے کردیجیے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها فِي قَوْلِهِ وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ، قَالَتْ هِيَ الْيَتِيمَةُ تَكُونُ فِي حَجْرِ الرَّجُلِ، قَدْ شَرِكَتْهُ فِي مَالِهِ، فَيَرْغَبُ عَنْهَا أَنْ يَتَزَوَّجَهَا، وَيَكْرَهُ أَنْ يُزَوِّجَهَا غَيْرَهُ، فَيَدْخُلَ عَلَيْهِ فِي مَالِهِ، فَيَحْبِسُهَا، فَنَهَاهُمُ اللَّهُ عَنْ ذَلِكَ

ترجمہ۔ ہم سے ابن سلام نے حدیث بیان کی انہیں ابومعاویہ نے خبر دی ان سے ہشام نے حدیث بیان کی ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہؓ نے آیت "اور آپ سے عورتوں کے بارے میں مسئلہ پوچھتے ہیں" آپ کہہ دیجیے کہ اللہ ان کے بارے میں تمہیں مسئلہ بتاتا ہے"۔ آخر آیت تک۔ فرمایا کہ یہ آیت یتیم لڑکی کے بارے میں نازل ہوئی جو کسی مرد کی پرورش میں ہو۔ وہ مرد اس کے مال میں بھی شریک ہو اور اس سے خود نکاح کرنا چاہتا ہو اور اس کا نکاح کسی دوسرے سے کرنا پسند نہ کرتا ہو کہ کہیں دوسرا شخص اس کے مال میں دخیل نہ بن جائے اس غرض سے وہ لڑکی کو روکے رکھے تو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اس سے منع کیا ہے:

تشریح حدیث

اگر ولی خود پیغام دینے والا ہو تو آیا وہ مولیہ سے اپنا نکاح خود کرسکتا ہے یا کسی دوسرے شخص کے ذریعے اپنا نکاح کرائے؟

امام ابوحنیفہ، امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کا مسلک یہ ہے کہ ولی مولیہ سے اپنا نکاح خود کرسکتا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور داؤد ظاہری کا مسلک یہ ہے کہ یا تو بادشاہ ان کا نکاح کرائے گا یا پھر اس عورت کا کوئی دوسرا ولی اس کا نکاح کرائے گا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جو ترجمہ قائم کیا ہے اس کے متعلق علامہ منیر مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام نے اس ترجمہ میں جواز اور عدم جواز دونوں کے دلائل فراہم کردیے ہیں۔ گویا مسئلہ مجتہد کی نظر کے حوالے کردیا۔ اب وہ جو چاہے فیصلہ کرے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی رائے یہ ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا رُجحان جواز کی طرف ہے کہ ولی اگر چاہے تو مولیہ سے اپنا نکاح کرسکتا ہے۔ ترجمۃ الباب میں ذکر کردہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت عطاء کے اثر سے جواز معلوم ہوتا ہے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم جُلُوسًا فَجَاءَتْهُ امْرَأَةٌ تَعْرِضُ نَفْسَهَا عَلَيْهِ فَخَفَّضَ فِيهَا النَّظَرَ وَرَفَعَهُ فَلَمْ يُرِدْهَا، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ زَوِّجْنِيهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ أَعِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ مَا عِنْدِي مِنْ شَيْءٍ قَالَ وَلَا خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ قَالَ وَلَا خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ وَلَكِنْ أَشُقُّ بُرْدَتِي هَذِهِ فَأُعْطِيهَا النِّصْفَ، وَآخُذُ النِّصْفَ قَالَ لَا، هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ قَالَ نَعَمْ قَالَ اذْهَبْ فَقَدْ زَوَّجْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ

ترجمہ۔ ہم سے احمد بن مقدام نے حدیث بیان کی۔ ان سے فضیل بن سلیمان نے حدیث بیان کی ان سے ابوحازم

نے حدیث بیان کی اور ان سے سہل بن سعدؓ نے حدیث بیان کی کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک خاتون آئیں اور اپنے آپ کو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے پیش کیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں نظر نیچی اور اوپر کر کے دیکھا اور کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر آپ کے صحابہ میں سے ایک صحابی نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کا نکاح مجھ سے کرا دیجئے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ انہوں نے عرض کی کہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں؟ انہوں نے عرض کی کہ لوہے کی ایک انگوٹھی بھی نہیں البتہ میں اپنی یہ چادر پھاڑ کے آدھی انہیں دیدوں گا اور آدھی خود رکھوں گا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں تمہارے پاس کچھ قرآن بھی ہے؟ انہوں نے عرض کی کہ ہے۔ آنحضور نے فرمایا کہ پھر جاؤ۔ میں نے تمہارا نکاح ان سے اس قرآن کی وجہ سے کیا جو تمہارے ساتھ ہے۔

بَابُ إِنْكَاحِ الرَّجُلِ وَلَدَهُ الصِّغَارَ

کسی شخص کا اپنے چھوٹے بچوں کا نکاح کرنا

لِقَوْلِهِ تَعَالَى (وَاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ) فَجَعَلَ عِدَّتَهَا ثَلَاثَةَ أَشْهُرٍ قَبْلَ الْبُلُوغِ

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (عدت کے سلسلے میں) کہ "اور وہ عورتیں جنہیں ابھی حیض نہ آتا ہو" اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بالغ ہونے سے پہلے کی عدت تین مہینے رکھی ہے:

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ ، وَأُدْخِلَتْ عَلَيْهِ وَهِيَ بِنْتُ تِسْعٍ ، وَمَكَثَتْ عِنْدَهُ تِسْعًا

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن یوسف نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی اُن سے ہشام نے اُن سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب ان (حضرت عائشہؓ) سے نکاح کیا تو ان کی عمر چھ سال تھی نو سال کی عمر میں رخصت ہو کر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئیں اور نو سال تک آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہیں۔

بَابُ تَزْوِيجِ الْأَبِ ابْنَتَهُ مِنَ الْإِمَامِ (باپ کا اپنی بیٹی کا نکاح امام سے کرنا)

وَقَالَ عُمَرُ خَطَبَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِلَيَّ حَفْصَةَ فَأَنْكَحْتُهُ

اور عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حفصہ کا پیغام نکاح میرے پاس بھیجا اور میں نے ان کا نکاح آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کر دیا:

← حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ ، وَبَنَى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ قَالَ هِشَامٌ وَأُنْبِئْتُ أَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَهُ تِسْعَ سِنِينَ

ترجمہ۔ ہم سے معلی بن اسد نے حدیث بیان کی۔ ان سے وہیب نے حدیث بیان کی ان سے ہشام بن عروہ نے

ان سے انکے والد نے اور ان سے عائشہؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے نکاح کیا تو انکی عمر چھ سال تھی، رخصت کر کے لائے تو عمر نو سال تھی۔ ہشام بن عروہ نے کہا کہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ آپ آنحضور کے ساتھ نو سال تک رہیں:

باب السُّلْطَانُ وَلِیٌّ (سلطان بھی ولی ہے)

بِقَوْلِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم زَوَّجْنَاکَهَا بِمَا مَعَکَ مِنَ الْقُرْآنِ

بوجہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے (ایک خاتون سے) اس ارشاد کے کہ "میں نے تمہارا نکاح اس سے قرآن کی وجہ سے کیا جو تمہارے ساتھ ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِکٌ عَنْ أَبِی حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَی رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم. فَقَالَتْ إِنِّی وَهَبْتُ مِنْ نَفْسِی فَقَامَتْ طَوِیلاً فَقَالَ رَجُلٌ زَوِّجْنِیهَا، إِنْ لَمْ تَکُنْ لَکَ بِهَا حَاجَةٌ قَالَ هَلْ عِنْدَکَ مِنْ شَیْءٍ تُصْدِقُهَا قَالَ مَا عِنْدِی إِلَّا إِزَارِی فَقَالَ إِنْ أَعْطَیْتَهَا إِیَّاهُ جَلَسْتَ لَا إِزَارَ لَکَ، فَالْتَمِسْ شَیْئًا فَقَالَ مَا أَجِدُ شَیْئًا فَقَالَ الْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِیدٍ فَلَمْ یَجِدْ فَقَالَ أَمَعَکَ مِنَ الْقُرْآنِ شَیْءٌ. قَالَ نَعَمْ سُورَةُ کَذَا وَسُورَةُ کَذَا لِسُوَرٍ سَمَّاهَا فَقَالَ زَوَّجْنَاکَهَا بِمَا مَعَکَ مِنَ الْقُرْآنِ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی انہیں مالک نے خبر دی انہیں ابو حازم نے اور ان سے سہل بن سعد نے بیان کیا کہ ایک خاتون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئیں اور کہا کہ میں اپنے آپ کو آنحضور کے لئے ہبہ کرتی ہوں۔ پھر وہ دیر تک کھڑی رہیں اس کے بعد ایک صاحب نے کہا کہ اگر آنحضور کو ان کی ضرورت نہ ہو تو ان کا نکاح مجھ سے فرما دیں۔ آنحضور نے دریافت فرمایا کہ تمہارے پاس انہیں مہر میں دینے کے لئے کوئی چیز ہے؟ انہوں نے عرض کی کہ میرے پاس اس تہبند کے سوا اور کچھ نہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم اپنا یہ تہبند انہیں دے دو گے تو تمہارے پاس پہننے کے لئے تہبند بھی نہیں رہے گا۔ کوئی اور چیز تلاش کر لو انہوں نے کہا کہ میرے پاس اور کچھ بھی نہیں آنحضور نے فرمایا کہ کچھ تو تلاش کر لو ایک لوہے کی انگوٹھی ہی سہی انہیں وہ بھی نہیں ملی تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا تمہارے پاس کچھ قرآن مجید ہے؟ انہوں نے عرض کی کہ جی ہاں! فلاں فلاں سورتیں ہیں ان سورتوں کا انہوں نے نام لیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پھر ہم نے تمہارا نکاح ان خاتون سے ان سورتوں کی وجہ سے کیا جو تمہارے پاس ہیں:

باب لَا یُنْکِحُ الْأَبُ وَغَیْرُهُ الْبِکْرَ وَالثَّیِّبَ إِلَّا بِرِضَاهَا

باپ یا کوئی دوسرا شخص کنواری یا بیاہی عورت کا نکاح اس کی مرضی کے بغیر نہ کرے

مسئلہ ولایت اجبار

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں ولایت اجبار کا مسئلہ بیان فرمایا ہے۔

اس مسئلہ میں آئمہ کرام کے درج ذیل مذاہب ہیں:

۱۔حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور امام نخعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ولی کو مطلقاً ولایت اجبار حاصل ہے۔عورت چاہے ثیبہ ہو یا باکرہ ہو کبیرہ ہو یا صغیرہ ہو۔۲۔ابن شبرمہ کے نزدیک ولی کو مطلقاً ولایت اجبار حاصل نہیں۔

۳۔امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس سلسلہ میں مدار عورت کے ثیبہ اور باکرہ ہونے پر ہے باکرہ پر ولی کو ولایت اجبار حاصل ہے ثیبہ پر نہیں۔۴۔حضرات حنفیہ کے نزدیک مدار صغر اور کبر پر ہے۔صغیرہ پر ولی کو ولایت اجبار حاصل ہے کبیرہ پر نہیں۔

بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس مسئلہ میں حنفیہ کے ہم خیال ہیں یعنی ولایت اجبار کا مدار صغر پر ہے کیونکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب سے پہلے ترجمۃ الباب قائم کیا ہے "باب النکاح ولدہ الصغار" اس میں لفظ "صغار" عام ہے باکرہ ثیبہ دونوں کو شامل ہے، معلوم ہوا ولایت اجبار کی علت صغر ہے اور باب ہذا میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بالغہ کا حکم بیان فرما رہے ہیں کہ عورت چاہے باکرہ ہو یا ثیبہ جب بالغ ہو جائے تو پھر اس پر ولایت اجبار نہیں، جب تک کہ اس کی رضامندی شامل نہ ہو۔پھر اجبار کا حق کس ولی کو حاصل ہوگا؟

ہمارے ہاں عصبات علی الترتیب اجبار کے حق دار ہوں گے اور مشہور یہ ہے کہ باپ دادا کو اجبار کا حق حاصل ہوتا ہے۔یہ دراصل امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمدؒ کے نزدیک اجبار کا حق صرف باپ کو حاصل ہوتا ہے۔

← حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ لَا تُنْكَحُ الْأَيِّمُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَيْفَ إِذْنُهَا قَالَ أَنْ تَسْكُتَ

ترجمہ۔ہم سے معاذ بن فضالہ نے حدیث بیان کی ان سے ہشام نے حدیث بیان کی، ان سے یحییٰ نے، ان سے ابو سلمہ نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے حدیث بیان کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔غیر کنواری عورت کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اس سے اجازت نہ لی جائے اور کنواری عورت کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اس کی اجازت نہ مل جائے۔صحابہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! کنواری عورت کی اجازت کی کیا صورت ہوگی؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کی صورت یہ ہے کہ وہ خاموش رہ جائے (جب بھی اس کی اجازت سمجھی جائے گی)

تشریح حدیث

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ثیبہ عورت سے جب تک مشورہ طلب نہ کیا جائے اس کا نکاح نہ کیا جائے اور باکرہ سے اس کی اجازت کے بغیر نکاح نہ کیا جائے۔

"ایم" غیر شادی شدہ عورت کو کہتے ہیں۔اس کا اطلاق ثیبہ اور باکرہ دونوں پر ہوتا ہے لیکن چونکہ حدیث میں آگے باکرہ کا مستقل ذکر آرہا ہے اس لیے "ایم" سے یہاں ثیبہ مراد ہے اور "لاتنکح البکر......" میں باکرہ بالغہ مراد ہے کیونکہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ اس سے پہلے یہ بیان کر آئے ہیں کہ صغار کے نکاح کا ولی کو اختیار ہوتا ہے۔

"استیمار" مشورہ طلب کرنے کو اور "استیذان" اجازت طلب کرنے کو کہتے ہیں۔

"ایم" کے لیے استیمار اور باکرہ کے لیے استیذ ان بیان کیا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ باکرہ میں نسبتاً حیاء زیادہ ہوتی ہے اور اس کا پیغام نکاح اولیاء کو پیش کیا جاتا ہے اس لیے ولی کو اجازت لینی چاہیے اور ثیبہ میں حیاء نسبتاً کم ہوتی ہے اس لیے ولی کو چاہیے کہ اس سے مشورہ کرے۔

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ الرَّبِيعِ بْنِ طَارِقٍ قَالَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ أَبِي عَمْرٍو مَوْلَى عَائِشَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ الْبِكْرَ تَسْتَحِي قَالَ رِضَاهَا صَمْتُهَا

ترجمہ۔ ہم سے عمرو بن ربیع بن طارق نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھے لیث نے خبر دی انہیں ابن ابی ملیکہ نے' انہیں عائشہؓ کے مولا ابوعمرو نے اور ان سے عائشہؓ نے کہ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کنواری لڑکی (کہتے ہوئے) شرماتی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اس کے خاموش ہو جانے سے اس کی رضامندی سمجھی جا سکتی ہے۔

باب إِذَا زَوَّجَ ابْنَتَهُ وَهِيَ كَارِهَةٌ فَنِكَاحُهُ مَرْدُودٌ

اگر کسی نے اپنی بیٹی کا نکاح جبراً کر دیا تو اس کا نکاح ناجائز ہے

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے ہیں کہ اگر کسی نے زبردستی اپنی بیٹی کا نکاح کرایا تو وہ نکاح مردود ہے۔ اگر وہ ثیبہ بالغہ ہے تو بالاتفاق نکاح درست نہیں اور اگر وہ ثیبہ بالغہ نہیں تو اس کا حکم ولایت اجبار کے سلسلہ میں بیان کردہ تفصیل کے مطابق ہوگا۔

یہ ترجمہ بظاہر سابقہ ترجمۃ الباب "باب النکاح الرجل ولده الصغار" کے خلاف ہے کیونکہ اُس باب سے صغار کے متعلق مطلقاً جواز معلوم ہوتا ہے اور یہاں کراہت کی صورت میں نکاح کو مردود قرار دیا۔ جواب یہ ہے کہ یہاں بالغہ لڑکی مراد ہے کیونکہ "وهي كارهة" کے الفاظ لائے ہیں اور یہ بالغہ کی صفت ہے۔

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَمُجَمِّعٍ ابْنَيْ يَزِيدَ بْنِ جَارِيَةَ عَنْ خَنْسَاءَ بِنْتِ خِذَامٍ الْأَنْصَارِيَّةِ أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ ثَيِّبٌ، فَكَرِهَتْ ذَلِكَ فَأَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَرَدَّ نِكَاحَهُ

ترجمہ۔ ہم سے اسماعیل نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے مالک نے حدیث بیان کی۔ ان سے عبدالرحمان بن قاسم نے' ان سے ان کے والد نے ان سے عبدالرحمن اور مجمع بن یزید بن حارثہ نے' ان سے خنساء بنت خدام انصاریہؓ نے کہ ان کے والد نے ان کا نکاح کر دیا تھا وہ ثیبہ تھی' انہیں یہ نکاح منظور نہیں تھا اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس نکاح کو ناجائز قرار دیا:

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ أَخْبَرَنَا يَحْيَى أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ يَزِيدَ وَمُجَمِّعَ بْنَ يَزِيدَ حَدَّثَاهُ أَنَّ رَجُلاً يُدْعَى خِذَامًا أَنْكَحَ ابْنَةً لَهُ نَحْوَهُ

ترجمہ۔ ہم سے اسحاق نے حدیث بیان کی ان سے یزید نے خبر دی انہیں یحیٰی نے خبر دی' ان سے قاسم بن محمد نے حدیث بیان کی ان سے عبدالرحمن بن یزید اور مجمع بن یزید نے حدیث بیان کی کہ خدام نامی ایک صحابی نے اپنی ایک لڑکی کا نکاح کر دیا تھا' سابق حدیث کی طرح۔

باب تزویج الیتیمۃ (یتیم لڑکی کا نکاح)

لِقَوْلِهِ ﴿ وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى فَانْكِحُوا ﴾ ، إِذَا قَالَ لِلْوَلِيِّ زَوِّجْنِي فُلَانَةَ فَمَكَثَ سَاعَةً أَوْ قَالَ مَا مَعَكَ فَقَالَ مَعِي كَذَا وَكَذَا أَوْ لَبِثَا ثُمَّ قَالَ زَوَّجْتُكَهَا فَهُوَ جَائِزٌ فِيهِ سَهْلٌ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم

اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی روشنی میں۔"اور اگر تمہیں خوف ہو کہ تم یتیموں کے بارے میں انصاف نہ کرسکو گے تو ان کا نکاح کر دو"۔اور جب کسی نے ولی سے کہا کہ فلاں عورت سے میرا نکاح کر دو اس پر ولی تھوڑی دیر خاموش رہا (اور پھر قبول کیا) یا یہ کہا کہ تمہارے پاس کیا ہے؟ اس شخص نے جواب دیا کہ میرے پاس فلاں فلاں چیز ہے۔یا دونوں خاموش رہے پھر ولی نے کہا کہ میں نے اس عورت سے تمہارا نکاح کیا تو یہ جائز ہے اس باب میں سہلؓ کی روایت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطہ سے ہے۔

اس ترجمہ میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ بتا رہے ہیں کہ یتیم لڑکی کا نکاح کیا جاسکتا ہے بلوغ سے پہلے یا بلوغ کے بعد؟

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بلوغ سے پہلے یتیم لڑکی کا نکاح جائز نہیں ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب وہ نو سال کی عمر کی ہو جائے تو اس کی رضامندی سے اس کا نکاح کرایا جاسکتا ہے اور پھر بالغ ہونے کے بعد اس کو فسخ کا اختیار نہیں ہوگا۔

حضرات حنفیہ کہتے ہیں کہ اگر وہ صغیرہ ہے تو اس پر دادا کو حق اجبار حاصل ہے۔اگر کوئی دوسرا شخص اس کا نکاح کرائے تو نکاح صحیح ہوگا اور بالغ ہونے کے بعد اس کو فسخ کا اختیار ہوگا اور اگر وہ بالغہ ہے تو پھر اس پر کسی کو بھی حق اجبار حاصل نہیں کیونکہ بالغ ہونے کے بعد اس پر یتیم ہونے کا اطلاق بھی درست نہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس مسئلہ میں امام احمد کے مسلک کے ساتھ متفق نظر آتے ہیں کیونکہ آگے "واذ قال للولی: زوجنی فلانة ......" سے امام بخاری امام احمد رحمہم اللہ کے مسلک کی طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ اگر ولی نے یتیمہ کا نکاح کرا دیا تو صحیح ہے۔اور مذکورہ عبارت کے ضمن میں ایک دوسرے مسئلے کی طرف بھی اشارہ ہوگیا کہ جس وقت ایجاب کیا جاتا ہے تو فوراً اسی وقت قبول کرنا ضروری نہیں۔

ایجاب وقبول کے درمیان فصل کا مسئلہ

حضرات مالکیہ فرماتے ہیں کہ فوراً قبول کرنا چاہیے تاخیر کے بعد قبول کرنے کا اعتبار نہیں ہوگا۔

حضرات شوافع فرماتے ہیں کہ "فصل یسیر" یعنی ایجاب وقبول کے درمیان معمولی سا فاصلہ ہو تو کوئی مضر نہیں۔اگر کسی نے درمیان میں خطبہ وغیرہ پڑھا، یا سبحان اللہ کہا یا درود شریف پڑھا تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر مجلس کے اندر اندر قبول کرلیا تو اس قبول کا اعتبار ہوگا لیکن اگر مجلس مختلف ہوگئی تو پھر اعتبار نہیں ہوگا۔امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا رجحان بھی اسی طرف معلوم ہوتا ہے۔چنانچہ فرماتے ہیں "فیه سهل عن النبي صلى الله عليه وسلم" یعنی اس بارے میں حضرت سہل کی مرفوع حدیث وارد ہے جس میں واہبہ

کا قصہ مذکور ہے کہ ایک ہی مجلس میں ایجاب وقبول سے نکاح منعقد ہوگیا تھا حالانکہ ایجاب وقبول کے درمیان فاصلہ تھا۔

← حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَ لَهَا يَا أُمَّتَاهْ (وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى) إِلَى (مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ) قَالَتْ عَائِشَةُ يَا ابْنَ أُخْتِي هَذِهِ الْيَتِيمَةُ تَكُونُ فِي حَجْرِ وَلِيِّهَا، فَيَرْغَبُ فِي جَمَالِهَا وَمَالِهَا، وَيُرِيدُ أَنْ يَنْتَقِصَ مِنْ صَدَاقِهَا، فَنُهُوا عَنْ نِكَاحِهِنَّ إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا لَهُنَّ فِي إِكْمَالِ الصَّدَاقِ وَأُمِرُوا بِنِكَاحِ مَنْ سِوَاهُنَّ مِنَ النِّسَاءِ، قَالَتْ عَائِشَةُ اسْتَفْتَى النَّاسُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم بَعْدَ ذَلِكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ (وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ) إِلَى (وَتَرْغَبُونَ) فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُمْ فِي هَذِهِ الْآيَةِ أَنَّ الْيَتِيمَةَ إِذَا كَانَتْ ذَاتَ مَالٍ وَجَمَالٍ، رَغِبُوا فِي نِكَاحِهَا وَنَسَبِهَا وَالصَّدَاقِ، وَإِذَا كَانَتْ مَرْغُوبًا عَنْهَا فِي قِلَّةِ الْمَالِ وَالْجَمَالِ، تَرَكُوهَا وَأَخَذُوا غَيْرَهَا مِنَ النِّسَاءِ قَالَتْ فَكَمَا يَتْرُكُونَهَا حِينَ يَرْغَبُونَ عَنْهَا، فَلَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَنْكِحُوهَا إِذَا رَغِبُوا فِيهَا، إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا لَهَا وَيُعْطُوهَا حَقَّهَا الْأَوْفَى مِنَ الصَّدَاقِ

ترجمہ۔ ہم سے ابوالیمان نے حدیث بیان کی انہیں شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے اور لیث نے بیان کیا کہ مجھ سے عقیل نے حدیث بیان کی ان سے ابن شہاب نے انہیں عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ انہوں نے عائشہؓ سے سوال کیا عرض کی یا ام المومنین! "اور اگر تمہیں خوف ہو کہ تم یتیموں کے بارے میں انصاف نہ کرسکو گے" سے "مَامَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ" تک (کہ اس آیت میں کیا حکم بیان ہوا ہے؟) عائشہؓ نے فرمایا میرے بھانجے! اس آیت میں یتیم لڑکی کا حکم بیان ہوا ہے جو اپنے ولی کی پرورش میں اور ولی کو اس کے حسن اور اس کے مال کی وجہ سے اس کی طرف توجہ ہو اور وہ اس کا مہر کم کر کے اس سے نکاح کرنا چاہتا ہو تو ایسے لوگوں کو ایسی یتیم لڑکیوں سے نکاح سے روکا گیا ہے سوائے اس صورت کے کہ وہ ان کے مہر کے بارے میں انصاف کریں (اور اگر انصاف نہیں کر سکتے تو) انہیں ان کے سوا دوسری عورتوں سے نکاح کا حکم دیا گیا ہے۔ عائشہؓ نے بیان کیا کہ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کے بعد مسئلہ پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے آیت "اور آپ سے عورتوں کے بارے میں پوچھتے ہیں" سے "وَتَرْغَبُونَ" تک نازل کی اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہ حکم نازل کیا کہ یتیم لڑکیاں جب صاحب مال وصاحب جمال ہوتی ہیں تو ان کے ولی ان سے نکاح کرنے اور ان کے نسب اور ان کے مہر کے معاملہ میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ لیکن جب مال اور جمال کی کمی کی وجہ سے انہیں وہ پسند نہ ہوں تو انہیں چھوڑ دیتے ہیں۔ بیان کیا کہ وہ لڑکیاں جب انہیں پسند نہیں ہوتیں اور اس لئے وہ انہیں چھوڑ دیتے ہیں تو ان کے لئے یہ بھی جائز نہیں جب ان کی طرف رجحان ہو تو ان سے شادی کرلیں البتہ وہ ان کے ساتھ انصاف کریں اور مہر کے سلسلے میں ان کا پورا پورا حق دیں (تو ان سے شادی کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں)

بَابٌ إِذَا قَالَ الْخَاطِبُ لِلْوَلِيِّ زَوِّجْنِي فُلَانَةَ

اگر منگیتر ولی سے یہ کہے فلاں عورت سے میرا نکاح کردو

فَقَالَ قَدْ زَوَّجْتُكَ بِكَذَا وَكَذَا جَازَ النِّكَاحُ، وَإِنْ لَمْ يَقُلْ لِلزَّوْجِ أَرَضِيتَ أَوْ قَبِلْتَ

اور ولی کہے میں نے تمہارا نکاح اس سے اتنے میں کیا تو یہ نکاح جائز ہے۔ خواہ وہ شوہر سے یہ نہ پوچھے کہ تم اس پر راضی ہو یا تم نے قبول کیا۔

حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ أَنَّ امْرَأَةً أَتَتِ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَعَرَضَتْ عَلَيْهِ نَفْسَهَا فَقَالَ مَا لِي الْيَوْمَ فِي النِّسَاءِ مِنْ حَاجَةٍ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ زَوِّجْنِيهَا قَالَ مَا عِنْدَكَ قَالَ مَا عِنْدِي شَيْءٌ قَالَ أَعْطِهَا وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ قَالَ مَا عِنْدِي شَيْءٌ قَالَ فَمَا عِنْدَكَ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ عِنْدِي كَذَا وَكَذَا قَالَ فَقَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ

ترجمہ: ہم سے ابوالنعمان نے حدیث بیان کی ان سے حماد بن زید نے حدیث بیان کی ان سے ابوحازم نے ان سے سہلؓ نے کہ ایک خاتون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اپنے آپ کو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے پیش کیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اب عورتوں کی ضرورت نہیں۔ اس پر ایک صحابیؓ نے عرض کی یارسول اللہ! ان کا نکاح مجھ سے کردیجئے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تمہارے پاس کیا ہے انہوں نے عرض کی کہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس عورت کو کچھ دو خواہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہی سہی۔ انہوں نے عرض کی کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا تمہارے پاس قرآن کتنا محفوظ ہے! عرض کی کہ فلاں فلاں سورتیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پھر میں نے انہیں تمہارے نکاح میں دیا اس وجہ سے کہ تمہارے پاس قرآن مجید محفوظ ہے۔

باب لَا يَخْطُبُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ، حَتّٰى يَنْكِحَ أَوْ يَدَعَ

اپنے کسی بھائی کے پیغام نکاح پہنچ جانے کے بعد کسی کو پیغام نہ بھیجنا چاہیے۔ یہاں تک کہ وہ اس عورت سے نکاح کرے یا اپنا ارادہ بدل دے

یہاں دو مسئلے ہیں: ایک یہ کہ اگر کسی نے کہیں پیغام نکاح بھیجا ہے تو دوسرے آدمی کے لیے اسی جگہ پیغام نکاح بھیجنے کا کیا حکم ہے؟ اس سلسلہ میں مخطوبہ کی حالت کو دیکھا جائے گا۔ اگر مخطوبہ نے خاطب کے پیغام کو خود قبول کرلیا یا ولی کو قبول کرنے کی اجازت دی ہو تو اس صورت میں بالاتفاق کسی دوسرے شخص کے لیے پیغام نکاح بھیجنا حرام ہے۔

اور اگر مخطوبہ نے پیغام نکاح مسترد کردیا ہو تو اس صورت میں بالاتفاق پیغام نکاح بھیجنا درست ہے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ مخطوبہ نے خاطب کی طرف اشارۃً میلان ظاہر کیا ہو۔ اس صورت میں اختلاف ہے۔ حضرات حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک اس صورت میں پیغام نکاح دینا جائز ہے۔ شوافع کی بھی اصح روایت یہی ہے۔ ایک احمدؒ سے بھی روایت اسی طرح مروی ہے۔

امام شافعیؒ سے دوسری روایت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس صورت میں عدم جواز کی نقل کی ہے اور ابن قدامہ نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اس صورت میں عدم جواز کا قول نقل کیا ہے۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی آدمی نے کہیں پیغام نکاح بھیجا ہے اور دوسرے نے اس میں مداخلت کرکے اپنے لیے پیغام نکاح بھیجا اور اسی دوسرے کا نکاح ہوگیا تو اس کا یہ نکاح معتبر ہوگا کہ نہیں؟

جمہور علماء فرماتے ہیں کہ اس کا یہ نکاح معتبر ہوگا۔ البتہ اس نے گناہ کا ارتکاب کیا ہے وہ گنہگار رہوگا۔

داؤد ظاہری فرماتے ہیں کہ اس کا نکاح فسخ کیا جائے گا چاہے قبل الدخول ہو یا بعد الدخول۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ داؤد ظاہری کے مسلک کی حمایت کررہے ہیں۔

حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا يُحَدِّثُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رضي الله عنهما كَانَ يَقُولُ نَهَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَنْ يَبِيعَ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ، وَلَا يَخْطُبَ الرَّجُلُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ، حَتَّى يَتْرُكَ الْخَاطِبُ قَبْلَهُ، أَوْ يَأْذَنَ لَهُ الْخَاطِبُ

ترجمہ۔ ہم سے مکی بن ابراہیم نے حدیث بیان کی ان سے ابن جریج نے حدیث بیان کی کہا کہ میں نے نافع سے سنا انہوں نے حدیث بیان کی کہ ابن عمرؓ بیان کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے کہ ہم کسی کے بھاؤ پر بھاؤ لگائیں اور کسی شخص کو اپنے کسی (دینی) بھائی کے پیغام نکاح پر پیغام نہ بھیجنا چاہیے یہاں تک کہ پیغام نکاح بھیجنے والا پہلے ارادہ بدل دے یا اسے پیغام بھیجنے کی اجازت دے دے۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ يَأْثُرُ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ، فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ، وَلَا تَجَسَّسُوا، وَلَا تَحَسَّسُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا، وَكُونُوا إِخْوَانًا وَلَا يَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ، حَتَّى يَنْكِحَ، أَوْ يَتْرُكَ

ترجمہ۔ ہم سے یحییٰ بن بکیر نے حدیث بیان کی ان سے لیث نے حدیث بیان کی ان سے جعفر بن ربیعہ نے ان سے اعرج نے بیان کیا اور ان سے ابوہریرہؓ نے بیان کیا آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضور نے فرمایا بدگمانی سے بچتے رہو کہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے اور (لوگوں کے رازوں کی) کھود کرید نہ کرو اور نہ (لوگوں کی نجی گفتگوؤں کو) کان لگا کر سنو۔ آپس میں دشمنی نہ پیدا کرو۔ بلکہ بھائی بن کر رہو۔ اور کوئی شخص اپنے بھائی کے پیغام نکاح پر اپنا پیغام نہ بھیجے۔ یہاں تک کہ وہ نکاح کرے یا چھوڑ دے:

باب تَفْسِيرِ تَرْكِ الْخِطْبَةِ (پیغام نکاح نہ دینے کی وضاحت)

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رضي الله عنهما يُحَدِّثُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حِينَ تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ قَالَ عُمَرُ لَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ خَطَبَهَا رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَلَقِيَنِي أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ إِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَرْجِعَ إِلَيْكَ فِيمَا عَرَضْتَ إِلَّا أَنِّي قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَدْ ذَكَرَهَا فَلَمْ أَكُنْ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم وَلَوْ تَرَكَهَا لَقَبِلْتُهَا تَابَعَهُ يُونُسُ وَمُوسَى بْنُ عُقْبَةَ وَابْنُ أَبِي عَتِيقٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ

ترجمہ۔ ہم سے ابوالیمان نے حدیث بیان کی انہیں شعیب نے خبر دی۔ انہیں زہری نے۔ کہا کہ مجھے سالم بن عبداللہ نے خبر دی انہوں نے عبداللہ ابن عمرؓ سے سنا۔ وہ حدیث بیان کرتے تھے کہ عمرؓ نے بیان کیا کہ جب حفصہؓ بیوہ ہوگئیں تو میں ابوبکرؓ سے ملا اور ان سے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کا نکاح حفصہ بنت عمر سے کردوں۔ پھر کچھ دنوں کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو نکاح کا پیغام بھیجا۔ اس کے بعد ابوبکرؓ مجھ سے ملے اور کہا کہ آپ نے جو صورت میرے سامنے رکھی تھی اس کا جواب میں نے صرف اس وجہ سے نہیں دیا تھا کہ مجھے معلوم تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا ذکر کیا

ہے۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا راز کھولوں۔ ہاں اگر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں چھوڑ دیتے تو میں انہیں قبول کر لیتا۔ اس روایت کی متابعت یونس موسیٰ بن عقبہ اور ابن ابی عتیق نے زہری کے واسطہ سے کی:

باب الْخُطْبَةِ (خطبہ)

داؤد ظاہری کے نزدیک نکاح میں جو خطبہ پڑھا جاتا ہے وہ واجب ہے لیکن جمہور علماء کہتے ہیں کہ نکاح میں خطبہ پڑھنا سنت اور مستحب ہے۔ جو وجوب کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح میں خطبہ پڑھا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال محمول علی الوجوب ہیں۔

اور جو حضرات عدم وجوب کے قائل ہیں ان کا استدلال واہبہ کے قصہ سے ہے کہ اس میں خطبہ پڑھے بغیر "زوجناکھا بمامعک من القرآن" کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کرا دیا تھا۔

← حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ جَاءَ رَجُلَانِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَخَطَبَا فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا

ترجمہ۔ ہم سے قبیصہ نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی ان سے زید بن اسلم نے کہا کہ میں نے ابن عمرؓ سے سنا انہوں نے بیان کیا کہ دو افراد مدینہ کے مشرق کی طرف سے آئے اور خطبہ دیا۔ (تقریر کی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر فرمایا کہ بعض تقریروں میں جادو ہوتا ہے:

اس جملہ کے بارے میں علماء کے دو قول ہیں: ا۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود ان کے خطبہ کی مدح کرنا تھا اور یہ بتانا تھا کہ ان کا انداز بیان جادو کی طرح پُر تاثیر ہے۔

۲۔ اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ اس جملہ سے مذمت مقصود ہے۔ یہ بتانا ہے کہ یہ تو بالکل وہی انداز ہے جیسے جادو کا انداز ہوتا ہے کہ باطل کو حق کی شکل میں اور حق کو باطل کی شکل میں ظاہر کیا جاتا ہے۔

بَاب ضَرْبِ الدُّفِّ فِي النِّكَاحِ وَالْوَلِيمَةِ

نکاح اور ولیمہ میں دف بجانا

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس باب سے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ نکاح اور ولیمہ میں دف بجانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نکاح کا اظہار مستحب ہے اور اس میں دف بجانا چاہیے تاکہ خوب مشہور و معروف ہو جائے۔

حضرات فقہاء رحمہم اللہ نے دف بجانے کی اجازت دی ہے بشرطیکہ وہ حدود کے اندر اندر ہو اور آلات موسیقی اور ہارمونیم وغیرہ اس کے ساتھ نہ ہوں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے اس ترجمہ کو ایک مختلف فیہ مسئلہ کی طرف اشارہ بھی قرار دیا جا سکتا ہے اور وہ یہ کہ نکاح میں اعلان کافی ہے گواہوں کی ضرورت نہیں یا اعلان کافی نہیں شہادت ضروری ہے یہ مسئلہ مختلف فیہا ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور مسلک یہ ہے کہ نکاح میں اعلان کافی ہے گواہوں کی ضرورت نہیں۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی بھی ایک روایت اسی کے مطابق ہے۔ جمہور آئمہ کہتے ہیں کہ بغیر گواہوں کے نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ دراصل امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا اصل مسلک یہ ہے کہ نکاح کے وقت شہادت کی ضرورت نہیں البتہ زفاف سے قبل شہادت کو وہ بھی ضروری قرار دیتے ہیں۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ ذَكْوَانَ قَالَ قَالَتِ الرُّبَيِّعُ بِنْتُ مُعَوِّذِ ابْنِ عَفْرَاءَ جَاءَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَدَخَلَ حِينَ بُنِيَ عَلَيَّ، فَجَلَسَ عَلَى فِرَاشِي كَمَجْلِسِكَ مِنِّي، فَجَعَلَتْ جُوَيْرِيَاتٌ لَنَا يَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ وَيَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ آبَائِي يَوْمَ بَدْرٍ، إِذْ قَالَتْ إِحْدَاهُنَّ وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ فَقَالَ دَعِي هَذِهِ، وَقُولِي بِالَّذِي كُنْتِ تَقُولِينَ

ترجمہ۔ ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی ان سے بشر بن مفضل نے حدیث بیان کی ان سے خالد بن ذکوان نے حدیث بیان کی کہا کہ ربیع بنت معوذ بن عفراء نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور جب میں دلہن بنا کر بٹھائی گئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اندر تشریف لائے اور میرے بستر پر بیٹھے اسی طرح جیسے تم اس وقت میرے پاس بیٹھے ہوئے ہو۔ پھر ہمارے یہاں کی کچھ لڑکیاں دف بجانے لگیں اور میرے باپ اور چچا جو جنگ بدر میں شہید ہوئے تھے کا مرثیہ پڑھنے لگیں اتنے میں ان میں سے ایک لڑکی نے پڑھا " اور ہم میں ایک نبی ہے جو ان باتوں کی خبر رکھتا ہے جو کچھ کل ہونے والا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ چھوڑ دو اس کے سوا جو کچھ تم پڑھ رہی تھیں وہ پڑھو۔

بَاب قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً

اللہ تعالیٰ کا ارشاد" اور عورتوں کو ان کا مہر خوشدلی سے دو

وَكَثْرَةِ الْمَهْرِ، وَأَدْنَى مَا يَجُوزُ مِنَ الصَّدَاقِ، وَقَوْلِهِ تَعَالَى (وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنْطَارًا فَلاَ تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا) وَقَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ (أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ) وَقَالَ سَهْلٌ قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ

اور مہر زیادہ رکھنا" اور کم سے کم مہر کتنا جائز ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد" اور تم ان میں سے کسی کو اگر بہت زیادہ مہر دو تو اس میں سے کچھ بھی واپس نہ لو" اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد" یا تم نے ان کے لیے کچھ (مہر کے طور پر مقرر کیا ہو" اور سہل نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اگر چہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہی سہی۔

مہر کی مقدار کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے: امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کے نزدیک مہر کی کوئی مقدار مقرر نہیں بلکہ ہر وہ چیز جو مال ہو اور وہ بیع میں ثمن بن سکتی ہو وہ نکاح میں مہر بن سکتی ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا رجحان بھی اسی طرف معلوم ہوتا ہے۔

ظاہریہ اور علامہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تقریباً ہر چیز مہر بن سکتی ہے حتیٰ کہ پانی بھی۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مہر کی کم سے کم مقدار چوتھائی دینار ہے چوتھائی دینار ہی ان کے نزدیک چوری میں قطع ید کا نصاب ہے۔ چوتھائی دینار کے عوض سرقہ میں ایک عضو کاٹا جاتا ہے اور یہاں اس کے بدلے میں ایک عضو کی ملکیت حاصل ہوتی ہے۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اقل مہر دس دراہم ہے اور یہی مقدار ان کے نزدیک سرقہ میں قطع ید کا نصاب ہے۔

شافعیہ اور حنابلہ کے دلائل

۱۔ قرآن کریم کی ان آیات سے استدلال کرتے ہیں جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں ذکر فرمائی ہیں کہ ان میں مطلق مال کا ذکر ہے، کوئی معین مقدار نہیں۔

۲۔ ترمذی اور ابن ماجہ کی حدیث ہے "انّه صلی اللّٰہ علیه وسلّم اجاز نکاح امراة علٰی نعلین" کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نعلین پر عورت کے نکاح کو جائز قرار دیا۔

۳۔ بخاری شریف میں حضرت سہل بن سعد ساعدی کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد سے فرمایا "فالتمس ولو خاتما من حدید"

۴۔ سنن ابی داؤد میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے "من اعطی فی صدق امراة ملٔ کفیه سویقًا او تمرًا فقد استحل" اس حدیث میں مٹھی بھر ستو اور کھجور کو نکاح کے لیے کافی قرار دیا گیا ہے۔

۵۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا واقعہ بھی ان کی دلیل ہے۔ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نکاح کی خبر دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا "ما اصدقتها؟" اس پر انہوں نے جواب دیا "وزن نواة من ذهب"

دلائل احناف

حنفیہ کا استدلال سنن کبریٰ بیہقی اور سنن دار قطنی میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہے۔ "قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلّم لاینکح النساء الا کفوًا ولا یزوجهن الا الاولیاء ولا مهر دون عشر دراهم"

اس روایت پر مبشر بن عبید اور حجاج بن ارطاۃ کی وجہ سے ضعف کا حکم لگایا گیا ہے لیکن محقق ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے اور اس کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "انّه بهذا الاسناد حسن ولا اقل منه" یہ اسناد حسن ہے، حسن سے کم درجہ اس کا نہیں۔ لہٰذا مذکورہ روایت قابل استدلال ہے۔

نیز حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت کی تائید حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اثر سے بھی ہوتی ہے کہ "لا مهر اقل من عشرة دراهم"

اس کے علاوہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت کی تائید قرآن کریم کی اس آیت سے بھی ہوتی ہے۔ "قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْٓ اَزْوَاجِهِمْ" اس میں لفظ فرض اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ مہر کی مقدار شرعاً مقرر ہے لیکن قرآن و حدیث کے پورے ذخیرہ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث کے علاوہ کسی بھی حدیث میں مہر کی کوئی مقدار مروی نہیں۔ لہٰذا یوں کہا جاسکتا ہے کہ یہ آیت بیان مقدار میں مجمل ہے اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت اس کے لیے بیان کی حیثیت رکھتی ہے۔

جہاں تک شافعیہ اور حنابلہ کے مستدلات کا تعلق ہے ان میں اکثر کو ضعیف کہا گیا ہے۔ البتہ ان کے تمام مستدلات میں سے دو روایتیں سنداً قوی ہیں۔ ایک عبدالرحمٰن بن عوف کا واقعہ اور دوسرے حضرت سہل بن سعد کی روایت۔ جہاں تک ابن عوف رضی اللہ

عنہ کے واقعہ کا تعلق ہے سو اس میں کھجور کی گٹھلی کے برابر سونے کا ذکر ہے۔ ممکن ہے کہ اس سونے کی قیمت دس درہم کے برابر ہو۔

رہا حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کا واقعہ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے "خاتم حدید" کا مطالبہ بطور مہر کامل نہیں بلکہ بطور مہر معجل کیا تھا۔

شافعیہ حنابلہ کے مستدلات کا جواب علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دیا ہے کہ ابتداء اسلام میں چونکہ مسلمان غریب تھے عسر اور تنگی کا دور تھا اس لیے اس وقت شریعت نے بے شک مہر کے معاملہ میں اس طرح کی رعایت کی تھی لیکن بعد میں جب اللہ تعالیٰ نے فراخی اور مالداری عطا فرمائی تو پھر مہر میں زیادتی کر دی گئی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ترجمۃ الباب قائم کر کے اس بات کو بیان کیا ہے کہ مال قلیل وکثیر دونوں مہر بن سکتے ہیں۔

← حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً عَلَى وَزْنِ نَوَاةٍ ، فَرَأَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بَشَاشَةَ الْعُرْسِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ إِنِّي تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلَى وَزْنِ نَوَاةٍ وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً عَلَى وَزْنِ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ

ترجمہ۔ ہم سے سلیمان بن حرب نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی ان سے عبدالعزیز نے حدیث بیان کی اور ان سے انس نے کہ عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے ایک خاتون سے ایک گٹھلی کے وزن کے برابر (سونے کے مہر پر) نکاح کیا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شادی کی بشاشت ان میں دیکھی تو ان سے دریافت فرمایا۔ انہوں نے عرض کی کہ میں نے ایک عورت سے ایک گٹھلی برابر پر نکاح کیا اور قتادہ نے انسؓ سے یہ روایت اس طرح نقل کی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے ایک عورت سے ایک گٹھلی کے وزن کے برابر سونے پر نکاح کیا تھا (سونے کی تصریح کے ساتھ) روایت میں ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ایک عورت سے وزن نواۃ پر نکاح کیا۔

وزن نواۃ کی تفسیر میں اختلاف ہے: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نواۃ پانچ درہم کا ہوتا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "الادب المفرد" میں اسی طرح فرمایا ہے۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو اکثر علماء کا قول قرار دیا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نواۃ تین درہم اور ایک ثلث کا ہوتا ہے۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ نواۃ تین درہم اور ربع کا ہوتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ تین درہم اور نصف کا ہوتا ہے۔ مالکیہ فرماتے ہیں کہ اہل مدینہ کے نزدیک ربع دینار کو کہا جاتا ہے۔ موطا امام محمد میں امام محمد کا میلان اس طرف ہے کہ "نواۃ" دس درہم کا ہوتا ہے تو ہر ایک نے اپنے اپنے مذہب کے مطابق اس کی تفسیر بیان کی ہے لیکن مشہور پہلا قول ہے۔ اب اگر پانچ درہم یا تین درہم وغیرہ کی مقدار مراد لی جائے تو احناف اس صورت میں اس کو مہر معجل پر محمول کریں گے۔

بَابُ التَّزْوِيجِ عَلَى الْقُرْآنِ وَبِغَيْرِ صَدَاقٍ

قرآن مجید پر نکاح کرنا اور بلا مہر (نکاح کرنا)

← حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ يَقُولُ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ يَقُولُ إِنِّي لَفِي الْقَوْمِ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم إِذْ قَامَتِ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لَكَ فَرَ فِيهَا رَأْيَكَ

فَلَمْ يُجِبْهَا شَيْئًا ثُمَّ قَامَتْ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لَكَ فَرَ فِيهَا رَأْيَكَ فَلَمْ يُجِبْهَا شَيْئًا ثُمَّ قَامَتِ الثَّالِثَةَ فَقَالَتْ إِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لَكَ فَرَ فِيهَا رَأْيَكَ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَنْكِحْنِيهَا قَالَ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ لَا قَالَ اذْهَبْ فَاطْلُبْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ فَذَهَبَ فَطَلَبَ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا وَلَا خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ فَقَالَ هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ قَالَ مَعِي سُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ كَذَا قَالَ اذْهَبْ فَقَدْ أَنْكَحْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ

ترجمہ۔ ہم سے علی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی انہوں نے ابوحازم سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ میں نے سہل بن سعد ساعدیؓ سے سنا۔ آپ نے بیان کیا کہ میں لوگوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا' اتنے میں ایک خاتون کھڑی ہوئیں اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! میں اپنے آپ کو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہبہ کرتی ہوں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اب جو چاہیں کریں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ پھر کھڑی ہوئیں اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! میں نے اپنے آپ کو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہبہ کر دیا آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو چاہیں کریں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مرتبہ بھی کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ تیسری مرتبہ کھڑی ہوئیں اور عرض کیا کہ انہوں نے اپنے آپ کو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہبہ کر دیا آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو چاہیں کریں۔ اس کے بعد ایک صاحب کھڑے ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! ان کا نکاح مجھ سے کر دیجیے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا تمہارے پاس کچھ (مہر کے لئے) ہے؟ انہوں نے عرض کی کہ نہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جاؤ اور تلاش کرو۔ ایک لوہے کی انگوٹھی بھی اگر مل جائے وہ گئے اور تلاش کیا۔ پھر واپس آ کر عرض کی کہ میں نے کچھ نہیں پایا۔ لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں ملی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا تمہارے پاس کچھ قرآن ہے؟ انہوں نے عرض کی کہ جی ہاں میرے پاس فلاں فلاں سورتیں ہیں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پھر جاؤ۔ میں نے تمہارا نکاح ان سے اس قرآن کی وجہ سے کیا جو تمہارے پاس محفوظ ہے۔

بَابُ الْمَهْرِ بِالْعُرُوضِ وَخَاتَمٍ مِنْ حَدِيدٍ

سامان اور اسباب اور لوہے کی انگوٹھی مہر میں

حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لِرَجُلٍ تَزَوَّجْ وَلَوْ بِخَاتَمٍ مِنْ حَدِيدٍ

ہم سے یحییٰ نے حدیث بیان کی ان سے وکیع نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے' ان سے ابوحازم نے اور ان سے سہل بن سعد نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک صاحب سے فرمایا نکاح کر لو خواہ لوہے کی ایک انگوٹھی پر ہی ہو۔

بَابُ الشُّرُوطِ فِي النِّكَاحِ (نکاح کے وقت کی شرطیں)

وَقَالَ عُمَرُ مَقَاطِعُ الْحُقُوقِ عِنْدَ الشُّرُوطِ وَقَالَ الْمِسْوَرُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم ذَكَرَ صِهْرًا لَهُ فَأَثْنَى عَلَيْهِ فِي مُصَاهَرَتِهِ فَأَحْسَنَ قَالَ حَدَّثَنِي فَصَدَقَنِي، وَوَعَدَنِي فَوَفَى لِي

عمرؓ نے فرمایا کہ حقوق کے ختم کے وقت بھی شرائط کا لحاظ رکھا جائے گا اور مسعودؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ایک داماد کا ذکر کیا اور ان کی تعریف کی اور خوب کی۔ فرمایا کہ جو بات انہوں نے مجھ سے کہی سچ کہی اور جو وعدہ کیا پورا کیا۔

علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ نے شروط نکاح کی تین قسمیں بیان فرمائی ہیں:

ا۔ کوئی ایسی شرط لگائی جائے جس کو پورا کرنا شوہر کے لیے ہر حال میں لازم اور ضروری ہو۔ مثلاً عورت کی طرف سے بوقتِ نکاح شرط لگائی جائے کہ شوہر بیوی کو شریعت کے مطابق معروف طریقے سے رکھے گا۔ اگر اس طرح رکھنے سے وہ عاجز رہا تو پھر شرعی طریقے سے اس کو چھوڑنا ہوگا۔

۲۔ وہ شرائط جن کا پورا کرنا بالاتفاق ناجائز ہے۔ مثلاً عورت شوہر کے ساتھ نکاح کرنے میں یہ شرط لگائے کہ وہ اپنی سابقہ بیوی کو طلاق دے دے۔

۳۔ وہ شرائط جن میں طرفین میں سے کسی کا کوئی فائدہ ہو۔ مثلاً عورت یہ شرط لگائے کہ مرد اس کے ہوتے ہوئے کوئی دوسری شادی نہیں کرے گا یا اس کو اس کے گھر سے الگ نہیں کرے گا۔

جمہور علماء تیسری قسم کی شرطوں کو غیر معتبر قرار دیتے ہیں۔ البتہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ان کا اعتبار کیا جائے گا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا رُجحان امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کی طرف معلوم ہوتا ہے کیونکہ انہوں نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر کی ہے جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ نکاح کے سلسلہ میں تم نے جو شرط قبول کی ہے اسے پورا کرنا چاہیے۔ جمہور علماء اس روایت کو پہلی قسم کی شروط پر محمول کرتے ہیں۔

وقال عمر: مقاطع الحقوق عندالشروط

یہ تعلیق ہے اور اس سے بھی امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نقطۂ نظر کی تائید ہوتی ہے کہ حقوق وہاں ختم ہو جاتے ہیں جہاں شروط آجاتی ہیں۔ اگر شوہر نے عورت کی کسی شرط کو قبول کیا تو اب اس کے متعلق شوہر کا حق باقی نہیں رہے گا۔ مثلاً دوسری عورت سے شادی نہ کرنے کی شرط اگر شوہر نے قبول کر لی ہے تو اب اس کو دوسری شادی کا حق نہیں رہے گا۔ شرط ماننے کے بعد اب اس کا حق ختم ہو گیا۔

وقال المسور بن مخرمه

یہ تعلیق امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابواب المناقب میں موصولاً نقل کی ہے۔ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ایک داماد کا تذکرہ کرتے ہوئے سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دامادی کے سلسلہ میں ان کی تعریف کی اور اچھی ثناء بیان کی اور فرمایا کہ اس نے مجھ سے بات کی تو سچی اور وعدہ کیا تو پورا کیا۔

"صِہر" سے یہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی بیٹی حضرت زینب کے شوہر ابوالعاص بن ربیع مراد ہیں۔ یہ غزوۂ بدر میں مسلمانوں کے خلاف مشرکین کے ساتھ لڑنے آئے تھے اور گرفتار ہو گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں آزاد کرایا اور یہ شرط ٹھہرائی کہ وہ حضرت زینب کو مدینہ بھیج دیں۔ چنانچہ جا کر حسب وعدہ حضرت زینب کو مدینہ

بھیج دیا تھا۔ "حدثني فصدقني' ووعدني فوفى لي" سے اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ بعد میں آپ کے یہ داماد اسلام لے آئے تھے اور فتح مکہ سے پہلے انہوں نے ہجرت مدینہ کر لی تھی۔ حضرت زینب دوبارہ ان کے پاس آ گئیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ تعلیق یہاں ذکر فرما کر اس طرف اشارہ کیا کہ نکاح میں اگر کوئی شرط قبول کی جائے تو اس کا ایفاء ہونا چاہیے' شرط قبول کرنا ایک طرح کا وعدہ ہے لہٰذا اس کا ایفاء ہونا چاہیے۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ أَحَقُّ مَا أَوْفَيْتُمْ مِنَ الشُّرُوطِ أَنْ تُوفُوا بِهِ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوجَ

ترجمہ۔ ہم سے ابوالولید ہشام بن عبدالملک نے حدیث بیان کی ان سے لیث نے حدیث بیان کی' ان سے یزید بن ابی حبیب نے' ان سے ابوالخیر نے اور ان سے عقبہؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' تمام شرطوں میں وہ شرطیں سب سے زیادہ پوری کی جانے کی مستحق ہیں جن کے ذریعہ تم نے شرمگاہوں کو حلال کیا ہے (یعنی نکاح کی شرطیں)

بَاب الشُّرُوطِ الَّتِي لَا تَحِلُّ فِي النِّكَاحِ (وہ شرطیں جو نکاح میں جائز نہیں)

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ لَا تَشْتَرِطِ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا

ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ کوئی عورت اپنی بہن کی طلاق کی شرط نہ لگائے۔

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ زَكَرِيَّاءَ هُوَ ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تَسْأَلُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَسْتَفْرِغَ صَحْفَتَهَا، فَإِنَّمَا لَهَا مَا قُدِّرَ لَهَا

ترجمہ۔ ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ نے حدیث بیان کی' ان سے زکریا نے جو ابوزائدہ کے صاحبزادے ہیں' ان سے سعد بن ابراہیم نے' ان سے ابوسلمہ نے اور ان سے ابوہریرہؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' کسی عورت کے لئے جائز نہیں کہ اپنی کسی بہن کی طلاق کا مطالبہ اس لئے کرے تاکہ اس کی جگہ اپنے لیے خالی کرے کیونکہ اسے وہی ملے گا جو اس کے مقدر میں ہوگا۔

بَاب الصُّفْرَةِ لِلْمُتَزَوِّجِ (شادی کرنے والے کے لئے زرد رنگ)

وَرَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم

اور اس کی روایت عبدالرحمن بن عوفؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے کی ہے۔

ترجمۃ الباب اور روایت دونوں میں مطلقاً زردی کا ذکر ہے۔ لیکن علماء کہتے ہیں کہ اس سے مراد خلوق کی زردی ہے۔ خلوق ایک مرکب خوشبو ہوتی ہے اور اس میں زعفران بھی شامل کرتے ہیں۔ زعفران کا استعمال بطور خوشبو کے مرد کے لیے جائز نہیں۔

حدیث میں ہے "نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يتزعفر الرجل"

اس حدیث کی بنیاد پر حضرات حنفیہ اور شافعیہ مرد کے لیے زعفران کے استعمال کو مطلقاً ممنوع کہتے ہیں کہ اس کا استعمال نہ جسم میں جائز ہے اور نہ ہی کپڑوں اور بالوں میں۔

حضرات مالکیہ کے نزدیک بدن میں اس کا استعمال ممنوع ہے لیکن کپڑوں میں اس کے استعمال کی گنجائش ہے۔

روایت باب میں اگر زردی سے خلوق مراد ہے جس میں زعفران ہوتا ہے تو مالکیہ فرماتے ہیں کہ یہ کپڑے میں لگی ہوئی تھی جو کہ ان کے نزدیک جائز ہے۔ البتہ حنفیہ اور شافعیہ اس حدیث کے مختلف جوابات دیتے ہیں۔

۱۔ یہ تحریم سے پہلے کا واقعہ ہے۔ ۲۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے خلوق استعمال نہیں کی تھی ان کی بیوی نے استعمال کی تھی اور اس سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے کپڑوں میں اس کا اثر آ گیا۔

۳۔ اس وقت انہیں کوئی اور خوشبو میسر نہیں آئی۔ اس لیے بوقتِ ضرورت انہوں نے اس کو مباح سمجھ لیا۔

۴۔ بہت کم مقدار میں تھی جو قابلِ عفو ہے۔

۵۔ بعض نے کہا کہ خلوق کا استعمال عام لوگوں کے لیے ممنوع ہے لیکن دولہا اس سے مستثنیٰ ہے بالخصوص جب وہ جوان بھی ہو۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس زردی کو خلوق کے ساتھ مقید نہیں کیا انہوں نے مطلق زردی کا ذکر کیا ہے۔

بعض علاقوں میں دستور ہے کہ شادی کے موقع پر دُلہا' دلہن کو اُبٹن وغیرہ لگاتے ہیں جس میں زردی شامل ہوتی ہے۔ امام بخاری اس دستور کی رعایت کرتے ہوئے بتا رہے ہیں کہ اس کی گنجائش ہے۔

← حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَبِهِ أَثَرُ صُفْرَةٍ فَسَأَلَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ كَمْ سُقْتَ إِلَيْهَا قَالَ زِنَةَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی انہیں مالک نے خبر دی انہیں حمید طویل نے اور انہیں انس بن مالکؓ نے کہ عبدالرحمٰن بن عوفؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کے اوپر زرد رنگ کا نشان تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ انہوں نے انصار کی ایک خاتون سے نکاح کیا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا اسے مہر کتنا دیا ہے انہوں نے کہا کہ ایک گٹھلی کے برابر سونا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پھر ولیمہ کرو۔ خواہ ایک بکری ہی کا ہو۔

باب

← حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَوْلَمَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم بِزَيْنَبَ فَأَوْسَعَ الْمُسْلِمِينَ خَيْرًا فَخَرَجَ كَمَا يَصْنَعُ إِذَا تَزَوَّجَ فَأَتَى حُجَرَ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ يَدْعُو وَيَدْعُونَ (لَهُ) ثُمَّ انْصَرَفَ فَرَأَى رَجُلَيْنِ فَرَجَعَ لَا أَدْرِي آخْبَرْتُهُ أَوْ أُخْبِرَ بِخُرُوجِهِمَا

ترجمہ۔ ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی ان سے یحییٰ نے حدیث بیان کی ان سے حمید نے اور ان سے انسؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زینب بنت جحشؓ کے ساتھ نکاح پر دعوتِ ولیمہ کی اور مسلمانوں کے لئے کھانے کا انتظام کیا (کھانے سے فراغت کے بعد) آنحضرت باہر تشریف لے گئے جیسا کہ نکاح کے بعد آپ کا دستور تھا۔ پھر آپ امہات المومنین کے حجروں میں تشریف لے گئے آپ نے ان کے لئے دعا کی اور انہوں نے آپ کے لئے دعا کی۔ پھر آپ واپس تشریف لائے تو (مدعو حضرات میں سے) دو صحابہ کو دیکھا (کہ وہ اس گھر میں جہاں دعوت تھی بیٹھے

ہوئے تھے) اس لئے آپ پھر واپس تشریف لے گئے (انسؓ نے بیان کیا کہ) مجھے پوری طرح یاد نہیں کہ میں نے خود آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی یا کسی اور نے خبر دی کہ وہ دونوں حضرات چلے گئے۔

باب كَيْفَ يُدْعَى لِلْمُتَزَوِّجِ (دولھا کو کس طرح دعا دی جائے)

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ هُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رضی الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم رَأَى عَلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَثَرَ صُفْرَةٍ قَالَ مَا هَذَا قَالَ إِنِّي تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلَى وَزْنِ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ بَارَكَ اللَّهُ لَكَ، أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ

ترجمہ۔ ہم سے سلیمان بن حرب نے حدیث بیان کی ان سے حماد نے حدیث بیان کی جو زید کے صاحبزادے ہیں ان سے ثابت نے اور ان سے انسؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبدالرحمن بن عوفؓ پر زرد رنگ کا نشان دیکھا تو دریافت فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی کہ میں نے ایک عورت سے ایک گٹھلی کے وزن کے برابر سونے کے مہر پر نکاح کیا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اللہ تمہیں برکت دے۔ دعوت ولیمہ کرو خواہ ایک بکری ہی کی ہو۔

باب الدُّعَاءِ لِلنِّسَاءِ اللَّاتِي يَهْدِينَ الْعَرُوسَ، وَلِلْعَرُوسِ

دلہن کا بناؤ سنگار کرنے والی عورتوں اور دلھن کو دعا

حَدَّثَنَا فَرْوَةُ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَأَتَتْنِي أُمِّي فَأَدْخَلَتْنِي الدَّارَ، فَإِذَا نِسْوَةٌ مِنَ الأَنْصَارِ فِي الْبَيْتِ فَقُلْنَ عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ، وَعَلَى خَيْرِ طَائِرٍ

ترجمہ۔ ہم سے فروہ نے حدیث بیان کی ان سے علی بن مسہر نے حدیث بیان کی۔ ان نے ہشام نے ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے شادی کی تو میری والدہ میرے پاس آئیں اور مجھے گھر کے اندر لے گئیں۔ گھر کے اندر قبیلہ انصار کی خواتین موجود تھیں۔ انہوں نے (دلہن کے ساتھ موجود عورتوں سے) کہا خیر و برکت کے ساتھ اور اچھے نصیب کے ساتھ۔

باب مَنْ أَحَبَّ الْبِنَاءَ قَبْلَ الْغَزْوِ

جس نے غزوہ سے پہلے دلہن کے پاس جانا پسند کیا

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلاَءِ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ غَزَا نَبِيٌّ مِنَ الأَنْبِيَاءِ فَقَالَ لِقَوْمِهِ لاَ يَتْبَعْنِي رَجُلٌ مَلَكَ بُضْعَ امْرَأَةٍ وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَبْنِيَ بِهَا وَلَمْ يَبْنِ بِهَا

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن علاء نے حدیث بیان کی ان سے ابن المبارک نے حدیث بیان کی ان سے معمر نے ان سے ہمام نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا گذشتہ انبیاء میں سے ایک نبی نے غزوہ کیا اور (غزوہ سے پہلے) اپنی قوم سے کہا کہ میرے ساتھ کوئی ایسا شخص نہ چلے جس نے کسی عورت سے نکاح کیا اور ابھی اس کے پاس خلوت میں نہ گیا ہو اور اس کے ساتھ خلوت کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔

بَاب مَنْ بَنَى بِامْرَأَةٍ وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ

جس نے نو سال کی عمر کی بیوی کے ساتھ خلوت کی

حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم عَائِشَةَ وَهِيَ ابْنَةُ سِتٍّ وَبَنَى بِهَا وَهِيَ ابْنَةُ تِسْعٍ وَمَكَثَتْ عِنْدَهُ تِسْعًا

ترجمہ۔ ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی ان سے ہشام بن عروہ نے اوران سے عروہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عائشہؓ سے جب نکاح کیا تو ان کی عمر چھ سال تھی اور جب ان کے ساتھ خلوت کی تو ان کی عمر نو سال تھی اور وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نو سال تک رہیں۔

بَاب الْبِنَاءِ فِي السَّفَرِ (سفر میں دلہن کے ساتھ خلوت کرنا)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَقَامَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم بَيْنَ خَيْبَرَ وَالْمَدِينَةِ ثَلَاثًا يُبْنَى عَلَيْهِ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِينَ إِلَى وَلِيمَتِهِ ، فَمَا كَانَ فِيهَا مِنْ خُبْزٍ وَلَا لَحْمٍ ، أَمَرَ بِالْأَنْطَاعِ فَأُلْقِيَ فِيهَا مِنَ التَّمْرِ وَالْأَقِطِ وَالسَّمْنِ فَكَانَتْ وَلِيمَتَهُ ، فَقَالَ الْمُسْلِمُونَ إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ أَوْ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينُهُ فَقَالُوا إِنْ حَجَبَهَا فَهِيَ مِنْ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ ، وَإِنْ لَمْ يَحْجُبْهَا فَهِيَ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينُهُ فَلَمَّا ارْتَحَلَ وَطَّى لَهَا خَلْفَهُ وَمَدَّ الْحِجَابَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ النَّاسِ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن سلام نے حدیث بیان کی انہیں اسماعیل بن جعفر نے خبر دی انہیں حمید نے اوران سے انسؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ اور خیبر کے درمیان (راستہ میں) تین دن تک قیام کیا اور وہاں ام المومنین صفیہ بنت حیی کے ساتھ خلوت کی۔ میں نے مسلمانوں کو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ولیمہ پر بلایا لیکن اس دعوت میں روٹی اور گوشت بھی نہیں تھا آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دسترخوان بچھانے کا حکم دیا۔ اوراس پر کھجور پنیر اور گھی ڈال دیا گیا اور یہی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ولیمہ تھا' مسلمانوں نے (صفیہؓ کے متعلق کہا) کہ امہات المومنین میں سے ہیں یا آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں کنیز ہی رکھا ہے (کیونکہ آپ بھی جنگ خیبر کے قیدیوں میں سے تھیں) اس پر بعض حضرات نے کہا کہ اگر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے لیے پردے کا اہتمام کریں تو پھر وہ امہات المومنین میں سے ہوں گی اور اگر آپ ان کے لیے پردہ نہ کرائیں تو اس کا مطلب یہ کہ کنیز کی حیثیت سے ہیں چنانچہ جب کوچ ہوا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے اپنی سواری پر پیچھے جگہ بنائی اور لوگوں کے اوران کے درمیان پردہ ڈلوایا:

بَاب الْبِنَاءِ بِالنَّهَارِ بِغَيْرِ مَرْكَبٍ وَلَا نِيرَانٍ

دن کے وقت دلہن کے پاس جانا' سواری اور روشنی کے اہتمام کے بغیر

حَدَّثَنِي فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ

تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَأَتَتْنِي أُمِّي فَأَدْخَلَتْنِي الدَّارَ، فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم ضُحًى

ترجمہ۔ مجھ سے فروہ بن ابی المغراء نے حدیث بیان کی ان سے علی بن مسہر نے حدیث بیان کی ان سے ہشام نے ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے شادی کی تھی میری والدہ میرے پاس آئیں اور مجھے ایک گھر میں داخل کر دیا۔ پھر مجھے کسی چیز نے خوفزدہ نہیں کیا سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (کی آمد) کے۔ یہ چاشت کا وقت تھا:

باب الْأَنْمَاطِ وَنَحْوِهَا لِلنِّسَاءِ

مخمل کے بچھونے اور اس جیسی چیزیں عورتوں کے لئے

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رضى الله عنهما قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم هَلِ اتَّخَذْتُمْ أَنْمَاطًا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَأَنَّى لَنَا أَنْمَاطٌ قَالَ إِنَّهَا سَتَكُونُ

ترجمہ۔ ہم سے قتیبہ بن سعید نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی ان سے محمد بن المنکدر نے حدیث بیان کی اور ان سے جابر بن عبداللہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (ان سے جب انہوں نے شادی کی) فرمایا تم نے جھالروار چادریں بھی لے لیں انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! ہماری پاس جھالردار چادریں کہاں! آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جلد ہی ہو جائیں گے۔

باب النِّسْوَةِ اللَّاتِي يَهْدِينَ الْمَرْأَةَ إِلَى زَوْجِهَا

وہ عورتیں جو دلہن کا بناؤ سنگار کر کے شوہر کے پاس پہنچاتی ہیں

حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا زَفَّتِ امْرَأَةً إِلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَا عَائِشَةُ مَا كَانَ مَعَكُمْ لَهْوٌ فَإِنَّ الْأَنْصَارَ يُعْجِبُهُمُ اللَّهْوُ

ترجمہ۔ ہم سے فضل بن یعقوب نے حدیث بیان کی ان سے محمد بن سابق نے حدیث بیان کی ان سے اسرائیل نے حدیث بیان کی ان سے ہشام بن عروہ نے ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہؓ نے کہ انہوں نے ایک (یتیم) لڑکی کی شادی ایک انصاری صحابی سے کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عائشہ! تمہارے پاس لہو (دف بجانے والا) نہیں تھا انصار دف کو پسند کرتے ہیں:

باب الْهَدِيَّةِ لِلْعَرُوسِ (دولہا یا دلہن کو تحفہ دینا)

وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ وَاسْمُهُ الْجَعْدُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ مَرَّ بِنَا فِي مَسْجِدِ بَنِي رِفَاعَةَ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِذَا مَرَّ بِجَنَبَاتِ أُمِّ سُلَيْمٍ دَخَلَ عَلَيْهَا فَسَلَّمَ عَلَيْهَا، ثُمَّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم عَرُوسًا بِزَيْنَبَ فَقَالَتْ لِي أُمُّ سُلَيْمٍ لَوْ أَهْدَيْنَا لِرَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم هَدِيَّةً فَقُلْتُ لَهَا

الْعُلَى فَعَمَدَتْ إِلَى تَمْرٍ وَسَمْنٍ وَأَقِطٍ ، فَاتَّخَذَتْ حَيْسَةً فِي بُرْمَةٍ ، فَأَرْسَلَتْ بِهَا مَعِي إِلَيْهِ ، فَانْطَلَقْتُ بِهَا إِلَيْهِ فَقَالَ لِي ضَعْهَا ثُمَّ أَمَرَنِي فَقَالَ ادْعُ لِي رِجَالاً سَمَّاهُمْ وَادْعُ لِي مَنْ لَقِيتَ قَالَ فَفَعَلْتُ الَّذِي أَمَرَنِي فَرَجَعْتُ فَإِذَا الْبَيْتُ غَاصٌّ بِأَهْلِهِ ، فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى تِلْكَ الْحَيْسَةِ ، وَتَكَلَّمَ بِهَا مَا شَاءَ اللَّهُ ، ثُمَّ جَعَلَ يَدْعُو عَشَرَةً عَشَرَةً ، يَأْكُلُونَ مِنْهُ ، وَيَقُولُ لَهُمْ اذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ ، وَلْيَأْكُلْ كُلُّ رَجُلٍ مِمَّا يَلِيهِ قَالَ حَتَّى تَصَدَّعُوا كُلُّهُمْ عَنْهَا ، فَخَرَجَ مِنْهُمْ مَنْ خَرَجَ ، وَبَقِيَ نَفَرٌ يَتَحَدَّثُونَ قَالَ وَجَعَلْتُ أَغْتَمُّ ، ثُمَّ خَرَجَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم نَحْوَ الْحُجُرَاتِ ، وَخَرَجْتُ فِي إِثْرِهِ فَقُلْتُ إِنَّهُمْ قَدْ ذَهَبُوا فَرَجَعَ فَدَخَلَ الْبَيْتَ ، وَأَرْخَى السِّتْرَ ، وَإِنِّي لَفِي الْحُجْرَةِ ، وَهُوَ يَقُولُ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لاَ تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلاَّ أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ وَلَكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلاَ مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنْكُمْ وَاللَّهُ لاَ يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ) قَالَ أَبُو عُثْمَانَ قَالَ أَنَسٌ إِنَّهُ خَدَمَ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم عَشْرَ سِنِينَ

ابراہیم نے بیان کیا ان سے ابوعثمان نے ان کا نام جعد ہے۔ان سے انس بن مالکؓ نے' ابوعثمان نے بیان کیا کہ انسؓ (بصرہ کی) مسجد بنی رفاعہ میں ہمارے پاس سے گزرے تو میں نے سنا کہ وہ بیان کرر ہے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گزر جب ام سلیمؓ (انسؓ کی والدہ کی) طرف سے ہوتا تو آپ ان کے پاس جاتے اور انہیں سلام کرتے۔ پھر انسؓ نے بیان کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زینب بنت جحشؓ کے دولہا بنے تو مجھ سے ام سلیم نے کہا کہ کیوں نہ ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی ہدیہ دیں۔ میں نے کہا کہ ضرور دو۔ چنانچہ کھجور گھی اور پنیر کا ملیدہ بنا کر ایک ہانڈی میں میرے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیجا۔ میں اسے لے کر جب آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اسے رکھ دو۔ پھر مجھ سے چند افراد کا نام لے کر فرمایا کہ انہیں بلا لاؤ اور تمہیں جو بھی مل جائے اسے بلا لاؤ' بیان کیا کہ میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے مطابق کیا جب میں واپس آیا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گھر لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ میں نے دیکھا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا ہاتھ اس ملیدہ پر رکھے ہوئے ہیں اور اللہ نے جو چاہا آپ نے اس پر پڑھا۔ اس کے بعد دس دس آدمیوں کو وہ ملیدہ کھانے کے لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلانے لگے' آپ ان سے فرماتے تھے کہ پہلے اللہ کا نام پڑھ لو۔ اور ہر شخص اپنی طرف سے کھائے۔ بیان کیا کہ تمام لوگ اس ملیدہ کو کھا کر الگ ہو گئے۔ جسے جانا تھا۔ وہ چلا گیا اور کچھ لوگ گھر ہی میں باتیں کرتے رہے (انسؓ نے) بیان کیا کہ مجھے (ان کے گھر میں ٹھہرے رہنے کی وجہ سے) بڑی تکلیف محسوس ہو رہی تھی (کیونکہ اس سے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف تھی) پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ازواج مطہرات کے حجروں کی طرف چلے گئے۔ پھر میں بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے گیا۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ لوگ جا چکے ہیں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس تشریف لائے اور گھر میں داخل ہو کر پردہ ڈال دیا۔ میں اس وقت حجرہ ہی میں موجود تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت اس آیت کی تلاوت کر رہے تھے" اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں مت جایا کرو بجز اس وقت کے جب کھانے کے لئے تمہیں (آنے کی) اجازت دی جائے (اور اس وقت بھی) ایسے طور پر کہ اس کی تیاری کے منتظر نہ رہو۔

البتہ جب تم کو بلایا جائے تب جایا کرو پھر جب کھانا کھا چکو تو اٹھ کر چلے جایا کرو اور باتوں میں جی لگا کر مت بیٹھے رہا کرو۔ اس بات سے نبی کو ناگواری ہوتی ہے۔ سو وہ تمہارا شرم ولحاظ کر کے تم سے کچھ نہیں کہتے اور اللہ تعالیٰ حق بات سے نہیں شرماتا ابوعثمان کہتے ہیں کہ انس نے کہا میں نے دس سال تک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کی ہے۔

باب اسْتِعَارَةِ الثِّيَابِ لِلْعَرُوسِ وَغَيْرِهَا

دلہن کے لئے کپڑے اور زیور وغیرہ مستعار لینا

حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّهَا اسْتَعَارَتْ مِنْ أَسْمَاءَ قِلَادَةً، فَهَلَكَتْ، فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم نَاسًا مِنْ أَصْحَابِهِ فِي طَلَبِهَا، فَأَدْرَكَتْهُمُ الصَّلَاةُ فَصَلَّوْا بِغَيْرِ وُضُوءٍ، فَلَمَّا أَتَوُا النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم شَكَوْا ذٰلِكَ إِلَيْهِ، فَنَزَلَتْ آيَةُ التَّيَمُّمِ فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ جَزَاكِ اللّٰهُ خَيْرًا، فَوَاللّٰهِ مَا نَزَلَ بِكِ أَمْرٌ قَطُّ، إِلَّا جَعَلَ لَكِ مِنْهُ مَخْرَجًا، وَجُعِلَ لِلْمُسْلِمِينَ فِيهِ بَرَكَةٌ

ترجمہ۔ مجھ سے عبید بن اسماعیل نے حدیث بیان کی' ان سے ابو اسامہ نے حدیث بیان کی' ان سے ہشام نے ان سے ان کے باپ نے' وہ عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اسماء سے جو ہار مانگا تھا وہ گم ہو گیا تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو اس کی تلاش کے لئے بھیجا راہ میں انہیں نماز کا وقت آ گیا (پانی نہ ہونے کی وجہ سے) انہوں نے نماز بے وضو پڑھی۔ جب آ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ شکایت کی تو تیمم کی آیت اتری' اسید بن حضیر نے کہا اے عائشہ! اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔ خدا کی قسم! جب بھی آپ پر کوئی حادثہ ہوا خدا نے آپ ہی کو نجات دی۔ بلکہ دوسرے مسلمانوں کو بھی اس سے برکت وسہولت نصیب ہوئی۔

باب مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا أَتَى أَهْلَهُ

جب میاں اپنی بیوی کے پاس آئے تو کیا پڑھے؟

حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَمَا لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ يَقُولُ حِينَ يَأْتِي أَهْلَهُ بِاسْمِ اللّٰهِ، اللّٰهُمَّ جَنِّبْنِي الشَّيْطَانَ، وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا، ثُمَّ قُدِّرَ بَيْنَهُمَا فِي ذٰلِكَ، أَوْ قُضِيَ وَلَدٌ، لَمْ يَضُرَّهُ شَيْطَانٌ أَبَدًا

ترجمہ۔ ہم سے سعد بن حفص نے حدیث بیان کی' ان سے شیبان نے حدیث بیان کی' ان سے منصور نے' ان سے سالم بن ابی الجعد نے' ان سے کریب نے' ان سے ابن عباس نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی اپنی بیوی کے پاس آئے تو بسم اللہ پڑھے اور یہ دعا کہے: اللّٰهُمَّ جَنِّبْنِي الشَّيْطَانَ الخ (اے اللہ: مجھے شیطان سے دور رکھ اور جو اولاد تو ہم کو عطا کرے اس کو شیطان سے دور رکھ) تو ان کے یہاں یہ بچہ پیدا ہوگا اسے شیطان نقصان نہ پہنچا سکے گا۔

باب الْوَلِيمَةُ حَقٌّ (ولیمہ کرنا ضروری ہے)

وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ قَالَ لِي النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ

عبدالرحمٰن بن عوفؓ کہتے ہیں کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' ولیمہ کرو اگرچہ ایک ہی بکری ہو:

دعوت ولیمہ کے حکم کے بارے میں اختلاف ہے۔

ظاہریہ کے نزدیک واجب ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ "او لم ولو بشاۃ" میں امر کا صیغہ ہے جو وجوب کے لیے آتا ہے۔

جمہور کے نزدیک ولیمہ مسنون ہے کیونکہ حدیث پاک میں ہے "الولیمة حق و سنة" باقی جمہور کے نزدیک "او لم" میں امر استحباب کے لیے ہے اور "ولو بشاۃ" میں لو تقلیل کے لیے ہے۔

← حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رضي الله عنه أَنَّهُ كَانَ ابْنَ عَشْرِ سِنِينَ مَقْدَمَ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم الْمَدِينَةَ ، فَكَانَ أُمَّهَاتِي يُوَاظِبْنَنِي عَلَى خِدْمَةِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَخَدَمْتُهُ عَشْرَ سِنِينَ ، وَتُوُفِّيَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَأَنَا ابْنُ عِشْرِينَ سَنَةً ، فَكُنْتُ أَعْلَمَ النَّاسِ بِشَأْنِ الْحِجَابِ حِينَ أُنْزِلَ ، وَكَانَ أَوَّلَ مَا أُنْزِلَ فِي مُبْتَنَى رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم بِزَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ ، أَصْبَحَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِهَا عَرُوسًا ، فَدَعَا الْقَوْمَ فَأَصَابُوا مِنَ الطَّعَامِ ، ثُمَّ خَرَجُوا وَبَقِيَ رَهْطٌ مِنْهُمْ عِنْدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَأَطَالُوا الْمُكْثَ ، فَقَامَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَخَرَجَ وَخَرَجْتُ مَعَهُ لِكَيْ يَخْرُجُوا ، فَمَشَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَمَشَيْتُ ، حَتَّى جَاءَ عَتَبَةَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ ، ثُمَّ ظَنَّ أَنَّهُمْ خَرَجُوا فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ ، حَتَّى إِذَا دَخَلَ عَلَى زَيْنَبَ فَإِذَا هُمْ جُلُوسٌ لَمْ يَقُومُوا ، فَرَجَعَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَرَجَعْتُ مَعَهُ ، حَتَّى إِذَا بَلَغَ عَتَبَةَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ ، وَظَنَّ أَنَّهُمْ خَرَجُوا ، فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ فَإِذَا هُمْ قَدْ خَرَجُوا فَضَرَبَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بَيْنِي وَبَيْنَهُ بِالسِّتْرِ ، وَأُنْزِلَ الْحِجَابُ

ترجمہ۔ ہم سے یحییٰ بن بکیر نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے لیث نے حدیث بیان کی' ان سے عقیل نے' ان سے ابن شہاب نے' کہا کہ مجھے انس بن مالکؓ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے اس وقت میری عمر دس سال کی تھی۔ میری ماں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کرنے کا ہمیشہ حکم دیتی تھی۔ میں نے دس سال آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کی اور جب آپ کا وصال ہوا تو میں بیس برس کا تھا۔ حجاب کے بارے میں جو آیت نازل ہوئی اس سے میں خوب واقف ہوں۔ اور اول شانِ نزول آیت حجاب شب زفاف زینب بنت جحش ہے۔ جب صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زینب بنت جحش دلہن بنیں' تو آپ نے اپنی قوم کو بلا کر کھانا کھلایا' کھانا کھانے کے بعد اکثر لوگ ان میں سے چلے گئے۔ مگر ان میں سے کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے رہے اور انہوں نے بڑی دیر لگائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھ کر باہر چلے گئے۔ میں بھی آپ کے ساتھ اس خیال سے نکل گیا کہ شاید یہ لوگ بھی چلے جائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور میں ٹہلتے رہے۔ اور جب حضرت عائشہؓ کے حجرے کے پاس آئے تو خیال کیا کہ وہ لوگ چلے گئے ہوں گے پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس آئے اور آپ کے ساتھ میں بھی آیا۔ جب زینب کے پاس گئے تو دیکھا

کہ وہ لوگ ابھی بیٹھے ہیں گئے نہیں۔ پھر آپ الٹے آئے اور میں بھی آیا۔ جب ہم حضرت عائشہؓ کے حجرے کی چوکھٹ کے پاس پہنچے اور گمان کیا کہ وہ لوگ چلے گئے ہوں گے تو آپ پھر تشریف لائے آپ کے ساتھ میں بھی تھا۔ اب معلوم ہوا کہ وہ لوگ چلے گئے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اور میرے درمیان پردہ ڈال دیا۔ اور (تب ہی) پردہ کی آیت نازل ہوئی۔

تشریح حدیث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت مدینہ منورہ تشریف لائے اس وقت حضرت انس رضی اللہ عنہ کی عمر 10 سال تھی۔ بعض روایات میں ہے کہ ان کی عمر نو سال تھی۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ اس وقت ان کی عمر نو سال سے کچھ اوپر تھی کسی نے کسر حذف کر کے نو سال کہا اور کسی نے کامل کر کے دس سال کہا۔

باب الْوَلِيمَةِ وَلَوْ بِشَاةٍ (ولیمہ کریں اگرچہ ایک ہی بکری ہو)

← حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا رضی الله عنه قَالَ سَأَلَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ وَتَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنَ الأَنْصَارِ كَمْ أَصْدَقْتَهَا قَالَ وَزْنَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ

ترجمہ۔ ہم سے علی نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے حمید نے حدیث بیان کی انہوں نے حضرت انس سے سنا کہ جب عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے ایک انصاری عورت سے شادی کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کتنا مہر دیا وہ بولے ایک گٹھلی کھجور کے وزن برابر سونا دیا تھا:

وَعَنْ حُمَيْدٍ سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ لَمَّا قَدِمُوا الْمَدِينَةَ نَزَلَ الْمُهَاجِرُونَ عَلَى الأَنْصَارِ فَنَزَلَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ عَلَى سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ فَقَالَ أُقَاسِمُكَ مَالِي وَأَنْزِلُ لَكَ عَنْ إِحْدَى امْرَأَتَيَّ قَالَ بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ فَخَرَجَ إِلَى السُّوقِ فَبَاعَ وَاشْتَرَى فَأَصَابَ شَيْئًا مِنْ أَقِطٍ وَسَمْنٍ فَتَزَوَّجَ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ

ترجمہ۔ حمید سے روایت ہے کہ میں نے حضرت انس سے سنا کہ جب مہاجر مدینہ میں آئے تو انصار کے گھروں میں اترے۔ عبدالرحمٰن بن عوف حضرت سعد بن ربیع کے یہاں اترے انہوں نے کہا اے بھائی عبدالرحمٰن ابن عوف! میں تجھے اپنا مال دیتا ہوں اور اپنی ایک بیوی کو طلاق دیکر تجھ سے شادی کر دیتا ہوں۔ عبدالرحمٰن بولے آپ کا مال اور بیویاں اللہ آپ کو مبارک کرے۔ اس کے بعد عبدالرحمٰن نے بازار جا کر خرید وفروخت شروع کر دی۔ کچھ گھی اور پنیر حاصل کیا۔ پھر شادی کی تو آنحضرت نے فرمایا ولیمہ کر اگرچہ ایک بکری ہو۔

← حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَا أَوْلَمَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم عَلَى شَيْءٍ مِنْ نِسَائِهِ، مَا أَوْلَمَ عَلَى زَيْنَبَ أَوْلَمَ بِشَاةٍ

ترجمہ۔ ہم سے سلیمان بن حرب نے حدیث بیان کی ان سے حماد نے حدیث بیان کی ان سے ثابت نے ان سے حضرت انس نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زینب کے برابر کسی بیوی کا ولیمہ نہیں کھلایا کیونکہ ایک بکری کا ولیمہ تھا۔

← حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ عَبْدِ الْوَارِثِ عَنْ شُعَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم أَعْتَقَ صَفِيَّةَ، وَتَزَوَّجَهَا وَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا، وَأَوْلَمَ عَلَيْهَا بِحَيْسٍ

ترجمہ۔ ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی ان سے عبدالوارث نے ان سے شعیب نے ان سے انسؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صفیہ کو آزاد کر کے نکاح کرلیا اور اسے آزاد کرنا ہی مہر قرار دیا اور ان کے ولیمہ میں مالیدہ کھلایا:

← حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ بَيَانٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ بَنَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِامْرَأَةٍ فَأَرْسَلَنِي فَدَعَوْتُ رِجَالاً إِلَى الطَّعَامِ

ترجمہ۔ ہم سے مالک بن اسماعیل نے حدیث بیان کی ان سے زہیر نے حدیث بیان کی انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت انسؓ سے سنا انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زینب سے جب خلوت کی تو مجھے بھیجا میں جا کر لوگوں کو کھانے کیلئے بلا لایا۔

باب مَنْ أَوْلَمَ عَلَى بَعْضِ نِسَائِهِ أَكْثَرَ مِنْ بَعْضٍ

کسی بیوی کا کسی بیوی سے زیادہ ولیمہ کرنا

← حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ ذُكِرَ تَزْوِيجُ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ عِنْدَ أَنَسٍ فَقَالَ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم أَوْلَمَ عَلَى أَحَدٍ مِنْ نِسَائِهِ مَا أَوْلَمَ عَلَيْهَا أَوْلَمَ بِشَاةٍ

ترجمہ۔ ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی ان سے حماد بن زید نے حدیث بیان کی ان سے ثابت نے انہوں نے کہا کہ حضرت زینب بنت جحش کے نکاح کا تذکرہ ان کے سامنے آیا۔ فرمانے لگے کہ جس قدر زینب کے ولیمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف کیا اتنا میں نے کسی بیوی کے ولیمہ میں کرتے ہوئے نہیں دیکھا ایک بکری کا ولیمہ کیا تھا۔

باب مَنْ أَوْلَمَ بِأَقَلَّ مِنْ شَاةٍ (ایک بکری سے کم ولیمہ کرنا)

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورِ ابْنِ صَفِيَّةَ عَنْ أُمِّهِ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ قَالَتْ أَوْلَمَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم عَلَى بَعْضِ نِسَائِهِ بِمُدَّيْنِ مِنْ شَعِيرٍ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن یوسف نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی ان سے منصور بن صفیہ نے ان سے ان کی ماں صفیہ بنت شیبہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بعض بیویوں کا ولیمہ چار سیر جو ہی میں کر دیا تھا:

باب حَقِّ إِجَابَةِ الْوَلِيمَةِ وَالدَّعْوَةِ (دعوت ولیمہ قبول کرنا)

وَمَنْ أَوْلَمَ سَبْعَةَ أَيَّامٍ وَنَحْوَهُ وَلَمْ يُوَقِّتِ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَوْمًا وَلاَ يَوْمَيْنِ

اور اگر سات دن تک کوئی ولیمہ وغیرہ کھلائے (تو جائز ہے) کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن یا دو دن میں موقت نہیں فرمایا: دعوت ولیمہ کو قبول کرنے کے حکم میں آئمہ کا اختلاف ہے۔

۱۔ ایک قول وجوب کا ہے یعنی دعوت ولیمہ قبول کرنا واجب ہے۔ آئمہ اربعہ کا ایک ایک قول اسی کے مطابق ہے۔

۲۔ دوسرا قول یہ ہے کہ ولیمہ کی دعوت قبول کرنا سنت ہے اور یہی جمہور علماء کا مسلک ہے۔ آئمہ اربعہ کا بھی راجح قول یہی ہے۔

۳۔ بعض شوافع اور حنابلہ فرماتے ہیں کہ فرض کفایہ ہے۔ علامہ ابن دقیق العید فرماتے ہیں کہ یہ اس وقت ہے جب عام لوگوں کو دعوت دی گئی ہو۔ اگر دعوتِ خاص ہو تو جس کی تخصیص کی گئی ہو اس کا حاضر ہونا ضروری ہے۔ "ومن او لم سبعة ایام ونحوه" اس سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اختلافی مسئلہ کی طرف اشارہ کیا ہے اور وہ یہ کہ ولیمہ کتنے دنوں تک کیا جا سکتا ہے؟

جمہور علماء فرماتے ہیں کہ ولیمہ پہلے دن کرنا مسنون، دوسرے دن کرنا جائز اور تیسرے دن مکروہ اور ریاء میں داخل ہے۔ ان کی دلیل زہیر بن عثمان کی وہ روایت ہے جو امام ابوداؤد اور امام نسائی نے نقل کی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "الولیمة اوّل یوم حق، والثانی معروف، والثالث سمعة ورياء"

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ زہیر بن عثمان نے جو حدیث نقل کی ہے اس کے مضمون میں وہ منفرد نہیں ہیں۔ ان کے کئی متابع بھی موجود ہیں۔ حضرات مالکیہ فرماتے ہیں کہ ولیمہ سات دن تک کیا جا سکتا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمۃ الباب میں مالکیہ کی تائید فرمائی ہے۔

مالکیہ کا استدلال حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کی روایت سے ہے، جس کو ابن ابی شیبہ نے نقل کیا ہے کہ ان کی بیٹی حفصہ بنت سیرین کی شادی پر سات دن تک ولیمہ کیا گیا اور امام عبدالرزاق کی روایت میں آٹھ دن کا ذکر ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمۃ الباب میں "سبعة ایام" کے بعد "ونحوه" سے غالباً اسی آٹھ دن والی روایت کی طرف اشارہ کیا ہے۔

جمہور فرماتے ہیں کہ مذکورہ روایت لوگوں کی کثرت پر محمول ہے کہ لوگ زیادہ تھے اس لیے انہیں سات دنوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ ہر دن مختلف لوگ آ کر ولیمہ کھاتے اور اس طرح کی صورت میں تین دن سے زیادہ کا جواز ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم قَالَ إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْوَلِيمَةِ فَلْيَأْتِهَا

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی' انہیں مالک نے خبر دی۔ ان سے نافع نے ان سے عبداللہ بن عمرؓ نے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمہیں کوئی دعوت ولیمہ کے لئے بلائے تو ضرور جاؤ۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم قَالَ فُكُّوا الْعَانِيَ، وَأَجِيبُوا الدَّاعِيَ، وَعُودُوا الْمَرِيضَ

ترجمہ۔ ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی' ان سے یحییٰ نے حدیث بیان کی۔ ان سے سفیان نے' کہا کہ مجھ سے منصور نے حدیث بیان کی' ان سے ابووائل نے' ان سے ابوموسیٰ نے' انہوں نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیدیوں کو قید سے چھڑاؤ' لوگوں کی دعوت قبول کرو اور بیماروں کی عیادت کرو۔

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنِ الْأَشْعَثِ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ رضی الله عنهما أَمَرَنَا النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم بِسَبْعٍ، وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ، أَمَرَنَا بِعِيَادَةِ الْمَرِيضِ، وَاتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ، وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ، وَإِبْرَارِ الْقَسَمِ، وَنَصْرِ الْمَظْلُومِ، وَإِفْشَاءِ السَّلَامِ، وَإِجَابَةِ الدَّاعِي، وَنَهَانَا عَنْ خَوَاتِيمِ الذَّهَبِ، وَعَنْ آنِيَةِ الْفِضَّةِ، وَعَنِ الْمَيَاثِرِ، وَالْقَسِّيَّةِ، وَالْإِسْتَبْرَقِ وَالدِّيبَاجِ تَابَعَهُ أَبُو عَوَانَةَ وَالشَّيْبَانِيُّ عَنْ أَشْعَثَ فِي إِفْشَاءِ السَّلَامِ

ترجمہ۔ ہم سے حسن بن ربیع نے حدیث بیان کی ان سے ابوالاحوص نے حدیث بیان کی ان سے اشعث نے ان سے معاویہ بن سوید نے کہ براء بن عازبؓ نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں سات باتوں کا حکم دیا اور سات باتوں سے منع فرمایا۔ بیمار کی عیادت جنازہ کے ساتھ جانا چھینکنے والے کو جواب دینا۔ قسم کو پورا کرنا۔ مظلوم کی مدد کرنا۔ سلام کو پھیلانا اور دعوت قبول کرنا ان سب چیزوں کا آپ نے ہمیں حکم فرمایا اور ان چیزوں سے ہمیں منع فرمایا سونے کی انگوٹھی چاندی کے برتن ریشمی گدے جو سوار گھوڑے پر ڈالتے ہیں اور ریشمی اور پارچہ جات کتان استبرق کے عمدہ ریشمی کپڑے اور ابوالاحوص کی ابوعوانہ اور شیبانی لفظ افشاء السلام میں متابعت کی:

← حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ دَعَا أَبُو أُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فِي عُرْسِهِ ، وَكَانَتِ امْرَأَتُهُ يَوْمَئِذٍ خَادِمَهُمْ وَهْىَ الْعَرُوسُ ، قَالَ سَهْلٌ تَدْرُونَ مَا سَقَتْ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم أَنْقَعَتْ لَهُ تَمَرَاتٍ مِنَ اللَّيْلِ ، فَلَمَّا أَكَلَ سَقَتْهُ إِيَّاهُ

ترجمہ۔ ہم سے قتیبہ بن سعید نے حدیث بیان کی ان سے عبدالعزیز ابن ابی حازم نے حدیث بیان کی ان سے ابی حازم نے ان سے سہل بن سعدؓ نے کہا کہ ابواسید ساعدی نے اپنی شادی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دعوت دی ابواسید کی نئی دلہن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کر رہی تھی سہل نے کہا تمہیں معلوم ہے اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا کھلایا تھا آپ کے واسطے اس نے کھجوریں بھگو رکھی تھیں۔ آپ جب کھا چکے تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پلا دیں:

بَاب مَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ

جس شخص نے دعوت قبول کی) اور دعوت میں شرکت نہ کی تو اس نے اللہ اور رسول کی نافرمانی کی

← حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضى الله عنه أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيمَةِ يُدْعَى لَهَا الأَغْنِيَاءُ ، وَيُتْرَكُ الْفُقَرَاءُ ، وَمَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ صلى الله عليه وسلم

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی کہا کہ ہمیں مالک نے خبر دی ان سے ابن شہاب نے ان سے اعرج نے ان سے ابوہریرہؓ نے بیان کیا ان سے ابن شہاب نے کہ جس ولیمہ میں امراء کی دعوت ہوا اور غرباء نہ بلائے جائیں تو وہ کھانا سب سے زیادہ برا ہے۔ اور جو شخص دعوت ولیمہ کو چھوڑ دے۔ تو گویا اس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کی۔

بَاب مَنْ أَجَابَ إِلَى كُرَاعٍ (جس نے سری پائے کی دعوت قبول کی)

← حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ لَوْ دُعِيتُ إِلَى كُرَاعٍ لأَجَبْتُ ، وَلَوْ أُهْدِيَ إِلَىَّ ذِرَاعٌ لَقَبِلْتُ

ترجمہ۔ ہم سے عبدان نے حدیث بیان کی ان سے ابوحمزہ نے ان سے اعمش نے ان سے ابوحازم نے ان سے ا

بو ہریرہؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر سری پائے کے کھانے کی بھی دعوت مجھے دی جائے تو میں قبول کرلوں گا۔ اور اگر یہ سب چیزیں میرے پاس ہدیۃً بھیجی جائیں تو میں ان کو لے لوں گا۔

باب إجَابَةِ الدَّاعِي فِي الْعُرُسِ وَغَيْرِهَا (شادی وغیرہ میں دعوت قبول کرنا)

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رضي الله عنهما يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَجِيبُوا هٰذِهِ الدَّعْوَةَ إِذَا دُعِيتُمْ لَهَا قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَأْتِي الدَّعْوَةَ فِي الْعُرُسِ وَغَيْرِ الْعُرُسِ وَهُوَ صَائِمٌ

ترجمہ۔ ہم سے علی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی جو ابراہیم کے بیٹے ہیں ان سے حجاج بن محمد نے حدیث بیان کی کہا کہ ابن جریج نے فرمایا کہ مجھے موسیٰ بن عقبہ نے خبر دی ان سے نافع نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے سنا وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس دعوت (یعنی ولیمہ وغیرہ) کے لئے جب کوئی تمہیں بلائے تو قبول کرلو۔ نافع کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عمر شادی وغیرہ کی دعوتوں میں روزہ دار ہونے کے باوجود چلے جاتے تھے:

باب ذَهَابِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ إِلَى الْعُرُسِ

دعوت ولیمہ میں عورتوں اور بچوں کو لے جانا

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ أَبْصَرَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم نِسَاءً وَصِبْيَانًا مُقْبِلِينَ مِنْ عُرُسٍ ، فَقَامَ مُمْتَنًّا فَقَالَ اللّٰهُمَّ أَنْتُمْ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ

ترجمہ۔ ہم سے عبدالرحمٰن بن مبارک نے حدیث بیان کی ان سے عبدالوارث نے حدیث بیان کی ان سے عبدالعزیز نے حدیث بیان کی جو صہیب کے بیٹے ہیں۔ ان سے انس بن مالکؓ نے کہ ایک مرتبہ انصار کی عورتوں اور بچوں کو دعوت ولیمہ سے آتے دیکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوشی کے باعث ٹھہر گئے اور فرمایا خدایا! تم لوگ مجھے اور آدمیوں سے زیادہ محبوب ہو۔

باب هَلْ يَرْجِعُ إِذَا رَأَى مُنْكَرًا فِي الدَّعْوَةِ

کیا دعوت میں اگر کوئی بری بات دیکھے تو لوٹ آئے

وَرَأَى ابْنُ مَسْعُودٍ صُورَةً فِي الْبَيْتِ فَرَجَعَ وَدَعَا ابْنُ عُمَرَ أَبَا أَيُّوبَ فَرَأَى فِي الْبَيْتِ سِتْرًا عَلَى الْجِدَارِ ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ غَلَبَنَا عَلَيْهِ النِّسَاءُ ، فَقَالَ مَنْ كُنْتُ أَخْشَى عَلَيْهِ ، فَلَمْ أَكُنْ أَخْشَى عَلَيْكَ ، وَاللّٰهِ لَا أَطْعَمُ لَكُمْ طَعَامًا ، فَرَجَعَ

ابن مسعود ایک مکان میں تصویر دیکھ کر لوٹ آئے تھے ابن عمر نے ابوایوب کو بلایا تھا۔ انہوں نے دیوار پر تصویر دیکھی ابن عمر بولے اس میں ہم پر عورتیں غالب آ گئی ہیں ابوایوب نے کہا جن لوگوں پر مجھے اس کا خوف تھا وہ بہت ہیں۔ مگر تم پر مجھے یہ اندیشہ نہ تھا بخدا میں کھانا نہ کھاؤں گا۔ پھر واپس لوٹ آئے۔

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيهَا تَصَاوِيرُ، فَلَمَّا رَآهَا رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ، فَعَرَفْتُ فِي وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتُوبُ إِلَى اللَّهِ وَإِلَى رَسُولِهِ، مَاذَا أَذْنَبْتُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم مَا بَالُ هَذِهِ النُّمْرُقَةِ قَالَتْ فَقُلْتُ اشْتَرَيْتُهَا لَكَ لِتَقْعُدَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم إِنَّ أَصْحَابَ هَذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَيُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ وَقَالَ إِنَّ الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلَائِكَةُ

ترجمہ۔ ہم سے اسماعیل نے حدیث کی کہا کہ مجھ سے مالک نے حدیث بیان کی انہوں نے نافع سے ان سے قاسم بن محمد نے ان سے عائشہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ مطہرہ نے بیان کیا کہ میں نے تکیے خریدے تھے جن پر تصویریں تھیں آنحضرت ان تصویروں کو دیکھ کر دروازہ پر رک گئے اور اندر نہ آئے میں نے آپ کے چہرے پر کراہت کو محسوس کرلیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اللہ اور رسول کی طرف توبہ کرتی ہوں۔ (آپ فرمائیں) مجھ سے جو گناہ سرزد ہوا ہو آپ نے فرمایا یہ تکیے کیسے ہیں حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے کہا۔ میں نے یہ تکیے اس لئے خریدے ہیں کہ آپ ان پر بیٹھے اور ٹیک لگائیں آپ نے فرمایا تصویر والوں کو قیامت کے دن عذاب ہوگا اور سرزنش کے طور پر کہا جائے گا۔ تم نے جو کچھ بنایا ہے اسے زندہ کرو۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس گھر میں تصویریں ہوتی ہیں وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے:

باب قِيَامِ الْمَرْأَةِ عَلَى الرِّجَالِ فِي الْعُرْسِ وَخِدْمَتِهِمْ بِالنَّفْسِ

نئی دلہن کا ولیمہ میں مہمان مردوں کی خدمت کرنا

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ قَالَ لَمَّا عَرَّسَ أَبُو أُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ دَعَا النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم وَأَصْحَابَهُ، فَمَا صَنَعَ لَهُمْ طَعَامًا وَلَا قَرَّبَهُ إِلَيْهِمْ إِلَّا امْرَأَتُهُ أُمُّ أُسَيْدٍ، بَلَّتْ تَمَرَاتٍ فِي تَوْرٍ مِنْ حِجَارَةٍ مِنَ اللَّيْلِ، فَلَمَّا فَرَغَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مِنَ الطَّعَامِ أَمَاثَتْهُ لَهُ فَسَقَتْهُ، تُتْحِفُهُ بِذَلِكَ

ترجمہ۔ ہم سے سعید بن ابی مریم نے حدیث بیان کی ان سے ابو غسان نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے ابو حازم نے حدیث بیان کی ان سے سہل نے کہا کہ جب ابو اسید الساعدی نے شادی کا کھانا کھلایا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کو دعوت دی۔ اس موقعہ پر کھانا ان کی دلہن ام اسید ہی نے تیار کیا اور انہوں نے ہی سب کے سامنے کھانا رکھا انہوں نے پتھر کے ایک بڑے پیالے میں رات کے وقت کھجوریں بھگو دی تھیں اور جب آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھانے سے فارغ ہوئے تو انہوں نے ہی اس کا شربت بنایا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پینے کے لئے پیش کیا:

باب النَّقِيعِ وَالشَّرَابِ الَّذِي لَا يُسْكِرُ فِي الْعُرْسِ

شادی کے موقعہ پر کھجور کا شربت اور ایسا مشروب بنانا جو نشہ آور نہ ہو

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقَارِيُّ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ أَنَّ أَبَا أُسَيْدٍ السَّاعِدِيَّ دَعَا النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم لِعُرْسِهِ، فَكَانَتِ امْرَأَتُهُ خَادِمَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَهِيَ الْعَرُوسُ، فَقَالَتْ أَوْ

قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا اَنْقَعَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم اَنْقَعَتْ لَهٗ تَمَرَاتٍ مِنَ اللَّيْلِ فِي تَوْرٍ

ترجمہ۔ ہم سے یحیٰی بن بکیر نے حدیث بیان کی ان سے یعقوب بن عبدالرحمٰن القاری نے حدیث بیان کی ان سے ابوحازم نے کہا کہ میں نے سہل ابن سعدؓ سے سنا کہ ابو اسید ساعدیؓ نے اپنے شادی کے موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دعوت دی اس دن ان کی بیوی ہی سب کی خدمت کر رہی تھی حالانکہ وہ دلہن تھی۔ بیوی نے کہا یا سہلؓ نے کہا (راوی کو شک تھا) تمہیں معلوم ہے کہ میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کیا تیار تھا؟ میں نے آپ کے لئے ایک بڑے پیالے میں رات کے وقت سے کھجور کا شربت تیار کیا تھا:

باب الْمُدَارَاةِ مَعَ النِّسَاءِ

عورتوں کی خاطر داری

وَقَوْلِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم اِنَّمَا الْمَرْأَةُ كَالضِّلَعِ

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد کہ عورتیں پسلی کی طرح ہیں:

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم قَالَ الْمَرْأَةُ كَالضِّلَعِ، إِنْ أَقَمْتَهَا كَسَرْتَهَا، وَإِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَفِيهَا عِوَجٌ

ترجمہ۔ عبدالعزیز بن عبداللہ نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے مالک نے حدیث بیان کی ان سے ابوالزناد نے ان سے اعرج نے اور ان سے ابوہریرہؓ نے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ عورت مثل پسلی کے ہے۔ اگر تم اسے سیدھا کرنا چاہو گے تو توڑ لو گے اور اگر اس سے فائدہ حاصل کرنا چاہو گے تو اس کی ٹیڑھ کے ساتھ ہی فائدہ حاصل کر لو گے:

باب الْوَصَاةِ بِالنِّسَاءِ

عورتوں کے بارے میں وصیت

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ مَيْسَرَةَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِي جَارَهُ

وَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا، فَإِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ، وَإِنَّ أَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الضِّلَعِ أَعْلَاهُ، فَإِنْ ذَهَبْتَ تُقِيمُهُ كَسَرْتَهُ، وَإِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا

ترجمہ۔ ہم سے اسحٰق بن نصر نے حدیث بیان کی ان سے حسین جعفی نے حدیث بیان کی ان سے زائدہ نے ان سے میسرہ نے ان سے ابوحازم نے اور ان سے ابوہریرہؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو تو وہ پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے اور میں تمہیں عورتوں کے بارے میں بھلائی کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ وہ پسلی سے پیدا کی گئی ہیں اور پسلی میں بھی سب سے زیادہ ٹیڑھا اس کے اوپر کا حصہ ہے اگر تم اسے سیدھا کرنا چاہو گے تو اسے توڑ ڈالو گے اور اگر اسے چھوڑ دو گے تو وہ ٹیڑھی ہی باقی رہ جائے گی اس لیے میں تمہیں عورتوں کے بارے میں اچھے معاملہ کی وصیت کرتا ہوں

حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ كُنَّا نَتَّقِي الْكَلَامَ وَالِانْبِسَاطَ إِلَى نِسَائِنَا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم هَيْبَةَ أَنْ يُنْزَلَ فِينَا شَيْءٌ فَلَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم تَكَلَّمْنَا وَانْبَسَطْنَا

ترجمہ۔ ہم سے ابونعیم نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی ان سے عبداللہ بن دینار نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں ہم اپنی بیویوں کے ساتھ گفتگو اور بہت زیادہ خوش طبعی سے اس خوف کی وجہ سے پرہیز کرتے تھے کہ کہیں ہمارے بارے میں کوئی حکم نہ نازل ہو جائے پھر جب آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوگئی تو ہم نے اس سے خوب کھل کے گفتگو کی خوش طبعی کی۔

باب قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا

خود کو اور اپنے بچوں کو دوزخ سے بچاؤ

حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ، فَالْإِمَامُ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ زَوْجِهَا وَهِيَ مَسْئُولَةٌ، وَالْعَبْدُ رَاعٍ عَلَى مَالِ سَيِّدِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ، أَلَا فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ

ترجمہ۔ ہم سے ابوالنعمان نے حدیث بیان کی ان سے حماد بن زید نے حدیث بیان کی ان سے ایوب نے ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ ابن عمرؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں) سوال ہوگا پس امام نگران ہے (اس سے سوال ہوگا' مرد اپنے بیوی بچوں کا نگران ہے اور اس سے سوال ہوگا' عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگران ہے اور اس سے سوال ہوگا۔ غلام اپنے سردار کے مال کا نگران ہے اور اس سے سوال ہوگا۔ ہاں پس تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور ہر ایک سے سوال ہوگا (اس کی رعیت زیر نگرانی چیز کے بارے میں)

باب حُسْنِ الْمُعَاشَرَةِ مَعَ الْأَهْلِ

بیوی کے ساتھ حسن معاشرت

اس باب سے یہ بتانا مقصود ہے کہ آدمی کو اپنے گھر والوں سے حسن معاشرت اور بہتر طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔

حدیث اُم زرع کی تخریج امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ امام مسلم' امام ترمذی اور امام نسائی نے بھی کی ہے۔

صحیحین اور شمائل ترمذی کے سیاق سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سارا قصہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا اور آخری جملہ "کنت لک کابی زرع لام زرع" یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ صحیحین وغیرہ میں اگرچہ یہ حدیث موقوفاً مروی ہے لیکن حکماً اس کو مرفوع کہا جائے

گا کیونکہ ظاہر یہی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ حدیث حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے سنی ہوگی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر انہوں نے اس کو نقل کیا ہے۔

← حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالاَ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَلَسَ إِحْدَى عَشْرَةَ امْرَأَةً، فَتَعَاهَدْنَ وَتَعَاقَدْنَ أَنْ لاَ يَكْتُمْنَ مِنْ أَخْبَارِ أَزْوَاجِهِنَّ شَيْئًا قَالَتِ الأُولَى زَوْجِي لَحْمُ جَمَلٍ، غَثٌّ عَلَى رَأْسِ جَبَلٍ، لاَ سَهْلٍ فَيُرْتَقَى، وَلاَ سَمِينٍ فَيُنْتَقَلُ قَالَتِ الثَّانِيَةُ زَوْجِي لاَ أَبُثُّ خَبَرَهُ، إِنِّي أَخَافُ أَنْ لاَ أَذَرَهُ، إِنْ أَذْكُرْهُ أَذْكُرْ عُجَرَهُ وَبُجَرَهُ قَالَتِ الثَّالِثَةُ زَوْجِي الْعَشَنَّقُ، إِنْ أَنْطِقْ أُطَلَّقْ وَإِنْ أَسْكُتْ أُعَلَّقْ قَالَتِ الرَّابِعَةُ زَوْجِي كَلَيْلِ تِهَامَةَ، لاَ حَرٌّ، وَلاَ قُرٌّ، وَلاَ مَخَافَةَ، وَلاَ سَآمَةَ قَالَتِ الْخَامِسَةُ زَوْجِي إِنْ دَخَلَ فَهِدَ، وَإِنْ خَرَجَ أَسِدَ، وَلاَ يَسْأَلُ عَمَّا عَهِدَ قَالَتِ السَّادِسَةُ زَوْجِي إِنْ أَكَلَ لَفَّ، وَإِنْ شَرِبَ اشْتَفَّ، وَإِنِ اضْطَجَعَ الْتَفَّ، وَلاَ يُولِجُ الْكَفَّ لِيَعْلَمَ الْبَثَّ، قَالَتِ السَّابِعَةُ زَوْجِي غَيَايَاءُ أَوْ عَيَايَاءُ طَبَاقَاءُ، كُلُّ دَاءٍ لَهُ دَاءٌ، شَجَّكِ أَوْ فَلَّكِ أَوْ جَمَعَ كُلاًّ لَكِ قَالَتِ الثَّامِنَةُ زَوْجِي الْمَسُّ مَسُّ أَرْنَبٍ، وَالرِّيحُ رِيحُ زَرْنَبٍ قَالَتِ التَّاسِعَةُ زَوْجِي رَفِيعُ الْعِمَادِ، طَوِيلُ النِّجَادِ، عَظِيمُ الرَّمَادِ، قَرِيبُ الْبَيْتِ مِنَ النَّادِ قَالَتِ الْعَاشِرَةُ زَوْجِي مَالِكٌ وَمَا مَالِكٌ، مَالِكٌ خَيْرٌ مِنْ ذَلِكِ، لَهُ إِبِلٌ كَثِيرَاتُ الْمَبَارِكِ قَلِيلاَتُ الْمَسَارِحِ، وَإِذَا سَمِعْنَ صَوْتَ الْمِزْهَرِ أَيْقَنَّ أَنَّهُنَّ هَوَالِكُ قَالَتِ الْحَادِيَةَ عَشْرَةَ زَوْجِي أَبُو زَرْعٍ فَمَا أَبُو زَرْعٍ أَنَاسَ مِنْ حُلِيٍّ أُذُنَيَّ، وَمَلأَ مِنْ شَحْمٍ عَضُدَيَّ، وَبَجَّحَنِي فَبَجِحَتْ إِلَيَّ نَفْسِي، وَجَدَنِي فِي أَهْلِ غُنَيْمَةٍ بِشِقٍّ، فَجَعَلَنِي فِي أَهْلِ صَهِيلٍ وَأَطِيطٍ وَدَائِسٍ وَمُنَقٍّ، فَعِنْدَهُ أَقُولُ فَلاَ أُقَبَّحُ وَأَرْقُدُ فَأَتَصَبَّحُ، وَأَشْرَبُ فَأَتَقَنَّحُ، أُمُّ أَبِي زَرْعٍ فَمَا أُمُّ أَبِي زَرْعٍ عُكُومُهَا رَدَاحٌ، وَبَيْتُهَا فَسَاحٌ، ابْنُ أَبِي زَرْعٍ، فَمَا ابْنُ أَبِي زَرْعٍ مَضْجِعُهُ كَمَسَلِّ شَطْبَةٍ، وَيُشْبِعُهُ ذِرَاعُ الْجَفْرَةِ، بِنْتُ أَبِي زَرْعٍ فَمَا بِنْتُ أَبِي زَرْعٍ طَوْعُ أَبِيهَا، وَطَوْعُ أُمِّهَا، وَمِلْءُ كِسَائِهَا، وَغَيْظُ جَارَتِهَا، جَارِيَةُ أَبِي زَرْعٍ، فَمَا جَارِيَةُ أَبِي زَرْعٍ لاَ تَبُثُّ حَدِيثَنَا تَبْثِيثًا، وَلاَ تُنَقِّثُ مِيرَتَنَا تَنْقِيثًا، وَلاَ تَمْلأُ بَيْتَنَا تَعْشِيشًا، قَالَتْ خَرَجَ أَبُو زَرْعٍ وَالأَوْطَابُ تُمْخَضُ، فَلَقِيَ امْرَأَةً مَعَهَا وَلَدَانِ لَهَا كَالْفَهْدَيْنِ يَلْعَبَانِ مِنْ تَحْتِ خَصْرِهَا بِرُمَّانَتَيْنِ، فَطَلَّقَنِي وَنَكَحَهَا، فَنَكَحْتُ بَعْدَهُ رَجُلاً سَرِيًّا، رَكِبَ شَرِيًّا، وَأَخَذَ خَطِّيًّا، وَأَرَاحَ عَلَيَّ نَعَمًا ثَرِيًّا، وَأَعْطَانِي مِنْ كُلِّ رَائِحَةٍ زَوْجًا وَقَالَ كُلِي أُمَّ زَرْعٍ، وَمِيرِي أَهْلَكِ قَالَتْ فَلَوْ جَمَعْتُ كُلَّ شَيْءٍ أَعْطَانِيهِ مَا بَلَغَ أَصْغَرَ آنِيَةِ أَبِي زَرْعٍ قَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم كُنْتُ لَكِ كَأَبِي زَرْعٍ لأُمِّ زَرْعٍ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَعِيدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ هِشَامٍ وَلاَ تُعَشِّشُ بَيْتَنَا تَعْشِيشًا قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَعْضُهُمْ فَأَتَقَمَّحُ بِالْمِيمِ، وَهَذَا أَصَحُّ

ترجمہ۔ ہم سے سلیمان بن عبدالرحمٰن اور علی بن حجر نے حدیث بیان کی کہا کہ ہمیں عیسیٰ بن یونس نے خبر دی ان سے ہشام بن عروہ نے حدیث بیان کی ان سے عروہ نے اور ان سے عائشہؓ نے بیان کیا کہ گیارہ عورتیں ایک ساتھ بیٹھیں اور خوب پختہ عہد و پیمان کیے کہ اپنے اپنے شوہروں کی کوئی بات نہیں چھپائیں گی۔ سب سے پہلی عورت نے کہا کہ میرا شوہر ایک لاغر اونٹ کا گوشت ہے وہ بھی پہاڑ کی چوٹی پر رکھا ہوا نہ راستہ ہی آسان ہے کہ اس پر چڑھ جائے اور نہ گوشت ہی فربہ اور عمدہ

ہے کہ اسے وہاں سے لانے کی زحمت گوارا کی جائے' دوسری نے کہا کہ میں اپنے شوہر کی باتیں نہ پھیلاؤں گی مجھے ڈر ہے کہ کہیں میں اسے چھوڑ نہ بیٹھوں البتہ اگر اس کا تذکرہ کروں گی تو اس کے چھپے ہوئے عیوب سے بھی پردہ اٹھاؤں گی تیسری نے کہا کہ میرا شوہر لمبا تڑنگا ہے۔ اگر بات کروں تو طلاق ملتی ہے اور اگر خاموش رہوں تو معلق رہتی ہوں۔ چوتھی نے کہا کہ میرا شوہر تہامہ کی رات کی طرف (معتدل) ہے نہ زیادہ گرم نہ بہت ٹھنڈا۔ نہ اس سے خوف ہے نہ اکتاہٹ۔ پانچویں نے کہا کہ میرا شوہر ایسا ہے کہ جب گھر میں آتا ہے تو چیتا ہے اور جب باہر نکلتا ہے تو شیر ہے۔ اور جو کچھ گھر میں ہوتا ہے اس کی کوئی باز پرس نہیں کرتا۔ چھٹی نے کہا کہ میرا شوہر جب کھانے پر آتا ہے تو سب کچھ چٹ کر جاتا ہے اور جب پینے پر آتا ہے تو ایک بوند ہی نہیں چھوڑتا اور جب لیٹتا ہے تو تنہا ہی کپڑا اپنے اوپر لپیٹ لیتا ہے' ادھر ہاتھ بھی نہیں بڑھاتا کہ دکھ درد معلوم کرے۔ ساتویں نے کہا کہ میرا شوہر گمراہ ہے یا عاجز' سینہ سے دبانے والا' تمام دنیا کے عیوب اس میں موجود ہیں' سر پھوڑ دے یا زخمی کر دے یا دونوں ہی کر گزرے۔ آٹھویں نے کہا کہ میرا شوہر ہے کہ اس کا چھونا خرگوش کے چھونے کی طرح (نرم) ہے اور اس کی خوشبو زرنب (ایک گھاس) کی خوشبو کی طرح ہے۔ نویں نے کہا کہ میرا شوہر اونچے ستونوں والا۔ لمبی نیام والا۔ بہت زیادہ دینے والا (سخی) ہے اس کا گھر دار المشورہ کے قریب ہے۔ دسویں نے کہا کہ میرے شوہر کا نام مالک ہے' اور تمہیں معلوم ہے مالک کون ہے' وہ ان تمام تعریفوں سے بلند و بالا ہے جو ذہن میں آ سکیں' اس کے اونٹ اپنے تھان پر بہت ہوتے ہیں۔ لیکن صبح کو چراگاہ میں جانے والے کم ہیں اور جب وہ باجے کی آواز سن لیتے ہیں تو یقین کر لیتے ہیں کہ اب انہیں (مہمانوں کے لئے) ذبح کیا جائے گا۔ گیارہویں نے کہا کہ میرا شوہر ابو زرع ہے۔ اس نے میرے کانوں کو زیور سے بوجھل کر دیا ہے۔ میرے بازوؤں کو چربی سے بھر دیا ہے۔ میرا اس قدر لاڈ کیا کہ میں خوش ہی خوش ہوں۔ مجھے اس چھند بکریوں کے مالک گھرانہ میں ایک کونے میں پڑا پایا پھر وہ مجھے ایک ایسے گھرانہ میں لایا جو گھوڑوں اور کجاوہ کی آواز والا تھا اور جہاں کٹی ہوئی کھیتی کو گاہنے والے اور اناج کو صاف کرنے والے (سب ہی موجود تھا) اس کے یہاں میں بولتی تو اس میں کوئی نکارت والا نہیں تھا' اور سوتی تو صبح کر دیتی' پانی پیتی تو نہایت اطمینان سے پیتی اور ابو زرع کی ماں' تو میں اس کی کیا خوبیاں بیان کروں' اس کا توشہ خانہ بھرا رہتا تھا اور اس کا گھر خوب کشادہ تھا اور ابو زرع کا بیٹا میں آپ کے اوصاف کیا بیان کروں' اس کے سونے کی جگہ کھجور کی ہری شاخ سے دو شاخہ نکلنے کی جگہ جیسی تھی (یعنی چھریرے جسم کا تھا) اور بکری کے چار بچہ کا دودھ اس کا پیٹ بھر دیتا تھا (کہ اس کی خوراک بہت ہی کم تھی) اور ابو زرع کی بیٹی' تو اس کی خوبیاں کیا گناؤں' اپنے باپ کی بڑی ہی فرمانبردار (اتنی فربہ موٹی کہ) چادر اس کے جسم سے بھر جاتی' اپنی سوکن کے لئے حسد و غصہ کا باعث۔ اور ابو زرع کی کنیز' تو وہ بھی خوبیوں کی مالک تھی۔ ہماری باتوں کو پھیلاتی نہیں تھی۔ رکھی ہوئی چیزوں میں سے کچھ نہیں نکالتی تھی اور نہ ہمارا گھر گھاس پھوس سے بھرتی تھی' اس نے بیان کیا کہ ابو زرع ایک دن ایسے وقت باہر نکلا جب دودھ کے برتن بلوئے جا رہے تھے باہر اس نے ایک عورت کو دیکھا اس کے ساتھ دو بچے تھے جو اس کی کوکھ کے نیچے دو اناروں سے کھیل رہے تھے۔ چنانچہ اس نے مجھے طلاق دے دی اور اس سے نکاح کر لیا۔ پھر میں نے اس کے بعد ایک شریف سے نکاح کیا

جو تیز گھوڑوں پر سوار ہوتا تھا اور ہاتھ میں خطی نیزہ رکھتا تھا۔ وہ میرے لئے بہت سے مویشی لایا اور ہر ایک میں سے ایک ایک جوڑا لیا اور کہا کہ ام زرع خود بھی اس میں سے کھاؤ اور اپنے عزیز و اقارب کو بھی دو۔ اس نے کہا کہ جو کچھ اس نے مجھے دیا تھا اگر میں سب جمع کروں تو بھی ابو زرع کے سب سے چھوٹے برتن کے برابر کا نہیں ہو سکتا۔ عائشہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارے لیے ایسا ہوں جیسے ام زرع کے لئے ابو زرع تھا۔ ابو عبداللہ (امام بخاری) کہتے ہیں سعید ابن سلمہ نے ہشام کے واسطہ سے "وَلَا تَعْشُشُ بَيْتَنَا تَعْشِيشًا" بیان کیا۔

عبداللہ کہتے ہیں کہ بعض راویوں نے فا کے فتح میم کے ساتھ بیان کیا ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے۔

تشریح حدیث

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک مرتبہ گیارہ عورتیں یہ معاہدہ کر کے بیٹھیں کہ اپنے اپنے خاوند کا پورا پورا حال سچا بیان کردیں کچھ چھپائے نہیں۔ یہ عورتیں یمنی تھیں یا حجازی تھیں۔

قالت الأولى: زوجي لحمُ جملٍ غثٍّ ...... ولا سمين فيُنتقلُ

اُن میں سے ایک عورت بولی کہ میرا خاوند ناکارہ دبلے اونٹ کے گوشت کی طرح ہے۔ (گویا بالکل گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جس میں زندگی باقی ہی نہیں رہی اور گوشت بھی اونٹ کا جو زیادہ مرغوب بھی نہیں ہوتا) جو پہاڑ کی چوٹی پر رکھا ہو (اس چوٹی کا) نہ راستہ آسان ہو کہ اس پر چڑھا جائے اور نہ گوشت ایسا فربہ ہے کہ (اس کی خاطر چڑھائی کی مشقت برداشت کر کے) اسے منتقل کیا جائے۔

"غث" کے معنی کمزور اور لاغر ہونے کے ہیں۔ یہ "جمل" کی صفت بھی بن سکتا ہے۔ اس صورت میں یہ مجرور ہوگا یعنی لاغر اونٹ کا گوشت اور "لحم" کی صفت بھی بن سکتا ہے یعنی اونٹ کا کمزور گوشت اس صورت میں یہ مرفوع ہوگا۔

اس عورت نے اپنے شوہر کی مذمت کی ہے کہ بالکل ناکارہ اور ناپسندیدہ شخص ہے جس سے کسی کو مالی اور جانی نفع نہیں پہنچ پاتا اور اس کے ساتھ ساتھ متکبر اور بد اخلاق بھی اتنا ہے کہ اس تک رسائی بھی مشکل ہے۔

قالت الثانية: زوجي لا أبثُّ خبرَه ...... أذكُرْهُ عُجَرَهُ وبُجَرَهُ

دوسری عورت نے کہا کہ میں اپنے شوہر کی خبر نہیں پھیلاؤں گی ڈرتی ہوں کہ اس کو چھوڑ نہ بیٹھوں۔ اگر اس کو ذکر کروں گی تو اس کے تمام باطنی اور ظاہری عیوب ذکر کروں گی۔

یہ عورت بھی اپنے شوہر کی مذمت کر رہی ہے۔ کہتی ہے کہ میں اپنے شوہر کی خبر نہیں پھیلاؤں گی کیونکہ اگر اس کو پتا چل گیا کہ میرے اوپر تبصرے کیے جاتے ہیں اور میرے عیب بیان کیے جاتے ہیں تو پھر کہیں وہ مجھے طلاق نہ دے دے جس کے نتیجے میں میں اس کو چھوڑ بیٹھوں گی۔ اس صورت میں "لا أذكره" میں لا زائدہ ہوگا۔

دوسرا مطلب یہ ہے کہ اس کے اندر اتنی خرابیاں ہیں کہ اگر میں نے بیان کرنا شروع کیا تو مجھے ڈر ہے کہ پورا نہ کرسکوں گی اور بیچ میں چھوڑنا پڑے گا کیونکہ اس کی کوئی ایک خرابی تو ہے نہیں' اس صورت میں "لا اذرہ" میں لا زائدہ نہیں ہے۔ یہ مطلب راجح اور سیاق وسباق کے مناسب ہے۔ "عُجَرَ" یہ "عُجْرَۃ" کی جمع ہے۔ عجرہ اس گرہ کو کہتے ہیں جو رگ پر رگ کے چڑھ جانے کی وجہ سے گلے میں پیدا ہو جاتی ہے۔ "بُجَرَ" بُجْرَۃ کی جمع ہے اس گرہ کو کہتے ہیں جو پیٹ میں یا ناف کے اوپر پیدا ہوتی ہے۔ عجر سے ظاہری عیوب اور بجر سے باطنی عیوب مراد ہیں۔

قالت الثالثة: زوجي العشنق اِنْ اَنطِقُ اُطلَّقُ وَاِنْ اَسكُتْ اُعلَّقُ

تیسری بولی کہ میرا خاوند لم ڈھینگ (بہت زیادہ لمبے قد کا آدمی) ہے اگر میں کبھی کسی بات میں بول پڑوں تو فوراً طلاق دے دی جائے اور اگر خاموش رہوں تو یوں ہی معلق رہوں گی۔

"عشنق" ایسے آدمی کو کہتے ہیں جو حد سے زیادہ لمبا ہو۔ اس قسم کا آدمی عموماً بے وقوف ہوتا ہے۔ اسی طرح حد سے زیادہ لمبا آدمی بدنما بھی ہوتا ہے۔ مطلب یہ کہ میرا شوہر بے وقوف و بدنما ہے اور بد خلق بھی اس قدر ہے کہ کوئی بات بھی زبان سے نکالوں تو طلاق ملنے کا اندیشہ ہے اور اگر چپ رہوں' کوئی بات نہ کروں تو خود سے اسے کسی بات کی پروا نہیں ہے۔ بس یوں ہی ادھر (درمیان) میں لٹکی رہوں' نہ شوہر والیوں میں شمار کہ شوہروں جیسی کوئی بات ہی نہیں اور نہ ہی بغیر شوہر کے ہوں کہ کسی دوسری جگہ شادی کرسکوں۔

قالت الرابعه: زوجي كَلَيْلِ تِهامَةَ' لاحَرٌّ ولا قُرٌّ' ولا مَخافَةَ ولا سَآمَةَ

چوتھی نے کہا میرا خاوند تہامہ کی رات کی طرح (معتدل مزاج) ہے' نہ گرم ہے نہ ٹھنڈا' نہ اس سے کسی قسم کا خوف ہے نہ ملال۔

اس عورت نے اپنے شوہر کی تعریف کی ہے کہ وہ معتدل ہے۔ تہامہ حجاز کا علاقہ ہے جہاں کی رات شدید گرمی میں بھی معتدل ہوتی ہے۔

قالت الخامسة: زوجي اِنْ دَخَلَ فَهِدَ وَ اِنْ خَرَجَ اَسِدَ ولا يَسْأَلُ عَمَّا عَهِدَ

پانچویں عورت نے کہا کہ میرا شوہر اگر گھر میں آتا ہے تو چیتا بن جاتا ہے' باہر جاتا ہے تو شیر بن جاتا ہے اور جو کچھ گھر میں ہوتا ہے اس کی تحقیقات نہیں کرتا۔ بعض نے کہا کہ اس عورت نے اپنے شوہر کی مذمت بیان کی ہے اور بعض نے کہا کہ تعریف بیان کی ہے اور راجح یہی ہے کہ تعریف بیان کی ہے۔ یہ عورت یہ کہنا چاہتی ہے کہ میرا شوہر اچھے اخلاق کا مالک ہے' گھر میں آکر چیتا بن جاتا ہے یعنی گھر میں آکر چیتے کی طرح سو جاتا ہے' ہمارے عیوب نہیں نکالتا' ہماری باتوں میں دخل اندازی نہیں کرتا لیکن جب گھر سے باہر نکلتا ہے تو شیر کی طرح بہادر ہوتا ہے' باہر لوگ اس سے ڈرتے ہیں۔ اگر گھر میں ہم سے کوتاہی ہو جائے اور اس کو معلوم بھی ہو تو تحقیق و تفتیش نہیں کرتا' چشم پوشی کر لیتا ہے۔

قالت السادسه: زوجی اِنْ اَکَلَ لَفَّ وَاِنْ شَرِبَ اِشْتَفَّ وَاِنِ اضْطَجَعَ اِلْتَفَّ وَلَا یُوْلِجُ الْکَفَّ لِیَعْلَمَ الْبَثَّ

چھٹی بولی میرا خاوند اگر کھاتا ہے تو سب نمٹا دیتا ہے اور جب پیتا ہے تو سب چڑھا جاتا ہے جب لیٹتا ہے تو اکیلا ہی کپڑے میں لیٹ جاتا ہے میری طرف ہاتھ بھی نہیں بڑھاتا تا کہ میری پراگندگی و پریشانی کو جان سکے۔

"لَفَّ" باب نصر سے ماضی کا صیغہ ہے بمعنی لپیٹنا۔

"اشتف" باب افتعال سے ماضی کا صیغہ ہے اشتفاف کے معنی ہیں برتن میں جو کچھ ہے وہ سارا کھاپی جانا۔

"اِلْتَفَّ" باب افتعال سے ہے التفاف کے معنی ہیں لپٹ جانا۔ "بَثّ" غم اور پریشانی کو کہتے ہیں۔

اس عورت کے کلام کو بھی مدح و ذم دونوں پر محمول کیا ہے لیکن ذم کا احتمال راجح ہے۔

ذم کی صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ کھاتا ہے تو سب خود ہی کھا جاتا ہے بیوی بچوں کا کوئی خیال نہیں رکھتا اور پیتا ہے تو بھی اسی انداز میں اور جب لیٹ جاتا ہے تو اکیلا چادر میں لپٹ کر لیٹ جاتا ہے دل لگی اور محبت وغیرہ کی طرف کوئی التفات نہیں کرتا کثیر الطعام والشراب ہونا اور قلیل الجماع ہونا عربوں کے ہاں عیب تھا۔

قالت السابعه: زوجی غَیَایَاءُ اَوْ عَیَایَاءُ طَبَاقَاءُ کُلُّ دَاءٍ لَه دَاءٌ شَجَّکِ اَوْ فَلَّکِ اَوْ جَمَعَ کُلًّا لَکِ

ساتویں عورت نے کہا میرا شوہر صحبت سے عاجز نامرد اور اتنا بے وقوف ہے کہ بات بھی نہیں کر سکتا دنیا میں جو کوئی بیماری کسی میں ہوگی وہ اس میں موجود ہے۔ اخلاق ایسے کہ میرا سر پھوڑ دے یا بدن زخمی کر دے یا دونوں ہی کر گزرے۔

"غَیَایَاءُ" یہ "غیّ" سے ماخوذ ہے جس کے معنی محرومی اور گمراہی کے آتے ہیں۔

"عَیَایَاءُ" یہ "عِیّ" سے ماخوذ ہے جس کے معنی عجز کے ہیں یعنی وہ جماع سے عاجز ہے یا عقل و فہم سے عاجز ہے۔

"طَبَاقَاءُ" اس کے ایک معنی احمق کے آتے ہیں۔

"شَجّ" کے معنی ہیں سر پھوڑنا۔ "فَلّ" کے معنی ہیں کند کرنا یہاں جسم کو زخمی کرنا مراد ہے۔

قالت: الثامنه: زوجی الْمَسُّ مَسُّ اَرْنَبٍ وَالرِّیحُ رِیحُ زَرْنَبٍ

آٹھویں عورت نے کہا کہ میرا خاوند چھونے میں خرگوش کی طرح نرم ہے اور خوشبو اس کی ایسی ہے جیسے زرنب گھاس کی ہو۔

تعریف کا حاصل یہ ہے کہ وہ نرم مزاج ہے سخت اور بدخو نہیں اور اس کے ساتھ ساتھ خوشبو میں مہکتا رہتا ہے۔

قالت التاسعه: زوجی رفیع العِماد، طَوِیْلُ النِّجادِ، عظیم الرَّمادِ، قریبُ البیتِ مِنَ النَّار

نویں عورت نے کہا میرا شوہر اونچے مکان والا، لمبے پرتلے والا، بہت راکھ والا ہے اور اس کا مکان مجلس اور دار المشورہ کے قریب ہے۔ "طویل النجاد" سے اس کے قد کی لمبائی کی طرف اشارہ ہے۔

"عظیم الرماد" سے اس کی سخاوت کی طرف اشارہ ہے۔ مہمانوں کے لیے کھانا زیادہ پکتا ہے تب ہی تو راکھ زیادہ اکٹھی ہوجاتی ہے، وہ ایک دانا اور صاحب رائے شخص ہے اس لیے اس کا گھر دار الندوہ کے قریب ہے تاکہ لوگ اس سے آسانی سے استفادہ کرسکیں۔

قالت العاشرہ: زوجی مالِکٌ، وما مالکٌ؟ مَالِک خیرٌ من ذٰلک

دسویں عورت نے کہا کہ میرا شوہر مالک ہے اور بھلا مالک کی کیا تعریف کروں؟ مالک اس سے بہتر ہے۔

"ذٰلک" کا مشار الیہ یا تو سابقہ عورتوں کی ذکر کردہ تعریفات ہیں کہ ان نو عورتوں نے اپنے شوہروں کی جو تعریفات کی ہیں ان سب سے مالک بہتر ہے۔ یا ذٰلک کا مشار الیہ ذہن میں آنے والا ذکر تعریف ہے کہ جو مدحت آدمی کے ذہن میں آسکتی ہے، مالک اس سے بھی بالاتر ہے۔

لہ اِبلٌ کثیراتُ الْمَبارِکِ، قلیلاتُ الْمَسارِحِ

اس کے پاس اونٹ ہیں جو اکثر اوقات باڑے کے اندر رہتے ہیں، چراگاہوں میں کم جاتے ہیں۔

"مبارک" یہ مبرک کی جمع ہے یعنی اونٹ بٹھانے کی جگہ۔ "مَسَارِحْ" یہ مسرح کی جمع ہے یعنی چراگاہ۔

مطلب یہ ہے کہ اونٹ اگر چراگاہ میں چرنے جائیں تو ضیافت اور مہمانی کے وقت اُن کے واپس آنے کا انتظار کرنا پڑتا ہے اور اسکے یہاں ہر وقت مہمان داری رہتی ہے اس لیے اسکے اونٹ چرنے نہیں جاتے تاکہ مہمانوں کے آنے پر فوراً ذبح کردیے جائیں۔

و اذا سمعن صَوْتَ المِزهَرِ اَیْقَنَّ اَنَّھُنَّ ھَوالِکُ

اور جب وہ اونٹ ساز اور باجا کی آواز سنتے ہیں تو یقین کرلیتے ہیں کہ وہ اب ذبح ہونے والے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ اس وقت کی عادت کے مطابق مہمانوں کی آمد پر عربوں کے ہاں گانا اور موسیقی کا اہتمام کیا جاتا تھا جب وہ اونٹ باجا کی آواز سن لیتے ہیں تو سمجھ جاتے ہیں کہ اب وہ مہمانوں کے لیے ذبح ہوں گے۔

قالت الحادیة عشرة: زوجی ابو زرعٍ، فما ابوزرعٍ

اَنَاسَ مِنْ حُلِیٍّ اُذُنَیَّ، وَمَلَأَ مِنْ شَحْمٍ عَضُدَیَّ

گیارھویں عورت نے کہا کہ میرا شوہر ابوزرع ہے اور ابوزرع کا کیا کہنا! اس نے زیورات سے میرے کانوں کو بوجھل

کردیا اور چربی سے میرے بازوؤں کو بھر دیا۔ "اَنَاسَ ...... اِنَاسَۃٌ" کے معنی ہیں متحرک کرنا یعنی اس نے زیورات اور بالیوں سے میرے کانوں کو متحرک کردیا۔ اسی طرح اس نے مجھے بہترین غذا کھلا کر میرے بازوؤں کو چربی سے موٹا کر دیا۔

وَبَجَّحَنِیْ فَبَجِحَتْ اِلَیَّ نَفْسِیْ، وَجَدَنِیْ فِیْ اَھْلِ غُنَیْمَۃٍ بِشِقٍّ، فَجَعَلَنِیْ فِیْ اَھْلِ صَھِیْلٍ وَاَطِیْطٍ وَدَائِسٍ وَمُنَقٍّ

اُس نے میری اس قدر تعظیم کی کہ میرا نفس مجھے عظیم لگنے لگا، اس نے مجھے ایسے گھرانے میں پایا جو بمشکل چند بکریوں والا تھا، پھر مجھے ایسے (خوشحال) گھرانے میں لایا جو گھوڑوں کی ہنہناہٹ، کجاووں کی آواز، بیل اور کسان والا تھا۔

"بَجَّحَ" اس کے معنی تعظیم کرنے کے آتے ہیں۔ "شِقٍّ" اس کے معنی آتے ہیں مشقت کے۔

"صَھِیْلٍ" گھوڑوں کی ہنہناہٹ "اَطِیْطٍ" کجاوہ کی آواز۔

"دَائِسٍ" اس بیل کو کہتے ہیں جس کو گیہوں اور گندم کے خشک پودوں پر چلایا جاتا ہے۔

"مُنَقٍّ" یہ باب تفعیل 'تَنْقِیَۃ' سے اسم فاعل ہے اس سے مراد اناج صاف کرنے والا کسان ہے۔ گندم کے پودوں پر بیل چلانے کے بعد کسان ہوا کے رُخ پر کھڑا ہو کر چھاج میں اس بھوسہ اور دانوں کو اُڑاتے ہیں، دانے نیچے گرتے ہیں اور بھوسہ ہوا کے رُخ پر ذرا آگے جاکے گرتا ہے، اس عمل کو تنقیہ کہتے ہیں۔

فَعِنْدَہٗ اَقُوْلُ فَلاَ اُقَبَّحُ، وَاَرْقُدُ فَاَتَصَبَّحُ، وَاَشْرَبُ فَاَتَقَنَّحُ

اسکے پاس میں بولتی تو میری عیب چینی نہیں کی جاتی، سوتی تو صبح کر دیتی اور پیتی تو اطمینان سے خوب سیر ہو کر پیتی۔ "اَتَقَنَّحُ" خوب آسودہ ہو کر پینا۔ بعض حضرات نے اس کو میم کے ساتھ "اَتَقَمَّحُ" نقل کیا ہے۔ اس کے معنی بھی خوب سیر ہو کر پینے کے ہیں۔

اُمُّ اَبِیْ زَرْعٍ، فما اُمُّ ابی زَرْعٍ عُکُوْمُھا رَدَاحٌ، وَبَیْتُھَا فَسَاحٌ

ابوزرع کی ماں (میری خوش دامن) ابوزرع کی ماں کا کیا کہنا، اس کے بڑے بڑے برتن ہمیشہ بھرپور رہتے تھے، اس کا مکان نہایت وسیع تھا۔ یعنی وہ مالدار بھی تھی اور عورتوں کی عادت کے مطابق بخیل بھی نہیں تھی۔ اس لیے کہ مکان کی وسعت سے مہمانوں کی کثرت مراد لی جاتی تھی۔

"عُکُوْم": "عکم کی جمع ہے بڑے سانچے کو کہا جاتا ہے جس میں غلہ وغیرہ رکھا جاتا ہے۔

ابن ابی زَرْعٍ، فما ابن ابی زرعٍ، مَضْجَعُہٗ کَمَسَلِّ شَطْبَۃٍ وَیُشْبِعُہٗ ذِرَاعُ الْجَفْرَۃِ

ابوزرع کا بیٹا اور ابوزرع کے بیٹے کا کیا کہنا! اس کی خوابگاہ کھجور کی سونتی ہوئی شاخ کی طرح باریک ہے۔ بکری کے

بچے کا ہاتھ اس کو سیر کر دیتا ہے۔ یعنی بہادر ایسا کہ سونے کے لیے لمبے چوڑے انتظامات کی ضرورت نہ تھی' سپاہیانہ زندگی ذرا سی جگہ میں تھوڑا بہت لیٹ لیا' اسی طرح کھانے میں بھی مختصر مگر بہادری کے مناسب گوشت کے دو چار ٹکڑے اُس کی غذا تھی۔

"مَضْجَعْ" سونے اور لیٹنے کی جگہ۔

"مَسَلّ" "سَلّ سَلاًّ" سے مصدر میمی ہے جس کے معنی سونتنے اور تلوار وغیرہ کو نیام سے باہر نکالنے کے آتے ہیں۔

"شطبة" کھجور کی شاخ کو کہتے ہیں۔ "جفرة" بکری کے چار ماہ کے بچے کو کہتے ہیں۔

بنت ابی زرع' فما بنت ابی زرع' طَوْعُ ابیها وطَوْعُ اُمّها' ومِلْءُ كِساء ها وَغَيْظُ جارتها

ابوزرع کی بیٹی' ابوزرع کی بیٹی کا کیا کہنا! اپنے والدین کی سراپا فرمانبردار! اپنی چادر کو بھرنے والی اور اپنی پڑوسن کے لیے باعث غیظ وضبط۔ یعنی ابوزرع کی بیٹی جو اپنے والدین کی نہایت فرمانبردار تھی وہ موٹی تازی صحت مند تھی' اپنی چادر کو اوڑھتی تو اس میں کوئی خلاء نہیں رہتا' چادر بھر جاتی ہے اس کی پڑوسن اس کی اس شان کو دیکھ کر حسد کی آگ میں جلتی ہے۔

جارہ سے مراد سوتن بھی ہوسکتی ہے۔ عربوں میں موٹی لڑکی اور بھاری بھر کم لڑکی پسند کی جاتی تھی۔

جارية ابی زرع فما جارية ابی زرع' لا تَبُثُّ حَدِيْثَنَا تَبْثِيثًا

ابوزرع کی باندی' ابوزرع کی باندی کے کیا کہنے! ہماری بات کو اِدھر اُدھر نہیں پھیلاتی۔

ولا تُنَقِّثُ مِيْرَتَنَا تنقيثًا ولا تملأ بيتنا تعشيشًا

وہ نہ تو ہمارے گھر کی چیزوں میں کمی کرتی ہے اور نہ ہی ہمارے گھر کو خس وخاشاک سے بھرتی ہے۔ یعنی وہ نہ تو ہمارے زاد وطعام میں کسی قسم کا تصرف اور خیانت کرتی ہے اور نہ ہی وہ گھر کو کچرے سے بھرتی ہے بلکہ گھر کو صاف وشفاف رکھتی ہے۔ ایک اور سند سے "لا تملأ" کے بجائے "لا تعشش" کے الفاظ نقل کیے گئے ہیں' معنی ہوں گے وہ ہمارے گھر میں گھونسلا نہیں بناتی یعنی گھر میں تنکے جمع نہیں ہونے دیتی۔

قالت: خرج ابو زرع' والاَوْطابُ تُمْخَضُ

اُم زرع کہتی ہے کہ میرا شوہر ابوزرع (ایک دن صبح سویرے اس وقت) نکلا جب دودھ کی کچھالیاں بلوئی جارہی تھیں۔

دودھ بلونے کا یہ عمل گاؤں میں عموماً صبح سویرے طلوع آفتاب سے پہلے ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ابوزرع صبح سویرے گھر سے نکلا۔ "الاوطاب" "وطب" کی جمع ہے' دودھ کے اس برتن کو کہتے ہیں جس میں دہی ڈال کر بلویا جاتا ہے اور پھر اس سے مکھن نکالا جاتا ہے' اس کو چاٹی بھی کہتے ہیں۔ "تُمْخَضُ" صیغہ مجہول ہے' مکھن نکالنے کے لیے دودھ کو بلونا' حرکت دینا۔

فَلَقِيَ اِمرأَةً مَعَهَا وَلَدَانِ لَهَا كالفهدين يلعبان من تحت خَصْرِهَا بِرُمَّانَتَيْنِ فطلقني ونكحها

اس کی ملاقات ایک ایسی عورت سے ہوگئی جس کے پاس چیتے جیسے دو بچے اس کی کمر کے نیچے دو انار کے دانوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ چنانچہ اس نے مجھے طلاق دی اور اس کے ساتھ نکاح کرلیا۔

چیتے کے ساتھ تشبیہ کھیل کود میں ہے اور اناروں سے یا تو حقیقتاً انار مراد ہیں کہ اُن کو لڑھکا کر کھیل رہے تھے یا دو اناروں سے اس عورت کے دونوں پستان مراد ہیں۔

فنكحتُ بعده رجلاً سَرِيًّا، ركب شَرِيًّا، واخذ خطيًّا

اس کے بعد میں نے ایک شریف آدمی سے نکاح کرلیا جو تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہوتا تھا' ہاتھ میں خطی نیزہ لیے رکھتا تھا' مطلب یہ کہ بہادر تھا۔ "سَرِيٌّ" کے معنی شریف کے ہیں۔ "شَرِيٌّ" تیز رفتار گھوڑا۔

"خطی" مقام خط کا بنا ہوا نیزہ' خط بحرین کے علاقہ میں ایک جگہ کا نام ہے۔

وَاَرَاحَ عَلَيَّ نَعَمًا ثَرِيًّا و اَعْطَانِي من كل رائحةٍ زوجًا

اور وہ رات کے وقت میرے پاس بہت سارے مویشی لے آیا اور ہر قسم کے مویشیوں میں سے ایک ایک جوڑا مجھے دیا۔

"اَرَاحَ۔ اِرَاحَةً" کے معنی ہیں رات کے وقت مویشی لانا۔ "نَعَمًا" انعام کا مفرد ہے۔ "ثَرِيًّا" کثیر کے معنی میں ہے۔

"رائحة" اس سے رات کے وقت آنے والے مویشی مراد ہیں۔

وقال كُلِيْ اُمَّ زرعٍ ومِيْرِيْ اَهْلَكِ

کہنے لگا اُم زرع تم بھی کھاؤ اور اپنے میکے والوں کو بھی کھلاؤ۔

مطلب یہ کہ عموماً شوہر یہ پسند نہیں کرتا کہ اس کی بیوی اس کے گھر کا سامان اپنے ماں باپ کے گھر پہنچائے لیکن یہ دوسرا شوہر اس قدر فراخ دل تھا کہ مجھے کہا کہ خود بھی کھاؤ اور اپنے ماں باپ کے گھر بھی دے آؤ۔

"مِيْرِيْ" مؤنث امر حاضر کا صیغہ ہے۔ "مَارَ مَيْرًا" اہل وعیال کے پاس نان ونفقہ لانا۔

قالت: فلو جَمَعْتُ كُلَّ شَيْءٍ اَعْطَانِيْهِ مَا بَلَغَ اَصْغَرَ آنِيَةِ اَبِيْ زَرْعٍ

اُم زرع نے کہا کہ اس دوسرے شوہر نے مجھے جو کچھ دیا وہ سب میں جمع کردوں تو ابو زرع کے چھوٹے سے برتن (میں آنے والی نعمتوں) کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔

قالت عائشه: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم كُنتُ لكِ كابی زرع لام زرع

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ (قصہ سنانے کے بعد) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھے) فرمایا کہ میں تمہارے لیے ایسا ہوں جیسے اُم زرع کے لیے ابو زرع تھا۔ (اور اس میں کیا شک ہے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لیے اس سے بھی زیادہ ثابت ہوئے کیوں کہ ابو زرع نے تو اُم زرع کو طلاق دے دی تھی لیکن آپ نے طلاق نہیں دی)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ الْحَبَشُ يَلْعَبُونَ بِحِرَابِهِمْ، فَسَتَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم وَأَنَا أَنْظُرُ، فَمَا زِلْتُ أَنْظُرُ حَتَّى كُنْتُ أَنَا أَنْصَرِفُ فَاقْدُرُوا قَدْرَ الْجَارِيَةِ الْحَدِيثَةِ السِّنِّ تَسْمَعُ اللَّهْوَ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن محمد نے حدیث بیان کی، ان سے ہشام نے حدیث بیان کی۔ انہیں معمر نے خبر دی انہیں زہری نے انہیں عروہ نے اور ان سے عائشہؓ نے بیان کیا کہ کچھ فوجی نیزہ کے کھیل کا مظاہرہ کرتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (اپنے جسم مبارک سے) میرے لئے پردہ کیا اور میں وہ مظاہرہ دیکھتی رہی۔ میں نے اسے دیر تک دیکھا اور خود ہی اکتا کر لوٹ آئی۔ تم خود اندازہ لگالو کہ ایک نوعمر لڑکی جب کھیل سنتی ہے (تو کتنی دیر تک اس میں دلچسپی لے سکتی ہے)

باب مَوْعِظَةِ الرَّجُلِ ابْنَتَهُ لِحَالِ زَوْجِهَا

کسی شخص کا اپنی بیٹی کو اس کے شوہر کے بارے میں نصیحت

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي ثَوْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما قَالَ لَمْ أَزَلْ حَرِيصًا أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَنِ الْمَرْأَتَيْنِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم اللَّتَيْنِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى (إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا) حَتَّى حَجَّ وَحَجَجْتُ مَعَهُ، وَعَدَلَ وَعَدَلْتُ مَعَهُ بِإِدَاوَةٍ، فَتَبَرَّزَ، ثُمَّ جَاءَ فَسَكَبْتُ عَلَى يَدَيْهِ مِنْهَا فَتَوَضَّأَ فَقُلْتُ لَهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَنِ الْمَرْأَتَانِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم اللَّتَانِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى (إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا) قَالَ وَاعَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ، هُمَا عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ ثُمَّ اسْتَقْبَلَ عُمَرُ الْحَدِيثَ يَسُوقُهُ قَالَ كُنْتُ أَنَا وَجَارٌ لِي مِنَ الْأَنْصَارِ فِي بَنِي أُمَيَّةَ بْنِ زَيْدٍ، وَهُمْ مِنْ عَوَالِي الْمَدِينَةِ، وَكُنَّا نَتَنَاوَبُ النُّزُولَ عَلَى النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم فَيَنْزِلُ يَوْمًا وَأَنْزِلُ يَوْمًا، فَإِذَا نَزَلْتُ جِئْتُهُ بِمَا حَدَثَ مِنْ خَبَرِ ذَلِكَ الْيَوْمِ مِنَ الْوَحْيِ أَوْ غَيْرِهِ، وَإِذَا نَزَلَ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ، وَكُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَاءَ، فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى الْأَنْصَارِ إِذَا قَوْمٌ تَغْلِبُهُمْ نِسَاؤُهُمْ، فَطَفِقَ نِسَاؤُنَا يَأْخُذْنَ مِنْ أَدَبِ نِسَاءِ الْأَنْصَارِ، فَصَخِبْتُ عَلَى امْرَأَتِي فَرَاجَعَتْنِي فَأَنْكَرْتُ أَنْ تُرَاجِعَنِي قَالَتْ وَلِمَ تُنْكِرُ أَنْ أُرَاجِعَكَ فَوَاللّٰهِ إِنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم لَيُرَاجِعْنَهُ، وَإِنَّ إِحْدَاهُنَّ لَتَهْجُرُهُ الْيَوْمَ حَتَّى اللَّيْلِ فَأَفْزَعَنِي ذَلِكَ وَقُلْتُ لَهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ فَعَلَ ذَلِكَ مِنْهُنَّ ثُمَّ

جَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِي فَنَزَلْتُ فَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ فَقُلْتُ لَهَا أَيْ حَفْصَةُ أَتُغَاضِبُ إِحْدَاكُنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم الْيَوْمَ حَتَّى اللَّيْلِ قَالَتْ نَعَمْ فَقُلْتُ قَدْ خِبْتِ وَخَسِرْتِ ، أَفَتَأْمَنِينَ أَنْ يَغْضَبَ اللَّهُ لِغَضَبِ رَسُولِهِ صلى الله عليه وسلم فَتَهْلِكِي لَا تَسْتَكْثِرِي النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم وَلَا تُرَاجِعِيهِ فِي شَيْءٍ ، وَلَا تَهْجُرِيهِ ، وَسَلِينِي مَا بَدَا لَكِ ، وَلَا يَغُرَّنَّكِ أَنْ كَانَتْ جَارَتُكِ أَوْضَأَ مِنْكِ ، وَأَحَبَّ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم يُرِيدُ عَائِشَةَ قَالَ عُمَرُ وَكُنَّا قَدْ تَحَدَّثْنَا أَنَّ غَسَّانَ تُنْعِلُ الْخَيْلَ لِغَزْوِنَا ، فَنَزَلَ صَاحِبِي الْأَنْصَارِيُّ يَوْمَ نَوْبَتِهِ ، فَرَجَعَ إِلَيْنَا عِشَاءً فَضَرَبَ بَابِي ضَرْبًا شَدِيدًا وَقَالَ أَثَمَّ هُوَ فَفَزِعْتُ فَخَرَجْتُ إِلَيْهِ ، فَقَالَ قَدْ حَدَثَ الْيَوْمَ أَمْرٌ عَظِيمٌ قُلْتُ مَا هُوَ ، أَجَاءَ غَسَّانُ قَالَ لَا بَلْ أَعْظَمُ مِنْ ذَلِكَ وَأَهْوَلُ ، طَلَّقَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم نِسَاءَهُ فَقُلْتُ خَابَتْ حَفْصَةُ وَخَسِرَتْ ، قَدْ كُنْتُ أَظُنُّ هَذَا يُوشِكُ أَنْ يَكُونَ ، فَجَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِي فَصَلَّيْتُ صَلَاةَ الْفَجْرِ مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَدَخَلَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مَشْرُبَةً لَهُ ، فَاعْتَزَلَ فِيهَا ، وَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ فَإِذَا هِيَ تَبْكِي فَقُلْتُ مَا يُبْكِيكِ أَلَمْ أَكُنْ حَذَّرْتُكِ هَذَا أَطَلَّقَكُنَّ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم قَالَتْ لَا أَدْرِي هَا هُوَ ذَا مُعْتَزِلٌ فِي الْمَشْرُبَةِ فَخَرَجْتُ فَجِئْتُ إِلَى الْمِنْبَرِ فَإِذَا حَوْلَهُ رَهْطٌ يَبْكِي بَعْضُهُمْ ، فَجَلَسْتُ مَعَهُمْ قَلِيلًا ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَجِدُ ، فَجِئْتُ الْمَشْرُبَةَ الَّتِي فِيهَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَقُلْتُ لِغُلَامٍ لَهُ أَسْوَدَ اسْتَأْذِنْ لِعُمَرَ فَدَخَلَ الْغُلَامُ فَكَلَّمَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ كَلَّمْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم وَذَكَرْتُكَ لَهُ ، فَصَمَتَ فَانْصَرَفْتُ حَتَّى جَلَسْتُ مَعَ الرَّهْطِ الَّذِينَ عِنْدَ الْمِنْبَرِ ، ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَجِدُ فَجِئْتُ فَقُلْتُ لِلْغُلَامِ اسْتَأْذِنْ لِعُمَرَ فَدَخَلَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهُ فَصَمَتَ فَرَجَعْتُ فَجَلَسْتُ مَعَ الرَّهْطِ الَّذِينَ عِنْدَ الْمِنْبَرِ ، ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَجِدُ فَجِئْتُ الْغُلَامَ فَقُلْتُ اسْتَأْذِنْ لِعُمَرَ فَدَخَلَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَيَّ فَقَالَ قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهُ فَصَمَتَ فَلَمَّا وَلَّيْتُ مُنْصَرِفًا قَالَ إِذَا الْغُلَامُ يَدْعُونِي فَقَالَ قَدْ أَذِنَ لَكَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَدَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَإِذَا هُوَ مُضْطَجِعٌ عَلَى رِمَالِ حَصِيرٍ ، لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ فِرَاشٌ ، قَدْ أَثَّرَ الرِّمَالُ بِجَنْبِهِ مُتَّكِئًا عَلَى وِسَادَةٍ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ قُلْتُ وَأَنَا قَائِمٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَطَلَّقْتَ نِسَاءَكَ فَرَفَعَ إِلَيَّ بَصَرَهُ فَقَالَ لَا فَقُلْتُ اللَّهُ أَكْبَرُ ثُمَّ قُلْتُ وَأَنَا قَائِمٌ أَسْتَأْنِسُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ رَأَيْتَنِي ، وَكُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَاءَ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ إِذَا قَوْمٌ تَغْلِبُهُمْ نِسَاؤُهُمْ ، فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم ثُمَّ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ رَأَيْتَنِي وَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ فَقُلْتُ لَهَا لَا يَغُرَّنَّكِ أَنْ كَانَتْ جَارَتُكِ أَوْضَأَ مِنْكِ وَأَحَبَّ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم يُرِيدُ عَائِشَةَ فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم تَبَسُّمَةً أُخْرَى ، فَجَلَسْتُ حِينَ رَأَيْتُهُ تَبَسَّمَ ، فَرَفَعْتُ بَصَرِي فِي بَيْتِهِ ، فَوَاللَّهِ مَا رَأَيْتُ فِي بَيْتِهِ شَيْئًا يَرُدُّ الْبَصَرَ غَيْرَ أَهَبَةٍ ثَلَاثَةٍ ، فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ادْعُ اللَّهَ فَلْيُوَسِّعْ عَلَى أُمَّتِكَ ، فَإِنَّ فَارِسًا وَالرُّومَ قَدْ وُسِّعَ عَلَيْهِمْ ، وَأُعْطُوا الدُّنْيَا وَهُمْ لَا يَعْبُدُونَ اللَّهَ فَجَلَسَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَكَانَ مُتَّكِئًا فَقَالَ أَوَفِي هَذَا أَنْتَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ ، إِنَّ أُولَئِكَ قَوْمٌ عُجِّلُوا طَيِّبَاتِهِمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ اسْتَغْفِرْ لِي فَاعْتَزَلَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم نِسَاءَهُ مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ الْحَدِيثِ حِينَ أَفْشَتْهُ حَفْصَةُ إِلَى عَائِشَةَ تِسْعًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً وَكَانَ قَالَ مَا أَنَا بِدَاخِلٍ عَلَيْهِنَّ شَهْرًا مِنْ شِدَّةِ مَوْجِدَتِهِ عَلَيْهِنَّ حِينَ عَاتَبَهُ اللَّهُ ، فَلَمَّا

مَضَتْ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ لَيْلَةً دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ فَبَدَأَ بِهَا فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّكَ كُنْتَ قَدْ أَقْسَمْتَ أَنْ لَا تَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْرًا ، وَإِنَّمَا أَصْبَحْتُ مِنْ تِسْعٍ وَعِشْرِينَ لَيْلَةً أَعُدُّهَا عَدًّا فَقَالَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ فَكَانَ ذٰلِكَ الشَّهْرُ تِسْعًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً قَالَتْ عَائِشَةُ ثُمَّ أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى آيَةَ التَّخَيُّرِ فَبَدَأَ بِي أَوَّلَ امْرَأَةٍ مِنْ نِسَائِهِ فَاخْتَرْتُهُ ، ثُمَّ خَيَّرَ نِسَاءَهُ كُلَّهُنَّ فَقُلْنَ مِثْلَ مَا قَالَتْ عَائِشَةُ

ترجمہ۔ ہم سے ابوالیمان نے حدیث بیان کی انہیں شعیب نے خبر دی انہیں زہری نے' کہا کہ مجھے عبیداللہ بن عبداللہ بن ابی ثور نے خبر دی اور ان سے عبداللہ بن عباسؓ نے بیان کیا کہ بہت دنوں تک میرے دل میں خواہش رہی کہ عمر بن خطابؓ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان دو بیویوں کے متعلق پوچھوں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی تھی "إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا" بالآخر ایک مرتبہ آپ نے حج کیا اور آپ کے ساتھ میں نے بھی حج کیا ایک جگہ جب وہ راستہ سے ہٹے (قضاء حاجت کے لئے) تو میں بھی ایک برتن میں پانی لے کر ان کے ساتھ راستہ سے ہٹ گیا۔ پھر آپ نے قضاء حاجت کی اور واپس آئے تو میں نے ان کے ہاتھوں پر پانی ڈالا۔ پھر آپ نے وضو کیا۔ میں نے اس وقت آپ سے پوچھا کہ امیر المومنین! نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج میں وہ دو بیویاں کون ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ "ان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما" عمرؓ نے اس پر فرمایا ابن عباس! تم پر حیرت ہے۔ وہ عائشہؓ اور حفصہؓ ہیں۔ پھر عمرؓ نے تفصیل کیساتھ حدیث بیان کرنی شروع کی' آپ نے فرمایا کہ میں اور میرے ایک انصاری پڑوسی جو بنو امیہ بن زید سے تعلق رکھتے تھے اور عوالی مدینہ میں رہتے تھے۔ ہم نے (عوالی سے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے باری مقرر کر رکھی تھی۔ ایک دن وہ حاضری دیتے تھے اور ایک دن میں حاضری دیتا تھا۔ جب میں حاضر ہوتا تو اس دن کی تمام خبریں جو وحی وغیرہ سے متعلق ہوتیں' لاتا (اور اپنے پڑوسی سے بیان کرتا) اور جس دن وہ حاضر ہوتے تو وہ بھی ایسا ہی کرتے تھے اور ہم خاندان قریش کے لوگ' عورتوں پر غالب رہتے تھے۔ لیکن جب ہم انصار کے یہاں (ہجرت کر کے) آئے تو یہ لوگ ایسے تھے کہ عورتوں سے مغلوب تھے۔ ہماری عورتوں نے بھی انصار کی عورتوں کا طریقہ سیکھنا شروع کیا۔ ایک دن میں نے اپنی بیوی کو ڈانٹا تو اس نے بھی میرا ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ میں نے اس کے اس طرح جواب دینے پر ناگواری کا اظہار کیا تو اس نے کہا کہ میرا جواب دینا تمہیں برا کیوں لگتا ہے؟ خدا کی قسم! نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جواب دیتی ہیں اور بعض تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک دن رات تک الگ تھلگ رہتی ہیں۔ میں اس بات پر کانپ اٹھا اور کہا کہ ان میں سے جس نے بھی یہ معاملہ کیا یقیناً وہ نامراد ہو گئی۔ پھر میں نے اپنے تمام کپڑے پہنے اور (مدینہ کی طرف) روانہ ہوا۔ پھر میں (ام المومنین حضرت) حفصہ کے گھر گیا (جو حضرت عمر کی صاحبزادی ہیں) اور میں نے اس سے کہا اے حفصہ کیا تم میں سے کوئی بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک ایک دن رات تک غصہ رہتی ہے؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں (ایسا ہو جاتا ہے) میں نے

اس پر کہا کہ پھر تم نے اپنے آپ کو خسارہ میں ڈال لیا اور نا مراد ہوئی' کیا تمہیں اس کا کوئی خوف نہیں رہتا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غصہ کی وجہ سے اللہ تم سے غصہ ہو اور پھر تم تنہا ہی ہو جاؤ گی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مطالبات نہ کیا کرو۔ نہ کسی معاملہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جواب دیا کرو اور نہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑا کرو۔ اگر تمہیں کوئی ضرورت ہو تو مجھ سے مانگ لیا کرو۔ تمہاری سوکن جو تم سے زیادہ خوبصورت ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تم سے زیادہ عزیز ہے' ان کی وجہ سے تم کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جانا۔ آپ کا اشارہ عائشہؓ کی طرف تھا۔ عمرؓ نے بیان کیا کہ ہمیں معلوم تھا کہ ملک غسان ہم پر حملہ کے لئے فوجی تیاریاں کر رہا ہے۔ میرے انصاری ساتھی اپنی باری پر مدینہ منورہ گئے ہوئے تھے وہ رات گئے واپس آئے اور میرے دروازے پر بڑی زور زور سے دستک دی اور کہا کہ کیا عمر گھر میں ہیں؟ میں گھبرا کر باہر نکلا تو انہوں نے کہا کہ آج تو بڑا حادثہ ہو گیا۔ میں نے کہا کیا بات ہوئی' کیا غسانی چڑھ آئے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ نہیں! حادثہ اس سے بھی بڑا اور اس سے بھی زیادہ خوفناک ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ازواج مطہرات کو طلاق دے دی ہے۔ میں نے کہا کہ حفصہ تو خسرو نامراد ہوئی' مجھے تو اس کا خطرہ لگا ہی رہتا تھا کہ اس طرح کا کوئی حادثہ جلد ہی ہوگا۔ پھر میں نے اپنے تمام کپڑے پہنے (اور مدینہ کے لئے روانہ ہو گیا) میں نے فجر کی نماز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پڑھی (نماز کے بعد) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ایک بالا خانہ میں چلے گئے اور وہاں تنہائی اختیار کر لی۔ میں حفصہ کے پاس گیا تو وہ رو رہی تھی۔ میں نے کہا اب روتی کیا ہو۔ میں نے تمہیں پہلے ہی متنبہ کر دیا تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہیں طلاق دے دی ہے؟ انہوں نے کہا مجھے معلوم نہیں ہے۔ حضور اس وقت بالا خانہ میں تنہا تشریف رکھتے ہیں۔ میں وہاں سے نکلا اور منبر کے پاس آیا اس کے ارد گرد کچھ صحابہ موجود تھے اور ان میں سے بعض رو رہے تھے۔ تھوڑی دیر تک میں ان کے ساتھ بیٹھا رہا۔ اس کے بعد میرا غم مجھ پر غالب آ گیا اور میں اس بالا خانہ کے پاس آیا جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف رکھتے تھے میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک حبشی غلام سے کہا کہ عمر کیلئے اندر آنے کی اجازت لے لو۔ غلام اندر گیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گفتگو کر کے واپس آ گیا اس نے مجھ سے کہا کہ میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کا ذکر کیا لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش رہے چنانچہ میں واپس چلا آیا اور پھر ان لوگوں کے ساتھ بیٹھ گیا جو منبر کے پاس موجود تھے۔ پھر میرا غم مجھ پر غالب ہوا' اور دوبارہ آ کر میں نے غلام سے کہا کہ عمر کے لئے اجازت لے لو۔ اس غلام نے واپس آ کر پھر کہا کہ میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آپ کا ذکر کیا تو آنحضور خاموش رہے۔ میں پھر واپس آ گیا اور منبر کے پاس جو لوگ موجود تھے ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ لیکن میرا غم مجھ پر غالب آیا اور میں نے پھر آ کر غلام سے کہا کہ عمر کیلئے اجازت طلب کرو۔ غلام اندر گیا اور واپس آ کر جواب دیا کہ میں نے آپ کا ذکر آنحضور سے کیا اور آنحضور صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم خاموش رہے۔ میں وہاں سے واپس آ رہا تھا کہ غلام نے مجھے پکارا اور کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہیں اجازت دے دی ہے میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بان کی چارپائی پر جس سے چٹائی بنی جاتی ہے لیٹے ہوئے تھے اس پر کوئی بستر بھی نہیں پڑا ہوا تھا۔ بان کے نشانات سے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو مبارک پر نشان پڑے ہوئے تھے۔ جس پر تکیہ پر آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے اس میں چھال بھری ہوئی تھی۔ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کیا اور کھڑے ہی کھڑے عرض کی یا رسول اللہ! کیا آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی ہے؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری طرف نگاہ اٹھائی اور فرمایا نہیں۔ میں (خوشی کی وجہ سے) کہہ اٹھا اللہ اکبر! پھر میں نے کھڑے ہی کھڑے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوش کرنے کے لئے کہا کہ یا رسول اللہ! آپ کو معلوم ہے ہم قریش کے لوگ عورتوں پر غالب رہا کرتے تھے پھر جب ہم مدینے آئے تو یہاں کے لوگوں پر ان کی عورتیں غالب تھیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر مسکرا دیئے پھر میں نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ کو معلوم ہے میں حفصہ کے پاس ایک مرتبہ گیا تھا اور اس سے کہہ آیا تھا کہ اپنی سوکن کی وجہ سے جو تم سے زیادہ خوبصورت اور تم سے زیادہ رسول اللہ کو عزیز ہے دھوکہ میں مت رہنا آپ کا اشارہ عائشہؓ کی طرف تھا اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوبارہ مسکرائے۔ میں نے جب آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسکراتے دیکھا تو بیٹھ گیا۔ پھر نظر اٹھا کر میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر کا جائزہ لیا۔ خدا گواہ ہے۔ میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی جس پر نظر رکتی۔ سوا تین چمڑوں کے (جو وہاں موجود تھے) میں نے عرض کی یا رسول اللہ! اللہ سے دعا فرمائیں کہ وہ آپ کی امت کو فراخی عطا فرمائے۔ فارس و روم کو فراخی اور وسعت حاصل ہے اور انہیں دنیا دی گئی ہے۔ حالانکہ وہ اللہ کی عبادت نہیں کرتے' آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابھی تک ٹیک لگائے ہوئے تھے لیکن اب سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا ابن خطاب! تمہاری نظر میں بھی یہ چیزیں اہمیت رکھتی ہیں یہ تو وہ لوگ ہیں جنہیں جو کچھ بھلائی ملنے والی تھی سب اسی دنیا میں دے دی گئی ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! میرے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کیجئے (کہ میں نے دنیاوی شان و شوکت کے متعلق یہ غلط خیال دل میں رکھا) چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازواج کو اسی وجہ سے انتیس دن تک الگ رکھا کہ حفصہؓ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا راز عائشہؓ سے کہہ دیا تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ایک مہینہ تک میں اپنی ازواج کے پاس نہیں جاؤں گا کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عتاب کیا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کا بہت رنج ہوا۔ (اور آپ نے ازواج سے الگ رہنے کا فیصلہ کیا) پھر جب انتیسویں کی رات گزر گئی تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عائشہؓ کے یہاں تشریف لے گئے اور آپ سے ابتدا کی۔ عائشہؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! آپ نے قسم کھائی تھی کہ ہمارے یہاں ایک مہینہ تک تشریف نہیں لائیں گے اور ابھی تو

انتیس ہی دن گزرے ہیں۔ میں تو ایک ایک دن گن رہی تھی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ مہینہ انتیس کا ہے۔ وہ مہینہ انتیس ہی کا تھا۔ عائشہؓ نے بیان کیا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے آیت تخییر (جس میں ازواج مطہرات کو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہنے یا الگ ہو جانے کا اختیار دیا گیا تھا) نازل کی اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی تمام ازواج میں سب سے پہلے میرے پاس تشریف لائے اور مجھ سے اللہ کی وحی کا ذکر کیا، تو میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کو پسند کیا۔ اس کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی تمام دوسری ازواج کو اختیار دیا اور سب نے وہی کہا جو عائشہ کہہ چکی تھیں:

باب صَوْمِ الْمَرْأَةِ بِإِذْنِ زَوْجِهَا تَطَوُّعًا

شوہر کی اجازت سے عورت کا نفلی روزہ رکھنا

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم لَا تَصُومُ الْمَرْأَةُ وَبَعْلُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن مقاتل نے حدیث بیان کی انہیں عبداللہ نے خبر دی انہیں معمر نے خبر دی انہیں ہمام بن منبہ نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر شوہر موجود ہے تو کوئی عورت اس کی اجازت کے بغیر (نفلی) روزہ نہ رکھے۔

باب إِذَا بَاتَتِ الْمَرْأَةُ مُهَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا

جب عورت اپنے شوہر کے بستر سے الگ ہو کر رات گذارے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضى الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَأَبَتْ أَنْ تَجِيءَ لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن بشار نے حدیث بیان کی، ان سے ابن ابی عدی نے حدیث بیان کی، ان سے شعبہ نے، ان سے سلیمان نے، ان سے ابو حازم نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب شوہر اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ آنے سے (ناراضگی کی وجہ سے) انکار کر دے تو فرشتے صبح تک اس پر لعنت بھیجتے ہیں

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِذَا بَاتَتِ الْمَرْأَةُ مُهَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تَرْجِعَ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن عروہ نے حدیث بیان کی، ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی، ان سے قتادہ نے، ان سے زرارہ نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر عورت اپنے شوہر سے ناراضگی کی وجہ سے اس کے بستر سے الگ تھلگ رات گذارتی ہے تو فرشتے اس پر اس وقت تک لعنت بھیجتے ہیں جب تک وہ اپنے عمل سے باز نہ آجائے:

بَاب لَا تَأْذَنُ الْمَرْأَةُ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا لِأَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِهِ

عورت اپنے شوہر کے گھر میں آنیکی کسی کو اسکی مرضی کے بغیر اجازت نہ دے

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ عورت کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہر کے گھر میں اس کی اجازت کے بغیر کسی کو آنے دے چاہے وہ اس کا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔

حضرات مالکیہ کے نزدیک عورت کے باپ بھائی اس کے شوہر کے گھر میں بغیر اجازت کے آسکتے ہیں۔ ان کے لیے اجازت ضروری نہیں۔ وہ دلیل میں صلۃ الرحم کی روایات پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ صلہ رحمی واجب ہے۔

حضرات حنفیہ کے اس مسئلہ میں تین قول ہیں:

ایک قول تو مطلقاً ممانعت کا ہے یعنی کسی کو بھی شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے گھر میں آنا صحیح نہیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ رشتہ داروں کا آنا تو بغیر اجازت کے ممنوع نہیں۔ البتہ زیادہ دیر وہاں ٹھہرنا ممنوع ہے اور تیسرا قول یہ ہے کہ عورت کے والدین شوہر کی اجازت کے بغیر ہفتہ میں ایک مرتبہ آسکتے ہیں۔ شوہر کو انہیں روکنے کا حق نہیں۔ البتہ دوسرے رشتہ داروں کو سال بھر میں ایک مرتبہ شوہر کی اجازت کے بغیر عورت سے ملنے کا حق ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک مطلقاً ممانعت کا معلوم ہوتا ہے۔

← حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ لَا يَحِلُّ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَصُومَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ، وَلَا تَأْذَنَ فِي بَيْتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ، وَمَا أَنْفَقَتْ مِنْ نَفَقَةٍ عَنْ غَيْرِ أَمْرِهِ فَإِنَّهُ يُؤَدَّى إِلَيْهِ شَطْرُهُ وَرَوَاهُ أَبُو الزِّنَادِ أَيْضًا عَنْ مُوسَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي الصَّوْمِ

ترجمہ۔ ہم سے ابوالیمان نے حدیث بیان کی انہیں شعیب نے خبر دی۔ ان سے ابوالزناد نے حدیث بیان کی ان سے اعرج نے اور ان سے ابوہریرہؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ عورت کے لئے جائز نہیں کہ اپنے شوہر کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر (نفلی) روزہ رکھے اور عورت کسی کو اس کے گھر میں اس کی مرضی کے بغیر آنے کی اجازت نہ دے اور عورت جو کچھ بھی اپنے شوہر کے مال میں سے اس کی صریح اجازت کے بغیر (حسب دستور اور سلیقہ سے) خرچ کرے گی تو اس سے بھی اس کا آدھا ثواب ملے گا۔ اس حدیث کی روایت ابوالزناد نے موسیٰ کے واسطہ سے بھی کی ہے کہ ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابوہریرہؓ نے (بیان کیا) اور اس میں روزہ کا بھی ذکر ہے۔

تشریح حدیث

عورت نے اگر شوہر کی (صریح) اجازت کے بغیر اس کے مال اور کمائی میں سے کچھ خرچ کر دیا تو اس کا آدھا حصہ شوہر کو دیا جائے گا یعنی آدھے حصے کا ثواب شوہر کو ملے گا۔

لیکن یہ اس صورت میں ہے کہ شوہر نے اتنی مقدار میں خرچ کرنے کی اجازت صراحتاً اجازت تو نہ دی ہو لیکن عرفاً اتنی مقدار

میں خرچ کرنے کی عورت مجاز ہو یا یہ کہ خرچ کرتے وقت تو صراحتاً اجازت نہ دی ہو لیکن قبل ازیں اسے اجازت دی گئی ہو۔

حدیث میں "عن غیر امرہ" سے "عن غیر امرہ الصریح" مراد ہے یعنی انفاق کے وقت صریح اجازت نہ ہو اور "امر صریح" پہلے والی اجازت یا عرفی اجازت کے منافی نہیں۔

عورت اگر شوہر کے مال میں اس کی اجازت کے بغیر اتنی مقدار خرچ کردے جس کی اسے عرفاً اجازت نہیں اور نہ ہی شوہر نے اسے پہلے اجازت دے رکھی ہو ایسی صورت میں اگر وہ خرچ کرے گی تو گنہگار ہو گی۔

ورواه ابو الزناد ایضًا عن موسٰی عن ابیه عن ابی هریرة فی الصوم

حدیث الباب تین احکام پر مشتمل ہے:۔

۱۔ شوہر کی اجازت کے بغیر صوم کا حکم۔

۲۔ شوہر کی اجازت کے بغیر دخول بیت کا حکم۔

۳۔ امر صریح کے بغیر انفاق کا حکم۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ تعلیق ذکر کر کے اشارہ کردیا کہ ابوالزناد ایک دوسری سند "عن موسٰی عن ابیه" کے طریق سے بھی یہ روایت نقل کرتے ہیں اور اس میں تین احکام میں سے صرف صوم والا حکم مذکور ہے کہ عورت شوہر کی اجازت کے بغیر روزہ نہیں رکھ سکتی۔

باب

← حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ أَخْبَرَنَا التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ قُمْتُ عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ فَكَانَ عَامَّةَ مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاكِينُ، وَأَصْحَابُ الْجَدِّ مَحْبُوسُونَ، غَيْرَ أَنَّ أَصْحَابَ النَّارِ قَدْ أُمِرَ بِهِمْ إِلَى النَّارِ، وَقُمْتُ عَلَى بَابِ النَّارِ فَإِذَا عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا النِّسَاءُ

ترجمہ۔ ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی ان سے اسمٰعیل نے حدیث بیان کی انہیں تیمی نے خبر دی انہیں ابوعثمان نے انہیں اسامہؓ نے اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں جنت کے دروازہ پر کھڑا ہوا تو اس میں داخل ہونے والوں کی اکثریت غریبوں کی تھی مالدار جنت کے دروازہ پر (حساب کے لئے) روک لئے گئے تھے۔ البتہ جہنم والوں کو جہنم میں جانے کا حکم دے دیا گیا تھا اور میں جہنم کے دروازہ پر کھڑا ہوا تو اس میں داخل ہونے والی عام عورتیں تھیں:

بَاب كُفْرَانِ الْعَشِيرِ

عشیر کی ناشکری عشیر سے مراد شوہر ہے

وَهُوَ الزَّوْجُ، وَهُوَ الْخَلِيطُ مِنَ الْمُعَاشَرَةِ فِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم

ساتھی کے معنی میں ہے معاشرہ سے۔ اس باب میں ابوسعیدؓ کے روایت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالہ سے ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَصَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَالنَّاسُ مَعَهُ، فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلاً نَحْوًا مِنْ سُورَةِ الْبَقَرَةِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلاً، ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلاً وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلاً وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ سَجَدَ، ثُمَّ قَامَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلاً وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلاً وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلاً وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلاً وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ، ثُمَّ انْصَرَفَ، وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ، فَقَالَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ رَأَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِي مَقَامِكَ هَذَا، ثُمَّ رَأَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ فَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُ الْجَنَّةَ أَوْ أُرِيتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُودًا وَلَوْ أَخَذْتُهُ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا، وَرَأَيْتُ النَّارَ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ مَنْظَرًا قَطُّ وَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ قَالُوا لِمَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ بِكُفْرِهِنَّ قِيلَ يَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ قَالَ يَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ، وَيَكْفُرْنَ الْإِحْسَانَ، وَلَوْ أَحْسَنْتَ إِلَى إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ، ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی' انہیں مالک نے خبر دی' انہیں زید بن اسلم نے' انہیں عطاء بن یسار نے' اور انہیں عبداللہ بن عباسؓ نے آپ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں سورج گرہن ہوا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کے ساتھ اس کی نماز پڑھی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت طویل قیام کیا' اتنا طویل کہ سورہ بقرہ پڑھی جا سکے۔ پھر طویل رکوع کیا' رکوع سے سر اٹھا کر پھر بہت دیر تک قیام کیا یہ قیام پہلے قیام سے کچھ کم تھا۔ پھر آپ نے دوسرا طویل رکوع کیا یہ رکوع طوالت میں پہلے رکوع سے کچھ کم تھا۔ پھر سجدہ کیا پھر دوبارہ قیام کیا اور بہت دیر تک حالت قیام میں رہے یہ قیام پہلی رکعت کے قیام سے کچھ کم تھا۔ پھر طویل رکوع کیا۔ یہ رکوع پہلے رکوع سے کچھ کم طویل تھا۔ پھر سر اٹھایا اور سجدہ میں گئے۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو گرہن ختم ہو چکا تھا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں' ان میں گرہن کسی کی موت یا کسی کی حیات کی وجہ سے نہیں ہوتا اس لئے جب تم گرہن دیکھو تو اللہ کو یاد کرو۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے اپنی جگہ سے بڑھ کر کوئی چیز لی۔ پھر ہم نے دیکھا کہ آپ پیچھے ہٹ گئے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جنت دیکھی تھی۔ (یا آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا راوی کو شک تھا) مجھے جنت دکھائی گئی تھی۔ میں نے اس کا خوشہ توڑنے کے لئے ہاتھ بڑھایا تھا۔ اور اگر میں اسے توڑ لیتا تو تم رہتی دنیا تک اسے کھاتے۔ اور میں نے دوزخ دیکھی' آج کا اس سے زیادہ ہیبتناک منظر میں نے کبھی نہیں دیکھا اور میں نے دیکھا کہ اس میں عورتوں کی تعداد زیادہ ہے صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! ایسا کیوں؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ ناشکری کرتی ہیں؟ کسی نے کہا کیا اللہ کے ساتھ کفر کرتی ہیں؟ آپ نے فرمایا (نہیں) یہ اپنے شوہر کی ناشکری کرتی ہیں اور اس کے احسان کا

انکار کرتی ہیں اگر تم ان میں سے کسی ایک کے ساتھ زندگی بھر بھی حسن سلوک کا معاملہ کرو۔ پھر بھی تمہاری طرف سے کوئی چیز اس کے لئے ناگوار خاطر ہوگئی تو کہہ دیگی کہ میں نے تو تم سے کبھی بھلائی دیکھی ہی نہیں:

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ عَنِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم قَالَ اطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ، وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ، فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ تَابَعَهُ أَيُّوبُ وَسَلْمُ بْنُ زَرِيرٍ

ترجمہ۔ ہم سے عثمان بن ہیثم نے حدیث بیان کی' ان سے عوف نے حدیث بیان کی' ان سے ابوحازم نے' ان سے عمران نے اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جنت میں جھانک کر دیکھا تو اس کے اکثر رہنے والے غریب لوگ تھے اور میں نے دوزخ میں جھانک کر دیکھا تو اس کی اکثر رہنے والی عورتیں تھیں۔ اس روایت کی متابعت ابوایوب اور سلم بن زریر نے کی۔

باب لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقٌّ

تمہاری بیوی کا تم پر حق ہے

قَالَهُ أَبُو جُحَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم

اس کی روایت ابوجحیفہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالہ سے کی:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم يَا عَبْدَ اللَّهِ أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَصُومُ النَّهَارَ وَتَقُومُ اللَّيْلَ قُلْتُ بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَلَا تَفْعَلْ، صُمْ وَأَفْطِرْ، وَقُمْ وَنَمْ، فَإِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن مقاتل نے حدیث بیان کی' انہیں عبداللہ نے خبر دی' انہیں اوزاعی نے خبر دی' کہا کہ مجھ سے یحییٰ بن ابی کثیر نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن عمرو بن العاص نے حدیث بیان کی' آپ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عبداللہ! کیا میری یہ اطلاع صحیح ہے کہ تم (روزانہ) دن میں روزے رکھتے ہو اور رات بھر عبادت کرتے ہو؟ میں نے عرض کی جی ہاں! یا رسول اللہ! آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا نہ کرو روزے بھی رکھو اور بلا روزے کے بھی رہو۔ رات میں عبادت بھی کرو اور سوؤ بھی۔ کیونکہ تمہارے بدن کا بھی تم پر حق ہے۔ تمہاری آنکھ کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے۔

باب الْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا

بیوی اپنے شوہر کے گھر کی نگران ہے

حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما عَنِ النَّبِيِّ

صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ كُلُّكُمْ رَاعٍ ، وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ ، وَالأَمِيرُ رَاعٍ ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهِ ، فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ

ترجمہ۔ ہم سے عبدان نے حدیث بیان کی انہیں عبداللہ نے خبر دی انہیں موسیٰ بن عقبہ نے خبر دی۔ انہیں نافع نے اور انہیں ابن عمرؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا امیر (حاکم) نگران ہے مرد اپنے گھر والوں پر نگران ہے عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں پر نگران ہے۔ تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

باب قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ إِلَى قَوْلِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيرًا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد "مرد عورتوں کے سردھرے ہیں اس لئے کہ اللہ نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر بڑائی دی ہے" اللہ تعالیٰ کا ارشاد "بے شک اللہ بڑی رفعت والا بڑا عظمت والا ہے" تک

حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ آلَى رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْ نِسَائِهِ شَهْرًا وَقَعَدَ فِي مَشْرُبَةٍ لَهُ فَنَزَلَ لِتِسْعٍ وَعِشْرِينَ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ آلَيْتَ عَلَى شَهْرٍ قَالَ إِنَّ الشَّهْرَ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ

ترجمہ۔ ہم سے خالد بن مخلد نے حدیث بیان کی کہا ان سے سلیمان نے حدیث بیان کی کہ مجھ سے حمید نے حدیث بیان کی اور ان سے انسؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات سے ایک مہینہ تک علیحدگی رکھی اور اپنے ایک بالا خانہ میں قیام کیا۔ پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انتیس دن بعد تشریف لائے تو کہا گیا کہ یا رسول اللہ! آپ نے تو ایک مہینہ کے لئے عہد کیا تھا؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ مہینہ انتیس (۲۹) کا ہے۔

باب هِجْرَةِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم نِسَاءَهُ فِي غَيْرِ بُيُوتِهِنَّ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی ازواج سے ایک مہینہ کے لئے علیحدگی

وَيُذْكَرُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَيْدَةَ رَفْعُهُ غَيْرَ أَنْ لَا تُهْجَرَ إِلَّا فِي الْبَيْتِ وَالأَوَّلُ أَصَحُّ

اور ان کے حجروں سے الگ دوسری جگہ قیام۔ معاویہ بن حیدہ سے منقول ہے۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالہ سے بیان کرتے تھے کہ "اپنی بیوی سے اظہار ناراضگی کے لئے اگر الگ رہنا ہے تو گھر میں رہتے ہوئے الگ رہنا چاہیے لیکن پہلی روایت زیادہ صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي

يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَيْفِيٍّ أَنَّ عِكْرِمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم حَلَفَ لَا يَدْخُلُ عَلَى بَعْضِ أَهْلِهِ شَهْرًا، فَلَمَّا مَضَى تِسْعَةٌ وَعِشْرُونَ يَوْمًا غَدَا عَلَيْهِنَّ أَوْ رَاحَ فَقِيلَ لَهُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ حَلَفْتَ أَنْ لَا تَدْخُلَ عَلَيْهِنَّ شَهْرًا قَالَ إِنَّ الشَّهْرَ يَكُونُ تِسْعَةً وَعِشْرِينَ يَوْمًا

ترجمہ۔ ہم سے ابو عاصم نے حدیث بیان کی' ان سے ابن جریج نے' اور مجھ سے محمد بن مقاتل نے حدیث بیان کی' انہیں عبداللہ نے خبر دی' انہیں ابن جریج نے خبر دی۔ کہا کہ مجھے یحییٰ بن عبداللہ بن صیفی نے خبر دی' انہیں عکرمہ بن عبدالرحمٰن بن حارث نے خبر دی اور انہیں ام سلمہؓ نے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (ایک واقعہ کی وجہ سے) قسم کھائی کہ اپنی بعض ازواج کے یہاں ایک مہینہ تک نہیں جائیں گے۔ پھر جب انتیس دن گذر گئے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس صبح کے وقت گئے یا شام کے وقت گئے' آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ آپ نے تو قسم کھائی تھی کہ ایک مہینہ تک نہیں آئیں گے؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مہینہ انتیس کا بھی ہوتا ہے:

← حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا أَبُو يَعْفُورٍ قَالَ تَذَاكَرْنَا عِنْدَ أَبِي الضُّحَى فَقَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ أَصْبَحْنَا يَوْمًا وَنِسَاءُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم يَبْكِينَ، عِنْدَ كُلِّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ أَهْلُهَا، فَخَرَجْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَإِذَا هُوَ مَلْآنُ مِنَ النَّاسِ فَجَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَصَعِدَ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَهُوَ فِي غُرْفَةٍ لَهُ، فَسَلَّمَ فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ، ثُمَّ سَلَّمَ فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ، ثُمَّ سَلَّمَ فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ، فَنَادَاهُ فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ أَطَلَّقْتَ نِسَاءَكَ فَقَالَ لَا وَلَكِنْ آلَيْتُ مِنْهُنَّ شَهْرًا فَمَكَثَ تِسْعًا وَعِشْرِينَ، ثُمَّ دَخَلَ عَلَى نِسَائِهِ

ترجمہ۔ ہم سے علی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی' ان سے مروان بن معاویہ نے حدیث بیان کی' ان سے ابو یعفور نے حدیث بیان کی' کہا کہ ہم نے ابا الضحیٰ کی مجلس میں (مہینہ پر) بحث کی تو انہوں نے بیان کیا کہ ہم سے ابن عباسؓ نے حدیث بیان کی تھی' آپ نے فرمایا کہ ایک دن صبح ہوئی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج رو رہی تھیں ہر زوجہ مطہرہ کے پاس ان کے گھر والے موجود تھے میں مسجد کی طرف گیا تو وہ بھی لوگوں سے بھری ہوئی تھی۔ پھر عمر بن خطابؓ آئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اوپر گئے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت ایک کمرہ میں تشریف رکھتے تھے انہوں نے سلام کیا لیکن کسی نے جواب نہیں دیا انہوں نے پھر سلام کیا لیکن کسی نے جواب نہیں دیا۔ پھر سلام کیا اور اس مرتبہ بھی کسی نے جواب نہیں دیا آواز دی (بعد میں اجازت ملنے پر) آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں گئے اور عرض کی' کیا آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازواج کو طلاق دیدی ہے؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں بلکہ ایک مہینہ تک ان سے الگ رہنے کی قسم کھائی ہے۔ چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انتیس دن تک الگ رہے اور پھر اپنی ازواج کے پاس گئے۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ ضَرْبِ النِّسَاءِ

عورتوں کو مارنا ناپسندیدہ ہے

وَقَوْلِهِ (وَاضْرِبُوهُنَّ) ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد" اور انہیں انتہائی مار و جوان کے لئے اذیت دہ نہ ہو"۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَمْعَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ لَا يَجْلِدُ أَحَدُكُمُ امْرَأَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ، ثُمَّ يُجَامِعُهَا فِي آخِرِ الْيَوْمِ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن یوسف نے حدیث بیان کی' ان سے سفیان نے حدیث بیان کی' ان سے ہشام نے' ان سے ان کے والد نے' اور ان سے عبداللہ بن زمعہؓ نے' کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں کوئی شخص اپنی بیوی کو غلاموں کی طرح نہ مارے کہ پھر دوسرے دن اس سے ہم بستر ہوگا۔

باب لَا تُطِيعُ الْمَرْأَةُ زَوْجَهَا فِي مَعْصِيَةٍ

عورت گناہ میں اپنے شوہر کی اطاعت نہ کرے

حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعٍ عَنِ الْحَسَنِ هُوَ ابْنُ مُسْلِمٍ عَنْ صَفِيَّةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ زَوَّجَتِ ابْنَتَهَا فَتَمَعَّطَ شَعَرُ رَأْسِهَا، فَجَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَتْ إِنَّ زَوْجَهَا أَمَرَنِي أَنْ أَصِلَ فِي شَعَرِهَا فَقَالَ لَا إِنَّهُ قَدْ لُعِنَ الْمُوصِلَاتُ

ترجمہ۔ ہم سے خلاد بن یحییٰ نے حدیث بیان کی' ان سے ابراہیم بن نافع نے حدیث بیان کی' ان سے حسن نے' آپ مسلم کے صاحبزادے ہیں۔ ان سے صفیہ نے' ان سے عائشہؓ نے کہ قبیلہ انصار کی ایک خاتون نے اپنی بیٹی کی شادی کی تھی۔ اس کے بعد لڑکی کے سر کے بال بیماری کی وجہ سے اڑ گئے۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا ذکر کیا اور کہا کہ اس کے شوہر نے اس سے کہا کہ اپنے بالوں کیساتھ (دوسرے بال) جوڑ لے' آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر فرمایا کہ مصنوعی بال سر پر بنانے والیوں پر لعنت کی گئی ہے:

باب وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا

اور اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی طرف سے نفرت اور اعراض کا خوف ہو

حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضى الله عنها (وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا) قَالَتْ هِيَ الْمَرْأَةُ تَكُونُ عِنْدَ الرَّجُلِ، لَا يَسْتَكْثِرُ مِنْهَا فَيُرِيدُ طَلَاقَهَا، وَيَتَزَوَّجُ غَيْرَهَا، تَقُولُ لَهُ أَمْسِكْنِي وَلَا تُطَلِّقْنِي، ثُمَّ تَزَوَّجْ غَيْرِي، فَأَنْتَ فِي حِلٍّ مِنَ النَّفَقَةِ عَلَيَّ وَالْقِسْمَةِ لِي، فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى (فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَصَّالَحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ)

ترجمہ۔ ہم سے ابن سلام نے حدیث بیان کی' انہیں ابو معاویہ نے خبر دی' انہیں ہشام نے' انہیں ان کے والد نے اور ان سے عائشہؓ نے آیت" اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر کی طرف سے نفرت اور اعراض کا خوف محسوس کرے" کے متعلق فرمایا کہ آیت

میں ایسی عورت کا بیان ہے۔ جو کسی مرد کے پاس ہو اور وہ مرد اسے اپنے پاس زیادہ نہ بلاتا ہو۔ بلکہ اسے طلاق دینے کا ارادہ رکھتا ہو اور اس کے بجائے دوسری عورت سے شادی کرنا چاہتا ہو لیکن اس کی موجودہ بیوی اس سے کہے کہ مجھے اپنے ساتھ ہی رکھو اور طلاق نہ دو۔ تم میرے سوا کسی اور سے شادی کر سکتے ہو۔ میرے خرچ سے بھی تم آزاد ہو اور تم پر باری کی بھی کوئی پابندی نہیں تو اسی کا ذکر اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں ہے کہ ''پس ان پر کوئی گناہ نہیں اگر وہ آپس میں صلح کر لیں اور صلح بہر حال بہتر ہے۔

باب العَزْلِ

عزل کا حکم

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نَعْزِلُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم

ترجمہ۔ ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی ان سے یحییٰ بن سعید نے حدیث بیان کی ان سے ابن جریج نے ان سے عطاء نے اور ان سے جابرؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ہم عزل کیا کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ سَمِعَ جَابِرًا رضي الله عنه قَالَ كُنَّا نَعْزِلُ وَالْقُرْآنُ يَنْزِلُ وَعَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نَعْزِلُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَالْقُرْآنُ يَنْزِلُ

ترجمہ۔ ہم سے علی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا انہیں عطاء نے خبر دی انہوں نے جابرؓ سے سنا۔ آپ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں جب قرآن نازل ہو رہا تھا۔ ہم عزل کرتے تھے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ أَصَبْنَا سَبْيًا فَكُنَّا نَعْزِلُ فَسَأَلْنَا رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ أَوَإِنَّكُمْ لَتَفْعَلُونَ قَالَهَا ثَلاَثًا مَا مِنْ نَسَمَةٍ كَائِنَةٍ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلاَّ هِيَ كَائِنَةٌ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن محمد بن اسماء نے حدیث بیان کی ان سے جویریہ نے حدیث بیان کی ان سے مالک بن انس نے ان سے زہری نے ان سے ابن محیریز نے اور ان سے ابو سعید خدریؓ نے بیان کیا کہ (ایک غزوہ میں) ہمیں قیدی عورتیں ملیں اور ہم نے ان سے عزل کیا پھر ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا حکم پوچھا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تم واقعی ایسا کرتے ہو۔ تین مرتبہ آپ نے یہ فرمایا (پھر فرمایا) قیامت تک جو روح بھی پیدا ہونے والی ہے وہ (اپنے وقت پر) پیدا ہو کر رہے گی۔

باب الْقُرْعَةِ بَيْنَ النِّسَاءِ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا

سفر کے ارادہ کے وقت اپنی کئی بیویوں میں سے انتخاب کے لئے قرعہ اندازی

حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صلى

اللہ علیہ وسلم کان إذا خرج أقرع بین نسائہ، فطارت القرعۃ لعائشۃ وحفصۃ، وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم إذا کان باللیل سار مع عائشۃ یتحدث، فقالت حفصۃ ألا ترکبین اللیلۃ بعیری وأرکب بعیرک تنظرین وأنظر، فقالت بلی فرکبت فجاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم إلی جمل عائشۃ وعلیہ حفصۃ فسلم علیہا ثم سار حتی نزلوا وافتقدتہ عائشۃ، فلما نزلوا جعلت رجلیہا بین الإذخر وتقول یا رب سلط علی عقربا أو حیۃ تلدغنی، ولا أستطیع أن أقول لہ شیئا

ترجمہ۔ ہم سے ابونعیم نے حدیث بیان کی ان سے عبدالواحد بن ایمن نے حدیث بیان کی کہا مجھ سے ابن ابی ملیکہ نے حدیث بیان کی ان سے قاسم نے اور ان سے عائشہؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سفر کا ارادہ کرتے تو اپنی ازواج کے لئے قرعہ ڈالتے' ایک مرتبہ قرعہ عائشہ اور حفصہؓ کے نام کا نکلا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کے وقت معمولاً چلتے وقت عائشہؓ کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے چلتے ایک مرتبہ حفصہؓ نے ان سے کہا کہ آج رات کیوں نہ تم میرے اونٹ پر سوار ہو جاؤ۔ اور میں تمہارے اونٹ پر۔ تا کہ تم بھی نئے مناظر دیکھ سکو اور میں بھی۔ انہوں نے یہ تجویز قبول کر لی۔ اور (ہر ایک دوسرے کے اونٹ پر سوار ہو گئیں۔ اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عائشہؓ کے اونٹ کے پاس تشریف لائے۔ اس وقت اس پر حفصہؓ بیٹھی ہوئی تھیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں سلام کیا۔ پھر چلتے رہے۔ جب پڑاؤ ہوا تو حضور اکرم کو معلوم ہوا کہ عائشہؓ اس میں نہیں ہیں (اس غلطی پر عائشہؓ کو اس درجہ رنج ہوا کہ) جب لوگ سواریوں سے اتر گئے تو ام المومنین نے اپنے پاؤں اذخر گھاس میں (جس میں زہریلے کیڑے بکثرت رہتے تھے) ڈال لیے اور دعا کرنے لگیں کہ اے میرے رب! مجھ پر کوئی بچھو سانپ مسلط کر دے جو مجھے ڈس لے۔ مجھ میں اتنی ہمت نہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے (اپنی غلطی کی معذرت خواہی کے لئے) کچھ کہہ سکوں:

باب المرأۃ تھب یومھا من زوجھا لضرتھا وکیف یقسم ذلک

عورت اپنے شوہر کی باری اپنی سوکن کو دے سکتی ہے اور اس کی تقسیم کس طرح کی جائے

← حدثنا مالک بن إسماعیل حدثنا زھیر عن ھشام عن أبیہ عن عائشۃ أن سودۃ بنت زمعۃ وھبت یومھا لعائشۃ، وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقسم لعائشۃ بیومھا ویوم سودۃ

ترجمہ۔ ہم سے مالک بن اسماعیل نے حدیث بیان کی' ان سے زہیر نے حدیث بیان کی ان سے ہشام نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہؓ نے کہ ام المومنین سودہ بنت زمعہؓ نے اپنی باری عائشہؓ کو دیدی تھی۔ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عائشہؓ کے یہاں خود ان کی باری کے دن اور سودہؓ کی باری کے دن رہتے تھے:

باب العدل بین النساء

بیویوں کے درمیان انصاف

ولن تستطیعوا أن تعدلوا بین النساء إلی قولہ واسعا حکیما

(اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ) اگر تم اپنی متعدد بیویوں کے درمیان انصاف نہ کرسکو (تو ایک ہی عورت سے شادی کرو) ارشاد "وَاسِعًا حَكِيمًا" تک۔

باب إِذَا تَزَوَّجَ الْبِكْرَ عَلَى الثَّيِّبِ

جب شادی شدہ عورت کے بعد کسی کنواری عورت سے شادی کرے

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ رضی الله عنه وَلَوْ شِئْتُ أَنْ أَقُولَ قَالَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم وَلَكِنْ قَالَ السُّنَّةُ إِذَا تَزَوَّجَ الْبِكْرَ أَقَامَ عِنْدَهَا سَبْعًا، وَإِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا

ترجمہ۔ ہم سے مسدد نے حدیث کی ان سے بشر نے حدیث بیان کی' ان سے خالد نے حدیث بیان کی' ان سے ابوقلابہ نے حدیث بیان کی اور ان سے انسؓ نے راوی ابوقلابہ یا انسؓ نے) کہا کہ اگر میں چاہوں تو کہہ سکتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (آنے والی حدیث) ارشاد فرمائی' لیکن بیان کیا کہ دستور یہ ہے کہ جب کنواری سے شادی کرے تو اس کے ساتھ سات دن تک رہنا چاہیے اور اور جب شادی شدہ سے شادی کرے تو اس کے ساتھ تین دن تک رہنا چاہیے:

باب إِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ عَلَى الْبِكْرِ

کنواری بیوی کے بعد جب کسی نے شادی شدہ عورت سے شادی کی

اس باب کے تحت حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر فرمائی کہ باکرہ کی موجودگی میں ثیبہ سے شادی کرلی تو تین دن تک شوہر اس کے پاس رہے گا اور پھر باری شروع ہوگی اور ثیبہ کی موجودگی میں باکرہ سے شادی کی تو سات دن تک شوہر اس کے پاس رہے گا۔ اس مسئلہ میں حضرات حنفیہ اور آئمہ ثلاثہ کا اختلاف ہے۔

حضرات حنفیہ کے نزدیک بیویوں میں مساوات واجب ہے اور ثیبہ' باکرہ' قدیمہ' جدیدہ کا کوئی فرق نہیں۔ آئمہ ثلاثہ کا وہی مسلک ہے جو حدیث الباب میں بیان ہوا ہے اور وہ اسی حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔

حضرات حنفیہ ان نصوص سے استدلال کرتے ہیں جن میں مساوات کا مطلق ذکر آیا ہے۔ مثلاً قرآن کریم کی آیت میں ہے "فان خفتم ان لاتعدلوا فواحدة......" اس میں قدیم وجدید کی کوئی قید نہیں۔

نیز ترمذی کی روایت سے بھی احناف استدلال کرتے ہیں۔ "عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا کان عندالرجل امرأتان فلم یعدل بینھما جاء یوم القیامة وشقه ساقط"

حنفیہ کی جانب سے حدیث باب کی یہ توجیہ کی جاتی ہے کہ مساوات تو ہر حال میں واجب ہے لیکن باکرہ اور ثیبہ سے نکاح کے وقت ابتدائی ایام میں باری کا طریقہ بدل دیا جائے گا اور ایک دن کے بجائے باکرہ کے لیے سات دن اور ثیبہ کے لیے تین دن کی باری مقرر کی جائے گی۔

اس توجیہ کی تائید سنن ابی داؤد اور طحاوی میں حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے ہوتی ہے۔"ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم لمّا تزوج أم سلمۃ اقام عندھا ثلاثًا ثم قال لیس بک علی اھلک ھوان ان شئتِ سبّعتُ لکِ وان سبّعتُ لکِ سبّعت لنسائی (ابو داؤد)"

وقال عبدالرزاق اخبرنا یوسف عن ایوب و خالد قال خالد ولو شئت لقلت رفعہ الی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم

راوی حدیث خالد فرماتے ہیں کہ اگر میں چاہوں تو کہہ سکتا ہوں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو مرفوعاً ذکر کیا ہے۔

"ولو شئت لقلت" اس قول کے قائل میں اختلاف ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ تعلیق ذکر کر کے اسی اختلاف کی طرف اشارہ کیا۔ اوپر باب کی حدیث موصول میں اس قول کا قائل ابو قلابہ ہے اور عبدالرزاق کی روایت میں اس قول کا قائل ابو قلابہ کا شاگرد خالد ہے۔

← حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ رَاشِدٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ وَخَالِدٌ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ إِذَا تَزَوَّجَ الرَّجُلُ الْبِكْرَ عَلَى الثَّيِّبِ أَقَامَ عِنْدَهَا سَبْعًا وَقَسَمَ ، وَإِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ عَلَى الْبِكْرِ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا ثُمَّ قَسَمَ قَالَ أَبُو قِلَابَةَ وَلَوْ شِئْتُ لَقُلْتُ إِنَّ أَنَسًا رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ وَخَالِدٍ قَالَ خَالِدٌ وَلَوْ شِئْتُ قُلْتُ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ۔ ہم سے یوسف بن راشد نے حدیث بیان کی ان سے ابواسامہ نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے ان سے ایوب اور خالد نے حدیث بیان کی ان سے ابوقلابہ نے اور ان سے انسؓ نے بیان کیا کہ دستور یہ ہے۔ کہ جب کوئی شخص پہلے سے شادی شدہ بیوی کی موجودگی میں کسی کنواری عورت سے شادی کرے تو اس کے ساتھ سات دن تک قیام کرے اور پھر باری مقرر کرے اور جب کسی کنواری بیوی کی موجودگی میں پہلے سے شادی شدہ عورت سے نکاح کرے تو اس کے ساتھ تین دن تک قیام کرے اور پھر باری مقرر کرے ابوقلابہ نے بیان کیا کہ اگر میں چاہوں تو کہہ سکتا ہوں کہ انسؓ نے یہ روایت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالہ سے بیان کی اور عبدالرزاق نے حدیث بیان کی انہیں سفیان نے خبر دی انہیں ایوب اور خالد نے خالد نے کہا کہ اگر میں چاہوں تو کہہ سکتا ہوں کہ انسؓ نے یہ روایت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالہ سے بیان کی۔

بَابُ مَنْ طَافَ عَلَى نِسَائِهِ فِي غُسْلٍ وَاحِدٍ

جو اپنی متعدد بیویوں کے پاس گیا اور آخر میں ایک غسل کیا

← حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ فِي اللَّيْلَةِ الْوَاحِدَةِ ، وَلَهُ يَوْمَئِذٍ تِسْعُ نِسْوَةٍ

ترجمہ۔ ہم سے عبدالاعلیٰ بن حماد نے حدیث بیان کی ان سے یزید بن زریع نے حدیث بیان کی ان سے سعید نے حدیث بیان کی اور ان سے انس بن مالکؓ نے حدیث بیان کی کہ ایک رات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی تمام ازواج کے پاس گئے۔ اس وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں نو بیویاں تھیں۔

باب دُخُولِ الرَّجُلِ عَلَى نِسَائِهِ فِي الْيَوْمِ

مرد کا اپنی بیویوں کے پاس دن میں جانا

← حَدَّثَنَا فَرْوَةُ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم إِذَا انْصَرَفَ مِنَ الْعَصْرِ دَخَلَ عَلَى نِسَائِهِ، فَيَدْنُو مِنْ إِحْدَاهُنَّ، فَدَخَلَ عَلَى حَفْصَةَ، فَاحْتَبَسَ أَكْثَرَ مَا كَانَ يَحْتَبِسُ

ترجمہ۔ ہم سے فروہ نے حدیث بیان کی ان سے علی بن مسہر نے حدیث بیان کی ان سے ہشام نے ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عصر کی نماز سے فارغ ہو کر اپنی ازواج کے پاس تشریف لے جاتے تھے اور کسی کے قریب بھی بیٹھتے تھے ایک دن آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حفصہؓ کے یہاں گئے اور معمول سے زیادہ ٹھہرے:

باب إِذَا اسْتَأْذَنَ الرَّجُلُ نِسَاءَهُ فِي أَنْ يُمَرَّضَ فِي بَيْتِ بَعْضِهِنَّ، فَأَذِنَّ لَهُ

جب مرد بیماری کے دن کسی ایک بیوی کے گھر گزارنے کیلئے اپنی دوسری بیویوں سے اجازت لے اور اسے اسکی اجازت دی جائے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر عدل بین الازواج واجب تھا کہ نہیں؟

حضرات حنفیہ عدم وجوب کے قائل ہیں اور یہی مالکیہ کا راجح قول ہے۔

اکثر شوافع اور حنابلہ کے نزدیک عدل بین الازواج واجب تھا' وہ حدیث باب سے استدلال کرتے ہیں۔ حنفیہ اس کو استحباب پر محمول کرتے ہیں کہ آپ پر عدل واجب تو نہ تھا لیکن اپنی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم عدل کا اہتمام کرتے تھے۔

← حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَسْأَلُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ أَيْنَ أَنَا غَدًا أَيْنَ أَنَا غَدًا يُرِيدُ يَوْمَ عَائِشَةَ، فَأَذِنَ لَهُ أَزْوَاجُهُ يَكُونُ حَيْثُ شَاءَ، فَكَانَ فِي بَيْتِ عَائِشَةَ حَتَّى مَاتَ عِنْدَهَا قَالَتْ عَائِشَةُ فَمَاتَ فِي الْيَوْمِ الَّذِي كَانَ يَدُورُ عَلَيَّ فِيهِ فِي بَيْتِي، فَقَبَضَهُ اللَّهُ، وَإِنَّ رَأْسَهُ لَبَيْنَ نَحْرِي وَسَحْرِي، وَخَالَطَ رِيقُهُ رِيقِي

ترجمہ۔ ہم سے اسماعیل نے حدیث بیان کی' کہا کہ مجھ سے سلیمان بن بلال نے حدیث بیان کی' ان سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا' انہیں ان کے والد نے خبر دی اور انہیں عائشہؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جس مرض میں وفات ہوئی۔ اس میں آپ پوچھا کرتے تھے کہ کل میری باری کس کے یہاں ہے' کل میری باری کس کے یہاں ہے؟ آپ کو عائشہؓ کی باری کا انتظار تھا۔ چنانچہ آپ کی تمام ازواج نے آپ کو اس کی اجازت دے دی کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاں چاہیں بیماری کے دن گزاریں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عائشہؓ کے گھر آ گئے اور یہیں آپ کی وفات ہوئی' عائشہؓ نے بیان کیا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اسی دن وفات ہوئی جو میری باری کا دن تھا اللہ تعالیٰ نے جب حضور

اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے یہاں بلایا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر مبارک میرے سینے پر تھا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لعاب دہن میرے لعاب دہن سے ملا۔

باب حُبِّ الرَّجُلِ بَعْضَ نِسَائِهِ أَفْضَلَ مِنْ بَعْضٍ

مرد کا اپنی بعض بیوی کے ساتھ بعض کے مقابلہ میں زیادہ دلی لگاؤ

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ رضی الله عنهم دَخَلَ عَلَى حَفْصَةَ فَقَالَ يَا بُنَيَّةِ لَا يَغُرَّنَّكِ هَذِهِ الَّتِي أَعْجَبَهَا حُسْنُهَا حُبُّ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم إِيَّاهَا يُرِيدُ عَائِشَةَ فَقَصَصْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَتَبَسَّمَ

ترجمہ۔ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے حدیث بیان کی ان سے سلیمان نے حدیث بیان کی ان سے یحییٰ نے ان سے عبید بن حنین نے انہوں نے ابن عباسؓ سے سنا انہوں نے عمرؓ سے کہ آپ حفصہؓ کے یہاں گئے اور ان سے کہا کہ بیٹی! اپنی اس سوکن کو دیکھ کر دھوکے میں نہ آ جانا جسے اپنے حسن پر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت پر ناز ہے۔ آپ کا اشارہ عائشہؓ کی طرف تھا (عمرؓ نے بیان کیا کہ) پھر میں نے یہی بات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے دہرائی تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرا دیے۔

باب الْمُتَشَبِّعِ بِمَا لَمْ يَنَلْ، وَمَا يُنْهَى مِنِ افْتِخَارِ الضَّرَّةِ

جو چیز حاصل نہ ہو اس پر فخر کرنا سوکن کے سامنے اپنے ساتھ شوہر کے تعلق کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنے کی ممانعت

"المتشبع بما لم ینل" اس کے معنی ہیں کہ جو چیز انسان کو حاصل نہیں اس کو اپنے لیے حاصل شدہ ظاہر کرے تاکہ دوسروں کو معلوم ہو کہ یہ چیز اسے حاصل ہے۔

"وما ينهٰى من افتخار الضرّة"

اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک سوتن کو دوسری سوتن کے مقابلہ میں اس طرح کا جھوٹا افتخار ممنوع ہے کہ سوتن کو جلانے کے لیے روز بیان کرے کہ شوہر آج میرے لیے ایسا کپڑا لایا ہے، ایسا زیور لایا ہے لیکن حقیقت میں کچھ بھی نہ لایا ہو۔ ہاں البتہ اگر کسی شوہر کو کسی بیوی کے ساتھ واقعتہً محبت زیادہ ہو اور وہ اس محبت کا ذکر کرے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَاءَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ حَدَّثَتْنِي فَاطِمَةُ عَنْ أَسْمَاءَ أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ لِي ضَرَّةً، فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ إِنْ تَشَبَّعْتُ مِنْ زَوْجِي غَيْرَ الَّذِي يُعْطِينِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم الْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يُعْطَ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُورٍ

ترجمہ۔ہم سے سلیمان بن حرب نے حدیث بیان کی ان سے حماد بن زید نے حدیث بیان کی ان سے ہشام نے ان سے فاطمہ نے اور ان سے اسماءؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالہ سے۔ مجھ سے محمد ابن مثنی نے حدیث بیان کی ان

سے یحییٰ نے حدیث بیان کی ان سے ہشام نے ان سے فاطمہ نے حدیث بیان کی اور ان سے اسماءؓ نے کہ ایک خاتون نے عرض کی یا رسول اللہ! میری ایک سوکن ہے۔ اگر اپنے شوہر کی طرف سے ان چیزوں کے حاصل ہونے کی بھی داستان اسے سناؤں جو حقیقت میں میرا شوہر مجھے نہیں دیتا تو کیا اس میں کوئی حرج ہے؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر فرمایا کہ جو چیز حاصل نہ ہو اس پر فخر کرنے والا اس شخص جیسا ہے جو جھوٹ کا دہرا کپڑا پہنے ہوئے ہے (یعنی سر سے پاؤں تک جھوٹا ہے)

تشریح حدیث

ایک عورت نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) میری ایک سوتن ہے اگر میں (اس کو جلانے کے لیے اس کے سامنے) اپنے شوہر کی طرف سے جس قدر وہ مجھے دیتا ہے اس سے زیادہ بڑھا کر بتلاؤں تو کیا مجھ پر گناہ ہوگا؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ دی ہوئی چیز کو ظاہر کرنے والا ایسا ہے جیسے کوئی جھوٹ کے دو کپڑے پہنے ہوئے ہو۔

علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "ثوب" کا لفظ اس میں بطور محاورہ اور بطور مثال استعمال ہے اور مطلب یہ ہے کہ ایسا شخص جھوٹا ہے جیسے کسی کی صفائی بیان کرنی ہو تو کہتے ہیں "هو طاهر الثوب" مراد اس سے ثوب نہیں ہوتا بلکہ نفس رجل ہوتا ہے۔

ابو سعید ضریر نے فرمایا کہ جھوٹی گواہی دینے والا دو خوبصورت کپڑے پہن کر گواہی دیتا ہے تاکہ اس کی ظاہری اچھی حالت کو دیکھ کر اس پر جھوٹ کا گمان نہ ہو۔ نعیم بن حماد سے اس سلسلہ میں ایک حکایت بھی نقل کی گئی ہے کہ ایک قبیلہ میں ظاہری ہیئت کے اعتبار سے ایک باوقار آدمی رہتا تھا جب بھی جھوٹی گواہی دینا ہوتی تو وہ دو کپڑے پہن کر گواہی دیتا اور اس کی ظاہری کیفیت اور لباس کی وجہ سے اس کی گواہی قبول کر لی جاتی۔

حدیث میں "ثَوبَیْ زُور" کو تثنیہ لانے میں یہ حکمت بھی ہے کہ اس میں اپنے نفس پر بھی جھوٹ ہے کہ جو چیز ملی نہیں اس کا اظہار ہے اور دوسرے پر بھی جھوٹ ہے کہ جو چیز اس نے دی نہیں اس کی نسبت اس کی طرف کی جا رہی ہے۔ اسی طرح جھوٹی گواہی دینے والا اپنے اوپر بھی ظلم کرتا ہے اور مشہود علیہ پر بھی ظلم کرتا ہے۔

بابُ الْغَيْرَةِ

باب غیرت

وَقَالَ وَرَّادٌ عَنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ لَوْ رَأَيْتُ رَجُلاً مَعَ امْرَأَتِي لَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ غَيْرَ مُصْفِحٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم أَتَعْجَبُونَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ، لَأَنَا أَغْيَرُ مِنْهُ وَاللَّهُ أَغْيَرُ مِنِّي

اور وراد نے مغیرہ کے واسطہ سے بیان کیا سعد بن عبادہؓ نے کہا کہ اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو دیکھ لوں تو اسے اپنی سیدھی تلوار سے قتل کر ڈالوں اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تمہیں سعد کی غیرت پر حیرت ہے۔ یقیناً میں اس سے زیادہ غیرت مند ہوں اور اللہ مجھ سے بھی زیادہ غیرت مند ہے؟

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ مَا مِنْ أَحَدٍ أَغْيَرُ مِنَ اللَّهِ ، مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ ، وَمَا أَحَدٌ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللَّهِ

ترجمہ۔ہم سے عمر بن حفص نے حدیث بیان کی ان سے ان کے والد نے حدیث بیان کی ان سے اعمش نے حدیث بیان کی ان سے شقیق نے اور ان سے عبداللہ بن مسعودؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیرت مند اور کوئی نہیں یہی وجہ ہے کہ اس نے بدکاریوں کو حرام قرار دیا ہے اور اللہ سے زیادہ کوئی اپنی تعریف پسند کرنے والا نہیں ہے:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ مَا أَحَدٌ أَغْيَرَ مِنَ اللَّهِ أَنْ يَرَى عَبْدَهُ أَوْ أَمَتَهُ تَزْنِي يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلاً وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا

ترجمہ۔ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے حدیث بیان کی ان سے مالک نے ان سے ہشام نے ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے امت محمد! اللہ سے بڑھ کر غیرت مند اور کوئی نہیں کہ وہ اپنے بندہ یا بندی کو زنا کرتے ہوئے دیکھے۔اے امت محمد اگر تمہیں وہ معلوم ہوتا جو مجھے معلوم ہے تو تم ہنستے کم اور روتے زیادہ:

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ عَنْ أُمِّهِ أَسْمَاءَ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ لاَ شَيْءَ أَغْيَرُ مِنَ اللَّهِ وَعَنْ يَحْيَى أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم

ترجمہ۔ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے حدیث بیان کی ان سے ہمام نے حدیث بیان کی ان سے یحییٰ نے ان سے ابوسلمہ نے ان سے عروہ بن زبیر نے حدیث بیان کی اور ان سے ان کی والدہ اسماءؓ نے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے کہ اللہ سے زیادہ غیرت مند کوئی نہیں۔اور یحییٰ سے روایت ہے کہ ان سے ابوسلمہ نے حدیث بیان کی اور ان سے ابوہریرہؓ نے حدیث بیان کی کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا

حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أَنَّهُ قَالَ إِنَّ اللَّهَ يَغَارُ وَغَيْرَةُ اللَّهِ أَنْ يَأْتِيَ الْمُؤْمِنُ مَا حَرَّمَ اللَّهُ

ترجمہ۔ہم سے ابونعیم نے حدیث بیان کی ان سے شیبان نے حدیث بیان کی ان سے یحییٰ نے ان سے ابوسلمہ نے اور انہوں نے ابوہریرہ سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کو غیرت آتی ہے اور اللہ کو غیرت اس وقت آتی ہے جب بندہ مومن وہ کام کرتا ہے جسے اللہ نے حرام کیا ہے:

حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رضي الله عنهما قَالَتْ تَزَوَّجَنِي الزُّبَيْرُ ، وَمَا لَهُ فِي الْأَرْضِ مِنْ مَالٍ ، وَلاَ مَمْلُوكٍ ، وَلاَ شَيْءٍ غَيْرَ نَاضِحٍ ، وَغَيْرَ فَرَسِهِ ، فَكُنْتُ أَعْلِفُ فَرَسَهُ ، وَأَسْتَقِي الْمَاءَ ، وَأَخْرِزُ غَرْبَهُ وَأَعْجِنُ ، وَلَمْ أَكُنْ أُحْسِنُ أَخْبِزُ ، وَكَانَ يَخْبِزُ جَارَاتٌ لِي مِنَ الْأَنْصَارِ وَكُنَّ نِسْوَةَ صِدْقٍ ، وَكُنْتُ أَنْقُلُ النَّوَى مِنْ أَرْضِ الزُّبَيْرِ الَّتِي أَقْطَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم عَلَى رَأْسِي ، وَهْيَ مِنِّي عَلَى ثُلُثَيْ فَرْسَخٍ ، فَجِئْتُ يَوْمًا وَالنَّوَى عَلَى رَأْسِي فَلَقِيتُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم وَمَعَهُ نَفَرٌ مِنَ الْأَنْصَارِ

فَدَعَانِي ثُمَّ قَالَ إِخْ إِخْ لِيَحْمِلَنِي خَلْفَهُ ، فَاسْتَحْيَيْتُ أَنْ أَسِيرَ مَعَ الرِّجَالِ ، وَذَكَرْتُ الزُّبَيْرَ وَغَيْرَتَهُ ، وَكَانَ أَغْيَرَ النَّاسِ ، فَعَرَفَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنِّي قَدِ اسْتَحْيَيْتُ فَمَضَى ، فَجِئْتُ الزُّبَيْرَ فَقُلْتُ لَقِيَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَعَلَى رَأْسِي النَّوَى ، وَمَعَهُ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِهِ ، فَأَنَاخَ لِأَرْكَبَ ، فَاسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ وَعَرَفْتُ غَيْرَتَكَ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَحَمْلُكِ النَّوَى كَانَ أَشَدَّ عَلَيَّ مِنْ رُكُوبِكِ مَعَهُ قَالَتْ حَتَّى أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَ ذٰلِكَ بِخَادِمٍ يَكْفِينِي سِيَاسَةَ الْفَرَسِ ، فَكَأَنَّمَا أَعْتَقَنِي

ترجمہ۔ ہم سے محمود نے حدیث بیان کی ان سے ابو اسامہ نے حدیث بیان کی ان سے ہشام نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھے میرے والد نے خبر دی اور ان سے اسماء بنت ابی بکرؓ نے بیان کیا کہ زبیرؓ نے مجھ سے شادی کی تو ان کے پاس ایک اونٹ اور ان کے گھوڑے کے سوا روئے زمین پر کوئی مال کوئی غلام کوئی چیز نہیں تھی میں ہی ان کا گھوڑا چراتی۔ پانی پلاتی ان کا ڈول سیتی اور آٹا گوندھتی۔ میں اچھی طرح روٹی نہیں پکا سکتی تھی انصار کی کچھ لڑکیاں میری روٹی پکا جاتی تھیں یہ بڑی سچی اور باوفا عورتیں تھیں زبیرؓ کی وہ زمین جو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دی تھی اس سے میں اپنے سر پر کھجور کی گٹھلیاں گھر لایا کرتی تھی۔ یہ زمین میرے گھر سے تہائی فرسخ دور تھی۔ ایک روز میں آ رہی تھی اور گٹھلیاں میرے سر پر تھیں کہ راستے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میری ملاقات ہوگئی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ قبیلہ انصار کے کئی افراد تھے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بلایا پھر (اپنے اونٹ کو بٹھانے کیلئے) کہا اخ اخ! آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاہتے تھے کہ مجھے اپنی سواری پر اپنے پیچھے سوار کر لیں لیکن مجھے مردوں کے ساتھ چلنے میں شرم آئی اور زبیرؓ کی غیرت کا بھی خیال آیا۔ زبیرؓ بڑے ہی باغیرت تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی سمجھ گئے کہ میں شرم محسوس کر رہی ہوں اس لئے آپ آگے بڑھ گئے پھر میں زبیرؓ کے پاس آئی اور ان سے واقعہ کا ذکر کیا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میری ملاقات ہوگئی تھی۔ میرے سر پر گٹھلیاں تھیں اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ کے چند صحابہ بھی تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا اونٹ مجھے بٹھانے کے لئے بٹھایا لیکن مجھے اس سے شرم آئی اور تمہاری غیرت کا بھی خیال آیا اس پر زبیرؓ نے کہا کہ بخدا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تمہارے سر پر گٹھلیوں کا بوجھ دیکھنا آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تمہارے سوار ہونے سے زیادہ مجھ پر گراں ہے بیان کیا کہ آخر اس کے بعد ابو بکرؓ نے ایک خادم بھیج دیا جس نے گھوڑے کی رکھوالی (وغیرہ) سے مجھے چھٹکارا دیا جیسے انہوں نے مجھے آزاد کر دیا:

حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم عِنْدَ بَعْضِ نِسَائِهِ فَأَرْسَلَتْ إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ بِصَحْفَةٍ فِيهَا طَعَامٌ ، فَضَرَبَتِ الَّتِي النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فِي بَيْتِهَا يَدَ الْخَادِمِ فَسَقَطَتِ الصَّحْفَةُ فَانْفَلَقَتْ ، فَجَمَعَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فِلَقَ الصَّحْفَةِ ، ثُمَّ جَعَلَ يَجْمَعُ فِيهَا الطَّعَامَ الَّذِي كَانَ فِي الصَّحْفَةِ وَيَقُولُ غَارَتْ أُمُّكُمْ ، ثُمَّ حَبَسَ الْخَادِمَ حَتَّى أُتِيَ بِصَحْفَةٍ مِنْ عِنْدِ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا ، فَدَفَعَ الصَّحْفَةَ الصَّحِيحَةَ إِلَى الَّتِي كُسِرَتْ صَحْفَتُهَا ، وَأَمْسَكَ الْمَكْسُورَةَ فِي بَيْتِ الَّتِي كَسَرَتْ

ترجمہ۔ ہم سے علی نے حدیث بیان کی ان سے ابن علیہ نے حدیث بیان کی ان سے حمید نے ان سے انسؓ نے

بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ایک زوجہ مطہرہ (عائشہؓ) کے یہاں تشریف رکھتے تھے اس وقت ایک زوجہ مطہرہ (زینب بنت جحشؓ) آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے ایک برتن میں کچھ کھانے کی چیز بھیجی جن کے گھر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت تشریف رکھتے تھے انہوں نے خادم کے ہاتھ پر (غصہ میں) مارا جس کی وجہ سے برتن گر کر ٹوٹ گیا۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے برتن کے ٹکڑے جمع کیے اور جو کھانا اس برتن میں تھا اسے بھی اس میں جمع کرنے لگے اور (خادم سے) فرمایا کہ تمہاری ماں کو غیرت آ گئی ہے اس کے بعد خادم کو روکے رکھا آخر جن کے گھر میں وہ برتن ٹوٹا تھا ان کی طرف سے نیا برتن منگوایا گیا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ نیا برتن ان زوجہ مطہرہ کو واپس کیا جن کا برتن توڑ دیا گیا تھا اور ٹوٹا ہوا برتن ان کے یہاں رکھ لیا جن کے گھر میں وہ ٹوٹا تھا:

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضي الله عنهما عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ أَوْ أَتَيْتُ الْجَنَّةَ فَأَبْصَرْتُ قَصْرًا فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا قَالُوا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَدْخُلَهُ فَلَمْ يَمْنَعْنِي إِلَّا عِلْمِي بِغَيْرَتِكَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا نَبِيَّ اللّٰهِ أَوَعَلَيْكَ أَغَارُ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن ابی بکر مقدمی نے حدیث بیان کی ان سے معتمر نے حدیث بیان کی ان سے عبیداللہ نے ان سے محمد بن منکدر نے اور ان سے جابر بن عبداللہؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ میں جنت میں داخل ہوا۔ یا (آپ نے یہ فرمایا کہ) میں جنت میں گیا۔ وہاں میں نے ایک محل دیکھا میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے؟ فرشتوں نے بتایا کہ عمر بن خطاب کا۔ میں نے چاہا کہ اس کے اندر جاؤں لیکن رک گیا کیونکہ تمہاری غیرت مجھے معلوم تھی۔ اس پر عمرؓ نے عرض کی یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں اے اللہ کے نبی! کیا میں آپ پر غیرت کروں گا:

← حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم جُلُوسٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ، فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلَى جَانِبِ قَصْرٍ، فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا لِعُمَرَ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهُ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا فَبَكَى عُمَرُ وَهُوَ فِي الْمَجْلِسِ ثُمَّ قَالَ أَوَعَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَغَارُ

ترجمہ۔ ہم سے عبدان نے حدیث بیان کی انہیں عبداللہ نے خبر دی انہیں یونس نے انہیں زہری نے کہا کہ مجھے ابن مسیب نے خبر دی اور ان سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ ہم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ خواب میں میں نے اپنے آپ کو جنت میں دیکھا۔ وہاں میں نے دیکھا کہ ایک محل کے کنارے ایک عورت وضو کر رہی تھی میں نے پوچھا کہ یہ محل کس کا ہے؟ فرشتے نے کہا کہ عمر بن خطابؓ کا۔ میں ان کی غیرت کا خیال کر کے واپس چلا آیا۔ عمرؓ نے جو اس وقت مجلس ہی میں موجود تھے اس پر رو دیے اور عرض کی یارسول اللہ! کیا میں آپ پر بھی غیرت کروں گا۔

بَاب غَيْرَةِ النِّسَاءِ وَوَجْدِهِنَّ

عورتوں کی غیرت اور ان کی ناراضگی

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم إِنِّي لَأَعْلَمُ إِذَا كُنْتِ عَنِّي رَاضِيَةً، وَإِذَا كُنْتِ عَلَيَّ غَضْبَى قَالَتْ فَقُلْتُ مِنْ أَيْنَ تَعْرِفُ ذَلِكَ فَقَالَ أَمَّا إِذَا كُنْتِ عَنِّي رَاضِيَةً فَإِنَّكِ تَقُولِينَ لَا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ، وَإِذَا كُنْتِ غَضْبَى قُلْتِ لَا وَرَبِّ إِبْرَاهِيمَ قَالَتْ قُلْتُ أَجَلْ وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا أَهْجُرُ إِلَّا اسْمَكَ

ترجمہ۔ ہم سے عبید بن اسماعیل نے حدیث بیان کی ان سے ابواسامہ نے حدیث بیان کی' ان سے ہشام نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔ میں خوب پہچانتا ہوں کہ کب تم مجھ سے خوش ہو اور کب تم مجھ پر ناراض ہو۔ بیان کیا کہ اس پر میں نے عرض کی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ بات کس طرح سمجھتے ہیں؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو تو کہتی ہو نہیں محمد کے رب کی قسم! اور جب تم مجھ سے ناراض ہوتی ہو تو کہتی ہو نہیں ابراہیم کے رب کی قسم! بیان کیا کہ میں نے عرض کی ہاں خدا گواہ ہے۔ یارسول اللہ! میں صرف آپ کے نام کا ذکر ہی چھوڑتی ہوں (قلبی تعلق اس وقت بھی باقی رہتا ہے)

حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ أَبِي رَجَاءٍ حَدَّثَنَا النَّضْرُ عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلَى امْرَأَةٍ لِرَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم كَمَا غِرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ، لِكَثْرَةِ ذِكْرِ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم إِيَّاهَا وَثَنَائِهِ عَلَيْهَا، وَقَدْ أُوحِيَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ لَهَا فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ

ترجمہ۔ مجھ سے احمد بن ابی رجاء نے حدیث بیان کی ان سے نضر نے حدیث بیان کی' ان سے ہشام نے' کہا کہ مجھے میرے والد نے خبر دی' ان سے عائشہؓ نے' آپ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کسی عورت پر مجھے اتنی غیرت نہیں آتی تھی جتنی ام المومنین خدیجہؓ پر آتی تھی۔ کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کا ذکر بکثرت کیا کرتے تھے اور ان کی تعریف کرتے تھے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی کی گئی تھی کہ خدیجہؓ کو جنت میں ان کے موتی کے گھر کی بشارت دیدیں۔

بَاب ذَبِّ الرَّجُلِ عَنِ ابْنَتِهِ فِي الْغَيْرَةِ وَالْإِنْصَافِ

غیرت کے معاملہ میں کسی شخص کا اپنی بیٹی کی طرف سے مدافعت کرنا اور اس کیلئے انصاف کی طلب

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ إِنَّ بَنِي هِشَامِ بْنِ الْمُغِيرَةِ اسْتَأْذَنُوا فِي أَنْ يُنْكِحُوا ابْنَتَهُمْ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَلَا آذَنُ، ثُمَّ لَا آذَنُ، ثُمَّ لَا آذَنُ، إِلَّا أَنْ يُرِيدَ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ أَنْ يُطَلِّقَ ابْنَتِي وَيَنْكِحَ ابْنَتَهُمْ، فَإِنَّمَا هِيَ بَضْعَةٌ مِنِّي يُرِيبُنِي مَا أَرَابَهَا وَيُؤْذِينِي مَا آذَاهَا

ترجمہ۔ ہم سے قتیبہ نے حدیث بیان کی اُن سے لیث نے حدیث بیان کی اُن سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے مسور بن مخرمہؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے کہ بنی ھاشم بن مغیرہ نے اپنی بیٹی کا نکاح علی بن ابی طالب سے کرنے کی مجھ سے اجازت مانگی ہے لیکن میں انہیں اجازت نہیں دوں گا۔ یقیناً میں اسکی اجازت نہیں دوں گا یقیناً میں اسکی اجازت نہیں دوں گا البتہ اگر علی بن ابی طالب میری بیٹی کو طلاق دے کر ان کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہیں (تو میں اس میں رکاوٹ نہیں بنوں گا) کیونکہ وہ فاطمہؓ میرے گوشت کا ایک ٹکڑا ہے۔ جو چیز اس کے لئے باعث ناگواری ہے وہ میرے لیے باعث ناگواری ہے اور جس چیز سے اسے تکلیف پہنچتی ہے اس سے مجھے تکلیف پہنچتی ہے۔

باب يَقِلُّ الرِّجَالُ وَيَكْثُرُ النِّسَاءُ

مرد کم ہو جائیں گے اور عورتیں زیادہ ہو جائیں گی

وَقَالَ أَبُو مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَتَرَى الرَّجُلَ الْوَاحِدَ يَتْبَعُهُ أَرْبَعُونَ امْرَأَةً، يَلُذْنَ بِهِ مِنْ قِلَّةِ الرِّجَالِ وَكَثْرَةِ النِّسَاءِ

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالہ سے ابو موسیٰؓ نے بیان کیا کہ تم دیکھو گے کہ چالیس عورتیں ایک مرد کے پیچھے اس کی خوشامد کرتی پھرتی ہیں۔ کیونکہ مرد کم ہونگے اور عورتیں زیادہ ہو جائیں گی۔

حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ الْحَوْضِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رضى الله عنه قَالَ لأُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم لاَ يُحَدِّثُكُمْ بِهِ أَحَدٌ غَيْرِي، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ، وَيَكْثُرَ الْجَهْلُ وَيَكْثُرَ الزِّنَا، وَيَكْثُرَ شُرْبُ الْخَمْرِ، وَيَقِلَّ الرِّجَالُ، وَيَكْثُرَ النِّسَاءُ حَتَّى يَكُونَ لِخَمْسِينَ امْرَأَةً الْقَيِّمُ الْوَاحِدُ

ترجمہ۔ ہم سے حفص بن عمر حوضی نے حدیث بیان کی اُن سے ہشام نے حدیث بیان کی ان سے قتادہ نے اور ان سے انسؓ نے بیان کیا میں تم سے وہ حدیث بیان کروں گا جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے۔ میرے سوا یہ حدیث تم سے کوئی اور نہیں بیان کرے گا۔ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ علم اٹھالیا جائے گا اور جہالت بڑھ جائے گی زنا بڑھ جائے گی اور لوگ شراب زیادہ پینے لگیں گے مرد کم ہو جائیں گے اور عورتوں کی تعداد زیادہ ہو جائے گی۔ حالت یہ ہو جائے گی کہ پچاس عورتوں پر ایک مرد رہ جائے گا۔

باب لاَ يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلاَّ ذُو مَحْرَمٍ، وَالدُّخُولُ عَلَى الْمُغِيبَةِ

محرم کے سوا کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی اختیار نہ کرے

اور ایسی عورت کے پاس جانا جس کا شوہر موجود نہ ہو

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى

الله عليه وسلم قَالَ إِيَّاكُمْ وَالدُّخُولَ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يَا رَسُولَ اللهِ أَفَرَأَيْتَ الْحَمْوَ قَالَ الْحَمْوُ الْمَوْتُ

ترجمہ۔ہم سے قتیبہ بن سعید نے حدیث بیان کی ان سے لیث نے حدیث بیان کی اُن سے یزید بن ابی حبیب نے ان سے ابوالخیر نے اوران سے عقبہ بن عامرؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عورتوں میں جانے سے بچتے رہو۔اس پر قبیلہ انصار کے ایک صحابی نے عرض کی یارسول اللہ! دیور کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے (وہ اپنی بھاوج کے سامنے جاسکتا ہے یا نہیں؟) آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دیور تو موت ہے

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ امْرَأَتِي خَرَجَتْ حَاجَّةً وَاكْتُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا قَالَ ارْجِعْ فَحُجَّ مَعَ امْرَأَتِكَ

ترجمہ۔ہم سے علی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی اُن سے سفیان نے حدیث بیان کی اُن سے عمرو نے حدیث بیان کی ان سے ابومعبد نے اوران سے ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔محرم کے سوا کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھے اس پر ایک صحابی نے عرض کی یارسول اللہ! میری بیوی حج کرنے گئی ہے اور میرا نام فلاں غزوہ میں لکھا گیا ہے۔آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔پھر تم واپس جاؤ اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو

بَاب مَا يَجُوزُ أَنْ يَخْلُوَ الرَّجُلُ بِالْمَرْأَةِ عِنْدَ النَّاسِ

لوگوں کی موجودگی میں ایک طرف کسی اجنبی عورت سے کسی مرد کی گفتگو جائز ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَخَلَا بِهَا فَقَالَ وَاللهِ إِنَّكُنَّ لَأَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ

ترجمہ۔ہم سے محمد بن بشار نے حدیث کی ان سے غندر نے حدیث بیان کی اُن سے شعبہ نے حدیث بیان کی اُن سے ہشام نے بیان کیا انھوں نے انس بن مالکؓ سے سنا آپ نے بیان کیا کہ قبیلہ انصار کی ایک خاتون نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئیں اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے ایک طرف (مجلس سے اتنے فاصلہ پر کہ اہل مجلس ان کی بات نہ سن سکیں) گفتگو کی اس کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ (یعنی انصار) مجھے سب لوگوں سے زیادہ عزیز ہو۔

بَاب مَا يُنْهَى مِنْ دُخُولِ الْمُتَشَبِّهِينَ بِالنِّسَاءِ عَلَى الْمَرْأَةِ

عورتوں کی چال ڈھال اختیار کرنے والے مردوں کا کسی عورت کے پاس جانا ممنوع ہے

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ عِنْدَهَا وَفِي الْبَيْتِ مُخَنَّثٌ ، فَقَالَ الْمُخَنَّثُ لِأَخِي أُمِّ سَلَمَةَ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ إِنْ فَتَحَ اللهُ عَلَيْكُمُ الطَّائِفَ غَدًا أَدُلُّكَ عَلَى ابْنَةِ غَيْلَانَ ، فَإِنَّهَا تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم لَا يَدْخُلَنَّ هَذَا عَلَيْكُنَّ

ترجمہ۔ ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے حدیث بیان کی ان سے عبدہ نے حدیث بیان کی ان سے ہشام بن عروہ نے ان سے ان کے والد نے ان سے زینب بنت ام سلمہؓ نے اور ان سے ام المومنین ام سلمہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے یہاں تشریف رکھتے تھے۔ گھر میں ایک مخنث بھی تھا۔ اس مخنث نے ام سلمہؓ کے بھائی عبداللہ بن ابی امیہ سے کہا کہ اگر کل اللہ نے تمہیں طائف پر فتح عنایت فرمائی تو میں تمہیں غیلان کی بیٹی دکھاؤں گا۔ کیونکہ وہ سامنے آتی ہے تو (موٹاپے کی وجہ سے) اس کے چار شکنیں پڑی ہوتی ہیں اور جب پیچھے پھرتی ہے تو آٹھ ہو جاتی ہیں۔ اس کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام سلمہؓ سے) فرمایا کہ یہ (مخنث تمہارے پاس اب نہ آیا کرے۔

باب نَظَرِ الْمَرْأَةِ إِلَى الْحَبَشِ وَنَحْوِهِمْ مِنْ غَيْرِ رِيبَةٍ

جب تہمت کا خوف نہ ہو تو کسی عورت کا اہل حبش اور دوسرے اجنبی مردوں کو دیکھنا

اس باب سے یہ بتلانا مقصود ہے کہ عورت کا بغیر شہوت کے مردوں کو دیکھنا جائز ہے۔ یہی آئمہ ثلاثہ کا مذہب ہے۔ آئمہ ثلاثہ حدیث الباب سے استدلال کرتے ہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب عدم جواز کا ہے۔ وہ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے استدلال کرتے ہیں۔ وہ فرماتی ہیں:

كنتُ انا و ميمونه جالستين عند رسول الله صلى الله عليه وسلّم فاستاذن عليه ابن أم مكتوم فقال إحْتَجِبَا منه، فقلنا: يا رسول الله، اليس اعمى لا يُبصرنا ولا يعرفنا فقال أفَعَمْيَا وَانِ انتما، الستما تُبصرانه

جمہور کی طرف حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا والی مذکورہ روایت کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ مذکورہ حکم تقویٰ پر محمول ہے فتویٰ کا بیان نہیں یا یہ حکم ابن مکتوم رضی اللہ عنہ کے ساتھ خاص تھا کیونکہ وہ نابینا تھے اور نابینا کے جسم سے بعض ایسے حصہ کے کھل جانے کا امکان ہوتا ہے جس کو دیکھنا عورتوں کے لیے ہر حال میں ناجائز ہے۔

بہر حال امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ باب قائم کر کے اور اس کے تحت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت ذکر کر کے یہ بتایا کہ عورت اجنبی مرد کی طرف دیکھ سکتی ہے۔ البتہ یہ جواز اس وقت ہے جب فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔ چنانچہ ترجمۃ الباب میں "من غير ريبة" سے اسی طرف اشارہ ہے۔

← حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ عَنْ عِيسَى عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَسْتُرُنِي بِرِدَائِهِ، وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى الْحَبَشَةِ يَلْعَبُونَ فِي الْمَسْجِدِ، حَتَّى أَكُونَ أَنَا الَّذِي أَسْأَمُ، فَاقْدُرُوا قَدْرَ الْجَارِيَةِ الْحَدِيثَةِ السِّنِّ الْحَرِيصَةِ عَلَى اللَّهْوِ

ترجمہ۔ ہم سے اسحاق بن ابراہیم حنظلی نے حدیث بیان کی ان سے عیسیٰ نے ان سے اوزاعی نے ان سے زہری نے ان سے عروہ نے اور ان سے عائشہؓ نے بیان کیا کہ میں نے دیکھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے لئے اپنی چادر سے پردہ کئے ہوئے ہیں۔ میں حبشہ کے ان لوگوں کو دیکھ رہی تھی جو مسجد میں (جنگی) کھیل کا مظاہرہ کر رہے تھے آخر میں ہی

اکتا گئی، تم خود ہی اندازہ لگا سکتے ہو کہ ایک نوعمر لڑکی جو کھیل کود کی شائق ہو کتنی دیر تک اس میں دلچسپی لے سکتی ہے (اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنی دیر تک کھڑے عائشہؓ کے لئے پردہ کئے رہے)

بَاب خُرُوجِ النِّسَاءِ لِحَوَائِجِهِنَّ

عورتوں کا اپنی ضرورتوں کے لئے باہر نکلنا

حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ لَيْلاً فَرَآهَا عُمَرُ فَعَرَفَهَا فَقَالَ إِنَّكِ وَاللَّهِ يَا سَوْدَةُ مَا تَخْفَيْنَ عَلَيْنَا ، فَرَجَعَتْ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لَهُ ، وَهُوَ فِي حُجْرَتِي يَتَعَشَّى ، وَإِنَّ فِي يَدِهِ لَعَرْقًا ، فَأُنْزِلَ عَلَيْهِ فَرُفِعَ عَنْهُ وَهُوَ يَقُولُ قَدْ أُذِنَ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجْنَ لِحَوَائِجِكُنَّ

ترجمہ۔ ہم سے فروہ بن ابی المغراء نے حدیث بیان کی، ان سے علی بن مسہر نے حدیث بیان کی، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہؓ نے بیان کیا کہ ام المومنین سودہ بنت زمعہؓ رات کے وقت باہر نکلیں تو عمرؓ نے انہیں دیکھ لیا اور پہچان گئے۔ پھر کہا، سودہ بخدا تم ہم سے چھپ نہیں سکتیں۔ (اگر پردہ کیے ہوئے ہو جب بھی ہم پہچان سکتے ہیں) جب سودہؓ واپس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئیں تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت میرے حجرہ میں شام کا کھانا کھا رہے تھے آپ کے ہاتھ میں گوشت کی ایک ہڈی تھی اس وقت آپ پر وحی نازل ہونی شروع ہوئی اور جب نزول وحی کا سلسلہ ختم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ تمہیں اجازت دی گئی ہے کہ تم اپنی ضروریات کے لئے باہر نکل سکتی ہو۔

بَاب اسْتِئْذَانِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا فِي الْخُرُوجِ إِلَى الْمَسْجِدِ وَغَيْرِهِ

مسجد وغیرہ میں جانے کے لئے عورت کا اپنے شوہر سے اجازت چاہنا

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم إِذَا اسْتَأْذَنَتِ امْرَأَةُ أَحَدِكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلاَ يَمْنَعْهَا

ترجمہ۔ ہم سے علی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی، ان سے سفیان نے حدیث بیان کی، ان سے زہری نے، ان سے سالم نے اور ان سے ان کے والد (عبداللہ بن عمرؓ) نے اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب تم میں سے کسی کی بیوی مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے) جانے کی اجازت مانگے تو اسے نہ روکو۔

باب مَا يَحِلُّ مِنَ الدُّخُولِ وَالنَّظَرِ إِلَى النِّسَاءِ فِي الرَّضَاعِ

رضاعت کے رشتہ میں عورتوں کے پاس جانا اور انہیں دیکھنا جائز ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها أَنَّهَا قَالَتْ جَاءَ عَمِّي مِنَ الرَّضَاعَةِ فَاسْتَأْذَنَ عَلَيَّ فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ حَتَّى أَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ إِنَّهُ عَمُّكِ فَأْذَنِي لَهُ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا أَرْضَعَتْنِي الْمَرْأَةُ وَلَمْ يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم إِنَّهُ عَمُّكِ فَلْيَلِجْ عَلَيْكِ قَالَتْ عَائِشَةُ وَذَلِكَ بَعْدَ أَنْ ضُرِبَ عَلَيْنَا الْحِجَابُ قَالَتْ عَائِشَةُ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی انہیں مالک نے خبر دی انہیں ہشام بن عروہ نے' انہیں ان کے والد نے اور ان سے عائشہؓ نے بیان کیا کہ میرے رضاعی چچا آئے اور میرے پاس اندر آنے کی اجازت چاہی لیکن میں نے کہا کہ جب تک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھ نہ لوں' اجازت نہیں دے سکتی۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو میں نے آپ سے اس کے متعلق پوچھا' آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تو تمہارے چچا ہیں' انہیں اندر بلا لو۔ میں نے اس پر کہا کہ یا رسول اللہ! عورت نے مجھے دودھ پلایا تھا' کوئی مرد نے تھوڑا ہی پلایا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' ہیں تو وہ تمہارے چچا ہیں (رضاعی) اس لئے وہ تمہارے پاس آسکتے ہیں۔ یہ واقعہ ہمارے لیے پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد کا ہے۔ عائشہؓ نے فرمایا کہ نسب سے جو چیزیں حرام ہوتی ہیں رضاعت سے بھی وہ حرام ہوتی ہیں:

باب لَا تُبَاشِرُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ فَتَنْعَتَهَا لِزَوْجِهَا

کوئی عورت کسی دوسری عورت سے ملنے کے بعد اپنے شوہر سے اسکا حلیہ بیان نہ کرے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی الله عنه قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم لَا تُبَاشِرِ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ فَتَنْعَتَهَا لِزَوْجِهَا ، كَأَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن یوسف نے حدیث بیان کی ان سے سفیان نے حدیث بیان کی ان سے منصور نے ان سے ابو وائل نے اور ان سے عبداللہ ابن مسعودؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی عورت کسی عورت سے ملنے کے بعد اپنے شوہر سے اس کا حلیہ بیان نہ کرے گویا کہ وہ اسے دیکھ رہا ہے۔

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي شَقِيقٌ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم لَا تُبَاشِرِ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ فَتَنْعَتَهَا لِزَوْجِهَا كَأَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا

ترجمہ۔ ہم سے عمرو بن حفص بن غیاث نے حدیث بیان کی ان سے ان کے والد نے حدیث بیان کی ان سے اعمش نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے شقیق نے حدیث بیان کی کہا کہ میں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے سنا آپ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی عورت کسی عورت سے مل کر اپنے شوہر سے اس کا حلیہ بیان نہ کرے گویا کہ وہ اسے دیکھ رہا ہے۔

باب قَوْلِ الرَّجُلِ لَأَطُوفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلَى نِسَائِهِ

کسی مرد کا یہ کہنا کہ آج رات میں اپنی تمام بیویوں کے پاس جاؤں گا

حَدَّثَنِي مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ لَأَطُوفَنَّ اللَّيْلَةَ بِمِائَةِ امْرَأَةٍ، تَلِدُ كُلُّ امْرَأَةٍ غُلَامًا، يُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، فَقَالَ لَهُ الْمَلَكُ قُلْ إِنْ شَاءَ اللَّهُ فَلَمْ يَقُلْ وَنَسِيَ، فَأَطَافَ بِهِنَّ، وَلَمْ تَلِدْ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةٌ نِصْفَ إِنْسَانٍ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم لَوْ قَالَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَمْ يَحْنَثْ، وَكَانَ أَرْجَى لِحَاجَتِهِ

ترجمہ۔ مجھ سے محمد نے حدیث بیان کی۔ ان سے عبدالرزاق نے حدیث بیان کی انہیں معمر نے خبر دی انہیں ابن طاؤس نے انہیں ان کے والد نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے فرمایا کہ آج رات میں اپنی سو بیویوں کے پاس جاؤں گا (اور اس قربت کے نتیجہ میں) ہر عورت ایک بچہ جنے گی جو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرے گا۔ فرشتہ نے ان سے کہا کہ ان شاء اللہ (اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا) کہہ لیجئے لیکن آپ نے نہیں کہا اور بھول گئے۔ چنانچہ آپ تمام بیویوں کے پاس گئے لیکن ایک کے سوا کسی کے یہاں بھی بچہ پیدا نہ ہوا اور اس ایک کے یہاں بھی آدھا بچہ پیدا ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر انہوں نے ان شاء اللہ کہہ لیا ہوتا تو حانث نہ ہونے اور ان کی خواہش پوری ہونے کی امید زیادہ تھی۔

بَابٌ لَا يَطْرُقُ أَهْلَهُ لَيْلًا إِذَا أَطَالَ الْغَيْبَةَ مَخَافَةَ أَنْ يُخَوِّنَهُمْ أَوْ يَلْتَمِسَ عَثَرَاتِهِمْ

طویل سفر کے بعد کوئی شخص اپنے گھر (اطلاع کے بغیر) رات کے وقت نہ آئے ممکن ہے اس طرح اسے اہل خانہ پر خیانت کا شبہ ہو جائے یا وہ ان کے عیوب کی ٹوہ میں لگ جائے

← حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَارِبُ بْنُ دِثَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رضی الله عنه قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم يَكْرَهُ أَنْ يَأْتِيَ الرَّجُلُ أَهْلَهُ طُرُوقًا

ترجمہ۔ ہم سے آدم نے حدیث بیان کی ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی ان سے محارب بن دثار نے حدیث بیان کی کہا کہ میں نے جابر بن عبداللہؓ سے سنا آپ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی شخص سے رات کے وقت اپنے گھر (سفر سے اچانک) آنے پر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا تھا۔

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا عَاصِمُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنِ الشَّعْبِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم إِذَا أَطَالَ أَحَدُكُمُ الْغَيْبَةَ فَلَا يَطْرُقْ أَهْلَهُ لَيْلًا

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن مقاتل نے حدیث بیان کی انہیں عبداللہ نے خبر دی انہیں عاصم بن سلیمان نے خبر دی۔ انہیں شعبی نے اور ان سے جابر ابن عبداللہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی شخص زیادہ دنوں تک اپنے گھر سے دور رہا ہو تو اپنے گھر اسے رات کے وقت نہ آنا چاہئے۔

بَابُ طَلَبِ الْوَلَدِ

بچہ کی خواہش

← حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ هُشَيْمٍ عَنْ سَيَّارٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم فِي غَزْوَةٍ، فَلَمَّا قَفَلْنَا تَعَجَّلْتُ عَلَى بَعِيرٍ قَطُوفٍ فَلَحِقَنِي رَاكِبٌ مِنْ خَلْفِي، فَالْتَفَتُّ فَإِذَا أَنَا بِرَسُولِ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم قَالَ مَا يُعْجِلُكَ قُلْتُ إِنِّي حَدِيثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ قَالَ فَبِكْرًا تَزَوَّجْتَ أَمْ ثَيِّبًا قُلْتُ بَلْ ثَيِّبًا قَالَ فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ قَالَ فَلَمَّا قَدِمْنَا ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ فَقَالَ أَمْهِلُوا حَتَّى تَدْخُلُوا لَيْلًا أَيْ عِشَاءً لِكَيْ تَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ وَتَسْتَحِدَّ الْمُغِيبَةُ قَالَ وَحَدَّثَنِي الثِّقَةُ أَنَّهُ قَالَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ الْكَيْسَ الْكَيْسَ يَا جَابِرُ يَعْنِي الْوَلَدَ

ترجمہ۔ ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی ان سے ہشیم نے ان سے سیار نے ان سے شعبی نے اور ان سے جابرؓ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں تھا جب ہم واپس ہو رہے تھے تو میں اپنے سست رفتار اونٹ کو تیز چلانے کی کوشش کر رہا تھا اتنے میں میرے پیچھے سے ایک سوار میرے قریب آئے میں نے مڑ کر دیکھا تو رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے آنحضور نے دریافت فرمایا جلدی کیوں کر رہے ہو۔ میں نے عرض کی کہ میری شادی ابھی نئی ہوئی ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کنواری عورت سے تم نے شادی کی ہے یا بیاہی سے؟ میں نے عرض کیا کہ بیاہی سے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر فرمایا' کنواری سے کیوں نہ کی' تم اس کے ساتھ کھیلتے اور وہ تمہارے ساتھ کھیلتی۔ بیان کیا کہ پھر جب ہم مدینہ پہنچے تو ہم نے چاہا کہ شہر میں داخل ہو جائیں' لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ٹھہر جاؤ' رات ہو جائے پھر داخل ہونا' تاکہ تمہاری آمد لوگوں کے علم میں آ جائے اور تمہاری بیویوں میں جو پراگندہ بال ہیں وہ کنگھا کر لیں' اور موئے زیر ناف صاف کر لیں ہشیم نے بیان کیا کہ مجھ سے ایک ثقہ راوی نے بیان کیا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث میں یہ بھی فرمایا کہ الکیس الکیس' یا جابرؓ! آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس سے اشارہ بچہ کی طرف تھا (کہ دانائی یہ ہے کہ عورت کے ساتھ ہم بستری کا مقصد محض قضاء شہوت نہ ہو بلکہ بچہ کی پیدائش بھی ہو۔

← حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَيَّارٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رضي الله عنهما أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ إِذَا دَخَلْتَ لَيْلاً فَلاَ تَدْخُلْ عَلَى أَهْلِكَ حَتَّى تَسْتَحِدَّ الْمُغِيبَةُ وَتَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَعَلَيْكَ بِالْكَيْسِ الْكَيْسِ تَابَعَهُ عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ وَهْبٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِي الْكَيْسِ

ترجمہ۔ ہم سے محمد بن ولید نے حدیث بیان کی' ان سے محمد بن جعفر نے حدیث بیان' ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی' ان سے سیار نے' ان سے شعبی نے اور ان سے جابر بن عبداللہؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (غزوہ تبوک سے واپسی کے وقت فرمایا' جب رات کے وقت تم مدینہ منورہ پہنچو تو اس وقت تک اپنے گھر میں نہ جانا جب تک ان کی بیویاں جو مدینہ منورہ موجود نہیں تھے اپنا موئے زیر ناف صاف کر لیں اور جن کے بال پراگندہ ہوں وہ کنگھا کر لیں۔ جابرؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر تمہارے لئے ضروری ہے کہ دانائی کا راستہ اختیار کرو' اس روایت کی متابعت عبیداللہ نے وھبؓ کے واسطہ سے کی' ان سے جابرؓ نے' الکیس' کے ذکر کے سلسلے میں۔

باب تَسْتَحِدُّ الْمُغِيبَةُ وَتَمْتَشِطُ الشَّعِثَةُ

جس کا شوہر گھر پر موجود نہ رہا ہوا سے جب وہ واپس آ رہا ہو اپنا موئے زیر ناف صاف کر لینا چاہیے اور کنگھا کرنا چاہیے

← حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا سَيَّارٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِي غَزْوَةٍ ، فَلَمَّا قَفَلْنَا كُنَّا قَرِيبًا مِنَ الْمَدِينَةِ تَعَجَّلْتُ عَلَى بَعِيرٍ لِي قَطُوفٍ ، فَلَحِقَنِي رَاكِبٌ مِنْ خَلْفِي فَنَخَسَ بَعِيرِي بِعَنَزَةٍ كَانَتْ مَعَهُ ، فَسَارَ بَعِيرِي كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنَ الإِبِلِ ، فَالْتَفَتُّ فَإِذَا أَنَا بِرَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي حَدِيثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ قَالَ أَتَزَوَّجْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ أَبِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا قَالَ

قُلْتُ بَلْ ثَيِّبًا قَالَ فَهَلَّا بِكْرًا تُلاعِبُهَا وَتُلاعِبُكَ قَالَ فَلَمَّا قَدِمْنَا ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ، فَقَالَ أَمْهِلُوا حَتَّى تَدْخُلُوا لَيْلًا أَيْ عِشَاءً لِكَيْ تَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ، وَتَسْتَحِدَّ الْمُغِيبَةُ

ترجمہ۔ مجھ سے یعقوب بن ابراہیم نے حدیث بیان کی' ان سے ہشیم نے حدیث بیان کی' انہیں سیار نے خبر دی انہیں شعبی نے' انہیں جابر بن عبداللہؓ نے' آپ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں تھے واپس ہوتے ہوئے جب ہم مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو میں اپنے ایک سست رفتار اونٹ کو تیز چلانے کی کوشش کرنے لگا ایک صاحب نے پیچھے سے میرے قریب پہنچ کر میرے اونٹ کو ایک چھڑی سے جوان کے پاس تھی مارا۔ اس سے اونٹ بڑی اچھی چال چلنے لگا۔ جیسا کہ تمہیں اچھے اونٹوں کی چال کا تجربہ ہوگا۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے میں نے عرض کی' یارسول اللہ' میری شادی نئی ہوئی ہے' آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر پوچھا' کیا تم نے شادی کر لی؟ میں نے عرض کی کہ جی ہاں۔ دریافت فرمایا' کہ کنواری سے کی ہے' یا بیاہی سے بیان کیا کہ میں نے عرض کی کہ بیاہی سے کی ہے۔ آنحضور نے فرمایا کنواری سے کیوں نہ کی' تم اس کے ساتھ کھیل کرتے اور وہ تمہارے ساتھ کھیل کرتی بیان کیا کہ پھر جب ہم مدینہ پہنچے تو شہر میں داخل ہونے لگے' لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ٹھہر رات ہو جائے پھر داخل ہونا۔ تاکہ پراگندہ بال عورت کنگھا کر لے اور جس کا شوہر موجود نہ رہا ہو۔ وہ موئے زیر ناف صاف کر لے۔

باب وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ إِلَى قَوْلِهِ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَى عَوْرَاتِ النِّسَاءِ

اور عورتیں زینت اپنے شوہروں کے سوا کسی پر ظاہر نہ ہونے دیں' اللہ تعالیٰ کا ارشاد "لم یظھروا علی عورات النساء"

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ اخْتَلَفَ النَّاسُ بِأَيِّ شَيْءٍ دُووِيَ جُرْحُ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَوْمَ أُحُدٍ، فَسَأَلُوا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ، وَكَانَ مِنْ آخِرِ مَنْ بَقِيَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِالْمَدِينَةِ، فَقَالَ وَمَا بَقِيَ مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، كَانَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ تَغْسِلُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ، وَعَلِيٌّ يَأْتِي بِالْمَاءِ عَلَى تُرْسِهِ، فَأُخِذَ حَصِيرٌ، فَحُرِّقَ فَحُشِيَ بِهِ جُرْحُهُ

ترجمہ۔ ہم سے قتیبہ بن سعید نے حدیث بیان کی' ان سے سفیان نے حدیث بیان کی' ان سے ابوحازم نے بیان کیا کہ اس سلسلہ میں لوگوں کی رائے میں اختلاف تھا کہ احد کی جنگ کے موقعہ پر (جب چہرہ مبارک زخمی ہو گیا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کونسی دوا استعمال کی گئی تھی۔ پھر لوگوں نے سہل بن سعد ساعدیؓ سے سوال کیا۔ آپ اس وقت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری صحابی تھے۔ جو مدینہ منورہ میں موجود تھے آپ نے فرمایا کہ اب کوئی شخص ایسا زندہ نہیں جو اس واقعہ کو مجھ سے زیادہ جانتا ہو فاطمہ رضی اللہ عنھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ مبارک سے خون دھورہی تھیں اور علی کرم اللہ وجہہ اپنی ڈھال میں پانی لا رہے تھے پھر ایک چٹائی جلائی گئی اور اسے آپ کے زخموں پر لگایا گیا۔

باب وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ

اور وہ بچے جو ابھی بلوغ کو نہیں پہنچے ہیں

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَابِسٍ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما سَأَلَهُ رَجُلٌ شَهِدْتَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم الْعِيدَ أَضْحًى أَوْ فِطْرًا قَالَ نَعَمْ لَوْلَا مَكَانِي مِنْهُ مَا شَهِدْتُهُ يَعْنِي مِنْ صِغَرِهِ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَصَلَّى ثُمَّ خَطَبَ، وَلَمْ يَذْكُرْ أَذَانًا وَلَا إِقَامَةً، ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ، فَرَأَيْتُهُنَّ يَهْوِينَ إِلَى آذَانِهِنَّ وَحُلُوقِهِنَّ يَدْفَعْنَ إِلَى بِلَالٍ، ثُمَّ ارْتَفَعَ هُوَ وَبِلَالٌ إِلَى بَيْتِهِ

ترجمہ۔ ہم سے احمد بن محمد بن عبداللہ نے حدیث بیان کی انہیں عبدالرحمن نے خبر دی انہیں سفیان نے خبر دی انہیں عبدالرحمان بن عابس نے اور انہوں نے ابن عباسؓ سے سنا آپ سے ایک شخص نے یہ سوال کیا تھا آپ بقر عید یا عید کے موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ موجود تھے آپ نے فرمایا کہ ہاں۔ اگر مجھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرب حاصل نہ ہوتا تو میں ایسے موقعہ پر حاضر نہیں ہوسکتا تھا۔ آپ کا اشارہ (اس زمانہ میں) اپنے بچپن کی طرف تھا۔ بیان کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لے گئے اور لوگوں کے ساتھ عید کی نماز پڑھی اور اس کے بعد خطبہ دیا آپ نے اذان اور اقامت کا ذکر نہیں کیا پھر آپ عورتوں کے پاس آئے اور انہیں وعظ و نصیحت کی اور انہیں صدقہ کا حکم دیا میں نے انہیں دیکھا کہ پھر وہ اپنے کانوں اور گلے کی طرف ہاتھ بڑھا بڑھا کر (اپنے زیورات) بلالؓ کو دیے لگیں۔ اس کے بعد بلالؓ کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر واپس تشریف لائے۔

باب قَوْلِ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهِ هَلْ أَعْرَسْتُمُ اللَّيْلَةَ وَطَعْنِ الرَّجُلِ ابْنَتَهُ فِي الْخَاصِرَةِ عِنْدَ الْعِتَابِ

کسی شخص کا اپنی بیٹی کے کوکھ میں غصہ کی وجہ سے مارنا

ترجمۃ الباب سے دو مسئلے بیان کرنا مقصود ہے:

ایک یہ کہ کیا ایک آدمی دوسرے سے یہ پوچھ سکتا ہے کہ "هل اعرستم الليلة؟" اور دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ عتاب کے موقع پر باپ اپنی بیٹی کو مار سکتا ہے جہاں تک دوسرے مسئلہ کا تعلق ہے وہ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے قصہ سے روایت میں صاف صاف معلوم ہو رہا ہے لیکن پہلا مسئلہ حدیث باب سے ثابت نہیں ہو رہا۔

علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ترجمۃ الباب میں مذکورہ پہلا مسئلہ صحیح بخاری کے اکثر نسخوں میں نہیں ہے۔ چنانچہ فتح الباری کے نسخہ میں صرف "باب طعن الرجل ابنته فی الخاصرة عند العتاب" کے الفاظ ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ترجمۃ الباب میں پہلے مسئلہ کا اضافہ ابن بطال نے اپنی شرح میں کیا ہے اگر مذکورہ مسئلہ واقعۃً ترجمۃ الباب میں نہیں پھر تو اشکال کی کوئی بات نہیں۔ البتہ اگر یہ مسئلہ ہے تو پھر ترجمۃ الباب اور حدیث کے درمیان ربط کے سلسلہ میں مختلف توجیہات بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ابن منیر مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ باپ کے لیے یہ ممنوع ہے کہ وہ اپنی بیٹی کے خاصرہ پر ہاتھ رکھے لیکن حالت عتاب میں اس کی اجازت ہے۔ جیسا کہ حدیث باب میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حالت عتاب میں ایسا کیا' اسی طرح آدمی کے لیے اپنے ساتھی سے عام حالت میں اس طرح کی بات پوچھنا ممنوع ہے۔ ہاں البتہ اگر دل کی باتیں ہو رہی ہوں تو ایسی مخصوص حالت میں پوچھا جا سکتا ہے۔

۲۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمۃ الباب میں مذکورہ مسئلہ ذکر کر کے آگے بیاض چھوڑ دیا تھا کہ وہاں اس مسئلہ کے اثبات کے متعلق کوئی حدیث لکھیں گے۔ مثلاً ابوطلحہ اور ام سلیم کا قصہ مشہور ہے کہ ان کے بچے کا انتقال ہو گیا تھا۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوطلحہ کو بتایا نہیں' دونوں نے رات ساتھ گزاری' پھر صبح انہیں بتایا۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ واقعہ بتایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا "هل اعرستم الليلة" تو انہوں نے

''نعم'' کہا۔''وسیاتی بھذا اللفظ فی اوائل کتاب العقیقة''

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِکٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِیهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ عَاتَبَنِی أَبُو بَکْرٍ وَجَعَلَ یَطْعُنُنِی بِیَدِهِ فِی خَاصِرَتِی فَلَا یَمْنَعُنِی مِنَ التَّحَرُّکِ إِلَّا مَکَانُ رَسُولِ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم وَرَأْسُهُ عَلٰی فَخِذِی

ترجمہ۔ ہم سے عبداللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی انہیں مالک نے خبر دی انہیں عبدالرحمان بن قاسم نے انہیں ان کے والد نے اوران سے عائشہؓ نے بیان کیا کہ (آپ کے والد) ابوبکرؓ مجھ پر غصہ ہوئے اور میری کوکھ میں کچو کے لگانے لگے۔لیکن میں حرکت بھی اسوجہ سے نہ کرسکی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر مبارک میری ران پر موجو تھا (اور آپ سور ہے تھے)۔

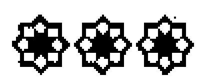
الحمدللہ عطاء الباری اردو شرح بخاری للبنات مکمل ہوئی۔اللہ تعالیٰ اسے عالمات وطالبات کیلئے نافع بنائے اور مرتب وناشر کیلئے ذخیرہ آخرت بنائے

والسلام

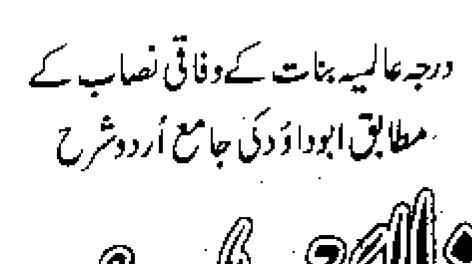
محمد عطاء المنعم

استاذ الحدیث جامعہ حمیرا للبنات رحیم یار خان





درجہ عالیہ بنات کے وفاقی نصاب کے
مطابق ابوداؤد کی جامع اردو شرح





صحیح البخاری - صحیح المسلم - جامع الترمذی اور سنن ابوداؤد کے سابقہ وفاقی
پرچہ جات کے اضافہ کیساتھ.....درجہ عالیہ کی معلمات وبنات کیلئے
بہترین اردو شرح جدید خوبیوں سے آراستہ

مقدمہ ازافادات
شیخ الحدیث عارف باللہ
حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب
دامت برکاتہم العالیہ

تقریظ
جامع المعقول والمنقول
حضرت مولانا شبیر الحق کشمیری مدظلہ
(استاذ الحدیث جامعہ خیر المدارس ملتان)

اِدارہ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان
[061-4540513-4519240

قدیم وجدید شارحین حدیث کے علوم ومعارف
کی امین مشکوٰۃ شریف کی پہلی مفصل اُردو شرح

کامل 3 جلد



خیر المفاتیح

اُردو شرح

مشکوٰۃ المصابیح

از جامع المعقول والمنقول حضرت علامہ شبیر الحق کشمیری مدظلہ (استاذ الحدیث جامعہ خیر المدارس ملتان)
تلمیذ رشید : حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی - مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی رحمہما اللہ

مع افادات
استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ
شیخ الحدیث حضرت مولانا نذیر احمد صاحب رحمہ اللہ
حضرت علامہ نواب محمد قطب الدین دھلوی رحمہ اللہ

اِدارۂ تالیفاتِ اَشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان
[061-4540513-4519240